مرآۃ المناجیح

شرح

مشکوٰۃ المصابیح

مصنف

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی

مکتبہ اسلامیہ ۴۰ اردو بازار لاہور

مرآۃ المناجیح

شرح

مشکوٰۃ المصابیح

مصنف

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رح

مکتبہ اسلامیہ ۴۰ اردو بازار لاہور

marfat.com

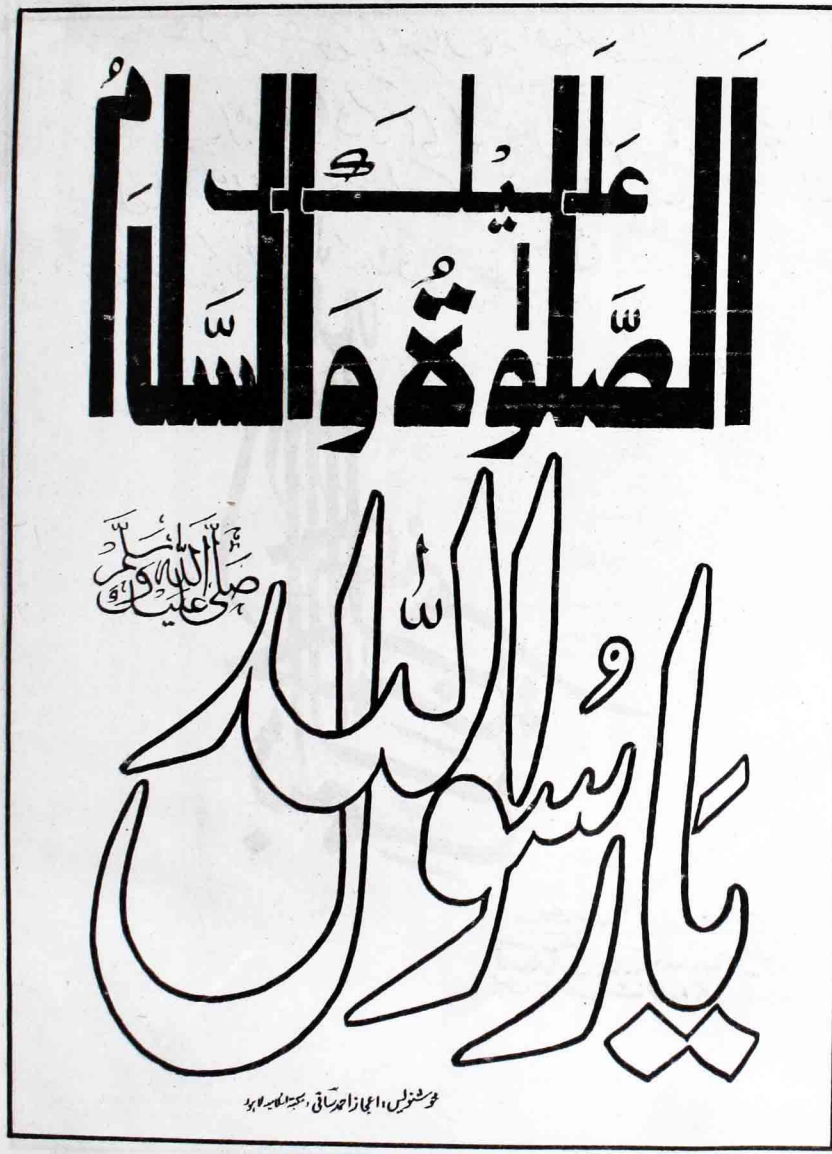

عَلَیْکَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ

یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم

خوشنویس، اعجاز احمد ساقی، مکتبہ اسلامیہ لاہور

marfat.com

فہرست مضامین
مراۃ المناجیح جلد ہفتم

مضمون	صفحہ
کتاب الرقاق پہلی فصل رقاق کی تشریح	21
نرمی دل اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے	21
غنا کیا ہے	29
دوسری فصل	30
تقویٰ کے تین درجے ہیں	30
پختہ مکان کی ممانعت کی حکمت	34
ہنگامی حالات کا حکم	34
کونسی پختہ عمارت بنانا عبادت ہے اور کونسی گناہ	35
کون سی برائی بیان کرنا غیبت نہیں	36
ہر سلام کا جواب دینا فرض نہیں	36
نبی کریم کی خوشنودی سب سے بڑی عبادت ہے	37
کون سی عمارت وبال ہے	37
شخصی اور قومی زندگی کا فرق	38
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں سے بے تعلق نہیں	39
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مختار کل ہیں مگر آپ نے غریبی پسند فرمائی	41
تابعی اور صحابی کی مرسل حدیث معتبر ہے	41
تھوڑا کھانے سے کتنے فائدے ہوتے ہیں	42
زیادہ مال کی خرابیاں	43

مضمون	صفحہ
تیسری فصل	45
تقویٰ کے چار درجے ہیں	45
کس کے لئے بھیک اور نذرانے حرام ہیں	48
مال جمع کرنا جائز ہے	49
عبادت اور عبودیت کا بیان	51
کونسا مال جمع کرنا حرام اور کونسا جائز	51
حضرت حکیم الامت کی پاکستان کے لئے بہترین دعا	51
منحوس لوگوں کی پہچان	52
عورت پر مرد کی فضیلت کا بیان	53
زیادہ اور تھوڑے مال اور علم کا فرق	57
نبی کریم کائنات میں سب سے زیادہ فصیح البیان ہیں	58
وداع کرنے کا سنت طریقہ	61
نبی کریم کا علم غیب	62
نبی پاک ہر متقی کے قریب ہیں	62
لفظ اولیٰ کے معنی قریب ہیں	62
باب فقیری کی فضیلت کے بیان اور نبی کریم کی زندگی شریف کے بیان ہیں	63
پہلی فصل	63
فقر امیر اور صابر شاکر میں فرق	63
اللہ اپنے بندوں کی ہر آرزو پوری کرتا ہے	64
اولیاء اللہ سے دیا قائم ہے وسیلہ کا ثبوت	65

مضمون	صفحہ
دین فقیروں میں دنیا امیروں میں	66
دینی مدرسے دین ہیں اسکول کالج دنیا ہیں	66
حضور کی فقیری اختیاری تھی	68
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت	68
ہر مضر صحت چیز شریعت "حرام ہے	69
دینی طلبا کا پہلا مدرسہ اصحاب صفہ کی تعداد اور مدرسہ نبوی کے ناظم اعلیٰ	70
کس کے لئے خلوت بہتر ہے کس کے لئے جلوت	71
سب سے زیادہ بدنصیب کون ہے	71
صدیق کا درجہ شہید سے زیادہ	73
اللہ رسول جھوٹ سے پاک ہیں	73
تیسری فصل	76
باب توکل والصبر پہلی فصل	76
توکل اور صبر کی بحث	77
کوئی نبی اور امتی میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ سے پوشیدہ نہیں	77
تبلیغ میں نبی سے غلطی نہیں ہو سکتی	78
دیگر اندازوں میں غلطی ہو سکتی ہے	79
حضرت عکاشہ اور نبی کریم کا عجیب معجزہ	80
شکر اور صبر کی قسمیں	80
کون سا حریص اچھا ہے کون سا برا	82
دوسری فصل	84
صحیح اور حق توکل کیا ہے	85

marfat.com

مضمون	صفحہ
افراط و تفریط کیا ہے	
کونسی پیری فقیری شیطانین ہے	86
مال برباد کرنے کی صورتیں	91
تقدیر کی قسمیں	
چار بندے چار چیزوں سے محروم نہیں ہوتے	93
	94
تیسری فصل	94
عرب کے صوبے اور نجد کے معنی نبی کریم کا اخلاق اور توکل	94
	93
عمل دین سیکھنا بہت بڑی عبادت ہے	93
طالب علم کا درجہ	93
توکل کرنے والے صحابی کی کرامت	94
دنیا میں نیچوں کو اور دین میں اونچوں کو دیکھو	94
دوسری فصل	95
نبی پاک کا حاضر ناصر ہونا شاہ عبدالعزیز کا واقعہ	95
	96
آخرت میں نبی پاک کہاں ملیں گے اور دنیا میں کہاں	99
	103
نبی پاک سے محبت بڑی نعمت ہے	103
بڑے عہدے والے کو دکھ بھی زیادہ حضرت ابوطالب اور خدیجہؓ کی وفات	104
میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سید الصابرین ہیں	104
تیسری فصل	
مانگنے کے تین طریقے	105
امیر معاویہ کی خدمت اہلیت	105
نبی کریم کے دروازے کے سب بھکاری ہیں	106
سادہ زندگی عین ایمان ہے	107

مضمون	صفحہ
دنیا میں حقیقی صاحب کمال کون ہے	108
حوض والمل میں فرق	109
نبی کریم اور دوسروں کے علم میں فرق	109
نبی کریم اور صدیق فاروقؓ اور مصنف شرح ہذا کی عمریں	110
تیسری فصل	111
یقین چار قسم کا ہے	111
بخل اور لمبی امیدوں کا فساد	
باب استجاب المال والعمر للطاعۃ	112
پہلی فصل	
مال اور عمر کا ترجمہ	114
کونسی چیز مومن کو غنی بناتی ہے	116
باب الریاء والسمعۃ	117
پہلی فصل ریا کے معنی	117
ریا اور غرور میں فرق	117
نبی کریم کی رضا کے لئے عبادت کرنا	
عبادت کا کمال ہے ریا نہیں	118
دوسری فصل	119
نفلی عبادت گھر میں زیادہ بہتر ہے	121
کامل مومن کون ہے	121
فریب کاری کے لئے اسلام اور قرآن کو استعمال نہ کرو	122
بھیڑیا اور شیر میں فرق	122
اچھا عمل وہ جو ہمیشہ ہو	123
تیسری فصل	124
نبوت کی تبلیغ ضروری ولایت کو چھپانا ضروری ہے، عملاً کے لئے اپنے کو ظاہر کرنا ضروری ہے	126
حق دین کونسا ہے جس میں اولیاء اللہ نہ ہوں وہ جماعت جہنم کے لائق ہے	126

مضمون	صفحہ
شرک کی قسمیں	127
ضرورت شرعی کی وجہ سے نفلی روزہ توڑنا جائز ہے، قضا واجب ہے	129
اخلاص والی عبادت کا فائدہ	130
مولانا محمد یار صاحب کا وعظ	132
باب البکاء والخوف پہلی فصل رونے کی قسمیں	132
نبی کریم سارے جہان سے طاقت والے ہیں	133
درایت و علم کا فرق درایت کی نفس سے علم کی نفی نہیں ہوتی	133
عرب میں بت پرستی کس نے ایجاد کی	134
ریشم اور باجے قوالی کا حکم	135
کون کس حال میں قبر سے اٹھے گا	137
دوسری فصل	137
راحنہ اور رادفہ سے مراد	140
شہید کے خون سے عالم کی سیاہی بہتر ہے	141
کافر اور مومن کی موت میں فرق	142
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کتنے بال سفید تھے	142
تیسری فصل	143
اللہ تعالیٰ کس وقت اپنے بندے کی رضا چاہتا ہے	145
صدیق و فاروق کا مرتبہ	145
امید اور خوف میں کون افضل ہے اور خوف و خشیت تقویٰ میں فرق	145
عرف اور معروف میں فرق	146
بہتا خون اور بہتے آنسو کا فرق	146
باب لوگوں میں تبدیلی کا بیان	146

marfat.com

مضمون	صفحہ
پہلی فصل	146
سب سے بڑی عبادت معاملات کی صفائی ہے	147
دوسری فصل	149
سب سے پہلے مدینہ منورہ میں کون پہنچا	150
ایک دسترخوان پر چند کھانے اور دیواروں چھتوں پر پردے لٹکانا بدعت حسنہ ہے	150
فقیر اور امیر میں کون افضل ہے	151
موت کی دعا کب جائز ہے	152
مسلمان کی ہیبت کافر کے دل سے کب ختم ہوتی ہے	152
امانت دار قوی دل اور خائن بزدل ہوتا ہے	153
کثرت زنا سے علم اٹھ جاتا ہے جنگ قتل زیادہ ہوتا ہے	153
تیسری فصل	153
حلال میں برکت ہے حرام میں بے برکتی	153
باب پہلی فصل	154
ہر چیز اصل میں حلال ہے	155
وجد کے عالم غنا فاغنی کی بہترین تفسیر	156
نبی کریم کی پہلی تبلیغ	156
قبیلہ بطن فخذ کا فرق	157
وہابی کفار مکہ سے بدتر ہیں	157
ابی لہب کا نام اور وجہ تسمیہ	157
نبی کریم نے پہلی تبلیغ پہاڑ صفان پر کیوں کی جہاد کب فرض ہوتا ہے	157
اکثر کے لئے کل کا حکم ہوتا ہے اصول فقہ کا قانون موجودہ کچہری عدالت	

مضمون	صفحہ
نہیں	160
تیسری فصل	161
کتاب الفتن پہلی فصل	163
فتنے کے چودہ معنی	163
اللہ تعالیٰ نے نبی کریم کو ذرے ذرے کا علم عطا کیا	163
سکھانے اور بتانے کا فرق	163
رافضی، خارجی، وہابی نجدی سب عرب میں پیدا ہوئے	167
آجکل کے بیدین پیروں سے بچنا لازم ہے	168
امام حسین نے یزید کی بغاوت نہ کی تھی امام حسین کو باغی کہنے والا بیدین ہے	168
کافر کے معنی ناشکرا بھی ہے	168
جو نبی کریم کے نزدیک ہو گیا وہ بھی غیب دان ہو گیا	171
گناہ اور اس کا ارادہ دونوں گناہ ہیں	173
دوسری فصل	174
فائدہ اور سائق میں فرق	174
نبی کریم نے قیامت تک فتنہ گروں کا نام و پتہ بھی بتا دیا	174
ظالم سے گمراہ گر عالم زیادہ برا ہے	174
بعیت کی قسمیں	175
خلافت و امامت کا زمانہ	175
اسلام میں کون پہلا خلیفہ اور کون پہلا سلطان ہوا	176
کفن چور کا ہاتھ نہیں کٹے گا	178
یزید مردود ہے	179
حرہ کا واقعہ	179

مضمون	صفحہ
تمام صحابہ عادل ہیں	180
گاؤں یا جنگل میں جمعہ یا عید فرض نہیں	182
امیر معاویہ کا درجہ	182
ویل کے معنی	184
پیر کے فوٹو کو چومنا بھی بت پرستی ہے	186
تیس جھوٹے نبی	186
خاتم کے معنی آخری	186
تیسری فصل	187
اسلامی سلطنت کے ستر سال	187
بنی امیہ کا کل دور حکومت انگریزی کی نقل کریں گے نبی خبر تیرا فتنہ کون ہے	188
لڑائیوں کا بیان پہلی فصل	189
غلام احمد قادیانی بھی دجال ہے	190
دین کا عالم کس طرح اٹھے گا	190
انسانی ولادت کب بند ہو گی	191
ترکیوں کو ترک کیوں کہتے ہیں یا جوج ماجوج کون ہیں	191
یاجوج ماجوج کی شکل اور خروج کی جگہ	192
سلطنت یہود کی نبی نے پیشین گوئی	192
دنیا کے آخری بادشاہ کا نام کتنے بادشاہوں کی ساری دنیا پر بادشاہت رہی	193
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہاں اتریں گے	193
دجال کہاں قتل ہو گا	197
قسطنطنیہ کا نام اس کی وجہ	198
دوسری فصل	201
	201

marfat.com

مضمون	صفحہ
(مصر قریہ مدینہ بلد کا فرق)	205
دنیا میں چار شہر زمین کی جنت ہیں	207
ختم اور فاتحہ شریف کا بہترین ثبوت	208
تیسری فصل	208
باب علامات قیامت	210
پہلی فصل	210
اشرات اور قیامت کے نام	210
فریب قیامت سولہ قسم کے عیبوں سے پانچ قسم کے عذاب آئیں گے	2217
امام مہدی کا نام ولقب قسط اور عدل کا فرق	219
عقرب کے معنی	219
(انا من الحسن کے معنی)	221
امیر معاویہ کی سچی پیشین گوئی	221
ابدال بننے کی دعا	221
شیعوں کے نزدیک امام مہدی کون ہے	222
اولیاء کے درجے اور تعداد	222
قطب عالم اور غوث اعظم اوتاد کی جگہ رہائش	222
اوتاد کی جگہ رہائش	222
فقہی مسائل کشف سے ثابت نہیں ہوسکتے	222
تیسری فصل	224
سیاہ لباس ماتم ہیں اور جائز ہے	224
ٹڈی کا خاتمہ قریب قیامت ہوگا	
ٹڈی برکت والا جانور ہے	226
اصولی فرعی امتوں کی تعداد	226
قیامت کے سامنے والی علامات اور دجال کا باب، پہلی فصل	226
دجال کا ترجمہ اور دجال کی قسمیں	226

مضمون	صفحہ
سورج کا سجدہ اور اس کا چکر	230
جھوٹے خدا اور جھوٹے نبی میں فرق	231
کانا آدمی شرارتی ہوتا ہے	231
سب سے پہلے دجال سے نوح علیہ السلام نے ڈرایا	232
نبی کریم اگلے پچھلوں کو ہر وقت دیکھ سکتے ہیں	237
جس دن ایک سال برابر دن ہوگا تو نمازیں کیسے پڑھی جائیں گی	237
یاجوج ماجوج کا ذکر	238
زلفہ اور زلفہ کا قرب	238
مقابلے اور غیر مقابلے کے وقت معجزے اور کرامت کا فرق	242
نبی کا عمل غیر نبی کے عمل سے زیادہ درجہ رکھتا ہے	243
دجال کا مذہب اور دجال کے پہلے ساتھی	243
کفار کی مشابہت کب جائز ہے کب منع	243
دجال کی لاش کتے کھائیں گے گلیوں میں پڑی ہوگی	244
عمر ابن عاص نے دجال کو ایک جزیرے میں بندھا ہوا دیکھا	248
دجال کے منہ سے نبی کریم کی تعریف	249
مسیح اور دجال کے معنی حضرت عیسیٰ کبھی کبھی اب بھی زمین پر آتے ہیں	250
دوسری فصل	251
دجال کا حلیہ	252
بعض لوگ اعمال میں صحابہ سے بڑھ سکتے ہیں لیکن درجے نہیں	253

مضمون	صفحہ
بد مذہب کے پاس مت جاؤ	254
سب سے پہلے امیر اور فیشن پرست لوگ دجال کو مانیں گے	255
جنات ہر شکل میں آسکتے ہیں	256
دجال کو علم غیب دیا گیا	256
تیسری فصل	257
کافر اور بے دینوں سے ڈرنا خوف خدا کی نشانی ہے	258
باب قصہ ابن صیاد پہلی فصل	258
ابن صیاد کا نام اور لقب اور مذہب	259
فساد اور برائی کو روکنے کے لئے جاسوسی کرنا جائز ہے	261
دوسری فصل	265
جنگ حرہ کس نے کی	265
دجال اور اس کے ماں باپ کے حالات	266
کن عورتوں کو غیر مرد کا دیکھنا جائز ہے	267
باب عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری	268
پہلی فصل	268
مرزا غلام احمد قادیانی مسیح نہیں ہوسکتا	269
تیسری فصل	271
قیامت کے معنی اور اس کی قسمیں	272
باب قیامت کا قریب ہونا	272
پہلی فصل	272
نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر چیز کا علم عطا فرمایا گیا	273
دوسری فصل	274
نبی پاک کو قیامت کا پورا علم ہے	275
دنیا کی مدت اور نبی کریم و آدم علیہ السلام کی مدت کا فاصلہ	275

marfat.com

مضمون	صفحہ
تیسری فصل	275
لات اور عزیٰ کی معنی	278
حضرت عیسیٰ کس کے ہم شکل ہوں گے	279
باب صور پھونکنے کا بیان پہلی فصل	281
صور اور اس کی آواز	281
انسان کے اصل اجزاء	282
محشر و تاخ میں فرق	282
تبدیلی کی قسمیں	284
دوسری فصل	285
نبی پاک حضرت اسرائیل کو دیکھ رہے ہیں	285
ہر مصیبت میں کام آنے والے کلمات	286
صور کتنا بڑا ہے	286
تیسری فصل	286
راجفہ اور رادفہ کا فرق	286
صور پھونکنے کے وقت	287
حضرت جبریل و میکائیل کہاں ہوں گے	287
حشر کا بیان پہلی فصل	287
صحابی کی تعریف	287
حشر کے دن کون سے لوگ باپردہ اٹھیں گے	290
باپ اور والد کا فرق	293
آذر حضرت ابراہیم کا بھائی ہو سکتا ہے والد نہیں	293
حضرت نوح نے اپنے بیٹے کی شفاعت نہ کی نہ اس کی زندگی میں اس کے متعلق بات کی بلکہ ایک مسئلہ پوچھا تھا	293
دوسری فصل	297
مومن کس طرح جنت میں جائیں گے	298

مضمون	صفحہ
کافر کس طرح محشر میں جائیں گے	299
علم الیقین، عین الیقین، حق الیقین	299
تیسری فصل	299
حشر تین قسم کا ہے	300
باب حساب بدلہ اور ترازو کا بیان پہلی فصل	300
کف کے معنی	302
نبی پاک اپنی امت کے پردہ پوش ہیں	303
ہر مومن بخشا جائے گا	303
ہر شخص کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا مگر کافر مومن کے دیدار میں فرق	307
رب تعالیٰ کے دیدار کی تشبیہ	307
دوسری فصل	308
بعض لوگ حساب محشر سے بری ہیں	308
اچھوں کی طفیل بدوں کی بخشش	308
قیامت میں کوئی شخص اندھا کانا جاہل ان پڑھ نہ ہوگا	310
کلمہ طیبہ کے لئے اخلاص شرط ہے	311
نبی کریم کے اعمال تولنے کے لئے کوئی ترازو نہ بنی	311
تیسری فصل	312
قیامت میں نبی کریم کو کہاں تلاش کیا جائے	312
سزا اور جرم کی حدود مقرر ہیں	313
سزا دینے کا طریقہ اور کتنی سزا دینی چاہئے	314
ہر مومن بخشا جائے گا	314
ہر شخص کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا	314
باب حوض اور شفاعت کا بیان	316
نبی کریم اور دیگر انبیاء کے حوض کا	

مضمون	صفحہ
بیان	316
شفاعت کا ترجمہ اور قسمیں	316
آیت اور درود شریف پڑھنے کا مقصد	323
حضرت نوح نے اپنے بیٹے کنعان کی شفاعت نہ کی	323
نبی کریم کی محشر میں کتنے عرصہ تک تلاش ہوگی	324
نبی کریم کی سجدہ محشر کی شان	325
نبی کریم کا اسم پاک احمد کیوں ہے	327
آپ کا نام محمد کیوں ہے	327
نبی کریم اپنی امت کی خاطر ہر جگہ پر تشریف لے آتے ہیں	328
نبی کریم دستگیر دو جہان ہیں	328
ابو طالب عند اللہ مومن ہیں، شرعاً کافر	328
نبی کریم کی شفاعت سے کوئی بے نیاز نہیں	329
میدان محشر کا پسینہ کتنا ہوگا	331
نبی پاک کا رونا امت کی نجات کیلئے ہے	332
قرآن مجید میں جیسی آیت ہو ویسی ہی دعا مانگنے دعا کے وقت آنسو نکلنا قبولیت کو نشانی ہے	332
مومن قبر و حشر میں اللہ رسول کو کس طرح پہچانیں گے	336
کافر منافق اور گنہگار کا جہنم میں جانے کا طریقہ	337
(ہر حیات کہاں ہے)	337
پل صراط بھی نہیں بنا بعد حساب کتاب بنے گا	341

marfat.com

مضمون	صفحہ
(ویل کے معنی)	341
والدین کو خرچہ نہ دینے والے کو سزا	346
کونسی بے ادبی معاف ہے	346
امید سب سے بڑی عبادت ہے	350
دوسری فصل	352
حضرت ابراہیم کی عظمت دیگر انبیاء پر کوہی ہے	356
نبی کریم کی امت کے منہ پر پل پر سے گھر کیا اہم ہوگا	357
کون کتنی شفاعت کرے گا	359
نیکیوں کو دیکھنا بھی فائدہ مند ہے	361
صدر کے معنی	362
تیسری فصل	363
خلیل اور حبیب کا فرق	365
جنتی کتنی قسم کے ہیں اور جنت کے معنی	367
شجر طوبیٰ کیا چیز ہے	369
ایک جنتی کو کتنے باغ ملیں گے اور کس چیز کے ہوں گے	370
جنتی گھروں کی منزلیں اور ان کا فاصلہ	371
شمالی ہوا کی برکت جتی ہوا کو شمالی ہوا کہتے ہیں	372
نبی کریم جنت میں بھی سراجا" منیرہیں	373
تصدیق کی قسمیں	375
فارسی اور عربی زبان کا فرق	376
بندے کی اللہ تعالیٰ سے اور اللہ تعالیٰ کی بندے سے رضا کی علامت	376
تمنا اور امید میں فرق	377
دوسری فصل	378
ہر جنتی کی جنت میں کتنی بیویاں ہوں گی	381
مردوں میں کتنی طاقت ہے	381
سدرۃ المنتہیٰ کو منتہی کیوں کہتے ہیں	383
جنت میں کتنے جانور جائیں گے	365
روح کے معنی	365
نور کے اولاد ہو سکتی ہے	391
تیسری فصل	393
باب اللہ تعالیٰ کا دیدار	395
پہلی فصل	395
سب سے اچھی عبادت تلاوت ہے	
اگرچہ بے سمجھے ہو بشرطیکہ تلفظ صحیح ہو	395
دوسری فصل	398
تمثیل اور تشبیہ کا فرق	399
تیسری فصل	400
نبی کریم نے رب تعالیٰ کو بار بار دیکھا	404
نبی کریم نے رب کو کس طرح دیکھا	404
رفرف کے معنی	404
باب آگ اور آگ والوں کا بیان	405
پہلی فصل	405
اہل نار کون ہیں	405
دوزخ ابھی کسی اور جگہ ہے بعد قیامت دوسری جگہ ہمیشہ کے لئے رکھی جائے گی	406
حضرت ابو طالب کا ایمان کیسا ہے	407
ارادہ اور امر میں فرق اور کفر کی تعریف کیا ہے	409
احد کے معنی اور کافروں کی دوزخی شکل	410
دوسری فصل	410
ہبب کے معنی	419
تیسری فصل	419
باب جنت و دوزخ کی پیدائش	421
پہلی فصل	421
ظلم کے دو معنی	423
دوزخ اور جنت کی وجہ	422
وہ کون سے انسان ہیں جو اولاد آدم نہیں	423
دوسری فصل	424
جنت دوزخ کا راستہ	425
تیسری فصل	425
باب پیدائش کی ابتداء اور ذکر انبیاء کرام	426
پہلی فصل	426
صحابہ کا عقیدہ نبی کریم کے علم کے بارے میں	427
سب سے پہلا کونسا پہاڑ بنا	427
غضب اور رحمت کی قسمیں	428
حضرت آدم کا پتلا کیسے اور کہاں بنا	429
ختنہ کب سے شروع ہوا	430
توریہ جائز ہے	431
لونڈی غلام کس طرح بنتے ہیں	433
شرم و حیا سنت انبیاء ہے' بے شرمی بے پردگی طریقہ کافر ہے	435
وراثت اور علم میں فرق 435	
خضر علیہ السلام کا بیان	439
ولی بنے کا طریقہ	439
خضر علیہ السلام کے نبی ہونے کی دلیل	439
نبی کی طاقت فرشتے سے زیادہ ہے	441
حضرت عزرائیل کو آنکھ نکلنے اور چیخ کا در د نہ ہوا	441

marfat.com

مضمون	صفحہ
بلانا تین قسم کا ہے حضرت موسیٰ نے کیوں مارا	441
نور آگ سے نہیں جلتا	442
نبی ہر وقت ہر چیز سے خبردار ہوتے ہیں	446
قرآن کریم پڑھنے میں حضرت علی کی کرامت	446
وحی اور اجتہادی فیصلہ میں فرق	447
چھوٹے عالم کے فیصلے سے بڑے عالم کا فیصلہ رد ہو سکتا ہے	448
مذہب اور دین کا فرق	448
دوسری فصل	451
بطحا کے معنی	452
بادل کے تین نام	452
نبی کریم سے مانگنا عین عبادت اللہ ہے اور اصل ایمان ہے	454
شفیع اور حاکم کے درجوں میں فرق	454
کونسا فرشتہ کس انسان سے افضل ہے	457
جمعہ کی شام کو دعا کیوں قبول ہوتی ہے	458
نبی سے کوئی زمانہ خالی نہیں	458
نبی رسول مرسل میں فرق اور ان کی تعداد	461
صحابہ کرام کی تعداد اور ساری مخلوق میں بعد الانبیا اصل کو	462
خاتمہ	462

marfat.com

كِتَابُ الرِّقَاقِ

دل کو نرم کردینے والی باتوں کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

پہلی فصل

رقاق جمع ہے رقیق کی ۔ بمعنی نرمی و پتلی چیز جیسے صغیر کی جمع صغار' کبیر کی جمع کبار' اور کریم کی جمع کرام' اور رقیقہ کی جمع رقائق آتی ہے' جیسے دقیقہ اور حقیقہ کی جمع دقائق اور حقائق ہے' اسی کا مقابل ہے غلیظ' یہاں رقاق سے مراد حضور کے وہ کلمات طیبہ جو تاقیامت مسلمانوں کے دل نرم کردیں' جیسے لوہا نرم ہو کر اوزار' اور سونا نرم ہو کر زیور' اور مٹی نرم ہو کر کھیت یا باغ' آٹا نرم ہو کر روٹی وغیرہ بنتے ہیں' ایسے ہی انسان دل کا نرم ہو کر ولی' صوفی' عارف وغیرہ بنتا ہے' دل کی نرمی اللہ کی بڑی نعمت ہے' یہ نرمی دل بزرگوں کی صحبت اور ان کے پاک کلمات سے نصیب ہوتی ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِيْهِمَا كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۴۹۲۴) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں' فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو نعمتیں ہیں جن میں بہت لوگ گھاٹے میں ہیں' تندرستی اور فراغت ا۔ (بخاری)

(۴۹۲۴) ا۔ یعنی تندرستی اور عبادت کے لئے موقعہ مل جانا اللہ کی بڑی نعمتیں ہیں' مگر تھوڑے لوگ ہی اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں' اکثر لوگ انہیں دنیا کی کمانے میں صرف کرتے ہیں' حالانکہ دنیا کی حقیقت یہ ہے کہ محنت سے جو ٹانمشقت سے اس کی حفاظت کرتا' حسرت سے چھوڑنا' خیال رہے کہ فراغت اور بیکاری میں فرق ہے فراغت اچھی چیز ہے' بیکاری بری چیز۔ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جنتی لوگ کسی چیز پر حسرت نہ کریں گے' سوائے ان ساعتوں کے جو انہوں نے دنیا میں اللہ کے ذکر کے بغیر صرف کردیں۔ (مرقاۃ)

وَعَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ مَا الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مِثْلُ مَا يَجْعَلُ اَحَدُكُمْ اِصْبَعَهٗ فِي الْيَمِّ فَلْيَنْظُرْ بِمَ يَرْجِعُ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۴۹۲۵) روایت ہے حضرت مستورد ابن شداد سے ا۔ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ کی قسم' نہیں ہے دنیا آخرت کے مقابل مگر ایسی جیسے تم میں سے کوئی اپنی انگلی سمندر میں ڈالے' پھر دیکھے کہ انگلی کتنا پانی لے کر لوٹتی ہے ۲۔ (مسلم)

(۴۹۲۵) ا۔ آپ بہت کم سن صحابی ہیں' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت بالکل نو عمر تھے' مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام شریف یاد رکھا۔ روایت کیا۔ مصر میں قیام رہا' (اکمال' اشعہ) ۲۔ یہ بھی فقط سمجھانے کے لئے ہے' ورنہ فانی اور متناہی کو باقی غیر فانی غیر متناہی سے وجہ نسبت بھی نہیں' جو بھیگی انگلی کی تری کو سمندر سے ہے' خیال رہے کہ دنیا وہ ہے جو اللہ سے غافل کر دے' عاقل عارف کی دنیا تو آخرت کی کھیتی ہے' اس کی دنیا بہت ہی عظیم ہے' غافل کی نماز بھی دنیا ہے' جو وہ نام نمود کے لئے کرتا

marfat.com

ہے، عاقل کا کھانا، پینا، سونا جاگنا بلکہ جینا مرنا بھی دین ہے کہ حضور کی سنت ہے، مسلمان اس لئے کھائے پئے سوئے جاگے کہ یہ حضور کی سنتیں ہیں۔ حیاۃ الدنیا اور چیز ہے، حیوۃ فی الدنیا اور حیاۃ للدنیا کچھ اور، یعنی دنیا کی زندگی، دنیا میں زندگی، دنیا کے لئے زندگی، جو زندگی دنیا میں ہو، مگر آخرت کے لئے ہو، دنیا کے لئے نہ ہو وہ مبارک ہے۔ مولانا فرماتے ہیں۔ شعر:۔

☆ آب در کشتی ہلاک کشتی است ☆ آب اندر زیر کشتی پشتی است ☆

کشتی دریا میں رہے تو نجات ہے، اور اگر دریا کشتی میں آجاوے تو ہلاک ہے، مومن کا دل مال و اولاد میں رہنا چاہیے مگر دل میں اللہ و رسول کے سوا کچھ نہ رہنا ضروری ہے۔

وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰى جَدْيٍ اَسَكَّ مَيِّتٍ قَالَ اَيُّكُمْ يُحِبُّ اَنَّ هٰذَا لَهٗ بِدِرْهَمٍ فَقَالُوْا مَا نُحِبُّ اَنَّهٗ لَنَا بِشَيْءٍ قَالَ فَوَاللّٰهِ لَلدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذَا عَلَيْكُمْ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۴۹۲۶) روایت ہے حضرت جابر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بھیڑ کے مرے بچے پر گزرے، تو فرمایا کہ تم میں سے کوئی یہ پسند کرے گا کہ یہ اسے ایک درہم کے عوض ملے؟ اصحابہ نے عرض کیا، ہم نہیں چاہتے کہ یہ ہمیں کسی بھی چیز کے عوض ملے، تو فرمایا اللہ کی قسم! دنیا اللہ کو اس سے زیادہ ذلیل ہے، جیسی یہ تمہارے نزدیک ہے۔ (مسلم)

(۴۹۲۶) ا۔ یعنی بکری کا مردار بچہ کوئی چار آنے میں بھی نہیں خریدتا کہ اسکی کھال بیکار اور گوشت وغیرہ حرام ہے، اسے کون خریدے، ۲۔ دنیا کے معنی ابھی عرض کیے گئے، وہ یاد رکھے جاویں، صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ دنیا دار کو تمام جہان کے مرشد ہدایت نہیں دے سکتے، تارک الدنیا دیندار کو سارے شیاطین مل کر گمراہ نہیں کر سکتے، دنیادار دینی کام بھی کرتا ہے تو دنیا کے لئے، اور دیندار دنیاوی کام بھی کرتا ہے تو دین کے لئے۔

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۴۹۲۷) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے، فرماتے ہیں، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دنیا مومن کا قید خانہ ہے، اور کافر کی جنت ا۔ (مسلم)

(۴۹۲۷) ا۔ یعنی مومن دنیا میں کتنا ہی آرام میں ہو، مگر اس کے لئے آخرت کی نعمتوں کے مقابلہ میں دنیا جیل خانہ ہے، جس میں وہ دل نہیں لگاتا۔ جیل اگرچہ اے کلاس ہو، پھر بھی جیل ہے، اور کافر خواہ کتنی ہی تکلیف میں ہوں، مگر آخرت کے عذاب کے مقابلہ اس کے لئے دنیا باغ اور جنت ہے، وہ یہاں دل لگا کر رہتا ہے، لہٰذا حدیث شریف پر یہ اعتراض نہیں کہ بعض مومن دنیا میں آرام سے رہتے ہیں، اور بعض کافر تکلیف میں۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور انور نے فرمایا، اے ابوذر دنیا مومن کی جیل ہے اور قبر اس کے چھٹکارے کی جگہ، جنت اس کے رہنے کا مقام ہے، اور دنیا کافر کے لئے جنت ہے، موت اس کی پکڑ کا دن اور دوزخ اس کا ٹھکانا، (مرقات)

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مُؤْمِنًا حَسَنَةً يُعْطٰى

(۴۹۲۸) روایت ہے حضرت انس سے، فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ کسی مومن پر کسی نیکی

marfat.com

بِهَا فِي الدُّنْيَا وَيُجْزٰى بِهَا فِي الْاٰخِرَةِ وَاَمَّا الْكَافِرُ فَيُطْعَمُ بِحَسَنَاتِ مَا عَمِلَ بِهَا لِلّٰهِ فِي الدُّنْيَا حَتّٰى اِذَا اَفْضٰى اِلَى الْاٰخِرَةِ لَمْ يَكُنْ لَهٗ حَسَنَةٌ يُجْزٰى بِهَا۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

میں ظلم نہیں کرتا ہے' اس کا عوض دنیا میں دیا جاتا ہے' اور اس کے عوض آخرت میں جزا دیا جاوے گا ا۔ رہا کافر تو وہ دنیا میں اپنے نیکیوں کے عوض جو وہ کرے کھلا دیا جاتا ہے' حتیٰ کہ جب آخرت تک پہنچتا ہے تو اس کے پاس نیکی نہیں ہوتی' جس کی جزا اسے دی جاوے' ۲۔ (مسلم)

(۴۹۲۸) ا۔ یعنی مومن کو اس کی نیکیوں کا فائدہ دنیا میں بھی ملتا ہے' رب تعالیٰ فرماتا ہے **من یتق اللّٰہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب** تقویٰ کی برکت سے ہر آفت سے نجات' رزق میں فراخی عزت و عظمت سب ملتی ہے' مگر یہاں کی چیزوں سے اس کی آخرت کی جزا کم نہیں ہوتی' جیسے سرکاری ملازم کا بھتہ تنخواہ میں نہیں کٹتا' اور کافر کی دنیاوی تکالیف آخرت کے عذاب کو کم نہیں کرتیں' جیسے ملزم کی حوالات کا زمانہ جیل کی مدت میں نہیں کٹتا' ۲۔ یعنی کافر جو دنیا میں ہوا' دھوپ' غذا' پانی وغیرہ کھا پی لیتا ہے وہ اس کی نیکیوں کے حساب میں آجاتا ہے' جب آخرت میں پہنچے گا تو اس کا حساب صاف ہو چکا ہو گا' وہاں کچھ نہ پائے گا' مومن دنیا میں قانون سے کھاتا پیتا ہے' آخرت میں محبت سے اجر پائیگا' قانون میں حساب ہے' محبت میں بے حسابی' ہوٹل میں کھانا حساب سے ملتا ہے' دعوت میں بغیر حساب کے کہ ہوٹل قانون کی جگہ' دعوت محبت کا ظہور' **یرزقون فیہا بغیر حساب** مومن کی دنیاوی تکالیف اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں' حتیٰ کہ بیماریاں فکریں' رزق کی تنگی سب کفارات ہیں' **ومن یعمل سواء یجز بہ** کا یہ ہی مطلب ہے (مرقات)

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ وَحُجِبَتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اِلَّا عِنْدَ مُسْلِمٍ حُفَّتْ بَدَلَ حُجِبَتْ)

(۴۹۲۹) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے' فرماتے ہیں' فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے' کہ آگ خواہشات سے گھیر دی گئی ہے' اور جنت تکالیف سے ا۔ گھیر دی گئی ہے ۲۔ (مسلم بخاری) مگر مسلم کے نزدیک بجائے حجبت کے حفت ہے۔

(۴۹۲۹) ا۔ یعنی دوزخ خود خطرناک ہے مگر اسکے راستہ میں بہت سے بناوٹی پھول و باغات ہیں' دنیا کے گناہ' بدکاریاں جو بظاہر بڑی خوشنما ہیں' یہ دوزخ کا راستہ ہی تو ہیں۔ ۲۔ یعنی جنت بڑا بارد اربا غ ہے مگر اس کا راستہ خاردار ہے' جسے طے کرنا نفس پر گراں ہے' نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ' جہاد شہادت' جنت کا راستہ ہی تو ہیں' طاعات پر ہمیشگی' شہوات سے علیحدگی واقعی مشقت کی چیزیں ہیں' خیال رہے کہ یہاں شہوات سے مراد حرام خواہشیں ہیں' جیسے شراب' زنا' سرود' حرام کھیل' تماشے۔ اس میں جائز شہوات داخل نہیں' اور مکارہ سے مراد عبادات کی اطاعات کی مشقتیں ہیں' لہٰذا اس میں خود کشی و مال برباد کرنا داخل نہیں' (مرقاۃ)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَعَبْدُ الدِّرْهَمِ وَعَبْدُ الْخَمِيْصَةِ اِنْ اُعْطِيَ رَضِيَ وَاِنْ لَمْ يُعْطَ سَخِطَ تَعِسَ وَانْتَكَسَ وَاِذَا شِيْكَ فَلَا انْتَقَشَ طُوْبٰى لِعَبْدٍ

(۴۹۳۰) روایت ہے انہیں سے' فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہلاک ہو جاوے دنیا کا بندہ' روپے پیسے کا بندہ' اور اعلیٰ کپڑوں کا بندہ ا۔ کہ اگر اسے دیا جاوے تو راضی رہے' اور اگر نہ دیا جاوے تو ناراض ہو جاوے ۲۔ وہ ہلاک ہو جاوے' برباد

marfat.com

اُخْنِیْ بِعِنَانِ فَرَسِہٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَشْعَثَ رَاْسُہٗ مُغْبَرَّۃً قَدَمَاہُ اِنْ کَانَ فِی الْحِرَاسَۃِ کَانَ فِی الْحِرَاسَۃِ وَاِنْ کَانَ فِی السَّاقَۃِ کَانَ فِی السَّاقَۃِ اِنِ اسْتَاْذَنَ لَمْ یُؤْذَنْ لَہٗ وَاِنْ شَفَعَ لَمْ یُشَفَّعْ۔ (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

ہو جاوے' اور جب کاٹنا لگے' تو نہ نکلے ۳۔ خوشخبری ہو اس بندے کو جو اللہ کی راہ میں اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہو' اس کے بال پراگندہ ہوں' اس کے قدم گرد آلود اگر پہرے میں ہو' تو پہرے میں رہے' اور اگر لشکر کے پیچھے ہو' تو پیچھے رہے ۴۔ اگر اجازت مانگے تو اجازت نہ دی جاوے' اور اگر سفارش کرے تو قبول نہ کی جاوے' ۵۔ (بخاری)

(۴۹۳۰) ۱۔ روپیہ پیسہ سے مراد عام مال ہے' چونکہ نقد سکہ عموماً پیارا ہوتا ہے کہ اس کے ذریعہ ہر قسم کا مال حاصل کیا جاتا ہے' اس لئے دینار و درہم کا ذکر فرمایا' خمیصہ یا تو منقش چادر ہے یا فاخرہ لباس' یعنی جو ان چیزوں کی محبت میں گرفتار ہو کہ اسکی نظر ان میں ایسی لگی ہو' کہ اسے کبھی آخرت یاد نہ آوے' ۲۔ یعنی اگر اسے اللہ تعالیٰ دنیا دیدے تو خوش رہے' اگر کبھی اس پر تنگی آجاوے تو رب سے ناراض ہو جاوے' کفریات بکنے لگے' یا اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا سلطان اسلام یا کوئی بھی اسے دنیا دیدے تو ان سے راضی رہے' ورنہ ان سے ناراض ہو جاوے' اس بندہ نفس کا کوئی اعتبار نہیں' اسے جو چاہے دنیا کی غوض خرید لے' اس کی تائید اس آیت سے ہے **فان اعطوا منھا رضوا وان لم یعطوا منھا اذا ھم یسخطون** ۳۔ یہ کلمات بددعا کے ہیں' کہ ایسا بندہ خدا کرے ہلاک نگوں سار ذلیل و خوار ہو جاوے' اور جب کسی مصیبت میں پھنسے' تو کوئی اسے نکالنے والا نہ ہو پھنسا ہی رہے (اشعہ) ممکن ہے کہ یہ جملہ خبریہ ہو' یعنی ایسا آدمی ذلیل و خوار رہتا ہے مصیبت میں اس کا کوئی مخوار نہیں ہوتا۔ ۴۔ یعنی ایسا غازی فی سبیل اللہ بے نفس ہمیشہ خوش و خرم رہے' کہ اس کا حاکم اسے جہاں ڈیوٹی دیدے بخوشی منظور کرے کبھی عذر نہ کرے' اس کے دل میں دنیاوی عزت و جاہ کی طلب نہ ہو' خیال رہے کہ اس جملہ میں شرط و جزا بظاہر یکساں معلوم ہوتی ہیں' مگر ہماری اس شرح سے معلوم ہو گیا کہ دونوں میں فرق موجود ہے' لہٰذا اس پر اعتراض نہیں ہے' ۵۔ یعنی اس بے نفس غازی مجاہد کے پاس نہ مال کی فراوانی ہو' نہ عزت و جاہ دنیاوی کی لوگ اس کی غربت کی وجہ سے اسے اپنے گھر نہیں بلاتے بلکہ نہیں آنے دیتے۔ اس کی سادہ معمولی زندگی کی وجہ سے اس کی سفارش نہیں قبول کرتے۔ اس کے پاس بجز دل کے اخلاص اور اطاعت الٰہی کے جذبے کے اور کچھ نہیں' وہ گدڑی میں لعل ہے' (مرقات)

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِمَّا اَخَافُ عَلَیْکُمْ مِنْ بَعْدِیْ مَا یُفْتَحُ عَلَیْکُمْ مِنْ زَھْرَۃِ الدُّنْیَا وَزِیْنَتِھَا فَقَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَوَیَاْتِی الْخَیْرُ بِالشَّرِّ فَسَکَتَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّہٗ یُنْزَلُ عَلَیْہِ قَالَ فَمَسَحَ عَنْہُ الرُّحَضَآءَ وَقَالَ اَیْنَ السَّائِلُ وَکَاَنَّہٗ حَمِدَہٗ فَقَالَ اِنَّہٗ لَا یَاْتِی الْخَیْرُ بِالشَّرِّ وَاِنَّ

(۴۹۳۱) روایت ہے حضرت ابو سعید خدری سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بعد جن چیزوں سے تم پر خوف کرتا ہوں' وہ دنیا کی تروتازگی دنیا کی زینت ہے' جو تم پر کھول دی جاوے گی' ۱۔ تو ایک شخص نے عرض کیا' یا رسول اللہ کیا خیر بھی شر لاتی ہے؟ ۲۔ تو حضور خاموش رہے حتیٰ کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ ۳۔ فرماتے ہیں پھر حضور نے اپنے سے پسینہ پونچھا' اور فرمایا سائل کہاں ہے؟ غالباً حضور نے اس کی تعریف

marfat.com

مِنْهَا يُنْبِتُ الرَّبِيْعُ مَا يَقْتُلُ حَبَطًا أَوْ يُلِمُّ إِلَّا آكِلَةَ الْخَضِرِ أَكَلَتْ حَتَّى إِذَا امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتْ عَيْنَ الشَّمْسِ فَثَلَطَتْ وَبَالَتْ ثُمَّ عَادَتْ فَأَكَلَتْ وَإِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ أَخَذَهُ بِحَقِّهِ وَوَضَعَهُ فِي حَقِّهِ فَنِعْمَ الْمَعُوْنَةُ هُوَ وَمَنْ أَخَذَهُ بِغَيْرِ حَقِّهِ كَانَ كَالَّذِيْ يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَيَكُوْنُ شَهِيْدًا عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

فرمائی، پھر فرمایا کہ خیر شر کو نہیں لاتی ہے ۴۔ جسے بہار اگاتی ہے اس میں سے بعض وہ ہے جو پیٹ پھلا کر ہلاک کر دیتی ہے، یا بیمار کر دیتی ہے۔ ۵۔ سوائے اس جانور کے جو سبزی کھائے، حتیٰ کہ اس کی کوکھیں تن جاویں ۶۔ تو دھوپ میں آجاوے تو لوٹے پوٹے پیشاب کرے، پھر لوٹ جاوے اور کھائے ۷۔ اور یقیناً یہ مال ہرا بھرا میٹھا ہے ۸۔ تو جو اسے اس کے حق سے لے اور اس کے حق میں خرچ کرے ۹۔ تو وہ اچھا مددگار ہے ۱۰۔ اور جو ناحق لے ۱۱۔ وہ اس کی طرح ہو گا جو کھالے اور سیر نہ ہو ۱۲۔ یہ مال اس کے خلاف قیامت کے دن گواہ ہو گا ۱۳۔ (مسلم بخاری)

(۴۹۳۱) ۱۔ یعنی میری وفات کے بعد تم پر دنیا کی دولت، فتوحات، عزت و جاہ کے دروازے کھل جاویں گے، ان کا مجھے خطرہ ہے، کہ کبھی تم ان میں پھنس کر اللہ تعالیٰ سے غافل نہ ہو جاؤ، غریبی میں خدا یاد رہتا ہے اور امیری میں بھول جاتا ہے۔ شعر:۔

☆ بادہ نو شیدن وہش زشستن سہل است ☆ گر بدولت رسی ہشیار نشینی مردی ☆

۲۔ یہ سوال بہت ہی گہرا ہے، مطلب یہ ہے کہ وہ مال و دولت، جاہ و حشمت شر ہو گی، یا خیر، اگر شر ہو گی تو رب تعالیٰ آپ کی امت کو کیوں دے گا، آپ کی امت تو مرحومہ ہے، اور اگر خیر ہو گی، تو اس سے یہ شر کیسے پیدا ہو گی، خیر تو خیر ہی کا ذریعہ ہوتی ہے، نہ کہ شر کا تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اندیشہ کیوں فرماتے ہیں ۳۔ اس سائل کا سوال اتنا عمدہ تھا کہ اس کا جواب رب تعالیٰ نے دیا، حضور پر وحی فرمایا، سوال بھی اعلیٰ، سوال کرنے والا بھی شاندار، ۴۔ اس جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ عمیمتیں دولت و عزت وغیرہ خیر ہی ہوں گی، مگر اندیشہ یہ ہے کہ تم اس خیر کو غلط استعمال کر کے اپنے لئے وبال بنالو، خیر ہمیشہ خیر ہی لاتی ہے، مگر اس کا غلط استعمال شر کا باعث ہو جاتا ہے، جب حضور انور پر وحی آتی تھی، تو پسینہ آجاتا تھا، اگرچہ سردی کا موسم ہوتا، ۵۔ یہ نہایت نفیس مثال ہے کہ جنگل کا سبزہ اللہ کی نعمت ہے، مگر جو گائے اسے ہوس کے ساتھ کھائے جائے بس ہی نہ کرے تو بیمار پڑ جاتی ہے، اسے اس سبزہ نے بیمار نہ کیا بلکہ اس کی ہوس نے اسے مصیبت میں ڈال دیا۔ یوں ہی جو شخص دنیا سے کبھی سیر نہ ہو، حرام و حلال میں تمیز نہ کرے، جو ملے قبضہ کر لے، اللہ کی عبادت کے لئے فارغ نہ ہو، ہر وقت دنیا طلبی میں سرگردان رہے، ظاہر ہے کہ وہ ہلاک ہو گا۔ ۶۔ پیٹ کی دو کروٹوں کا تن جانا پیٹ بھر جانے کی علامت ہوتی ہے، مطلب یہ ہے کہ جب اس کا پیٹ خوب بھر گیا۔ ۷۔ یعنی جب پہلا چارہ ہضم ہو جاوے تب دوبارہ کھائے یوں ہی مسلمان کو چاہیے کہ حلال روزی حاصل کرے وہ بھی صبر و قناعت کے ساتھ کہ کچھ وقت روزی کمانے کے لئے رکھے کچھ وقت اللہ کی عبادت کے لئے کمایا ہوا مال کچھ خود کھائے کچھ غرباء فقراء کو کھلائے اسی لئے اسلام میں روزانہ پانچ نمازیں فرض فرمائیں اور مال میں زکوٰۃ، فطرہ، قربانی وغیرہ کا حکم دیا۔ نیز جو مسلمان گناہ کرے تو فوراً عنایت الٰہی کی دھوپ میں آئے توبہ کرے معافی چاہے آئندہ زندگی احتیاط سے گزارے یہ مثال بہت پہلو رکھتی ہے۔ ۸۔ کہ دیکھنے میں بھی اچھا لگتا ہے۔ برتنے میں بھی آرام دہ ہوتا ہے۔ اس لئے لوگ اس میں جلد پھنس جاتے ہیں تم احتیاط رکھو۔ ۹۔ یعنی مال اچھے راستہ سے آئے

marfat.com

اچھے راستہ جائے' اگر چھت کا پانی پرنالے سے نہ نکلا جائے تو چھت پھاڑ کر گھر گرا دیتا ہے' ۱۰۔ یعنی ایسی دنیا دین کی مددگار ہے' جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت عثمان غنی کی دولت' کہ اس سے ان بزرگوں نے جنت خرید لی' ایسی دولت اللہ کی رحمت ہے' ۱۱۔ اس طرح کہ حرام ذریعہ سے کمائے' جوا' سود' رشوت چوری وغیرہ سے' اور حرام طرح سے جمع رکھے کہ اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرے' نہ کھائے نہ کھانے دے' نہ کسی کو کھلائے' جمع کر کے چھوڑ جائے' یہ جمع حرام ہے۔ مشہور ہے کہ کنجوس کا مال اس کے مرے بعد صندوق سے نکلتا ہے' ۱۲۔ یعنی جیسے جوع البقر بیماری والا آدمی کھائے جاتا ہے' سیر نہیں ہوتا' حتیٰ کہ کھاتے کھاتے مرجاتا ہے' یہ ہی حال اس دنیادار کا ہے' ۱۳۔ یعنی اس کا یہ مال اس کے لئے وبال ہوگا' اس کی حرص و ہوس کی گواہی دے۔ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ دولت سانپ ہے' اور دین اس کا تریاق' جس کے پاس دین ہو اس کے لئے دولت مفید ہے' بے دین کی دولت ہلاکت کا سبب ہے۔ اس حدیث سے اشارۃً معلوم ہو رہا ہے کہ متقی مومن کا مال قیامت میں اس کے ایمان تقویٰ اور سخاوت کا گواہ ہوگا۔

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَاللّٰهِ لَا الْفَقْرَ أَخْشٰى عَلَيْكُمْ وَلٰكِنْ أَخْشٰى عَلَيْكُمْ أَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوْهَا كَمَا تَنَافَسُوْهَا وَتُهْلِكُكُمْ كَمَا أَهْلَكَتْهُمْ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۴۹۳۲) روایت ہے حضرت عمرو ابن عوف سے ۱۔ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے' خدا کی قسم! میں تم پر فقیری سے خوف نہیں کرتا' لیکن میں تم پر اس سے خوف کرتا ہوں کہ تم پر دنیا پھیلا دی جاوے' جیسے تم سے پہلے والوں پر پھیلا دی گئی تھی ۲۔ تو تم اس میں رغبت کر جاؤ' جیسے وہ لوگ رغبت کر گئے' اور تمہیں ویسے ہی ہلاک کر دے' جیسے انہیں ہلاک کر دیا ۳۔ (مسلم' بخاری)

(۴۹۳۲) ۱۔ آپ انصاری صحابی ہیں' بدر میں شریک ہوئے' مدینہ منورہ میں قیام رہا۔ ۲۔ یہ فرمان ایک بڑی حدیث کا ٹکڑا ہے' جو حضور انور نے صحابہ کرام کی مسکینیت دیکھ کر ارشاد فرمائی' یعنی تمہاری یہ فقیری عارضی ہے' عنقریب تم بہت غنی ہو جاؤ گے مگر فقیری خطرناک نہیں' امیری سے خطرہ ہے کہ اس میں فتنے بہت ہیں۔ ۳۔ حضور انور کا یہ فرمان حضرات صحابہ کو ڈرانے اور احتیاط برتنے کے لئے ہے' اللہ تعالیٰ نے حضور کے صحابہ کو دنیاوی ناجائز رغبت اور ہلاکت یعنی کفر و طغیان سے محفوظ رکھا' وہ حضرات بادشاہ و امیر ہو کر بھی دنیا میں پھنسے نہیں' حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اپنی خلافت کے زمانہ میں ایک ہی کرتہ تھا' جسے دھو دھو کر پہنتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کے کفن کیلئے گھر میں کپڑا نہ تھا' پہنے ہوئے کپڑے دھو کر انہیں میں آپ کو کفن دیا گیا۔ حضرت علی نے اپنے زمانہ خلافت میں فرمایا کہ میں اپنی تلوار فروخت کرنا چاہتا ہوں' کہ آج گھر کا خرچ چلا سکوں' وہ حضرات امیری میں فقیری کر گئے۔ رہیں انکی آپس کی جنگیں' وہ دنیا کیلئے نہ تھیں' دیکھو ہماری کتاب امیر معاویہ پر ایک نظر' لہٰذا اس حدیث سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حضرات بہک گئے ہوں۔

وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا وَفِيْ رِوَايَةٍ كَفَافًا۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۴۹۳۳) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' الٰہی محمد کے گھر والوں کی روزی بقدر ضرورت مقرر فرما۔ ایک روایت میں ہے کہ بقدر کفایت' (مسلم'

marfat.com

بخاری)

(۴۹۳۳) ا۔ یہاں آل محمد سے مراد حضور کے خاص امتی ہیں جو قیامت تک ہوتے رہیں گے' لہٰذا حضور کی دعا انکے حق میں قبول ہوئی' یہ نہیں کہا جاسکتا بہت سید بڑے امیر ہوتے ہیں' جمیع آل محمد نہیں فرمایا' دیکھو مرقاۃ میں شرح اس حدیث کی' کفاف بنا ہے کف سے ۔ معنی روکنا' اس سے مراد وہ مال ہے جو انسان کو سوال کرنے سے بچائے' بھیک سے روک لے' یعنی بقدر ضرورت۔ مالی ضرورت ہر شخص کی مختلف ہے' لہٰذا کفاف بھی ہر شخص کا علیحدہ' اس فرمان عالی میں امت کو تعلیم ہے کہ بقدر ضرورت مال پر قناعت کریں' زیادتی کی ہوس میں ذلیل و خوار نہ ہوں (اشعہ)

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَسْلَمَ وَرُزِقَ كَفَافًا وَقَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَا اٰتَاهُ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۴۹۳۴) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمرو سے' فرماتے ہیں' فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ کامیاب ہوگیا جو مسلمان ہوا' اور بقدر کفایت رزق دیا گیا' اور اللہ نے اسے دیئے ہوئے پر قناعت دی ا۔ (مسلم)

(۴۹۳۴) ا۔ یعنی جسے ایمان و تقویٰ بقدر ضرورت مال اور تھوڑے مال پر صبر' یہ چار نعمتیں مل گئیں' اس پر اللہ کا بڑا ہی کرم و فضل ہوگیا' وہ کامیاب رہا' اور دنیا سے کامیاب گیا۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْعَبْدُ مَالِیْ مَالِیْ وَاِنَّمَا لَهٗ مِنْ مَّالِهٖ ثَلٰثٌ مَا اَكَلَ فَاَفْنٰى اَوْ لَبِسَ فَاَبْلٰى اَوْ اَعْطٰى فَاَقْتَنٰى وَمَا سِوٰى ذٰلِكَ فَهُوَ ذَاهِبٌ وَّتَارِكُهٗ لِلنَّاسِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۴۹۳۵) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے' فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بندہ کہتا ہے' میرا مال' میرا مال ا۔ حالانکہ اس کے مال صرف تین ہیں ۲۔ جو کھا کر ختم کردے' یا پہن کر گلا دے' یا دے تو جمع کردے ۳۔ جو ان کے علاوہ ہے وہ تو جانے والا ہے' اور وہ اسے لوگوں کے لئے چھوڑنے والا ہے ۴۔ (مسلم)

(۴۹۳۵) یعنی فخر و تکبر کے انداز میں لوگوں سے کہتا رہتا ہے کہ یہ میرا مکان ہے یہ میری جائیداد ہے یہ میرا کنواں ہے یہ میرا فلاں مال ہے یہ برا ہے۔ انسان کو چاہیے کہ یقین رکھے کہ میں اور میرا مال سب اللہ تعالیٰ کی ملک ہے میرے پاس چند روزہ ہے عارضی ہے خیال رہے کہ جسے انسان اپنا مال کہے اس کا مال یعنی انجام نراوبال ہے اور جو مال ذریعہ عبادت ہے وہ ذریعہ آمال ہے۔ جس سے بہت امیدیں وابستہ ہیں۔ ۲۔ یعنی جو مال انسان کے کام آویں وہ صرف تین ہیں ان کے علاوہ سب دوسروں کے کام آتے ہیں خیال رہے کہ **ان مالہ** میں ما موصولہ ہے اور **لہ** اس کا صلہ اور من مالہ میں من بعضیت کا ہے یعنی اس کے مال میں سے وہ جو اسے مفید ہو صرف تین ہیں۔ ۳۔ اللہ تعالیٰ کے بنک ہیں جہاں جمع کرنے سے بے شمار نفع ملتا ہے سبحان اللہ کیسی نفیس تعلیم ہے۔ دینے سے مراد راہ خدا میں دینا ہے خواہ بال بچوں کو دے یا عزیزوں یا غریبوں کو بشرطیکہ یہ دینا ناموری کے لئے نہ ہو اللہ رسول کی خوشنودی کے لئے ہو ۴۔ ھو ذاھب میں ھو ضمیر بندے کی طرف لوٹتی ہے۔ ذاہب سے مراد مرنے والا یعنی ان تین مالوں کے سوا اور مالوں کا یہ حال ہے کہ بندہ مرجاتا ہے اور وہ مال دوسروں کے لئے رہ جاتا ہے۔ جیسے زمین باغات' مکانات' نقدی' بنک بیلنس وغیرہ اس فرمان

marfat.com

عالی کا مقصد یہ ہے کہ مال میں سے اللہ رسول کا حصہ ضرور نکالتا رہے یہ مقصد نہیں کہ مکان جائیداد بنائے ہی نہیں اپنے بچوں کو فقیر کر کے چھوڑے یا یہ مقصد ہے کہ مال کی محبت دل میں نہ ہو دل خاص اللہ رسول کے لئے ہو۔ شعر:

☆ دل میں ہو یاد تیری گزشتہ تنہائی ہو ☆ پھر تو خلوت میں عجب انجمن آرائی ہو ☆
☆ سارا عالم ہو مگر دیدہ دل دیکھے تمہیں ☆ انجمن گرم ہو اور لذت تنہائی ہو ☆

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلٰثَةٌ فَيَرْجِعُ اثْنَانِ وَ يَبْقٰى مَعَهٗ وَاحِدٌ يَتْبَعُهٗ اَهْلُهٗ وَمَالُهٗ وَعَمَلُهٗ فَيَرْجِعُ اَهْلُهٗ وَمَالُهٗ وَيَبْقٰى عَمَلُهٗ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۴۹۳۶) روایت ہے حضرت انس سے' فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں ۱۔ دو تو لوٹ آتی ہیں اور ایک اس کے ساتھ رہ جاتی ہے' اس کے ساتھ اس کے گھر والے اس کا مال اس کے اعمال جاتے ہیں ۲۔ تو اس کے گھر والے اور مال لوٹ جاتے ہیں' اور اس کے عمل ساتھ رہ جاتے ہیں ۳۔ (مسلم بخاری)

(۴۹۳۶) ۱۔ یعنی بعد مرے قبر تک تین چیزیں ساتھ جاتی ہیں' دو بے وفا جو مردے کو چھوڑ کر لوٹ آتی ہیں۔ ایک وفادار جو ساتھ رہتی ہے۔ ۲۔ گھر والوں سے مراد مال بچے' عزیز و اقارب دوست آشنا جو دفن و نماز میں شرکت کرنے جاتے ہیں مال سے مراد اس کے غلام باندیاں ہیں اعمال سے مراد سارے اچھے برے عمل ہیں جو میت نے اپنی زندگی میں کئے اعمال کے ساتھ جانے سے مراد ان کا میت کے ساتھ تعلق ہے۔ جو مرے بعد قائم رہتا ہے۔ لہٰذا حدیث شریف واضح ہے۔ ۳۔ نیک اعمال جو قبول ہو گئے ہمیشہ اس کے ساتھ رہتے ہیں برے اعمال شفاعت' بخشش یا سزا بھگتنے تک چمٹے رہتے ہیں۔ ان چیزوں کے بعد پیچھا چھوڑتے ہیں۔ جس پر مولیٰ رحم کرے' حضور جسے سنبھال لیں اس کا بیڑا پار ہے قبر اعمال کا صندوق ہے یا دوزخ کی بھٹی ہے یا جنت کی کیاری اس لئے بزرگوں کی قبر کو روضہ کہتے ہیں یعنی جنت کا باغ۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّكُمْ مَالُ وَارِثِهٖ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ مَالِهٖ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا مِنَّا اَحَدٌ اِلَّا مَالُهٗ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ مَالِ وَارِثِهٖ قَالَ فَاِنَّ مَالَهٗ مَا قَدَّمَ وَمَالَ وَارِثِهٖ مَا اَخَّرَ۔
رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

(۴۹۳۷) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود سے فرماتے ہیں' فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں کون ہے' جسے اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ پیارا ہو۔ صحابہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ ہم میں سے کوئی نہیں مگر اسے اپنا مال ہی زیادہ پیارا ہے' اپنے وارث کے مال سے' فرمایا تو اس کا مال وہ ہے جو آگے بھیج دے' اور اس کے وارث کا مال وہ ہے جو چھوڑ جاوے ۲۔ (بخاری)

(۴۹۳۷) ۱۔ یعنی کون چاہتا ہے کہ میرے پاس مال نہ ہو میرے عزیزوں کے پاس مال ہو وہ سب امیر ہوں میں فقیر کنگال ہوں اس فرمانکا یہ مقصد ہے (اشعہ) لہٰذا اس فرمان عالی پر یہ اعتراض نہیں کہ بعض لوگوں کو دوسروں کا مال برا پسند ہوتا ہے یا یہ مقصد ہے کہ ایسا کون ہے جو دوسروں کے مال ان کے لئے سنبھال کر رکھے اپنا مال برباد کر دے یا برباد ہونے دے ۲۔ خلاصہ یہ ہے کہ مال دوسروں کا ہے اعمال اپنے ہیں جو مال خیرات کر دیا جاوے وہ اعمال بن گیا اور جو جمع کر کے چھوڑ گیا وہ نرا مال رہا۔ اور جس مال کی زکوٰۃ

marfat.com

نہ دی وہ اپنے لئے وبال وارثوں کے لئے مال ہوا' خیال رہے کہ مال سے صدقات وخیرات کرتے رہنا پھر اللہ و رسول کی رضا کے لئے وارثوں کو غنی کرنے کے لئے مال چھوڑنا یہ بھی عبادت ہے۔

وَعَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ یَقْرَاُ اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ قَالَ یَقُوْلُ ابْنُ اٰدَمَ مَالِیْ مَالِیْ قَالَ وَهَلْ لَكَ یَا ابْنَ اٰدَمَ اِلَّا مَا اَكَلْتَ فَاَفْنَیْتَ اَوْ لَبِسْتَ فَاَبْلَیْتَ اَوْ تَصَدَّقْتَ فَاَمْضَیْتَ۔
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۴۹۳۸) روایت ہے حضرت مطرف سے ا۔ وہ اپنے والد سے راوی فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا' حضور صلی اللہ علیہ وسلم الھکم التکاثر تلاوت کر رہے تھے ۲۔ فرمایا کہ انسان کہتا ہے' میرا مال میرا مال' فرمایا اے انسان تیرا مال نہیں ہے' مگر جو تو کھا کر ختم کردے' یا پہن کو گلادے ۳۔ یا خیرات کرکے آگے بڑھادے ۴۔ (مسلم)

(۴۹۳۸) ا۔ آپ کا نام مطرف ابن عبداللہ ابن **شخیر** ہے۔ آپ **تابعی** ہیں آپ کے والد صحابی اہل بصرہ سے ہیں بڑے متقی عالم فقیہ تھے ۲۔ نماز کے علاوہ تلاوت تھی۔ آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں کہ تم لوگوں کو مال بڑھانے کی ہوس نے غافل کردیا۔ اسی فکر میں زندگی گزاری کہ ایک کے دو ہوں اور دو کے چار ۳۔ اس طرح کہ کھانا کھا کر ہضم کرے کپڑا پہن کر اسے گلادے اگر بہت سے جوڑے بنا کر رکھے اور مرے بعد چھوڑ گیا تو کپڑے بھی تیرے نہیں۔ دوسروں کے ہیں اس لئے جب اللہ نیا کپڑا اور نیا جوتہ دے تو فوراً استعمال شروع کردے ختم ہو جانے پر اللہ اور دے گا۔ ۴۔ تصدقت فرما کر اشارۃً ارشاد ہوا کہ اپنی زندگی تندرستی میں اپنے ہاتھ سے خیرات کر جائے یہ برا ہے کہ زندگی کنجوس رہے مرتے وقت وصیت کرے یا امید کرے کہ میرے وارث میری طرف سے صدقہ وخیرات کیا کریں گے یہ شیطانی دھوکہ ہے۔ شعر:۔

☆ توشہ اعمال اپنا ساتھ لے جاؤ جی ☆ کون پیچھے قبر میں بھیجے گا سوچو تو سہی ☆
☆ بعد مرنے کے تمہیں اپنا پرایا بھول جائے ☆ فاتحہ کو قبر پر پھر کوئی آئے یا نہ آئے ☆
☆ اترتے چاند ڈھلتی چاندنی جو ہو سکے کر لے ☆ اندھیرا پاکھ آتا ہے یہ دو دن کی اجالی ہے ☆
(اعلیٰ حضرت)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ الْغِنٰی عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلٰكِنَّ الْغِنٰی غِنَی النَّفْسِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

(۴۹۳۹) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ امیری زیادہ مال واسباب سے نہیں' لیکن امیری دل کی غنا سے ہے ا۔ (مسلم بخاری)

(۴۹۳۹) ا۔ دل کی غنا سے مراد قناعت وصبر رضا بر قضا ہے۔ حریص مالدار فقیر ہے قناعت والا غریب امیر ہے۔ شعر:۔

☆ تونگری نہ بمال است نزد اہل کمال ☆ کہ مال تالب گور است بعد ازاں اعمال ☆

ہو سکتا ہے کہ غنی نفس سے مراد کمالات روحانیہ ہوں کہ اس کی برکت سے دولت مند اس کے دروازہ کی خاک چاٹتے ہیں دیکھ لو داتا گنج بخش اور خواجہ اجمیری کے آستانے رضی اللہ عنہما۔ مطلب یہ ہے کہ غنی وہ ہے جس کو نفس غنا نفس کا کمال حاصل ہو۔ حضرت علی فرماتے ہیں۔ شعر:۔

marfat.com

☆ رضينا قسمته الجبار فينا ☆ لنا علم وللجهال مال ☆
☆ فان المال يفنى عنقريب ☆ وان العلم باق لا يزال ☆

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ یَّاْخُذُ عَنِّیْ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ فَیَعْمَلُ بِهِنَّ اَوْ یُعَلِّمُ مَنْ یَّعْمَلُ بِهِنَّ قُلْتُ اَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَخَذَ بِیَدِیْ فَعَدَّ خَمْسًا فَقَالَ اتَّقِ الْمَحَارِمَ تَكُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ وَارْضَ بِمَا قَسَمَ اللّٰهُ لَكَ تَكُنْ اَغْنَى النَّاسِ وَاَحْسِنْ اِلٰى جَارِكَ تَكُنْ مُؤْمِنًا، وَاَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ تَكُنْ مُسْلِمًا وَلَا تُكْثِرِ الضِّحْكَ فَاِنَّ كَثْرَةَ الضِّحْكِ تُمِیْتُ الْقَلْبَ۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ)

دوسری فصل

(۴۹۴۰) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں' فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کون ہے جو مجھ سے یہ چند باتیں لے لے' پھر ان پر عمل کرے' یا اسے سکھلاوے جو ان پر عمل کرے۔ اب میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ! میں ہوں' تو آپ نے میرا ہاتھ پکڑا' پھر پانچ چیزیں گنیں ۲۔ فرمایا حرام چیزوں سے بچو' تمام لوگوں میں بڑے عابد ہو جاؤ گے ۳۔ اور اللہ نے جو تمہاری قسمت کر دیا اس پر راضی رہو' لوگوں سے غنی ہو جاؤ گے ۴۔ اور اپنے پڑوسی سے اچھا سلوک کرو' کہ مومن ہو جاؤ گے ۵۔ اور لوگوں کے لئے وہ ہی چاہو' جو اپنے لئے چاہتے ہو' مسلمان ہو جاؤ گے ۶۔ اور زیادہ ہنسو نہیں' کیونکہ زیادہ ہنسی دل کو مردہ کر دیتی ہے ۷۔ (احمد' ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔ ۸۔

(۴۹۴۰) ۱۔ اس فرمان عالی سے معلوم ہوا کہ علم دین بہر حال اعلیٰ نعمت ہے اگر عمل بھی نصیب ہو جائے تو سبحان اللہ بغیر عمل بھی علم نعمت ضرور ہے نیز بے عمل عالم پر تبلیغ ضروری ہے اور اسے تبلیغ کا ثواب ضرور ملے گا۔ کیونکہ فرمایا گیا کہ ان باتوں پر یا عمل کر لے یا عاملین کو پہنچائے (اشعہ) ہو سکتا ہے کہ او ۔ بمعنی بل ہو یعنی خود عمل کرے بلکہ عمل کرنے والوں کو پہنچا بھی دے (مرقات) ۲۔ یا میری انگلیاں شمار فرمائیں یا انگلیوں پر یہ باتیں شمار فرمائیں' چونکہ یہ پانچوں باتیں ترتیب وار ہیں کہ بعض بعض سے پہلے ہیں۔ اس لئے ترتیب وار انگلیوں پر گنائیں۔ ۳۔ حرام چیزوں حرام کاموں سے بچنا تقویٰ کا پہلا درجہ ہے اس لئے حضور انور نے اسے پہلے بیان فرمایا۔ آج کل لوگ بہت ورد وظیفے نوافل کو ہی تقویٰ سمجھتے ہیں۔ ان پر عامل ہوتے ہیں مگر جھوٹ' غیبت دوسروں کا حق دبانے سے پرہیز نہیں کرتے سخت غلطی کرتے ہیں پہلے جسم و کپڑے ناپاکیوں سے پاک کرو پھر نماز پڑھو۔ برائیوں سے بچنا بڑی عبادت ہے۔ ۴۔ اس فرمان عالی کا مطلب یہ نہیں کہ ترقی کی کوشش نہ کرو ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہو بلکہ مقصد یہ ہے نہ تو دوسروں پر حسد کرو نہ دنیاوی عروج نہ ملنے پر کف افسوس ملا کرو نہ رب تعالیٰ کی شکایت کرو کہ فلاں کو اتنا دیا ہم کو کم حضور غوث الثقلین سید شیخ عبد القادر جیلانی فرماتے ہیں تیری بھاگ دوڑ سے مقسوم سے زیادہ نہ ملے گا اور تیری قناعت کی وجہ سے کم نہ ملے گا اس لئے راضی بہ رضارہ۔ (مرقات) امام ابو الحسن شاذلی فرماتے ہیں کہ دو چیزوں سے مایوس ہو جاؤ آرام سے رہو گے ایک یہ کہ تم کو دوسروں کے نصیب کی چیز مل جاوے گی دوسرے یہ کہ تمہیں تمہارے نصیب سے زیادہ مل جاوے گا۔ (مرقات) ۵۔ یعنی اگر

marfat.com

تمہارا پڑوسی تم سے برائی بھی کرے مگر تم اس سے بھلائی کرو تو مومن کامل ہو جاؤ گے حضور فرماتے ہیں۔ کہ انسان اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کا پڑوسی اس کی شرارت و فتنوں سے محفوظ نہ ہو جاوے اسے امان نہ ہو جائے۔ ۶۔ یہاں اسلام علاوہ ایمان کے اور صفت ہے یعنی تم جیسے اپنا بھلا چاہتے ہو ویسے ہی دوسروں کا بھلا چاہو اور جیسے برتاؤ اپنے ساتھ چاہتے ہو ویسا ہی برتاؤ تم دوسروں کے ساتھ کرو جو بات اپنے لئے ناپسند کرتے ہو وہ دوسروں کے ساتھ نہ کرو تو تم مسلم یعنی سلامتی والے مسلمان بن جاؤ گے۔ ۷۔ یہاں ہنسنے سے مراد ٹھٹھہ مار کر ہنسنا ہے اور دل کی موت سے مراد غفلت ہے یعنی زیادہ وقت ہنسی قہقہہ میں گزارنا دل میں غفلت پیدا کرتا ہے۔ خیال رہے کہ مسکرانا اچھی چیز ہے قہقہہ بری چیز تبسم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کریمہ تھی جب کسی سے ملو مسکرا کر ملو۔ شعر:۔

☆ جس کی تسکین سے روتے ہوئے ہنس پڑیں ☆ اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام ☆

۸۔ اسکی اسناد عن حسن عن ابی ہریرہ ہے اور خواجہ حسن نے حضرت ابو ہریرہ کو پایا نہیں مگر ایک اسناد عن مکحول عن واثلہ ابن اسقع ہے وہ اسناد متصل قوی نیز یہ حدیث بہت سی اسنادوں سے مروی ہے لہٰذا یہ حدیث حسن ہے اور اگر ضعیف بھی ہو تو فضائل اعمال میں حدیث ضعیف قبول ہے (مرقات)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ ابْنَ اٰدَمَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِيْ اَمْلَاْ صَدْرَكَ غِنًى وَاَسُدَّ فَقْرَكَ وَاِنْ لَّا تَفْعَلْ مَلَاْتُ يَدَكَ شُغْلًا وَلَمْ اَسُدَّ فَقْرَكَ۔
(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ)

(۴۹۴۱) روایت ہے انہیں سے' فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' اے انسان تو میری عبادت کے لئے فارغ ہو جا' میں تیرا سینہ غنا سے بھر دوں گا۔ اور تیری غریبی دور کر دوں گا ۱؎ اور اگر تو یہ نہ کرے گا ۲؎ تو تیرا ہاتھ کام کاج سے بھر دوں گا۔ اور تیری فقیری بند نہ کروں گا ۳؎ (احمد' ابن ماجہ)

(۴۹۴۱) ۱؎ یعنی تو اپنا دل میری عبادت و اطاعت کیلئے خالی رکھ دست بکار دل بیار پر عمل کر فراغت دل کے یہ ہی معنی ہیں یہ مطلب نہیں کہ دنیا کا کاروبار نہ کر خود بھی بھوکے مرو بچوں کو بھی مارو دل کی دنیا دوسری ہے اگر اس پر عمل نصیب ہو گا تو انشاء اللہ کمائی میں برکت دل میں فراغت حاصل ہو گی ۲؎ اس طرح کہ اپنا دل دنیا میں لگاوے گا کبھی آخرت کی طرف مائل نہ ہو گا تو اسکا انجام وہ ہے جو حضور فرما رہے ہیں ۳؎ یعنی اگر تو نے اپنے کو دنیا کی فکروں میں ہی لگا دیا تیرے دل میں دنیا اتر گئی تو تو کام کرے گا زیادہ۔ فکر کرے گا زیادہ۔ ملے گا وہ ہی جو تیرے مقدر میں ہے تو مالدار ہو کر بھی فقیر ہی رہے گا دل کا چین اللہ کی بڑی نعمت ہے یہ اس کے ذکر سے نصیب ہوتا ہے حضرت ابن عباس سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام پر ملک۔ مال۔ علم پیش فرمائے گئے تو آپ نے علم اختیار فرمایا رب نے علم کی برکت سے انہیں ملک و دولت بھی عطا فرمائے (مرقات) اللہ سے آخرت مانگو دنیا خود بخود مل جاوے گی کسان دانہ کے لئے کاشت کرتا ہے بھوسا خود ہی مل جاتا ہے بندہ مومن کو روزی بے گمان ملتی ہے۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ ذُكِرَ رَجُلٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعِبَادَةٍ وَاجْتِهَادٍ

(۴۹۴۲) روایت ہے حضرت جابر سے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک آدمی کی عبادت و

marfat.com

وَذُكِرَ اٰخَرُ بِرِعَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَعْدِلُ بِالرِّعَةِ يَعْنِي الْوَرَعَ۔
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

مشقت کا ذکر ہوا' اور دوسرے کے تقویٰ کا' اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عبادت تقویٰ کے برابر نہیں ہو سکتی' یعنی پرہیزگاری کے ۲۔ (ترمذی)

(۴۹۴۲) ۱۔ تقویٰ سے مراد گناہوں سے بچنا ہے' یعنی عرض کیا گیا کہ فلاں شخص نفلی عبادات بہت کرتا ہے مگر گناہوں میں احتیاط کم کرتا ہے اور دوسرا آدمی نوافل کم ادا کرتا ہے مگر گناہوں سے بہت بچتا ہے حتیٰ کہ شبہات سے بھی بھاگتا ہے ان میں افضل کون ہے۔ ۲۔ لاتعدل یا تو نہی مخاطب ہے یا نفی مونث غائب یعنی نوافل کو تقویٰ کے برابر نہ کرو یا نوافل تقویٰ کے برابر نہیں ہو سکتے خیال رہے کہ تقویٰ کے تین درجے ہیں تقویٰ عوام کا محرمات شرعیہ سے بچنا تقویٰ خواص کا یعنی شبہات سے بچنا اور تقویٰ خاص الخاص کا بقدر ضرورت حلال چیزیں رکھنا زیادہ سے بچنا یہ آخری تقویٰ حضرات انبیاء شہداء صالحین کا ہے (مرقات)

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ الْاَوْدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ وَهُوَ يَعِظُهُ اِغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ وَصِحَّتَكَ قَبْلَ سَقَمِكَ وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ وَحَيٰوتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ۔
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

(۴۹۴۳) رویت ہے حضرت عمرو ابن میمون اودی سے اے فرماتے ہیں' فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے نصیحت کرتے ہوئے کہ پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو' بڑھاپے سے پہلے جوانی کو' بیماری سے پہلے تندرستی کو' فقیری سے پہلے غنا کو' اور مشغولیت سے پہلے فرصت کو' اور اپنی موت سے پہلے زندگی کو ۳۔ (ترمذی)

(۴۹۴۳) ۱۔ اود ایک قبیلہ ہے جو اود ابن صعب کی طرف منسوب ہے عمرو ابن میمون کو بعض لوگوں نے صحابی کہا ہے مگر قوی یہ ہے کہ آپ حضور کے زمانہ میں اسلام لائے مگر زیارت نہ کر سکے جلیل القدر تابعی ہیں۔ لہٰذا یہ حدیث مرسل ہے (اشعہ) ۳۔ اغتنام کے معنی ہیں غنیمت حاصل کر لینا یعنی ان پانچ چیزوں سے کچھ کمائی کر لو بار بار یہ موقعہ نہیں ملتے۔

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يَنْتَظِرُ اَحَدُكُمْ اِلَّا غِنًى مُطْغِيًا اَوْ فَقْرًا مُنْسِيًا اَوْ مَرَضًا مُفْسِدًا اَوْ هَرَمًا مُفْنِدًا اَوْ مَوْتًا مُجْهِزًا اَوِ الدَّجَّالَ فَالدَّجَّالُ شَرُّ غَائِبٍ يُنْتَظَرُ اَوِ السَّاعَةَ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ۔
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ

(۴۹۴۴) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی' فرماتے ہیں تم میں سے ہر ایک نہیں انتظار کرتا مگر سرکشی کرنے والی غنا کا' یا بھلا دینے والی فقیری کا' یا بگاڑ دینے والی بیماری کا' یا بے عقل کر دینے والے بڑھاپے کا یا اچانک موت کا ۲۔ یا دجال کا' تو دجال مصیبت ہے' جس کا انتظار ہے' یا قیامت کا' اور قیامت بہت ڈراؤنی اور بہت کڑوی ہے' ۳۔ (ترمذی' نسائی)

(۴۹۴۴) ۱۔ لہٰذا صحت' جوانی' مالداری' فراغت اور زندگی کو رائیگاں نہ جانے دو اس میں نیک اعمال کر لو کہ یہ نعمتیں بار بار نہیں ملتیں میاں محمد صاحب فرماتے ہیں۔ شعر:۔

☆ سدا نہ ماپے حسن جوانی سدا نہ صحبت یاراں ☆ سدا نہ بلبل باگیں بولے سدا نہ باگ بہاراں ☆

باغ میں بہار اور بہار میں بلبل کی شور و پکار ہمیشہ نہیں رہتے کبھی آتے ہیں اسے غنیمت جانو ۲۔ یعنی اگر تمہیں نیکیوں کا موقعہ ملا ہے

marfat.com

اور تم کرتے نہیں کہتے ہو کہ آئندہ کرلیں گے تو کس چیز کا انتظار کر رہے ہو یا ایسی امیری کا جو سرکش بنادے یا ایسی فقیری کا جب تمہیں کچھ نہ بن پڑے لوگ تمہیں بھول جاویں ہم نے دیکھا کہ بعض لوگوں کو حج کا موقعہ ملتا ہے مگر نہیں کرتے یہ ہی کہتے رہتے ہیں کہ اچھا آئندہ دیکھا جائے گا وہ آئندہ آئندہ کرتے ہی دنیا سے کوچ کر جاتے ہیں۔ ۳۔ یعنی جوانی کھیل کود سے گما کر بڑھاپے میں جبکہ ہاتھ پاؤں قابو میں نہ رہیں عبادت کرنے کی خواہش کرنا بے وقوفی ہے جو کرنا ہے جوانی میں کرو جوان صالح کا بہت بڑا درجہ ہے ۴۔ یعنی اگر ابھی اعمال نہیں کرتے تو کیا دجال کی آمد یا قیامت آنے کے منتظر ہو اس وقت تم نیکیوں کی تمنا کرو گے مگر نہ کر سکو گے یہ فرمان اظہار عتاب کے لئے ہے مقصد یہ ہے کہ نیک اعمال میں جلدی کرے۔

وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اِنَّ الدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ وَمَلْعُوْنٌ مَا فِيْهَا اِلَّا ذِكْرُ اللّٰهِ وَمَا وَالَاهُ وَعَالِمٌ اَوْ مُتَعَلِّمٌ۔
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

(۴۹۴۵) روایت ہے انہیں سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہوشیار رہو، دنیا لعنتی چیز ہے، اور جو دنیا میں ہے وہ لعنتی ہے ا۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے، اور اس کے جو رب کے قریب کردے، اور عالم کے اور طالب علم کے ۲۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

(۴۹۴۵) ا۔ ہم پہلے بتا چکے ہیں، کہ جو چیز اللہ و رسول سے غافل کردے، وہ دنیا ہے، یا جو اللہ و رسول کی ناراضی کا سبب ہو، وہ دنیا ہے بال بچوں کی پرورش، غذا لباس گھر وغیرہ حاصل کرنا سنت انبیاء کرام ہے، یہ دنیا نہیں، اس معنی سے واقعی دنیا اور دنیا والی چیزیں لعنتی ہیں، ۲۔ یہ استثناء منقطع ہے کیونکہ یہ چیزیں دنیا نہیں ہیں، اللہ کے ذکر سے مراد ساری عبادات ہیں، والا، بنا ہے ولی سے۔ بمعنی قرب یا محبت یا تابع ہونا، یا سبب، لہٰذا اس جملہ کے چار معنی ہیں، وہ حضرات انبیاء و اولیاء جو اللہ سے قریب کردیں، یا اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے، یا جو ذکر الٰہی سے قریب کردے، یا جو ذکر اللہ کے تابع ہے، یا جو ذکر اللہ کا سبب ہے (اشعہ) یعنی اللہ کا ذکر اللہ کے محبوب بندے علماء طلباء اگرچہ دنیا میں ہیں، مگر دنیا نہیں ہیں، یہ تو اللہ کے محبوب ہیں، حدیث شریف میں ہے کہ اللہ کا ذکر ہر عبادت ہر سعادت کا سرچشمہ ہے جیسے بدن کے لئے جان ضروری ہے، ایسے ہی مومن کے لئے ذکر اللہ لازمی ہے، ذکر اللہ سے دنیا کا بقاء آسمان و زمین کا قیام ہے (مرقات) جب ذاکرین فنا ہو جائیں گے، تو قیامت آجاوے گی،

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ مَا سَقٰى كَافِرًا مِّنْهَا شَرْبَةً۔
(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

(۴۹۴۶) روایت ہے حضرت سہل ابن سعد سے، فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، اگر دنیا اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر ہوتی، تو اس میں سے کسی کافر کو پانی کا ایک گھونٹ نہ پلاتا ا۔ (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

(۴۹۴۶) ا۔ یعنی اگر دنیا کی قدر و منزلت مچھر کے پر برابر بھی ہوتی، تو کافر کو نہ دی جاتی، کیونکہ کفار اللہ کے دشمن ہیں اور دشمن کو پیاری چیز نہیں دی جاتی، دنیا کے معنی ہم بارہا عرض کر چکے ہیں۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَتَّخِذُوا الضَّيْعَةَ

(۴۹۴۷) روایت ہے حضرت ابن مسعود سے، فرماتے ہیں، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ باغات و کھیت نہ اختیار کرو۔

marfat.com

فَتَرْغَبُوْا فِی الدُّنْیَا۔

(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ)

ورنہ تم دنیا میں راغب ہو جاؤ گے ۲ (ترمذی، بیہقی، شعب الایمان)

(۴۹۴۷) ۱ ضیعہ لفظ مشترک ہے، اس کے بہت معانی ہیں، تجارات و کسب مال باغات و اراضی، دنیاوی مشاغل یہاں بمعنی باغات و اراضی ہیں۔ (اشعہ) ۲ یعنی یہ زمانہ جہاد اور سپاہیانہ زندگی کا ہے، اس زمانہ میں باغات و کاشت میں مشغول نہ ہو، ورنہ کفار تم کو ہلاک کر دیں گے یہ فرمان عالی ہنگامی حالات کے ہیں، جبکہ مسلمانان مدینہ ہر چہار طرف سے کفار میں گھرے تھے، اس وقت عیش و آرام کی زندگی، پختہ مکانات بنانے، دنیاوی کاروبار میں مصروف ہونے سے منع فرمادیا گیا تھا، جیسا کہ زمانہ جنگ میں رات کو روشنی کرنے کی اجازت نہیں ہوتی، بم باری کے خوف سے، لیکن جب حالات بدل گئے یہ احکام بھی نہ رہے، چنانچہ خلافت عثمانیہ میں مسلمانوں نے اپنے گھر پختہ، مسجد نبوی شریف شاندار بنائی، اور باغات و کھیتی باڑیاں خوب کیں خیال رہے کہ اس زمانہ میں جیسے مکانات پختہ کرنا ممنوع تھے، ویسے ہی قبور پر عمارات سے منع کر دیا گیا تھا۔ جب سکون کا زمانہ آیا تو حضرات صحابہؓ نے مکانات بھی پختہ بنائے، اور بزرگوں کے مزارات پر عمارات بھی بنائیں، تاکہ زائرین کو زیارت اور تلاوت اور عبادت وغیرہ میں سہولت ہو۔ اس کی تحقیق ہماری کتاب جاء الحق میں دیکھو، یا اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو باغات، کھیتی باڑی میں ایسا مشغول ہو کہ دین کو بھول جاوے، اس صورت میں یہ حکم دائمی ہے، کھیتی باڑی ہی کیا جو چیز رب سے غافل کرے، وہ ممنوع ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ دُنْیَاہُ اَضَرَّ بِاٰخِرَتِہٖ وَمَنْ اَحَبَّ اٰخِرَتَہٗ اَضَرَّ بِدُنْیَاہُ فَاٰثِرُوْا مَا یَبْقٰی عَلٰی مَا یَفْنٰی۔

(رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ)

(۴۹۴۸) روایت ہے حضرت ابو موسیٰ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو دنیا سے محبت کرتا ہے وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچالیتا ہے، اور جو اپنی آخرت سے محبت رکھتا ہے، وہ اپنی دنیا کو نقصان پہنچالیتا ہے، تو باقی کو فنا ہونے والی پر اختیار کرو۔ (احمد، بیہقی، شعب الایمان)

(۴۹۴۸) ۱ اس فرمان عالی سے معلوم ہوا کہ دنیا و آخرت دونوں کی محبت ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتی، دنیا آخرت کی ضد ہے ہاں دنیا سے محبت کرنا آخرت اور رضائے الٰہی کے لئے بہت ہی بہتر ہے، مال سے محبت، بچوں کی پرورش، عزیزوں کے حقوق ادا کرنے، حج و قربانی اور زکوٰۃ ادا کرنے کے لئے بہر حال اچھا ہے۔ امام غزالی فرماتے ہیں کہ علم، عقل و ایمان کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ انسان جان لے کہ دنیا فانی ہے اور آخرت باقی رہنے والی، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ دنیا میں رہ کر آخرت کی تیاری کرے، دنیا میں منہمک نہ ہو جائے۔ (مرقات)

وَعَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لُعِنَ عَبْدُ الدُّنْیَا وَلُعِنَ عَبْدُ الدِّرْہَمِ

(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

(۴۹۴۹) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی، فرماتے ہیں لعنتی ہے دنیا کا بندہ، اور لعنتی ہے درہم دینار کا بندہ ۱۲ (ترمذی)

(۴۹۴۹) دنیا یا درہم و دینار روپیہ پیسہ کا پجاری وہ ہے جو ہر کام ان چیزوں کے لئے کرے۔ حتیٰ کہ نماز بھی پڑھے تو دنیا کے لئے۔

وَعَنْ کَعْبِ بْنِ مَالِکٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ قَالَ

(۴۹۵۰) روایت ہے حضرت کعب ابن مالک سے، وہ اپنے والد

marfat.com

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ أُرْسِلَا فِي غَنَمٍ بِأَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِيْنِهِ۔
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ)

سے راوی فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بھوکے بھیڑیے جو بکریوں میں چھوڑ دیئے جاویں' وہ ان بکریوں کو اس سے زیادہ خراب نہیں کرتے جتنے انسان کے حرص کرنے سے مال وعزت پر اس کے دین کو۔ (ترمذی' دارمی)

(۴۹۵۰) ا۔ نہایت نفیس تشبیہ ہے مقصد یہ ہے کہ مومن کا دین گویا بکری ہے' اور اس کی حرص مال حرص عزت گویا دو بھوکے بھیڑیے ہیں۔ مگر یہ دونوں بھیڑیے مومن کے دین کو اس سے زیادہ برباد کرتے ہیں جیسے ظاہری بھوکے بھیڑیے بکریوں کو تباہ کرتے ہیں کہ انسان مال کی حرص میں حرام وحلال کی تمیز نہیں کرتا اپنے عزیز اوقات کو مال حاصل کرنے میں ہی خرچ کرتا ہے پھر عزت حاصل کرنے کے لئے ایسے جتن کرتے ہیں جو بالکل خلاف اسلام ہیں جیسا آج ممبری وزارت چاہنے والوں کو دیکھا جا رہا ہے۔ حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ ریاکار مرے بعد بھی ریا نہیں چھوڑتا کسی نے پوچھا وہ کیسے فرمایا وہ چاہتا ہے کہ میرے جنازہ میں بہت لوگ ہوں تاکہ میری عزت ہو ریا مرے بعد بھی پیچھا نہیں چھوڑتی (مرقات)

وَعَنْ خَبَّابٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أَنْفَقَ مُؤْمِنٌ مِنْ نَفَقَةٍ إِلَّا أُجِرَ فِيْهَا إِلَّا نَفَقَتَهُ فِي هٰذَا التُّرَابِ۔
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

(۴۹۵۱) روایت ہے حضرت خباب سے' وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی' فرماتے ہیں' مسلمان کوئی خرچ نہیں کرتا مگر اس میں اسے ثواب دیا جاتا ہے سوائے اس کے خرچ کے اس مٹی میں ا۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

(۴۹۵۱) ا۔ یعنی کھانے پینے لباس وغیرہ پر خرچ کرنے میں ثواب ملتا ہے کہ یہ چیزیں عبادات کا ذریعہ ہیں مگر بلا ضرورت مکانات بنانے میں کوئی ثواب نہیں لہٰذا عمارات سازی کا شوق نہ کرو اس میں وقت اور مال دونوں کی بربادی ہے خیال رہے کہ یہاں دنیاوی عمارتیں وہ بھی بلا ضرورت بنانا مراد ہیں مسجد مدرسہ خانقاہ مسافر خانے بنانے تو عبادت ہیں کہ یہ تو صدقات جاریہ ہیں یوں ہی بقدر ضرورت مکان بنانا بھی ثواب ہے کہ اس میں سکون سے رہ کر اللہ کی عبادت کرے گا بعض لوگ دیکھے گئے وہ ہمیشہ مکان کی توڑ پھوڑ ہر سال نئے نمونے کے مکانات بنانے ہی میں مشغول رہتے ہیں یہاں یہ ہی مراد ہے (مرقات۔ اشعہ)

وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلنَّفَقَةُ كُلُّهَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ إِلَّا الْبِنَاءَ فَلَا خَيْرَ فِيْهِ۔
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

(۴۹۵۲) روایت ہے حضرت انس سے' فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سارے خرچہ اللہ کی راہ میں ہیں' سوائے عمارات کی تعمیر کے کہ ان میں بھلائی نہیں ا۔ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے'

(۴۹۵۲) ا۔ اس کی تفسیر ابھی گزر چکی کہ یہاں بنانے سے مراد دنیاوی غیر ضروری عمارتیں ہیں مسجدیں وغیرہ یوں ہی دنیاوی ضروری عمارتیں اس سے خارج ہیں بلکہ دنیاوی غیر ضروری عمارتیں بناتے رہنا اسراف ہے یعنی فضول خرچی اسراف گناہ ہے۔

وَعَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا وَنَحْنُ مَعَهُ فَرَأَى قُبَّةً مُشْرِفَةً فَقَالَ

(۴۹۵۳) روایت ہے انہیں سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن تشریف لئے گئے ا۔ ہم حضور کے ساتھ تھے' تو حضور

marfat.com

مَا هٰذِهٖ؟ قَالَ اَصْحَابُهٗ هٰذِهٖ لِفُلَانٍ رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَسَكَتَ وَحَمَلَهَا فِيْ نَفْسِهٖ حَتّٰى لَمَّا جَآءَ صَاحِبُهَا سَلَّمَ عَلَيْهِ فِي النَّاسِ فَاَعْرَضَ عَنْهُ صَنَعَ ذٰلِكَ مِرَارًا حَتّٰى عَرَفَ الرَّجُلُ الْغَضَبَ فِيْهِ وَالْاِعْرَاضَ عَنْهُ فَشَكَا ذٰلِكَ اِلٰى اَصْحَابِهٖ وَقَالَ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاُنْكِرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا خَرَجَ فَرَاٰى قُبَّتَكَ فَرَجَعَ الرَّجُلُ اِلٰى قُبَّتِهٖ فَهَدَمَهَا حَتّٰى سَوَّاهَا بِالْاَرْضِ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمْ يَرَهَا قَالَ مَا فَعَلَتِ الْقُبَّةُ قَالُوْا شَكٰى اِلَيْنَا صَاحِبُهَا اِعْرَاضَكَ فَاَخْبَرْنَاهُ فَهَدَمَهَا فَقَالَ اَمَا اِنَّ كُلَّ بِنَآءٍ وَّبَالٌ عَلٰى صَاحِبِهٖ اِلَّا مَا لَا يَعْنِيْ اِلَّا مَا لَا بُدَّ مِنْهُ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ)

نے بلند عمارت دیکھی' تو فرمایا یہ کیا ہے؟ حضور کے صحابہ نے عرض کیا کہ یہ فلاں انصاری صاحب کا ہے۔ ۲۔ تو حضور خاموش ہو گئے' اور یہ بات دل شریف میں رکھ لی ۳۔ حتیٰ کہ جب اس عمارت کا مالک حاضر ہوا تو آپ کو بھرے مجمع میں سلام کہا تو حضور نے منہ پھیر لیا ۵۔ انہوں نے یہ کئی بار کیا' حتیٰ کہ ان صاحب نے حضور انور میں اپنے سے غصہ محسوس کر لیا ۶۔ تو حضور کے صحابہ سے اس کی شکایت کی ۷۔ اور کہا کہ خدا کی قسم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیر پاتا ہوں' لوگوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تھے' تو تمہاری عمارت دیکھی تھی' تو وہ شخص عمارت کی طرف گیا اور اسے ڈھا کر زمین کے برابر کر دیا ۸۔ ایک بار پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو وہ عمارت نہ دیکھی۔ ۹۔ فرمایا اس گنبد کا کیا ہوا۔ ۱۰۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اس کے مالک نے آپ کی بے توجہی کی شکایت کی' ہم نے اسے خبر دی تو اس نے وہ ڈھا دیا' تو فرمایا کہ ہر تعمیر اس کے بانی پر وبال ہے ۱۱۔ سوائے اس کے' یعنی سوائے اس کے جس کی اسے ضرورت ہو ۱۲۔

(ابوداؤد)

(۴۹۵۳) ۱۔ حضور انور یا تو مدینہ منورہ سے باہر بستی میں تشریف لے گئے تھے یا اپنے دولت خانہ سے مدینہ پاک کے کسی محلہ میں تشریف لے گئے وہاں یہ واقعہ پیش آیا دوسرا احتمال قوی ہے ۲۔ یہ سوال اظہار ناراضی کے لئے ہے یعنی یہ کیا حرکت ہے حضرات صحابہ نے جو جواب دیا وہ اس سوال کا جواب نہیں بلکہ اس کے متعلقات میں سے یعنی یہ حرکت فلاں شخص کی ہے ۳۔ یہ عرض کرنا غیبت نہیں بلکہ اصلاح ہے معلوم ہوا کہ مرید کی شکایت شیخ سے کرنا یا شاگرد کی شکایت استاد سے کرنا اصلاح کے لئے بالکل درست ہے غیبت نہیں۔ ۴۔ حضور ناراض ہوئے مگر ناراضی کا اظہار نہ فرمایا بلکہ دل میں رکھ لی ۵۔ ان کے سلام کا جواب یا تو حضور نے دیا ہی نہیں یا دیا مگر دل میں جس کی انہیں خبر نہ ہوئی معلوم ہوا اظہار غضب اور اصلاح کے لئے سلام کا جواب نہ دینا جائز ہر سلام کا جواب دینا فرض نہیں ہوتا بعض صورتوں میں جواب دینا ممنوع بھی ہوتا ہے لہٰذا اس عمل شریف پر یہ اعتراض نہیں کہ بہ حکم قرآن سلام کا جواب دینا فرض ہے تو حضور نے فرض کیوں ترک کیا یہ نکتہ یاد رکھا جائے۔ ۶۔ ان صاحب نے پہلے تو سمجھا کہ حضور انور نے اتفاقاً جواب نہ دیا یا حضور کسی فکر میں ہیں میرا اسلام سنا نہیں مگر جب بار بار سلام کہا اور جواب نہ پایا تو وہ سمجھے کہ مجھ پر ناراضی ہے ظاہر یہ ہے کہ حاضرین میں بھی سے کسی نے جواب نہ دیا۔ جس سلام کو حضور رد فرما دیں اسے قبول کون کرے حضرت کعب ابن مالک کا جب بائیکاٹ ہوا ہے تو پچاس دن تک کسی نے ان کے سلام کا جواب نہ دیا۔ ۷۔ حضور کی شکایت نہیں کی

marfat.com

بلکہ اپنی محرومی کی شکایت مع حکایت کی کہ لوگوں میں تولٹ گیا۔ آج حضور مجھ سے ناراض ہو گئے ۸۔ یعنی ہمارا اندازہ یہ ہے کہ حضور انور نے اس بلند عمارت کو ناپسند فرمایا یہ ہی وجہ ہے تم سے بے توجہی فرمانے کی اور تو کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ ۹۔ یہ ہے حضرت صحابہ کا عشق رسول کہ حضور انور نے انہیں نہ توڈھانے کا حکم دیا نہ یہ فرمایا کہ عمارتیں بنانا جائز نہیں ان حضرات کو صرف اندازہ ہی ہوا ہے کہ شاید حضور اس عمارت کی وجہ سے مجھ سے ناراض ہو گئے تو سوچا کہ یہ عمارت میرے اور محبوب کے درمیان آڑ بن گئی ڈھادی اس ڈھانے میں مال کو برباد کرنا نہیں اور فضول خرچی نہیں بلکہ یار کو منایا ہے اگر عمارت ڈھانے سے حضور راضی ہو جائیں تو انشاء اللہ سودا سستا ہے جناب خلیل رضاء الٰہی کے لئے فرزند کو ذبح کرنے کے لئے تیار ہو گئے یہاں ظاہری فتوے نہیں چلتے یہ دل جلوں کے معاملے ہیں۔ شعر:۔

☆ عقل می گوید کہ خود راپیش کن ☆ عشق می گوید کہ ترک خویش کن ☆

ان حضرت نے اس عمارت کا بالائی حصہ نہ گرایا بلکہ جڑ بنیاد سے مٹادیا۔ تاکہ اس حجاب کی پوری طرح بیخ کنی ہو جائے۔ ۱۰۔ یعنی وہ گنبد بالکل ہی غائب ہو گیا یہ کیسے ہوا حضور انور کا یہ سوال اگلے مضمون کی تمہید کے لئے ہے ورنہ حضور ہر ایک کے عمل دل حال سے خبردار ہیں۔ ۱۱۔ اگر وبال سے مراد گناہ ہے' تو عمارات سے مراد وہ عمارتیں ہیں جو بلا ضرورت فخر و تکبر کے لئے بنائی جائے کہ یہ عمل ناجائز ہے فخر و تکبر کا ہر کام حرام ہے اور اگر وبال سے مراد آخرت کا بوجھ ہے تب بلا ضرورت کی ہر عمارت اس میں داخل ہے خواہ فخریہ ہو یا نہیں حتی کہ بلا ضرورت مسجد بنانا بھی ثواب نہیں بلکہ کبھی گناہ ہے غیر آباد جگہ کوئی نماز و اذان ادا کرنے والا نہ ہو مسجد بنا دینا محض بیکار ہے ایک مسجد کے قریب دوسری مسجد بنا دینا کہ نہ وہ آباد رہے نہ یہ آباد ہو گناہ ہے۔ بہر حال یہ فرمان عالی وسیع ہے۔ عمارت کے وبال ہونے کی بہت صورتیں ہیں۔ ۱۲۔ ضرورت خواہ دینی ہو یا دنیاوی مگر دنیاوی ضرورت کے لئے عمارت بنانا مباح ہے جیسے اپنے مکان دوکانیں اور دینی ضرورت کے لئے بنانا ثواب جیسے مسجدیں مدرسے خانقاہیں یا بزرگان دین کے مزارات پر قبے جب کہ وہاں زائرین کا ہجوم رہتا ہو ان کی آسائش تلاوت قرآن مجید وغیرہ کے لئے وہاں عمارت بنانا ثواب ہے اس الابد منہ.... میں بھی بڑی گنجائش ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ عَهِدَ اِلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا یَكْفِیْكَ مِنْ جَمْعِ الْمَالِ خَادِمٌ وَّمَرْكَبٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَفِیْ بَعْضِ نُسَخِ الْمَصَابِیْحِ عَنْ اَبِیْ هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ بِالدَّالِ بَدَلَ التَّاءِ وَهُوَ تَصْحِیْفٌ۔

(۴۹۵۴) روایت ہے حضرت ابو ہاشم ابن عتبہ سے ۱۔ فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد لیا' فرمایا کہ تمہیں مال جمع کرنے کے لئے ایک خادم اور اللہ کی راہ میں ایک سواری کافی ہے ۲۔ (احمد' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ) اور مصابیح کے بعض نسخوں میں بجائے ت کے ہاشم ابن عتبد دال سے ہے' اور یہ غلط ہے ۳۔

(۴۹۵۴) ۱۔ آپ کا نام شبیہہ ابن عتبہ ہے کنیت ابو ہاشم ہند بنت عتبہ کے بھائی حضرت امیر معاویہ کے ماموں ہیں کیونکہ ہند امیر معاویہ کی والدہ ہیں آپ فتح مکہ کے دن ایمان لائے شام میں قیام رہا خلافت عثمانی میں آپ کی وفات ہوئی بڑے عالم فقیہ و صالح تھے آپ سے حضرت ابو ہریرہ وغیرہ صحابہ نے احادیث کی روایات لیں۔ (مرقات وغیرہ) ۲۔ یعنی یہ غلام اور گھوڑا بھی اللہ کے لئے ہوں

marfat.com

محض خواہش نفسانی کے لئے نہ ہوں ان سے دینی کام جہاد یا تبلیغ حج یا طلب علم مقصود بالذات ہو دنیاوی کام مقصود بالتبع لہٰذا اگر بادشاہ اور امراء سے غلام یا گھوڑے رکھیں اس نیت سے کہ ضرورت پڑنے پر یہ مجاہدین غازیوں میں تقسیم کر کے ان سے جہاد کرایا جائے گا تو بالکل درست ہے نیت خیر ہے اس فرمان عالی کا مقصد یہ نہیں کہ ان دو چیزوں کے سواء اور کچھ پاس رکھو ہی نہیں مقصد یہ ہے کہ بلا ضرورت چیزیں نہ رکھو آج بھی حکومتیں زور دیتی ہیں کہ بلا ضرورت سامان نہ خریدو۔ ۳۔ یہ غلطی مشکوٰۃ شریف کے نسخوں میں بھی ہے اور بعض حواشی میں بھی کہ عتبہ کو عبد لکھا ہے بجائے ہ کے ال۔

وَعَنْ عُثْمَانَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیْسَ لِابْنِ اٰدَمَ حَقٌّ فِیْ سِوٰی ھٰذِہِ الْخِصَالِ بَیْتٌ یَسْکُنُہٗ وَثَوْبٌ یُوَارِیْ بِہٖ عَوْرَتَہٗ وَ جِلْفُ الْخُبْزِ وَالْمَآءِ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

(۴۹۵۵) روایت ہے حضرت عثمان سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کا سوائے ان اشیاء کے اور چیز میں حق نہیں ہے ۱۔ وہ گھر جس میں رہتا ہو' اور وہ کپڑا جو اس کا ستر چھپائے' اور روٹی کا ٹکڑا' اور پانی' ۲۔ (ترمذی)

(۴۹۵۵) ۱۔ یعنی ان تین چیزوں کے سواء اور کسی چیز کی ضرورت نہیں قیامت میں ان تین کا حساب نہ ہو گا ان کے سواء اور چیزوں کا حساب دینا ہو گا۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ **ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم** وہاں نعیم سے مراد عیش و عشرت کی چیزیں ہیں خیال رہے کہ شخصی زندگی فانی ہے قومی اور دینی زندگی باقی ہے لہٰذا مسلمان اپنی شخصی زندگی کے لئے معمولی سامان اختیار کرے قومی و دینی زندگی کے لئے قیامت تک کا انتظام کرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دین اور قوم کے لئے ممالک فتح کئے مگر اپنی ذات کے لئے آرام دہ مکان بھی نہ بنایا یہاں شخصی زندگی اور شخصی حاجتوں کا ذکر ہے ۲۔ گھر میں بقدر ضرورت گھر کا سامان داخل ہے روٹی میں سالن شامل ہے پانی میں دودھ لسی وغیرہ داخل ہیں جن کی کبھی ضرورت پڑتی ہے حضور انور نے دودھ لسی وغیرہ ملاحظہ فرمائی ہیں حضرت ابراہیم ابن ادہم فرماتے ہیں۔ شعر:۔

☆ وما ھی الا جوعۃ قد سدبہ تھا ☆ وکل طعام بین جنبی واحد ☆

وَعَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ اِذَا اَنَا عَمِلْتُہٗ اَحَبَّنِیَ اللّٰہُ وَاَحَبَّنِیَ النَّاسُ قَالَ اِزْھَدْ فِی الدُّنْیَا یُحِبَّکَ اللّٰہُ وَازْھَدْ فِیْمَا عِنْدَ النَّاسِ یُحِبُّکَ النَّاسُ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ)

(۴۹۵۶) روایت ہے حضرت سہل ابن سعد سے فرماتے ہیں کہ ایک شخص آیا تو بولا یا رسول اللہ! مجھے ایسے کام پر رہبری کریں کہ جب میں وہ کروں تو مجھ سے اللہ بھی محبت کرے' اور لوگ بھی محبت کریں ۱۔ فرمایا دنیا میں بے رغبت رہو' تم سے اللہ تعالیٰ محبت کرے گا ۲۔ اور لوگوں کی پاس کی چیزوں سے بے رغبت رہو' تم سے لوگ محبت کریں گے ۳۔ (ترمذی' ابن ماجہ) ۴۔

(۴۹۵۶) ۱۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے بندوں کی محبت جو قدرتی طور سے ہو اللہ کی رحمت ہے محبت خلق محبت خالق کی علامت ہے **انتم شھداء اللہ فی الارض** لہٰذا لوگوں کی محبت حاصل کرنے کی کوشش کرنا ممنوع نہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ مولیٰ **واجعل لی لسان صدق فی الاخرین** آئندہ نسلوں میں میرا ذکر خیر جاری فرما لہٰذا ان صاحب کا یہ سوال بالکل برحق ہے ۲۔ دنیا سے بے رغبتی کے رکن تین ہیں۔ محبت دنیا سے علیحدگی زائد دنیا سے پرہیز' آخرت کی تیاری ایسے شخص سے

marfat.com

اللہ تعالیٰ محبت ا[illegible]ن لئے کرتا ہے کہ وہ اللہ کے دشمن سے محبت نہیں کرتا دشمن کا دشمن بھی دوست ہوتا ہے (مرقات) صوفیاء فرماتے ہیں کہ آگ[illegible]ت کے ڈر سے دنیا میں رہتے ہوئے اس سے الگ رہنا زہد ہے کسی صوفی نے کیا خوب کہا شعر:۔

☆ وما ا[illegible]لذھد الا فی انقطاع الخلائق ☆ وما الحق الا فی وجود الحقائق ☆

☆ وما ا[illegible]لحب الاحب من کان قلبہ ☆ عن الخلق مشغولا برب الخلائق ☆

نیز جو دنیا سے [illegible] بے رغبت ہو گا وہ گناہ کم کرے گا نیکیاں زیادہ اور ایسا بندہ ضرور اللہ تعالیٰ کا پیارا ہے ۳۔ دنیا کا دستور ہے کہ جو اس کی طرف دوڑتا [illegible] تو وہ اس سے بھاگتی ہے اور جو اس سے بے نیاز ہوتا ہے تو وہ اس کی طرف آتی ہے جو شخص لوگوں سے تمنا رکھے گا۔ تو خواہ مخواہ [illegible] ان کی خوشامد کرے گا اور لوگ اسی سے نفرت کریں گے اور جو لوگوں سے بے نیاز ہو گا تو لوگ خواہ مخواہ اس کی طرف آئیں گے۔ شعر:۔

☆ آ[illegible] بگذار بادشاہی کن ☆ گردن بے طمع بلند بود ☆

۴۔ یہاں صاحب مشکوۃ سے یا کاتب سے غلطی ہوئی کہ ترمذی کا ذکر بھی کر دیا یہ حدیث صرف ابن ماجہ میں مذکور ہے ترمذی میں نہیں اور [illegible] فی الدنیا سے آخر تک ابن ماجہ، طبرانی، حاکم، بیہقی نے بروایت سہل ابن سعد روایت کی۔ (مرقات)

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَامَ عَلٰى حَصِيْرٍ فَقَامَ وَقَدْ اَثَّرَ فِيْ جَسَدِهٖ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَمَرْتَنَا اَنْ نَبْسُطَ لَكَ وَنَعْمَلَ فَقَالَ مَا لِيْ وَلِلدُّنْيَا وَمَا اَنَا وَالدُّنْيَا اِلَّا كَرَاكِبٍ اِسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

(۴۹۵۷) روایت ہے حضرت ابن مسعود سے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر سوئے، پھر اٹھے اس حالت میں کہ چٹائی نے آپ کے جسم اطہر میں اثر کیا ہوا تھا ۱۔ تب ابن مسعود نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو آپ اجازت دیدیتے کہ ہم حضور کے لئے بستر بچھا دیا کرتے، اور سب انتظامات کر دیتے ۲۔ تو فرمایا، مجھے دنیا سے کیا تعلق، میں اور دنیا نہیں ہیں، مگر اس سوار کی طرح جو ایک درخت کے نیچے سایہ لے پھر چلا جائے، اور درخت کو چھوڑ جائے ۳۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

(۴۹۵۷) ۱۔ اس وقت جسم اطہر پر قمیص بھی نہ تھی، صرف تہبند مبارک زیب تن فرمائے ننگی چٹائی پر آرام فرمایا تھا۔ شعر:۔

☆ بوریا ممنون خواب راحتش ☆ تاج کسریٰ زیر پائے امتش ☆

۲۔ یہاں لو شرط کے لئے نہیں، بلکہ تمنا اور آرزو کے لئے ہے، یعنی کاش کہ حضور ہم غلاموں کو اجازت دے دیتے، تو ہم ہر قسم کے آرام کا انتظام حضور کے لئے کر دیتے، اعلیٰ لباس، بہترین نرم بستر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ سادگی ہم غلاموں سے دیکھی نہیں جاتی۔ ۳۔ یعنی جیسے یہ سوار اتنی دیر آرام کے لئے اپنا بستر وغیرہ نہیں کھولتا، بلکہ زمین پر ہی لیٹ کر دھوپ ڈھل جانے پر چل دیتا ہے، ایسے ہی ہمارا حال ہے کہ ہم کونین کے مالک ہیں، مگر اپنے لئے کچھ نہیں رکھتے۔ لہٰذا حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ فرمانے کے بعد دنیا کو اور اپنی امت کو چھوڑ دیا، ان سب سے بے عمل ہو گئے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو چھوڑ دیں تو ہم ہلاک ہو جائیں سورج، دنیا کو چھوڑ دے تو دنیا اندھیری ہو جاوے، روح بدن کو چھوڑ دے و بدن مر

marfat.com

جاوے، جڑ درخت کو چھوڑ دے تو درخت سوکھ جاوے، اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کو چھوڑ دیں تو کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ رہے۔

وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَغْبَطُ اَوْلِیَآئِیْ عِنْدِیْ لَمُؤْمِنٌ خَفِیْفُ الْحَاذِ ذُوْحَظٍّ مِّنَ الصَّلٰوةِ اَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهٖ وَاَطَاعَهٗ فِی السِّرِّ وَکَانَ غَامِضًا فِی النَّاسِ لَا یُشَارُ اِلَیْهِ بِالْاَصَابِعِ وَکَانَ رِزْقُهٗ کَفَافًا فَصَبَرَ عَلٰی ذٰلِکَ ثُمَّ نَقَرَ بِیَدِهٖ فَقَالَ عُجِّلَتْ مَنِیَّتُهٗ قَلَّتْ بَوَاکِیْهِ قَلَّ تُرَاثُهٗ

(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

(۴۹۵۸) روایت ہے حضرت ابو امامہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی، فرمایا میرے دوستوں میں زیادہ قابل رشک میرے نزدیک وہ مسلمان ہے جو کم سامان والا نماز کے حصہ والا ہو اپنے رب کی عبادت خوب اچھی طرح کرے، اور خفیہ اسکی اطاعت کرے، اور لوگوں میں چھپا ہوا رہے، کہ اسکی طرف انگلیوں سے اشارے نہ کئے جاویں ۲۔ اس کا رزق بقدر ضرورت ہو، اس پر صبر کرے ۳۔ پھر حضور نے اپنے ہاتھ سے چٹکی بجائی، فرمایا اس کی موت جلد آجاوے ۴۔ اس پر رونے والیاں کم ہوں، اس کی میراث تھوڑی، کم ہو ۵۔ (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

(۴۹۵۸) ۱۔ یعنی اس کے پاس اپنی ذات کے لئے سامان دنیا کم ہو عبادات زیادہ ہوں۔ لہٰذا حضرت عثمان اور دوسرے امیر صحابہ اس میں داخل نہیں کہ ان کے پاس مال دین کے لئے تھے۔ اپنی ذات کے لئے نہ تھے۔ عمر فاروق اپنی خلافت کے زمانہ میں ایک کرتا دھو دھو کر پہنتے تھے۔ رضی اللہ عنہم۔ ۲۔ یعنی وہ خود اپنی شہرت و عزت کی کوشش نہ کرے، اگر رب تعالیٰ اسے قدرتی طور پر شہرت دے دے تو اس کی مہربانی لہٰذا اس حدیث میں مشہور اولیاء اللہ و علماء دین جن کی چوکھٹوں کو دنیا اب بھی چومتی ہے۔ ضرور داخل ہیں۔ کہ یہ شہرت انہوں نے خود نہ چاہی رب نے انہیں مشہور کر دیا یہ بشارت عاجلہ کہلاتی ہے۔ ۳۔ مقصد یہ ہے کہ اگر اسے تونگری نہ ملے تو بے صبری نہ کرے راضی بہ رضا رہے ۴۔ یعنی بہت آسانی سے اس کی جان نکل جائے جس کے دل میں دنیا کی محبت بہت ہو اس کی جان بڑی مصیبت سے نکلتی ہے۔ اسے نزع کی تکلیف کے ساتھ دنیا چھوٹنے کا غم بھی ہوتا ہے، مومن کو موت کے وقت حضور سے ملنے کی ایسی خوشی نصیب ہوتی ہے کہ وہ شدت نزع کو محسوس نہیں کرتا وہ سمجھتا ہے کہ زندگی میں مجھے مدینہ منورہ کی حاضری مشکل تھی۔ اب میری قبر ہی مدینہ میں بن جائے گی یہ مطلب نہیں کہ اس کی عمر کم ہو (مرقات) لہٰذا یہ فرمان اس حدیث کے خلاف نہیں کہ مومن کی دراز عمر اللہ کی رحمت ہے ۵۔ یہ کمی یا اس لئے ہو کہ وہ غریب اور غیر مشہور تھا۔ یا اس لئے کہ اس نے رونے پیٹنے سے زندگی میں ہی منع کر دیا تھا۔ اور مال اللہ کی راہ میں زندگی میں بہت کچھ خرچ کر دیا تھا۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَرَضَ عَلَیَّ رَبِّیْ لِیَجْعَلَ لِیْ بَطْحَآءَ مَکَّةَ ذَهَبًا فَقُلْتُ لَا یَا رَبِّ وَلٰکِنْ اَشْبَعُ یَوْمًا وَاَجُوْعُ یَوْمًا فَاِذَا جُعْتُ تَضَرَّعْتُ اِلَیْکَ وَذَکَرْتُکَ وَاِذَا شَبِعْتُ حَمِدْتُکَ وَشَکَرْتُکَ۔

(۴۹۵۹) روایت ہے انہیں سے، فرماتے ہیں، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھ پر میرے رب نے پیش فرمایا کہ میرے لئے مکہ کی زمین کو سونا بنادے ۱۔ تو میں نے عرض کیا، یا رب نہیں، ۲۔ لیکن میں ایک دن سیر ہوا کروں، اور ایک دن بھوکا رہوں تو تیری طرف عاجزی کروں، تجھے یاد کروں، اور جب سیر ہوؤں تو تیری حمد

marfat.com

(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ)

کروں' اور تیرا شکر کروں ۳۔ (احمد' ترمذی)

(۴۹۵۹) ۱۔ یعنی رب تعالیٰ نے مجھ پر دو چیزیں پیش فرمائیں ایک یہ کہ مکہ معظمہ کے پہاڑ وہاں کے پتھروں' کنکروں کو سونے کا بنا دیا جائے دوسرے یہ کہ سارا سونا میری اکیلے کی واحد ملکیت رہے۔ کسی اور کا اس پر قبضہ نہ ہو بلطحاء کہتے ہیں اس میدان کو جس میں کنکر پتھر پہاڑ ہوں یعنی پتھریلی زمین۔ ۲۔ خیال رہے کہ اس کے متعلق حضور سے مشورہ فرمایا تھا۔ آپ کو اختیار دیا تھا کہ اگر آپ چاہیں تو ہم اس سب کو سونا کردیں مشورہ میں اختلاف کرنے کا حق ہوتا ہے۔ اس کا ماننا لازم نہیں ہوتا اس لئے عرض کیا کہ نہیں۔ یہ نہیں بھی بارگاہ الٰہی میں بہت مقبول ہوئی اس نہیں پر ہزارہا ہاں قربان ہوں۔ معنوی طور پر اللہ تعالیٰ نے وہاں سونا بنا ہی دیا۔ اب زمین حجاز میں سونا نکل رہا ہے خود حضور سونے کی کان ہیں۔ کہ ان کے دم سے لاکھوں حجاج وہاں پہنچتے ہیں۔ اور کروڑوں روپیہ اہل مکہ کو دے آتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر حضور چاہتے تو مکہ کے پہاڑ سونا بن جاتے مگر چاہا نہیں لہٰذا وہ آیت کریمہ **او یکون لک بیت من زخرف او ترقی فی السماء الخ قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا**۔ حضور کا عاجز ہونا بیان نہیں کرتی ورنہ یہ حدیث اس کے خلاف ہوگی۔ ۳۔ یعنی اگر میں اتنے سونے کا مالک ہو جاؤں تو صرف بندہ شاکر بنوں گا مگر **مسکنیت** میں صابر بھی ہوں گا اور شاکر بھی لہٰذا میں امیری پر فقیری کو ترجیح دیتا ہوں معلوم ہوا کہ حضور کی فقیری غریبی اختیاری ہے۔ ہماری طرح بے اختیاری نہیں۔ حضرات انبیاء کرام کی موت بھی اختیاری ہوتی ہے کہ وفات کے قریب انہیں اختیار دیا جاتا ہے۔ کہ چاہیں دنیا میں رہیں یا رب کی بارگاہ میں حاضر ہو جائیں دیکھو موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا گیا تھا کہ بیل کی کھال پر ہاتھ پھیرو جتنے بال آپ کے ہاتھ کے نیچے آئیں گے فی بال ایک سال عمر بڑھ جائے گی ہمارے حضور کو اختیار دیا گیا۔ جب حضور نے عرض کیا۔ **اللھم بالرفیق الاعلیٰ** تب وفات دی گئی۔

وَعَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مِحْصَنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَصْبَحَ مِنْكُمْ اٰمِنًا فِيْ سِرْبِهٖ مُعَافًى فِيْ جَسَدِهٖ عِنْدَهٗ قُوْتُ يَوْمِهٖ فَكَاَنَّمَا حِيْزَتْ لَهُ الدُّنْيَا بِحَذَافِيْرِهَا۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

(۴۹۶۰) روایت ہے حضرت عبید اللہ ابن محصن سے ۱۔ فرماتے ہیں' فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص تم میں سے صبح پائے کہ اس دل میں امن والا ہو' ۲۔ اپنے جسم میں تندرستی' اس کے پاس اس دن کا کھانا ہو تو گویا اس کے لئے دنیا پوری کی پوری جمع کردی گئی ۳۔ (ترمذی) اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۴۹۶۰) ۱۔ آپ صحابی ہیں مگر حضور سے کوئی حدیث سنی نہیں لہٰذا آپ کی احادیث مرسل ہیں اور صحابی کا ارسال بالاتفاق مقبول ہے آپ قبیلہ بنی خطم سے ہیں اہل مدینہ میں شمار ہیں۔ بعض لوگوں نے آپ کو تابعی مانا ہے اور تابعی کی مرسل معتبر ہے جمہور کے نزدیک ۲۔ سرب سین کے فتحہ یا کسرہ سے' ر کے سکون سے۔ بمعنی راستہ' چہرہ' سینہ' دل نفس یہاں۔ بمعنی دل ہے' یعنی اس کو نہ دشمن کا خوف ہو' نہ عذاب الٰہی کا خطرہ' کیونکہ اس کا دشمن کوئی نہ ہو' اور اس نے کفر یا گناہ نہ کیا ہو' اہل عرب کہتے ہیں **لیس العید لمن لبس الجدید انما العید لمن امن الوعید** یعنی عید اس کی نہیں جو نئے کپڑے پہن لے' بلکہ عید اسکی ہے جو عذاب سے امن میں ہو۔ ۳۔ حذافیر جمع ہے حذفورہ کی۔ بمعنی کنارہ۔ جیسے عصفور کی جمع عصافیر' جمہور کی جمع جماہیر' لہٰذا حذافیر کے معنی ہوئے کنارے' یعنی جس کو نفسانی امن و عافیت' دل کا چین' بدن کی صحت۔ کچھ تھوڑا سا آج کے گزارہ کا مل میسر ہو' تو وہ

marfat.com

بادشاہ ہے' اللہ تعالیٰ نے اسے ہر قسم کی نعمت دی ہوئی ہے۔

وَعَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مَلَأَ اٰدَمِيٌّ وِعَاءً شَرًّا مِّنْ بَطْنٍ بِحَسْبِ ابْنِ اٰدَمَ اُكُلَاتٌ يُقِمْنَ صُلْبَهٗ فَاِنْ كَانَ لَا مُحَالَةَ فَثُلُثٌ طَعَامٌ وَثُلُثٌ شَرَابٌ وَثُلُثٌ لِنَفَسِهٖ۔
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

(۴۹۶۱) روایت ہے حضرت مقدام ابن معدیکرب سے' فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ کسی آدمی نے بمقابلہ پیٹ کے بدترین برتن کوئی نہ بھرا انسان کے لئے چند لقمے کافی ہیں' جو اس کی پیٹھ کو سیدھا رکھیں ۲۔ پھر اگر زیادہ کی ضرورت ہی ہو' ۳۔ تو تہائی پیٹ کھانا' اور تہائی پیٹ پانی' اور تہائی پیٹ اپنی سانس کے لئے ۴۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

(۴۹۶۱) ۱۔ زیادہ پیٹ بھرنے سے مختلف بیماریاں پیدا ہوتی ہیں' نوے فیصدی بیماریاں پیٹ سے ہوتی ہیں' پھر اس سے سخت غفلت پیدا ہوتی ہے' دل میں نور نہیں آتا' ۲۔ کیونکہ کھانا اس لئے ہوتا ہے کہ اس سے عبادات' ریاضات کی قوت پیدا ہو' یہ قوت بقدر ضرورت لقموں سے حاصل ہو جاتی ہے۔ شعر:۔

☆ خوردن برائے زیستن وذکر کردن است ☆ تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن است ☆

۳۔ یعنی اگر تم چند لقموں پر صبر نہ کر سکو' زیادہ کھانے کی رغبت ہو' تو پیٹ کے تین حصے کر لو۔ ۴۔ ایک حصہ کھانے کے لئے ایک حصہ پانی کے لئے ایک حصہ سانس آنے جانے کے لئے انشاء اللہ بہت کم بیمار ہو گے صوفیاء فرماتے ہیں کہ قدرے بھوکا رہنے میں دس فائدے ہیں جسمانی صحت' دل کی صفائی طبیعت کی ہشاشی بشاشی' یعنی چستی' دل کی نرمی طبیعت میں انکسار و عجز' تکبر و غرور کا ٹوٹنا' گناہوں کی کمی درمیانی درجہ کی نیند' عبادات کا شوق ذکر الٰہی میں لذت و ذوق وغیرہ (مرقات)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ رَجُلًا يَنْعَشُ فَقَالَ اَفْصِرْ مِنْ جُشَاءِكَ فَاِنَّ اَطْوَلَ النَّاسِ جُوْعًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَطْوَلُهُمْ شِبَعًا فِي الدُّنْيَا۔
(رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهٗ)

(۴۹۶۲) روایت ہے حضرت ابن عمر سے' کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ڈکاریں لیتے سنا ۱۔ تو فرمایا کہ اپنی ڈکاریں کم لیں ۲۔ کیونکہ قیامت کے دن لوگوں میں بڑا بھوکا وہ ہو گا' جو دنیا میں بہت زیادہ شکم سیر ہونے والا ہو ۳۔ (شرح سنہ) اور ترمذی نے اسکی مثل روایت کی۔

(۴۹۶۲) ۱۔ یہ صاحب حضرت وہب ابن عبداللہ یا وہب ابن ابو جحیفہ سوائی تھے بہت لمبی لمبی ڈکاریں لے رہے تھے کھانے سے سیر ہو کر آئے تھے ۲۔ یعنی تھوڑا کھایا کرو تاکہ ڈکاریں تھوڑی اور چھوٹی آویں اس کے بعد انہوں نے پیٹ بھر کر کھانا نہ کھایا ۳۔ یعنی دنیا میں بہت کھانے والے قیامت میں بہت کم اعمال لے کر آئیں گے کیونکہ ان کے وقت کا زیادہ حصہ تو کھانا کھانے ہضم کرنے ہضم نہ ہونے کی صورت میں علاج معالجہ میں گزرا اعمال کب کرتے شیخ سعدی فرماتے ہیں شعر:۔

☆ اندرون از طعام خالی دار ☆ تادر و نور معرفت بینی ☆

حریص دنیا کے اوقات دو کاموں میں خرچ ہوتے ہیں' دنیا کمانا' اور کمائی دنیا کی حفاظت کرتے رہنا' اسے رب کی طرف دھیان کرنے کا وقت بہت کم ملتا ہے۔

marfat.com

وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عِيَاضٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ لِكُلِّ اُمَّةٍ فِتْنَةً وَفِتْنَةُ اُمَّتِيْ الْمَالُ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

(۴۹۶۳) روایت ہے حضرت کعب ابن عیاض سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ہر امت کا کوئی فتنہ ہے' اور میری امت کا فتنہ مال ہے ا۔ (ترمذی)

(۴۹۶۳) یعنی گزشتہ امتوں کی آزمائشیں مختلف چیزوں سے ہوئیں' میری امت کی سخت آزمائش مال سے ہوگی' رب تعالیٰ مال دے کر آزمائے گا کہ یہ لوگ اب میرے رہتے ہیں' یا نہیں' اکثر لوگ اس امتحان میں ناکام ہوں گے' کہ مال پاکر غافل ہو جائیں گے' اس کا تجربہ برابر ہو رہا ہے' اکثر قتل' غارت' غفلت' مال کی وجہ سے ہوتا ہے' ستر فیصدی گناہ مال کی بناپر ہوتے ہیں۔

وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُجَاءُ بِابْنِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كَاَنَّهٗ بَذَجٌ فَيُوْقَفُ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ لَهٗ اَعْطَيْتُكَ وَخَوَّلْتُكَ وَاَنْعَمْتُ عَلَيْكَ فَمَا صَنَعْتَ فَيَقُوْلُ يَارَبِّ جَمَعْتُهٗ وَثَمَّرْتُهٗ وَتَرَكْتُهٗ اَكْثَرَ مَا كَانَ فَارْجِعْنِيْ اٰتِكَ بِهٖ كُلِّهٖ فَيَقُوْلُ لَهٗ اَرِنِيْ مَا قَدَّمْتَ فَيَقُوْلُ رَبِّ جَمَعْتُهٗ وَثَمَّرْتُهٗ وَتَرَكْتُهٗ اَكْثَرَ مَا كَانَ فَارْجِعْنِيْ اٰتِكَ بِهٖ كُلِّهٖ فَاِذَا عَبْدٌ لَمْ يُقَدِّمْ خَيْرًا فَيُمْضٰى بِهٖ اِلَى النَّارِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَضَعَّفَهٗ

(۴۹۶۴) روایت ہے حضرت انس سے' وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی' فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن انسان بھیڑ کے بچے کی طرح لایا جاوے گا' تو اسے بارگاہ الٰہی میں کھڑا کیا جاوے گا۔ تب رب تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ میں نے تجھے عطائیں دیں' تجھے لونڈی غلام بخشے' اور تجھ پر بہت انعام کئے ۲۔ تو تو نے کیا کیا ۳۔ تو وہ عرض کرے گا کہ یا رب میں نے وہ جمع کیں' اور انہیں بڑھایا' اور جتنا تھا' اسے زیادہ کر کے چھوڑ آیا ۴۔ مجھے لوٹا دے' کہ میں تیری بارگاہ میں وہ سارا لے آؤں ۵۔ اس سے رب تعالیٰ فرمائے گا کہ مجھے دکھا تو نے آگے کیا بھیجا؟ وہ کہے گا' یا رب میں نے جمع کیا اور اسے بڑھایا۔ اور اب سے زیادہ کر کے چھوڑ آیا تو تو مجھے لوٹا دے میں تیرے پاس سارا لے آؤں' وہ ایسا بندہ ہوگا جس نے کوئی بھلائی آگے نہ بھیجی ہوگی ۶۔ تو اسے آگ کی طرف لے جایا جاوے گا۔ (ترمذی) اور اسے ضعیف فرمایا۔

(۴۹۶۴) ا۔ یہاں انسان سے مراد غافل مالدار آدمی ہے' جیسے کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے' لائے جانے سے مراد حساب و کتاب کے لئے بارگاہ الٰہی میں پیش کیا جاتا ہے' اللہ کے مقبول بندے بڑی عزت و احترام سے لائے جائیں گے' رب تعالیٰ فرماتا ہے **یوم نحشر المتقین الی الرحمٰن وفدا ونسوق المجرمین الی جھنم وردا** لہٰذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں ۲۔ اعطیت' خولت' انعمت قریباً ہم معنی ہیں' یہاں فرق یوں ہے کہ میں نے تجھے دنیا کا مال و متاع دیا تجھے لونڈی غلام بخشے' اور تجھ پر کتاب و انبیاء کرام بھیجے' (مرقات) اشعۃ اللمعات نے فرمایا کہ انعام سے مراد دنیاوی نعمتیں ہیں' ۳۔ یعنی تو نے ان نعمتوں کا شکریہ کیا! کیا؟ خیال رہے کہ ہر نعمت کا شکریہ علیحدہ ہے' اسکی تفصیل ہماری تفسیر نعیمی دوسرے پارے **واشکر والی ولا تکفرون** کے ماتحت دیکھو۔ اعضاء کا شکریہ بدنی عبادات ہیں مال کا شکریہ صدقات و خیرات قرآن مجید وغیرہ ایمانیات کا شکریہ ان پر عمل کرنا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کرم نوازیوں کا شکریہ حضور کی سنتوں پر عمل' آپ سے عشق و محبت' کثرت سے درود

marfat.com

شریف پڑھنا ہے، محسن کو دعائیں دینا بھی شکریہ ہے۔ مولانا فرماتے ہیں، شعر:۔

☆ چونکہ ذاتش ہست محتاج الیہ ☆ زاں سبب فرمود حق صلوا علیہ ☆

۴۔ یہ ہے غافل کی سوانح عمری، محنت سے جوڑنا، مشقت سے حفاظت کرنا، حسرت سے چھوڑنا، یہ گفتگو اس سے ہے جس نے دنیا میں مال کی زکوٰۃ، فطرانہ، قربانی لوانہ کی سب کا سب جمع ہی کیا، حقوق اللہ اور حقوق الناس کا خیال نہ کیا۔ اب کہے گا کہ مجھے موقعہ دے کہ وہ سارا مال تیری بارگاہ میں حاضر کردوں تو جگہ قبول فرمالے، حالانکہ اب عمل کا وقت نہیں رہا۔ ۵۔ یعنی دنیا میں تو نے صدقہ و خیرات کتنی کی؟ جو کہ تجھے آج کے دن کام آجاتی، یہ جگہ عمل کی نہیں، نہ یہ وقت عمل کا ہے اب تو کئے ہوئے کا حساب دو۔ ۶۔ اس جملہ نے گزشتہ پوری حدیث کی شرح لکھ دی کہ یہاں اس شخص کا ذکر ہے جو فاسق و فاجر تھا، زکوٰۃ و خیرات و حقوق ادا نہ کرتا تھا۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ مَا یُسْاَلُ الْعَبْدُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مِنَ النَّعِیْمِ اَنْ یُّقَالَ لَهٗ اَلَمْ نُصِحَّ جِسْمَكَ وَنُرْوِیَكَ مِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

(۴۹۶۵) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت میں نعمتوں کے متعلق بندے سے پہلا سوال جو ہوگا وہ یہ کہ اس سے کہا جاوے گا، کہ کیا ہم نے تیرے جسم کو صحت نہیں بخشی، اور کیا ہم نے تجھے ٹھنڈے پانی سے سیر نہیں کیا ۲۔ (ترمذی)

(۴۹۶۵) ۱۔ یعنی دوسری نعمتوں کے مقابلہ میں ان نعمتوں کا حساب پہلے ہوگا، لہٰذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں کہ پہلے نماز کا حساب ہوگا، یا پہلے ناحق خون کا حساب ہوگا، اولیت بہت قسم کی ہے۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ دنیاوی نعمتوں میں سب سے اعلیٰ نعمت تندرستی ہے، کہ تمام نعمتیں اس کے ذریعہ استعمال ہوتی ہیں، پھر ٹھنڈا پانی اسکی قدر موسم گرما کے روزوں میں معلوم ہوتی ہے۔ پانی خود نعمت ہے۔ ٹھنڈا پانی نعمت پر نعمت ہے۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَزُوْلُ قَدَمَا ابْنِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ حَتّٰی یُسْاَلَ عَنْ خَمْسٍ عَنْ عُمُرِهٖ فِیْمَا اَفْنَاهُ وَعَنْ شَبَابِهٖ فِیْمَا اَبْلَاهُ وَعَنْ مَالِهٖ مِنْ اَیْنَ اكْتَسَبَهٗ وَفِیْمَا اَنْفَقَهٗ وَمَاذَا عَمِلَ فِیْمَا عَلِمَ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ)

(۴۹۶۶) روایت ہے حضرت ابن مسعود سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی، فرمایا قیامت کے دن انسان کے قدم نہ ہٹیں گے، حتیٰ کہ اس سے پانچ چیزوں کے متعلق سوال کیا جاوے گا، اس کی عمر کے بارے میں کہ کس چیز میں خرچ کی، اور اسکی جوانی کے متعلق کہ کاہے میں گزاری ۲۔ اس کے مال کے متعلق کہ کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا ۳۔ اور اس میں عمل کیا کیا جو جانا ۴۔ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

(۴۹۶۶) ۱۔ یعنی قیامت کے دن پانچ چیزوں کا حساب دیئے بغیر انسان بارگاہ الٰہی سے نہیں ہٹ سکتا۔ ان پانچوں میں اگر رہ گیا تو سزا کا مستحق ہوا، اگر ان سے نکل گیا، تو جنت میں پہنچے گا۔ ۲۔ اگرچہ عمر میں جوانی بھی آگئی تھی، مگر چونکہ جوانی میں نیک و بد اعمال زیادہ کئے جاسکتے ہیں، کہ اس وقت ساری قوتیں اپنے کمال پر ہوتی ہیں، اس لئے جوانی کے متعلق خاص سوال ہوگا، اسی لئے حدیث

marfat.com

پاک میں ارشاد ہوا کہ جو جوانی میں عبادت کرے، وہ عرش الٰہی کے سایہ میں ہو گا کہ اسے قیامت کے میدان کی گرمی نہ پہنچے گی، جوانی کی عبادت بڑی قدر کی چیز ہے۔ شعر:۔

☆ کر جوانی میں عبادت کاہلی اچھی نہیں ☆ ہے بڑھاپا بھی غنیمت جب جوانی ہو چکی ☆
☆ جب بڑھاپا آ گیا کچھ بات بن پڑتی نہیں ☆ یہ بڑھاپا بھی نہ ہو گا، موت جس دم آ گئی ☆

۳۔ یعنی مال کے متعلق دو سوال ہوں گے، ایک یہ کہ کہاں سے حاصل کیا، حلال ذریعہ سے یا حرام سے کس مقام پر خرچ کیا، طاعت میں یا معصیت میں مبارک ہے وہ مال جو اچھی راہ سے آوے، اور اچھی راہ پر خرچ ہو جاوے، اگر بارش کا پانی پرنالہ سے نہ نکلا جاوے تو چھت توڑ دیتا ہے، ۴۔ ابن عساکر نے حضرت ابو الدرداء سے روایت کی کہ ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے قیامت میں سوال ہو گا کہ تم عالم تھے یا نرے جاہل، اگر تم نے کہا کہ میں عالم تھا تو حکم ہو گا کہ اپنے علم پر عمل کیا کیا؟ اور اگر تم نے کہا کہ جاہل تھا، تو فرمایا جاوے گا کہ تم جاہل کیوں رہے؟ تمہیں کیا عذر تھا۔ علم سے مراد علم دین ہے، لہٰذا انسان کو چاہیے کہ علم دین سیکھے، اور نیک عمل کرے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ — تیسری فصل

وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَہٗ اِنَّکَ لَسْتَ بِخَیْرٍ مِّنْ اَحْمَرَ وَلَا اَسْوَدَ اِلَّا اَنْ تَفْضُلَہٗ بِتَقْوٰی۔ رَوَاہُ اَحْمَدُ

(۴۹۶۷) روایت ہے ابوذر سے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم کسی سرخ یا کالے سے بہتر نہیں ا۔ مگر یہ کہ تم اس سے تقویٰ میں بڑھ جاؤ ۲۔ (احمد)

(۴۹۶۷) ا۔ سرخ سے مراد عربی ہے، کالے سے مراد عجمی، یا سرخ موالی ہے، کالا غلام، یا سرخ رومی ہے، کالا حبشی، یا امیر سرخ، غریب کالا، یعنی تم ملک، مال وغیرہ کی وجہ سے دوسروں پر افضل نہیں ہو سکتے، افضلیت کسی اور ہی چیز سے ہے ۲۔ سیاہ فام مومن ہزارہا سرخ سفید کافروں سے افضل ہے، سیاہ فام متقی ہزارہا سرخ سفید بدکاروں سے افضل ہے۔ شعر:۔

☆ ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد ☆ فدائے یک تن بیگانہ کاشنا ☆
☆ رام نام کٹے بھلے کہ ٹپ ٹپ ٹکے جام ☆ واوروں کنجن دیہہ کو کم جس مکھ ناہیں رام ☆

یہ کہا جا چکا ہے کہ تقویٰ کے چار درجے ہیں۔ تقویٰ عامہ یعنی ایمان، تقویٰ خاصہ حرام چیزوں سے بچنا تقویٰ خاص الخاص مشکوک چیزوں سے بچنا۔ تقویٰ خاص الخواص غفلت سے بچنا ہر تقویٰ کو اس پر بزرگی ہے۔ جو اس سے خالی ہو لہٰذا کافر سے مومن افضل فاسق ہے متقی افضل۔ غافل سے بیدار افضل یہ فرمان عالی بہت ہی وسیع ہے۔

وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا زَھَدَ عَبْدٌ فِی الدُّنْیَا اِلَّا اَنْبَتَ اللّٰہُ الْحِکْمَۃَ فِیْ قَلْبِہٖ وَاَنْطَقَ بِھَا لِسَانَہٗ وَبَصَّرَہٗ عَیْبَ الدُّنْیَا دَوَاءَھَا وَدَوَاءَھَا وَاَخْرَجَہٗ مِنْھَا سَالِمًا اِلٰی

(۴۹۶۸) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں بے رغبتی کرتا کوئی بندہ دنیا میں ا۔ مگر اللہ تعالیٰ اس کے دل میں حکمت اگا دیتا ہے، اور اس سے اس کی زبان میں گویائی دیتا ہے ۲۔ اور اس دنیا کے عیب اس کی بیماریاں اور

marfat.com

دَارِ السَّلَامِ۔

رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ)

ان کا علاج دکھا دیتا ہے ۳۔ اور اسے دنیا سے جنت کی طرف سلامت نکالے گا ۴۔ (بیہقی، شعب الایمان)

(۴۹۶۸) ۱۔ یہاں سے زہد سے مراد دنیا میں دل نہ لگانا ہے۔ اگرچہ لاکھوں کا مالک ہو مگر دل یار سے لگا ہو تو وہ زہد ہی ہے۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ حاجت سے زیادہ مال سے بے رغبت ہونا زہد ہے مرقات نے اسی کو اختیار کیا ۲۔ یعنی ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ چند نعمتیں عطا فرماتا ہے ایک یہ کہ اس کے دل میں علم و معرفت کے چشمے پھوٹیں گے دوسرے یہ کہ اس کی زبان پر تاثیر ہوگی اس سے ہمیشہ حق بات نکلے گی۔ اور اس میں تاثیر ہوگی۔ ۳۔ یعنی قدرتی طور پر اسے دنیا کی چیزوں کے عیوب معلوم ہوا کریں گے اور ان عیوب سے بچنے کا طریقہ بھی وہ قدرتی طور پر معلوم کر لیا کرے گا وہ جو حدیث شریف میں ہے۔ کہ اپنے دل سے فتویٰ لو یہ فرمان ایسے ہی لوگوں کے لئے ہے۔ ۴۔ یعنی انشاء اللہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہوگا۔ اور اسے داخلہ جنت کا نصیب ہوگا۔ اس سے اشارۃ معلوم ہوا کہ جو دنیا میں راغب ہو گا اس کا حال اس کے برعکس ہوگا ۵۔ اس طرح کہ دوسرے اعضاء کو دنیا میں بھی صرف کیا مگر دل میں اللہ رسول کے سواء کوئی چیز نہ رکھی مکان کے دوسرے کمرے سامان کے لئے ہوتے ہیں مگر مالک کا آرام کمرہ صرف مالک کی خلوت گاہ ہوتا ہے وہاں کسی اور چیز کی گنجائش نہیں ہوتی، ہمارا دل رب کا خاص جلوہ گاہ ہے۔ جنت ہمارا گھر ہے جہاں سے رب نے ہمارے دشمن شیطان کو نکال دیا۔ ہمارے دل رب تعالیٰ کا گھر ہیں افسوس ہے کہ ہم اس میں شیطان کو بسائیں۔

وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَخْلَصَ اللّٰهُ قَلْبَهٗ لِلْاِيْمَانِ وَجَعَلَ قَلْبَهٗ سَلِيْمًا وَلِسَانَهٗ صَادِقًا وَنَفْسَهٗ مُطْمَئِنَّةً وَخَلِيْقَتَهٗ مُسْتَقِيْمَةً وَجَعَلَ اُذُنَهٗ مُسْتَمِعَةً وَعَيْنَهٗ نَاظِرَةً فَاَمَّا الْاُذُنُ فَقَمْعٌ وَاَمَّا الْعَيْنُ فَمُقِرَّةٌ لِمَا يُوْعِى الْقَلْبُ وَقَدْ اَفْلَحَ مَنْ جَعَلَ قَلْبَهٗ وَاعِيًا۔

رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ)

(۴۹۶۹) روایت ہے انہیں سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کامیاب ہو گیا وہ جس نے اپنے دل کو ایمان کے لئے اللہ سے خالص کیا ہے۔ اور اپنے دل کو سلامت رکھا۔ اور اپنی زبان کو سچا، اپنے دل کو مطمئن ۲۔ اور اپنی طبیعت کو سیدھا رکھا اور اپنے کان کو سننے والا، اپنی آنکھ کو دیکھنے والا بنایا ۳۔ لیکن کان تو وہ چین کی خبر ہے ۴۔ اور لیکن آنکھ تو وہ اس چیز کو قائم کرنے والی ہے، جسے دل حفاظت کرتا ہے، ۵۔ کامیاب ہو گیا۔ وہ جس نے اپنے دل کو حفاظت کرنے والا بنایا ۶۔ (احمد، بیہقی، شعب الایمان)

(۴۹۶۹) ۱۔ یعنی دل کو دل کی بیماریوں حسد، کینہ، بغض، بدعقیدگیوں اور غفلت کی چیزوں سے سلامت رکھا۔ رب فرماتا ہے **الا من اتی اللہ بقلب سلیم** صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ سلیم کے معنی ہیں سانپ کا ڈسا ہوا دل وہ ہی پیارا ہے جسے عشق مولیٰ کے سانپ نے ڈس کر دنیا سے مردہ کر دیا۔ ۲۔ نفس مطمئنہ وہ ہے جو اللہ کی محبت اس کی اطاعت سے سرشار ہو۔ طبیعت سیدھی وہ ہے جو تکلیف و آرام کسی حال میں یار کے دروازے سے نہ ہٹے۔ دنیا کی کوئی ہوا اسے جنبش نہ دے سکے ۳۔ یعنی اپنے کان سے یار کی بات سنے آنکھ سے قدرت کے نظارے کرے۔ شعر:۔

☆ تجھی کو دیکھنا تیری ہی سننا تجھ میں گم ہونا ☆ حقیقت معرفت اہل طریقت اس کو کہتے ہیں ☆

۴۔ قمع قاف کے فتحہ میم کے کسرہ سے برتن کے ڈھکنے میں رکھی ہوئی چیز یا برتن کا منہ کہ برتن میں جو چیز جاتی ہے اس کے منہ سے

marfat.com

جاتی ہے۔ جو نکلتی ہے اس کے منہ سے نکلتی ہے۔ یعنی کان دل کا راستہ ہے اس راستہ سے اچھی باتیں دل تک پہنچتی ہیں ۵۔ یعنی آنکھ دل کا دوسرا راستہ ہے کہ اس کے ذریعہ دل تک چیزیں پہنچتی ہیں محبوب کو آنکھ دیکھتی ہے تو دل محبت کرتا ہے کسی نے کہا ہے۔ شعر:۔

☆ دیکھا جو حسن یار طبیعت مچل گئی ☆ آنکھوں کا تھا قصور چھری دل پہ چل گئی ☆

مطلب یہ ہے کہ جسے دل محفوظ رکھتا ہے اسے آنکھ ہی تو دل میں ثابت کرتی ہے۔ وہاں تک پہنچاتی ہے۔ لہٰذا اپنے کان اور آنکھ کو صاف و پاک رکھو تاکہ ان راستوں سے دل تک اچھی چیزیں ہی پہنچا کریں۔ ۶۔ القلب یا تو پیش سے ہے یعنی جس کے دل کو اللہ کی طرف سے محافظ بنایا گیا یا فتحہ سے ہے یعنی جس نے اپنے دل کو محافظ بنایا کہ دل میں اللہ رسول کی محبت اس کی اطاعت کا جذبہ محفوظ رکھا نیز بزرگوں کی وعظ و نصیحت یاد رکھی۔ ایسے قلب کو یقین سے ترقی ہو کر عین الیقین بلکہ حق الیقین عطا ہوتا ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ **واعبد ربک حتی یاتیک الیقین** مفسرین فرماتے ہیں کہ اس آیت میں یقین سے مراد موت ہے۔ کہ وہ یقینی چیز ہے نیز موت سے ہر کافر کو اسلام کی حقانیت کا یقین ہو جاتا ہے۔

وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا رَأَيْتَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُعْطِي الْعَبْدَ مِنَ الدُّنْيَا عَلَى مَعَاصِيهِ مَا يُحِبُّ فَإِنَّمَا هُوَ اسْتِدْرَاجٌ ثُمَّ تَلَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ مُبْلِسُونَ۔

(رَوَاهُ أَحْمَدُ)

(۴۹۷۰) روایت ہے حضرت عقبہ ابن عامر سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی' فرمایا جب تم دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اس کے گناہوں کے باوجود دنیا دے رہا ہے' جو بھی وہ بندہ چاہتا ہے' تو یہ ڈھیل ہے ۱؎ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی کہ جب وہ بھول گئے جن کی انہیں نصیحت کی گئی تھی' تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے' حتی کہ جب وہ لوگ دیئے ہوئے پر خوش ہو گئے تو ہم نے انہیں اچانک پکڑ لیا' تو وہ مایوس ہو گئے ۲؎۔ (احمد)

(۴۹۷۰) ۱؎ یعنی اگر کوئی بندہ گناہ کرتا رہے مگر حق تعالیٰ کی طرف سے بجائے پکڑ کے نعمتیں ملتی رہیں تو یہ نعمتیں نہیں بلکہ عذاب ہیں کہ اگر پہلی بار ہی اس کی پکڑ ہو جاتی تو یہ توبہ کر لیتا مگر یہ سمجھا کہ میرے اس گناہ سے رب راضی ہے پھر اور زیادہ گناہ کرتا ہے حتی کہ گناہوں میں حد سے بڑھ کر کافر ہو جاتا ہے۔ پھر پکڑا جاتا ہے۔ جیسے فرعون کا حال ہوا۔ استدراج کے معنی ہیں سیڑھی پر چڑھانا' درجہ سیڑھی کے ڈنڈے کو کہتے ہیں۔ چونکہ مہلت سے بندہ گناہوں میں ایسی ترقی کرتا ہے۔ جیسے آدمی سیڑھی پر چڑھتا ہے۔ اس لئے مہلت کو استدراج کہا جاتا ہے رب فرماتا ہے۔ **سنستدرجهم من حيث لا يعلمون** ۲؎۔ اس آیت میں گزشتہ کافر قوموں کا ذکر ہے جیسے قوم فرعون وغیرہ۔

وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الصُّفَّةِ تُوُفِّيَ وَتَرَكَ دِينَارًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيَّةٌ قَالَ ثُمَّ تُوُفِّيَ آخَرُ فَتَرَكَ

(۴۹۷۱) روایت ہے حضرت ابو امامہ سے کہ صفہ والوں میں سے ۱؎ ایک شخص نے وفات پائی اور ایک دینار چھوڑا' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک داغ ۲؎۔ فرماتے ہیں کہ پھر دوسرے

marfat.com

دِيْنَارَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيَّتَانِ. رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ

شخص نے وفات پائی تو اس نے دو دینار چھوڑے' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو داغ ۳۔ (احمد' بیہقی' شعب الایمان)

(۴۹۷۱) ۱۔ صفہ چنے ہوئے چبوترہ کو کہتے ہیں جب قبلہ بیت المقدس تھا۔ تو یہ ہی جگہ مسجد تھی تبدیلی قبلہ پر یہ جگہ ویسی ہی چھوڑ دی گئی اور مسجد کی توسیع کر دی گئی اب اس جگہ علم دین سیکھنے والے تارک الدنیا صحابہ رہنے لگے جن کے گھر بار اولاد مال وغیرہ کچھ نہ تھا یہ حضرات اکثر ساٹھ ستر کے درمیان رہتے تھے۔ کبھی اس سے کم و بیش انہوں نے اپنے کو علم دین سیکھنے حضور انور کی صحبت شریف میں رہنے کے لئے وقف کیا ہوا تھا۔ انہیں میں حضرت ابو ہریرہ بھی تھے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے خرچ وغیرہ کے کفیل تھے۔ ایک پیالہ دودھ وغیرہ کے معجزات انہیں حضرات پر ظاہر ہوئے تھے۔ شعر:۔

☆ کیوں جناب بوہریرہ کیسا تھا وہ جام شیر ☆ جس سے ستر صاحبوں کو دودھ سے منہ بھر گیا ☆

حضور انور کو حکم الٰہی تھا کہ انکے ساتھ رہا کرو (قرآن مجید) حضور ان سے فرماتے تھے کہ میں بھی تم میں سے ہوں اور آخرت میں تم میرے ساتھ ہو گے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ صوفی اس صفہ سے بنا ہے یعنی چبوترے پر رہنے والے (اشعہ) یہاں اہل صفہ فرمایا اصحاب رسول اللہ نہ فرمایا کہ صفہ والے تارک الدنیا تھے۔ ۲۔ یعنی ایک دینار ان سے اہل صفہ کے نام پر ایک دھبہ ہے کہ اہل صفہ تارک الدنیا ہونے چاہئیں۔ پھر انہوں نے یہ دینار بھی کیوں رکھا۔ لہٰذا حدیث واضح ہے اس سے نہ تو مالدار صحابہ پر اعتراض ہو سکتا ہے۔ نہ خود ان وفات یافتہ حضرات پر۔ ۳۔ یعنی اس شخص نے دو دینار چھوڑ کر اپنے نام اہل صفہ پر دو دھبے لگائے کہ دعویٰ ہے ترک دنیا کا اور عمل یہ ہے کہ دو دینار پاس ہیں۔ خیال رہے کہ بعض لوگوں کے لئے مالداری اچھی ہوتی ہے کہ اس سے وہ شاکر بن جاتے ہیں اور بعض کے لئے غریبی بہتر کہ اس سے وہ صابر رہتے ہیں۔ اہل صفہ اس دوسری جماعت سے تھے لہٰذا یہ فرمان نہایت ہی موزوں ہے جیسے بعض کے لئے جلوت افضل ہے اور بعض کے لئے خلوت بہتر۔ یہاں (مرقات) نے فرمایا کہ ان حضرات کا صفہ میں رہنا گویا اپنے کو فقیر ظاہر کرنا تھا۔ لوگ انہیں فقیر سمجھ کر خیرات و صدقات دیتے تھے۔ تو یہ لوگ قال سے نہیں بلکہ حال سے سوالی تھے۔ اور جس کے پاس ایک یا دو دینار ہوں اسے سوال حرام ہے' بلکہ سوال سے حاصل کیا ہوا مال بھی اسے درست نہیں جو مالدار فقیروں کا سا لباس رکھے یا جو جاہل عالموں کی سی وضع بنائے جو غیر صوفی صوفیانہ رنگ میں رہے۔ پھر لوگ اسے فقیر یا عالم یا صوفی سمجھ کر نذرانے دیں۔ وہ نذرانے اس کے لئے حرام ہیں (مرقات) مگر فقیر کے نزدیک پہلی توجیہ جو اشعۃ اللمعات نے بیان فرمائی بہت ہی قوی ہے کیونکہ حضرات صحابہ سارے ہی عادل ہیں۔ کوئی فاسق نہیں اور حرام کام یا حرام خورک کا مرتکب فاسق ہوتا ہے۔

وَعَنْ مُعَاوِيَةَ اَنَّهٗ دَخَلَ عَلٰى خَالِهٖ اَبِيْ هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ يَعُوْدُهٗ فَبَكٰى اَبُوْ هَاشِمٍ فَقَالَ مَا يُبْكِيْكَ يَا خَالِ اَوَجَعٌ يُشْئِزُكَ اَمْ حِرْصٌ عَلَى الدُّنْيَا قَالَ كَلَّا وَلٰكِنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهِدَ اِلَيْنَا عَهْدًا لَمْ اٰخُذْ بِهٖ قَالَ وَمَا ذٰلِكَ قَالَ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ اِنَّمَا يَكْفِيْكَ

(۴۹۷۲) روایت ہے حضرت معاویہ سے کہ وہ اپنے ماموں سے' کہ وہ اپنے ماموں ابن ابی ہاشم کے پاس ان کی بیمار پرسی کیلئے گئے' تو ابو ہاشم رونے لگے ا۔ انہوں نے کہا کہ اے ماموں کیا تکلیف تمہیں پریشان کر رہی ہے' یا دنیا کی حرص ۲۔ وہ بولے ہرگز نہیں' لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ایک عہد لیا تھا' میں نے وہ اختیار نہ کیا ۳۔ پوچھا وہ عہد کیا ہے؟ فرمایا میں نے حضور کو

marfat.com

مِنْ جَمْعِ الْمَالِ خَادِمٌ وَّمَرْكَبٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاِنِّيْ اَرَانِيْ قَدْ جَمَعْتُ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

فرماتے سنا کہ تمہیں مال جمع کرنے میں ایک خادم اور ایک سواری، وہ بھی اللہ کی راہ کے لئے ہو، کافی ہے، ۴۔ اور میں اپنے کو دیکھ رہا ہوں، کہ میں نے جمع کیا ہے، (احمد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ)

(۴۹۷۲) ۱۔ آپ کے حالات ابھی کچھ پہلے عرض کئے گئے آپ عتبہ کے بیٹے ہیں۔ ہندہ بنت عتبہ آپ کی بہن ہیں اور امیر معاویہ کی والدہ تو آپ امیر معاویہ کے ماموں ہوئے آپ کی یہ مرض مرض وفات تھی۔ غالباً آپ امیر معاویہ کو دیکھ کر رو پڑے تھے پہلے سے نہیں رو رہے تھے۔ ۲۔ یشنُّ بنا ہے شانٌ سے۔ بمعنی قلق اور دل کی بے چینی، بے قراری، یعنی آپ کا یہ رونا مجھے بے قراری کی وجہ سے معلوم ہوتا ہے، اگر بے قراری مرض کی تکلیف سے ہے تو طبیب کو بلاتے ہیں، اور اگر اپنی غریبی سے ہے تو جتنا مال چاہیے ہم حاضر کر دیتے ہیں۔ امیر معاویہ کی سخاوت تو مشہور ہے، اس کے متعلق ہماری کتاب امیر معاویہ پر ایک نظر کا مطالعہ کرو۔ ۳۔ یہ فرمان حضرات صحابہ کی انتہائی انکساری کا ہوتا تھا، ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانوں پر جیسا عمل حضرات صحابہ نے کیا اس کی مثال گزشتہ انبیاء کرام کے اصحاب میں نہیں ملتی۔ ۴۔ حضور انور کا یہ عہد ساری امت سے ہے، اور اس میں ترک دنیا کی رغبت ہے، یعنی اگر تمہارے پاس اس کے سوا اور کوئی مال نہ ہو، تو غم نہ کرو کہ اتنا مال کافی ہے، لہٰذا اس حدیث سے یہ لازم نہیں آتا کہ مسلمان کے لئے مال رکھنا ہی حرام ہے، ورنہ پھر زکوٰۃ، فطرانہ، قربانی، حج، عمرہ وغیرہ عبادات کیسے ادا ہوں گی۔ ۵۔ یعنی میرے پاس ان چیزوں سے زیادہ مال ہے، آپ کا یہ رونا، اس پر افسوس کرنا بھی عبادت ہے، کہ یہ گریہ دراصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت میں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا ہر قول پیارا معلوم ہوتا ہے، جب وہ یاد آتے ہیں، تو آنکھیں آنسو بہاتی ہیں۔

وَعَنْ اُمِّ الدَّرْدَاءِ قَالَتْ لِاَبِي الدَّرْدَاءِ مَالَكَ لَا تَطْلُبُ كَمَا يَطْلُبُ فُلَانٌ فَقَالَ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اَمَامَكُمْ عَقَبَةً كُؤُدًا لَا يَجُوْزُهَا الْمُثْقِلُوْنَ فَاُحِبُّ اَنْ اَتَخَفَّفَ لِتِلْكَ الْعَقَبَةِ۔

(۴۹۷۳) روایت ہے حضرت ابو الدرداء سے فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت ام الدرداء سے کہا کہ آپ کا کیا حال ہے کہ آپ کمائی نہیں کرتے جیسی فلاں کرتا ہے ۱۔ تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ تمہارے لئے سخت پہاڑ ہیں ۲۔ جنہیں بوجھل لوگ طے نہ کر سکیں گے، ۳۔ میں چاہتا ہوں کہ ان پہاڑوں کے لئے ہلکا ہوں ۴۔

(۴۹۷۳) ۱۔ فلاں سے مراد دوسرے حضرات ہیں، مال والے یعنی آپ طلب مال کیلئے دوسروں کی طرح کوشش کر کے مالدار کیوں نہیں بن جاتے۔ یا یہ مطلب ہے کہ دوسروں کی طرح حضور انور سے تم مال کیوں نہیں مانگتے۔ حضور تو ایک ہاتھ اٹھا کر غنی کر دیتے ہیں۔ شعر:۔

☆ ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا! ☆ موج بحر سخاوت پہ لاکھوں سلام ☆

۲۔ یہاں پہاڑ سے مراد موت، قبر، حشر کی مشکلات ہیں جن سے گزرنا بہت ہی مشکل ہے مگر اس پر آسان ہے جس پر اللہ کرم کرے ۳۔ یعنی مال، حال، عزت و جاہ کے طالبین ان پہاڑوں کو بہ آسانی طے نہ کر سکیں گے۔ سفر میں جتنا بوجھ زیادہ اتنی ہی تکلیف زیادہ

marfat.com

دنیا میں پھنسے ہوئے آدمی کو مرتے وقت نزع کی تکلیف کے علاوہ دنیا چھوٹنے کا غم ہوتا ہے جو بہت تکلیف کا باعث ہے ۴۔ یعنی میں چاہتا ہوں کہ میرے پاس مال کم ہو تاکہ میرا حساب بھی کم ہو۔ اسی لئے فقراء بمقابلہ امیروں کے جنت میں پہلے جائیں گے وہ تو عرض کریں گے ایک سوتا ایک لنگوٹا۔ شعر:

☆ دیا جو تو نے کھایا پیا چلے آئے ☆ گدا سے کیسا حساب و کتاب ہوتا ہے ☆

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ مِنْ اَحَدٍ يَمْشِيْ عَلَى الْمَآءِ اِلَّا ابْتَلَّتْ قَدَمَاهُ قَالُوْا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ كَذٰلِكَ صَاحِبُ الدُّنْيَا لَا يَسْلَمُ مِنَ الذُّنُوْبِ۔ رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ)

(۴۹۷۴) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں' فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کیا کوئی ایسا ہے جو پانی پر چلے' اور اس کے پاؤں نہ بھیگیں' ۲۔ لوگوں نے عرض کیا نہیں' یا رسول اللہ' فرمایا یوں ہی دنیا دار گناہوں سے محفوظ نہیں رہتا' ۲۔ ان دونوں حدیثوں کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔

(۴۹۷۴) ۱۔ نہایت نفیس تشبیہ ہے کہ یا ناممکن ہے کہ انسان پانی میں چلے اور اس کے پاؤں نہ بھیگیں' پاؤں تو ضرور بھیگیں گے' ۲۔ یہاں دنیادار سے مراد دل میں دنیا کی محبت رکھنے والا ہے۔ محبت دنیا تمام گناہوں کی جڑ ہے یا دنیا سے مراد وہ دنیا ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ سے غافل کردے دنیا صفر ہے۔ آخرت عدد۔ اگر صفر اکیلا ہو بغیر عدد کے تو خالی ہے۔ اگر عدد سے مل جاوے تو اسے دس گناہ کردیتا ہے۔ ابوجہل کی دنیا گناہوں کی جڑ تھی اور آخرت سے الگ۔ حضرت سلیمان و عثمان غنی کی دنیا دین کے ساتھ تھی لہٰذا نیکیوں کی جڑ تھی۔ اللہ تعالیٰ ابوجہل و قارون کی دولت سے ہر مسلمان کو بچائے حضرت عثمان کے خزانہ سے عطیہ دے۔

وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنْ اَجْمَعَ الْمَالَ وَاَكُوْنَ مِنَ التَّاجِرِيْنَ وَلٰكِنْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنْ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السَّاجِدِيْنَ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ۔ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَاَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ عَنْ

(۴۹۷۵) روایت ہے حضرت **جبیر** ابن نفیر سے' ارسلا" ۱۔ فرماتے ہیں' فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھے یہ وحی نہیں کی گئی کہ مال جمع کروں' اور تاجروں میں سے ہو رہوں ۲۔ لیکن مجھے یہ وحی کی گئی ہے کہ اپنے رب کی تسبیح بولوں اور سجدہ کرنے والوں میں ہوؤ' اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہو' حتیٰ کہ تم کو موت آجائے (شرح سنہ ابو نعیم) علیہ بروایت ابی مسلم ۳۔

(۴۹۷۵) ۱۔ آپ قبیلہ بنی حضرم سے ہیں۔ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا مگر خلافت صدیقی میں ایمان لائے۔ ۷۵ھ میں آپ کی وفات ہوئی لہٰذا یہ حدیث مرسل ہے کہ اس میں صحابی کا ذکر نہیں۔ حضرت جبیر سے جو کہ تابعی ہیں' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ ۲۔ یعنی میری زندگی کا مقصد تجارت اور مال جمع کرنا نہیں۔ میری زندگی کا مقصد تبلیغ نبوت اور اللہ کی اطاعت ہے اپنے پاس بقدر ضرورت کبھی مال رکھنا تجارت کرنا اسی کے تابع ہے۔ لہٰذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح خیبر کے بعد ازواج پاک کو سال بھر کا خرچ عطا فرمادیتے تھے یا یہ کہ حضور انور نے تجارت' بکریاں' چرانے کا کام کیا ہے' ظہور نبوت کے بعد حضور نے چیزیں خریدیں ہیں فروخت بھی کی ہیں' مگر وہ سب عارضی چیزیں تھیں۔ حضورؐ کی زندگی پاک کا مقصد وہ تھا جو آگے ارشاد ہو رہا ہے۔ لہٰذا حضرت عثمان غنی اور دوسرے صحابہ کرام کا تجارتیں کرنا'

marfat.com

مال جمع کرنا ممنوع نہیں تھا۔ اگر مال جمع نہ کیا جاوے تو زکوۃ و حج و عمرہ وغیرہ عبادتیں کیسے کی جاسکتی ہیں۔ کام کرنا اور ہے کام میں مشغول ہو جانا کچھ اور۔ ۳۔ اس آیت کریمہ میں موت آنے تک تسبیح، نماز اور ہر ممکن عبادات کرنے کا حکم ہے یقین سے مراد یقینی چیز یعنی موت ہے خدا کرے مرتے وقت تک کوئی نماز، اللہ کا ذکر، مسجد کی حاضری، تکبیر اولی، نوافل، کوئی چیز نہ چھوٹے۔ حضرات صوفیاء کے نزدیک یقین سے مراد عین الیقین یا حق الیقین ہے۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ تسبیح و نماز تو عبادات ہیں، اور **واعبد ربک** میں عبودیت کا حکم ہے۔ عبادت اور عبودیت میں بڑا فرق ہے۔ عبادت آسان ہے۔ عبودیت مشکل ہے۔ اللہ نصیب کرے۔ ۳۔ ابو مسلم خولانی بڑے زاہد، عابد و عالم تھے، اور تابعین میں سے ہیں، حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق سے ملاقات کی ہے ۶۲ باسٹھ ہجری میں وفات پائی۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ طَلَبَ الدُّنْیَا حَلَالًا اِسْتِعْفَافًا عَنِ الْمَسْئَلَةِ وَسَعْیًا عَلٰی اَهْلِهٖ وَتَعَطُّفًا عَلٰی جَارِهٖ لَقِیَ اللّٰهَ تَعَالٰی یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَوَجْهُهٗ مِثْلُ الْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ وَمَنْ طَلَبَ الدُّنْیَا حَلَالًا مُکَاثِرًا مُفَاخِرًا مُرَائِیًا لَقِیَ اللّٰهَ تَعَالٰی وَهُوَ عَلَیْهِ غَضْبَانُ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ وَاَبُوْ نُعَیْمٍ فِی الْحِلْیَةِ)

(۴۹۷۶) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے، فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو حلال روزی تلاش کرے، بھیک سے بچنے کے لئے اور اپنے گھر والوں پر کوشش کرے، اپنے پڑوسی پر مہربانی کرنے کے لئے ۱۔ وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے ایسے ملے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہو گا ۲۔ اور جو حلال دنیا طلب کرے، مال بڑھانے فخر و تکبر کرنے، دکھلاوے کیلئے، تو وہ اللہ سے ملے گا، حالانکہ وہ اس پر ناراض ہو گا ۳۔ (بیہقی، شعب الایمان، اور ابو نعیم، حلیہ)

(۴۹۷۶) ۱۔ یعنی مال کمانا تین مقصدوں کے لئے ہونا چاہیے، اپنی ذات، اپنے بال بچوں اور پڑوسیوں کے حقوق ادا کرنے کے لئے، اور یہ تمام کام اللہ و رسول کی رضا کے لئے ہوں، پہلی دو چیزیں واجب ہیں یعنی خود بھیک سے بچنا، اور بال بچوں کے حقوق ادا کرنا۔ تیسری چیز یعنی پڑوسیوں سے مالی سلوک کرنا یہ مستحب ہے واجب نہیں، مگر ثواب اس پر یقینی ہے ۲۔ یعنی اللہ کی رحمت اور دل کی خوشی کی وجہ سے اس کا چہرہ چمکیلا ہو گا۔ اس حدیث نے گزشتہ تمام احادیث کی شرح کر دی کہ وہاں دنیا جمع کرنے اور دنیا کمانے سے ممانعت جو فرمائی گئی ہے وہاں وہ دنیا مراد تھی جو جائز نیت سے نہ ہو، نیت خیر سے دنیا کمانا عبادت ہے کیونکہ یہ بہت سی عبادات کا ذریعہ ہے ۳۔ معلوم ہوا کہ فخر و تکبر کے لئے حلال مال بھی جمع کرنا برا ہے، تو حرام مال اس نیت سے جمع کرنا بدرجہا برا ہے، کہ وہاں مال بھی حرام ہے، نیت بھی حرام۔ بہرحال مال میں تین چیزیں ہوں تو مال اچھی چیز ہے، کمائی حلال خرچ حلال، اور نیت حلال۔

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ هٰذَا الْخَیْرَ خَزَائِنُ لِلّٰهِ خَزَائِنِ مَفَاتِیْحُ فَطُوْبٰی لِعَبْدٍ جَعَلَهُ اللّٰهُ مِفْتَاحًا لِلْخَیْرِ مِغْلَاقًا لِلشَّرِّ وَوَیْلٌ لِعَبْدٍ جَعَلَهُ اللّٰهُ مِفْتَاحًا لِلشَّرِّ مِغْلَاقًا لِلْخَیْرِ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ

(۴۹۷۷) روایت ہے حضرت سہل ابن سعد سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ خیر خزانے ہیں، اور ان خزانوں کی کنجیاں ہیں ۱۔ تو خوشخبری ہو اس بندے کے لئے جسے اللہ تعالیٰ نے خیر کی کنجی، اور شر کا بند قفل بنایا ۲۔ اور خرابی ہے اس بندے کی، جسے اللہ تعالیٰ نے شر کی کنجی، اور خیر کا بند قفل بنایا ۳۔ (ابن ماجہ)

marfat.com

(۴۹۷۷) ۱؎ یعنی اچھے کام اور اچھی چیزیں بہت سی خوبیوں کے خزانے ہیں، اور بعض انسان خزانوں کی چابیاں ہیں کہ وہ اچھے ہو جاویں تو دوسرے بھی اچھے ہو جاویں، اگر بادشاہ حکام، علماء، مشائخ متقی ہو جاویں، تو رعایا، شاگرد، مریدین خود بخود متقی بن جاویں، اللہ تعالیٰ ہمارے پاکستان کو متقی، پرہیزگار، مومن حکام نصیب کرے، خود بخود دوسرے لوگ متقی بن جاویں گے، **الناس علی دین ملوکھم** ۲؎ یعنی وہ شخص خوش نصیب ہے کہ اس کے ذریعہ لوگوں کو بھلائیاں نصیب ہوں، اور ظلم و ستم بند ہو جاویں، مال، علم بعض کے لئے قرب الٰہی کا ذریعہ ہے، بعض کے لئے دوری کا باعث، قریباً ہر چیز کا یہ ہی حال ہے، قرب الٰہی کا ذریعہ ہو، تو خیر ہے ورنہ شر، ۳؎ یعنی بعض لوگ ایسے شریر ہوتے ہیں کہ ان کے شر سے دوسرے محفوظ نہیں ہوتے، وہ لوگ منحوس ہیں، دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگوں کے زمانہ اقتدار میں برکت ہو جاتی ہے، ملک آباد، لوگ خوشحال ہو جاتے ہیں، بعض کے برسر اقتدار آتے ہی برکتیں ختم ہو جاتی ہیں۔

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا لَمْ يُبَارَكْ لِلْعَبْدِ فِيْ مَالِهٖ جَعَلَهٗ فِي الْمَاءِ وَالطِّيْنِ۔

(۴۹۷۸) روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب بندے کے مال میں بے برکتی دی جاتی ہے، تو وہ مال کو پانی اور مٹی میں لگا دیتا ہے ۱؎

(۴۹۷۸) ۱؎ ان جیسی احادیث کی شرح پہلے ہو چکی، کہ ان میں بلا ضرورت عمارتیں بنانا انکے گارے چونے میں پیسہ خرچ کرنا مراد ہے، مطلب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے مال میں بے برکتی ڈالنا چاہتا ہے، تو اسے مکانات گرانے بنانے کا شوق دیدیتا ہے، اسے اللہ و رسول کی راہ میں خرچ کرنے، حق والوں کے حق ادا کرنے کا خیال ہی نہیں آتا، وہ اس میں لگا رہتا ہے کہ یہ بگاڑو، یہ بناؤ، ضروری عمارات جیسے مسجد، ضرورت کے مکان و دکانیں اس حکم سے خارج ہیں، حضرت سلیمان علیہ السلام نے مسجد اقصیٰ لاکھوں روپے کے خرچ سے بنائی، حضرت عثمان غنی نے مسجد نبوی پر بہت روپیہ خرچ کیا۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اتَّقُوا الْحَرَامَ فِي الْبُنْيَانِ فَاِنَّهٗ اَسَاسُ الْخَرَابِ (رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ)

(۴۹۷۹) روایت ہے حضرت ابن عمر سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمارات میں حرام سے بچو، ۱؎ کیونکہ وہ ویرانی کی جڑ ہے، ۲؎ انہیں بیہقی نے شعب الایمان میں روایت فرمایا۔

(۴۹۷۹) ۱؎ اس فرمان عالی کے دو مطلب ہو سکتے ہیں، ایک یہ کہ عمارت پر خرچ کرنے کے لئے حرام مال جمع نہ کرو۔ ورنہ اس میں حرام کام ہی ہوا کریں گے، اچھی کمائی کی عمارت میں انشاء اللہ اچھے کام ہی ہوتے ہیں، خراب میں خراب کام، دوسرے یہ کہ حرام عمارتیں نہ بناؤ، جیسے ناچ گھر، سنیما گھر، زنا گھر، شراب خانے، بت خانے وغیرہ۔ ۲؎ اس جملہ کے بھی دو مطلب ہو سکتے ہیں، ایک یہ کہ مکانات، عمارات عنقریب ویران ہو جائیں گے، پھر ان کے لئے حرام مال جمع کر کے اپنی آخرت کیوں برباد کرتے ہو؟ دوسرے یہ کہ حرام عمارتیں دین کی خرابی کی جڑیں ہیں کہ وہاں شرابیں، جوئے، بدمعاشیاں دن رات ہوا کریں گی۔ تم ایسی عمارتیں بنا کر مرجاؤ گے، مگر وہاں یہ گناہ ہوتے رہیں گے، اور تم کو قبروں میں سزا ملتی رہے گی۔

وَعَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلدُّنْيَا دَارُ مَنْ لَا دَارَ لَهٗ وَمَالُ مَنْ

(۴۹۸۰) ۱؎ روایت ہے حضرت عائشہ سے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی، فرمایا دنیا اس کا گھر ہے، جس کا کوئی گھر نہ ہو،

marfat.com

لَا مَالَ لَهٗ وَلَهَا يَجْمَعُ مَنْ لَا عَقْلَ لَهٗ ۔
(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ)

۱۔ اور اس کا مال ہے جس کا کوئی مال نہ ہو ۲۔ اور اس کے لئے وہ جمع کرتا ہے جس میں عقل نہ ہو ۳۔ (احمد، بیہقی، شعب الایمان)

(۴۹۸۰) ۱۔ یہاں دار سے مراد عیش و عشرت کا گھر ہے، یعنی دنیا کو عیش کی جگہ وہ ہی سمجھتا ہے جس کے مقدر میں آخرت کا عیش نہ ہو، ورنہ مومن دنیا کو عمل کی جگہ اور رہنے کی منزل سمجھتا ہے کہ جتنی زندگی ہے اس میں کچھ کرلو، یہ پھر نہ ملے گی، (مرقات) ۲۔ مال سے مراد حرام ذریعہ سے کمایا ہوا، اور حرام جگہ خرچ کیا ہوا مال ہے، یہ مال حقیقت میں مال نہیں، زاوبال ہے، یعنی دنیاوی حرام مال کو وہ مال سمجھتا ہے جس کے نصیب میں حلال مال نہیں۔ تم ایسے نہ بنو، مومن اس مال کو راہ خدا میں خرچ کر کے آخرت سنبھالتا ہے۔ ۳۔ یعنی غافل آدمی دنیاوی عیش و آرام کے لئے مال جمع کرتا ہے اور مومن آخرت کے لئے جمع کرتا ہے، غافل بے وقوف ہے اور مومن عاقل ہے۔

وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ خُطْبَتِهٖ اَلْخَمْرُ جِمَاعُ الْاِثْمِ وَالنِّسَآءُ حَبَائِلُ الشَّيْطَانِ وَحُبُّ الدُّنْيَا رَاْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ قَالَ وَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ اُخِّرُوا النِّسَآءَ حَيْثُ اَخَّرَهُنَّ اللّٰهُ ۔
(رَوَاهُ رُزَيْنٌ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ مِنْهُ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا حُبُّ الدُّنْيَا رَاْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ)

(۴۹۸۱) روایت ہے حضرت حذیفہ سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے خطبہ میں فرماتے سنا کہ شراب گناہوں کی جامع ہے ۱۔ اور عورتیں شیطان کی رسیاں ہیں ۲۔ اور دنیا کی محبت ہر گناہ کا سرا ہے ۳۔ راوی فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ عورتوں کو پیچھے رکھو ۴۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں پیچھے رکھا ہے ۵۔ (رزین) اور بیہقی نے شعب الایمان میں انہیں سے روایت حسن بطور ارسال روایت کی کہ دنیا کی محبت ہر گناہ کا سر ہے۔ ۶۔

(۴۹۸۱) ۱۔ یعنی شراب تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ کہ گناہوں سے عقل روکتی ہے۔ جب شراب سے عقل ہی جاتی رہی ہے تو اب گناہوں سے کون روکے شراب میں انسان قتل اور ماں بہن سے زنا کرلیتا ہے۔ (مرقات) ۲۔ چنانچہ شیطان عورتوں کے ذریعہ بڑے بڑے متقیوں کو شکار کرتا ہے۔ بلعم ابن باعور جیسا متقی انسان مارا گیا تو عورت کی وجہ سے دنیا میں پہلا قتل یعنی ہابیل کا قتل ہوا تو عورت کی وجہ سے۔ ۳۔ اس حدیث کی شرح اور محبت دنیا کے معنی اور یہ کہ محبت حرام دنیا کا سر کیوں ہے۔ سب کچھ پہلے بیان ہو چکا۔ محبت دنیا یہ ہے کہ انسان ہر ذریعہ سے دنیا حاصل کرتا ہے۔ ضرورت پڑے تو دین دنیا پر قربان کر دے ظاہر ہے کہ ایسا آدمی حصول دنیا میں ہر گناہ کرلیتا ہے۔ فرعون، شداد، نمرود، یزید جیسے لوگ محبت دنیا کی وجہ سے..... بدترین گناہ کر گئے۔ ۴۔ ذکر میں حکم میں، درجہ میں عورتوں کو مردوں سے پیچھے رکھو انہیں امام نہ بناؤ کہ انہیں جماعت کی اگلی صفوں میں کھڑا نہ کرو۔ انہیں بادشاہ یا حاکم نہ بناؤ انہیں پیر یا مرشد بنا کر ان کی بیعت نہ کرو مرد بادشاہ ہیں عورتیں وزیر خیال رہے کہ جس درجہ کی عورت ہوگی۔ اسی درجہ کا مرد بھی لیا جائے گا۔ لہٰذا یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ہم جیسے گنہگار حضرت عائشہ صدیقہ فاطمہ زہرا سے افضل ہیں عائشہ صدیقہ سے حضور افضل ہیں۔ فاطمہ زہرا سے علی مرتضیٰ افضل ہیں۔ ۵۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہوا کہ الرجال قوامون علی النساء، نیز قرآن کریم میں عورتوں کا ذکر مردوں کے بعد ہے۔ المومنون والمومنات۔ بلکہ اکثر جگہ مردوں کے ضمن میں عورتوں کا ذکر ہے۔ جیسے اقیموا

marfat.com

الصلوٰۃ واتوالزکوٰۃ وغیرہ وغیرہ خیال رہے کہ ملکہ بلقیس یمن کی بادشاہ تھی مگر کب مسلمان ہونے سے پہلے جب حضرت سلیمان علیہ السلام پر ایمان لائی اور آپ کے نکاح میں آئی یمن کی بادشاہت نہ رہی آپ کی ماتحت ہوئی لہٰذا اس سے دلیل نہیں پکڑی جا سکتی کسی دین میں عورتوں کی امامت سلطنت جائز نہ تھی۔ از آدم علیہ السلام تا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی نبی کے دین میں عورتوں کو یہ عہدے نہ دیئے گئے۔ ۶۔ یہ کلام حب الدنیا اس کل **خطیئتہ** حضرت نبی علیہ السلام کا فرمان ہے' یا راوی نے جناب کا کلام نقل فرمایا ہے' یا حضور اقدس کا اپنا فرمان عالی ہے' یہ حدیث اسناد کے لحاظ سے حسن ہے' (مرقات)

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَتَخَوَّفُ عَلٰى اُمَّتِيْ اَلْهَوٰى وَطُوْلُ الْاَمَلِ فَاَمَّا الْهَوٰى فَيَصُدُّ عَنِ الْحَقِّ وَاَمَّا طُوْلُ الْاَمَلِ فَيُنْسِي الْاٰخِرَةَ وَهٰذِهِ الدُّنْيَا مُرْتَحِلَةٌ ذَاهِبَةٌ وَهٰذِهِ الْاٰخِرَةُ مُرْتَحِلَةٌ قَادِمَةٌ وَلِكُلٍّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا بَنُوْنَ فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَّا تَكُوْنُوْا مِنْ بَنِي الدُّنْيَا فَافْعَلُوْا فَاِنَّكُمُ الْيَوْمَ فِيْ دَارِ الْعَمَلِ وَلَا حِسَابَ وَاَنْتُمْ غَدًا فِيْ دَارِ الْاٰخِرَةِ وَلَا عَمَلَ۔

(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ)

(۴۹۸۲) روایت ہے حضرت جابر سے' فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جن چیزوں سے میں اپنی امت پر خوف کرتا ہوں' ان میں زیادہ خوفناک نفسانی خواہش ہے' اور لمبی امیدیں لیکن نفسانی خواہش تو وہ حق سے روک دیتی ہے ۲۔ اور رہی دراز امید' تو وہ آخرت کو بھلا دیتی ہے ۳۔ اور یہ دنیا کوچ کر کے جا رہی ہے' اور یہ آخرت کوچ کر کے آ رہی ہے ۴۔ ان دونوں میں سے ہر ایک کے بچے ہیں ۵۔ اگر تم یہ کر سکو کہ دنیا کے بچے نہ بنو' تو ایسا کرو' کیونکہ تم آج عمل کی جگہ میں ہو' جہاں حساب نہیں' اور تم کل آخرت کے گھر میں ہو گے' جہاں عمل نہ ہو گا ۶۔ (بیہقی شعب الایمان)

(۴۹۸۲) ۱۔ یعنی جو دل چاہے وہ کرے' قانون شرعی کا لحاظ نہ کرے۔ اور یہ خیال کرنا کہ ابھی میری عمر بہت ہے' جب مرنے لگوں گا تو نیک کام کر لوں گا۔ یہ دونوں دھوکے ایسے ہیں جن میں عام لوگ گرفتار ہیں' نفس و شیطان گناہ جلدی کراتے ہیں' نیکیوں میں دیر لگواتے ہیں' کہ ابھی عمر بہت ہے' پھر کر لینا۔ ۲۔ نفسانی خواہش سے وہ خواہشات مراد ہیں' جو خلاف اسلام ہوں' جو ان کی پیروی کرے گا ظاہر ہے کہ وہ اللہ و رسول کی اطاعت نہ کرے گا۔ ۳۔ آخرت یاد آتی ہے جبکہ اپنی موت سامنے ہو' انسان موت کو قریب سمجھ کر آخرت کی تیاری کرتا ہے۔ جب یہ خیال دل میں بیٹھ جاوے کہ ابھی سو دو سو سال مجھے موت آنی ہی نہیں' تو وہ آخرت کی تیاری کیوں کرے گا' لہٰذا یہ فرمان عالی بالکل برحق ہے۔ ۴۔ جب سے ہم پیدا ہوئے ہیں' تب سے دنیا جا رہی ہے اور آخرت آ رہی ہے' ہر سانس آخرت کی طرف ایک قدم ہے۔ شعر:۔

☆ غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی ☆ خالق نے تیری عمر کی ایک سانس گھٹا دی ☆

ہمیں خبر نہیں کہ دنیا کب ساتھ چھوڑ دے' اور آخرت کب آ جاوے۔ ۵۔ یہاں بچوں سے مراد تابع' محکوم' زیر فرمان لوگ ہیں' راکب و راغب' یعنی بعض لوگ دنیا کے طالب اس میں راغب ہیں' بعض آخرت کے طالب اس میں راغب ہیں' انسان دونوں کا طالب نہیں ہو سکتا' کہ دونوں ضدیں ہیں۔ ۶۔ یعنی دنیا میں اللہ تمہارا حساب نہیں فرماتا' جو بھی چاہو' عمل کر لو' بعد مرنے کے عمل کا وقت نہ ہو گا' حساب ہی حساب ہو گا' لہٰذا بہتر یہ ہے کہ آج تم اپنا حساب خود کرتے رہو۔ خیال رہے کہ حضرات انبیاء اور بعض

marfat.com

اولیاء اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں' تلاوت قرآن کرتے ہیں مگر ان اعمال پر ثواب نہیں لہٰذا یہ حدیث برحق ہے کہ ثواب والا عمل صرف زندگی میں ہو چکتا ہے' ہاں اس کا ثواب مرے بعد بھی پہنچتا رہتا ہے۔ لہٰذا حدیث پر اعتراض نہیں۔

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ ارْتَحَلَتِ الدُّنْيَا مُدْبِرَةً وَارْتَحَلَتِ الْاٰخِرَةُ مُقْبِلَةً وَلِكُلٍّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا بَنُوْنَ فَكُوْنُوْا مِنْ اَبْنَاءِ الْاٰخِرَةِ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنْ اَبْنَاءِ الدُّنْيَا فَاِنَّ الْيَوْمَ عَمَلٌ وَلَا حِسَابَ وَغَدًا حِسَابٌ وَلَا عَمَلَ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِيْ تَرْجَمَةِ بَابٍ)

(۴۹۸۳) روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں' کہ دنیا کوچ کر کے پیٹھ پھیر رہی ہے' اور آخرت کوچ کر کے سامنے آ رہی ہے ۱۔ ان دونوں میں سے ہر ایک کی اولاد ہے' تو تم آخرت کی اولاد بنو' اور دنیا کی اولاد نہ بنو ۲۔ کیونکہ آج عمل ہے' حساب نہیں' اور کل حساب ہو گا' عمل نہ ہو گا ۳۔ (بخاری ایک باب کا عنوان)

(۴۹۸۳) ۱۔ یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا قول ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان عالی کے بالکل مطابق ہے اسے کہتے ہیں توارد۔ یعنی دنیا اور آخرت دونوں ہی حرکت میں ہیں مگر دنیا جا رہی ہے آخرت آ رہی ہے دنیا جا کر نہ آئے گی آخرت آ کر نہ جائے گی۔ ۲۔ اس کے معنی اور مطلب ابھی پہلے عرض کئے گئے تم دنیا کے نہ بنو بلکہ دنیا تمہاری بنے جو اللہ کا ہو جاتا ہے دنیا اس کی ہو جاتی ہے۔ ۳۔ اس کے معنی ابھی عرض کئے گئے' کہ دنیا میں رب تعالیٰ نہ تو ایمان کا حساب لیتا ہے' نہ اعمال کا بعد موت کوئی شخص جزا والا عمل نہیں کر سکے گا' اگرچہ بعض مقبول بندے قبر میں نماز و تلاوت کرتے ہیں مگر اس پر جزا نہیں' اسی لئے زندے انہیں ثواب بخشتے ہیں' کہ زندگی کے اعمال کا ثواب ہے۔ اب وہ ثواب خواہ عامل ہی رکھے یا کسی کو بخش دے' اسے اختیار ہے۔

وَعَنْ عَمْرٍو اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ يَوْمًا فَقَالَ فِيْ خُطْبَتِهٖ اَلَا اِنَّ الدُّنْيَا عَرَضٌ حَاضِرٌ يَاْكُلُ مِنْهُ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ اَلَا وَاِنَّ الْاٰخِرَةَ اَجَلٌ صَادِقٌ يَقْضِيْ فِيْهَا مَلِكٌ قَادِرٌ اَلَا وَاِنَّ الْخَيْرَ كُلَّهٗ بِحَذَافِيْرِهٖ فِي الْجَنَّةِ اَلَا وَاِنَّ الشَّرَّ كُلَّهٗ بِحَذَافِيْرِهٖ فِي النَّارِ اَلَا فَاعْمَلُوْا وَاَنْتُمْ مِنَ اللّٰهِ عَلٰى حَذَرٍ وَاعْلَمُوْا اَنَّكُمْ مَعْرُوْضُوْنَ عَلٰى اَعْمَالِكُمْ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهٗ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهٗ۔ (رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ)

(۴۹۸۴) روایت ہے حضرت عمرو سے' کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ ارشاد فرمایا' تو آپ نے خطبہ میں فرمایا' آگاہ رہو' کہ دنیا موجودہ سامان ۱ ہے جس سے نیک و بد سب کھاتے ہیں' آگاہ رہو کہ آخرت سچی میعاد ہے' جس میں قدرت والا بادشاہ فیصلہ فرمائے گا ۲۔ خبردار کہ ساری خوبیاں اپنے کناروں سمیت جنت میں ہیں' آگاہ رہو کہ پوری مصیبت کناروں سمیت آگ میں ہے ۳۔ خبردار کہ تم اللہ سے ڈرتے ہوئے عمل کیا کرو ۴۔ اور جان رکھو' کہ تم اپنے اعمال پر پیش کئے جاؤ گے ۵۔ تو جو ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ اسے دیکھ لے گا۔ اور جو ذرہ برابر برائی کرے گا' وہ بھی اسے دیکھ لے گا ۵۔ (شافعی)

(۴۹۸۴) ۱۔ عرض فانی سامان کو کہتے ہیں' جو باقی نہ رہے' دنیا کا مال رب تعالیٰ کی رضا کی علامت نہیں' یہ مردودوں کو بھی مل جاتا ہے ہاں دنیا میں توفیق خیر مل جانا رضاالٰہی کی دلیل ہے۔ ۲۔ آخرت یعنی موت و قیامت کا وقت مقرر ہے' قیامت میں حاکم صرف اللہ تعالیٰ ہی ہو گا۔ تمام بادشاہوں اور حکام کی حکومتیں ختم ہو چکی ہوں گی۔ ۳۔ یعنی دنیا کی راحتیں تکلیف سے محفوظ ہیں' اور یہاں کی تکالیف میں بھی کچھ راحتوں کو آمیزش ہے' آخرت کی راحتیں تو خالص ہیں' اور وہاں کی مصیبتیں ہیں تو وہ بھی خالص ۴۔ یعنی نیک

marfat.com

اعمال کرتے رہو' اور ساتھ ہی رب تعالیٰ سے ڈرتے رہو' کہ نہ معلوم یہ عمل قبول ہوں' یا نہ ہوں' مومن کا کام ہے کہ عمل کرنا اور ڈرنا۔ غافل منافق کا کام ہے کہ نہ کرنا اور اکڑنا ۵۔ اس عبارت میں قلب ہے۔ مقصد یہ ہے کہ تم پر تمہارے اعمال پیش ہوں گے مگر فرمایا کہ تم اعمال پر پیش ہو گے' جیسے کہا جاتا ہے **عرضت الحوض علی الناقتہ** میں نے حوض کو اونٹنی پر پیش کیا۔ حالانکہ اونٹنی حوض کے سامنے کی جاتی ہے' اردو میں کہا جاتا ہے کہ گجرات آگیا' حالانکہ گجرات تو اپنی جگہ پر رہا' ہم گجرات میں آ گئے' ایسے ہی یہ ہے' ۲۔ ذرہ سے مراد یا تو ریت کا ذرہ ہے' یا چھوٹی چیونٹی' اس آیت کریمہ کی تحقیق یہ ہے کہ **من** سے مراد یا تو صرف مسلمان ہیں' اور خیر سے مراد وہ نیکی ہے جو ضبط نہ ہو چکی ہو' اور شر سے مراد وہ گناہ ہے جو معاف نہ ہو چکا ہو۔ اور دیکھنے سے مراد اسکی سزا و جزا بھگتنا۔ یعنی اے مسلمان تجھ کو ذرہ بھر نیکی کی جزاء اور ذرہ بھر گناہ کی سزا ملے گی۔ بشرطیکہ نیکی ضبط نہ ہوئی ہو' گناہ معاف نہ ہوا ہو' **یا من** سے مراد ہر انسان ہے' مومن ہو' یا کافر' اور دیکھنے سے مراد ہے اپنے اعمال کو آنکھ سے دیکھ لینا' سزا جزا ہو یا نہ ہو۔ یعنی ہر انسان اپنے ہر عمل کو اپنی آنکھوں سے دیکھے گا۔ کہ مومن کو اس کے گناہ دکھا کر معاف کئے جائیں گے۔ کافر کو اس کی نیکیاں دکھا کر ضبط کی جائیں گی۔ لہٰذا یہ آیت نہ معافی کی آیات و احادیث کے خلاف ہے' نہ ضبطی اعمال کی آیات کے خلاف۔

وَعَنْ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ الدُّنْيَا عَرَضٌ حَاضِرٌ يَاْكُلُ مِنْهَا الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ وَاِنَّ الْاٰخِرَةَ وَعْدٌ صَادِقٌ يَحْكُمُ فِيْهَا مَلِكٌ عَادِلٌ قَادِرٌ يُحِقُّ فِيْهَا الْحَقَّ وَيُبْطِلُ الْبَاطِلَ كُوْنُوْا مِنْ اَبْنَاءِ الْاٰخِرَةِ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنْ اَبْنَاءِ الدُّنْيَا فَاِنَّ كُلَّ اُمٍّ يَتْبَعُهَا وَلَدُهَا۔

(۴۹۸۵) روایت ہے حضرت شداد سے' فرماتے ہیں' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا' کہ اے لوگو! دنیا موجودہ سامان ہے ۱۔ جس سے نیک و بد لوگ کھاتے ہیں ۲۔ اور آخرت سچا وعدہ ہے' جس میں انصاف والا' قدرت والا بادشاہ فیصلہ کرے گا' اس دن سچ کو سچ' اور جھوٹ کو جھوٹ کر دکھائے گا ۳۔ تم آخرت کی اولاد بنو' اور دنیا کی اولاد میں سے نہ بنو' کیونکہ ہر بچہ اپنی ماں کے پیچھے ہو گا۔ ۴۔

(۴۹۸۵) ۱۔ قرآن مجید میں دنیا کو متاع فرمایا گیا ہے' حدیث شریف میں عرض' لیکن دونوں کے معنی ہیں سامان' چونکہ دنیا کو چھوڑ کر انسان چلا جاتا ہے' دوسرے آکر اسے برتتے ہیں اس لئے اسے متاع یا عرض کہتے ہیں' زمین نے سب کو کھالیا' زمین کو کسی نے نہ کھایا' حاضر' بمعنی نقد' یعنی ادھار کا مقابل دنیاوی کام کرو' تو زندگی میں اس کا نفع **نقصان** مل جاتا ہے' مگر آخرت کے کام کی جزاء سزا بعد قیامت' یہ بڑا ہی ادھار ہے جو برزخ و قیامت گزار کر وصول ہوتا ہے ۲۔ یعنی دنیا کے آرام و تکالیف اعمال کی سزا و جزا نہیں' اگر کبھی کسی نیکی سے دنیا مل جائے' تو وہ اس کی جزا نہیں ہے۔ ۳۔ دنیاوی حکام کی سزاؤں' جزاؤں سے انسان بچ سکتا ہے' رب کے فیصلہ سے کوئی نہ بچ سکے گا' کیونکہ نہ تو وہ ظالم ہے نہ بے علم' نہ مجبور' وہاں بچنا صرف اس کے رحم و کرم سے ہے۔ ۴۔ یہاں مال اور اولاد سے مراد وہ ہی ہے جو ابھی بیان کیا گیا۔

وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ اِلَّا بُجُنْبَتَيْهَا مَلَكَانِ يُنَادِيَانِ يُسْمِعَانِ الْخَلَائِقَ غَيْرَ الثَّقَلَيْنِ

(۴۹۸۶) روایت ہے حضرت ابوالدرداء سے فرماتے ہیں' فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں طلوع ہوتا سورج مگر اس کے دونوں طرف دو فرشتے ہوتے ہیں ۱۔ پکارتے ہیں' سوائے جن و

marfat.com

يَا اَيُّهَا النَّاسُ هَلُمُّوْا اِلٰى رَبِّكُمْ مَا قَلَّ وَكَفٰى خَيْرٌ مِّمَّا كَثُرَ وَاَلْهٰى۔
(رَوَاهُمَا اَبُوْنُعَيْم فِي الْحِلْيَةِ)

انس کے ساری مخلوق کو سناتے ہیں ۲۔ کہ اے لوگو اپنے رب کی طرف آؤ ۳۔ جو تھوڑا ہو' اور کافی ہو وہ اس سے اچھا ہے جو زیادہ ہو' اور غافل کردے ۴۔ ان دونوں حدیثوں کو ابو نعیم نے حلیہ میں روایت کیا۔

(۴۹۸۶) ۱۔ اس طرح کہ وہ فرشتے بھی سورج کے ساتھ ہی گردش کرتے ہیں' اور ہر جگہ طلوع کے وقت سورج کے ساتھ ہوتے ہیں لہٰذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں' کہ سورج تو ہر وقت کہیں نہ کہیں طلوع کرتا ہی رہتا ہے' جب یہاں دوپہری ہوتی ہے تو کسی اور جگہ صبح سویرا' چونکہ دن نکلنے پر لوگ اپنے کاروبار میں مشغول ہوتے ہیں' اس لئے صبح کے وقت ہی یہ اعلان مناسب ہوتا ہے ۲۔ یعنی جن وانس کے سوا باقی ساری مخلوق یہ آواز سنتی ہے' ان دونوں کو فرشتوں کا یہ کلام حضور کے ذریعہ سنایا جارہا ہے' جیسے رب تعالیٰ نے اپنا کلام بندوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سنایا' تاکہ ان دونوں گروہوں کا ایمان بالغیب رہے' کہ ایمان بالغیب پر ہی سزا و جزاء کا دار و مدار ہے ان ہی دونوں گروہوں پر ایمان بالغیب واجب ہے۔ ۳۔ یعنی کام کاج میں مشغول ہو کر رب تعالیٰ سے غافل نہ ہو جاؤ' ہاتھ کار میں ہو' دل یار کے ساتھ ہو' ہر وقت اسکے دروازہ پر رہو' رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ **ففروا الی اللہ** گنہگار ہو تو اسکے دروازے پر آؤ' نیک کار ہو تو آؤ کہ اس کے سوا اور کوئی دروازہ نہیں۔ ۴۔ یعنی جو رزق مقدار میں تھوڑا ہو' اور انسان کی حاجات پوری کردے' اسے پاکر انسان رب تعالیٰ سے غافل نہ ہو جاوے' وہ اس رزق سے بہتر ہے جو مقدار میں زیادہ ہو' اور رب تعالیٰ سے غافل کردے' کہ وہ تھوڑا مال اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے' اور یہ زیادہ مال اللہ کا عذاب ہے' علم کا بھی یہ ہی حال ہے کہ بقدر ضرورت علم جو خدا رسی کا ذریعہ ہو' اس زیادہ علم سے بہتر ہے' جو خدا تعالیٰ سے غافل کردے' عالم کو متکبر بنادے' خیال رہے کہ فرشتے یہ بات درحقیقت جن وانس کو سناتے ہیں' مگر ہمارے حضور کی معرفت سے ان تک پہنچاتے ہیں۔

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهٖ قَالَ اِذَا مَاتَ الْمَيِّتُ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ مَا قَدَّمَ وَقَالَ بَنُوْا اٰدَمَ مَا خَلَّفَ۔
(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ)

(۴۹۸۷) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے وہ اسے مرفوع کرتے ہیں' فرمایا جب مردہ مرجاتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں' کہ کیا آگے بھیجا؟ اور انسان کہتے ہیں کہ کیا پیچھے چھوڑ گیا۔ (بیہقی شعب الایمان)

(۴۹۸۷) ۱۔ میت سے مراد وہ ہے جو مرنے لگے' یعنی مرتے وقت اسکے وارثین تو چھوڑے ہوئے مال کی فکر میں ہوتے ہیں کہ کیا چھوڑے جارہا ہے' اور جو **ملائکہ** اس کی قبض روح وغیرہ کے لئے آتے ہیں وہ اس کے اعمال و عقائد کا حساب لگاتے ہیں' کہ جیسے اس کے عمل ہوں ویسے ہی فرشتے' ایسے ہی نیک اعمال والے کو رحمت کے فرشتے لیتے ہیں' بدکار کو عذاب کے فرشتے۔

وَعَنْ مَالِكٍ اَنَّ لُقْمٰنَ قَالَ لِابْنِهٖ يَا بُنَيَّ اِنَّ النَّاسَ قَدْ تَطَاوَلَ عَلَيْهِمْ مَا يُوْعَدُوْنَ وَهُمْ اِلَى الْاٰخِرَةِ سِرَاعًا يَذْهَبُوْنَ وَاِنَّكَ قَدِ اسْتَدْبَرْتَ الدُّنْيَا مُنْذُ كُنْتَ وَاسْتَقْبَلْتَ الْاٰخِرَةَ وَاِنَّ

(۴۹۸۸) روایت ہے حضرت مالک سے کہ لقمان نے اپنے بیٹے سے فرمایا' اے میرے بچے' لوگوں پر وہ دراز ہو گیا۔ جس سے وہ ڈرتے جاتے ہیں ۱۔ اور وہ آخرت کی طرف دوڑے جارہے ہیں ۲۔ اور تم جب سے پیدا ہوئے تب سے دنیا کو چھوڑ رہے ہو' اور

marfat.com

دَارًا تَسِيْرُ إِلَيْهَا أَقْرَبُ إِلَيْكَ مِنْ دَارٍ تَخْرُجُ مِنْهَا۔ (رَوَاهُ رَزِيْنٌ)

آخرت کی طرف جارہے ہو' ۳۔ اور وہ گھر جس کی طرف تم جا رہے ہو' اس سے زیادہ قریب ہے جس سے تم نکل رہے ہو ۴۔ (رزین)

(۴۹۸۸) ۱۔ دراز ہونے سے مراد ہے دور ہونا' یعنی اعمال کی سزا و جزاء دور ہے کہ بعد قیامت ملے گی۔ اس دوری سے یہ دھوکا کھا جاتے ہیں کہ ابھی موت و قیامت بہت دور ہے' نیکیاں کرلیں گے ابھی خوب مزے اڑالو ۲۔ یعنی جسے یہ دور سمجھتے ہیں وہ بہت تیزی سے دوڑی آرہی ہے' کیونکہ لوگ اس کی طرف ہر سانس میں بڑھ رہے ہیں۔ ۳۔ جب سے بچہ پیدا ہوتا ہے اس کی عمر شروع ہو جاتی ہے عمر گزرتی ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ عمر بڑھ رہی ہے' مگر حقیقت میں گھٹ رہی ہے۔ ایک شاعر کہتا ہے۔ شعر:۔

☆ یسر المرء ما ذھب اللیالی ☆ وکان ذھابین لہ ذھایا ☆

۴۔ خیال رہے کہ ہر آنے والی چیز قریب ہے اگرچہ دور معلوم ہو' اور ہر جانے والی چیز دور ہے اگرچہ قریب معلوم ہو' لہٰذا قبر اور آخرت قریب ہے دنیا دور ہے' کہ وہ چیزیں دوڑی آرہی ہیں اور دنیا دوڑی جارہی ہے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَقَالَ قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ قَالَ كُلُّ مَخْمُوْمِ الْقَلْبِ صَدُوْقِ اللِّسَانِ قَالُوْا صَدُوْقُ اللِّسَانِ نَعْرِفُهُ فَمَا مَخْمُوْمُ الْقَلْبِ قَالَ هُوَ التَّقِيُّ النَّقِيُّ لَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَلَا بَغْيَ وَلَا غِلَّ وَلَا حَسَدَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ

(۴۹۸۹) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمرو سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ لوگوں میں سے کون افضل ہے؟ فرمایا' ہر سلامت دل والا ۱۔ سچی زبان والا' لوگوں نے عرض کیا' کہ سچی زبان والے کو تو ہم جانتے ہیں' تو سلامت دل والا کیا ہے؟ ۲۔ فرمایا وہ ایسا ستھرا ہے جس پر نہ گناہ ہو' نہ بغاوت' نہ کینہ اور نہ حسد ۳۔ (ابن ماجہ' بیہقی' شعب الایمان)

(۴۹۸۹) ۱۔ مخموم بنا ہے خم سے خم کے معنی ہیں گھر میں جھاڑو دینا۔ کہا جاتا ہے **خمیت البیت** دل گویا گھر ہے' اسے برائیوں سے بچانا' گویا اس میں جھاڑو دینا ہے ۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسے فصیح اللسان ہیں' کہ حضور کے کلام سمجھنے کے لئے لغت کی تلاش کرنی پڑتی ہے' یہ پوچھنے والے حضرات عرب تھے' صاحب زبان تھے' مگر مخموم کا ترجمہ پوچھ رہے ہیں' ۳۔ ہر چیز کا کوڑا کچرا مختلف ہوتا ہے' دل کا کوڑا یہ چیزیں ہیں' جن سے دل میلا ہوتا ہے' پھر جیسے ناپاک بدن اس مسجد میں آنے کے قابل نہیں' ایسے ہی ناپاک دل مسجد قرب الٰہی کے قابل نہیں۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے **الا من اتی اللہ بقلب سلیم**

وَعَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرْبَعٌ إِذَا كُنَّ فِيْكَ فَلَا عَلَيْكَ مَا فَاتَكَ مِنَ الدُّنْيَا حِفْظُ أَمَانَةٍ وَصِدْقُ حَدِيْثٍ وَحُسْنُ خَلِيْقَةٍ وَعِفَّةٌ فِيْ طُعْمَةٍ۔ أَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ

(۴۹۹۰) روایت ہے انہیں سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جب تجھ میں چار خوبیاں ہوں' تو تجھ پر حرج نہیں' کہ دنیا تجھ سے الگ رہے ۱۔ امانت کی حفاظت' بات کی سچائی' اچھی عادت' کھانے میں پاکدامنی ۲۔ (احمد' بیہقی شعب الایمان)

(۴۹۹۰) ۱۔ یعنی اگر یہ چار نعمتیں تجھے خدا عطا فرمادے' مگر دنیا تیرے پاس زیادہ نہ ہو' تو تو پرواہ نہ کر' کہ وہ نعمتیں دنیا و مافیہا سے افضل ہیں' بلکہ دنیا کی زیادتی کبھی ان نعمتوں کو نقصان بھی دیتی ہے' لہٰذا اس صورت میں دنیا کی کمی ہی اچھی ہے' ۲۔ جسے یہ توفیق

marfat.com

مل جاوے' انشاء اللہ تعالیٰ وہ دنیا میں کسی کا محتاج نہیں رہتا' اچھی عادت والا انشاء اللہ بہت عزت پاتا ہے۔ جو اپنے حلق کو حرام کمائی سے' اور زبان کو حرام بات سے محفوظ رکھے' انشاء اللہ تعالیٰ وہ بندہ مقبول الدعاء ہوتا ہے' جو رب تعالیٰ سے مانگتا ہے' پالیتا ہے' تجربہ ہے' اللہ تعالیٰ نصیب کرے' صدق مقال' اکل حلال' عبادات کی اصل ہے۔

وَعَنْ مَالِكٍ قَالَ بَلَغَنِيْ اَنَّهٗ قِيْلَ لِلُقْمَانَ الْحَكِيْمِ مَا بَلَغَ بِكَ مَا نَرٰى يَعْنِيْ اَفْضَلَ قَالَ صِدْقُ الْحَدِيْثِ وَاَدَاءُ الْاَمَانَةِ وَتَرْكُ مَا لَا يَعْنِيْنِيْ۔ رَوَاهُ فِي الْمُؤَطَّا

(۴۹۹۱) روایت ہے حضرت مالک سے فرماتے ہیں مجھے خبر پہنچی ہے' کہ لقمان حکیم سے پوچھا گیا' اے کہ اس بزرگی تک آپ کو کس چیز نے پہنچایا جو ہم دیکھ رہے ہیں' فرمایا کہ بات کی سچائی' اور امانت کی ادائیگی' اور بیکار باتوں کو چھوڑ دینے سے'۔ (موطا)

(۴۹۹۱) ا۔ یعنی دینی اور دنیاوی فضائل تمہیں کن اچھے اعمال کی بدولت نصیب ہوئے' اللہ تعالیٰ کو آپ کی کون سی ادا پسند آ گئی' جس سے آپ کو یہ رتبے مل گئے خیال رہے کہ نبوت تو خاص عطاء ربانی ہے' یہ کسی عمل کا نتیجہ نہیں' مگر ولایت قرب الٰہی کسی بھی ہوتی ہے' کہ کبھی اپنے اعمال سے ملتی ہے' کبھی محض وہبی عطاء ربانی' اگر حضرت لقمان نبی ہیں' تو یہ سوال نبوت کے متعلق نہیں' دیگر مراتب کے متعلق ہے' اور اگر آپ نبی نہیں' تب تو کوئی سوال ہی نہیں' ۲۔ جو چیز ہم کو دین یا دنیا میں نفع نہ دے' اس کے پیچھے نہ پڑو' اس کی تحقیقات نہ کرو' یہ بہت سی آفتوں' بہت سے گناہوں سے انسان کو بچالیتا ہے' یہ بہترین عمل ہے' مثل مشہور ہے کہ جس گاؤں جانا نہ ہو' اس کے راستہ کی تحقیق کرنا بیکار ہے۔

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجِيْءُ الْاَعْمَالُ فَتَجِيْءُ الصَّلٰوةُ فَتَقُوْلُ يَا رَبِّ اَنَا الصَّلٰوةُ فَيَقُوْلُ اِنَّكِ عَلٰى خَيْرٍ فَتَجِيْءُ الصَّدَقَةُ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اَنَا الصَّدَقَةُ فَيَقُوْلُ اِنَّكِ عَلٰى خَيْرٍ ثُمَّ يَجِيْءُ الصِّيَامُ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اَنَا الصِّيَامُ فَيَقُوْلُ اِنَّكَ عَلٰى خَيْرٍ ثُمَّ يَجِيْءُ الْاَعْمَالُ عَلٰى ذٰلِكَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّكَ عَلٰى خَيْرٍ ثُمَّ يَجِيْءُ الْاِسْلَامُ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اَنْتَ السَّلَامُ وَاَنَا الْاِسْلَامُ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّكَ عَلٰى خَيْرٍ بِكَ الْيَوْمَ اٰخُذُ وَبِكَ اُعْطِيْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ كِتَابِهٖ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔

(۴۹۹۲) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے' فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اعمال آئیں گے ا۔ تو نماز آئے گی' کہے گی' یا رب میں نماز ہوں' فرمائے گا تو خیر پر ہے' پھر صدقہ آئے گا' کہے گا یا رب میں صدقہ ہوں' فرمائے گا' تو بھی خیر پر ہے' پھر روزے آئیں گے' عرض کریں گے' یا رب ہم روزے ہیں ۲۔ تو فرمائے گا' تم خیر پر ہو' پھر باقی نیک اعمال بھی اسی طرح آئیں گے ۳۔ رب تعالیٰ فرمائے گا کہ تم خیر پر ہو ۴۔ پھر اسلام آئے گا ۵۔ تو عرض کرے گا' یا رب تو سلام ہے ۶۔ اور میں اسلام ہوں ۷۔ تو رب تعالیٰ فرمائے گا کہ تو بھلائی پر ہے' آج تیری وجہ سے پکڑوں گا' اور تیرے ذریعہ سے دوں گا ۸۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا' کہ جو کوئی اسلام کے سوا کوئی دین تلاش کرے گا' اس سے ہرگز قبول نہ کیا جاوے گا' اور وہ آخرت میں نقصان والوں سے ہیں ۹۔

(۴۹۹۲) ا۔ یعنی قیامت کے دن انسان کے نیک و بد اعمال اسکے ساتھ بارگاہ الٰہی میں پیش ہوں گے' نیک اعمال تو شفاعت کرنے کے لئے اور برے اعمال شکایت کرنے' اور اس کے خلاف گواہی دینے کے لئے' وہاں اعمال کا جسم بھی ہو گا اور شکل بھی' یہ بات

marfat.com

کریں گے بھی' اور سنیں گے بھی۔ ۲۔ ان اعمال کا یہ عرض کرنا' اپنے عالمین کی شفاعت کی تمہید ہے' عرض کریں گے خدایا تو نے قرآن مجید میں تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعلیمات میں ہمارے بڑے فضائل بیان فرمائے ہیں' فلاں فلاں بندہ ہمارا پابند تھا' اسے بخش دے' ۳۔ حج' عمرہ' جہاد' طلب علم' اچھے اخلاق وغیرہ سب ہی بارگاہ الٰہی میں پیش ہوں گے' اور یہ ہی عرض کریں گے' اسی ترتیب پر آگے پیچھے' ۴۔ یعنی اے نیک عملو' تم بھی خیر ہو تمہارے عالمین بھی خیر' ۵۔ ظاہر یہ ہے کہ یہاں اسلام سے مراد دین محمدی ہے' یعنی اصطلاحی اسلام ممکن ہے کہ سارے ہی سچے عقیدے مراد ہوں' تب تمام انبیاء کرام کے دین اس میں داخل ہیں' ۶۔ اسلام پہلے حمد الٰہی کرے گا' شفاعت کی تمہید کے لئے جیسے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کے لئے اولاً سجدہ میں حمد الٰہی کریں گے' سلام کے معنی سلامت رکھنے والا' یعنی مولا تو اپنے بندوں کو سلامتی وامن بخشنے والا ہے ۷۔ یعنی میرا کام ہے تیرے بندوں کو تیرے حضور سجدہ کرا دینا' تیرا مطیع بنا دینا' اسلام کے معنی سر بسجود ہونا' مطیع و فرمانبردار بننا' رب تعالیٰ فرماتا ہے **فلما اسلما وتله للجبین** مطلب یہ ہے کہ تیرا کام ہے بندوں کو ایمان دینا' میرا کام ہے تیرے بندوں کو تیری امان میں لانا' سبحان اللہ کیسی پاکیزہ سفارش و شفاعت ہے' خیر الکلام ماقل ودل' اچھا کلام وہ ہے جو مختصر ہو' مگر جامع ہو ۸۔ یہ ہے رب تعالیٰ کی طرف سے قبول شفاعت' یعنی میری پکڑ اور میری معافی صرف تیرے ذریعہ سے ہے' جو تیرا ہے' وہ میرا ہے' جو تیرا نہیں' وہ میرا نہیں' مدار نجات صرف تو ہے' تیرے بغیر کوئی عبادت قبول نہیں' اس آیت کریمہ میں اشارتاً فرمایا گیا کہ جو اسلام پر فوت ہوا' اگرچہ کیسا ہی گنہگار ہو' مگر وہ خسارہ والوں سے نہیں' اس کی بخشش یقینی ہے' خواہ اول سے معافی ہو کر یا کچھ سزا پا کر ہو' دائمی دوزخ صرف کفار کے لئے ہے (مرقات) لہٰذا انسان کو شش بھی کرے' اور دعا بھی کہ موت اسلام پر آوے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ لَنَا سِتْرٌ فِيْهِ تَمَاثِيْلُ طَيْرٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ حَوِّلِيْهِ فَاِنِّيْ اِذَا رَاَيْتُهٗ ذَكَرْتُ الدُّنْيَا۔

(۴۹۹۳) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ ہمارا ایک پردہ تھا' جس میں چڑیوں کی تصویریں تھیں ا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اے عائشہ ہٹا دو اسے ۲۔ کہ جب میں اسے دیکھتا ہوں' تو مجھے دنیا یاد آتی ہے' ۳۔

(۴۹۹۳) ا۔ یا تو اس وقت تک تصویر حرام نہ ہوئی تھی' یا وہ تصویریں بہت چھوٹی تھیں' جو دور سے نظر نہ آتی تھیں' اس لئے ہٹائی نہ گئیں لہٰذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں' کہ جاندار کی تصویر رکھنا تو حرام ہے' پھر حضرت عائشہ صدیقہ کے پردہ میں کیوں تھیں' ۲۔ یعنی اس جگہ سے منتقل کر دو' ہمارے سامنے نہ رکھو' اور جگہ رکھو' ہٹا دو یہ نہ فرمایا مٹا دو' اس وجہ سے جو ابھی عرض کی گئی' کہ یا تو اس وقت تصویریں حرام نہ ہوئی تھیں' یا بہت چھوٹی تھیں' ایسی چھوٹی تصویریں اب بھی جائز ہیں' (لمعات) ۳۔ یعنی ایسے نقشیں پردے امیروں کے ہاں ہوتے ہیں' جس سے ان کی امیری ظاہر ہوتی ہے' یہ پردہ دیکھ کر ہم کو دولت مندی یاد آتی ہے' اس لئے یہ میرے سامنے سے ہٹا دیا جاوے' رب تعالیٰ فرماتا ہے **ولا تمدن عينيك الى ما متعنابه ازواجا منهم زهرة الحيوة الدنيا** یہ فرمان عالی اس آیت کریمہ پر عمل ہے۔ خلاصہ یہ کہ ہمارے گھر میں تکلف' شان کی چیزیں نہ رہیں۔

وَعَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عِظْنِيْ وَ

(۴۹۹۴) روایت ہے حضرت ابو ایوب انصاری سے' فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' عرض

marfat.com

اَوْجِزْ فَقَالَ اِذَا قُمْتَ فِیْ صَلٰوتِكَ فَصَلِّ صَلٰوةَ مُوَدِّعٍ وَلَا تَكَلَّمْ بِكَلَامٍ تَعْتَذِرُ مِنْهُ غَدًا وَاَجْمِعِ الْاِیَاسَ مِمَّا فِیْ اَیْدِی النَّاسِ۔

کیا کہ مجھے نصیحت فرماؤ اور مختصر فرماؤ ۱؎ تو فرمایا کہ جب تم اپنی نماز میں کھڑے ہو، تو رخصت ہونے والے کی سی پڑھو ۲؎ اور کوئی ایسی بات نہ کرو، جس سے کل معافی چاہو ۳؎ اور لوگوں کے قبضے کی چیزوں سے پورے مایوس ہو جاؤ ۴؎۔

(۴۹۹۴) ۱؎ مقصد یہ ہے کہ بہت سی باتیں نہ تو مجھے یاد رہیں گی، نہ میں ان سب پر عمل کر سکوں گا، اس لئے ایک دو باتیں ایسی بتائیں جن سے میرے دونوں جہاں درست ہو جاویں، ۲؎ یعنی ہر نماز یہ سمجھ کر پڑھو کہ شاید یہ میری آخری نماز ہو، اگلی نماز کا وقت آنے سے پہلے مجھے موت آجاوے، ظاہر ہے کہ ایسی نماز اچھی طرح دل لگا کر ہی پڑھی جاوے گی، اس میں جواز اور قبول کی شرطیں خوب جمع ہوں گی، یا اس کا مطلب یہ ہے کہ ماسوی اللہ کو چھوڑ کر اور سب سے وداع ہو کر صرف اللہ کی طرف دل لگا کر نماز پڑھو ۳؎ بہت ہی جامع نصیحت ہے، یعنی اکثر خاموش رہو، اگر بات کرنی پڑے، تو اچھی بات کرو کسی کے دل دکھانے والی بات نہ کرو، کہ پھر اس سے معافی مانگنی پڑے، خاموش رہنا صدہا گناہوں سے بچالیتا ہے، یا یہ مطلب ہے کہ گناہ کی بات نہ بولو، جس سے توبہ کرنی پڑے، (اشعۃ) ۴؎ یعنی کسی کے مال کی امید و لالچ نہ رکھو، تمہارا دل غنی رہے گا، تمہیں کسی کی خوشامد نہ کرنا پڑے گی۔

وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ لَمَّا بَعَثَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْيَمَنِ خَرَجَ مَعَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْصِيْهِ وَمُعَاذٌ رَاكِبٌ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِیْ تَحْتَ رَاحِلَتِهٖ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ يَا مُعَاذُ اِنَّكَ عَسٰى اَنْ لَّا تَلْقَانِیْ بَعْدَ عَامِیْ هٰذَا وَلَعَلَّكَ اَنْ تَمُرَّ بِمَسْجِدِیْ هٰذَا وَقَبْرِیْ فَبَكٰى مُعَاذٌ جَشَعًا لِفِرَاقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ الْتَفَتَ فَاَقْبَلَ بِوَجْهِهٖ نَحْوَ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِیْ الْمُتَّقُوْنَ مَنْ كَانُوْا وَحَيْثُ كَانُوْا

(رَوَى الْاَحَادِيْثَ الْاَرْبَعَةَ اَحْمَدُ)

(۴۹۹۵) روایت ہے حضرت معاذ ابن جبل سے، فرمایا جب انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف بھیجا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ تشریف لے گئے ۱؎ آپ انہیں وصیت فرما رہے تھے، اور جناب معاذ سوار تھے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدل چل رہے تھے ۲؎ ان کے کجاوہ کے نیچے، تو جب فارغ ہوئے، فرمایا اے معاذ! ممکن ہے کہ تم اس سال کے بعد مجھے نہ ملو، غالباً ۳؎ تم اب میری مسجد اور میری قبر پر گزرو ۴؎ تو جناب معاذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی سے گھبرا کر بہت روئے، ۵؎ پھر حضور واپس ہوئے، تو اپنا چہرہ پاک مدینہ کی طرف کیا ۶؎ پھر فرمایا، کہ لوگوں میں مجھ سے قریب تر لوگ پرہیزگار ہیں جہاں بھی ہوں ۷؎ ان چاروں حدیثوں کو احمد نے روایت کیا۔

(۴۹۹۵) ۱؎ حضرت معاذ کو یمن کا حاکم اعلیٰ بنا کر بھیجا، تو حسب معمول انہیں پہنچانے کے لئے **ثنیۃ** الوداع تک تشریف لے گئے اس طرح کہ حضرت معاذ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے سوار تھے، اور حضور انور پیدل تھے۔ ۲؎ سنت یہ ہی ہے، کہ جس کو وداع کرو، اسے کچھ دور پہنچانے کے لئے ساتھ پیدل جاؤ میں نے اس جگہ کی زیارت کی ہے جہاں تک حضور پہنچایا کرتے تھے، اس عمل شریف میں اپنے مقرر کردہ حکام کا احترام فرمایا ہے۔ ۳؎ یہاں لعل شک کے لئے نہیں، بلکہ یقین کے لئے ہے، جیسے رب

marfat.com

تعالیٰ فرماتا ہے **لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا** یا فرماتا ہے **لعلکم تفلحون** ۲۔ وقبری میں واؤ بمعنی مع ہے یعنی میری قبر پر آؤ گے' جو اسی مسجد میں ہو گی' (مرقاۃ) اس فرمان عالی میں پانچ غیبی خبریں ہیں' ایک یہ کہ ہم عنقریب وفات پا جائیں گے' دوسرے یہ کہ ہماری وفات مدینہ منورہ میں ہو گی' تیسرے یہ کہ ہماری قبر انور مسجد نبوی شریف میں ہو گی' چوتھے یہ کہ حضرت معاذ ہماری زندگی میں وفات نہ پائیں گے' بلکہ ہمارے بعد' پانچویں یہ کہ جناب معاذ ہماری قبر پر زیارت کرتے آئیں گے' یہ پانچوں باتیں علوم خمسہ سے ہیں' یہ ہے ہمارے نبی کا علم' ۵۔ یہ خیال کر کے روئے' کہ میں حضور انور سے اب ہمیشہ کے لئے الوداع ہو رہا ہوں' آج مدینہ منورہ سے چلتے وقت جو حالت حجاج کی ہوتی ہے وہ بیان نہیں ہو سکتی۔ شعر:۔

☆ روضہ اچھا' زائر اچھے' اچھی راتیں اچھے دن ☆ سب کچھ اچھا' ایک رخصت کی گھڑی اچھی نہیں ☆

حضرت معاذ تو آج مدینہ والے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیشہ کے لئے الوداع ہو رہے ہیں' ۶۔ یعنی میں آگے روانہ ہوا' حضور انور واپس مدینہ پاک کی طرف پھرے' تو بلند آواز سے یہ فرمایا جو میں نے بھی اپنے کانوں سے سن لیا' کیونکہ حضور نے ان ہی کی تسلی کیلئے تو یہ فرمایا تھا' ۷۔ اس فرمان عالی کے چند مقصد ہو سکتے ہیں' ایک یہ کہ اے معاذ تم اس ظاہری فراق سے غم نہ کرو۔ تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار کرو' تو جہاں بھی ہو گے میرے پاس مجھ سے قریب ہی رہو گے' دوسرے یہ کہ تاقیامت مسلمان تقویٰ پرہیزگاری کے ذریعہ مجھ سے قریب ہو سکیں گے' زبان' وطن' قومیت ہم سے قریب کرنے کے لئے کافی نہیں' قرآن کے پاس اطاعت کے قدم سے آؤ' اور حضور کے پاس ارادت کے قدم سے پہنچو۔ ہم صرف مدینہ میں ہی نہیں رہتے ہم تو عاشقوں کے سینہ میں رہتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ میرے متصل جو خلیفہ بنیں گے حضرت ابوبکر صدیق وہ مجھ سے بہت ہی قریب ہوں گے تم ان کو دیکھ لیا کرنا' ان کے رخسار میں میرا جمال دیکھو گے (اشعہ و مرقات) بعض حضور کے قرابت دار مکہ میں رہ کر حضور سے دور رہے جیسے ابولہب' بعض دور رہ کر حضور سے قریب رہے جیسے حضرت اویس قرنی خیال رہے کہ تقویٰ بہت قسم کا ہے جیسا تقویٰ ویسا حضور انور سے قرب۔ تقویٰ کے درجات اس کے اقسام و علامات' ہماری تفسیر نعیمی میں **ھدی للمتقین** کی تفسیر میں دیکھو۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ النُّوْرَ اِذَا دَخَلَ الصَّدْرَ انْفَسَحَ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ لِتِلْكَ مِنْ عَلَمٍ يُعْرَفُ بِهٖ قَالَ نَعَمِ التَّجَافِيْ مِنْ دَارِ الْغُرُوْرِ وَالْاِنَابَةُ اِلٰى دَارِ الْخُلُوْدِ وَالْاِسْتِعْدَادُ لِلْمَوْتِ قَبْلَ نُزُوْلِهٖ۔

(۴۹۹۶) روایت ہے حضرت ابن مسعود سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی کہ اللہ تعالیٰ جس کی ہدایت کا ارادہ کرتا ہے' اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے ۱۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کہ نور جب سینہ میں داخل ہوتا ہے' تو سینہ کھل جاتا ہے ۲۔ تو عرض کیا گیا' یا رسول اللہ! کیا اس کی کوئی نشانی ہے جس سے یہ نور پہچانا جاوے' فرمایا ہاں' دھوکہ کی جگہ سے دور رہنا' دائمی گھر کی طرف رجوع کرنا ۳۔ اور موت آنے سے پہلے اس کی تیاری کرنا ۴۔

(۴۹۹۶) ۱۔ اس آیت کریمہ میں ہدایت سے مراد ہدایت خاص ہے جس کے ساتھ توفیق خیر مل جاتی ہے۔ ہدایت عام تو رب تعالیٰ نے ساری مخلوق کو فرمائی۔ اس ہدایت عامہ کے لئے نبی سارے انسانوں کے لئے بھیجے ۲۔ اور جب مومن کا سینہ کھل جاتا ہے تو

marfat.com

عرش و کرسی لوح و قلم زمین و آسمان تمام سے زیادہ وسیع ہو جاتا ہے۔ حدیث قدسی میں ہے کہ میں نہ زمین میں سماتا ہوں نہ آسمان میں، میں تو مومن کے سینہ میں سماتا ہوں، یہ اسی نورانی مومن کا سینہ ہے ۳۔ یعنی اس نور صلبی کی تین علامتیں ہیں۔ ایک تو دنیا سے دل نہ لگانا دوسرے آخرت سے دل لگانا، دنیا کو دار الغرور اس لئے فرمایا کہ اس کا دکھلاوا بہت ہے حقیقت کچھ نہیں۔ دنیا سے بادشاہوں، وزیروں، امیروں نے دھوکہ کھایا کہ بہت کچھ جمع کیا۔ بہت محنت بڑی مشقت سے جمع کیا مگر ایک سانس الٹی آگئی آن کی آن میں سب کچھ چھوڑا، اور خالی ہاتھ چلے گئے۔ یہ ہے دنیا کا دھوکا۔ خیال رہے کہ حضرت سلیمان وغیرہ کی دنیا انہیں دھوکا نہ دے سکی کہ ان کی دنیا آخرت کی کھیتی تھی اس سے انہوں نے رب کو راضی کر لیا، ان کے لئے دار الغرور نہیں بلکہ دار السرور تھی کہ وہ شاد شاد آئے شاد شاد رہے شاد شاد چلے گئے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَاَبِیْ خَلَّادٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا رَاَیْتُمُ الْعَبْدَ یُعْطٰی زُهْدًا فِی الدُّنْیَا وَقِلَّةَ مَنْطِقٍ فَاقْتَرِبُوْا مِنْهُ فَاِنَّهٗ یُلَقَّى الْحِكْمَةَ۔

(رَوَاهُمَا الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ)

(۴۹۹۷) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ اور ابو خلاد سے ا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی بندے کو دیکھو کہ اسے دنیا سے بے رغبتی اور کم بولنے کی نعمتیں دی گئی ہیں ۲۔ تو اس سے قرب حاصل کرو، کیونکہ اسے حکمت دی جاتی ہے، ۲۔ (بیہقی شعب الایمان)

(۴۹۹۷) ا۔ یعنی موت بلکہ علامات موت سے پہلے گناہوں سے توبہ نیک اعمال کا توشہ جمع کر لیتے ہیں ریل آنے سے پہلے سامان تیار رکھتے ہیں موت یار کے پاس لے جانے والی ریل ہے اس کی آمد سے پہلے سامان تیار کر لو آنے پر کچھ نہ ہو سکے گا۔ ۲۔ ابو خلاد کے نام میں اختلاف ہے بعض نے فرمایا کہ ان کا نام عبد الرحمٰن ہے (الاصابہ) حق یہ ہے کہ ابو خلاد صحابی ہیں۔ ۳۔ یعنی وہ دنیاوی باتیں کم کرتا ہے ذکر اللہ درود شریف وغیرہ اس میں داخل ہیں کہ خدا کرے ان سے زبان ہر وقت تر رہے۔

بَابُ فَضْلِ الْفُقَرَآءِ۔ وَمَا كَانَ مِنْ عَیْشِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

فقیروں کی بزرگی کا بیان اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی شریف کیسی تھی

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

پہلی فصل

حکمت سے مراد علم با عمل ہے بعض نے فرمایا شریعت و طریقت کا اجتماع حکمت ہے حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص چالیس دن اخلاص اختیار کرے تو اس کی زبان سے حکمت کے چشمے جاری ہوتے ہیں ان کی صحبت اکسیر ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے

marfat.com

کونوا مع الصدقین حقیقت میں ایسا مسلمان نائب پیغمبر وارث رسول ہے (مرقات) فقر کے معنی ہیں خالی ہونا فقیر وہ جو مال سے خالی ہو شریعت میں فقیر وہ ہے جس کے پاس مال کم ہو طریقت میں فقیر وہ ہے جس کا دل تکبر غرور سے خالی ہو اس میں تواضع انکسار مساکین سے محبت ہو۔ فقر مع ہے صبر اللہ کی رحمت ہے اس کی بہت تعریفیں آئی ہیں اور فقر مع نجر یعنی بے صبری والا فقیر اللہ کا عذاب ہے اس کے متعلق ارشاد ہوا کہ کبھی فقر کفر بن جاتا ہے اس باب میں پہلی قسم کے فقرا کی تعریفیں ہوں گی جو مع صبر ہو۔ سبحان اللہ ان دونوں مضمونوں کا اجتماع بڑا ہی پیارا ہے فقر محمدی مسلمان کا طرہ امتیاز ہے شعر:۔

☆ سروری در دین ماخد مت گری است ☆ عدل فاروقی و فقر حیدری است ☆

حق یہ ہے کہ فقیر صابر افضل ہے' امیر شاکر سے قرآن کریم نے فرمایا کہ اگر تم شکر کرو گے تو تمہیں اور زیادہ نعمتیں دیں گے اور صبر کے متعلق فرمایا اللہ صابروں کے ساتھ ہے کسی نے حضور غوث الثقلین شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی سے پوچھا کہ فقیر صابر افضل ہے یا امیر شاکر فرمایا ان دونوں سے فقیر شاکر افضل ہے یعنی فقیری بلا نہیں تاکہ اس پر صبر کرو بلکہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اس پر شکر کرو۔ احناف کے نزدیک فقیر وہ ہے جس کے پاس نصاب سے کم مال ہو اور مسکین وہ جس کے پاس بالکل مال نہ ہو شوافع کے ہاں اس کے برعکس ہے (اشعہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فقر اختیاری تھا اگر آپ چاہتے تو آپ کے ساتھ سونے کے پہاڑ رہتے (حدیث شریف)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رُبَّ اَشْعَثَ مَدْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ۔
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۴۹۹۸) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے پراگندہ بال دروازوں سے نکالے ہوئے ا۔ اگر اللہ پر قسم کھالیں' تو اللہ انہیں بری کرے' ۲۔ (مسلم)

(۴۹۹۸) ا۔ اس فرمان عالی کا مطلب یہ نہیں کہ وہ دنیاداروں کے دروازوں پر جاتے ہیں وہاں سے نکالے جاتے ہیں' وہ تو رب کے دروازے کے سوا کسی کے دروازے پر نہیں جاتے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان کی حقیقت سے دنیا غافل ہے اگر وہ کسی کے پاس جاتے تو وہ ان سے ملنا گوارہ نہ کرتا رب نے انہیں دنیا والوں سے ایسا چھپایا ہوا ہے جیسے لعل پہاڑ میں یا موتی سمندر میں تاکہ لوگ ان کا وقت ضائع نہ کریں۔ ۲۔ اس فرمان عالی کے دو مطلب ہو سکتے ہیں کہ ایک یہ کہ وہ بندہ اگر اللہ تعالیٰ کو قسم دے کر کوئی چیز مانگے کہ خدایا تجھے قسم ہے اپنی عزت و جلال کی یہ کردے تو رب تعالیٰ ضرور کردے یہ ہے بندہ کی ضد اپنے رب پر دوسرے یہ کہ اگر وہ بندہ خدا کے کام پر قسم کھا کر لوگوں کو خبر دے دے تو خدا اس کی قسم پوری کردے مثلاً وہ کہہ دے کہ خدا کی قسم تیرے بیٹا ہو گا یا رب کی قسم آج بارش ہو گی تو رب تعالیٰ ان کی زبان سچی کرنے کے لئے یہ کردے بعض لوگ بزرگوں کی زبان سے کچھ کہلواتے ہیں۔ حضور کہہ دو کہ تیرے بیٹا ہو گا کہہ دو کہ تو مقدمہ میں کامیاب ہو گا اس عمل کا ماخذ یہ حدیث ہے (اشعہ اللمعات) حضرت غوث بہاؤ الحق حق ملتانی اور بوڑھی عورت کا واقعہ اس کا ثبوت ہے کہ عورت نے کہا بہاء الحق واپس آجاؤ اللہ کی قسم آج بارش ہو جائے گی میں بارش کرادوں گی حضرت یوسف علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کی سیف زبانی تو قرآن کریم میں مذکور ہے اس کی تحقیق ہماری کتاب فہرست القرآن میں دیکھو۔

وَعَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ رَاٰی سَعْدٌ

(۴۹۹۹) روایت ہے حضرت مصعب ابن سعد سے ا۔ فرماتے

marfat.com

اَنَّ لَهٗ فَضْلًا عَلٰى مَنْ دُوْنَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ اِلَّا بِضُعَفَائِكُمْ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

ہیں کہ حضرت سعد نے سمجھا کہ انہیں اپنے سے نیچوں پر بزرگی ہے ۲۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے کمزوروں کی برکت سے ہی مدد کئے جاتے ہو' اور روزی دیئے جاتے ہو' ۳۔ (بخاری)

(۴۹۹۹) ۱۔ آپ مصعب ابن سعد ابن ابی وقاص ہیں تابعی ہیں اپنے والد اور حضرت علی ابن عمر طلحہ سے ملاقات ہے رضی اللہ عنہم ۱۰۳ھ ایک سو تین میں وفات ہوئی (اشعہ' مرقات) ۲۔ حضرت سعد ابن ابی وقاص مالدار بھی تھے' اور بڑے سخی بہادر بھی ایک بار ان کے دل میں خیال آیا کہ میں فلاں فقیر مہاجر صحابی سے افضل ہوں آپ نے منہ سے کچھ نہ کہا تھا تب حضور انور نے یہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضور کو دلوں کے خطرات پر مطلع فرمایا ہے آپ کا یہ خیال بطور شکر ہو گانہ کہ بطور فخر مگر چونکہ یہ تصور کہ میں بہادری اور سخاوت میں فلاں سے افضل ہوں آپ کی شان کے لائق نہ تھا اس لئے یہ ارشاد ہوا۔ ۳۔ یعنی اے سعد تمہاری سخاوت تو دولت سے ہے اور شجاعت طاقت و قوت سے مگر دولت' قوت' فتح' فقراء کی برکت سے وہ تم حضرات کے لئے وسیلہ عظمیٰ ہیں اس سے توسل ثابت ہوا یہاں مرقات میں فرمایا کہ فقراء مسلمین بندوں کے لئے قطب اور اوطار ہیں جیسے خیمہ میخوں اور قطب چوب سے قائم ہے ایسے ہی دنیا ان لوگوں سے قائم ہے۔ فقراء کی برکت سے بندوں کو رزق ملتا ہے ان کے طفیل بارشیں ہوتی ہیں غرضیکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ملنے کا ذریعہ یہ لوگ ہیں (مرقات)

وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُمْتُ عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَكَانَ عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِيْنُ وَاَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوْسُوْنَ غَيْرَ اَنَّ اَصْحَابَ النَّارِ قَدْ اُمِرَ بِهِمْ اِلَى النَّارِ وَقُمْتُ عَلٰى بَابِ النَّارِ فَاِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا النِّسَآءُ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۰۰۰) روایت ہے حضرت اسامہ ابن زید سے' فرماتے ہیں' فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے' ہم جنت کے دروازے پر کھڑے ہوئے ۱۔ تو وہاں داخل ہونے والے عموماً مسکین لوگ تھے' اور مالدار روکے ہوئے تھے' سوائے اس کے کہ آگ والوں کو آگ کی طرف جانے کا حکم دیدیا گیا تھا ۲۔ اور میں آگ کے دروازے پر کھڑا ہوا' تو وہاں عام داخل ہونے والی عورتیں تھیں ۳۔ (مسلم بخاری)

(۵۰۰۰) ۱۔ حضور کا یہ قیام یا تو جسمانی معراج کی رات تھا یا خواب کی معراج میں یا کشف و الہام میں (مرقات) ۲۔ خلاصہ یہ ہے کہ مالدار لوگ دو قسم کے ہیں ایک جنتی دوسرے دوزخی جو مالدار دوزخی ہیں وہ تو دوزخ میں ٹھہرائے گئے' جیسے قارون فرعون ابو جہل وغیرہ جو جنتی ہیں وہ حساب کے لئے روکے ہوئے ہیں رہے فقراء مسلمان وہ جنت میں بھیج دیئے گئے خیال رہے کہ مالدار جنتیوں سے مراد وہ مالدار ہیں جن کا حساب ہوتا ہے جن کا حساب ہی نہیں لیا جاتا وہ جنت میں فوراً بھیج دیئے گئے جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یہ بھی خیال رہے کہ یہ چالیس سال مالداروں سے حساب میں صرف نہ ہوں گے رب تعالیٰ سارے جہان کا حساب بہت تھوڑی دیر میں لے لے گا پھر ایک مالدار کے حساب میں چالیس سال کیسے خرچ ہوں گے بلکہ ان مالداروں کو حساب کے انتظار میں رکا رہنا پڑے گا جیسے مقدمہ کی تاریخ پر فریقین شام تک انتظار کرتے ہیں کہ کب بلاوا ہو۔ ۳۔

marfat.com

کیونکہ عورتیں زیادہ تر دنیا کی طرف مائل ہوتی ہیں۔ اور اپنے خاوندوں بلکہ گھر بھر کو نیکیوں سے روک دیتی ہیں خیال رہے کہ یہ واقعات بعد قیامت ہوں گے۔ مگر حضور انور کی نظر انہیں اس وقت دیکھ رہی ہے کیونکہ پیغمبر کی نظر غائب چیز کو دیکھ لیتی ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَاءَ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۰۰۱) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے جنت میں جھانکا، تو وہاں کے عام باشندے فقیر لوگ دیکھے ۲۔ اور میں نے دوزخ میں جھانکا، تو وہاں کے اکثر باشندے عورتیں دیکھیں ۳۔ (مسلم، بخاری)

(۵۰۰۱) ۱۔ یہ واقعہ جسمانی معراج کا نہیں کہ اس شب تو حضور انور جنت میں تشریف لے گئے تھے وہاں کی سیر فرمائی تھی یہ خواب کا واقعہ معلوم ہوتا ہے۔ ۲۔ کیونکہ حضرات انبیاء کرام کی اطاعت کرنے والے اکثر فقراء ہی رہے آج بھی دیکھ لو کہ علماء حفاظ وقت پڑنے پر غازی شہید اکثر غریب لوگ ہی ہوتے ہیں اب بھی مسجدیں دینی مدرسے غریبوں کے دم سے آباد ہیں امیروں کے لئے کالج، سینما کھیل تماشے ہیں فرمان پاک بالکل درست ہے۔ ۳۔ اس کی وجہ ابھی بیان کر دی گئی کہ عورتیں ناشکری بے صبری زیادہ ہیں عورت بگڑ کر سارے گھر کو بگاڑ دیتی ہے اور سنبھل کر سارے گھر کو سنبھال لیتی ہے۔ بچہ کا پہلا مدرسہ ماں کی گود ہے۔ جنت دوزخ کا یہ داخلہ بعد قیامت ہو گا مگر حضور کی نگاہ شریف نے اسے ملاحظہ فرمالیا ہمارے خواب و خیال سے بھی زیادہ تیز حضور کی نگاہ شریف ہے ہم خواب و خیال سے آئندہ چیزیں دیکھ لیتے ہیں۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِيْنَ يَسْبِقُوْنَ الْاَغْنِيَاءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلَى الْجَنَّةِ بِاَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا۔
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۰۰۲) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمرو سے، فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فقراء مہاجرین ۱۔ قیامت کے دن مالداروں سے چالیس سال پہلے جنت میں جائیں گے ۲۔ (مسلم)

(۵۰۰۲) ۱۔ چونکہ سارے مہاجرین فقراء بغیر حساب و عذاب جنتی ہیں۔ اس لئے یہاں مہاجرین کی قید ارشاد ہوئی یہاں مہاجرین سے مراد صحابہ مہاجرین ہیں رہے دوسرے فقراء تا قیامت ان میں کوئی دوزخی ہے کوئی جنتی اور جنتی بھی بعض اول سے جنت میں جاویں گے بعض سزا پاکر جیسے مجرم و گنہگار فقیر۔ ۲۔ اگر مالداروں سے مراد مالدار صحابہ ہیں تو اس کا مطلب بھی بیان کر دیا گیا کہ جن مالداروں کا حساب ہو گا ان سے پہلے فقراء جائیں گے جن کا حساب نہیں وہ اس میں داخل نہیں اور اگر عام مالدار مراد ہیں تو حدیث بالکل واضح ہے خیال رہے کہ یہ فقراء بعض امیروں سے چالیس سال پہلے اور بعض امیروں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں جائیں گے لہٰذا یہ حدیث پانچ سو برس والی حدیث کے خلاف نہیں۔ خریف موسم خزاں کو کہتے ہیں جیسے ربیع موسم بہار کو کہا جاتا ہے خریف بول کر پورا سال مراد لیا جاتا ہے۔ جیسے گردن بول کر پورا جسم مراد لیتے ہیں یعنی جز کے لفظ سے، نام سے کل کو تعبیر کرتے ہیں۔

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ عَلٰى

(۵۰۰۳) روایت ہے حضرت سہل ابن سعد سے، فرماتے ہیں کہ

marfat.com

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهٗ جَالِسٌ مَا رَأْيُكَ فِيْ هٰذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ اَشْرَافِ النَّاسِ هٰذَا وَاللّٰهِ حَرِيٌّ اِنْ خَطَبَ اَنْ يُّنْكَحَ وَاِنْ شَفَعَ اَنْ يُّشَفَّعَ قَالَ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ مَرَّ رَجُلٌ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأْيُكَ فِيْ هٰذَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا رَجُلٌ مِّنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ هٰذَا حَرِيٌّ اِنْ خَطَبَ اَنْ لَّا يُنْكَحَ وَاِنْ شَفَعَ اَنْ لَّا يُشَفَّعَ وَاِنْ قَالَ اَنْ لَّا يُسْمَعَ لِقَوْلِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا خَيْرٌ مِّنْ مِّلْءِ الْاَرْضِ مِثْلَ هٰذَا۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گزرا، تو حضور نے اس شخص سے پوچھا جو حضور کے پاس بیٹھا تھا، کہ اس کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے ۲۔ وہ بولا یہ شخص شریف لوگوں میں سے ہے ۳۔ اللہ کی قسم اس لائق ہے کہ اگر پیغام دے تو نکاح کر دیا جاوے، اور اگر سفارش کرے تو قبول کر لی جاوے، ۴۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے ۴۔ پھر دوسرا آدمی گزرا، تو اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ ۵۔ وہ بولا یا رسول اللہ! یہ فقیروں مسلمانوں میں سے ہے، اس لائق ہے کہ اگر پیغام دے تو اس کا نکاح نہ کیا جاوے، اور اگر سفارش کرے تو سفارش قبول نہ کی جاوے، اور اگر بات کرے تو سنی نہ جاوے ۶۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اس جیسے زمین بھر کے آدمیوں سے بہتر ہے ۷۔ (مسلم، بخاری)

(۵۰۰۳) ۱۔ یہ گزرنے والا بھی امیر تھا اور جس سے یہ سوال ہوا وہ بھی امیر ہی تھا یا امیر پرست دنیادار غالب یہ ہے کہ دونوں کافر یا منافق تھے ورنہ ایک صحابی سارے جہان کے غیر صحابی مسلمانوں سے افضل ہیں تمام اولیاء اللہ ایک صحابی کی گرد قدم کو نہیں پہنچ سکتے۔ ۲۔ شریف سے مراد مالدار ہے دنیا والے لوگ مال کو شرافت سمجھتے ہیں اور مالدار کو شریف جانتے ہیں خواہ وہ کیسا ہی بدتر ہو۔ ۳۔ یعنی یہ شخص اپنی امیری کی وجہ سے لوگوں کی نگاہ میں عزت والا ہے کوئی اس کی بات ٹالے گا نہیں، اگر رشتہ مانگے تو مل جائے گا اگر کسی کی سفارش کرے تو قبول کر لی جائے گی عوام اہل عرب اس کا بڑا احترام کرتے ہیں یہاں عوام کا ذکر ہے نہ کہ حضرات صحابہ کا حضرات صحابہ کرام کے ہاں تقویٰ و پرہیزگاری سے عزت تھی رب تعالیٰ فرماتا ہے **ان اکرکم عند اللہ اتقکم** ۴۔ حضور انور کی یہ خاموشی ناراضی کی تھی جیسا کہ کلام کی روشنی سے معلوم ہو رہا ہے۔ ۵۔ یہ گزرنے والے کوئی مسکین فقیر صحابی تھے، جیسے حضرت بلال، صہیب، عمار بن یاسر وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ۶۔ کیونکہ یہ شخص غریب و مسکین ہے، غریب و مسکین کی بات دنیادار نہیں سنتے، نہ سننے سے مراد یہ ہی ہے کہ دنیادار اس کی بات نہ سنیں، اس کی فقیری کی وجہ سے، ورنہ حضرات صحابہ کی بات تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور قیامت تک کے سارے مسلمان سنتے ہیں، ان کی بتائی ہوئی باتوں پر ایمان کی بنیاد ہے، اسلام و قرآن سب ان ہی حضرات سے پھیلا۔ ۷۔ یعنی جس کی تو نے تعریف کی اگر ایسے آدمیوں سے روئے زمین بھر جاوے تو ان سب سے یہ آخری اکیلا آدمی افضل و اعلیٰ و اشرف ہے کہ یہ مومن متقی، صحابی ہے، اس فرمان عالی سے معلوم ہو رہا ہے کہ وہ پہلا آدمی کوئی امیر کافر تھا یا منافق تھا۔ مومن صحابی نہ تھا۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ (۵۰۰۴) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ حضور کی

marfat.com

مِنْ خُبْزِ الشَّعِيْرِ يَوْمَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ حَتّٰى قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

آل مسلسل دو دن جو کی روٹی سے سیر نہ ہوئے ا۔ حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی ۲۔ (مسلم، بخاری)

(۵۰۰۳) ا۔ بلکہ ایک دن روٹی ایک دن صرف کھجوریں، پانی یا فاقہ ہوتا تھا۔ حضور کا یہ فقر و فاقہ اختیاری تھا اگر چاہتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سونے کے پہاڑ ہوتے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے، اس فقر و فاقہ کو اختیار فرمانے میں تا قیامت فقراء کو تسلی دینا مقصود تھی۔ ۲۔ خیال رہے کہ فتح خیبر کے بعد حضور انور ہر زوجہ پاک کو ایک سال کی کھجوریں عطا فرما دیتے تھے کیونکہ خیبر میں باغات کثرت سے ہیں وہاں سے حضور کے حصے کی کھجوریں آتی تھیں یہاں مسلسل دو دن تک روٹی سے سیر ہونے کی نفی ہے لہٰذا یہ حدیث اس واقعہ کے خلاف نہیں کہ وہاں کھجوروں کی عطا ثابت ہے۔ نیز حضور کے گھر والے ایک دن خود کھاتے تھے دوسرے دن کا کھانا فقراء مسکین کو دیتے تھے بہر حال یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں حضور انور پر آخر زمانہ میں دولت کی بارش ہو گئی تھی مگر سب لوگوں پر تقسیم فرما دیتے تھے ان فتوحات سے پہلے طریقہ مبارکہ یہ تھا شعر:۔

☆ اور کبھی تھوڑی کھجوریں کھا پانی پی کر پھر رہ جانا ☆ دو دو مہینے یوں ہی گزارا صلی اللہ علیہ وسلم ☆

وَعَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ مَرَّ بِقَوْمٍ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ شَاةٌ مَصْلِيَّةٌ فَدَعَوْهُ فَاَبٰى اَنْ يَّاْكُلَ وَقَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الدُّنْيَا وَلَمْ يَشْبَعْ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيْرِ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۰۰۴) روایت ہے حضرت سعید مقبری سے ا۔ وہ حضرت ابو ہریرہ سے راوی کہ وہ ایک قوم پر گزرے، جن کے سامنے بھنی بکری تھی، انہوں نے آپ کو بلایا، تو آپ نے کھانے سے انکار کر دیا ۲۔ اور فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے حالانکہ جو کی روٹی سے سیر نہ ہوئے ۳۔ (بخاری)

(۵۰۰۴) ا۔ آپ کا نام سعید ہے آپ کے والد کا نام کیسان ہے کنیت ابو سعید یہ دونوں باپ بیٹے تابعی ہیں چونکہ ان کا گھر قبرستان کے کنارہ تھا اس لئے انہیں مقبری کہتے ہیں سعید کی ملاقات حضرت ابو ہریرہ سے ہے آخر عمر ان کی عقل میں فتور ہو گیا تھا اس لئے آپ کی بڑھاپے کی روایت معتبر نہیں ہیں پہلے کی روایت مقبول ہیں (از اشعہ، مرقات) ۲۔ انکار کی وجہ آگے آ رہی ہے اس وقت کچھ حضور کے ان حالات کا دھیان آ گیا تو دل بے قرار ہو گیا بھونی بکری کھانے کی طرف مائل نہ ہوئے اس لئے نہ کھانا کھایا دوسرے اوقات میں حضرت ابو ہریرہ نے اچھے کھانے بھی کھائے ہیں اچھے کپڑے بھی پہنے ہیں دل کے حالات مختلف ہوتے ہیں جیسا کہ ہر شخص کو تجربہ ہے۔ ۳۔ یعنی مجھے اس وقت خیال یہ آ گیا ہے کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تو زندگی شریف میں جو کی روٹی سے مسلسل سیر نہ ہوئے اور میں بھونی بکری کھاؤں دل نہیں چاہتا ہم ابھی عرض کر چکے ہیں کہ فتح خیبر سے پہلے تو آمدنی کم ہونے کی وجہ سے یہ حالت تھی اور فتح خیبر کے بعد ترک دنیا، بہت سخاوت کی وجہ سے یہ حالت رہی لہٰذا حدیث واضح ہے خیال رہے کہ یہاں مسلسل نہ کھانے کا ذکر ہے لہٰذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں کہ حضور نے بھنا مرغ بھی کھایا ہے مگر کبھی شاذ و نادر۔

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّهٗ مَشٰى اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخُبْزِ شَعِيْرٍ وَاِهَالَةٍ سَنِخَةٍ وَلَقَدْ رَهَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِرْعًا لَهٗ بِالْمَدِيْنَةِ

(۵۰۰۵) روایت ہے حضرت انس سے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جو کی روٹی اور پگھلی ہوئی چربی لے کر آئے ا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں ایک زرہ اپنی یہودی

marfat.com

عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ وَ اَخَذَ مِنْهُ شَعِيْرًا لِاَهْلِهٖ وَلَقَدْ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ مَا اَمْسٰى عِنْدَ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَاعُ بُرٍّ وَلَا صَاعُ حَبٍّ وَاِنَّ عِنْدَهٗ لَتِسْعَ نِسْوَةٍ۔
(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

کے پاس گروی رکھی' اور اس سے اپنے گھر والوں کے لئے جو لئے ۲۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ حضور محمد مصطفیٰ کے گھر والوں کے پاس ایک صاع گندم نہ ایک صاع دانہ نے شام کی' حالانکہ آپ کے پاس نو بیویاں تھیں ۳۔ (بخاری)

(۵۰۰۵) ۱۔ اھالہ پگھلائی ہوئی چربی' اور سخہ پرانی چربی' جس میں پرانی ہونے کی وجہ سے بو پیدا ہو گئی ہو' معلوم ہوا کہ ایسی چربی حلال ہے کہ یہ مضر صحت نہیں ہوتی' مگر سڑا بھنا کھانا صحت کے لئے بہت مضر ہے' اس لئے اس کا کھانا جائز نہیں' ۲۔ حتیٰ کہ جب حضور انور کی وفات ہوئی' تو زرہ یہودی کے ہاں گروی رکھی ہوئی حضرت ابوبکر صدیق نے چھڑائی۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار سے تجارتی لین دین' مالی معاملات جائز ہیں' اگرچہ ان کی آمدنی حرام و حلال سے مخلوط ہو' یہود کی حرام خوری پر قرآن مجید گواہ ہے' **ویاکلون اموال الناس بالباطل**۔ مگر حضور انور نے ان سے قرض لیا' کفار کے ہدیئے قبول فرمائے ۳۔ آل محمد سے مراد حضور کی ازواج پاک ہیں' اور یہ واقعہ فتح خیبر سے پہلے کا ہے' فتح خیبر کے بعد حضور انور ہر بیوی صاحبہ کو سال بھر کا خرچ دیدیتے تھے' (لمعات واشعۃ)

وَعَنْ عُمَرَ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا هُوَ مُضْطَجِعٌ عَلٰى رِمَالِ حَصِيْرٍ لَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهٗ فِرَاشٌ قَدْ اَثَّرَ الرِّمَالُ بِجَنْبِهٖ مُتَّكِئٌ عَلٰى وِسَادَةٍ مِّنْ اَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ فَلْيُوَسِّعْ عَلٰى اُمَّتِكَ فَاِنَّ فَارِسَ وَالرُّوْمَ قَدْ وُسِّعَ عَلَيْهِمْ وَهُمْ لَا يَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ فَقَالَ اَوَفِيْ هٰذَا اَنْتَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ اُولٰئِكَ قَوْمٌ عُجِّلَتْ لَهُمْ طَيِّبَاتُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِيْ رِوَايَةٍ اَمَا تَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ لَهُمُ الدُّنْيَا وَلَنَا الْاٰخِرَةُ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۰۰۶) روایت ہے حضرت عمر سے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ **تنگوں** والی چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے ۱۔ آپ کے اور اس چٹائی کے درمیان کوئی بستر نہ تھا' اور بنگے آپ کی کروٹ میں اثر کر گئے تھے' چمڑے کے تکیے پر ٹیک لگائے جس کا بھراؤ کھجور کی چھال سے تھا' ۲۔ میں نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) رب سے دعا فرمایئے کہ وہ آپ کی امت پر وسعت فرمادے ۳۔ کیونکہ فارس' روم پر بڑی وسعت کی گئی ہے حالانکہ وہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے ۴۔ فرمایا اے ابن خطاب تم اس خیال میں ہو ۴۔ یہ قوم ہے جن کے لئے دنیاوی زندگی میں ان کی نعمتیں دیدی گئیں ۵۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ کیا تم اس سے راضی نہیں کہ دنیا انکے لئے ہو اور آخرت ہمارے لئے ۶۔ (مسلم' بخاری)

(۵۰۰۶) حصیر چٹائی رمال کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی' ان پتوں کو اردو میں بنگے کہتے ہیں ۲۔ یہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سادہ زندگی' تکیہ شریف کا غلاف چمڑے کا تھا جس میں بجائے روئی کے کھجور کی نرم چھال یعنی درخت کھجور کا نرم گودا تھا ۳۔ اس عرض و معروض میں یا تو امت کا ذکر زائد ہے مطلب یہ ہے کہ آپ پر وسعت' فرمادے مگر بے ادبی کے خوف سے امت کا نام لیا مطلب یہ ہے کہ حضور آپ کی امت اس فقر و فاقہ میں آپ کی پیروی نہ کر سکے گی دعا فرمائیں کہ ان پر اللہ تعالیٰ دنیا وسیع کرے

marfat.com

انہیں دنیا میں عیش و عشرت نصیب ہو مگر پہلا احتمال زیادہ قوی ہے جیسا کہ جواب عالی سے معلوم ہو رہا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر حضور کے صدقہ سے دنیا بہت ہی فراخ ہوئی تمام دنیا کے بادشاہ مسلمان بنا دیئے گئے جیسا کہ تواریخ جاننے والوں سے پوشیدہ نہیں۔

☆ بوریا ممنون خواب راحتش ☆ تاج کسری زیر پائے امتش ☆

۴۔ یعنی روم و فارس کے بادشاہ کافر ہیں مگر انہیں دنیا بہت دی گئی ہے وہ عیش و آرام میں ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو اللہ کے محبوب ہیں حضور کا عیش و آرام ان سے زیادہ چاہیے۔ ۵۔ یعنی تمہاری رائے تو ایسی شاندار ہوتی ہے اس کے موافق قرآنی آیات نازل ہوئی ہیں تم جیسا پختہ اور درست رائے والا کوئی ہی ہو گا تم بھی یہاں دھوکہ کھا گئے اور کسریٰ و قیصر کی عیش و عشرت والی زندگی کی آرزو' رائے ہمارے واسطے کرنے لگے اس لئے یہاں ابن خطاب سے یاد فرمایا نام شریف نہ لیا۔ ابن خطاب فرمانے میں بھی عجیب ناز و انداز ہے۔ ۵۔ یعنی ان کفار کو دنیاوی عیش و آرام عطا فرمانا اللہ کی رحمت نہیں بلکہ عذاب ہے کہ اس کی وجہ سے وہ آخرت کی نعمتوں سے محروم ہو گئے کفر و فسق کے باوجود نعمتیں ملنا ان پر اللہ کا عذاب ہے۔ ۶۔ یعنی کفار کے لئے صرف دنیا ہو ہمارے لئے آخرت بھی ہو صوفیاء کے نزدیک دنیا وہ ہے جو اللہ سے غافل کردے جو مال و دولت آخرت کا توشہ بن جائے وہ دین ہے لہٰذا اسی حدیث کی بناء پر دولت عثمانی پر اعتراض نہیں ہو سکتا وہ تو عین دین تھی نیز اللہ تعالیٰ نے بعد میں حضور انور کو بہت دولت عطا فرمائی جو حضور نے اپنے ہاتھوں سے بانٹیں اب بھی ہم سب حضور کے آستانہ سے پل رہے ہیں بہرحال یہ حدیث بالکل واضح ہے مومن کی دنیا اور ہے کافر کی دنیا اور شعر:۔

☆ دونوں کی ہے پرواز اسی ایک فضا میں ☆ کرگس کا جہاں اور ہے شاہین کا جہاں اور ☆

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ لَقَدْ رَاَیْتُ سَبْعِیْنَ مِنْ اَصْحَابِ الصُّفَّةِ مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ عَلَیْهِ رِدَآءٌ اِمَّا اِزَارٌ وَّاِمَّا كِسَآءٌ قَدْ رَبَطُوْا فِیْ اَعْنَاقِهِمْ فَمِنْهَا مَا یَبْلُغُ نِصْفَ السَّاقَیْنِ وَمِنْهَا مَا یَبْلُغُ الْكَعْبَیْنِ فَیَجْمَعُهٗ بِیَدِهٖ كَرَاهِیَةَ اَنْ تُرٰی عَوْرَتُهٗ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

(۵۰۰۷) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں میں نے ستر صفہ والے صحابہ کو دیکھا کہ ان میں سے کسی پر چادر نہ تھی اب یا صرف تہبند تھا یا کمبل جسے وہ اپنی گردنوں میں باندھے تھے ۲۔ جن میں سے بعض وہ تھیں جو آدھی پنڈلی تک پہنچتی تھیں بعض وہ جو ٹخنوں تک پہنچتی تھیں وہ اسے اپنے ہاتھ سے سمیٹے رہتا اس خوف سے کہ اس کا ۳۔ ستر دیکھ لیا جاوے (بخاری)

(۵۰۰۷) ا۔ صفہ کہتے ہیں چبوترے کو (ٹھڑہ) مسجد نبوی شریف سے متصل طلباء کے لئے ایک چبوترہ مقرر کیا گیا تھا۔ جہاں یہ علم سیکھنے والے حضرات رہتے تھے انہیں اصحاب صفہ کہتے تھے ان کی تعداد کل چار سو ہے ان کے منتظم حضرت ابو ہریرہ تھے یہ خود بھی انہیں میں سے تھے ان حضرات نے اپنے کو دین کے لئے وقف کر دیا تھا۔ مدینہ پاک میں رہتے تو علم سیکھتے تھے ورنہ جہاد میں جاتے تھے اہل مدینہ ان کو اپنے صدقات و خیرات دیتے تھے۔ آج کل بھی دینی مدارس میں یہی ہوتا ہے آج کل کے دینی مدارس کے لئے یہ حدیث اصل ہے۔ (مرقات) ۲۔ یعنی قمیص تو کسی کے پاس تھی ہی نہیں صرف تہبند تھا وہ بھی اتنا چھوٹا کہ یہ حضرات اس ایک کپڑے میں پورا جسم ڈھانپنے کی کوشش کرتے تھے۔ ۳۔ یعنی یہ لوگ سجدہ و رکوع' یا اٹھتے بیٹھتے اپنے ہاتھوں سے پکڑ لیتے تھے کیونکہ

marfat.com

ان کپڑوں کی چوڑائی بہت کم تھی اگر ہاتھ سے نہ پکڑتے تو کھل جاتا ان ہاتھوں میں اسلام پروان چڑھا ہے وہ لوگ ناشکرے ہیں کہ بہت نعمتوں کے مالک ہیں پھر اپنے کو غریب ہی کہتے ہیں۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا نَظَرَ اَحَدُكُمْ اِلٰى مَنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ فِى الْمَالِ وَالْخَلْقِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى مَنْ هُوَ اَسْفَلَ مِنْهُ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِىْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ انْظُرُوْا اِلٰى مَنْ هُوَ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَلَا تَنْظُرُوْا اِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ فَهُوَ اَجْدَرُ اَنْ لَّا تَزْدَرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ۔

(۵۰۰۸) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم میں سے کوئی اسے دیکھے جسے اس پر مال و اعضاء میں بڑائی دی گئی ہے تو اسے بھی دیکھ لے جو اس سے نیچے ہے ا۔ (مسلم، بخاری) اور مسلم کی روایت میں ہے فرمایا تم اپنے سے نیچے کو دیکھو اپنے سے اوپر کو نہ دیکھو یہ عمل اس کا باعث ہے کہ تم اللہ کی نعمت کی ناقدری نہ کرو ۲۔

(۵۰۰۸) ا۔ یعنی اگر تم کبھی ایسے شخص کو جو صحت یا دولت میں تم سے زیادہ ہو اور تم کو اس پر رنج ہو تو فوراً ایسے کو بھی دیکھو جو صحت، دولت میں تم سے کم ہے اور خدا کا شکر کرو حضرت سعدی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے پاس جوتہ نہ تھا میں لوگوں کو جوتہ پہنے دیکھ کر رو رہا تھا اچانک میں نے اسے دیکھا جس کے پاس پاؤں نہ تھے وہ چوٹروں سے گھسٹ رہا تھا میں سجدہ میں گر کے شکر کرنے لگا۔ یہ ہے اس حدیث پر عمل اس سے دل کو بہت تسکین ہوتی ہے۔ ۲۔ دنیاوی چیزوں میں اپنے سے نیچے کو دیکھو تاکہ تم شکر کرو اور دین کی چیزوں میں اپنے سے اوپر کو دیکھو تاکہ تم اپنی عبادت پر تکبر نہ کرو اگر تم پنج گانہ نماز پڑھتے ہو تو انہیں دیکھو جو تہجد اور اشراق بھی پڑھتے ہیں۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِىْ

دوسری فصل

وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْفُقَرَآءُ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْاَغْنِيَآءِ بِخَمْسِ مِائَةِ عَامٍ نِصْفِ يَوْمٍ ۔ التِّرْمِذِىُّ

(۵۰۰۹) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جنت میں فقیر لوگ امیروں سے پانچ سو سال ا۔ یعنی آدھے دن پہلے جائیں گے ا۔ (ترمذی)

(۵۰۰۹) ا۔ اس فرمان عالی کا مطلب ابھی کچھ پہلے عرض کیا گیا کہ جن امیروں کا قیامت میں حساب ہوگا ان امیروں سے پانچ سو سال پہلے فقیر لوگ جنت میں پہنچ جائیں گے لہٰذا ان امیروں میں حضرت سلیمان علیہ السلام یا حضرت عثمان غنی داخل نہیں کہ ان کا حساب ہی نہیں پھر پیچھے ہونے کے کیا معنی۔ خیال رہے کہ گزشتہ حدیث میں چالیس سال پہلے کا ذکر تھا اور یہاں پانچ سو سال کا ذکر ہے کیونکہ فقراء بعضے امیروں سے چالیس سال پہلے جائیں گے بعض سے پانچ سو سال پہلے جیسا امیر ویسا اس کا حساب اتنی ہی اس کے لئے دیر، یہ بھی خیال رہے کہ یہ دیر حساب کی وجہ سے نہ ہوگی رب تعالیٰ سارے عالم کا حساب بہت جلد لے گا یہ ان فقراء کی شان دکھانے کے لئے ہوگی کہ امیروں کو حساب کا نام پر روک لیا گیا اور فقیروں کو جنت کی طرف چلتا کر دیا گیا۔ ۳۔ یعنی قیامت کا دن ایک ہزار برس کا ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ **ان یوما عند ربک کالف سنة مما تعدون** ہاں بعض کو پچاس ہزار سال کا محسوس ہوگا ان کے متعلق رب فرماتا ہے **فی یوم کان مقداره خمسین الف سنة** اور بعض مومنین کو گھڑی بھر کا محسوس ہوگا

marfat.com

رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ **فذا کان لک یومئذ یوم عسیر علی الکافرین غیر یسیر** (مرقات) لہٰذا آیات میں تعارض نہیں اور ہو سکتا ہے کہ قیامت کا دن پچاس ہزار سال کا ہو مگر بعض کو ایک ہزار سال کا محسوس ہو بعض کو اس سے بھی کم حتیٰ کہ ابرار کو ایک ساعت کا محسوس ہو گا جیسے ایک ہی رات آرام والے کو چھوٹی محسوس ہوتی ہے تکلیف والے کو بڑی۔

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ فَقَالَتْ عَائِشَۃُ لِمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اِنَّھُمْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ قَبْلَ اَغْنِیَآئِھِمْ بِاَرْبَعِیْنَ خَرِیْفًا یَا عَآئِشَۃُ لَا تَرُدِّی الْمِسْکِیْنَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَۃٍ یَا عَائِشَۃُ اَحِبِّی الْمَسَاکِیْنَ وَقَرِّبِیْھِمْ فَاِنَّ اللّٰہَ یُقَرِّبُکِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ وَرَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اِلٰی قَوْلِہٖ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ)

(۵۰۱۰) روایت ہے حضرت انس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا الٰہی مجھے مسکین زندہ رکھ ۱۔ مسکین ہی وفات دے ۲۔ اور مسکینوں کے ٹولہ میں حشر نصیب کر ۳۔ تو جناب عائشہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیوں ۴۔ فرمایا کہ مسکین لوگ جنت میں غنیوں سے چالیس برس پہلے جائیں گے ۵۔ اے عائشہ مسکین کو خالی نہ پھیرو اگرچہ کھجور کی قاش ہی ہو دے دو ۶۔ اے عائشہ مسکینوں سے محبت کرو انہیں قریب رکھو تاکہ اللہ تعالیٰ قیامت میں تمہیں قریب کر دے۔ ۷۔ (ترمذی، بیہقی، شعب الایمان) اور ابن ماجہ نے حضرت ابو سعید سے فی زمرۃ المساکین روایت کی۔

(۵۰۱۰) ۱۔ یہاں مسکین سے مراد دل کے مساکین ہیں جن کے دلوں میں تکبر نہ ہو نرمی اور تواضع ہو متواضع بادشاہ بھی مسکین ہے اور متکبر فقیر مسکین نہیں۔ مسکین یا بنا ہے **مسکنتہ** سے۔ بمعنی انتہائی متواضع یا سکون یا سکینہ سے۔ بمعنی وقار، قرار، اطمینان رضا یا بالقضاء یہ انسان کی اعلیٰ صفتیں ہیں یہود کے متعلق جو مسکنہ آیا ہے اس سے مراد خواری رسوائی ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے **وضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ** لہٰذا حضرت عثمان اگرچہ مال سے غنی ہیں مگر دل سے مسکین و متواضع ہیں جب حضور انور کے پاس بہت دولت آئی تب بھی حضور دل کے متواضع رہے لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا قبول ہوئی۔ ۲۔ یعنی میرا یہ انکسار و تواضع عارضی نہ ہو دائمی ہو وصال تک قائم رہے کہ میں اپنی نظر میں متواضع ہوؤں اور دوسروں کی نظر میں عظیم الشان۔ ۳۔ یہ ہے مساکین کی انتہائی عظمت کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہ فرمایا کہ مساکین کو میرے زمرہ میرے گروہ میں اٹھا بلکہ فرمایا کہ مجھے مساکین کے زمرہ میں اٹھا۔ ایک بادشاہ فقراء و مساکین صالحین پر گزرا انہوں نے بادشاہ کی طرف کوئی توجہ نہ کی بادشاہ غضب ناک ہو کر بولا تم لوگ ہو وہ بولے ہم وہ لوگ ہیں کہ ترک دنیا ہماری محبت ہے اور آخرت چھوڑنا ہم سے عداوت ہے بادشاہ اس سے کانپ گیا اور بولا کہ مجھ میں تم سے عداوت کی طاقت نہیں۔ (مرقات) مطلب یہ ہے کہ قیامت میں مساکین کی ایک جماعت ہو ان میں میں بھی ایک ہوں اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس جماعت کے امام ہیں مگر اپنے کو ان میں سے ایک قرار دینا ان کی عزت افزائی ہے۔ ۴۔ یعنی یا رسول اللہ حضور اپنے کو مساکین میں محشور ہونے کی دعا کیوں فرما رہے ہیں ان میں کیا خوبی ہے۔ ۵۔ لہٰذا اگر میں بھی مسکینوں کے زمرہ میں ہوا تو جنت میں غنی لوگوں سے چالیس سال پہلے جاؤں گا خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنت کے دروازے پر بہت ہی پیچھے پہنچیں گے اولاً اپنی امت کو صراط سے گزار کر وہاں پہنچائیں گے مگر دروازہ جنت بند ہو گا ساری مخلوق دروازہ پر جمع ہو جاوے گی۔ جب حضور انور وہاں نہایت شان سے پہنچیں گے تو دروازہ حضور کے لئے کھلے گا سب

marfat.com

سے پہلے حضور انور پھر انبیاء کرام پھر حضور کی امت بعد میں دوسری امتیں داخل ہوں گی حضور انور کا یہ فرمان انتہائی تواضع کے لئے ہے۔ ۶۔ یعنی جب کوئی مسکین سوال کرنے آئے تو جو میسر ہو اسے دے دو نہ ہو تو اس سے اچھی بات کہہ دو ایک بار ام المومنین انگور کھا رہی تھیں کہ کوئی سائل آیا آپ کے پاس صرف ایک دانہ انگور بچا تھا آپ نے وہ ہی پیش کر دیا سائل ناراض ہو گیا تو آپ نے یہ آیت تلاوت کی **فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرایرہ** اور فرمایا انگور تو ذرہ سے بڑا ہے۔ (مرقات) ۷۔ معلوم ہوا کہ دنیا میں جو شخص مساکین اولیاء اللہ سے قریب ہو گا وہ کل قیامت میں خدا سے قریب ہو گا۔ مولانا فرماتے ہیں **شعر:**۔

☆ ہر کہ خواہد ہمنشینی با خدا ☆ او شنید در حضور اولیاء ☆

وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْغُوْنِیْ فِیْ ضُعَفَآئِکُمْ فَاِنَّمَا تُرْزَقُوْنَ وَتُنْصَرُوْنَ بِضُعَفَآئِکُمْ۔ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ

(۵۰۱۱) روایت ہے حضرت ابو الدرداء سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا مجھے اپنے کمزوروں میں تلاش کرو۔ تم اپنے کمزوروں کی وجہ سے ہی روزی اور فتح دیئے جاتے ہو ۲۔ (ابوداؤد)

(۵۰۱۰) ۱۔ ضعفاء سے مراد وہ نیک مومن ہیں جن میں کبھی شیخی، شان نہیں ہوتی حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے ایسے نیک مومنوں میں ڈھونڈھو میں ان میں ملوں گا ڈھونڈو کا مطلب یہ ہے کہ ان فقراء و مساکین کی خدمت کرو جس سے وہ راضی ہو جائیں ان کی مجلسوں میں حاضر رہو یہاں مرقات نے بحوالہ ابن ملک فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم روحانی توجہ سے تو ہر دم ان مقبولوں کی مجلس میں رہتے ہیں مگر کبھی کبھی جسماً "وصورۃ" بھی ان مجلسوں میں تشریف فرما ہوتے ہیں (مرقات) ایسی پاک مجلسوں میں اگر کوئی اجنبی شخص نظر پڑے تو اس سے مصافحہ ضرور کرے ممکن ہے کہ اس گروہ میں کوئی شہسوار ہو حضرت جبریل شکل انسانی میں حضور کی بارگاہ میں آتے تھے۔ خضر علیہ السلام مختلف انسانی **شکلوں** میں لوگوں سے ملاقات کرتے رہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعض امیوں کے جنازہ میں شرکت کرتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ اور حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت شاہ عبد العزیز صاحب کی پہلی محراب ختم ہونے پر ختم شریف کی مجلس میں شرکت فرمائی چنانچہ فتاویٰ عزیزیہ کے مقدمہ ص ۱۳ میں شاہ عبد العزیز صاحب کے حالات میں یہ واقعہ بالتفصیل مذکور ہے عبارت یہ ہے۔ نامش پر سیدند گفت ابو ہریرہ کہ نعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ بودند امروز ختم قرآن عبد العزیز است ماخواہیم رفت و مراد رجاء دیگر بکارے فرستادہ بودند ازیں جہت تاخیر واقع شد ایں گفت و غائب شد فتاویٰ عزیزیہ ص ۱۳ عرس بزرگاں میلاد شریف کی مجلسوں بزرگان دین کی زیارات میں شرکت کرنے کا مقصد یہ ہی ہوتا ہے کہ شاید یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قدم بوسی نصیب ہو جائے۔

☆ گدا بن کر میں ڈھونڈوں تم کو گھر گھر ☆ مرے آقا مجھے چھوڑا ہے کس پر ☆

آخرت میں حضور کے ملنے کے تین مقام ہیں لب کوثر، میزان، صراط، دنیا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ملنے کی جگہ بزرگوں کی مجلسیں ہیں ان سے دوری اللہ رسول سے دوری ہے۔ مولانا فرماتے ہیں **شعر:**۔

☆ چوں شدی دوراز حضور اولیاء ☆ ایں چنیں واں دور گشتی از خدا ☆

۲۔ کیونکہ ضعفاء میں قطب اور اوتاد ولی ہوتے ہیں قطبوں اوتاروں سے دنیا کا نظام قائم ہے اگر یہ رہیں تو دنیا رہے جیسے خیمہ چوب اور طناب میخوں سے قائم ہے اگر یہ نہ رہیں تو خیمہ گر جائے آسمان کا خیمہ ان بزرگوں سے قائم ہے (مرقات)

وَعَنْ اُمَیَّۃَ بْنِ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ

(۵۰۱۲) روایت ہے امیہ ابن خالد ابن عبد اللہ ۱۔ ابن اسید سے

marfat.com

أُسَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَسْتَفْتِحُ بِصَعَالِيْكِ الْمُهَاجِرِيْنَ ۔

وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی کہ حضور انور فقراء مہاجرین کے توسل سے فتح مانگتے تھے ۲۔ (شرح سنہ) ۳۔

(۵۰۱۲) ۱۔ بعض محدثین نے امیہ بن خالد کو صحابی کہا ہے مگر حق یہ ہے آپ **تابعی** ہیں ثقہ ہیں مکی ہیں یا مدنی ۸۰ھ کے بعد وفات پائی۔ ۲۔ چنانچہ حضور انور جہاد میں یوں دعا فرماتے تھے **اللھم انصرنا علی الاعداء بحق عبادک الفقراء المھاجرین** اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود سب کے وسیلہ عظمی ہیں۔ مگر آپ کا ان کے وسیلہ سے دعا فرمانا یہ بتانے کے لئے ہے کہ مقبول بندوں کے وسیلہ سے دعاء کرنا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور افضل بندے اپنے نیک خدام کے وسیلہ سے دعا کیا کریں۔ صرف نیک اعمال کے وسیلہ پر قناعت نہ کیا کریں وسیلہ کی بحث ہماری کتاب رحمت خدا بوسیلہ اولیاء میں ملاحظہ کرو۔ ۳۔ اس حدیث کو بہت طرح قوت حاصل ہے رب فرماتا ہے **لوتزیلو لعذبنا الذین کفرو** اگر مکہ سے یہ فقراء مومنین نکل جاتے تو ہم کفار کو عذاب دے دیتے معلوم ہوا کہ کفار کا عذاب سے بچا رہنا فقراء مومنین کی برکت سے ہے ابن ابی شیبہ طبرانی نے امیہ ابن عبداللہ سے روایت کی **کان صلی اللہ علیہ وسلم بصعالیک المسلمین** امیہ ابن خالد صاحب مشکوۃ کے نزدیک صحابی ہیں اور اگر تابعی بھی ہوں تو نہایت ثقہ ہیں ایسے ثقہ کی مرسل حدیث بلاد غدغہ قبول ہے (مرقات) یہ آیت واحادیث وسیلہ اولیاء کے لئے اعلیٰ درجہ کی دلیل ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَغْبِطَنَّ فَاجِرًا بِنِعْمَةٍ فَاِنَّكَ لَا تَدْرِیْ مَا هُوَ لَاقٍ بَعْدَ مَوْتِهٖ اِنَّ لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ قَاتِلًا لَا يَمُوْتُ يَعْنِی النَّارَ۔

(رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ)

(۵۰۱۳) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم کسی بدعمل پر کسی نعمت کی وجہ سے رشک نہ کرو اس لیے کہ تم نہیں جانتے کہ وہ مرنے بعد کس چیز سے ملے گا ۲۔ اس کے لئے اللہ کے نزدیک نہ مرنے والا جان لیوا ہے یعنی آگ ۳۔ (شرح سنہ)

(۵۰۱۳) ۱۔ نعمت سے مراد دنیاوی نعمت ہے جیسے اولاد، مال، ظاہری دنیاوی عزت، حکومت وغیرہ یعنی اگر کسی بدکار سیاہ کار کو یہ نعمتیں مل جاویں تو تم اس پر رشک نہ کرو یہ خیال کرو کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی و خوش ہے۔ ۲۔ یعنی اس کے لئے یہ نعمتیں بعد موت مصیبت بن جائیں گی جن سے اس کے عذاب میں اور زیادتی ہوگی لہٰذا یہ نعمت راحت کی شکل میں عذاب ہے۔ ۳۔ یعنی ان نعمتوں کا انجام اس کے لیے دوزخ کی آگ ہے اگر یہ غریب ہوتا تو شاید توبہ کر لیتا راحت و امیری میں توبہ سے محروم رہا لہٰذا دوزخ میں گیا۔ یا اگر یہ غریب ہوتا تو گناہ کم کرتا دولت پا کر گناہ زیادہ کئے دوزخ کے سخت تر طبقے میں گیا دولت سے دروازے کھل جاتے ہیں مومن کے لیے نیکیوں کے کافروں کے لیے گناہوں کے قاتل سے مراد ایذاء وہ چیز ہے لایموت سے مراد ہے غیر فانی۔ دوزخ کی آگ کو فنا نہیں۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَسَنَتُهٗ وَاِذَا فَارَقَ الدُّنْيَا فَارَقَ السِّجْنَ وَالسَّنَةَ

(۵۰۱۴) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمرو سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ دنیا مومن کا جیل خانہ اور اس کی قحط سالی ہے ۱۔ جب مومن دنیا چھوڑتا ہے تو جیل اور قحط

marfat.com

(رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ) سے نکل جاتا ہے ۲۔ (شرح سنہ)

(۵۰۱۴) ۱۔ جیسے جیل خانہ میں قیدی کا دل نہیں لگتا اگرچہ وہاں کتنا ہی آرام ہو خواہ اے کلاس کی جیل ہو یا سی کلاس کی اسی طرح مومن دنیا میں دل نہیں لگاتا اگرچہ اسے بڑا ہی آرام ہو لہٰذا حدیث سے یہ لازم نہیں کہ مسلمان کو دنیا میں تکلیف ہی رہے تکلیف اور چیز ہے دل نہ لگنا کچھ اور چیز جیسے قحط سالی میں انسانوں کو ذلت قلت تکلیف ہوتی ہے ایسے ہی مسلمان کو دنیا میں کوئی نہ کوئی تکلیف رہتی ہی ہے یہ آزمودہ چیز ہے بلکہ تکالیف ناکامیاں ہی انسان کو انسان بنا کر رکھتیں ہیں عیش میں غفلت ہوتی ہے تکلیف میں بیداری۔ ۲۔ خیال رہے کہ مومن کو آخرت میں اس قدر آرام و راحتیں ہیں کہ ان کے مقابل دنیا کی بادشاہت بھی جیل ہے اور کافر کو آخرت میں ایسی مصیبتیں ہوں گی کہ ان کے مقابل دنیا کی سخت سے سخت تکلیف بھی گویا جنت ہوگی مومن مر کر دنیاوی جنجال سے چھوٹتا ہے کافر مر کر جنجال میں پھنستا ہے موت ایک ریل ہے جو مومن کو عیش خانہ اور کافر کو جیل خانہ تک پہنچاتی ہے۔ جیسے ایک ہی ریل میں کسی کی برات جارہی ہے کسی کو پھانسی کے لئے لے جایا جارہا ہے۔

وَعَنْ قَتَادَۃَ بْنِ النُّعْمَانِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَحَبَّ اللّٰہُ عَبْدًا حَمَاہُ الدُّنْیَا کَمَا یَظَلُّ اَحَدُکُمْ یَحْمِیْ سَقِیْمَہُ الْمَآءَ۔ (رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ)

(۵۰۱۵) روایت ہے حضرت قتادہ ابن نعمان سے ۱۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اسے دنیا سے بچالیتا ہے ۲۔ جیسے تم میں سے کوئی اپنے بیمار کو پانی سے بچاتا ہے ۳۔ (احمد، ترمذی)

(۵۰۱۵) ۱۔ آپ بدری صحابی ہیں حضرت ابو سعید خدری کے ماں شیر کے بھائی انصاری ہیں بیعت عقبہ اور غزوات میں شریک رہے پینسٹھ سال عمر پائی ۲۳ تیس میں وفات پائی آپ افضل صحابہ میں سے ہیں۔ (مرقات) ۲۔ اس طرح کہ اس کے دل کو دنیا کی محبت اور غفلت سے محفوظ رکھتا ہے اگرچہ لاکھوں روپیہ کا مالک ہو مگر دل یار سے لگا رہتا ہے یہ مطلب نہیں کہ اسے کبھی امیر نہیں کرتا حضرت سلیمان علیہ السلام اور عثمان غنی بڑے مالدار تھے مگر دنیا کی محبت سے محفوظ تھے وہ دنیا میں تھے دنیا ان میں نہ تھی۔ ۳۔ یہاں بیمار سے استسقاء کی بیماری والا مراد ہے اسے پانی سے بچایا جاتا ہے اس کے پیٹ میں پانی نہیں پہنچنے دیا جاتا یوں ہی اللہ تعالیٰ مومن کے دل میں دنیا کی محبت نہیں پہنچنے دیتا مومن کا دل تو صرف تجلی گاہ رب العلمین ہے۔

وَعَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِیْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اثْنَتَانِ یَکْرَھُھُمَا ابْنُ اٰدَمَ یَکْرَہُ الْمَوْتَ وَالْمَوْتُ خَیْرٌ لِّلْمُؤْمِنِ مِنَ الْفِتْنَۃِ وَیَکْرَہُ قِلَّۃَ الْمَالِ وَقِلَّۃُ الْمَالِ اَقَلُّ لِلْحِسَابِ۔ (رَوَاہُ اَحْمَدُ)

(۵۰۱۶) روایت ہے حضرت محمود ابن لبید سے ۱۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو چیزیں ہیں جنہیں انسان ناپسند کرتا ہے وہ موت کو ناپسند کرتا ہے حالانکہ موت مومن کے لئے فتنے سے بہتر ہے ۲۔ اور مال کی کمی کو ناپسند کرتا ہے حالانکہ مال کی کمی حساب کو کم کردے گی ۳۔ (احمد)

(۵۰۱۶) ۱۔ آپ انصاری شبلی ہیں عہد رسالت میں پیدا ہوئے صحیح یہ ہے کہ آپ صحابی ہیں ۱۶ھ میں آپ کی وفات ہے۔ ۲۔ زندگی وہ اچھی ہے جو رب تعالیٰ کی اطاعت میں صرف ہو کفر و طغیان و عصیان کی زندگی سے موت بہتر ہے یہاں یہ ہی مراد ہے فتنہ سے مراد ہے گناہ و غفلت وغیرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک دعا مانگتے تھے جس کے آخر میں یہ تھا **واذا اردت بعبادک فتنۃ**

marfat.com

فاقبضنی الیک غیر مفتون مولیٰ جب تو اپنے بندوں کو فتنہ میں مبتلا کرے تو مجھے بغیر مبتلا کئے ہوئے موت دے دے۔ ۳۔ یہ ان امیروں کے لئے ہے جن کا حساب ہونا ہے واقعی ایسی امیری سے غریبی اچھی کہ اس غریبی میں جنجال وبال بہت کم ہوتے ہیں ہاں جن امیروں کا حساب نہیں وہ تو بڑے مزے میں ہیں جیسے حضرت عثمان غنی اور دوسرے امیر المومنین۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّيْ اُحِبُّكَ قَالَ اُنْظُرْ مَا تَقُوْلُ فَقَالَ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاُحِبُّكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ قَالَ اِنْ كُنْتَ صَادِقًا فَاَعِدَّ لِلْفَقْرِ تِجْفَافًا فَاِنَّ الْفَقْرَ اَسْرَعُ اِلٰى مَنْ يُّحِبُّنِيْ مِنَ السَّيْلِ اِلٰى مُنْتَهَاهُ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

(۵۰۱۷) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مغفل سے ۱۔ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کیا میں آپ سے محبت کرتا ہوں ۲۔ فرمایا سوچ لو تم کیا کہتے ہو ۳۔ وہ بولا اللہ کی قسم میں آپ سے محبت کرتا ہوں ۴۔ تین بار کہا تو فرمایا کہ اگر تو سچا ہے تو کیل کانٹے سے فقیری کے لئے تیار ہو جا ۵۔ یقیناً فقیری مجھ سے محبت کرنے والے کی طرف تیز دوڑتی ہے بمقابلہ سیلاب کے اپنی انتہاء کی طرف ہے ۶۔ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۰۱۷) ۱۔ آپ مشہور صحابی ہیں بیعت الرضوان میں شریک ہوئے اولا مدینہ منورہ میں پھر بصرہ میں رہے (اشعہ) ۲۔ یہ عرض کرنا یا اس حدیث پر عمل ہے کہ جس سے تم کو محبت ہو اس سے کہہ دو یا اس آیت کریمہ پر عمل ہے **واما بنعمة ربک فحدث** حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اللہ تعالیٰ کی بڑی سے بڑی نعمت ہے اس کا اظہار وہ بھی حضور انور کے سامنے یہ اس نعمت کا شکریہ ہے ورنہ حضور کو تو پتھروں کے دل کا حال معلوم ہے فرماتے ہیں احد ہم سے محبت کرتا ہے۔ ۳۔ یعنی خوب سوچ کر یہ دعویٰ کرو تم بہت ہی بڑی چیز کا دعویٰ کر رہے ہو مجھ سے محبت کوئی معمولی چیز نہیں ہے۔ ۴۔ محبت سے مراد بہت ہی محبت ہے ورنہ ہر مومن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے حضور کی محبت ہی تو اصل ایمان ہے حضور کی محبت سے ہی خدا کی محبت کلمہ، قرآن کی محبت اسی محبت سے حاصل ہوتی ہے حضور سے تعلق و محبت ایمان کی اصل ہے۔ ۵۔ بجخاف ت کے کسرہ اور رحیم کے سکون سے۔ بمعنی آلات جنگ خود زرہ وغیرہ یعنی تم تیار ہو جاؤ کہ فقیری کے آفات کا مقابلہ کر سکو۔ ۶۔ یہاں بھی فقیری سے مراد دل کی مسکینیت ہے اور دل کا محبت مال سے خالی ہو جانا ہے فقیری اور ناداری آفتوں کے برداشت کرنے پر تیار ہو جانا یعنی جسے اللہ میری محبت دیتا ہے اس کے دل سے محبت مال وغیرہ یک دم نکال دیتا ہے۔ لہٰذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ بعض صحابہ بلکہ عمد فاروقی میں سارے صحابہ بڑے مالدار تھے تو کیا انہیں حضور سے محبت نہ تھی ضرور تھی ان سب کے دل محبت سے خالی تھے یہاں مرقات نے فرمایا کہ دنیا میں بہت آفات انبیاء کرام پر آتی ہیں اور یہ ہے ان کا محب تو اس پر آفتیں آئیں گی۔

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ اُخِفْتُ فِي اللّٰهِ وَمَا يُخَافُ اَحَدٌ وَلَقَدْ اُوْذِيْتُ فِي اللّٰهِ وَمَا يُؤْذٰى اَحَدٌ وَلَقَدْ اَتَتْ عَلَيَّ ثَلٰثُوْنَ مِنْ بَيْنِ لَيْلَةٍ وَّيَوْمٍ وَمَا لِيْ

(۵۰۱۷) روایت ہے حضرت انس سے انہوں نے فرمایا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں اللہ کی راہ میں بہت ڈرایا گیا جتنا کوئی نہیں ڈرایا جاتا ۱۔ اور میں اللہ کی راہ میں ستایا گیا ایسا کوئی نہیں ستایا جاتا ۲۔ اور مجھ پر تیس دن و رات ایسے گزرے ہیں کہ

marfat.com

وَلِبِلَالٍ طَعَامٌ يَأْكُلُهُ وَدُوَيْبَّةٌ إِلَّا شَيْئًا عَلَى إِبْطِهِ إِبْطِ بِلَالٍ۔

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ وَمَعْنَى هٰذَا الْحَدِيْثِ حِيْنَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَارِبًا مِّنْ مَّكَّةَ وَمَعَهُ بِلَالٌ إِنَّمَا كَانَ مَعَ بِلَالٍ مِنَ الطَّعَامِ مَا يَحْمِلُ تَحْتَ إِبْطِهِ۔

میرے اور بلال کے لئے کھانا نہ تھا جو بغلیچے والا کھا سکے سواء اس قدر کے جسے بلال کی بغل چھپائے ہوئے تھی ۳۔ (ترمذی) اور فرمایا کہ اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے روانہ ہوئے اور آپ کے ساتھ بلال تھے اور بلال کے ساتھ اتنا کھانا تھا جسے وہ اپنی بغل میں دبائے ہوئے تھے ۴۔

(۵۰۱۷) ۱۔ یعنی دین کی تبلیغ قرآن کریم کی اشاعت کے سلسلے میں جتنا کفار نے مجھے ڈرایا اتنا کسی نبی کو ان کی قوم نے نہیں ڈرایا۔ ۲۔ اس فرمان عالی کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ دین کی تبلیغ میں جتنا کفار نے مجھے ستایا دوسرے یہ کہ جب کفار مکہ نے مجھے بہت ستایا تب میں اکیلا تھا میرے ساتھ طاقتور مسلمان نہ تھے جب لوگ ایمان لائے تو کفار کا زور کم ہو گیا انہیں کم ستایا گیا مرقات نے یہ ہی دوسرے معنی کئے اشعۃ اللمعات نے پہلے معنی کیے نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال اپنی قوم سے تکلیفیں اٹھائیں اور حضور انور نے تیئس سال مگر یہ تیئس سال کی تکالیف ان ساڑھے نو سو برس کی تکالیف سے سخت تر ہیں چونکہ حضور نبیوں کے سردار ہیں اس لئے آپ کی مشکلات بھی زیادہ ہیں ایک شاعر کہتا ہے شعر:۔

☆ بڑوں کو دکھ بہت ہیں چھوٹوں سے دکھ دور ☆ تارے سب نیارے ہیں۔ گہن چاند اور سورج ☆ یعنی چاند سورج کو گہن لگتا ہے تاروں کو نہیں لگتا بڑوں کو دکھ ہوتا ہے چھوٹوں کو نہیں۔ ۳۔ یہ واقعہ ہجرت کا نہیں ہے کیونکہ ہجرت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف ابوبکر صدیق تھے حضرت بلال ساتھ نہ تھے بلکہ یہ واقعہ طائف شریف تبلیغ کے لئے تشریف لے جانے کا ہے خیال رہے کہ نبوت کے دسویں سال جناب ابوطالب کی وفات ہوئی اور پانچویں دن حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ کی وفات ہو گئی حضور نے اس سال کا نام عام الحزن رکھا یعنی رنج و غم کا سال تین ماہ کے بعد آخر شوال میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم طائف کی تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے اس سفر میں آپ کے ساتھ حضرت زید ابن حارثہ تھے آپ نے طائف کے سردار بنی ثقیف کے معتمد شخص عبید یالیل ابن عبد کلال کو تبلیغ کی اس نے آپ کے پیچھے طائف کے آوارہ لوگ اور وہاں کے لونڈے لگا دیے جنہوں نے حضور انور کو پتھروں سے زخمی کر دیا جناب زید ابن حارثہ نے آپ کو بچایا تو ان کا سر زخموں سے چور ہو گیا تب جبریل امین نے آکر عرض کیا یا رسول اللہ حکم دیں تو ہم طائف کے پہاڑوں کو ملا دیں جس سے یہ لوگ پس جاویں۔ فرمایا اگر یہ لوگ ایمان نہ لائے تو ممکن ہے ان کی اولاد مسلمان ہو جائے شعر:۔

☆ الٰہ العالمین کر رحم طائف کے مکینوں پر ☆ الٰہی پھول سا پتھروں والی زمینوں پر ☆

وہ واقعہ بھی یہاں مراد نہیں کیونکہ اس سفر میں حضرت بلال حضور کے ساتھ نہ تھے بلکہ حضرت زید ابن حارثہ ساتھ تھے یہاں طائف کا کوئی اور سفر مراد ہے جس میں حضرت بلال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے (لمعات، مرقات) بعض نے فرمایا حضور نے طائف کے بہت سفر کیے ہیں ذو کبد فرما کر یہ بتایا کہ ہم دونوں کے پاس کوئی ایسی چیز نہ تھی۔ جو کوئی جانور بھی کھا سکے چہ جائیکہ انسان کھائے۔ ۴۔ ظاہر ہے کہ بغل میں کھانا بہت ہی تھوڑا سا سما سکے گا چار چھ روٹیاں اتنا کھانا اور تیس دن دو صاحبوں کا گزارہ اس سید الصابرین پر لاکھوں سلام ہوں اللہ تعالیٰ ہم تمام کمیوں کی طرف سے جزاء الجزاء عطا فرمائے کہ تبلیغ میں ایسی مشقتیں اٹھائیں جن کی مثال

marfat.com

نہ ملے گی۔

وَعَنْ اَبِیْ طَلْحَةَ قَالَ شَکَوْنَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْجُوْعَ فَرَفَعْنَا عَنْ بُطُوْنِنَا عَنْ حَجَرٍ حَجَرٍ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَطْنِهٖ عَنْ حَجَرَیْنِ۔

رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ۔

(۵۰۱۸) روایت ہے حضرت ابو طلحہ سے فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھوک کی شکایت کی تو ہم نے اپنی پیٹ سے ایک ایک پتھر اٹھایا۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیٹ سے دو پتھر دکھائے ۲۔ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۰۱۸) ۱۔ یہ واقعہ غزوہ خندق کا نہیں کیونکہ اس غزوہ میں تو حضرت ابو طلحہ کے گھر تمام خندق کھودنے والے بلکہ تمام اہل مدینہ کی دعوت حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے کہ چار سو جو کی روٹیوں سے سارے اہل مدینہ کو شکم سیر فرمادیا یہ کسی اور غزوہ کا واقعہ ہے۔ ۲۔ یعنی تمام صحابہ کو ایک ایک دن کا فاقہ تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دو دن یا زیادہ کے لگاتار فاقے تھے بہت روز تک نہ کھانے سے انسان میں کھڑے ہونے کی قوت نہیں رہتی پیٹ پر پتھر باندھنے سے کھڑا ہونا ممکن ہو جاتا ہے اسے ہم لوگوں نے نہیں آزمایا یہ کام تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کر گئے ہم تو ایسی نعمتیں کھاتے ہیں کہ سبحان اللہ۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهٗ اَصَابَهُمْ جُوْعٌ فَاَعْطَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَمْرَةً تَمْرَةً۔

رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ

(۵۰۱۹) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے کہ انہیں بھوک نے گھیر لیا۔ تو انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک چھوہارا دیا ۲۔ (ترمذی)

(۵۰۱۹) ۱۔ یہ واقعہ غزوہ تبوک کا ہے یا کسی اور غزوہ کا جس میں سفر بہت دراز تھا' واللہ و رسولہ اعلم۔ ۲۔ کہ چوبیس گھنٹے میں ایک چھوہارا کھا کر گزارہ کریں۔ یہ غذا اور دراز سفر پھر اس پر جہاد وہ حضرات قوت قدسیہ سے ہی جہاد کرتے ہوں گے انسانی طاقت سے یہ بات باہر ہے۔ مرقات نے یہاں فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان صفہ والوں کو کبھی ایک ایک کھجور ہی عطا فرماتے تھے اور یہ حضرات اسی پر دن رات نکال لیتے تھے اور علم سیکھنے میں مشغول رہتے تھے۔

وَعَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَصْلَتَانِ مَنْ کَانَتَا فِیْهِ کَتَبَهُ اللّٰهُ شَاکِرًا صَابِرًا مَنْ نَظَرَ فِیْ دِیْنِهٖ اِلٰی مَنْ هُوَ فَوْقَهٗ فَاقْتَدٰی بِهٖ وَنَظَرَ فِیْ دُنْیَاهُ اِلٰی مَنْ هُوَ دُوْنَهٗ فَحَمِدَ اللّٰهَ عَلٰی مَا فَضَّلَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ کَتَبَهُ اللّٰهُ شَاکِرًا صَابِرًا وَمَنْ نَظَرَ فِیْ دِیْنِهٖ اِلٰی مَنْ هُوَ دُوْنَهٗ وَنَظَرَ فِیْ دُنْیَاهُ اِلٰی مَنْ هُوَ فَوْقَهٗ فَاَسِفَ عَلٰی مَا فَاتَهٗ مِنْهُ لَمْ یَکْتُبْهُ اللّٰهُ شَاکِرًا وَلَا صَابِرًا۔ التِّرْمِذِیُّ وَذَکَرَ حَدِیْثَ اَبِیْ سَعِیْدٍ

(۵۰۲۰) روایت ہے حضرت عمرو ابن شعیب سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے راوی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا جس میں دو عادتیں ہوں اسے اللہ شاکر صابر لکھتا ہے ۱۔ جو اپنے دین میں دو عادتیں ہوں اسے اللہ شاکر صابر لکھتا ہے ۱۔ جو اپنے دین میں اپنے سے اوپر والے کو دیکھے تو اس کی پیروی کرے ۲۔ اور اپنی دنیا میں اپنے سے نیچے والے کو دیکھے تو اللہ کا شکر کرے اس پر کہ اللہ نے اسے اس شخص پر بزرگی دی ۳۔ تو اللہ اسے شاکر صابر لکھے گا اور جو اپنے دین میں اپنے سے کم کو دیکھے اور اپنی دنیا میں اپنے سے اوپر کو دیکھے تو فوت شدہ دنیا پر غم کرے اللہ اسے نہ شاکر لکھے نہ صابر ۴۔ (ترمذی) ابو سعید خدری کی حدیث کہ اے فقراء

marfat.com

اَبْشِرُوْا يَا مَعْشَرَ صَعَالِيْكِ الْمُهَاجِرِيْنَ فِيْ بَابٍ بَعْدَ فَضَآئِلِ الْقُرْاٰنِ۔

مہاجرین خوش ہو جاؤ۔ اس باب میں ذکر ہو چکی جو فضائل قرآن کے بعد ہے۔۵۔

(۵۰۲۰) ۱۔ یعنی شکر اور صبر دونوں کا ایک شخص میں بیک وقت جمع ہونا مشکل معلوم ہوتا ہے کہ شکر تو نعمت ملنے پر ہوتا ہے اور صبر نعمت نہ ملنے یا چھن جانے پر ملتا ہے مگر جو ان دو چیزوں پر عمل کرے گا وہ بیک وقت صابر بھی ہوگا اور شاکر بھی یہ ہے گویا اجتماع ضدین۔ ۲۔ یعنی اگر تم اچھے کام کرتے ہو تو ان پر فخر نہ کرو بلکہ ان حضرات کو دیکھو جو تم سے زیادہ نیکیاں کرتے ہیں خواہ وہ زندہ ہوں یا وفات یافتہ لہٰذا ہر مسلمان حضرات صحابہ و اہل بیت کے اعمال میں غور کرے کہ انہوں نے کیسی نیکیاں کیں تاکہ اس میں غرور نہ پیدا ہو اور زیادہ نیکیوں کی کوشش کرے اس کی وجہ سے رب تعالیٰ اسے صابر لکھے گا کہ جب یہ شخص ان بزرگوں کے سے کام نہ کر سکے گا تو افسوس کرے گا یہ اس کا صبر ہوگا۔ ہم حضرات صحابہ کو دیکھ کر افسوس کریں کہ اس وقت ہم نہ ہوئے ہم بھی حضور کے جمال سے آنکھیں ٹھنڈی کرتے ان کے قدموں پر جان فدا کرتے یہ ہے صبر شعر:۔

☆ جو ہم بھی واں ہوتے خاک گلشن لپٹ کے قدموں سے لیتے اتران ☆ مگر کریں کیا نصیب میں تو نامرادی کے دن لکھے تھے

۳۔ اس چیز کے سوچنے سے اس پر بڑی سے بڑی مصیبت آسان ہو جاوے گی اور وہ رب تعالیٰ کا شکر ہی کرے گا ہم نے آزمایا ہے کہ کسی کا جوان بیٹا فوت ہو جائے اسے صبر نہ آوے وہ حضرت علی اکبر کی شہادت میں غور کرے۔ انشاء اللہ فوراً صبر نصیب ہو گا بلکہ اپنے آرام پر شکر کرے گا۔ ۴۔ بلکہ ایسے شخص کی زندگی حسد، جلن بے صبری اور دل کی کوفت میں گزرے گی امیروں کو دیکھ کر جلتا بھنتا رہے گا کہ ہائے میرے پاس مال کم ہے اور اپنی عبادت پر فخر کرے گا کہ فلاں بے نماز ہے اور میں نمازی ہوں میں اس سے کہیں اچھا ہوں یہ ہے اس کا تکبر رب تعالیٰ فرماتا ہے **لکیلا تاسوا علی مافاتکم ولا تفرحوا بما اتاکم** فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص دنیا کی کمی پر رنج کرے وہ ایک ہزار سال کی راہ دوزخ سے قریب ہو جاوے گا، اور جو شخص دینی کوتاہی پر رنج کرے گا وہ جنت سے ایک ہزار سال کی راہ قریب ہو جاوے گا۔ (مرقات یہ ہی مقام) خیال رہے کہ دین میں ترقی کرنے کی کوشش کرنا منع نہیں بلکہ مالداروں کی مالداری پر رشک کرنا ممنوع ہے۔ ۵۔ یعنی وہ حدیث مصابیح میں یہاں مذکور تھی ہم نے وہاں بیان کر دی کہ وہ وہاں کے زیادہ مناسب تھی۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

تیسری فصل

عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجُبُلِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو سَاَلَهٗ رَجُلٌ قَالَ اَلَسْنَا مِنْ فُقَرَآءِ الْمُهَاجِرِيْنَ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ اَلَكَ امْرَاَةٌ تَاْوِيْ اِلَيْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ اَلَكَ مَسْكَنٌ تَسْكُنُهٗ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاَنْتَ مِنَ الْاَغْنِيَآءِ قَالَ فَاِنَّ لِيْ خَادِمًا قَالَ فَاَنْتَ مِنَ الْمُلُوْكِ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ

(۵۰۲۱) روایت ہے حضرت ابو عبدالرحمٰن جبلی سے ۱۔ فرماتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ ابن عمرو کو سنا ان سے ایک شخص نے پوچھا کہ کیا ہم فقراء مہاجرین سے ۲۔ نہیں ہیں تو اس سے عبداللہ نے فرمایا کہ کیا تیری بیوی ہے جس کی طرف تو رجوع کرے وہ بولا ہاں فرمایا کیا تیرے پاس گھر ہے جس میں تو رہے بولا ہاں فرمایا تب تو تو امیروں میں سے ہے ۳۔ وہ بولا کہ میرے پاس غلام بھی ہے فرمایا تو تو

marfat.com

وَجَاءَ ثَلٰثَةُ نَفَرٍ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَ اَنَا عِنْدَهٗ فَقَالُوْا اَيُّنَا اَبَا مُحَمَّدٍ وَاللّٰهِ مَا نَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ لَا نَفَقَةٍ وَّلَا دَابَّةٍ وَّلَا مَتَاعٍ فَقَالَ لَهُمْ مَا شِئْتُمْ اِنْ شِئْتُمْ رَجَعْتُمْ اِلَيْنَا فَاَعْطَيْنَاكُمْ مَا يَسَّرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاِنْ شِئْتُمْ ذَكَرْنَا اَمْرَكُمْ لِلسُّلْطَانِ وَاِنْ شِئْتُمْ صَبَرْتُمْ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ فُقَرَآءَ الْمُهَاجِرِيْنَ يَسْبِقُوْنَ الْاَغْنِيَآءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلَى الْجَنَّةِ بِاَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا قَالُوْا فَاِنَّا نَصْبِرُ لَا نَسْئَلُ شَيْئًا

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

بادشاہوں سے ہے ۴۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں ۵۔ کہ تین شخص حضرت عبداللہ ابن عمرو کے پاس آئے میں ان کے پاس تھا ۶۔ انہوں نے عرض کیا اے ابو محمد اللہ کی قسم ہم کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتے نہ خرچہ پر نہ گھوڑے پر نہ اور سامان پر ۷۔ تو آپ نے ان سے فرمایا تم جو چاہو ۸۔ اگر چاہو تو ہمارے پاس پھر آنا ہم تم کو وہ دیں گے جو اللہ نے تمہارے لئے میسر فرمایا ۹۔ اگر چاہو تو ہم تمہاری حالت کا ذکر بادشاہ سے کریں ۱۰۔ اگر چاہو صبر کرو ۱۱۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ قیامت کے دن مہاجر فقراء جنت میں امیروں سے چالیس سال پہلے پہنچیں گے ۱۲۔ تو وہ بولے کہ ہم صبر کریں گے کچھ نہ مانگیں گے ۱۳۔ (مسلم)

(۵۰۲۱) ۱۔ آپ کا نام عبداللہ ابن زید ہے تابعی ہیں۔ مصری ہیں حضرت ابو ایوب انصاری ابوذر غفاری عبداللہ ابن عمرو ابن عاص رضی اللہ عنہم سے ملاقات ہے افریقہ میں ۱۰۰ھ میں وفات پائی۔ بڑے متقی عالم زاہد تھے۔ ۲۔ یعنی ان فقراء مہاجرین کے پاس نہ بیوی تھی نہ رہنے کا مکان اس فقر و فاقہ پر وہ قانع تھے تو تو ان کے برابر کیسے ہو سکتا ہے۔ ۴۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے **وجعلکم ملوکا** اے اسرائیلیو تمہیں اللہ نے بادشاہ بنایا وہاں ملوک کے معنی کئے گئے ہیں گھربار اور نوکر خادم والا بنی اسرائیل روسے اس سے ملک کہتے تھے۔ جس کے پاس بیوی گھر اور نوکر ہوتا تھا۔ ۵۔ کاتب نے عبدالرحمٰن لکھا صحیح ہے ابو عبدالرحمٰن۔ ۶۔ ان آنے والوں کے نام معلوم نہ ہو سکے غالباً یہ واقعہ مدینہ منورہ کا ہے اور یہ لوگ حضرت عبداللہ ابن عمرو سے کچھ مانگنے آئے تھے۔ ۷۔ نفقہ سے مراد نقد رقم ہے درہم دینار، دابہ سے مراد جہاد کے لئے گھوڑا ہے اور متاع سے مراد دوسرا سامان جسے فروخت کر کے گزارہ کر لیا جائے (مرقات) ان لوگوں نے اپنی فقیری تو بیان کر دی صراحۃ "سوال نہ کیا یہ بھی مانگنے کا ایک طریقہ ہے مانگنے کے تین طریقے ہیں صراحۃ "مانگنا ہمیں یہ دے دو۔ اپنی فقیری بیان کرنا۔ سامنے والے کی سخاوت بیان کر کے اس کے بال بچوں کو دعائیں دینا آخری طریقہ بہت کامیاب ہے اس طرح کچھ نہ کچھ ضرور مل جاتا ہے اس لئے درود شریف پڑھنا بہترین دعا ہے اگر کوئی شخص ساری دعائیں چھوڑ کر صرف درود شریف پڑھا کرے انشاء اللہ دعائیں مانگنے والوں سے زیادہ پائے گا۔ ۸۔ یعنی جو تم چاہو میں وہ ہی کروں۔ ہو سکتا ہے کہ ما استفہامیہ ہو یعنی تم کیا چاہتے ہو، بتاؤ مرقات نے پہلے معنی کئے اشعۃ اللمعات نے دوسرے معنی ۹۔ یعنی ابھی تو ہمارے پاس تمہیں دینے کے لئے کچھ ہے نہیں پھر کسی اور وقت آنا انشاء اللہ جو ممکن ہو گا ہم تم کو دیں گے حضرات صحابہ بہت سخی تھے ۱۰۔ یہاں بادشاہ سے مراد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں اس وقت آپ ہی بادشاہ تھے (اشعہ) آپ کی سخاوت اور امیری ضرب المثل بن چکی تھی حضرات اہل بیت اظہار خصوصاً حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو بیک وقت پانچ پانچ لاکھ دینار نذرانہ دیے ہیں دیکھو ہماری کتاب امیر معاویہ مطلب یہ ہے کہ ہم تمہاری سفارش امیر معاویہ سے کر دیں وہ تم کو بیت المال سے مالا مال کر دیں یا تم کو کسی محکمہ میں ملازم رکھ لیں ۱۱۔ اس طرح کہ نہ ہم سے مانگو نہ امیر معاویہ کے خزانہ سے کچھ لو اپنی اس فقیری پر راضی رہو اپنے ہاتھ

marfat.com

کی کمائی سے گزارہ کرو صبر یا توکل کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ انسان ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاوے غیبی دسترخوان کا انتظار کرتا رہے رب تعالیٰ نے ہاتھ پاؤں دیے ہیں کمانے کے لئے ان سے مال اور اعمال دونوں کماؤ شعر:۔

☆ گر توکل مے کنی در کار کن ☆ کسب کن پس تکیہ بر جبار کن ☆

۱۲۔ یہاں مالداروں سے مراد ہیں مہاجرین مالدار یعنی فقراء مہاجرین امراء مہاجرین سے چالیس سال پہلے جنت میں جائیں گے تو دوسرے امیروں سے تو بہت ہی پہلے جائیں گے (مرقات) غالباً یہ لوگ کسی اور جگہ کے مہاجر تھے مکہ معظمہ سے ہجرت فتح مکہ کے بعد ختم ہو چکی تھی اور مہاجرین مکہ فاروقی و عثمانی خلافتوں میں مالا مال ہو چکے تھے۔ یہ لوگ کسی اور کافر ملک کے مہاجر ہوں گے واللہ اعلم۔ ۱۳۔ یعنی ہم اب نہ تو آپ سے کچھ مانگیں گے نہ بادشاہ سلام سے نہ کسی اور سے ہم اس فرمان عالی پر عمل کر کے اپنے کمائے پر قناعت کریں گے تاقیامت حضور کے فرمان عالی میں اثر ہے ان فرمانوں کے اثر سے ہی آج ایمان۔ عرفان شریعت و طریقت کا بقا ہے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ بَيْنَمَا اَنَا قَاعِدٌ فِي الْمَسْجِدِ وَحَلْقَةٌ مِّنْ فُقَرَآءِ الْمُهَاجِرِيْنَ نَحْوٌ دًا اِذْ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَعَدَ اِلَيْهِمْ فَقُمْتُ اِلَيْهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُبَشِّرْ فُقَرَآءُ الْمُهَاجِرِيْنَ بِمَا يَسُرُّ وُجُوْهَهُمْ فَاِنَّهُمْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْاَغْنِيَآءِ بِاَرْبَعِيْنَ عَامًا قَالَ فَلَقَدْ رَاَيْتُ اَلْوَانَهُمْ اَسْفَرَتْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو حَتّٰى تَمَنَّيْتُ اَنْ اَكُوْنَ مَعَهُمْ اَدْمِنْهُمْ۔

(رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

(۵۰۲۲) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمرو سے فرماتے ہیں کہ اس حالت میں کہ میں مسجد میں بیٹھا ہوا تھا اور مہاجرین فقراء کا ایک حلقہ بیٹھا تھا۔ کہ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حضور ان کی طرف ہی بیٹھے۔ میں بھی انہیں کی طرف اٹھ گیا ۲۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فقراء مہاجرین اس کی خوشی منائیں جو ان کے چہروں کو کھلا دے ۳۔ کہ وہ جنت میں امیروں سے چالیس سال پہلے جائیں گے فرماتے ہیں کہ میں نے ان کے رنگ دیکھے چمک سے کھل گئے تھے ۴۔ عبداللہ ابن عمرو فرماتے ہیں کہ حتیٰ کہ میں نے آرزو کی کہ میں ان کے ساتھ یا ان میں سے ہو جاؤں ۵۔ (دارمی)

(۵۰۲۲) ۱۔ یعنی فقراء مہاجرین حلقہ بنائے بیٹھے تھے خیال رہے کہ مسجد میں نماز کے انتظار میں صفیں بنا کر بیٹھنا چاہیے اس صورت میں حلقے بنانا ممنوع ہے مگر ذکر یا تلاوت قرآن کے لئے حلقے بنا کر بیٹھنا چاہیے نمازی لوگ مقربین فرشتوں کو مثل ہوتے ہیں مقرب فرشتے صف بستہ اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور ذاکرین لوگوں جتنی لوگوں کے مشابہ ہیں جنتی لوگ حلقے بنا کر بیٹھا کریں گے رب تعالیٰ فرماتا ہے **اخوانا علی سرر متقابلین** یہ حضرات اس وقت ذکر یا علمی باتیں کر رہے تھے۔ قعود جمع ہے قاعد کی جیسے رقود جمع راقد کی یا قعود جمع واقد کی۔ ۲۔ میں تو مسجد کے اور کنارہ پر تھا وہ حضرات دوسرے کنارہ پر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف نہ لائے۔ ان کے پاس بیٹھے تو میں بھی وہاں ہی پہنچ گیا۔ ۳۔ یعنی ابھی تمہارے چہرے پر مرجھائے ہوئے ہیں ہم تمہیں وہ خوشی کی خبر سناتے ہیں جس سے تمہارے چہرے خوشی سے کھل جاویں۔ شعر:۔

☆ اس کی باتوں کی لذت پہ دائم درود ☆ اس کے خطبہ کی ہیبت پہ لاکھوں سلام ☆

marfat.com

۴۔ اسفرت بنا ہے اسفار سے ۔ بمعنی چمکنا رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وجوہ یومئذ مسفرۃ** ۵۔ یعنی ہمیشہ ان فقراء میں سے ہی رہوں کبھی امیر نہ بنوں۔ اس فرمان عالی کی شرح پہلے کی جا چکی ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ اَمَرَنِیْ خَلِیْلِیْ بِسَبْعٍ اَمَرَنِیْ بِحُبِّ الْمَسَاکِیْنِ وَالدُّنُوِّ مِنْهُمْ وَاَمَرَنِیْ اَنْ اَنْظُرَ اِلٰی مَنْ هُوَ دُوْنِیْ وَلَا اَنْظُرَ اِلٰی مَنْ هُوَ فَوْقِیْ وَاَمَرَنِیْ اَنْ اَصِلَ الرَّحِمَ وَاِنْ اَدْبَرَتْ وَاَمَرَنِیْ اَنْ لَّا اَسْاَلَ اَحَدًا شَیْئًا وَاَمَرَنِیْ اَنْ اَقُوْلَ بِالْحَقِّ وَاِنْ کَانَ مُرًّا وَاَمَرَنِیْ اَنْ لَّا اَخَافَ فِی اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ وَاَمَرَنِیْ اَنْ اُکْثِرَ مِنْ قَوْلِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فَاِنَّهُنَّ مِنْ کَنْزٍ تَحْتَ الْعَرْشِ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ)

(۵۰۲۳) روایت ہے حضرت ابی ذر سے فرمایا مجھے میرے محبوب نے ۱۔ سات چیزوں کا حکم دیا ۲۔ مجھے مسکینوں سے محبت اور ۳۔ ان سے قرب کا حکم دیا ہے اور مجھے حکم دیا کہ اپنے سے ادنی کو دیکھو اور اپنے سے اوپر کو نہ دیکھو ۴۔ اور مجھے حکم دیا کہ رشتوں کو جوڑوں اگرچہ وہ رشتہ دور کا ہو ۵۔ اور مجھے حکم دیا کہ کسی سے کچھ نہ مانگوں ۶۔ اور مجھے حکم دیا کہ حق بات کہو اگرچہ کڑوی ہو ۷۔ اور مجھے حکم دیا کہ اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈروں ۸۔ اور مجھے حکم دیا کہ یہ زیادہ کہا کروں نہیں ہے طاقت اور نہ قوت مگر اللہ سے کیونکہ یہ عرش کے نیچے کا خزانہ ہے ۹۔ (احمد)

(۵۰۲۳) ۱۔ خلیل سے مراد حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں خلیل وہ جس کی محبت دل کے اندرون میں داخل ہو جاوے یہ بنا ہے خلۃ سے ۔ بمعنی کشادگی دل کی کشادگی بھر دینے والی محبت خلۃ ہے۔ خلیل وہ جو محبوب بھی ہو مطاع بھی۔ خلیل کے بہت معنی ہیں یہاں ۔ بمعنی محبوب ہے۔ ۲۔ یہ حکم استحبابی ہے اور سارے مسلمانوں کو ہے مرت ابوذر کی معرفت۔ ہو سکتا ہے کہ حکم وجوبی ہو اور حضرت ابوذر کے لئے خاص ہو۔ ۳۔ مساکین کے معنی ابھی عرض ہو چکے دل میں نخوت و غرور نہ ہو لہذا اس حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ حضرت بلال سے تو محبت ہو اور حضرت عثمان غنی سے محبت نہ ہو قرب سے مراد دلی قرب ہے یا جسمانی قرب یعنی مساکین کی صحبت دل میں مسکینیت پیدا کرتی ہے ۴۔ یعنی دنیاوی مال و متاع عزت و جاہ میں اپنے سے کم حیثیت والوں کو دیکھو جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا۔ دینی کاموں میں اپنے سے زیادہ کو دیکھنا چاہیے جیسا کہ گزر چکا۔ ۵۔ رشتوں سے مراد رشتہ دار ہیں جوڑنے سے مراد ہے ان سے اچھا سلوک کرنا ان کی بدسلوکی پر نظر نہ کرنا اس کی تفسیر ہے حضرت یوسف علیہ السلام کا برتاؤ اپنے بھائیوں سے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا برتاؤ فتح مکہ کے بعد قریش سے۔ ۶۔ کسی سے مراد دنیادار لوگ ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگنا ہر ایک کے لئے فخر ہے حضور کا دروازہ وہ ہے جو بادشاہ بھیک مانگتے ہیں۔ شعر:۔

☆ منگتے تو ہیں منگتے کوئی شاہوں میں دکھا دو ☆ جس کو مری سرکار سے ٹکڑا نہ ملا ہو ☆

۷۔ اپنے متعلق اور دوسروں کے متعلق ہمیشہ حق بات کہو اپنا قصور ہو تو فوراً مان لو اپنے متعلق حق کہنا بہت مشکل ہے کڑوی سے مراد ہے اپنے پر کڑوی یا دوسرے پر کڑوی۔ ۸۔ یعنی دنیا و جاہت والے کا خوف مجھے حق کہنے سے نہ روکے رہے اللہ والے لوگ اگر کبھی ان کا کوئی عمل بظاہر خلاف معلوم ہو تو اعتراض کرنے میں جلدی نہ کرے بہت دفعہ ان کے بعض اعمال غلط معلوم ہوتے ہیں۔ مگر در حقیقت بالکل درست ہوتے ہیں جیسے رمضان میں حضرت بایزید بسطامی کا لوگوں کے سامنے روٹی کا ٹکڑا کھا لینا بالکل حق

marfat.com

تھا کہ آپ مسافر تھے اس ذریعہ سے لوگوں کو اپنی عقیدت سے ہٹادیا۔ حضرت خضر و موسیٰ علیہما السلام کا واقعہ تو قرآن کریم میں مذکور ہے۔ ۹۔ یعنی لاحول شریف جنت کی اعلیٰ نعمت ہے جو عرش اعظم کے نیچے محفوظ ہے عرش اعظم جنت الفردوس کی چھت ہے اس کی برکت سے دل کو چین روح کو خوشی نصیب ہوتی ہے اس میں بندہ اپنی قوت و طاقت سے الگ ہو کر اللہ کی قوت و طاقت پر بھروسہ کرتا ہے۔ وسوسہ کی بیماری کے لئے یہ عمل مجرب ہے کہ بعد نماز فجر و مغرب لاحول شریف ۷، ۷ بار پانی پر دم کر کے پانی پی لیا کرے انشاء اللہ یہ بیماری جاتی رہے۔ تیسرے کلمہ کا یہ جز ہے۔ تیسرے کلمہ کی عظمت معلوم ہے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ مِنَ الدُّنْيَا ثَلٰثَةٌ اَلطَّعَامُ وَالنِّسَآءُ وَالطِّيْبُ فَاَصَابَ اِثْنَيْنِ وَلَمْ يُصِبْ وَاحِدًا اَصَابَ النِّسَآءَ وَالطِّيْبَ وَلَمْ يُصِبِ الطَّعَامَ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ)

(۵۰۲۴) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی تین چیزیں پسند تھیں کھانا بیویاں خوشبو ۱۔ تو آپ نے دو چیزیں تو پالیں اور ایک نہ پائی بیویاں اور خوشبو پالیں اور کھانا نہ پایا ۲۔ (احمد)

(۵۰۲۴) ۱۔ ان تین چیزوں سے محبت سنت ہے اپنی بیوی سے محبت تقویٰ کی اصل ہے جو شخص اپنی بیوی سے محبت نہیں کرتا وہ بدکار ہو جاتا ہے خوشبو کا تعلق روحانیت سے ہے جس قدر روحانیت قوی ہوگی اسی قدر خوشبو بھی پیاری ہوگی اب بھی دیکھا گیا ہے کہ مقبول بندوں کو خوشبو پیاری ہوتی ہے۔ ۲۔ یعنی بیویاں اور خوشبو تو بہت کثرت سے پائیں مگر کھانا کثرت سے نہ پایا یہاں اصل پانے کی نفی نہیں بلکہ مبالغہ کی نفی ہے۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُبِّبَ اِلَيَّ الطِّيْبُ وَالنِّسَآءُ وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَزَادَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ

(۵۰۲۵) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھے تین چیزیں پیاری کی گئیں خوشبو، بیویاں ۱۔ اور میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ۲۔ (احمد، نسائی اور ابن جوزی نے **حبب الی** کے بعد **من الدنیا** زیادہ کیا۔

(۵۰۲۵) ۱۔ **حبب** فرما کر بتایا کہ یہ محبت ہمارے نفس کی طرف سے نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے ہے رب تعالیٰ نے ان چیزوں کو ہمارا محبوب بنادیا۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز سے رغبت طبعی جبلی تھی رب تعالیٰ ان کے صدقہ سے ہم گنہگاروں کو بھی نصیب کرے۔ نماز، مسجد سے محبت ایمان کی علامت ہے۔ خیال رہے کہ پہلی حدیث میں بیوی، خوشبو کھانے کو دنیا کی چیزیں قرار دیا گیا تھا۔ یہاں دنیا کا لفظ نہیں کیونکہ نماز دنیا کی چیز نہیں یہ خالص دینی کام ہے جن لوگوں نے ان تینوں کو دنیاوی کاموں میں داخل کیا ہے وہ غلط ہے اس کا ثبوت حدیث شریف میں کہیں نہیں (اشعۃ اللمعات) بلکہ بیویوں اور خوشبو کو دنیا فرمانا اس لئے ہے کہ ان سے تعلق دنیا میں رہتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں حضور کی خوشبوئیں دین تھی۔ کہ دین میں مددگار تھیں۔

وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَ بِهٖ اِلَى الْيَمَنِ قَالَ اِيَّاكَ وَالتَّنَعُّمَ فَاِنَّ عِبَادَ اللّٰهِ لَيْسُوْا بِالْمُتَنَعِّمِيْنَ۔

(۵۰۲۶) روایت ہے حضرت معاذ ابن جبل سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انہیں یمن بھیجا تو فرمایا کہ تم عیش پسندی سے بچنا۔ اللہ کے بندے عیش و عشرت میں مشغول نہیں

marfat.com

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَضِيَ مِنَ اللّٰهِ بِالْيَسِيْرِ مِنَ الرِّزْقِ رَضِيَ اللّٰهُ مِنْهُ بِالْقَلِيْلِ مِنَ الْعَمَلِ - رَوَاهُ اَحْمَدُ

ہوتے ۲۔ (احمد) روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو اللہ کے تھوڑے رزق پر راضی ہو گا تو اللہ اس کے تھوڑے عمل پر راضی ہو گا ۳۔ (بیہقی)

(۵۰۲۶) ۱۔ یعنی تم یمن میں گورنر بن کر جا رہے ہو مگر حکام کی سی عیش و آرام کی زندگی اختیار نہ کرنا سادہ غذا سادہ لباس رکھنا تاکہ نفس موٹا اور تم غافل نہ ہو جاؤ سادہ زندگی سے انسان دین و دنیا میں آرام سے رہتا ہے افسوس آج مسلمان یہ سبق بھول گئے ہمارے کالجوں میں فیشن پرستی زیادہ خرچ کرنا سکھایا جاتا ہے طلباء تعلیم سے فارغ ہو کر خوب فضول خرچ بن کر نکلتے ہیں پھر مہذب ڈاکو شریف بدمعاش بنتے ہیں اور اگر نوکری مل گئی تو رشوتوں سے ملک کو ویران کرتے ہیں ان کے خرچ اتنے وسیع ہوتے ہیں کہ تنخواہ سے پورا نہیں پڑتا رشوتوں سے خرچہ پورا کیا جاتا ہے اگر معمولی خرچ کریں تو یہ نوبت نہ آئے۔ ۲۔ یعنی اللہ کے بندے ہر حال میں خصوصاً امیر یا حاکم بن کر عیش پسند نہیں ہوتے اگر حکام غافل اور عیش پسند ہو جائیں تو رعایا تباہ ملک برباد ہو گا اللہ تعالیٰ کفار کے متعلق فرماتا ہے **یاکلون کماتا کل الانعام** خیال رہے کہ اچھا کھانا اچھا پینا اور چیز ہے مگر عیش پسندی کچھ اور چیزیوں ہی عمدہ غذا و لباس اور ہے سادہ غذا و لباس کچھ اور اللہ دے تو اچھا کھاؤ پہنو مگر سادگی کے ساتھ اور پھر اچھے کھانے پینے کے عادی نہ ہو جاؤ کبھی پلاؤ کھاؤ کبھی دال کبھی چٹنی کبھی پراٹھے اور قورمہ ۳۔ خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا دو قسم کی ہے رضاء ازلی دوسری رضاء ابدی اللہ کی رضا ازلی ہماری رضا سے پہلے ہے جب وہ ہم سے راضی ہوتا ہے تو ہم کو نیکیوں کی توفیق ملتی ہے مگر رضاء ابدی ہماری رضاء کے بعد ہے۔ جب ہم اللہ سے راضی ہو جاتے ہیں نیکیاں کر لیتے ہیں تو وہ ہم سے راضی ہوتا ہے یہاں رضا ابدی کا ذکر ہے۔ اس لئے بندے کی رضا پہلے بیان ہوئی۔ اور اس آیت کریمہ میں رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ رضاء ازلی کا ذکر ہے۔ اس لئے وہاں رضاء الٰہی کا پہلے ذکر ہے (مرقات) حدیث کا مطلب ظاہر ہے کہ اگر تم معمولی روزی پا کر بہت شکر کرو تو رب تعالیٰ تمہارے معمولی اعمال کی بہت قدر فرمائے گا۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَاعَ اَوِ احْتَاجَ فَكَتَمَهُ النَّاسَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اَنْ يَرْزُقَهُ رِزْقَ سَنَةٍ مِنْ حَلَالٍ۔

(رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ)

(۵۰۲۷) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو بھوکا یا حاجت مند ہو پھر اسے لوگوں سے چھپائے ۱۔ تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر یہ ہے کہ اسے ایک سال کی حلال روزی عطا فرمائے گا۔ ۲۔ (بیہقی شعب الایمان)

(۵۰۲۷) ۱۔ یہاں بھوک سے مراد ہے قابل برداشت بھوک جس سے ہلاکت نہ ہو اس کا چھپانا اور خود کما کر پیٹ بھرنا بہتر ہے لیکن اگر بھوک سے جان نکل رہی ہے تو اس کا ظاہر کرنا کسی سے کچھ لے کر بقدر ضرورت کھا لینا فرض ہے اگر چھپائے گا اور بھوکا مر جائے گا تو حرام موت مرے گا (مرقات) لہٰذا فقہاء کا یہ فتویٰ اس حدیث پاک کے خلاف نہیں حدیث کی سچی فہم ضروری ہے۔ ۲۔ یہ فرمان بالکل درست ہے اور مجرب ہے اپنی فقیری چھپانے والے بفضلہ تعالیٰ امیر ہو جاتے ہیں کبھی جلد اور کبھی دیر سے مگر فقط چھپانے پر کفایت نہ کرے کمانے کی کوشش کرے یہ سال بھر کی روزی آسمان سے نہیں برسے گی بلکہ اسباب سے ملے گی۔

marfat.com

وَعَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ عَبْدَهُ الْمُؤْمِنَ الْفَقِيْرَ الْمُتَعَفِّفَ اَبَا الْعِيَالِ۔ (ابْنُ مَاجَةَ)

(۵۰۲۸) روایت ہے حضرت عمران ابن حصین سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ بال بچوں والے غریب مسلمان سے بہت محبت فرماتا ہے ا۔ (ابن ماجہ)

(۵۰۲۸) جو مومن صاحب عیال کثیر البال (بہت فکر مند) فقیر الحال ہو پھر سوال سے بچے تو وہ صاحب کمال ہے محبوب رب ذوالجلال ہے کہ کسی سے رب کی شکایت نہیں کرتا راضی بہ رضا رہتا ہے مگر یہ عمل ہے بہت مشکل۔

وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ قَالَ اسْتَسْقٰى يَوْمًا عُمَرُ فَجِيْئَ بِمَاءٍ قَدْ شِيْبَ بِعَسَلٍ فَقَالَ اِنَّهٗ طَيِّبٌ لِكِنِّيْ اَسْمَعُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَعْيِ عَلٰى قَوْمٍ شَهَوَاتِهِمْ فَقَالَ اَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا فَاَخَافُ اَنْ تَكُوْنَ حَسَنَاتُنَا عُجِّلَتْ لَنَا فَلَمْ يَشْرَبْهُ۔ (رَوَاهُ رَزِيْنٌ)

(۵۰۲۹) روایت ہے حضرت زید ابن اسلم سے ا۔ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر نے پانی مانگا تو ایسا پانی لایا گیا جو شہد سے مخلوط تھا ۲۔ فرمایا یہ بہت اچھا ہے مگر میں اللہ عزوجل کو سن رہا ہوں کہ اس نے لوگوں پر ان کی خواہشات سے عیب لگایا ۳۔ کہ فرمایا کہ تم اپنی پسندیدہ چیز اپنی دنیاوی زندگی میں حاصل کر چکے ان سے نفع لے چکے میں ڈرتا ہوں ۴۔ کہ ہماری نیکیاں جلدی دے دی گئی ہوں۔ چنانچہ آپ نے وہ نہ پیا ۵۔

(۵۰۲۹) ا۔ آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام ہیں۔ مدنی ہیں۔ **تابعی** ہیں بڑے فقیہ عالم محدث اور زاہد و متقی ہیں ۱۳۶ھ ایک سو چھتیس میں وفات پائی (مرقات، اکمال) ۲۔ یعنی بجائے سادہ پانی کے شہد کا ٹھنڈا شربت لایا گیا۔ ۳۔ یعنی اس وقت مجھے پیاس بھی ہے اور یہ شربت لذیذ بھی ہے دل پینے کو بہت چاہ رہا ہے مگر مجھے یہ آیت کریمہ یاد آرہی ہے۔ ۴۔ خیال رہے کہ یہ آیت کریمہ کفار کے متعلق ہے مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر اس وقت خوف الٰہی حد درجہ کا طاری تھا خیال فرمایا کہ اس آیت کے الفاظ عام ہیں ہو سکتا ہے کہ اس میں ہم بھی داخل ہو جاویں لہٰذا بہتر یہی ہے کہ اس وقت اللہ والوں کے حالات مختلف ہوتے ہیں کبھی ان پر خوف کا غلبہ ہوتا ہے کبھی امید کا لہٰذا یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بلکہ حضرات صحابہ نے مرغ بٹیریں بھی کھائی ہیں۔ ۵۔ اس حالت میں یہ شربت چھوڑنا انتہائی زہد و تقویٰ ہے جس پر بڑا اجر ہے اور دوسرے وقت اللہ کی نعمتیں خوب کھا کر خوب شکر کرنا عبادت ہے غرضیکہ صبر کا اور وقت ہے شکر کا دوسرا وقت ہے۔ شعر:۔

☆ اگر درویش برحالے بماندے ☆ دوست از دو عالم برفشاندے ☆

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَا شَبِعْنَا مِنْ تَمْرٍ حَتّٰى فَتَحْنَا خَيْبَرَ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۰۳۰) روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں کہ ہم چھوہاروں سے سیر نہ ہوئے حتی کہ ہم نے خیبر فتح کر لیا ۲۔ (بخاری)

(۵۰۳۰) ا۔ یعنی ہم مہاجرین صحابہ نے فتح خیبر سے پہلے تنگی کی زندگی گزاری خیبر فتح ہونے پر اللہ نے ہم پر بڑی وسعت کر دی خیبر میں باغات بہت زیادہ ہیں۔ فقیر نے زیارت کی ہے۔

marfat.com

بَابُ الْاَمَلِ وَالْحِرْصِ۔

امید اور حرص کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

پہلی فصل

درازی عمر کی آرزو امل ہے اور کسی چیز سے سیر نہ ہونا ہمیشہ زیادتی کی خواہش کرنا حرص یہ دونوں چیزیں اگر دنیا کے لئے ہیں تو بری ہیں اگر آخرت کے لئے ہیں تو اچھی اس لئے دراز عمر چاہنا کہ اللہ کی عبادت زیادہ کرلوں اچھا ہے نیک اعمال سے سیر نہ ہونا ہمیشہ زیادتی کی فکر میں رہنا بہت ہی اچھا ہے رب تعالیٰ ہمارے حضور کی تعریف فرماتا ہے' حریص علیکم' یہاں دنیاوی امیدیں اور دولت' عزت' شہرت کی حرص مراد ہے جو کہ بری چیز ہے آئندہ احادیث میں اس امل و حرص کی برائیاں بیان ہو رہی ہیں چونکہ یہ امید اور حرص لازم ہیں اس لئے ان دونوں کو جمع فرمایا۔ لمبی امیدیں نیک اعمال سے روکتی ہیں حرص دنیا گناہ زیادہ کراتی ہے انسان پہلے نیکیوں سے رکتا ہے پھر گناہ کرتا ہے اس لئے امل کا ذکر پہلے فرمایا حرص کا بعد۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ خَطَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَطًّا مُرَبَّعًا وَخَطَّ خَطًّا فِی الْوَسْطِ خَارِجًا مِّنْهُ وَخَطَّ خُطَطًا صِغَارًا اِلٰی هٰذَا الَّذِیْ فِی الْوَسْطِ مِنْ جَانِبِهِ الَّذِیْ فِی الْوَسْطِ فَقَالَ هٰذَا الْاِنْسَانُ وَهٰذَا اَجَلُهٗ مُحِیْطٌ بِهٖ وَهٰذَا الَّذِیْ هُوَ خَارِجٌ اَمَلُهٗ وَهٰذِهِ الْخُطَطُ الصِّغَارُ الْاَعْرَاضُ فَاِنْ اَخْطَاَهُ هٰذَا نَهَسَهٗ هٰذَا وَاِنْ اَخْطَاَهُ هٰذَا نَهَسَهٗ هٰذَا۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

(۵۰۳۱) روایت ہے حضرت عبداللہ سے ا۔ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چوکور خط کھینچا اور ایک خط بیچ میں کھینچا اس سے نکلا ہوا اور چند خطوط چھوٹے کھینچے اس خط کی طرف جو بیچ میں تھا ۲۔ اس کی طرف سے جس کے بیچ میں یہ تھا ۳۔ پھر فرمایا یہ انسان ہے اور یہ اس کی موت ہے اسے گھیرے ہوئے اور جو باہر نکلا ہوا ہے یہ اس کی امید ہے اور یہ چھوٹے خط آفتیں ہیں ۴۔ تو اگر انسان اس آفت سے بچا تو اس نے ڈس لیا اور اگر اس سے بچا تو اس نے کاٹ لیا ۵۔ (بخاری)

(۵۰۳۱) ا۔ یعنی حضرت عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے۔ جب عبداللہ مطلق بولتے ہیں تو اس سے آپ ہی مراد ہوتے ہیں۔ ۲۔ ظاہر یہ ہے کہ حضور انور نے یہ خط اپنے دست اقدس سے کھینچے اس کی شکل یہ تھی مثالی خط میں غور کرو۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسے اہم مسائل اشاروں میں سمجھا دیئے۔ ۳۔ یعنی بیچ والی لکیر میں سے دو طرفہ چھوٹی چھوٹی لکیریں چٹی ہوئی تھیں جو مربع خط کی طرف تھیں جیسا کہ ہمارے کھینچے ہوئے خط سے ظاہر ہو رہا ہے۔ ۴۔ یعنی اس شکل میں چار چیزیں ہیں بیچ والا جو مربع خط سے گھرا ہوا ہے اور جسے چھوٹی لکیریں چٹی ہوئی ہیں یہ تو انسان ہے اور اس کے اردگرد جو کھوٹا خط اس کی موت ہے جو ہر طرف سے اسے گھیرے ہوئے ہے اور آس پاس لی چٹی ہوئی لکیریں یہ دنیاوی آفتیں بلائیں ہیں بیماریاں' آپس کی دشمنیاں دنیاوی جھگڑے اور فکریں جو دو طرفہ چٹی ہوئی ہیں اور اس مربع خط سے اوپر نکلا ہوا حصہ یہ انسان کی دنیاوی امیدیں ہیں یعنی انسان اس قدر آفتوں اور چو طرفہ سے موت میں گھرے ہوئے ہونے کے باوجود اتنی دراز امیدیں رکھتا ہے جو اس موت سے بھی آگے نکلی ہوئی ہیں۔ شعر:-

marfat.com

☆ آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں ☆ سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں ☆

۵۔ یعنی انسان عمر میں کبھی بھی آفتوں سے چھٹکارا نہیں پاتا ایک آفت جاتی ہے تو دو آتی ہیں۔ اور جب وہ جاتی ہیں تو اور طرف سے تین چار آتی ہیں یہ آفتیں بلائیں یوں ہی آتی رہتی ہیں حتیٰ کہ اسے موت آجاتی ہے۔ زیادہ امیدیں باندھنے والے کو موت کی تکلیف بہت ہوتی ہے نزع کی شدت دنیا چھوٹنے پر حسرت امیدیں پوری نہ ہونے کا غم لہٰذا یہ ہی بہتر ہے کہ لمبی امیدیں رکھی ہی نہ جائیں۔ غافل مرکر دنیا اور محبوب چیزوں سے چھوٹتا ہے مگر مومن کامل مرکر محبوب سے ملتا ہے کافر کی موت کا دن چھوٹنے کا دن ہے مومن کی موت کا دن ملنے کا دن ہے اس لئے مقبولوں کی موت عرس یعنی شادی کہا جاتا ہے۔ قبر میں کامیاب ہونے پر فرشتے کہتے ہیں **نم کنومة العروس** سو جا دلہن کی طرح۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ خَطَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خُطُوْطًا فَقَالَ ھٰذَا الْاَمَلُ وَ ھٰذَا اَجَلُہٗ فَبَیْنَمَا ھُوَ کَذٰلِکَ اِذْ جَآءَہُ الْخَطُّ الْاَقْرَبُ (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

(۵۰۳۲) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چند خط کھینچے پھر فرمایا یہ امید ہے اور یہ اس کی موت ہے اس حالت میں کہ انسان یوں ہی ہوتا ہے کہ قرب والا خط اسے آلیتا ہے ا۔ (بخاری)

(۵۰۳۲) ا۔ یا تو یہ خط بھی اسی طرح کھینچا جس کی شکل اوپر دکھائی گئی یا اس طرح کھینچا مگر مطلب وہ ہی ہے کہ انسان آفتوں اور موت میں گھرا ہوا ہے مگر امیدیں موت سے آگے نکلی ہوئی ہیں۔

وَعَنْہُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَھْرَمُ ابْنُ اٰدَمَ وَیَشِبُّ مِنْہُ اثْنَانِ الْحِرْصُ عَلَی الْمَالِ وَالْحِرْصُ عَلَی الْعُمُرِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

(۵۰۳۳) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ انسان بوڑھا ہو جاتا ہے اور اس کی دو چیزیں جوان رہتی ہیں ا۔ مال کی حرص اور عمر کی حرص ۲۔ (مسلم بخاری)

(۵۰۳۳) ا۔ یہاں مرء سے مراد عام دنیا دار انسان مراد ہے جو بڑھاپے میں بھی حریص رہتا ہے بعض اللہ کے بندے جوانی میں بھی حریص نہیں ہوتے وہ اس حکم سے علیحدہ ہیں مگر ایسے خوش نصیب بندے ہیں بہت تھوڑے عموماً وہ ہی حال ہے جو یہاں ارشاد ہوا۔ ۲۔ یعنی عموماً بوڑھے آدمی مال جمع کرنے مال بڑھانے میں بڑے مشغول رہتے ہیں ہمیشہ زندگی کی دعائیں کراتے ہیں اگر کوئی انہیں کوسے تو لڑتے ہیں یہ ہے محبت مال و عمر۔ حریص کا دل یا قناعت سے بھرتا ہے یا قبر کی مٹی سے۔

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَزَالُ قَلْبُ الْکَبِیْرِ شَابًّا فِیْ اثْنَیْنِ فِیْ حُبِّ الدُّنْیَا وَطُوْلِ الْاَمَلِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

(۵۰۳۴) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرماتے بوڑھے کا دل دو چیزوں میں جوان رہتا ہے دنیا کی محبت اور لمبی امید میں ا۔ (مسلم، بخاری)

(۵۰۳۴) ا۔ محبت دنیا ذریعہ ہے موت سے ڈرنے کا اور لمبی امید ذریعہ ہے اعمال صالحہ میں دیر لگانے کا خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ سے امید اور آخرت کی لمبی امید کمال ایمان کی نشانی ہے اہل دنیا کی امید کو کہتے ہیں اور رجاء آخرت کی امید۔ اللہ سے امل بری ہے رجاء اچھی۔

وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

(۵۰۳۵) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ

marfat.com

وَسَلَّمَ اَعْذَرَ اللّٰهُ اِلٰی امْرِءٍ اَخَّرَ اَجَلَهٗ حَتّٰی بَلَغَهٗ سِتِّیْنَ سَنَةً۔
(رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اس بندے کو معذور رکھتا ہے جس کی موت پیچھے کر دی گئی حتی کہ اسے ساٹھ سال تک پہنچا دیا۔ (بخاری)

(۵۰۳۵) ۱۔ اس عبارت کے دو معنی ہیں ایک یہ اعذر کے معنی ہیں عذر دور کر دیتا ہے یعنی باب افعال کا ہمزہ سلب کے لئے ہے تب مطلب یہ ہو گا کہ بچپن اور جوانی میں غفلات کا عذر سنا جا سکے گا مگر جو بڑھاپے میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع نہ کرے اس کا عذر قبول نہ ہو گا کیونکہ بچپن میں جوانی کی امید تھی جوانی میں بڑھاپے کی اب بڑھاپے میں سوا موت کے اور کس چیز کا انتظار ہے اگر اب بھی عبادت نہ کرے تو سزا کے قابل ہے اس کا کوئی بہانہ قابل سننے کے نہیں دوسرے یہ کہ اعذر کے معنی ہیں معذور رکھتا ہے یعنی جو بوڑھا آدمی بڑھاپے کی وجہ سے زیادہ عبادت نہ کر سکے مگر جوانی میں بڑی عبادتیں کرتا رہا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے معذور قرار دے کر اس کے نامہ اعمال میں وہ ہی جوانی کی عبادت لکھتا ہے ساٹھ سال پورا بڑھاپا ہے شعر:۔

☆ رسم است کہ مالکان تحریر ☆ آزاد کنند بندہ پیر ☆
☆ اے بار خدائے عالم آرا ☆ برسعدی پیر خود بہ بخشا ☆

بوڑھے نوکر کی پنشن ہو جاتی ہے وہ رؤف و رحیم رب بھی اپنے بوڑھے بندوں کی پنشن کر دیتا ہے مگر پنشن اس کی ہوتی ہے جو جوانی میں خدمت کرتا رہے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ كَانَ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِیَانِ مِنْ مَّالٍ لَابْتَغٰی ثَالِثًا وَّلَا یَمْلَاُ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَیَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰی مَنْ تَابَ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

(۵۰۳۶) روایت ہے حضرت ابن عباس سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا اگر انسان کے پاس مال کے دو جنگل ہوں تو وہ تیسرا تلاش کرے ۱۔ انسان کے پیٹ کو مٹی کے سواء کوئی چیز نہیں بھر سکتی ۲۔ اور اللہ توبہ قبول کر لیتا ہے اس کی جو توبہ کرے ۳۔ (مسلم بخاری)

(۵۰۳۶) ۱۔ یہاں دو اور تیسرا حد بندی کے لئے نہیں مطلب یہ ہے کہ اگر دو جنگل بھر مال ہو تو تیسرے جنگل کی خواہش کرے اور اگر تین جنگل مال ہو تو چوتھے کی اسی طرح سلسلہ قائم رکھے انسان کی ہوس زیادہ مال سے نہیں بجھتی یہ تو فضل ذوالجلال سے بجھتی ہے۔ ۲۔ تراب سے مراد قبر کی مٹی ہے یعنی انسان کی ہوس قبر تک رہتی ہے مر کر ہوس ختم ہوتی ہے۔ یہ حکم عمومی ہے اللہ کے بندے اس حکم سے علیحدہ ہیں بڑے صابر و شاکر ہیں جیسے حضرات انبیاء کرام اور خالص اولیاء اللہ مگر ایسے قناعت والے بہت کم ہیں۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ انسان کی پیدائش مٹی سے ہے اور مٹی کی فطرت خشکی ہے اس کی خشکی صرف بارش سے ہی دور ہوتی ہے بارش ہونے پر اس میں سبزہ پھل پھول سب کچھ ہوتے ہیں یوں ہی اگر انسان پر توفیق کی بارش نہ ہو تو انسان محض خشکا ہے اگر نبوت کے بادل سے توفیق و ہدایت کی بارش ہو تو اس میں ولایت تقویٰ وغیرہ کے پھل پھول لگتے ہیں (مرقات) ۳۔ یعنی انسان اگرچہ برائیوں کا مجموعہ ہے لیکن اگر توبہ کر کے رب کی طرف رجوع کرے تو آغوش رحمت اس کے لئے کھلا ہے۔ صوفیاء کے نزدیک توبہ ہی توفیق کی بارش ہے خیال رہے کہ بارش سے مٹی میں باغ لگتے ہیں پتھروں میں نہیں لگتے سخت دل آدمی نیک نہیں بن سکتا۔ شعر

marfat.com

☆ در بہاراں کے شود سرسبز سنگ ☆ خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ ☆

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَعْضِ جَسَدِيْ فَقَالَ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ وَعُدَّ نَفْسَكَ فِيْ اَهْلِ الْقُبُوْرِ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۰۳۷) روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے جسم کا بعض حصہ پکڑا۔ پھر فرمایا دنیا میں رہو جیسے کہ تم مسافر ہو یا راہ گیر ۲۔ اور اپنے کو قبر والوں سے شمار کرو ۳۔ (بخاری)

(۵۰۳۷) ۱۔ کندھا مراد ہے حضور انور نے حضرت ابن عمر کا کندھا پکڑ کر یہ فرمایا کندھا پکڑنا قلبی فیض دینے کے لئے تھا قلبی فیض کے بغیر نصیحت اثر نہیں کرتی (مرقات) زبان سے قال دیا جاتا ہے نگاہ سے حال عطا کیا جاتا ہے صرف قال بغیر حال مفید نہیں مولانا فرماتے ہیں۔ شعر:۔

☆ قال را بگزار مرد حال شو ☆ زیر پائے کاملے پامال شو ☆

۲۔ غریب کہتے ہیں غریب الوطن مسافر کو اگرچہ وہ کسی جگہ چند دن ٹھہر جائے مگر عابر سبیل وہ راہگیر ہے جو کسی جگہ دوپہری گزارنے کے لئے بیٹھ جائے یہ دونوں سفر اور جنگل میں دل نہیں لگاتے تم بھی دنیا میں دل نہ لگاؤ مسافروں کی طرح اگلی منزل کے لئے تیار رہو دنیا منزل ہے آخرت وطن منزل پر کچھ دیر آرام کر لو مگر غافل ہو کر سو نہ جاؤ سفر کا سامان باندھے تیار رہو جب موت کی ریل آئے تمہیں تیار پائے ہر وقت اس کے منتظر رہو۔ ۳۔ یعنی جیسے مر کر مردہ سب سے الگ ہو جاتا ہے نہ مال اس کا رہتا ہے نہ عزیز تم زندگی میں اپنا دل ان تمام سے الگ رکھو دنیا آنے پر پھولو مت جانے پر رب کو بھولو مت اپنے کو اللہ رسول کے قبضہ میں ایسے کر دو جیسے مردہ غسال کے ہاتھ میں۔ صوفیاء فرماتے ہیں **موتوا قبل ان تموتوا**۔ مرنے سے پہلے مر جاؤ یا فرماتے ہیں۔ **حاسبوا قبل ان تحاسبوا** حساب دینے سے پہلے اپنا حساب کر لو ان زریں اقوال کا ماخذ یہ حدیث شریف ہے جو مرنے سے پہلے مر جائے گا وہ پھر کبھی نہ مرے گا۔ شعر:۔

☆ میں مروں تو جگ مرے میری بلا ☆ چیلا سچے پیر کا مرے نہ مارا جائے ☆

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

دوسری فصل

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ مَرَّ بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا وَاُمِّيْ نُطَيِّنُ شَيْئًا فَقَالَ مَا هٰذَا يَا عَبْدَ اللّٰهِ قُلْتُ شَيْءٌ نُصْلِحُهُ قَالَ الْاَمْرُ اَسْرَعُ مِنْ ذٰلِكَ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

(۵۰۳۸) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمرو سے فرماتے ہیں کہ ہم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گزرے میں اور میری ماں کسی چیز کو مٹی سے لپیٹ رہے تھے تو فرمایا اے عبداللہ یہ کیا ہے ۱۔ میں نے عرض کیا ایک چیز ہے جسے ہم درست کر رہے ہیں فرمایا وہ کام اس سے بھی جلد آ رہا ہے ۲۔ (احمد، ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

marfat.com

(۵۰۳۸) ۱۔ یعنی تم تو عبداللہ، اللہ کے بندے ہو پھر ان آفتوں میں کیوں پھنس گئے (مرقات) ۲۔ یہ گھر مرمت کے لائق تھا نہیں بالکل درست تھا مضبوطی کے لئے یہ سب کچھ کر رہے تھے فرمایا کہ تمہاری موت اس گھر کے فنا ہونے سے پہلے آجائے گی لہٰذا اس کی مرمت میں پھنس کر اپنے قلب و قالب کی مرمت سے غافل نہ ہو جاؤ نیک اعمال قالب کی مرمت ہے اللہ کا خوف حضور سے محبت دل کی مرمت ہے اس کی کوشش کرو۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُهْرِيْقُ الْمَاءَ فَتَيَمَّمَ بِالتُّرَابِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَيْسَ الْمَاءُ مِنْكَ قَرِيْبٌ يَقُوْلُ مَا يُدْرِيْنِيْ لَعَلِّيْ لَا اَبْلُغُهٗ۔ (رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَابْنُ الْجَوْزِيِّ فِيْ كِتَابِ الْوَفَاءِ)

(۵۰۳۹) روایت ہے حضرت ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استنجاء کرتے تھے تو فوراً مٹی سے تیمم کر لیتے تھے ۱۔ میں عرض کرتا یا رسول اللہ پانی آپ سے قریب ہی ہے ۲۔ تو فرماتے مجھے کیا خبر ۳۔ شاید اس تک نہ پہنچ سکوں ۳۔ (شرح سنہ، ابن جوزی کتاب الوفاء) ۴۔

(۵۰۳۹) ۱۔ یہ وہ تیمم نہیں ہے جو پانی پر قدرت نہ ہونے کی وجہ سے نماز کے لئے کیا جاتا ہے پانی تو وہاں موجود ہے اور ابھی نماز کا وقت ہے بھی نہیں یہ تیمم پانی تک پہنچنے کے زمانہ میں ایک گونہ پاکی حاصل کرنے کے لئے ہے جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے غرضیکہ شریعت کا تیمم اور ہے عشق و محبت یا طریقت کا تیمم کچھ اور ہے یہاں طریقت کا تیمم ہے۔ (اشعہ مع الزیادۃ) ۲۔ یعنی حضور آپ کی شریعت کی رو سے یہ تیمم درست نہیں ہوا کہ پانی پر قدرت حضور کو حاصل ہے پھر تیمم کیسا یہ ایسا ہی سوال و جواب ہے جو حضرت موسیٰ و خضر علیہم السلام میں واقع ہوئے کہ حضرت موسیٰ کے سوالات شرعی تھے حضرت خضر کے جواب حقیقی تھے۔ ۳۔ یہاں درایت کی نفی ہے علم کی نفی نہیں درایت کے معنی ہیں اٹکل، قیاس، دلیل سے جاننا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی وفات شریف وحی سے معلوم تھی حضور نے حج فرض ہوتے ہی حج نہیں کیا ایک سال بعد کیونکہ آپ کو اپنی زندگی معلوم تھی یہ فرمان ہمارے لئے ہے کہ تم لوگ اپنے پر اتنا بھروسہ بھی نہ کرو کہ استنجاء کر کے قریبی پانی تک پہنچ جاؤ گے کیونکہ تمہارا علم صرف درایت سے ہے وحی سے نہیں اور زندگی و موت کے علم میں نری عقل بھی کافی نہیں۔ ۳۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ حضور انور پر کبھی عشق کا غلبہ ہوتا تھا کبھی شریعت کا۔ حکم شرعی ظاہر فرمانے کے لئے استنجاء کر کے بغیر وضو قرآن پاک کی تلاوت کر لیتے تھے اور فنافی اللہ کے غلبہ کے وقت بغیر تیمم کئے سلام کا جواب بھی نہ دیتے تھے یہاں حضور کے دوسرے حال یعنی فنا کا ذکر ہے دیکھو حضرت طلحہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چار پانچ آدمیوں کی دعوت کی مگر لے گئے سارے خندق والوں کو یہ ہے حال اور اپنی ملکیت کا اظہار اور ابی اللہم کے ہاں دعوت میں ایک آدمی زیادہ چلا گیا۔ تو اس سے اجازت لی یہ تھا قال یعنی شریعت۔ ۲۔ یعنی یہ حدیث امام بغوی نے شرح سنہ میں اور ابن جوزی نے اپنی کتاب کتاب الوفا فی شرف المصطفیٰ میں روایت کی (مرقات) وفا اور وفاء الوفاء تاریخ مدینہ یہ اور کتب ہیں۔

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هٰذَا ابْنُ اٰدَمَ وَهٰذَا اَجَلُهٗ وَوَضَعَ يَدَهٗ عِنْدَ قَفَاهُ ثُمَّ بَسَطَ فَقَالَ وَثَمَّ اَمَلُهٗ۔

(۵۰۴۰) روایت ہے حضرت انس سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ انسان ہے اور یہ اس کی موت ہے اور اپنا ہاتھ اپنی گدی پر رکھا ۱۔ پھر ہاتھ دراز کیا فرمایا یہاں اس کی امید ہے ۲۔

marfat.com

رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ (ترمذی)

(۵۰۴۰) ۱۔ تفاسیر کا پچھلا حصہ جسے اردو میں گدی کہا جاتا ہے پنجابی میں گتی۔ ۲۔ یعنی موت تو سر پر کھڑی ہے اور امیدیں بہت لمبی لمبی بندھی ہوئی ہیں یہ ہم جیسے غافلوں کا ذکر ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ شعر پڑھتے تھے۔ شعر:۔

☆ کل امری مصبح فی اھلہ ☆ والموت اقرب من شراک نعلہ ☆

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَرَزَ عُوْدًا بَیْنَ یَدَیْہِ وَاٰخَرَ اِلٰی جَنْبِہٖ وَاٰخَرَ بَعْدَہٗ فَقَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا ھٰذَا قَالُوْا اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ ھٰذَا الْاِنْسَانُ وَھٰذَا الْاَجَلُ اُرَاہُ قَالَ وَھٰذَا الْاَمَلُ فَیَتَعَاطَی الْاَمَلَ فَلَعِقَہُ الْاَجَلُ دُوْنَ الْاَمَلِ۔
(رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ)

(۵۰۴۱) روایت ہے حضرت ابو سعید خدری سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لکڑی اپنے سامنے گاڑی اور دوسری اس کے برابر اور تیسری اس سے بہت دور پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو یہ کیا ہے صحابہ نے عرض کیا اللہ رسول خوب جانیں فرمایا یہ انسان ہے اور یہ موت ہے ۳۔ مجھے خیال ہے کہ فرمایا اور یہ امید ہے انسان امیدوں میں مشغول رہتا ہے مگر اسے امید سے پہلے موت پہنچ جاتی ہے ۴۔ (شرح سنہ)

(۵۰۴۱) ۱۔ آپ کا نام شریف سعد ابن مالک ابن سنان ہے (ترمذی ابواب البر والصلہ) آپ کے حالات شریف بیان ہو چکے ہیں۔ ۲۔ یعنی تین لکڑیاں اس طرح گاڑھیں کہ دو ملی ہوئی اور تیسری بہت فاصلہ سے آج کل اسکولوں میں عملی مشق کرائی جاتی ہے یہ عملی مشق تھی۔ ۲۔ مقصد یہ ہے کہ موت انسان سے بہت قریب ہے مگر اس کی امیدیں بہت دراز خیال رہے کہ انسان شخصی ضروریات میں کمی کرے مگر قومی دینی مکمل ضروریات و خدمات بہت زیادہ انجام دے کہ اشخاص مرتے ہی قوم و دین نہیں مرجاتے بزرگوں نے دینی کتب لکھیں جو صدیوں سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچا رہی ہیں حضور انور نے سارا حجاز فتح فرمالیا اپنی ذات کے لئے نہیں بلکہ امت کے لئے دین کے لئے اب تک ان سے فائدے پہنچ رہے ہیں۔ خیال رہے کہ سکندر اعظم اور نپولین اعظم کے مفتوحہ علاقے دوسری قوموں کے پاس پہنچ گئے فاروق اعظم کے مفتوحہ علاقے مسلمانوں ہی کے قبضہ میں ہیں قریباً چودہ سو سال گزر چکے ہیں۔ روم، ایران وغیرہ۔ ۲۔ یعنی انسان کی ایک امید پوری ہوئی تو دو سامنے آجاتی ہیں دو پوری ہوں تو چار سامنے آتی ہیں یہ سلسلہ یوں ہی دراز ہوتا چلا جاتا ہے کہ موت آلیتی ہے۔ شعر:۔

☆ امید بستہ برآمد ولے چہ فائدہ زانکہ ☆ امید نیست کہ عمر گزشتہ باز آید ☆

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمُرُ اُمَّتِیْ مِنْ سِتِّیْنَ سَنَۃً اِلٰی سَبْعِیْنَ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ)

(۵۰۴۲) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا میری امت کی عمر ساٹھ ستر سال کے درمیان ہوگی ۱۔ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۰۴۲) ۱۔ یعنی میری امت کی عمریں عموماً ساٹھ ستر سال کے درمیان ہوں گی۔ اگرچہ بعض لوگ ساٹھ سال سے پہلے مرجائیں گے بعض ستر سے بڑھ جائیں گے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق، عمر فاروق، علی مرتضی کی عمر تریسٹھ سال ہوئیں اور حضرت حکیم امت کی عمر شریف بھی تریسٹھ سال ہوئی کہ آپ کا وصال ۳ رمضان ۱۳۹۳ء ہوا حضرت عثمان غنی کی عمر

marfat.com

بیاسی یا اٹھاسی سال ہوئی اس حدیث کی صحت پر تجربہ شاہد ہے۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْمَارُ اُمَّتِيْ مَا بَيْنَ سِتِّيْنَ اِلَى السَّبْعِيْنَ وَاَقَلُّهُمْ مَنْ يَّجُوْزُ ذٰلِكَ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَذُكِرَ حَدِيْثُ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ الشِّخِّيْرِ فِيْ بَابِ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ)

(۵۰۴۳) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میری امت کی عمریں ساٹھ ستر سال کے درمیان ہوں گی کم لوگ اس سے آگے بڑھیں گے ا۔ (ترمذی، ابن ماجہ) اور حضرت عبداللہ ابن شیخیر کی حدیث باب عیادۃ المریض میں بیان کردی گئی ۲۔

(۵۰۴۳) ا۔ یعنی بہت کم لوگ ستر سے آگے بڑھیں گے سو سال سے آگے بڑھنے والے تو بہت ہی کم ہوں گے چنانچہ حضرت انس ابن مالک کی عمر ایک سو تین سال ہوئی جناب اسماء بنت ابوبکر صدیق کی عمر ایک سو سال ہوئی کسی قوت میں کمی نہ آئی حسان ابن ثابت کی عمر ایک سو بیس سال ہوئی حضرت سلمان فارسی کی عمر ساڑھے تین سو سال ہوئی مگر اسلام میں تھوڑا عرصہ رہے ۳۵ھ میں وفات پائی (مرقات) میں نے حضرت سلمان فارسی کے مزار کی زیارت کی ہے بغداد شریف سے تین میل دور سلمان پاک بستی میں ہے پہلے اسے مدائن کہتے تھے۔ ۲۔ یعنی وہ حدیث مصابیح میں یہاں تھی ہم نے مناسبت کے لحاظ سے وہاں بیان کردی۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

تیسری فصل

وَعَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَوَّلُ صَلَاحِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ الْيَقِيْنُ وَالزُّهْدُ وَاَوَّلُ فَسَادِهَا الْبُخْلُ وَالْاَمَلُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ

(۵۰۴۴) روایت ہے حضرت عمرو ابن شعیب سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے راوی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس امت کی پہلی درستی یقین اور زہد ہے ا۔ اور اس کا پہلا فساد بخل اور دراز امید ہے ۲۔ (بیہقی، شعب الایمان)

(۵۰۴۴) ا۔ یعنی مسلمان کی پہلی نیکی جو باقی نیکیوں کی جڑ ہے وہ یقین ہے اور یقین چار قسم کا ہے نمبر ا۔ جو خیر و شر ہے وہ رب تعالیٰ کی طرف سے ہے نمبر ۲۔ جو روزی مقدر میں ہے وہ ضرور ملے گی نمبر ۳ نیک و بد اعمال کی سزا و جزا ضرور ملے گی نمبر ۴ اللہ تعالیٰ ہمارے ہر حال سے خبردار ہے ان چاروں باتوں پر یقین رکھے تو انشاء اللہ بخل، حسد، کینہ، بد عملی ان سب سے محفوظ رہے گا (اشعہ) ۲۔ یعنی مسلمان کا پہلا گناہ جو دوسرے گناہوں کی جڑ ہے وہ یہ دو چیزیں ہیں۔ بخل جڑ ہے خونریزی فساد کی۔ لمبی امیدیں جڑ ہیں غفلت و گناہوں کی۔ انسان بڑھاپے میں بھی یہ سوچتا ہے کہ ابھی عمر بہت ہے نیکیاں آئندہ کرلیں گے اسی خیال میں رہتے ہیں کہ موت آجاتی ہے۔

وَعَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ قَالَ لَيْسَ الزُّهْدُ فِي الدُّنْيَا بِلُبْسِ الْغَلِيْظِ وَالْخَشِنِ وَاَكْلِ الْجَشِبِ اِنَّمَا الزُّهْدُ فِي الدُّنْيَا قِصَرُ الْاَمَلِ۔ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ)

(۵۰۴۵) روایت ہے حضرت سفیان ثوری سے ا۔ فرماتے ہیں کہ دنیا میں بے رغبتی موٹا پہننے موٹا کھانے سے معمولی غذا سے نہیں دنیا میں بے رغبتی جھوٹی امیدوں سے ہے ا۔ (شرح سنہ)

marfat.com

(۵۰۴۵) ۱۔ آپ کوفی ہیں، مجتہد، فقیہ، محدث اپنے وقت کے قطب ہیں آپ کی دینداری، زہد، تقویٰ اور ثقہ ہونے پر سارے اہل اسلام متفق ہیں سلیمان ابن عبدالملک کے زمانہ میں ولادت ہوئی یعنی ۹۹ھ ننانوے میں ۱۶۱ھ ایک سو اکسٹھ میں وفات پائی آپ سے امام مالک اور دیگر ائمہ دین نے روایات لیں جیسے فضیل ابن عیاض، ابن **عینیہ شعبی** وغیرہ (مرقات، اکمال) ۲۔ سبحان اللہ کیسا نفیس قاعدہ بیان فرمایا آج بہت لوگ اس وہم میں مبتلا ہیں کہتے ہیں وہ فقیر کیسا جو رکھے پیسہ، عوام اس شخص کے معتقد ہو جاتے ہیں جو تارک الدنیا ہو کر بیٹھ جائے بیوی بچے نہ رکھے موٹا جھوٹا کھایا کرے پھٹے کپڑے پہنے اگرچہ بے نماز بے روزہ بھنگی چرسی ہو اللہ تعالیٰ نے حلال چیزیں ہمارے استعمال کے لئے پیدا فرمائی ہیں خوب کھاؤ پیو اور خوب عبادت و شکر کرو رب تعالیٰ فرماتا ہے **کلوا من الطیبٰت واعملوا صالحا**۔ لذیذ نعمتیں کھاؤ اچھے اعمال کماؤ دنیا میں زیادہ رہنے کی امید نہ رکھو جو کرنا ہے آج کرو کل کی کیا خبر نصیب ہو کہ نہ ہو جشب کے معنی ہیں خشک غذا یعنی روکھی روٹی۔

وَعَنْ زَيْدِ بْنِ الْحُسَيْنِ قَالَ سَمِعْتُ مَالِكًا وَسُئِلَ اَيُّ شَيْءٍ الزُّهْدُ فِي الدُّنْيَا قَالَ طِيْبُ الْكَسْبِ وَقِصَرُ الْاَمَلِ۔ (رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ)

(۵۰۴۶) روایت ہے حضرت زید ابن حسین سے ۱۔ فرماتے ہیں کہ میں نے مالک سے سنا ان سے پوچھا گیا کہ دنیا میں بے رغبتی کیا چیز ہے فرمایا حلال کمائی ۲۔ اور جھوٹی امیدیں ۳۔ (بیہقی، شعب الایمان)

(۵۰۴۶) ۱۔ آپ تبع تابعی ہیں صحابی یا تابعی نہیں حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے خاص خدام سے ہیں آپ کے حالات زندگی معلوم نہ ہو سکے۔ ۲۔ حلال کمائی سے عبادات میں لذت، دل میں بیداری، آنکھوں میں تری، دعا میں قبولیت پیدا ہوتی ہے جو بندہ مقبول الدعاء بننا چاہے۔ وہ اکل حلال اور صدق مقال یعنی غذا حلال اور سچی زبان رکھے حلال کمائی وہ جو حلال ذریعوں سے آئے۔ ۳۔ دنیاوی امیدیں کم رکھنے سے غفلت نہیں آتی انسان گناہ پر دلیر نہیں ہوتا توبہ میں جلدی کرتا ہے یہ بہت سی بیماریوں کا علاج ہے۔

بَابُ اِسْتِحْبَابِ الْمَالِ وَالْعُمُرِ لِلطَّاعَةِ۔ اطاعت کے لئے مال اور عمر کا بہتر ہونا

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ پہلی فصل

مال کے معنی ہیں میلان قلبی۔ دولت کو مال اس لئے کہتے ہیں کہ عموماً انسان کا دل اس کی طرف مائل ہوتا ہے۔ عمر کے معنی ہیں آبادی اسی لئے بستی کو عمران کہا جاتا ہے اور ویرانہ کو خراب۔ زندگی کے زمانہ کو عمر اس لئے کہتے ہیں اس زمانہ میں روح جسم کو آباد رکھتی ہے اس میں رہتی بستی ہے لہٰذا وہ زمانہ عمر ہے مقصد یہ ہے کہ عمر اور مال اگر اللہ کی راہ میں صرف ہوں تو اچھی چیزیں ہیں گزشتہ باب میں اس مال و زندگانی کی برائی بیان ہوئی، جو غفلت یا سرکشی میں صرف ہو۔

marfat.com

وَعَنْ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ الْغَنِيَّ الْخَفِيَّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَذُكِرَ حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ لَا حَسَدَ اِلَّا فِي اثْنَيْنِ فِيْ بَابِ فَضَائِلِ الْقُرْاٰنِ

(۵۰۴۷) روایت ہے حضرت سعد سے ۱۔ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ پرہیزگار بے نیاز پوشیدہ بندے کو پسند فرماتا ہے ۲۔ (مسلم اور حضرت ابن عمر کی حدیث کہ نہیں ہے رشک ۳۔ مگر دو چیزوں میں فضائل قرآن کے باب میں بیان کردی گئی ہے ۴۔

(۵۰۴۷) ۱۔ سعد سے مراد حضرت سعد ابن ابی وقاص ہیں۔ محدثین جب عبداللہ بولتے ہیں تو حضرت عبداللہ ابن مسعود مراد ہوتے ہیں اور جب سعد مطلق بولتے ہیں تو سعد ابن ابی وقاص مراد ہوتے ہیں۔ ۲۔ یعنی جس مسلمان میں تین صفتیں ہوں وہ خدا تعالیٰ کو بڑا پیارا ہے متقی ہو یعنی گناہوں سے بچتا ہو اور اللہ رسول کے احکام پر عمل کرتا ہو۔ غنی یعنی لوگوں سے بے پرواہ خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ متقی بندے کو لوگوں سے بے پرواہ ہی نصیب فرماتا ہے جو اس کے دروازے پر جھکا رہے اسے دوسرے دروازوں پر جانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ شعر:۔

☆ وہ ایک سجدہ ہے جسے تو گراں سمجھتا ہے ☆ ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات ☆

خفی، نقطہ والا خ سے ۔ یعنی لوگوں میں چھپا ہوا یعنی وہ لوگوں میں اپنی شہرت نہیں چاہتا ہر نیکی چھپ کر کرتا ہے خود بھی گمنام رہنے کی کوشش کرتا ہے کہ اسی میں عافیت و آرام ہے خیال رہے کہ بعض بندوں کے لئے خلوت اچھی ہے بعض کے لئے جلوت بہتر عابدوں کے لئے خلوت بہتر ہے عالموں کے لئے جلوت اچھی تاکہ لوگ ان سے فیض لیں لہٰذا اس حدیث کی بنا پر یہ نہیں کہہ سکتے کہ حضرات خلفاء راشدین اور دوسرے مشہور علماء اولیاء حتیٰ کہ حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے محبوب بندے ہیں۔ مگر وہ چھپے ہوئے نہیں کیونکہ ان حضرات نے خود اپنے کو اپنی کوشش سے مشہور نہیں کیا ان کی یہ شہرت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے نیز ان حضرات کے لئے شہرت ہی ضروری تھی سورج چھپنے کے لئے نہیں پیدا ہوا۔ مصرع کہ دنیا میں خدا کا نور چھپنے کو نہیں آیا بعض نسخوں میں حفی ہے بے نقطہ والی ح سے ۔ یعنی مہربان یعنی لوگوں پر مہربان بعض احادیث میں نقی نون سے بھی ہے یعنی طیب و طاہر پاک و صاف (اشعہ) اس حدیث کی اور بہت شرحیں کی گئی ہیں۔ ۳۔ یعنی وہ حدیث مصابیح میں یہاں تھی ہم نے مناسبت کے لحاظ سے وہاں بیان کردی۔ ۴۔ آپ مشہور صحابی ہیں اہل طائف سے ہیں آپ کے حالات بیان ہو چکے ہیں۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

دوسری فصل

وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ قَالَ مَنْ طَالَ عُمُرُهٗ وَحَسُنَ عَمَلُهٗ قَالَ فَاَيُّ النَّاسِ شَرٌّ قَالَ مَنْ طَالَ عُمُرُهٗ وَسَاءَ عَمَلُهٗ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ

(۵۰۴۸) روایت ہے حضرت ابوبکرہ سے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ کون آدمی اچھا ہے فرمایا جس کی عمر بھی لمبی ہو اور اس کے عمل اچھے ہوں ۱۔ عرض کیا تو کون آدمی برا ہے فرمایا جس کی عمر دراز ہو اور اس کے عمل برے ہوں (احمد، ترمذی، دارمی)

marfat.com

(۵۰۴۸) ۱۔ یعنی جس کی عمر دراز ہو اور اس کی نیکیاں زیادہ ہوں ہر دن اس کی نیکیاں بڑھائے ایسا شخص بہت ہی خوش نصیب ہے اور جس کی نیکیاں گناہوں کے برابر ہوں وہ نمبر دوم کا خوش نصیب ہے ایسا شخص مشکل سے ملے گا جو زندگی ہیں کبھی کوئی نگاہ نہ کرے یہ شان حضرات انبیاء کرام کی ہے یا خاص اولیاء اللہ کی یہاں وہ ہی معنی مراد ہیں جو ہم نے عرض کئے۔

وَعَنْ عُبَيْدِ ابْنِ خَالِدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰخٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ فَقُتِلَ اَحَدُهُمَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتَ الْاٰخَرُ بَعْدَهٗ بِجُمُعَةٍ اَوْ نَحْوِهَا فَصَلَّوْا عَلَيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قُلْتُمْ وَدَعَوْتُمْ قَالُوْا دَعَوْنَا اللّٰهَ اَنْ يَّغْفِرَ لَهٗ وَيَرْحَمَهٗ وَيُلْحِقَهٗ بِصَاحِبِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَيْنَ صَلٰوتُهٗ بَعْدَ صَلٰوتِهٖ وَعَمَلُهٗ بَعْدَ عَمَلِهٖ اَوْ قَالَ صِيَامُهٗ لَمَا بَيْنَهُمَا اَبْعَدُ مِمَّا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالنَّسَائِيُّ)

(۵۰۴۹) روایت ہے حضرت عبید ابن خالد سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو شخصوں کے درمیان بھائی چارہ فرمایا ۱۔ تو ان میں سے ایک اللہ کی راہ میں مارا گیا پھر ایک ہفتہ یا اس کے قریب میں دوسرا آدمی فوت ہوا ۲۔ لوگوں نے اس پر نماز پڑھی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے کیا کہا ۳۔ عرض کیا ہم نے اللہ سے دعا کی کہ اسے بخش دے اس پر رحم کر اسے اس کے ساتھی سے ملا دے ۴۔ تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اس شہید کے بعد اس کی نمازیں اور اس کے عمل یا فرمایا شہید کے روزوں کے بعد اسکے روزے کہاں گئے ان کے درمیان کا فاصلہ آسمان و زمین کے فاصلہ سے زیادہ ۵۔ دراز ہے (ابوداؤد، نسائی)

(۵۰۴۹) ۱۔ یعنی وہ بڑا بد نصیب ہے جس کی زندگی دراز اور اس کے گناہ نیکیوں سے زیادہ ہوں اس کی زندگی ہر دن اس کے گناہوں میں اضافہ کرے ۲۔ یہ حدیث طبرانی، حاکم، بیہقی، ابو نعیم نے مختلف راویوں اور مختلف الفاظ سے روایت فرمائی ان الفاظ سے اور حضرت ابوبکرہ سے صرف ان دو کتب میں ہی ہے۔ (مرقات) آپ صحابی ہیں آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہے کوفہ کے رہنے والے ہیں مہاجر ہو کر مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے لہٰذا مہاجر ہیں (اشعہ۔ مرقات) یا تو یہ دونوں شخص مہاجر تھے یا ایک ان میں سے مہاجر تھے دوسرا انصاری دوسرا احتمال قوی ہے کیونکہ عقد مواخات بھائی چارے کا رشتہ مہاجر اور انصاری میں کیا جاتا تھا۔ یہ پتہ نہیں چلا کہ شہید کون صاحب ہوئے مہاجر یا انصاری بہرحال ایک صاحب پہلے شہید ہوئے ہیں اور دوسرے صاحب کچھ بعد اپنے بستر پر فوت ہوئے۔ ۳۔ یعنی اس میت کی نماز جنازہ میں تم نے اس کے لئے کیا دعا کی خیال رہے کہ نماز جنازہ میں دعاء ماثورہ تو پڑھی ہی جاتی ہے اس کے علاوہ اور دوسری دعاؤں کی بھی اجازت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ میں اور بہت دعائیں کی ہیں۔ ۴۔ یعنی یہ صاحب شہید نہیں ہوئے اور ان کا بھائی ایک ہفتہ پہلے شہید ہو گیا۔ مولیٰ تو اپنے کرم سے اس کو اسی شہید کا درجہ عطا فرما ان دونوں کو وہاں بھی برابر اور یکجا کر دے جیسے وہ یہاں یکجا تھے۔ سبحان اللہ بڑی پیاری دعا کی۔ ۵۔ یعنی اس شخص کو جو یہ سات دن زیادہ مل گئے ان دنوں میں اس نے نماز روزے اور دوسری نیکیاں کیں اس لئے ان کا درجہ اس شہید سے زیادہ ہو گیا۔ خیال رہے کہ یہ صاحب مرابط تھے یعنی جہاد کے لئے ہر دم تیار اور مرابط کو درجہ شہادت کا ملتا ہے لہٰذا شہادت میں ان شہید کے برابر ہو گئے ان سات دن کے اعمال میں ان سے بڑھ گئے نیز بعض غیر شہید شہید سے بڑھ جاتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تلوار سے شہید نہیں ہوئے مگر شہیدوں سے افضل ہیں رب تعالیٰ فرماتا ہے **من النبیین والصدیقین والشھداء**۔ صدیق کو شہید پر

marfat.com

مقدم فرمایا۔

وَعَنْ اَبِیْ كَبْشَةَ الْاَنْمَارِیِّ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ثَلٰثٌ اُقْسِمُ عَلَيْهِنَّ وَاُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا فَاحْفَظُوْهُ فَاَمَّا الَّذِیْ اُقْسِمُ عَلَيْهِنَّ فَاِنَّهٗ مَا نَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِّنْ صَدَقَةٍ وَّلَا ظُلِمَ عَبْدٌ مَّظْلِمَةً صَبَرَ عَلَيْهَا اِلَّا زَادَهُ اللّٰهُ بِهَا عِزًّا وَلَا فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْئَلَةٍ اِلَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ وَاَمَّا الَّذِیْ اُحَدِّثُكُمْ فَاحْفَظُوْهُ فَقَالَ اِنَّمَا الدُّنْيَا لِاَرْبَعَةِ نَفَرٍ عَبْدٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ مَالًا وَّعِلْمًا فَهُوَ يَتَّقِیْ فِيْهِ رَبَّهٗ وَيَصِلُ رَحِمَهٗ وَيَعْمَلُ لِلّٰهِ فِيْهِ بِحَقِّهٖ فَهٰذَا بِاَفْضَلِ الْمَنَازِلِ وَعَبْدٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ عِلْمًا وَّلَمْ يَرْزُقْهُ مَالًا فَهُوَ صَادِقُ النِّيَّةِ يَقُوْلُ لَوْ اَنَّ لِیْ مَالًا لَعَمِلْتُ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَاَجْرُهُمَا سَوَآءٌ وَعَبْدٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ مَالًا وَّلَمْ يَرْزُقْهُ عِلْمًا فَهُوَ يَخْبِطُ فِیْ مَالِهٖ بِغَيْرِ عِلْمٍ لَا يَتَّقِیْ فِيْهِ رَبَّهٗ وَلَا يَصِلُ فِيْهِ رَحِمَهٗ وَلَا يَعْمَلُ فِيْهِ بِحَقٍّ فَهٰذَا بِاَخْبَثِ الْمَنَازِلِ وَعَبْدٌ لَّمْ يَرْزُقْهُ اللّٰهُ مَالًا وَّلَا عِلْمًا فَهُوَ يَقُوْلُ لَوْ اَنَّ لِیْ مَالًا لَعَمِلْتُ فِيْهِ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَهُوَ نِيَّتُهٗ وَوِزْرُهُمَا سَوَآءٌ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ)

(۵۰۵۰) روایت ہے حضرت ابو کبشہ انماری سے ۱۔ کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ تین باتیں وہ ہیں جن پر میں قسم کھاتا ہوں اور ایک بات کی تمہیں خبر دیتا ہوں ۲۔ اسے یاد رکھو وہ تین جن پر میں قسم فرماتا ہوں وہ یہ ہیں کہ کسی بندے کا مال صدقہ سے نہیں گھٹتا ۳۔ اور کوئی ظلم نہیں کیا جاتا جس پر وہ صبر کرے ۴۔ مگر اللہ تعالیٰ اس سے اس کی عزت بڑھاتا ہے ۵۔ اور کوئی بندہ مانگنے کا دروازہ نہیں کھولتا مگر اللہ اس پر فقیری کا دروازہ کھول دیتا ہے ۶۔ اور جس چیز کی میں تمہیں خبر دیتا ہوں اسے تم یاد رکھو۔ فرمایا دنیا چار شخصوں کے لئے ہے ایک وہ بندہ جسے اللہ مال اور علم دونوں دے ۷۔ تو وہ اس میں اللہ سے ڈرتا ہے رشتہ داروں سے سلوک کرتا ہے اور اس میں اللہ کے لئے ان کے حق کے مطابق عمل کرتا ہے ۸۔ تو یہ بہترین درجوں میں ہے ۹۔ اور ایک وہ بندہ جسے اللہ نے علم دیا مال نہ دیا لیکن وہ ہے سچی نیت والا کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں کے لئے کام کرتا ان دونوں کا ثواب برابر ہے۔ ۱۰۔ اور ایک وہ بندہ جسے اللہ مال دے اور علم نہ دے تو وہ اپنے مال میں بغیر علم خلط ملط ہی کرتا ہے۔ ۱۱۔ اس میں اپنے رب سے نہیں ڈرتا اپنے رشتہ داروں سے سلوک نہیں کرتا اور نہ اس میں حق کے عمل کرتا ہے ۱۲۔ تو یہ خبیث ترین درجہ والا ہے ۱۳۔ اور ایک وہ بندہ جسے اللہ نہ مال دے نہ علم تو وہ کہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں اس میں فلاں کے سے کام کرتا تو وہ اپنی نیت پر ہے ۱۴۔ اور ان دونوں کا گناہ برابر ہے ۱۵۔ (ترمذی اور فرمایا یہ حدیث صحیح ہے)

(۵۰۵۰) ۱۔ آپ کا نام عمرو بن سعد ہے یا سعد ابن عمرو یا عامر ابن سعد صحابی ہیں آخر زمانہ میں شام میں رہے۔ ۲۔ یعنی تین خبریں قسم سے بیان کرتا ہوں اور ایک خبر بغیر قسم کے خیال رہے کہ حضور انور کی خبر خواہ قسم سے ہو یا بغیر قسم بالکل حق اور درست ہے حضور کی خبر کا درست ہونا ایسا ہی لازم و ضروری ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی خبر کا حق ہونا لازم ہے کہ رب تعالیٰ کا جھوٹ بھی ناممکن

marfat.com

ہے اور نبی کا جھوٹ بھی ناممکن اگرچہ وہ بالذات ہے' یہ محال بالغیر جیسے رب تعالیٰ کی قسمیں تاکید کے لئے ہوتی ہیں ایسے ہی حضور انور کی قسمیں تاکید کلام کے لئے ہیں۔ ۳۔ یہاں صرف اقسم فرما کر قسم کھائی گئی واللہ باللہ نہیں فرمایا یہ بھی قسم کا ایک طریقہ ہے۔ صدقہ سے مراد ہر خیرات ہے فرضی ہو یا نفلی تجربہ شاہد ہے کہ خیرات سے مال بڑھتا ہے گھٹتا نہیں آزما کر دیکھ لو میرا رب سچا اس کے رسول سچے صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ سے دنیا میں برکت آخرت میں ثواب ہے فقیر کا تجربہ تو یہ ہے کہ صدقہ والے مال کو عموماً حاکم' حکیم' وکیل' چور نہیں کھاتے دنیاوی نقصانات بھی بہت کم ہوتے ہیں۔ ۴۔ یہاں صبر سے مراد اخلاقی صبر ہے نہ کہ مجبوری کا صبر' صبر معافی' تحمل کی جو آیات منسوخ ہیں ان میں مجبوری کا صبر ہی مراد ہے۔ رب فرماتا ہے **فاعفوا واصفحوا حتی یاتی اللہ بامرہ**۔ ۵۔ چنانچہ یوسف علیہ السلام نے اپنے دربار میں آئے ہوئے بھائیوں کو معافی دی۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقعہ پر تمام اہل مکہ کو معافی دے دی جن سے عمر بھر ظلم و ستم دیکھے تھے دیکھ لو آج تک ان حضرات کی واہ واہ ہو رہی ہے یہ ہے عزت بڑھنا' شعر:۔

☆ صدقے اس انعام کے قربان اس احسان کے ☆ ہو رہی دونوں عالم میں تمہاری واہ واہ ☆

۶۔ تجربہ شاہد ہے کہ پیشہ ور بھکاریوں کے پاس اولاً" تو مال جمع ہوتا ہی نہیں اگر ہو جاوے تو وہ اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے جمع کر کے چھوڑ جاتے ہیں انکے مال میں برکت نہیں ہوتی۔ مرقات میں ان کی مثال اس کتے سے دی ہے جو منہ میں ٹکڑا لئے شفاف و صاف نہر پر گزرے اس میں اپنے عکس کو دیکھ کر سمجھے کہ یہ دوسرا کتا ہے اس سے ٹکڑا چھین لینے کے لئے اس پر منہ پھاڑ کر حملہ کرے اپنا ٹکڑا بھی کھو بیٹھے۔ ۷۔ علم سے مراد علم دین ہے معلوم ہوا علم دین بھی اللہ تعالیٰ کی دنیاوی نعمتوں سے ایک اعلیٰ نعمت ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ مال سانپ ہے علم دین تریاق ہمیشہ تریاق کے ساتھ زہر مفید ہوتا ہے۔ بغیر تریاق ہلاک کر دیتا ہے۔ ۸۔ اگرچہ بحق میں سارے سلوک' صدقات داخل ہیں مگر چونکہ عزیزوں قرابت داروں کے حقوق ادا کرنا بہترین عبادت ہے۔ اور تمام صدقات میں اعلیٰ و افضل اس لئے اس کا ذکر علیحدہ فرمایا گیا۔ ۹۔ اس لئے کہ یہ شخص دین و دنیا دونوں جگہ سرخرو شاد آباد رہے گا کیونکہ وہ مال کمائے گا حکم الٰہی کے مطابق' خرچ کرے گا اسی کے مطابق' جمع کرے گا' اسی فرمان کے ماتحت' مال کی آمد' جمع خرچ سب شریعت کے مطابق چاہیے۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ نیکی کی تمنا بھی نیکی ہے غریب عالم خواہ زبان سے تمنا کرے یا فقط دل سے بہر حال ثواب برابر ہی ہے۔ ۱۱۔ **یتخبط** بنا ہے خبط سے بمعنی بے فائدہ ہاتھ پاؤں مارنا خلط ملط کرنا اس لئے دیوانگی کو خبط کہتے ہیں دیوانہ کو خبطی کہ وہ ہر طرح بے فائدہ ہاتھ پاؤں مارتا ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے **یتخبطہ الشیطٰن من المس** یعنی وہ ہر حرام و حلال طریقے سے مال کماتا ہے اور ہر حرام جگہ خرچ کرتا رہتا ہے نہ خود عالم ہے نہ علماء کی بات مانتا ہے جیسا کہ آج کل عام امیروں کا حال ہے۔ ۱۲۔ ایسے لوگ اگر کبھی اچھی جگہ خرچ بھی کرتے ہیں تو اپنی ناموری کے لئے خرچ کرتے ہیں مگر بے فائدہ بلکہ مضر۔ ۱۳۔ کیونکہ اس کا مال اس کے لئے وبال ہے مال کی وجہ سے اس پر گناہوں کے دروازے بہت کھل جاتے ہیں وہ مال کے نشہ میں نہ کرنے والے کام کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ عثمانی مال دے **ابوجہلی** مال سے بچائے۔ ۱۴۔ یعنی فلاں بدمعاش مالدار کی طرح میں بھی شراب پیتا جوا کھیلتا زنا کرتا۔ کروں کیا یہ کام پیسہ سے ہوتے ہیں اور میرے پاس پیسہ نہیں۔ ۱۵۔ یعنی یہ بدنصیب بغیر کچھ کئے سب کچھ کر رہا ہے کرنے والوں کے ساتھ دوزخ میں جا رہا ہے۔

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (۵۰۵۱) روایت ہے حضرت انس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اِذَا اَرَادَ بِعَبْدٍ خَيْرًا اِسْتَعْمَلَهٗ فَقِيْلَ وَكَيْفَ يَسْتَعْمِلُهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ يُوَفِّقُهٗ لِعَمَلٍ صَالِحٍ قَبْلَ الْمَوْتِ ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

نے فرمایا اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کی بھلائی چاہتا ہے تو اس سے کام لیتا ہے ۱؎ عرض کیا گیا یا رسول اللہ کیسے کام لیتا ہے ۲؎ فرمایا اسے موت سے پہلے نیک اعمال کی توفیق دیتا ہے۔ ۳؎ (ترمذی) ۴؎

(۵۰۵۱) ۱؎ غالباً بندہ سے مراد بندہ مومن ہے یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندہ مومن کی جب بھلائی چاہتا ہے تو نہ تو اسے رہنے دے کہ وہ اپنی زندگی برباد و ضائع کردے نہ اسے گناہوں میں مبتلا ہونے دے ممکن ہے کہ عبد سے مراد ہر بندہ مومن و کافر ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کو کافر نہیں رہنے دیتا آخر کار وہ مومن ہو جاتا ہے۔ ۲؎ یعنی انسان کام تو ہمیشہ ہی کرتا ہے کوئی شخص بیکار نہیں رہتا جاگنا، چلنا، پھرنا بھی تو کام ہی ہیں سرکار نے کام سے کونسا کام مراد لیا ہے۔ ۳؎ یعنی کام سے مراد نیک کام ہیں اور کام لینے سے مراد اس کی موت کے قریب کام لینا ہے مطلب یہ ہے کہ ایسے بندے کا انجام اچھا ہوتا ہے۔ اگرچہ زندگی گناہوں میں گزارے مگر توبہ کر کے گناہوں کا کفارہ ادا کر کے مرتا ہے خاتمہ کا اعتبار ہے اس حدیث سے دو فائدے حاصل ہوئے ایک یہ کہ مومن کی زندگی موت سے افضل ہے۔ (اشعہ) کہ زندگی عمل کا وقت ہے دوسرے ہر کسی گنہگار کے متعلق ہم فیصلہ نہیں کر سکتے کہ وہ دوزخی ہی ہے یہ تو اللہ کو خبر ہے ممکن ہے کہ وہ مرتے وقت نیک ہو جائے۔ خیال رہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ موت زندگی سے افضل ہے کہ وہ راحت و آرام اور اپنے کام کے پھل پانے کا زمانہ ہے۔ عشاق کہتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات شریف کے زمانہ میں مومن کی زندگی فراق کا زمانہ ہے موت یار کے دیدار کا ذریعہ ہے۔ شعر:

☆ سنا ہے قبر میں دیدار ہو گا بے حجابانہ ☆ کفن کو پھاڑ کر اٹھیں گے مردے اپنی مدفن سے ☆

۴؎ یہ حدیث حاکم نے۔ سند صحیح، احمد، ابن حبان، طبرانی نے مختلف صحابہ سے مختلف عبارتوں سے روایت کی (مرقات)

وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَهٗ هَوَاهَا وَتَمَنّٰى عَلَى اللّٰهِ ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

(۵۰۵۲) روایت ہے حضرت شداد ابن اوس سے ۱؎ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کو قریب کردے ۲؎ اور بعد موت کے لئے عمل کرے ۳؎ اور عاجز وہ ہے جو اپنے نفس کو خواہشات کے پیچھے لگادے اور اللہ پر آرزو میں رکھے ۴؎ (ترمذی، ابن ماجہ)

(۵۰۵۲) ۱؎ آپ کے حالات پہلے بیان ہو چکے ہیں کہ آپ حضرت حسان ابن ثابت کے بھتیجا ہیں خود بھی صحابی ہیں والد بھی صحابی آخر میں بیت المقدس میں رہے آپ علم و حلم دونوں کے جامع تھے آپ کی کنیت ابو یعلی انصاری ہے صحابہ کرام آپ کا بہت احترام کرتے تھے۔ (اشعہ، مرقات) ۲؎ دان کے بہت معانی ہیں اگر دنو سے بنا ہے تو۔ یعنی قریب کرنا قریب جانا ہے اور دین سے بنا ہے جو مغلوب ہے دنی کا تو۔ یعنی عاجز کرنا ہے عاجز سمجھنا ہے بعض نے فرمایا کہ۔ یعنی حساب لینا ہے یعنی اپنے کو اللہ تعالیٰ سے اس کے رسول سے نیک بندوں سے قریب رکھے یا اپنے کو موت سے قریب جانے یا اپنے اعمال کا خود حساب لیتا رہے نیک اعمال پر شکر کرے برے اعمال سے توبہ۔ ۳؎ یعنی کوئی کام نفس یا دنیا کے لئے نہ کرے ہر کام آخرت کے لئے کرے حتیٰ کہ اس کا کھانا پینا چلنا پھرنا، سونا جاگنا بلکہ جینا مرنا اللہ کے لئے ہو **ان صلوتی ونسکی ومحیای وہ ماتی للہ رب العلمین** ایسا آدمی دنیا میں

marfat.com

رہتا تو ہے مگر دنیا والا نہیں ہوتے اللہ تعالیٰ اس پر عمل کی توفیق دے۔ ۴۔ اس فرمان عالی میں عاجز سے مراد بے وقوف ہے کیس کا مقابل 'نفس امارہ سے دبا ہوا یعنی وہ بے وقوف ہے جو کام کرے دوزخ کے اور امید کرے جنت کی۔ کہا کرے اللہ غفور و رحیم ہے باجرہ بوئے اور امید کرے گیہوں کاٹنے کی کہا کرے کہ اللہ غفور رحیم ہے کاٹتے وقت اسے گندم بنادے گا اس کا نام امید نہیں رب تعالیٰ فرماتا ہے **ماغرک بربک الکریم** اور فرماتا ہے **ان الذین امنوا والذین ھجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ اولئک یرجون اللہ** جو بو کر گندم کاٹنے کی آس لگانا شیطانی دھوکہ اور نفسانی وسوسہ ہے خواجہ حسن بصری فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں کو جھوٹی امید نے سیدھی راہ نیک اعمال سے ہٹادیا ہے جیسے جھوٹی بات گناہ ہے ایسے ہی جھوٹی آس بھی گناہ ہے کرو اور ڈرو (اشعہ' مرقات)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

تیسری فصل

وَعَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کُنَّا فِیْ مَجْلِسٍ فَطَلَعَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کُنَّا فِیْ مَجْلِسٍ فَطَلَعَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلٰی رَاْسِہٖ اَثَرُ مَآءٍ فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ رَاَیْنَاکَ طَیِّبَ النَّفْسِ قَالَ اَجَلْ قَالَ ثُمَّ خَاضَ الْقَوْمُ فِیْ ذِکْرِ الْغِنٰی فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا بَاْسَ بِالْغِنٰی لِمَنِ اتَّقَی اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ وَالصِّحَّۃُ لِمَنِ اتَّقَی خَیْرٌ مِّنَ الْغِنٰی وَطِیْبُ النَّفْسِ مِنَ النَّعِیْمِ۔

(رَوَاہُ اَحْمَدُ)

(۵۰۵۳) روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک صاحب سے ۱۔ فرماتے ہیں کہ ہم ایک مجلس میں تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تجلی فرمائی (تشریف لائے) ۲۔ آپ کے سر پر پانی کا اثر تھا ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم حضور کو بہت خوش دل دیکھ رہے ہیں۔ ۳۔ فرمایا ہاں راوی کہتے ہیں کہ پھر قوم امیری کے ذکر میں مشغول ہوگئی ۴۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مالداری میں ہرج نہیں اس کے لئے جو اللہ سے ڈرے ۵۔ متقی کے لئے تندرستی امیری سے بہتر ہے ۶۔ اور دل کی خوشی نعمتوں میں سے ہے۔ ۷۔ (احمد)

(۵۰۵۳) ۱۔ یہ صاحب یسار ابن عبد ہیں جیسا کہ حاکم اور ابن ماجہ میں ہے۔ چونکہ تمام صحابہ بحکم قرآن عادل ہیں کوئی صحابی فاسق نہیں اس لئے صحابی کا نام معلوم نہ ہونا حدیث کی صحت کے لئے مضر نہیں (مرقات) ۲۔ ایسے تشریف لائے جیسے سورج طلوع کرتا ہے کہ رات کو دن اندھیرے کو اجالا بنادیتا ہے۔ سوتوں کو جگادینا طلع فرمانا بہت ہی موزوں ہے۔ ۳۔ یعنی حضور نے غسل کیا ہے جمال بالکل اور بھی نکھر گیا ہے چہرہ انور پر خوشی کے آثار ہیں۔ اللہ حضور کو ہمیشہ خوش و خرم رکھے رنج و غم کی ہوا بھی نہ لگائے کہ ان کی خوشی سے دنیا کی خوشی وابستہ ہے ان کا جمال سب کی خوشی کا ذریعہ ہے۔ ۴۔ کسی نے وجہ نہ پوچھی کہ اس خوشی کا سبب کیا ہے بلکہ اور گفتگو شروع ہوگئی اس میں مالداری کا ذکر بھی تھا کہ یہ اچھی ہے یا بری۔ ۵۔ اس فرمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ فقر مع صبر افضل ہے غنی مع شکر سے یہ بہت بڑی بحث ہے یعنی غنی جب خوف خدا کے ساتھ ہو تو اس میں حرج نہیں۔ ۶۔ یعنی دنیا میں دل کا چین روح کا آرام اللہ کی بڑی نعمت ہے رب فرماتا ہے **ولمن خاف مقام ربہ جنتٰن** وہاں جنتوں سے مراد ہے دنیا کی جنت یعنی دل کا چین اور آخرت کی جنت اللہ رسول کا دیدار۔ مال کی خوشی اللہ کے ذکر والوں کے قرب سے نصیب ہوتی ہے۔ ۷۔ کیونکہ

marfat.com

مالداری کا انجام حساب بلکہ کبھی عقاب ہے جس سے فقراء دور ہیں۔

وَعَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ قَالَ كَانَ الْمَالُ فِيمَا مَضٰى يُكْرَهُ فَأَمَّا الْيَوْمَ فَهُوَ تُرْسُ الْمُؤْمِنِ وَقَالَ لَوْلَا هٰذِهِ الدَّنَانِيْرُ لَتَمَنْدَلَ بِنَا هٰؤُلَاءِ الرُّعَاعُ وَقَالَ مَنْ كَانَ فِي يَدِهٖ مِنْ هٰذِهِ شَيْءٌ فَلْيُصْلِحْهُ فَإِنَّهُ زَمَانٌ إِنِ احْتَاجَ كَانَ أَذَلَّ مَنْ يَبْذُلُ دِيْنَهُ وَقَالَ الْحَلَالُ لَا يَحْتَمِلُ السَّرَفَ۔ (رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ)

(۵۰۵۴) روایت ہے حضرت سفیان ثوری سے فرماتے ہیں کہ گزشتہ زمانہ میں مال ناپسند تھا۔ لیکن آج مال مومن کی ڈھال ہے ۲۔ اور فرمایا اگر یہ اشرفیاں نہ ہوتیں تو یہ بادشاہ ہم کو رومال بنا لیتے ۳۔ اور فرمایا کہ جس کے پاس کچھ دولت ہو تو وہ اسے سنبھالے رہے بڑھائے کیونکہ یہ زمانہ وہ ہے کہ اگر کوئی محتاج ہو جاوے تو پہلی جو چیز خرچ کرتا وہ اس کا دین ہے ۵۔ فرمایا کہ حلال مال میں فضول خرچی کی گنجائش نہیں ۶۔ (شرح سنہ)

(۵۰۵۴) ۱۔ یعنی زمانہ رسالت میں زیادہ مال جمع کرنے کی کوشش ناپسند تھا اس وقت لوگوں پر حال کا غلبہ تھا۔ مال کے لئے بہت دوڑ دھوپ اس میں نقصان دہ ہوتی تھی اس کا یہ مطلب نہیں کہ زیادہ مال حرام یا مکروہ یا ناپسند تھا مال سے زکوٰۃ، حج، قربانی، جہاد ہوتے ہیں اچھی چیزوں کا ذریعہ اچھا ہوتا ہے گویا اس زمانہ میں لوگوں کو زہد و قناعت مرغوب تھی۔ ۲۔ یعنی اب اس زمانہ میں مال حلال، بہت سے گناہوں سے بچنے کا ذریعہ ہے کہ مومن کا اس کے ذریعہ چوری، حرام خوری، نام نمود، دکھاوا، محتاجی سے بچنے کا ذریعہ ہے۔ ۳۔ یعنی اگر میرے پاس دولت نہ ہوتی تو مجھے حکام رومال کی طرح استعمال کرتے کہ اپنی گندگی مجھ سے صاف کرتے مجھے پیسوں کا لالچ دے کر غلط فتویٰ لیتے اور میرے فتوؤں سے اپنے ظلم جائز کرالیا کرتے غریب مولوی کا علم امیروں کے پیسہ پر نچھاور ہوتا ہے الا ماشاء اللہ۔ تمندل بنا ہے ندل سے۔ بمعنی میل مندیل میل دور کرنے کا آلہ یعنی رومال مالدار کا مولیٰ صرف اللہ تعالیٰ ہے غریب کا مولیٰ ہر امیر ہے۔ ۴۔ یعنی اپنے مال کو ضائع نہ ہونے دے اسے بڑھانے کی کوشش کرے مال کی قدر کرے خصوصاً عالم دین کے لئے مال بہت ہی ضروری ہے کہ مالدار عالم کے وعظ میں تاثیر اور ہی ہوتی ہے۔ ۵۔ دیکھ لو غریب مسلمانوں سے مال کے ذریعہ جھوٹی گواہیاں حرام پیسے بلکہ قتل و خون کرائے جاتے ہیں اور غریب علماء سے پیسہ کے ذریعہ غلط فتوے لکھوائے جاتے ہیں غریب اماموں سے پیسہ دے کر ناجائز نکاح پڑھوائے جاتے ہیں متھرا، آگرہ کے علاقہ میں ہزارہا غریب مسلمانوں کو پیسہ دے کر ہندو بنا لیا گیا۔ یہ فرمان بالکل درست ہے۔ ۶۔ یعنی حلال مال اس لائق نہیں کہ اسے فضول خرچی کر کے برباد کر دیا جائے اس کی قدر و منزلت کرنی چاہیے یا حلال مال میں فضول خرچی کی گنجائش نہیں وہ اتنا زیادہ نہیں ہوتا کہ اس میں فضول خرچی کی جائے۔ اردو میں کہتے ہیں مال حرام بجائے حرام یا مال مفت دل بے رحم یا یہ مطلب ہے کہ حلال روزی کو فضول خرچی سے اڑا کر دوسروں کا محتاج بن جانا حماقت ہے اسے سنبھالو تاکہ اوروں کے محتاج نہ بنو قرآن کریم فرماتا ہے **لا تؤتوا السفهاء اموالكم التى جعل الله لكم قيٰما** اپنا مال ناسمجھ بچوں کو نہ دو اللہ نے مال کو تمہاری بقا کا ذریعہ بنایا ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ حلال مال میں فضول خرچی بربادی نہیں واقع ہوتی۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَادِيْ مُنَادٍ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

(۵۰۵۵) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت کے دن پکارنے والا

marfat.com

اَيْنَ اَبْنَاءُ السِّتِّيْنَ وَهُوَ الْعُمُرُ الَّذِيْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ (رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ)

پکارے گا کہ ساٹھ سالہ لوگ کہاں ہیں ۱۔ یہ عمر وہ ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا ہم نے تم کو اسقدر عمر نہ دی جس میں نصیحت پکڑنیوالا نصیحت پکڑے ۲۔ اور آیا تمہارے پاس ڈرانیوالا۔ ۳۔ (بیہقی، شعب الایمان)

(۵۰۵۵) ۱۔ یعنی پہلے ساٹھ سالہ بوڑھے حاضر ہوں اپنی عمروں کا حساب دیں کہ انہوں نے اتنی دراز عمر کس کام میں خرچ کی۔ ۲۔ کیونکہ انسانی عمر کے تین حصے ہوتے ہیں بچپن جوانی بڑھاپا ساٹھ سالہ آدمی یہ تینوں حصے پالیتا ہے بچپن میں نہ سنبھلے تو جوانی میں سنبھل جائے اگر جوانی میں نہ سنبھلے تو بڑھاپے میں ٹھیک ہو۔ لیکن اگر بڑھاپے میں بھی نہ درست ہو تو پھر کب ہو گا۔ اب تو صرف موت ہی باقی ہے۔ لہٰذا بڈھا گنہگار کوئی عذر و معذرت نہیں کر سکتا۔ ۳۔ ڈرانے والے سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا قرآن مجید، یا بڑھاپا یا موت ہے بوڑھے کے پاس یہ سارے ڈرانے والے پہنچ جاتے ہیں۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ اِنْ نَفَرًا مِّنْ بَنِيْ عُذْرَةَ ثَلَاثَةً اَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْلَمُوْا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّكْفِيْهِمْ قَالَ طَلْحَةُ اَنَا فَكَانُوْا عِنْدَهٗ فَبَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا فَخَرَجَ فِيْهِ اَحَدُهُمْ فَاسْتُشْهِدَ ثُمَّ بَعَثَ بَعْثًا فَخَرَجَ فِيْهِ الْاٰخَرُ فَاسْتُشْهِدَ ثُمَّ مَاتَ الثَّالِثُ عَلٰى فِرَاشِهٖ قَالَ قَالَ طَلْحَةُ فَرَاَيْتُ هٰؤُلَاءِ الثَّلٰثَةَ فِي الْجَنَّةِ وَرَاَيْتُ الْمَيِّتَ عَلٰى فِرَاشِهٖ اَمَامَهُمْ وَالَّذِيْ اسْتُشْهِدَ اٰخِرًا اِلَيْهِ وَاَدْنَاهُمْ مِّنْهُ فَدَخَلَنِيْ مِنْ ذٰلِكَ فَذَكَرْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ فَقَالَ وَمَا اَنْكَرْتَ مِنْ ذٰلِكَ لَيْسَ اَحَدٌ اَفْضَلَ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ مُّؤْمِنٍ يُّعَمَّرُ فِي الْاِسْلَامِ لِتَسْبِيْحِهٖ وَتَكْبِيْرِهٖ وَتَهْلِيْلِهٖ۔

(۵۰۵۶) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن شداد سے ۱۔ فرماتے ہیں کہ بنی عذرہ کے تین شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ مسلمان ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں ہماری طرف سے کوئی سنبھالے گا۔ جناب طلحہ بولے میں تو وہ ان کے پاس رہے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا تو ان میں سے ایک اس لشکر میں گیا وہ شہید ہو گیا ۳۔ پھر اور لشکر بھیجا تو ان میں دوسرا گیا تو وہ شہید کر دیا گیا پھر مر گیا تیسرا اپنے بستر ۴۔ پر راوی کہتے ہیں کہ جناب طلحہ نے فرمایا کہ میں نے ان تینوں کو جنت میں دیکھا ۵۔ اور اپنے بستر پر مرنیوالے کو ان سب کے آگے دیکھا اور جو پیچھے شہید ہوا تھا اسے اس کے قریب دیکھا اور پہلے کو اس کے قریب دیکھا ۶۔ میرے دل میں اس سے کچھ آگیا ۷۔ تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کیا تو فرمایا کہ تم نے اس میں سے کس چیز پر تعجب کیا اللہ کے نزدیک اس مومن سے کوئی افضل نہیں جسے اسلام میں زیادہ عمر دی جاوے ۸۔ اس کی تسبیح اس کی تکبیر اس کا کلمہ کی وجہ سے ۹۔

(۵۰۵۶) ۱۔ آپ تابعی ہیں آپ کے والد شداد ابن اوس صحابی ہیں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا آپ کی خالہ ہیں بڑے عالم متقی تھے حضرت عمر، علی، معاذ ابن جبل، ابن عباس سے روایات لی ہیں رضی اللہ عنہ۔ بلکہ اپنے والد، اپنی خالہ سے بھی روایات لی ہیں۔ ۲۔ یعنی ان نو مسلم فقراء کا کھانا کپڑا وغیرہ ہمارے ذمہ ہے جو ہماری طرف سے ان کا خرچ برداشت کرے۔ تاقیامت ہم جیسے

marfat.com

فقیروں کا گزارہ حضور کے دروازے سے ہوتا رہے گا۔ دنیاوی وسیلے انہیں کے کرم کا مظہر ہیں ۳۔ یعنی یہ تینوں حضرات جناب ابو طلحہ کے مہمان دائمی رہے حتیٰ کہ ایک جہاد میں ان تینوں میں سے ایک شخص شہید ہو گیا ۴۔ یہ تیسرے صاحب یا تو ان دو جہاد میں گئے ہی نہ تھے یا گئے تھے مگر شہید نہیں ہوئے تھے بعد میں بیماری سے اپنے بستر پر فوت ہوئے مگر تھے جہاد کے لئے بالکل تیار یعنی مرابط فی سبیل اللہ یہ قیود بہت خیال میں رہیں (مرقات) ۵۔ خواب میں دیکھا یا کشف سے (مرقات) یہ حدیث الہام اولیاء کشف اولیاء کی دلیل ہے بعض حضرات کشف قبور کر لیتے ہیں اس کا ماخذ بھی یہی ہوتا ہے۔ ۶۔ یعنی انہیں جنت میں اس طرح دیکھا کہ تیسرے صاحب جو شہید نہ ہوئے تھے ان میں نمبر اول تھے دوسرے شہید نمبر دوم ہیں اور پہلے شہید نمبر سوم ہیں یہ اولیت آخریت درجہ اور مرتبہ کی تھی کہ جیسا درجہ انہیں ملا تھا ویسا ہی انہوں نے دیکھا۔ ۷۔ یعنی یہ ترتیب دیکھ کر مجھے ایسا سوال یا اشکال پیدا ہوا جس کو میں خود حل نہ کر سکا کہ غیر شہید تو نمبر اول اور شہداء اس کے ماتحت۔ ۸۔ مقصد یہ ہے کہ دوسرے شہید کو پہلے شہید سے کچھ زیادہ عمر ملی گئی اور تیسرے صاحب کو ان دونوں سے زیادہ عمر ملی چونکہ انہیں ذکر اللہ عبادت اطاعت کا موقعہ زیادہ ملا اس لئے یہ دونوں اس پہلے شہید سے افضل ہوئے اور ان دونوں میں یہ تیسرے صاحب دوسرے شہید سے اعلیٰ ہوئے ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ یہ تیسرے صاحب بھی شہادت جہاد کے لئے تیار تھے اس لئے انہیں حکمی شہادت تو مل گئی ذکر اللہ میں بڑھ گئے لہٰذا ان کا درجہ زیادہ ہو گیا۔ ۹۔ معلوم ہوا کہ مسلمان کی زندگی کا ہر دن بلکہ ہر ساعت اس کی نیکیاں بڑھ جانے کا ذریعہ ہے اللہ تعالیٰ ایسی زندگی نصیب فرمائے۔

وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ عُمَیْرَۃَ وَکَانَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ عَبْدًا اَوْخَرَ عَلٰی وَجْہِہٖ مِنْ یَوْمِ وُلِدَ اِلٰی اَنْ یَّمُوْتَ ھَرِمًا فِیْ طَاعَۃِ اللّٰہِ لَحَقِیْرٌ فِیْ ذٰلِکَ الْیَوْمِ وَلَوَدَّ اَنَّہٗ رُدَّ اِلَی الدُّنْیَا کَیْمَا یَزْدَادَ مِنَ الْاَجْرِ وَالثَّوَابِ۔

(رَوَاہُمَا اَحْمَدُ)

(۵۰۵۷) روایت ہے حضرت محمد ابن ابو عمیرہ سے ۱۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے تھے حضور نے فرمایا کہ اگر کوئی بندہ اپنی پیدائش کے دن سے اپنے چہرے کے بل گر جاوے حتیٰ کہ اللہ کی اطاعت میں بوڑھا ہو کر مر جاوے ۲۔ تو اس دن اس عبادت کو حقیر سمجھے گا ۳۔ اور تمنا کرے گا کہ دنیا میں لوٹایا جاوے تاکہ اجر و ثواب اور زیادہ کرے ۴۔ دونوں حدیثیں احمد نے روایت کیں۔

(۵۰۵۷) ۱۔ چونکہ محمد ابن ابو عمیرہ کی صحابیت مشہور نہ تھی اس لئے راوی نے یہ کہہ دیا کہ آپ حضور کے صحابی تھے آپ کے حالات معلوم نہ ہو سکے۔ (اشعہ) ۲۔ یہ فرضی صورت ہے جس سے بہت بڑا مسئلہ حل فرمایا گیا ہے یعنی فرض کر لو کہ کوئی شخص پیدا ہوتے ہی عبادت میں ایسے مشغول ہو جائے کہ کبھی کوئی کام نفس کے لئے نہ کرے اور اسی حال میں بوڑھا ہو کر مر جائے چہرے کے بل گر جانے کا مطلب ہے عبادات میں مشغول ہو جائے ممکن ہے کہ اس سے سجدہ میں گر جانا مراد ہو بہر حال مطلب ظاہر ہے۔ ۳۔ یعنی یہی کہے گا کہ میں نے کچھ نہ کیا کچھ اور موقعہ ملتا تو اور کچھ کر لیتا۔ شعر:۔

☆ کچھ نہ کیا مگر چلا عمر کو مفت کھو چلا ☆ عرض ہے تم سے یا شما میری طرف کو دیکھنا ☆

۴۔ یعنی عبادات، ریاضات کے لئے دنیا میں پھر بھیج دیا جاوے لہٰذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں جس میں فرمایا گیا کہ جسے

marfat.com

رب تعالیٰ بخش دے گا وہ دنیا میں لوٹنے کی تمنا نہ کرے گا کہ وہاں مطلب یہ ہے کہ یہاں رہنے سہنے یہاں کے عیش کرنے کے لئے یہاں آنے کی تمنا نہ کرے گا یہ آرزو دوسرے مقصد کے لئے ہے۔

بَابُ التَّوَكُّلِ وَالصَّبْرِ - توکل اور صبر کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ پہلی فصل

توکل بنا ہے **وکل** سے جس کے معنی اپنا کام دوسرے کے سپرد کر دینا اسی سے ہے وکیل۔ اصطلاح میں توکل یہ ہے کہ اپنی عاجزی کا اظہار دوسرے پر بھروسہ کرنا۔ اسی سے ہے تکلان۔ شریعت میں توکل کے معنی ہیں اپنے کام حوالہ بہ خدا کر دینا توکل دو قسم کا ہے توکل عوام' اسباب پر عمل کر کے نتیجہ خدا کے حوالے کر دینا توکل خواص' اسباب چھوڑ کر مسبب الاسباب پر نظر کرنا صبر کے معنی ہیں روکنا شریعت میں صبر ہے مصیبت میں اپنے کو گھبراہٹ سے روکنا راضی بہ رضا رہنا صبر کی بہت قسمیں ہیں۔ عبادت پر صبر' گناہوں سے صبر' مصیبت میں صبر یہ تینوں صبر بہت اچھے ہیں یہاں تیسرے معنی کا صبر مراد ہے جیسا کہ آئندہ احادیث سے معلوم ہو گا۔ یہ تیسری قسم کا صبر کئی طرح ہے عوام کا صبر اور ہے خواص الخواص کا اور خواص کا کچھ اور۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِيْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۰۵۸) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میری امت میں سے ستر ہزار بغیر حساب جنت میں جائیں گے یہ وہ لوگ ہوں گے جو منتر جنتر نہیں کرتے ۱۔ فال کے لئے چڑیاں نہیں اڑاتے ۲۔ اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں ۳۔ (مسلم بخاری)

(۵۰۵۸) ۱۔ یعنی کفار کے چھو' چھا سے بچتے ہیں ورنہ قرآنی آیات دعاء ماثورہ سے دم کرنا سنت ہے۔ بلکہ نامعلوم منتر پڑھنا ہی گناہ ہے جس کے معنی کی خبر نہ ہو کیونکہ ممکن ہے کہ ان الفاظ کے شرکیہ معانی ہوں لہٰذا حدیث بالکل ظاہر ہے۔ ۲۔ اہل عرب جب کسی کام کو جاتے تو چڑیوں سے فال لیتے تھے کہ کوئی چڑیا دیکھتے تو اسے اڑاتے اگر داہنی طرف اڑ جاتی تو کہتے کہ ہمارا کام ہو جاوے گا اگر بائیں طرف اڑتی تو کہتے کہ ہمارا کام نہ ہو گا واپس لوٹ آتے یہ حرام ہے ۳۔ توکل کے معنی ابھی عرض ہوئے یہاں شاید خواص کا توکل مراد ہے یعنی ترک اسباب اور نظر بر مسبب الاسباب۔

وَعَنْهُ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْاُمَمُ فَجَعَلَ يَمُرُّ النَّبِيُّ وَمَعَهُ الرَّجُلُ وَالنَّبِيُّ وَمَعَهُ الرَّجُلَانِ وَالنَّبِيُّ وَمَعَهُ الرَّهْطُ وَالنَّبِيُّ وَلَيْسَ مَعَهُ اَحَدٌ فَرَاَيْتُ سَوَادًا كَثِيْرًا سَدَّ

(۵۰۵۹) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو فرمایا کہ مجھ پر امتیں پیش کی گئیں ۱۔ تو نبی گزرنے لگے جن کے ساتھ صرف ایک شخص تھا کوئی نبی کہ ان کے ساتھ دو شخص تھے اور کوئی نبی کہ ان کے ساتھ جماعت تھی اور کوئی نبی کہ ان کے ساتھ ایک بھی نہ تھا ۲۔ پھر میں نے بڑھی

marfat.com

الْاُفُقَ فَرَجَوْتُ اَنْ یَّکُوْنَ اُمَّتِیْ فَقِیْلَ هٰذَا مُوْسٰی فِیْ قَوْمِهٖ ثُمَّ قِیْلَ لِیْ انْظُرْ فَرَاَیْتُ سَوَادًا کَثِیْرًا سَدَّ الْاُفُقَ فَقِیْلَ لِیْ انْظُرْ هٰکَذَا فَرَاَیْتُ سَوَادًا کَثِیْرًا سَدَّ الْاُفُقَ فَقِیْلَ هٰؤُلَاءِ اُمَّتُکَ وَمَعَ هٰؤُلَاءِ سَبْعُوْنَ اَلْفًا قُدَّامَهُمْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَیْرِ حِسَابٍ هُمُ الَّذِیْنَ لَا یَتَطَیَّرُوْنَ وَلَا یَسْتَرْقُوْنَ وَلَا یَکْتَوُوْنَ وَعَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ فَقَامَ عُکَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ یَّجْعَلَنِیْ مِنْهُمْ قَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ اٰخَرُ فَقَالَ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ یَّجْعَلَنِیْ مِنْهُمْ قَالَ سَبَقَکَ بِهَا عُکَّاشَةُ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

جماعت دیکھی جس نے کنارہ آسمان گھیر رکھے تھے میں نے امید کی کہ یہ میری امت ہو ۳۔ تو مجھ سے فرمایا گیا یہ موسیٰ ہی کی اپنی قوم ہے۔ ۴۔ پھر مجھ سے فرمایا کہ دیکھئے میں نے بہت بڑی خلقت دیکھی جس نے کنارہ آسمان گھیرے ہوئے تھا پھر مجھ سے کہا گیا ادھر ادھر دیکھئے میں نے بہت بڑی خلقت دیکھی جس نے کنارے گھیرے تھے ۵۔ کہا گیا یہ ہے آپ کی امت اور ان کے ساتھ ان کے آگے ستر ہزار وہ ہیں جو بلا حساب جنت میں جائیں گے۔ ۶۔ وہ وہ ہیں جو نہ تو پرندے اڑاتے ہیں نہ منتر جنتر کرتے ہیں اور نہ داغ لگاتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں ۷۔ حضرت عکاشہ ابن محصن کھڑے ہو گئے ۸۔ بولے حضور اللہ سے دعا کریں کہ مجھے ان میں سے کرے فرمایا الٰہی انہیں ان میں سے کردے ۹۔ پھر دوسرا آدمی کھڑا ہوا بولا دعا کیجئے اللہ مجھے ان میں سے کرے فرمایا اس دعا میں تم پر عکاشہ سبقت لے گئے ۱۰۔ (مسلم، بخاری)

(۵۰۵۹) ۱۔ یہ پیشی یا تو میثاق کے دن ہوئی یا کسی خوابی معراج میں یا جسمانی معراج ہیں تیسرا احتمال زیادہ قوی ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج میں جہاں اور چیزیں ملاحظہ فرمائیں وہاں ہی سارے نبی مع ان کی اپنی امتوں کے حال آنکھوں سے دیکھے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ سے کوئی نبی اور ہر نبی کا کوئی امتی غائب نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو اپنی آنکھوں سے ملاحظہ فرمایا ہے۔ ۲۔ یعنی بعض نبی دنیا میں وہ بھی گزرے جن کی بات ایک شخص نے بھی نہ مانی وہ ہمارے سامنے اکیلے ہی پیش ہوئے بعض نبی وہ جن کی دعوت صرف ایک نے یا دو نے یا جماعت نے قبول کی وہ نبی ہمارے سامنے اسی طرح ایک دو یا زیادہ کے ساتھ پیش ہوئے معلوم ہوا کہ امت سے مراد امت اجابت ہے۔ ۳۔ یعنی اس جماعت کی یہ زیادتی دیکھ کر مجھے اندازہ ہوا کہ یہ میری امت ہوگی کیونکہ میرا دین قیامت تک ہے اور ہر زمانہ میں لاکھوں آدمی مسلمان ہیں۔ ۴۔ یعنی یہ امت آپ کی نہیں بلکہ موسیٰ علیہ السلام کی ہے جو ان پر ایمان لائے اور ایمان پر ہی مرے مرتد نہ ہوئے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کے اندازہ میں غلطی ہو سکتی ہے تبلیغی احکام میں غلطی نہیں ہو سکتی ورنہ شریعت محفوظ نہ رہے گی یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کو علم آہستگی سے دیا گیا خیال رہے کہ یہ لوگ صرف سامنے ہی تھے مگر تھے بہت کہ تا حد نظر آدمی ہی آدمی تھے۔ ۵۔ یعنی اس جماعت کی کثرت کا یہ حال تھا کہ آگے داہنے بائیں ہر طرف اس کثرت سے آدمی تھے کہ تا حد نظر آدمی ہی آدمی تھے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ساری امت کو ملاحظہ فرمایا حضور سے کوئی شخص پوشیدہ نہیں۔ ۶۔ **مع هولاء** میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ اسی جماعت میں یہ لوگ بھی ہیں جو بغیر حساب جنت میں جائیں گے دوسرے یہ کہ ان کے علاوہ ستر ہزار وہ بھی ہیں جو بغیر حساب جنتی ہیں پہلا احتمال زیادہ قوی ہے ستر ہزار سے مراد بے شمار لوگ ہیں اور ہو سکتا ہے کہ یہ خاص تعداد ہی ہو یعنی ساری امت

marfat.com

میں ستر ہزار بے حساب جنتی ہیں اس دوسرے احتمال کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے کہ فرمایا کہ ان ستر ہزار میں سے ہر شخص کے ساتھ ستر ستر ہزار ہوں گے۔ قرآن مجید میں ہے **یدخلون الجنته بغیر حساب** اس آیت اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قیامت میں سب کا حساب نہ ہو گا بعض لوگ حساب سے مستثنیٰ بھی ہوں گے۔ ۷۔ اس فرمان عالی سے معلوم ہوا کہ یہ بے حساب جنتی وہ ہیں جو ان اعمال کی وجہ سے بے حساب بہشت میں جائیں گے ان کے علاوہ اور بہت سی قسم کے لوگ بے حساب جنتی ہیں جیسے نابالغ فوت شدہ بچے' دیوانے صدیقین وغیرہم۔ خیال رہے کہ یہاں حساب سے محشر کا حساب مراد ہے نہ کہ قبر کا حساب۔ قبر کے حساب سے تو بہت سے لوگ مستثنیٰ ہیں قبر کے حساب سے آٹھ قسم کے لوگ محفوظ رہیں گے حتیٰ کہ جو جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں فوت ہوا بلکہ جو روزانہ موت کو یاد کر لیا کرے وہ بھی حساب سے محفوظ ہے قبر میں ایمان کا حساب ہے محشر میں اعمال کا حساب۔ ۸۔ حضرت عکاشہ مشہور صحابی ہیں بدر اور بعد بدر تمام غزوات میں شریک ہوئے بدر میں آپ کی تلوار ٹوٹ گئی تو حضور انور نے آپ کو کھجور کی چھڑی عنایت فرمائی جو آپ کے ہاتھ میں پہنچتے ہی تلوار بن گئی۔ حضور نے آپ کو جنت کی بشارت دی ۴۵ پینتالیس سال عمر پائی خلافت صدیقی میں وفات ہوئی آپ سے حضرت ابو ہریرہ۔ عبداللہ ابن عباس اور خود آپ کی بہن ام قیس بنت محصن نے روایات لی ہیں آپ کا کھڑا ہونا عرض معروض کے لئے تھا۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کرنا سنت صحابی ہے۔ ۹۔ بعض روایات میں ہے کہ فرمایا **انت منهم** ہو سکتا ہے کہ دعا بھی دی ہو اور بشارت بھی اس دعا سے معلوم ہوا کہ حضرت عکاشہ اس جماعت میں حضور کی دعا کی برکت سے داخل ہوئے (مرقات) ۱۰۔ یہ دوسرے صاحب حضرت سعد ابن عبادہ تھے (اشعہ و مرقات) اسی جواب عالی سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کے انجام سب کے مقام و درجات کی خبر ہے کہ ایک صاحب کے لئے دعا فرمائی خبر تھی کہ یہ ان میں سے ہیں دوسرے کے لئے خبر تھی یہ ان میں سے نہیں اب جواب کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جنت میں اب کوئی سیٹ خالی نہیں۔ یہی یا وہ جماعت پوری ہو چکی تم کیسے داخل ہوؤ گے مطلب یہ ہی ہے کہ تم اس جماعت سے نہیں تمہارے لئے دعا کیسے کی جائے۔

وَعَنْ صُهَيْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجَبًا لِاَمْرِ الْمُؤْمِنِ اِنَّ اَمْرَهٗ كُلَّهٗ لَهٗ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذٰلِكَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ اِنْ اَصَابَتْهُ سَرَّآءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ وَاِنْ اَصَابَتْهُ ضَرَّآءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۰۶۰) روایت ہے حضرت صہیب سے ۱۔ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعجب ہے مرد مسلمان پر کہ اس کے سارے کام خیر ہیں ۲۔ یہ بات کسی کو حاصل نہیں ہوتی سواء مرد مومن کے کہ اگر اسے راحت پہنچے تو شکر کرے تو اس کے لئے راحت خیر ہو اور اگر اسے تکلیف پہنچے تو صبر کرے تو صبر اس کے

(۵۰۶۰) ۱۔ آپ صہیب ابن سنان ہیں حضرت عبداللہ الٰہی بجز عان ۳ کے (آزاد) کردہ آپ کی کنیت ابو یحییٰ ہے اصلی باشندے موصل کے ہیں مگر رومیوں نے آپ کو قید کر کے روم پہنچا دیا۔ پھر مکہ معظمہ میں آپ فروخت ہو کر آئے مکہ میں ہی ایمان لائے اللہ کی راہ میں بہت ستائے گئے آپ کے متعلق یہ ایت اتری **ومن الناس من یشری نفسه ابتغاء مرضات الله** نوے سال کی عمر ہوئی ۸۰ھ میں وفات پائی جنت البقیع میں دفن ہوئے (مرقات)۔ یعنی مومن کے لئے دنیا میں خیر بھی خیر ہے شر بھی خیر راحت و آرام بھی خیر ہے مصیبت و آلام بھی خیر وہ ہر طرح نفع میں ہے۔ ۳۔ یعنی مومن نعمتیں پا کر شاکر بن جاتا ہے اور

marfat.com

مصیبتیں پاکر صابر بن جاتا ہے خیال رہے کہ شکر و صبر دونوں تین قسم کے ہوتے ہیں۔ دلی قولی عملی یعنی جنانی، لسانی، ارکانی، مالدار کا زکوٰۃ نکالنا عملی شکر ہے۔ یہ ہی حال صبر کا ہے حضرت عمر فرماتے ہیں کہ امیری فقیری دو سواریاں ہیں مجھے پرواہ نہیں کہ کس سواری پر سوار ہو جاؤں۔ (مرقات)

☆ فقر و شاہی واردات مصطفیٰ است ☆

کافر فقیر ہو تو رب کی شکایتیں کر کے کافر رہتا ہے امیر ہو تو فخر و تکبر کر کے اپنا کفر اور زیادہ کر لیتا ہے مومن کا ہر حال اچھا۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِیُّ خَیْرٌ وَّ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِیْفِ وَفِیْ كُلٍّ خَیْرٌ اِحْرِصْ عَلٰى مَا یَنْفَعُكَ وَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَلَا تَعْجِزْ وَاِنْ اَصَابَكَ شَیْءٌ فَلَا تَقُلْ لَوْ اَنِّیْ فَعَلْتُ كَانَ كَذَا وَكَذَا وَلٰكِنْ قُلْ قَدَّرَ اللّٰهُ وَمَا شَآءَ فَعَلَ فَاِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّیْطٰنِ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۰۶۱) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قوی مسلمان کمزور مسلمان سے اچھا ہے اور اللہ کو پیارا ہے ۱۔ بھلائی سب میں ہے ۲۔ اس پر حرص کرو جو تمہیں نفع دے ۳۔ اور اللہ سے مدد مانگو عاجز نہ ہو ۴۔ اور اگر تمہیں کچھ تکلیف پہنچے تو یہ نہ کہو کہ اگر میں وہ کام کر لیتا تو ایسا ہو جاتا ۵۔ لیکن کہو کہ اللہ نے یہ ہی مقدر کیا تھا جو اس نے چاہا کیا کیونکہ اگر مگر شیطان کام کھولتا ہے ۶۔ (مسلم)

(۵۰۶۱) ۱۔ یہاں قوی اور ضعیف سے بدن کا قوی ضعیف مراد ہے یعنی تندرستی و صحت اور مضبوط بدن والا مسلمان کمزور بیمار مسلمان سے زیادہ اچھا ہے کہ تندرست مسلمان نماز و روزہ و حج بلکہ جہاد وغیرہ عبادات بے تکلف کر سکتا ہے لہٰذا مسلمان بیمار رہنے کی تمنا نہ کرے بیماری کا فوراً علاج کر کے تندرست ہو جائے ممکن ہے کہ قوی و ضعیف سے مراد دل کا قوی و ضعیف ہو یعنی وہ مسلمان جو لوگوں میں رہ کر ان کی سختی برداشت کر کے ان کو راہ راست پر لگائے وہ اس مسلمان سے اچھا ہے کہ کسی کی برداشت نہ کر سکے گوشہ نشین ہو کر زندگی گزار دے اور ہو سکتا ہے کہ قوی و ضعیف اعتقاد کا قوی و ضعیف مراد ہو کہ وہ مومن جو ہر راحت و تکلیف کو جھیل جاوے۔ رب کے دروازے سے نہ ہٹے وہ اس مومن سے اچھا ہے جو اعتقاد کا کمزور ہو۔ ذرا سی خوشی یا رنج میں رب کے دروازے سے بھاگ جائے بہرحال اس فرمان عالی کی بہت تفسیریں ہیں۔ ۲۔ یعنی مومن خواہ قوی ہو یا ضعیف دونوں میں خیر ہے ان میں سے کوئی شر نہیں کافر شر بھی ہے مگر فرق مراتب ضروری ہے۔ ۳۔ یعنی جو چیز تم کو دینی نفع دے اس میں قناعت نہ کرو خوب حرص کرو اس کے حاصل کرنے کی کوشش کرو مگر اپنی کوشش پر بھروسہ نہ کرو اللہ پر توکل کرو خیال رہے کہ دنیاوی چیزوں میں قناعت اور صبر اچھا ہے مگر آخرت کی چیزوں میں حرص اور بے صبری اعلیٰ ہے دین کے کسی درجہ پر پہنچ کر قناعت نہ کر لو آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ رب فرماتا ہے **فاستبقوا الخیرٰت۔** شعر:

☆ حاجتے نیست مرا سیر ازیں آبحیات ☆ ضاعف اللہ علی کل زمان عطشی ☆

حریص مال برا مگر حریص اعمال اچھا رب تعالیٰ نے اپنے محبوب کی تعریف میں فرمایا حریص علیکم۔ ۴۔ کیونکہ یہ کہنے میں دل کو رنج بھی بہت ہوتا ہے رب تعالیٰ ناراض بھی ہوتا ہے اگر میں اپنا فلاں وقت فروخت کر دیتا تو بڑا نفع ہوتا مگر میں نے غلطی کی کہ اب فروخت کیا ہائے بڑی غلطی کی یہ برا ہے لیکن دینی معاملات میں ایسی گفتگو اچھی یہاں دنیاوی نقصانات مراد ہیں۔ ۵۔ یعنی اس اگر مگر

marfat.com

سے انسان کا بھروسہ رب تعالیٰ پر نہیں رہتا اپنے پر یا اسباب پر ہو جاتا ہے خیال رہے کہ یہاں دنیا کے اگر مگر کا ذکر ہے دینی کاموں میں اگر مگر اور افسوس و ندامت اچھی چیز ہے اگر میں اتنی زندگی اللہ کی اطاعت میں گزارتا تو متقی ہو جاتا مگر میں نے گناہوں میں گزاری ہائے افسوس یہ اگر مگر عبادت ہے اگر میں حضور کے زمانہ پاک میں ہوتا تو حضور کے قدموں پر دل و جان قربان کر دیتا مگر میں اتنے عرصہ بعد پیدا ہوا ہائے افسوس یہ عبادت ہے اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فرمایا۔ شعر:۔

☆ جو ہم بھی واں ہوتے خاک گلشن لپٹ کے قدموں سے لیتے اترن ☆
☆ مگر کریں کیا' نصیب میں تو یہ نامرادی کے دن لکھے تھے ☆

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

دوسری فصل

وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَوْ اَنَّكُمْ تَتَوَكَّلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهٖ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ تَغْدُوْ خِمَاصًا وَتَرُوْحُ بِطَانًا۔
(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

(۵۰۶۲) روایت ہے حضرت عمر ابن خطاب سے فرماتے ہیں' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اگر اللہ پر جیسا چاہیے ویسا توکل کرو ۱۔ تو تم کو ایسے رزق دے جیسے پرندوں کو دیتا ہے کہ وہ صبح کو بھوکے جاتے ہیں اور شام کو شکم سیر لوٹتے ہیں ۲۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

(۵۰۶۲) ۱۔ حق توکل یہ ہے کہ فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ کو ہی جانے بعض نے فرمایا کہ کسب کرنا نتیجہ اللہ پر چھوڑنا حق توکل ہے جسم کو کام میں لگائے دل کو اللہ سے وابستہ رکھے۔ ۲۔ تجربہ بھی ہے کہ اللہ پر توکل کرنے والے بھوک نہیں مرتے کسی نے کیا خوب کہا۔ شعر:۔

☆ رزق نہ رکھیں ساتھ میں پنچھی اور درویش ☆ جن کا رب پر آسرا ان کو رزق ہمیش ☆

خیال رہے کہ پرندے تلاش رزق کے لئے آشیانہ سے باہر ضرور جاتے ہیں ہاں درختوں میں چلنے کی طاقت نہیں تو انہیں وہاں ہی کھڑے کھڑے کھانا پانی پہنچتا ہے کوے کا بچہ انڈے سے نکلتا ہے تو سفید ہوتا ہے اس کے ماں باپ اس سے ڈر کر بھاگ جاتے ہیں اللہ تعالیٰ اس بچے کے منہ پر بھنگے جمع کر دیتا ہے یہ بچہ انہیں کھا کر بڑا ہوتا ہے جب کالا پڑ جاتا ہے تب ماں باپ آتے ہیں (دیکھو مرقات)

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّهَا النَّاسُ لَيْسَ مِنْ شَيْءٍ يُقَرِّبُكُمْ اِلَى الْجَنَّةِ وَيُبَاعِدُكُمْ مِنَ النَّارِ اِلَّا قَدْ اَمَرْتُكُمْ بِهٖ وَلَيْسَ شَيْءٌ يُقَرِّبُكُمْ مِنَ النَّارِ وَيُبَاعِدُكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ اِلَّا قَدْ نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ وَاِنَّ الرُّوْحَ الْاَمِيْنَ وَفِیْ رِوَايَةٍ وَاِنَّ رُوْحَ

(۵۰۶۳) روایت ہے حضرت ابن مسعود سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے لوگو نہیں ہے کوئی وہ چیز جو تم کو جنت سے نزدیک اور دوزخ سے دور کرے مگر میں نے تم کو اس کا حکم دے دیا اور نہیں ہے کوئی وہ چیز جو تمہیں آگ سے نزدیک اور جنت سے دور کر دے مگر میں نے تمہیں اس سے منع کر دیا ۱۔ اور روح الامین نے ایک روایت میں ہے کہ روح القدس نے میرے

marfat.com

اَلْقُدُسِ نَفَثَ فِیْ رُوْعِیْ اِنَّ نَفْسًا لَنْ تَمُوْتَ حَتّٰی تَسْتَکْمِلَ رِزْقَهَا اَلَا فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاجْمِلُوْا فِی الطَّلَبِ وَلَا یَحْمِلَنَّکُمُ اسْتِبْطَاءُ الرِّزْقِ اَنْ تَطْلُبُوْهُ بِمَعَاصِی اللّٰهِ فَاِنَّهٗ لَا یُدْرَکُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ اِلَّا بِطَاعَتِهٖ۔

(رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ یَذْکُرْ وَاَنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ)

دل میں ڈالا ۲۔ کہ کوئی جان نہ مرے گی حتیٰ کہ اپنا رزق پورا کرے ۳۔ خیال رکھو کہ اللہ سے ڈرو تلاش رزق میں درمیانی راہ اختیار کرو ۴۔ اور رزق میں دیر لگنا تم کو اس پر نہ اکسائے کہ تم اللہ کی نافرمانی سے رزق ڈھونڈو ۵۔ کیونکہ اللہ کے پاس کی چیزیں اس کی فرماں برداری سے ہی حاصل کی جاسکتی ہیں۔ ۶۔ (شرح سنہ، بیہقی، شعب الایمان مگر بیہقی نے یہ عبارت روایت نہ کی، ان روح القدس۔

(۵۰۶۳) ۱۔ یعنی تبلیغ مکمل کردی کوئی حکم چھپایا نہیں۔ ۲۔ رزق سے مراد صرف کھانا نہیں بلکہ کھانا پانی ہوا، دھوپ زمین پر چلنا وغیرہ سب ہی ہے کہ یہ سب چیزیں اللہ کی دی ہوئی روزی ہیں بندہ کی پیدائش سے پہلے ہی اس کی سانسیں، پانی غذا سب مقرر ہو جاتی ہیں۔ جب بندہ اپنا طے شدہ حصہ استعمال کرلیتا ہے تب اسے موت آتی ہے دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ مرتے وقت تین چار دن تک بیہوش پڑے رہتے ہیں صرف سانس لیتے رہتے ہیں کچھ کھاتے پیتے نہیں کیونکہ ابھی ان کے حصے کی ہوا میں کچھ سانسیں باقی ہوتی ہیں اپنا پانی کھانا پورا استعمال کر چکتے ہیں وہ سانسیں پوری کرنے کے لئے اس طرح پڑے رہتے ہیں یہ ہے اس حدیث کا ظہور رب تعالیٰ فرماتا ہے **هو الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم**۔ یہ ہے اس حدیث کی تائید۔ ۴۔ یعنی حلال ذریعہ سے روزی کماؤ حرام ذریعوں سے بچو حرام ذریعوں سے کمانا افراط ہے اور بالکل کمائی نہ کرنا بیکار بیٹھ رہنا تفریط درمیانی راہ یہ ہے۔ ۵۔ یعنی اگر کبھی روزی کم ملے یا کچھ روز کے لئے نہ ملے تو چوری، جوا، رشوت، خیانت، غصب وغیرہ سے روزی حاصل کرنے کی کوشش نہ کرو۔ حلال کام کئے جاؤ اس کی مہربانی سے امید رکھو۔ شعر:۔

☆ گر زمیں را بہ آسماں دوزی ☆ نہ دہندت زیادہ از روزی ☆

۶۔ یعنی سب کی روزی اللہ کے ہی پاس ہے اگر تم نے اسے حرام ذریعہ سے حاصل کیا تو وہ حرام ہو کر تم تک پہنچی رب بھی ناراض ہوا مگر ملا وہ ہی جو تمہارا حصہ تھا اور اگر حلال ذریعہ سے حاصل کیا تو وہ حلال ہو کر تمہارے پاس پہنچا اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو گیا ملا تمہارا حصہ ہی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حرام روزی بھی اللہ کا رزق ہے نیز اس میں قاعدہ بتایا گیا کہ کسی سے کچھ لینا ہو تو اسے راضی کر کے لو اللہ سے سب کچھ لینا ہے تو اسے ہمیشہ خوش کرنے کی کوشش کرو یہاں **ما عند اللہ** سے مراد وہ روزی ہے جو ہم تک حلال راستہ سے پہنچے بعض نے فرمایا کہ اس سے مراد جنت ہے واللہ اعلم (اشعہ)

وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الزَّهَادَةُ فِی الدُّنْیَا لَیْسَتْ بِتَحْرِیْمِ الْحَلَالِ وَلَا اِضَاعَةِ الْمَالِ وَلٰکِنَّ الزَّهَادَةَ فِی الدُّنْیَا اَنْ لَا تَکُوْنَ بِمَا فِیْ یَدَیْکَ اَوْثَقَ بِمَا فِیْ یَدَیِ اللّٰهِ وَاَنْ تَکُوْنَ فِیْ ثَوَابِ الْمُصِیْبَةِ اِذَا اَنْتَ اُصِبْتَ بِهَا اَرْغَبَ فِیْهَا لَوْ اَنَّهَا اَبْقِیَتْ لَکَ۔

(۵۰۶۴) روایت ہے حضرت ابوذر سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا کہ دنیا میں زہد و تقویٰ نہ تو حلال کو حرام کر لینے سے ہے ۱۔ اور نہ مال برباد کرنے سے ۲۔ لیکن دنیا میں زہد یہ ہے کہ اپنے قبضہ کی چیز پر اس سے زیادہ بھروسہ نہ کر جو اللہ کے قبضہ میں ہے ۳۔ اور جب تو مصیبت میں گرفتار ہو تو مصیبت کے ثواب میں

marfat.com

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَعَمْرُو بْنُ وَاقِدِ الرَّادِيُّ مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ)

زیادہ راغب ہو اگر وہ تجھ پر باقی رکھی جاوے ۴۔ (ترمذی، ابن ماجہ) ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب اور عمرو ابن واقد راوی منکر الحدیث ہے۔

(۵۰۶۴) ۱۔ بعض جھوٹے پیروں فقیروں کو دیکھا گیا کہ وہ گوشت اور دوسرے اعلیٰ کھانے نہیں کھاتے ہمیشہ موٹا کھاتے موٹا پہنتے ہیں مگر اس کے ساتھ ہی جھوٹ غیبت، بھنگ چرس ترک نماز میں مبتلا رہتے ہیں اور اسے فقیری بلکہ اولیائی سمجھتے ہیں وہ لوگ اس فرمان عالی کے مظہر ہیں یہ لوگ پیر نہیں شیاطین ہیں کہ حرام چیز چھوڑتے نہیں حلال سے محروم ہو جاتے ہیں فقیری کے لئے بھی علم شریعت کی ضرورت ہے ۲۔ مال برباد کرنے کی چند صورتیں ہیں اور وہ سب حرام ہیں۔ نمبر(۱) ناجائز جگہ خرچ کرنا نمبر(۲) بلاوجہ مال لٹا دینا نمبر(۳) بال بچے ہوتے ہوئے لوگوں میں مال بانٹ دینا نمبر(۴) سارا مال خیرات کر کے اپنے اور اپنی اولاد کو بھکاری فقیر بنا لینا ہاں حضرت ابوبکر صدیق اور ان کے بال بچوں کی طرح جو صابر شاکر متوکل ہو وہ سب خیرات کرے ورنہ آج خیرات کر کے کل بھیک مانگے گا یہ حرام ہے۔ ۳۔ یعنی تو متقی جب بنے گا جب تیرے دو اعتقاد ہو جاویں ایک یہ کہ جو چیز تیرے ملک ہو نہ تیرے قبضہ میں ہے اگر اللہ نہ چاہے تو تو اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا دوسرے یہ کہ جو چیز نہ تیری ملک ہو نہ تیرے قبضہ میں مگر رب تعالیٰ چاہے کہ تو اس سے نفع اٹھائے تو عنقریب وہ چیز تیرے پاس پہنچے گی اور تو اس سے نفع اٹھائے گا غرضیکہ تیرا توکل اللہ پر ہو اپنے پر یا اپنی ملک پر یا اپنے قبضہ پر نہ ہو یہ توکل انسان کو سچا بندہ بنا دیتا ہے بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ خود اپنے گھر میں پکا ہوا کھانا نصیب نہیں ہوتا اور جہاں کا خیال بھی نہ ہو وہاں کھانا مل جاتا ہے خود فقیر نے آزمایا ہے یہ واقعات اس فرمان عالی کی شرح ہیں۔ ۴۔ یعنی نیز متقی ہونے کی دوسری شرط یہ ہے کہ اگر تجھ پر کوئی آفت آجائے اور تیرا دل چاہے کہ یہ آفت جلد ٹل جاوے پھر تجھے خیال آجائے کہ یہ مصیبت ثواب کا ذریعہ ہے تو تمہارے دل میں اس کی رغبت واقع ہو جانے کی رغبت سے زیادہ ہو یہاں رغبت کا ذکر ہے دعا کا ذکر نہیں مصیبت کی دعا کرنا ممنوع ہے مگر اس کے ثواب کی رغبت کرنا اچھا ہے جب مصیبت آپڑے تو اس کی تکلیف پر نہ ہو اس کے ثواب پر نظر ہو۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ يَا غُلَامُ احْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ احْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ وَاِذَا سَاَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰهَ وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَاعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰى اَنْ يَنْفَعُوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوْكَ اِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ وَلَوِ اجْتَمَعُوْا عَلٰى اَنْ يَضُرُّوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوْكَ اِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ رُفِعَتِ الْاَقْلَامُ وَجُفَّتِ الصُّحُفُ۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ)

(۵۰۶۵) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھا۔ تو فرمایا اے لڑکے حقوق الٰہی کی حفاظت کرو اللہ تمہاری حفاظت کرے گا ۲۔ تو اسے اپنے سامنے پائے گا ۳۔ اور جب مانگو تو اللہ سے مانگو جب مدد مانگو تو اللہ سے مانگو ۴۔ اور یقین رکھو کہ اگر پوری امت اس پر متفق ہو جاوے کہ تم کو نفع پہنچائے تو وہ تم کو کچھ نفع نہیں پہنچا سکتی مگر اس چیز کا جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دی ۵۔ اور اگر اس پر متفق ہو جاویں کہ تمہیں کچھ نقصان پہنچا دیں تو ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتے، مگر اس چیز سے جو اللہ نے لکھی ۶۔ قلم اٹھ چکے دفتر خشک ہو چکے ۷۔ (احمد، ترمذی)

marfat.com

(۵۰۶۵) ۱۔ یعنی میں حضور کے ساتھ ایک سواری پر سوار تھا بہت ہی قریب سے میں نے یہ فرمان عالی سنا ہے خیال رہے کہ حضرت ابن عباس کی اکثر روایتیں ارسالاً ہوتی ہیں کہ صحابی واسطہ ہوتا ہے جسے آپ اکثر بیان نہیں کرتے یہ روایت اتصالاً ہے (مرقات) آپ کی پیدائش ہجرت سے تین سال پہلے ہے حضور کی وفات کے وقت آپ کی عمر تیرہ سال تھی مگر اس امت کے بڑے عالم تھے آپ نے دو بار جبریل کو دیکھا آخری عمر شریف میں نابینا ہو گئے تھے طائف میں قیام رہا ۶۸ھ میں وفات پائی ۷۱ اکہتر سال عمر پائی (مرقات) ۲۔ یعنی تم دنیا میں اپنے ہر کام ہر چیز میں احکام **الٰہیہ** کا لحاظ رکھو جائز کام کرو ناجائز سے بچو اللہ کی رضا کے کام کرو ناراضی کے کاموں سے بچو تو اللہ تعالیٰ تم کو دینی و دنیاوی آفتوں سے بچائے گا۔ ۳۔ یعنی ہر مصیبت میں رب تعالیٰ کی رحمت تمہارے دل پر وارد ہو گی جس کے اثر سے تمہارے دل پر غم طاری نہ ہو گا۔ ۴۔ یعنی ہر چھوٹی بڑی چیز اعلیٰ ادنے مدد اللہ تعالیٰ سے مانگو یہ خیال نہ کرو کہ اتنے بڑے دربار میں ایسی ادنیٰ چیز کیوں مانگو۔ دوسرے کریم مانگنے سے ناراض ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ نہ مانگنے سے ناراض ہوتا ہے خیال رہے کہ مجازی طور پر بادشاہ حاکم اولیاء اللہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگنا خدا تعالیٰ سے ہی مانگنا ہے کہ یہ حضرات اللہ تعالیٰ کے خدام اللہ کے حکم سے اللہ کی نعمت دیتے ہیں ان سے مانگنا بالواسطہ رب سے ہی مانگنا ہے لہٰذا یہ حدیث ان قرآنی آیات اور احادیث کے خلاف نہیں جن میں بندوں سے مانگنے کا ذکر یا حکم ہے۔ ۵۔ یعنی ساری دنیا مل کر تم کو نفع نہیں پہنچا سکتی اگر کچھ پہنچائے گی تو وہ ہی جو تمہارے مقدر میں لکھا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کا لکھا ہوا نفع دنیا پہنچا سکتی ہے۔ طبیب کی دوا شفا دے سکتی ہے سانپ کا زہر جان لے سکتا ہے مگر یہ اللہ تعالیٰ کا طے شدہ اس کی طرف سے حضرت یوسف کی قمیص نے دیدہ یعقوبی کو شفا بخشی حضرت عیسیٰ مردے زندہ بیمار اچھے کرتے تھے مگر اللہ کے اذن سے۔ ۶۔ لکھنے سے مراد لوح محفوظ میں لکھنا ہے اگرچہ وہ تحریر قلم نے کی مگر چونکہ اللہ کے حکم سے کی تھی اس لئے کہا گیا کہ اللہ نے لکھا مطلب ظاہر ہے کہ اگر سارا جہاں مل کر تمہیں کوئی نقصان دے تو وہ بھی طے شدہ پروگرام کے تحت ہو گا کہ لوح محفوظ میں یوں ہی لکھا جا چکا تھا خلاصہ یہ ہے کہ حقیقی نافع حقیقی ضار اللہ تعالیٰ ہی ہے دنیا اس کی مظہر ہے۔ شعر:۔

☆ گرچہ تیراز کماں ہمی گزرد ☆ از کماں دار بیند اہل خرد ☆

۷۔ یعنی تاقیامت جو کچھ ہونے والا ہے وہ سب سے پہلے ہی لکھا جا چکا ہے بار بار ہر واقعہ کی تحریر نہیں ہوتی۔ ہم مسئلہ تقدیر میں عرض کر چکے ہیں تقدیر تین قسم کی ہے، مبرم، معلق اور معلق مشابہ مبرم، تقدیر مبرم میں ترمیم تبدیلی ناممکن ہے مگر تقدیر معلق میں یہ سب کچھ ہوتا رہتا ہے تقدیر مبرم علم الٰہی ہے اور معلق لوح محفوظ کی تحریر اس کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے **یمحوا اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتب** خیال رہے کہ تدبیر بھی تقدیر میں آچکی ہے لہٰذا تدبیر سے غافل نہ رہو مگر اس پر اعتماد نہ کرو نظر اللہ کی قدرت و رحمت پر رکھو۔

وَعَنْ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَعَادَةِ ابْنِ اٰدَمَ رِضَاهُ بِمَا قَضَى اللّٰهُ لَهٗ وَمِنْ شِقَاوَةِ ابْنِ اٰدَمَ تَرْكُهٗ اِسْتِخَارَةَ اللّٰهِ وَمِنْ شَقَاوَةِ ابْنِ اٰدَمَ سَخَطُهٗ بِمَا قَضَى اللّٰهُ لَهٗ۔

(۵۰۶۶) روایت ہے حضرت سعد سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ انسان کی نیک بختی سے ہے اس کا اللہ کے فیصلہ سے راضی ہونا ۱۔ اور انسان کی بدبختی اس کا اللہ سے خیر مانگنا چھوڑ دینا ہے ۲۔ انسان کی بدبختی سے ہے کہ اس کا اپنے متعلق اللہ کے فیصلہ سے ناراض ہونا ہے ۳۔ (احمد، ترمذی) اور فرمایا یہ

marfat.com

(رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ)

حدیث غریب ہے۔

(۵۰۶۶) ۱۔ یعنی سعادت' شقاوت ایک غیبی چیز ہے مگر ان دونوں کی علامات ہیں جو بندہ اللہ کی رضا پر راضی اس کی قضا پر سر جھکائے رہے سمجھ لو کہ انشاء اللہ یہ سعید ہے اس کا خاتمہ اچھا ہونے والا ہے اس کے برعکس ہو تو علامت بدبختی کی ہے۔ ۲۔ حضرت انس نے مرفوعاً روایت فرمایا کہ جو استخارہ کرے گا نقصان نہ اٹھائے گا جو مشورہ کرے گا وہ شرمندہ نہ ہو گا جو درمیانی خرچ رکھے گا وہ فقیر نہ ہو گا (طبرانی' مرقات) بعض علماء فرماتے ہیں کہ چار شخص چار نعمتوں سے محروم نہ ہوں گے شکر گزار بندہ زیادتی نعمت سے محروم نہیں ہوتا۔ توبہ کرنے والا بندہ قبولیت سے استخارہ کرنے والا خیر سے' مشورہ کرنے والا درستی سے محروم نہیں۔ ۳۔ یعنی جو اللہ کے حکم سے ناراض ہے اس کی شکایتیں کرتا رہے وہ بدنصیب ہے خیال رہے کہ مصیبتوں کو دفع کرنے کے لئے تدبیریں کرنا برا نہیں بلکہ اس کا حکم ہے رب کے فیصلے سے ناراض ہو کر اس کی شان میں بکواس کرنا برا ہے جیسا کہ بعض جاہلوں کا طریقہ ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

تیسری فصل

وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّهٗ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ نَجْدٍ فَلَمَّا قَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَفَلَ مَعَهٗ فَاَدْرَكَتْهُمُ الْقَآئِلَةُ فِيْ وَادٍ كَثِيْرِ الْعِضَاهِ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَفَرَّقَ النَّاسُ يَسْتَظِلُّوْنَ بِالشَّجَرِ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ سَمُرَةٍ فَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهٗ وَنِمْنَا نَوْمَةً فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْنَا وَاِذَا عِنْدَهٗ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ اِنَّ هٰذَا اخْتَرَطَ عَلَيَّ سَيْفِيْ وَاَنَا نَآئِمٌ فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ فِيْ يَدِهٖ صَلْتًا قَالَ مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّيْ فَقُلْتُ اللّٰهُ ثَلٰثًا وَلَمْ يُعَاقِبْهُ وَجَلَسَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِيْ رِوَايَةٍ اَبِيْ بَكْرٍ الْاِسْمٰعِيْلِيِّ فِيْ صَحِيْحِهٖ فَقَالَ مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّيْ قَالَ اللّٰهُ فَسَقَطَ السَّيْفُ مِنْ يَدِهٖ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّيْفَ فَقَالَ مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّيْ فَقَالَ كُنْ خَيْرَ اٰخِذٍ فَقَالَ تَشْهَدُ اَنْ لَّا

(۵۰۶۷) روایت ہے حضرت جابر سے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نجد کی طرف جہاد کیا۔ تو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے تو وہ بھی حضور کے ساتھ واپس ہوئے ایک بہت خاردار درختوں والے جنگل میں انہیں دوپہری آئی ۲۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اترے اور لوگ درختوں سے سایہ لینے کے لئے الگ الگ ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک خاردار درخت کے نیچے اترے اس سے اپنی تلوار لٹکا دی ہم کچھ سوئے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو پکارنے لگے ۳۔ آپ کے پاس ایک دیہاتی تھا تو فرمایا کہ اس شخص نے مجھ پر میری تلوار سونت لی میں سو رہا تھا میں جاگا تو تلوار اس کے ہاتھ میں پڑی تھی ۴۔ بولا مجھ سے آپ کو کون بچائے گا تو میں نے تین بار کہا اللہ ۵۔ حضور نے اس سے بدلہ نہ لیا وہ بیٹھ گیا ۶۔ (مسلم بخاری) ابوبکر اسماعیل کی صحیح روایت میں یوں ہے کہ وہ بولا آپ کو مجھ سے کون بچائے گا میں نے کہا اللہ تو اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی ۷۔ تو تلوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لے لی پھر فرمایا تجھے مجھ سے

marfat.com

اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاِنْ لَّا وَ لٰكِنِّیْ اُعَاهِدُكَ عَلٰی اَنْ لَّا اُقَاتِلَكَ وَلَا اَكُوْنَ مَعَ قَوْمٍ یُّقَاتِلُوْنَكَ فَخَلِّ سَبِیْلَهٗ فَاَتٰی اَصْحَابَهٗ فَقَالَ جِئْتُكُمْ مِنْ عِنْدِ خَیْرِ النَّاسِ هٰكَذَا فِیْ كِتَابِ الْحُمَیْدِیِّ وَفِی الرِّیَاضِ۔

کون بچائے گا وہ بولا آپ بہترین پکڑ فرمانے والے ہو ۸۔ فرمایا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں وہ بولا نہیں لیکن میں آپ سے معاہدہ کرتا ہوں کہ نہ آپ سے جنگ کروں گا اور نہ آپ سے لڑنے والی قوم کے ساتھ رہوں گا ۹۔ تو حضور نے اس کا راستہ چھوڑ دیا ۱۰۔ وہ اپنے ساتھیوں کے پاس گیا بولا میں تمہارے لوگوں میں سب سے بہترین کے پاس سے آرہا ہوں ۱۱۔ کتاب حمیدی اور ریاض میں یوں ہی ہے۔

(۵۰۶۷) ۱۔ نجد کے لفظی معنی ہیں اونچی زمین اصطلاح میں عرب کے ایک مشہور صوبہ کا نام نجد ہے عرب کے پانچ صوبے ہیں' حجاز' عراق' بحرین' نجد' یمن چونکہ نجد کی زمین حجاز سے اونچی ہے اس لئے اسے نجد کہتے ہیں وسیع راستہ کو نجد کہا جاتا ہے رب فرماتا ہے **وھدینہ النجدین** نجد کا علاقہ تہامہ اور عراق کے درمیان ہے۔ (اشعہ' مرقات) ۲۔ یعنی واپسی میں ایک دن ایسے جنگل میں ان صحابہ کو دوپہری کا آرام کرنا پڑا جہاں خاردار درخت بہت تھے حسب معمول صحابہ کرام اس جنگل میں الگ ٹھہر گئے اور ایک گھنا درخت جس کا سایہ زیادہ تھا حضور انور کے آرام کے لئے چھوڑ دیا جہاں حضور نے تنہا آرام کیا ان حضرات کا پہلے سے ہی یہ ہی دستور تھا۔ ۳۔ یعنی آج خلاف معمول وقت سے پہلے ہی حضور انور بیدار ہو گئے اور ہم کو بھی آواز دے کر جگایا۔ اپنے پاس بلایا۔ ۴۔ اس بدوی کا نام معلوم نہ ہو سکا غالباً یہ عرصہ سے اسی موقعہ کی تاک میں تھا۔ جو اس نے آج پایا تھا اور اس نے اس موقعہ سے اپنے خیال میں پورا فائدہ اٹھایا۔ ۵۔ یہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا توکل خاص اور مخلوق سے بے خوفی کہ ایسے نازک موقعہ پر بھی دل میں گھبراہٹ نہ آئی نہایت سکون سے یہ جواب دیا۔ اس توکل کا نتیجہ وہ ہوا جو یہاں مذکور ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا حافظ و ناصر ہوتا ہے۔ ۶۔ وہ شخص یہ اخلاص کریمانہ دیکھ کر گرویدہ ہو گیا اور بیٹھ گیا ورنہ حضور نے اسے بیٹھنے کو نہ فرمایا تھا۔ ۷۔ حضور کے اس فرمان سے اس پر ہیبت طاری ہو گئی جس کے نتیجہ میں تلوار پھوٹ پڑی۔ شعر:۔

☆ اس کی باتوں کی لذت پہ دائم درود ☆ اس کے خطبہ کی ہیبت پہ لاکھوں سلام ☆

۸۔ اخذ کے معنی ہیں پکڑ کرنے والا بدلہ لینے والا۔ یا تلوار پکڑنے والا۔ یعنی آپ مجھے اس حرکت کا بہترین بدلہ دیجئے کہ خطا میں نے کر لی ہے عطا آپ کر دو گناہ میں نے کر لیا معافی آپ دے دیجئے۔ جس لائق میں تھا وہ میں نے کر لیا جو آپ کی شان عالی کے لائق ہے وہ آپ کرو۔ پھل والے درخت کو پتھر مارتے ہیں تو وہ ان پر پھل گراتا ہے۔ ۹۔ یعنی میں منافق نہیں ہوں کہ دل میں کفر رکھوں اور زبان سے کلمہ پڑھ دوں ہاں اتنا وعدہ ہے کہ کبھی آپ سے مقابل نہ آؤں گا آپ کے سامنے میری آنکھ نہ اٹھے گی۔ ۱۰۔ یعنی اس سے فرمایا جا تجھے اجازت ہے ہم تجھے معافی دیتے ہیں حضور نے اسے اپنے دامن کرم میں بلایا تھا مگر وہ آیا نہیں شعر:۔

☆ کر کے تمہارے گناہ مانگیں تمہاری پناہ ☆ تم کمو دامن میں آ تم پہ کروڑوں درود ☆

اے میرے رب جب تیرے بندہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رحم خسروانہ عنایت شاہانہ کا یہ حال ہے تو مولیٰ تو تو ان کا رب ہے' ارحم الراحمین ہے تیرے کرم و عفو و سخا کا کیا پوچھنا میرے مولیٰ انہیں رءوف رحیم محبوب کا صدقہ ہم مجرموں سے درگزر فرما

marfat.com

معانی دیدے۔ شعر:۔

☆ مہ فشاند نور سگ عوعو کند ☆ ہر کے بر طینت خودی کند ☆

جب چاند چمکتا ہے تو کتا اس پر بھونکتا ہوا حملہ کرتا ہوا اچھلتا ہے تو چاند اس کے کھلے ہوئے منہ میں نور ڈال دیتا ہے۔ حضور چاند ہیں اس دشمن کو بھی ایمان دے رہے ہیں۔ ۱۲ معلوم ہوتا ہے کہ اس کا بدن تو آزاد ہو گیا مگر دل مقید ہو گیا اور کہ بعد میں اسے ایمان بھی نصیب ہو گیا۔ واللہ و رسولہ اعلم۔

وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ اٰیَۃً لَوْ اَخَذَ النَّاسُ بِہَا لَکَفَتْھُمْ وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ۔ (رَوَاہُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَۃَ وَالدَّارِمِیُّ)

(۵۰۶۸) روایت ہے حضرت ابوذر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ایک ایسی آیت جانتا ہوں کہ اگر لوگ اسے اختیار کرلیں تو وہ انہیں کافی ہو اب کہ جو اللہ سے ڈرے گا ۲۔ تو اللہ اس کے لئے چھٹکارا بنا دے گا۔ اور بے گمان جگہ سے اسے روزی دے گا ۳۔ (احمد، ابن ماجہ، دارمی)

(۵۰۶۸) ۱۔ یعنی اگر اس آیت کریمہ پر تمام دنیا عمل کرے دین و دنیا کے رنج و غم سے اور فکروں سے آزاد ہو جاوے یہ ایک آیت سب کے لئے کافی ہے۔ ۲۔ یہاں تقویٰ سے مراد تقویٰ عامہ ہے یعنی اللہ رسول کے احکام پر عمل کرنا اور جن چیزوں سے انہوں نے منع فرمایا ہے ان سے بچے رہنا تقویٰ ہے اللہ کی بڑی نعمت ہے جس پر اس کا کرم ہوتا ہے اسے تقویٰ نصیب ہوتا ہے۔ ۳۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں تقویٰ پر وعدے فرمائے ایک تو ہر مشکل و مصیبت سے نجات ملنا اور غیب سے روزی عطا ہونا خیال رہے کہ مصیبت و بلا اور چیز ہے رب تعالیٰ کا امتحان کچھ اور مصیبت سے نجات ملنا چاہیے مگر امتحان میں کامیابی ہونی چاہیے حضرت حسین امام المتقین ہے کربلا میں اللہ نے آپ کو ایسی کامیابی عطا فرمائی جس کی مثال نہیں۔ شعر:۔

☆ قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے ☆ اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد ☆

لہٰذا اس آیت کریمہ پر یہ اعتراض نہیں کہ جناب حسین یا امام احمد ابن حنبل متقی تھے مگر ان سے مصیبت نہ ٹلی وہ مصیبت نہ تھی آزمائش تھی۔ جو شخص اس آیت کریمہ کو ورد میں رکھے اسے دست غیب نصیب ہو جاتا ہے۔ ایک شاعر کہتا ہے۔ شعر:۔

☆ اذا المراء امی حلیف التقی ☆ فلم یخشی من طارق حلہ ☆
☆ الم تسمع اللہ سبحانہ ☆ ومن یتق اللہ یجعل لہ ☆

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اَقْرَاَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اَنَا الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّۃِ الْمَتِیْنُ۔ (رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ)

(۵۰۶۹) روایت ہے حضرت ابن مسعود سے فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھائی میں ہوں روزی رساں بڑی قوت والا ۱۔ (ابوداؤد، ترمذی) اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(۵۰۶۹) ۱۔ یہ قراۃ شاذہ ہے قراۃ متواترہ یہ ہے ان اللہ ھو الرزاق ذوالقوۃ المتین۔ متین کے معنی ہیں شدید یہ شاذہ قرات ہے۔

marfat.com

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ اَخَوَانِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ اَحَدُهُمَا يَاْتِى النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْاٰخَرُ يَحْتَرِفُ فَشَكَا اَلْمُحْتَرِفُ اَخَاهُ اِلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَعَلَّكَ تُرْزَقُ بِهٖ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ)

(۵۰۷۰) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم کے زمانے میں دو بھائی تھے ۱؎ جن میں سے ایک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آتا تھا ۲؎ اور دوسرا کوئی پیشہ کرتا تھا ۳؎ تو کمائو پیشہ والے نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے بھائی کی شکایت کی ۴؎ تو فرمایا شاید تجھے اس کی برکت سے روزی مل رہی ہے ۵؎۔ (ترمذی اور فرمایا یہ حدیث صحیح غریب ہے)

(۵۰۷۰) ۱؎ غالباً سگے بھائی تھے جن کا کھانا پینا مشترک تھا جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے۔ ۲؎ یہ شخص اپنے کو خدمت دین کے لئے وقف کر چکا تھا حضور کے پاس علم دین سیکھنے آتا تھا یہ رسم آج تک چلی آرہی ہے کہ بعض لوگ اپنے کو علم دین کے لئے وقف کر دیتے ہیں اور مسلمان ان کا خرچہ اٹھاتے ہیں۔ اصحاب صفہ بھی ایسے ہی لوگ تھے رضی اللہ عنہم۔ ۵؎ مرقات نے فرمایا کہ وہ طالب علم غیر شادی شدہ تھا اور یہ کمانے والا بال بچوں والا تھا اس طالب علم کا خرچہ یہ کمائو بھائی ہی اٹھاتا تھا۔ معلوم ہوا کہ طالب علم کی خدمت کرنا خرچہ دینا بہت بڑی عبادت ہے۔ ۶؎ اور عرض کیا حضور اس کو طلب علم سے منع فرمادیں اور اسے کمائی کرنے کا حکم دے دیں تاکہ یہ اپنی دنیا سنبھال لے اس کی شادی وغیرہ کا انتظام ہو سکے مجھ سے اس کا بوجھ اتر جائے۔ ۷؎ یعنی تو اسے علم دین سیکھنے دے اس کا خرچہ تو برداشت کئے جا اللہ تعالیٰ اس کا رزق تیرے دسترخوان بھیجے گا تجھے برکتیں ہوں گی اس فرمان عالی سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بعض لوگوں کا اپنے کو علم دین کے لئے وقف کر دینا سنت صحابہ ہے عالم دین بننا فرض کفایہ ہے بقدر ضرورت علم دین سیکھنا ہر مسلمان پر فرض عین ہے دوسرے یہ کہ ان طالب علموں کا خرچ مسلمانوں کو اٹھانا چاہیے ان شاء اللہ اس میں بڑی برکت اور بڑا ثواب ہے۔ تیسرے یہ کہ اپنے غریب قرابت داروں کی مدد کرنا بڑی برکت کا باعث ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے **وات ذاالقربٰی حقه والمسكين وابن السبيل** اور جب ایک شخص غریب بھی ہو' قرابت دار اور طالب علم بھی اس پر خرچہ کرنا نور علی نور ہے۔ خیال رہے کہ حضور انور کا' لعل فرمانا شک کے لئے نہیں کریموں کی شاید بھی یقینی بلکہ حق الیقینی ہوتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے **وهل ترزقون الا بضعفاءكم** وہ حدیث اس فرمان عالی کی شرح ہے۔

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ قَلْبَ ابْنِ اٰدَمَ بِكُلِّ وَادٍ شُعْبَةٌ فَمَنِ اتَّبَعَ قَلْبُهُ الشِّعَابَ كُلَّهَا لَمْ يُبَالِ اللّٰهُ بِاَىِّ وَادٍ اَهْلَكَهٗ وَمَنْ تَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ كَفَاهُ الشِّعَابَ۔

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

(۵۰۷۱) روایت ہے حضرت عمرو ابن عاص سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ نے کہ انسانی دل کی ہر جنگل میں ایک شاخ ہے ۱؎ تو جو اپنے دل کو ان تمام شاخوں کے پیچھے ڈال دے ۲؎ اللہ پرواہ نہیں کرے گا کہ کسی جنگل میں اسے ہلاک کر دے ۳؎ اور جو اللہ پر بھروسہ کرے اللہ اسے گھاٹیوں سے بچائے گا ۴؎ (ابن ماجہ)

(۵۰۷۱) ۱؎ یعنی انسان کا دل ایک ہے مگر اس کے لئے فکریں غم بہت ہیں روٹی کپڑا' مکان' بیماریوں میں علاج آپس کی مخالفتیں وغیرہ وغیرہ فکروں غموں کے جنگل ہیں جن سے ہر ایک کا تعلق انسان کے دل سے ہے۔ ۲؎ اس طرح کہ اپنے دل میں ہر فکر و غم کو

marfat.com

جگہ دے دے آخرت کی فکروں سے نکل جاوے ہر فکر کے پیچھے بھاگا پھرے۔ ۳۔ مطلب یہ ہے کہ ایسے دنیادار کی طرف اللہ تعالیٰ توجہ کرم نہ کرے گا اسے ان غموں سے آزاد نہ کرے گا مرتے وقت تک وہ انہیں میں گرفتار رہے گا آخر اسی حال میں مرجائے گا عام دنیاداروں کا یہ ہی حال دیکھا جاتا ہے اللہ تعالیٰ ایسی زندگی سے محفوظ رکھے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ دنیادار مالداروں کی طرف نگاہ اٹھا کر نہ دیکھو کیونکہ **یرید اللہ ان یعذبھم بھافی الدنیا وتزھق انفسھم وھم کفرون** ۴۔ ایسے متوکل مومن پر رنج و غم اولاً آئیں گے نہیں اگر آئیں گے تو پانی کی طرح بہہ جائیں گے اگر کچھ ٹھہر بھی گئے تو دل ان کا اثر نہیں لیتا دل اللہ کی یاد میں مخمور رہتا ہے۔ شعر:۔

☆ ترا درد مرا درماں ترا غم مری خوشی ہے ☆ مجھے درد دینے والے تیری بندی پروری ہے ☆
☆ اے **فتنہائے** محشر نہ جگا سکیں گے ہرگز ☆ ترا نام لیتے لیتے جسے نیند آ گئی ہے ☆

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَبُّكُمْ عَزَّوَجَلَّ لَوْ اَنَّ عِبَادِیْ اَطَاعُوْنِیْ لَاَسْقَیْتُهُمُ الْمَطَرَ بِاللَّیْلِ وَاَطْلَعْتُ عَلَیْهِمُ الشَّمْسَ بِالنَّهَارِ وَلَمَا اَسْمَعْتُهُمْ صَوْتَ الرَّعْدِ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ)

(۵۰۷۲) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں عظمت و جلالت والا رب فرماتا ہے کہ اگر میرے بندے میری اطاعت کریں تو میں رات میں ان پر بارش برسایا کروں ۱۔ اور دن میں دھوپ نکالا کروں ۲۔ اور انہیں گرج کی آواز بھی نہ سناؤں ۳۔ (احمد)

(۵۰۷۲) ۱۔ اس طرح کہ انہیں بادل کی گرج بجلی کی کڑک و چمک کی خبر بھی نہ ہوا کرے کہ ان آوازوں میں کچھ نہ کچھ خوف ضرور ہوتا ہے یہ فرمان عالی مثال کے طور پر ہے مطلب یہ ہے کہ انہیں کسی قسم کا خوف نہ دکھاؤں۔ ۲۔ یعنی ہمیشہ دن میں دھوپ ہی نکالا کروں کبھی دن میں بارش نہ بھیجوں تاکہ انہیں آمد و رفت کام کاج میں دشواری اور حرج نہ ہو۔ ۳۔ نہ دن میں گرج کی آواز سناؤں نہ رات میں دوسرے ڈر و خوف کا تو ذکر ہی کیا ہے غرضیکہ ہر طرح انہیں آرام چین بے خوفی کی زندگی عطا کروں۔ مگر بندوں کا حال یہ ہے کہ تھوڑا سا آرام پاکر سرکش ہو جاتے ہیں اگر اتنا آرام ملے تو ان کا کیا حال ہو اس لئے دنیا میں مصیبتیں تکلیفیں آتی رہتی ہیں یہ تکلیف مصیبتیں ہم کو بندہ بنا کر رکھتی ہیں فرعون نے آرام پاکر دعویٰ خدائی کیا ڈوبنے لگا تو بندہ بنا۔

وَعَنْهُ قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ عَلٰی اَهْلِهٖ فَلَمَّا رَاٰی مَا بِهِمْ مِنَ الْحَاجَةِ خَرَجَ اِلَی الْبَرِّیَّةِ فَلَمَّا رَاَتْهُ امْرَاَتُهٗ قَامَتْ اِلَی الرَّحٰی فَوَضَعَتْهَا وَاِلَی التَّنُّوْرِ فَسَجَرَتْهُ ثُمَّ قَالَتْ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا فَنَظَرَتْ فَاِذَا الْجَفْنَةُ قَدِ امْتَلَاَتْ قَالَ وَذَهَبَتْ اِلَی التَّنُّوْرِ فَوَجَدَتْهُ مُمْتَلِئًا قَالَ فَرَجَعَ الزَّوْجُ قَالَ اَصَبْتُمْ بَعْدِیْ شَیْئًا قَالَتِ امْرَاَتُهٗ نَعَمْ مِنْ رَبِّنَا وَقَامَ اِلَی الرَّحٰی فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَمَا اِنَّهٗ لَوْ لَمْ یَرْفَعْهَا لَمْ

(۵۰۷۳) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ ایک شخص اپنے گھر والوں کے پاس گیا۔ جب ان کی محتاجی دیکھی تو جنگل کی طرف نکل گیا ۲۔ جب اس کی بیوی نے یہ دیکھا تو وہ چکی کی طرف اٹھی اسے رکھا ۳۔ اور تنور کی طرف گئی اسے جھونک دیا ۴۔ پھر بولی الٰہی، ہمیں روزی دے ۵۔ تو پیالہ بھر گیا ۶۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ عورت تنور کی طرف گئی تو اسے بھرا ہوا پایا ۷۔ فرماتے ہیں کہ پھر خاوند لوٹا بولا کیا تم نے میرے پیچھے کچھ پایا ۸۔ اس کی بیوی نے کہا کہ ہاں اپنے رب کی طرف سے اور وہ شخص چکی کی طرف اٹھا ۹۔ یہ

marfat.com

تَزَلْ تَدُوْرُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ۔
(رَوَاہُ اَحْمَدُ)

واقعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا ۱۱؎ تو فرمایا کہ یقیناً اگر وہ شخص اسے نہ اٹھاتا تو چکی قیامت تک گھومتی رہتی ۱۱؎ (احمد)

(۵۰۷۳) ۱؎ یہ واقعہ ایک صحابی کا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوا یہ حضور کا معجزہ تھا۔ ان صحابی کی بلکہ ۱۱؎ کے سارے گھر والوں کی کرامت سارے صحابی ولی ہیں اور ولی کی کرامت نبی کا معجزہ ہوتی ہے ان صحابی کا نام معلوم نہ ہو سکا۔ ۲؎ اپنی تنگ دستی کی وجہ سے بال بچوں سے شرما گیا اور جنگل میں چلا گیا کیونکہ اسے شہر میں مزدوری نہ ملی یا وہ مزدوری کرنہ سکتا تھا یا تلاش روزی کے لئے جنگل گیا۔ (اشعہ) ۳؎ یعنی جب اس کی بیوی نے اپنے خاوند کی تنگ دستی اور شرمندگی دیکھی تو اس نے چکی کے اوپر کا پاٹ نیچے والے پاٹ پر رکھ دیا دیہات کی عورتیں جب کچھ پیسنا چاہتی ہیں تب چکی کا اوپر کا پاٹ رکھتی ہیں ورنہ یہ پاٹ الگ کھڑا کر دیا جاتا ہے گھر میں تو ایک دانہ نہ تھا مگر اپنی غریبی چھپانے اللہ پر توکل کرنے کی بنا پر یہ کام کیا تاکہ دیکھنے والا سمجھے کہ گھر میں دانہ ہے جو پیسا جائے گا۔ ۴؎ تنور اس لئے جھونکا تاکہ پڑوسی دھواں دیکھ کر سمجھیں کہ ان کے ہاں روٹی پک رہی ہے ان کا فقر کسی پر ظاہر نہ ہو بندے کی یہ ادا رب کو بہت پیاری ہے۔ ۵؎ اس دعا کا مطلب یا تو یہ ہے کہ ابھی روزی دیدے تاکہ ہمارے عیب چھپے رہیں کسی کو ہماری غریبی کا پتہ نہ چل سکے ہماری یہ تدبیر کارگر ہو جائے یا یہ ہے کہ خداوند آج تو ہم جھوٹ موٹ کے لئے تنور جھونک رہے ہیں ہمیں روزی دے کہ سچا تنور جھونکا کریں پہلے معنی زیادہ ظاہر ہیں۔ ۶؎ عربی میں جفنہ بڑے پیالہ کو کہتے ہیں یہاں اس سے چکی کا گھیرا مراد ہے۔ جو چکی کے نچلے پاٹ کے آس پاس ہوتا ہے جس میں آٹا جمع ہوتا ہے اردو میں اسے گھیرا کہتے ہیں۔ پنجابی میں گنڈ۔ ۷؎ سبحان اللہ ادھر چکی کا گھیرا غیبی آٹے سے بھرا اور تنور غیبی روٹیوں سے یہ ہے توکل حقیقی اور اللہ کی یاد کی برکت حضرت مریم کو غیبی روزی ملی تھی حضور کے صحابہ کو غیبی آٹا غیبی روٹیاں بعض موقعوں پر غیبی پانی عطا ہوئے۔ ۸؎ یعنی تم نے یہ آٹا روٹیاں قرض منگالی ہیں یا قدرت نے دی ہیں ممکن ہے کہ اسے جنگل میں اس کی اطلاع دے دی گئی ہو دوسرا احتمال زیادہ قوی ہے کہ اس نے یہ نہ پوچھا کہ یہ رزق کہاں سے آیا بلکہ یہ پوچھا کہ تم کو کچھ ملا یا نہیں مرقات نے پہلے معنی بیان فرمائے۔ ۹؎ یعنی اس نے تنور کا نظارہ دیکھ کر چکی کا نظارہ کیا وہاں آٹا دیکھ کر چکی کا اوپری پاٹ اٹھا کر ہٹا کر اور جگہ کھڑا کر دیا (مرقات، اشعہ) ۱۰؎ یا تو خود اس شخص نے ہی حاضر ہو کر عرض کیا۔ یا کسی اور شخص نے کہا جو اس واقعہ مطلع تھا اس سے معلوم ہوا کہ واقعہ کسی صحابی کا ہے۔ ۱۱؎ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ چکی چلی تھی اور آٹا پس کر اس سے نکلا تھا اور گھیرے میں جمع ہوا تھا اور جب اس شخص نے دیکھا تب بھی چکی چل رہی تھی اگر وہ چلتی رہتی تو قیامت تک لوگ اس کا آٹا کھاتے رہتے عجیب نظارہ ہوتا۔

وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الرِّزْقَ لَیَطْلُبُ الْعَبْدَ کَمَا یَطْلُبُہٗ اَجَلُہٗ۔ (رَوَاہُ اَبُوْ نُعَیْمٍ فِی الْحِلْیَةِ)

(۵۰۷۴) روایت ہے حضرت ابو الدرداء سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ روزی بندے کو ایسی ڈھونڈھتی ہے جیسے اسے اس کی موت ڈھونڈھتی ہے ۱؎ (ابو نعیم حلیہ)

(۵۰۷۴) ۱؎ بلکہ رزق کی تلاش موت کی تلاش سے زیادہ قوی ہے کیونکہ موت عمر ختم ہو جانے پوری روزی کھا لینے کے بعد آتی ہے مگر رزق ہر وقت آتا رہتا ہے۔ رب فرماتا ہے **خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم** (مرقات) مقصد یہ ہے کہ موت کو تم تلاش کرو یا نہ کرو بہر حال تمہیں پہنچے گی یوں ہی تم رزق تلاش کرو یا نہ کرو ضرور پہنچے گا ہاں رزق کی تلاش سنت ہے موت کی تلاش

marfat.com

ممنوع مگر ہیں دونوں یقینی، برادران یوسف علیہ السلام رزق کی تلاش میں مصر گئے ہوئے یوسف کو پالیا۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْكِيْ نَبِيًّا مِّنَ الْاَنْبِيَآءِ ضَرَبَهٗ قَوْمُهٗ فَاَدْمَوْهُ وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَّجْهِهٖ وَيَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۰۷۵) روایت ہے حضرت ابن مسعود سے فرماتے ہیں گویا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں ا۔ کہ آپ نبیوں میں سے ایک نبی کی حکایت فرما رہے ہیں جنہیں ان کی قوم نے مارا ۲۔ تو انہیں خونا خون کر دیا وہ اپنے چہرے سے خون پونچھتے تھے ۳۔ اور کہتے تھے الٰہی میری قوم کو بخش دے کہ یہ جانتے نہیں ۴۔ (مسلم بخاری)

(۵۰۷۵) ا۔ یہ ہے تصور رسول حضرات صحابہ کرام حضور کی اداؤں کے تصور میں رہتے تھے۔ شعر:۔

☆ ریاضت نام ہے تیری گلی میں آنے جانے کا ☆ تصور میں ترے رہنا عبادت اس کو کہتے ہیں ☆

بَابُ الرِّيَآءِ وَالسُّمْعَةِ۔

دکھلاوے اور شہرت کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

پہلی فصل

ریا بنا ہے۔ رویۃ سے۔ بمعنی دیکھنا ریا۔ بمعنی دکھانا، سمعۃ بنا ہے سمع سے۔ بمعنی سننا، سنانا یہاں۔ بمعنی سنانا ہے اصطلاح شریعت میں ریا کی حقیقت یہ ہے کہ انسان لوگوں کو دکھانے کے لئے عبادت کرے اور دکھانا اپنی بڑائی و شیخی کے لئے ہو، ریا صرف عبادات میں ہے۔ اپنی مالداری، زور، نسب کا دکھاوا ریا نہیں بلکہ تکبر و غرور ہے یوں ہی عبادت نہ کرنا مگر اس کا اظہار کرنا ریا نہیں بلکہ جھوٹ یا منافقت ہے جیسے کوئی روزہ رکھے نہیں مگر لوگوں کے سامنے روزہ دار بن کر آئے وہ ریا کار نہیں بلکہ جھوٹا ہے یوں ہی اپنی عبادات لوگوں کو دکھانا تعلیم کے لئے یہ ریا نہیں بلکہ عملی تبلیغ و تعلیم ہے اس پر ثواب ہے مشائخ فرماتے ہیں صدیقین کی ریا مریدین کے اخلاص سے بہتر ہے اس کا یہ ہی مطلب ہے، ریا کے بہت درجے ہیں ہر درجے کا حکم علیحدہ ہے بعض ریا شرک اصغر ہیں بعض ریا حرام بعض ریا مکروہ بعض ثواب۔ مگر جب ریا مطلقاً بولی جاتی ہے تو اس سے ممنوع ریا مراد ہوتی ہے۔ خیال رہے کہ ریا سے عبادت ناجائز نہیں ہو جاتی بلکہ نامقبول ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے اگر ریا کار آخر میں ریا سے توبہ کرے تو اس پر ریا کی عبادت کی قضا واجب نہیں بلکہ اس توبہ کی برکت سے گزشتہ نامقبول ریا کی عبادات بھی قبول ہو جائیں گی۔ مطلقاً ریا سے خالی ہونا بہت مشکل ہے کوئی شخص ریا کے اندیشہ سے عبادات نہ چھوڑے بلکہ ریا سے بچنے کی دعا کرے ریا کی بحث علم کلام اور کتب تصوف میں خصوصاً احیاء العلوم میں ملاحظہ کرو سمعہ یعنی شہرت میں بھی یہی گفتگو ہے۔

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَاَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَّنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ

(۵۰۷۶) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ تمہاری صرف صورتیں اور تمہارے مال نہیں دیکھتا ا۔ لیکن وہ تمہارے دلوں تمہارے

marfat.com

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ) عملوں کو بھی دیکھتا ہے ۲۔ (مسلم)

(۵۰۷۶) ۱۔ یعنی تمہاری اچھی صورتیں جب سیرت سے خالی ہوں ظاہر باطن سے خالی ہوں' مال خیرات و صدقات سے خالی ہوں تو رب تعالیٰ اسے نظر رحمت سے نہیں دیکھتا اے مسلمانوں صورت بھی اچھی بناؤ سیرت بھی اچھی لہٰذا حدیث کا مطلب یہ نہیں اعمال اچھے کرو اور صورت بھگوان داس کی سی بناؤ یا مطلب یہ ہے کہ رب تعالیٰ فقط صورت نہیں دیکھتا سیرت بھی دیکھتا ہے۔ ۲۔ اس حدیث میں دیکھنے سے مراد کرم و محبت سے دیکھنا ہے مطلب وہ ہی ہے کہ تمہارے دلوں عملوں کو بھی دیکھتا ہے۔ خیال رہے کہ کوئی شریف آدمی گندے برتن میں اچھا کھانا نہیں کھاتا رب تعالیٰ صورت بگاڑنے والوں کے اچھے اعمال سے بھی خوش نہیں ہوتا

تشبہ بقوم فھو منھم

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَا اَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا اَشْرَكَ فِيْهِ مَعِيَ غَيْرِيْ تَرَكْتُهٗ وَشِرْكَهٗ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَاَنَا مِنْهُ بَرِيْءٌ هُوَ لِلَّذِيْ عَمِلَهٗ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۰۷۷) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمام شریکوں سے شرک سے بے نیاز ہوں ۱۔ جو کوئی اپنے حصہ داروں شریکوں سے راضی و خوشی عمل کرے جس میں میرے ساتھ میرے غیر کو شریک کرے تو میں اسے اس کے شرک کے ساتھ چھوڑوں گا ۲۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ میں اس سے بری ہوں وہ اسکے لئے ہے جس کے لئے عمل کرے ۳۔ (مسلم)

(۵۰۷۷) ۱۔ یعنی دنیا والے اپنے حصہ داروں شریکوں سے راضی و خوشی ہوتے ہیں کیونکہ وہ اکیلے اپنا کام نہیں کر سکتے مگر میں شریکوں سے پاک بے نیاز ہوں مجھے کسی شریک کی ضرورت نہیں شرکاء سے مراد دنیا کے شریک ہیں جو آپس میں ایک دوسرے کے حصہ دار ہوتے ہیں لہٰذا حدیث بالکل واضح ہے بعض شارحین نے فرمایا کہ یہاں روئے سخن مشرکین سے ہے اور معنی یہ ہیں کہ تم لوگوں نے جن چیزوں کو میرا شریک ٹھہرایا ہے میں ان سے بے نیاز بھی ہوں بے زار بھی بے نیاز کو شریک کی کیا ضرورت ہے۔ ۲۔ یعنی جو شخص میری عبادت میں میرے ساتھ میرے بندوں کو بھی راضی کرنا چاہے خالص میرے لئے عبادت نہ کرے تو میں اس پر نظر کرم نہ کروں گا اس سے فرماؤں گا کہ جاؤ انہیں سے ثواب لو جنہیں راضی کرنے کی تم نے نیت کی تھی۔ حضرات صوفیاء فرماتے ہیں کہ عبادت میں جنت حاصل کرنے دوزخ سے بچنے کی نیت کرنا بھی ایک قسم کا شرک ہے اللہ کے بندے بنو جنت یا دوزخ کے بندے نہ بنو۔ اگر اللہ تعالیٰ جنت دوزخ پیدا نہ کرتا تو کیا وہ عبادت کا مستحق نہ ہوتا ۳۔ یعنی جو شخص دوسروں کی رضا کے لئے ہی عبادت یا میری رضا کے لئے بھی کرے دوسروں کی رضا کے لئے بھی وہ عمل میرے لئے نہیں انہیں دوسروں کے لئے ہے ان سے ہی ثواب لے خیال رہے کہ عبادات میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے رسول کی رضا کی نیت ریا نہیں بلکہ عبادت کا کمال ہے۔ کہ حضور کی رضا اللہ کی رضاء ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے **واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ** یہاں اہل دنیا مراد ہیں چودھری امیر یا عوام۔

وَعَنْ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

(۵۰۷۸) روایت ہے حضرت جندب سے فرماتے ہیں فرمایا

marfat.com

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰہُ بِہٖ وَمَنْ یُّرَائِیْ یُرَائِی اللّٰہُ بِہٖ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو سنانا چاہے گا اللہ اسے سنا دے گا اور جو دکھانا چاہے گا اللہ اسے دکھادے گا۔ا۔(مسلم)

(۵۰۷۸) ا۔ یعنی جو کوئی عبادات لوگوں کے دکھلاوے سنانے کے لئے کرے گا تو اللہ تعالیٰ دنیا میں یا آخرت میں اس کے عمل لوگوں میں مشہور کردے گا مگر عزت کے ساتھ نہیں بلکہ ذلت کے ساتھ کہ لوگ اس کے عمل سن کر اس پر پھٹکار ھی کریں گے اس کی شرح ابھی کچھ آگے آرہی ہے ہم نے دیکھا کہ بعض لوگ اپنے صدقات خیرات شہرت کے لئے اخباروں میں دیواروں پر لکھواتے ہیں لوگ پڑھ پڑھ کر ان پر لعن طعن کی بوچھاڑ کرتے ہیں کہ اس شہرت کی کیا ضرورت تھی بعض لوگ شہرت کے لئے اولاد کی شادیوں میں بہت خرچ کرتے ہیں مگر چوطرفہ سے ان پر وہ پھٹکار پڑتی ہے کہ خدا کی پناہ اس حدیث کا ظہور آج بھی ہو رہا ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قِیْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرَاَیْتَ الرَّجُلَ یَعْمَلُ الْعَمَلَ مِنَ الْخَیْرِ وَیَحْمَدُہُ النَّاسُ عَلَیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَیُحِبُّہُ النَّاسُ عَلَیْہِ قَالَ تِلْکَ عَاجِلُ بُشْرَی الْمُؤْمِنِ۔ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

(۵۰۷۹) روایت ہے حضرت ابوذر سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ فرمایئے تو ایک شخص اچھا کام کرتا ہے اور لوگ اس پر اس کی تعریف کرتے ہیں ا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اس عمل پر لوگ اس سے محبت کرتے ہیں فرمایا یہ مومن کی فوری بشارت ہے ۲۔(مسلم)

(۵۰۷۹) ا۔ آزمائش کرلو کہ جو کام اللہ کیلئے چھپ کر کرو خود بخود اس کا چرچہ ہو جاتا ہے اور لوگ اس کی تعریفیں کرنے لگتے ہیں لوگ چھپ کر تہجد پڑھتے ہیں مگر ان کے چہرے کا نور ان کا یہ عمل شائع کردیتا ہے اشارتاً اس سوال میں یہ صورت بھی داخل ہے سوال یہ ہے کہ یا رسول اللہ کیا یہ بھی ریا ہے ۲۔ یعنی یہ ریا نہیں ہے بلکہ قبولیت کی علامت ہے کہ لوگوں کے منہ سے خود بخود اس کی تعریف نکلتی ہے صحابہ کرام کے چھپے ہوئے عمل اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضور نے احادیث میں ایسے شائع کئے کہ آج تک دنیا میں مشہور ہیں یہ بشارت ربانی ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے **لھم البشری فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ** غرضیکہ ریا کا تعلق عامل کی نیت سے ہے کہ وہ دکھلاوے شہرت کی نیت سے نیکی کرے یہ ہے ریا

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

دوسری فصل

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ فُضَالَۃَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا جَمَعَ اللّٰہُ النَّاسَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ لِیَوْمٍ لَا رَیْبَ فِیْہِ نَادٰی مُنَادٍ مَنْ کَانَ اَشْرَکَ فِیْ عَمَلٍ عَمِلَہٗ لِلّٰہِ اَحَدًا فَلْیَطْلُبْ ثَوَابَہٗ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ فَاِنَّ اللّٰہَ

(۵۰۸۰) روایت ہے حضرت ابو سعید ابن ابی فضالہ سے ا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی حضور نے فرمایا کہ جب قیامت کے دن اللہ لوگوں کو جمع فرمائے گا اس دن جس میں کوئی شک نہیں تو پکارنے والا پکارے گا ۲۔ کہ جس نے ایسے کام میں جو اللہ کے لئے کئے کسی کو شریک ٹھہرایا ۳۔ تو وہ اس کا ثواب بھی غیر خدا

marfat.com

اَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ ۔
(رَوَاهُ اَحْمَدُ)

سے مانگے ۴۔ کیونکہ اللہ شریکوں میں شرک سے بے نیاز ہے (احمد)

(۵۰۸۰) ۱۔ آپ کی کنیت ہی آپ کا نام ہے آپ انصاری حارثی ہیں اہل مدینہ سے ہیں مشکوۃ شریف کے بعض نسخوں میں صرف ابو سعید ہے لوگ ابو سعید خدری سمجھے یہ غلط ہے۔ ۲۔ یعنی قیامت کے دن ایک فرشتہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان فرمائے گا۔ یہ اعلان تمام لوگوں کو سنانے کے لئے ہوگا ۳۔ یعنی جو کام رضاء الٰہی کے لئے کئے جاتے ہیں ان میں کسی بندے کے رضا کی نیت کرے بندے سے مراد دنیادار بندہ ہے اور ظاہر کرنا بھی اپنی ناموری کے لئے ہونا مراد ہے لہٰذا جو شخص اپنی عبادات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کی بھی نیت کرے یا جو کوئی مسلمانوں کو سکھانے کی نیت سے لوگوں کو اپنے اعمال دکھائے وہ اس وعید میں داخل نہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ریا صرف عبادات میں ہوتی ہے معاملات اور دوسرے دنیاوی کام تو دکھانے کے لئے ہی کئے جاتے ہیں ان میں ریا کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اسی لئے عمل کے ساتھ **عمله لله** فرمایا گیا ۴۔ یعنی آج اعمال کے بدلہ کا دن ہے دنیا میں جس کی رضا کے لئے عبادات کی تھی آج اسی سے جنت بھی مانگو یہ انتہائی سختی و ناراضی کا اظہار ہے اسکا مطلب یہ نہیں کہ ریا کار کبھی بخشا ہی نہ جائے گا ہر مومن آخر کار بخشا جائے گا۔ اس فرمان عالی کی دو شرحیں ابھی گزشتہ حدیث میں عرض کی جا چکی ہیں شرکاء سے مراد دنیا کے شریک و حصہ دار ہیں یا مشرکین کے بت وغیرہ جنہیں وہ اللہ کے شریک جانتے تھے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ سَمَّعَ النَّاسَ بِعَمَلِهٖ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ اَسَامِعَ خَلْقِهٖ وَحَقَّرَهٗ وَصَغَّرَهٗ ۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ (بیہقی شعب الایمان)

(۵۰۸۱) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمرو سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو اپنے عمل لوگوں کو سنائے تو اللہ اپنی مخلوق کے کانوں کو سنادے گا اور اسے حقیر ذلیل اور جھوٹا کردے گا۔

(۵۰۸۱) ۱۔ یہ حدیث گزشتہ حدیث کی شرح ہے اس فرمان عالی کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ ریا کار کی عبادات قیامت میں مشہور تو کی جائیں گی مگر اس طرح کہ اس شہرت سے اس کی عزت نہ ہوگی بلکہ ذلت و رسوائی ہوگی مثلاً پکارا جاوے گا کہ فلاں ریا کار نے دکھلاوے کے لئے اتنی نمازیں پڑھیں اتنے صدقات دیئے اتنے حج کئے یہ شخص بڑا خبیث ہے وغیرہ وغیرہ۔ دوسرے یہ کہ دنیا میں ریا کار شہرت پسند آدمی کے عیوب شائع ہو جاتے ہیں جس سے وہ بجائے نیک نام ہونے کے بدنام ہو جاتا ہے یعنی اس کی عبادات تو مشہور نہیں ہوتیں اس کے خفیہ گناہ مشہور ہو جاتے ہیں خدا کی پناہ یہ بھی مجرب ہے اللہ تعالیٰ اخلاص نصیب کرے۔ ریاء کے نیک اعمال بھی مشہور ہوتے ہیں۔ تو بدنامی کے ساتھ جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا۔ **اسامع** جمع ہے اسمع کی (میم کے پیش سے) جیسے اکالب جمع ہے اکلب کی اسمع کے معنی ہیں سننے کی جگہ یعنی کان (اشعہ)

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَتْ نِيَّتُهٗ طَلَبَ الْاٰخِرَةِ جَعَلَ اللّٰهُ غِنَاهُ فِيْ قَلْبِهٖ وَجَمَعَ لَهٗ شَمْلَهٗ وَاَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ وَمَنْ كَانَتْ نِيَّتُهٗ طَلَبَ الدُّنْيَا

(۵۰۸۲) روایت ہے حضرت انس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کی نیت آخرت کمانا ہو تو اللہ اس کی غنا اس کے دل میں ڈال دے گا اور اس کی متفرقات کو جمع کردے گا ۲۔ اور اس کے پاس دنیا ذلیل ہو کر آوے گی ۳۔ اور جس کی نیت دنیا طلبی

marfat.com

جَعَلَ اللّٰهُ الْفَقْرَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَشَتَّتَ عَلَيْهِ اَمْرَهُ وَلَا يَاْتِيْهِ مِنْهَا اِلَّا مَا كُتِبَ لَهٗ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ وَالدَّارِمِيُّ عَنْ اَبَانٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ۔

ہو تو اللہ فقیری اس کے آنکھوں کے سامنے کردے گا ۳۔ اور اس پر اس کے کام پراگندہ کردے گا ۴۔ اور اس کے پاس آئے گی اتنی جتنی اس کے لئے لکھی گئی ۵۔ (ترمذی) احمد اور دارمی نے حضرت ابان سے انہوں نے زید ابن ثابت سے۔

(۵۰۸۲) ۱۔ شمل جمع ہے شملہ کی بمعنی حاجت یا عادت یعنی اخلاص والے کو رب تعالیٰ دلی استغنا بھی بخشتا ہے اور اس کی متفرق حاجتیں یکجا جمع بھی فرمادیتا ہے کہ گھر بیٹھے اس کی ساری ضرورتیں پوری ہوتی رہتی ہیں ضرورتوں کے پاس وہ نہیں جاتا۔ ضروریات کے اس کے پاس آتی ہیں۔ جو اللہ کا ہو جاتا ہے اللہ اس کا ہو جاتا ہے۔ جس جانور کو کیلے سے باندھ دیتے ہیں اس کی ہر ضرورت وہاں ہی پہنچ جاتی ہے۔ شعر:۔

☆ وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے ☆ ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات ☆

۲۔ دنیا سے مراد دنیاوی نعمتیں بھی ہیں اور دنیا کے لوگ بھی یعنی دنیا اور دنیادار اس کے پاس خادم بن کر حاضری دیتے ہیں جیسا کہ اولیاء اللہ کے آستانوں پر دیکھا جارہا ہے شعر:۔

☆ ان کے در کا جو ہوا خلق خدا اس کی ہوئی! ☆ ان کے در سے جو پھرا اللہ اس سے پھر گیا ☆

۳۔ فقیری سے مراد ہے لوگوں کی محتاجی، ان کا حاجت مند رہنا ہے ان کے دروازوں پر دھکے کھانا ان کی خوشامدیں کرنا ۴۔ یعنی اس کا دل پریشان رہے کبھی روٹی کے پیچھے دوڑے گا کبھی کپڑے کی فکر میں مارا مارا پھرے گا کبھی دیگر ضروریات کے لئے پریشان پھرے گا اللہ اللہ کرنے کا وقت ہی نہ پائے گا یہ بھی تجربہ سے ثابت ہے۔ ۵۔ یعنی اس کی ایسی دوڑ دھوپ سے اس کی دنیا میں اضافہ نہ ہوگا بلکہ اس کی پریشانیوں میں ہی اضافہ ہوگا دنیا اتنی ہی ملے گی جتنی مقدر میں ہے۔

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَيْنَا اَنَا فِيْ بَيْتِيْ فِيْ مُصَلَّايَ اِذْ دَخَلَ عَلَيَّ رَجُلٌ فَاَعْجَبَنِيَ الْحَالُ الَّتِيْ رَاٰنِيْ عَلَيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَكَ اللّٰهُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ لَكَ اَجْرَانِ اَجْرُ السِّرِّ وَاَجْرُ الْعَلَانِيَةِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

(۵۰۸۳) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ جب کہ میں اپنے گھر میں اپنے مصلے پر تھا۔ کہ میرے پاس ایک شخص آگیا ۲۔ تو مجھے اپنی حالت پسند آئی جس پر مجھے اس نے دیکھا ۳۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو ہریرہ تم پر اللہ رحمت کرے تم کو دو ثواب ہیں علانیہ کا ثواب اور خفیہ کا ثواب ۴۔ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۰۸۳) ۱۔ یعنی اپنے گھر میں مصلے پر نوافل نماز یا ورد وظیفہ پڑھ رہا تھا۔ کیونکہ حضرات صحابہ فرض نمازیں مسجد میں جماعت سے پڑھا کرتے تھے گھر کا ذکر اس لئے فرمایا تاکہ معلوم ہو کہ میں ریاکاری کے لئے یہ عمل نہ کر رہا تھا ورنہ لوگوں کے مجمع میں کرنا گھر کے گوشہ میں نہ کرتا۔ ۲۔ اور اس آنے والے نے مجھے مصلے پر یہ عمل کرتے دیکھا، آگیا فرما کر یہ بتایا کہ میں نے اسے نہ بلایا تھا نہ اس کا آنا چاہا تھا اتفاقاً ہی آگیا آنے والا ان کا کوئی ایسا عزیز و قریبی ہوگا جو بغیر اذن مانگے اس کے یا آپ کے گھر والوں نے اسے اجازت دے دی ہوگی۔ ۳۔ آپ کو یہ خوشی یا تو اس لئے تھی کہ وہ آنے والا بھی میری طرح یہ اعمال کرے مجھے دیکھ کر تو اس کے

marfat.com

اعمال میں مجھے بھی ثواب ملے یا اس لئے کہ وہ مسلمان میرے اس عمل پر بلکہ میرے ایمان و اسلام پر گواہ ہو جاوے کل قیامت میں بارگاہ الٰہی میں مسلمانوں بلکہ لوگوں بلکہ اللہ کی مخلوق کی گواہیاں ہی کام آویں گی۔ بہرحال یہ غرور کی خوشی نہ تھی اللہ کے اس کرم کی خوشی تھی۔ ۴۔ یعنی تمہارے اس کام کی ابتداء محض اخلاص پر تھی اسی سے تم گھر کے گوشہ میں یہ کام کر رہے تھے اللہ تعالیٰ نے تمہارے اس کام کو ظاہر فرمادیا یہ بھی اس کا کرم ہے۔ تمہارا اس پر خوش ہونا کہ مجھے مسلمان نے برے کام پر نہ دیکھا اچھے کام پر دیکھا یہ خوشی بھی اللہ کا کرم ہے اس پر بھی ثواب ہے کہ یہ خوشی شکر کی ہے نہ کہ فخر کی غافل زیادتی مال سے خوش ہوتا ہے مومن عاقل توفیق اعمال سے رب تعالیٰ فرماتا ہے **قل بفضل اللّٰہ وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا۔** فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسے گناہ پر رنج ہو نیکی پر خوشی وہ کامل مومن ہے لہٰذا تمہیں اس خوشی پر ثواب ہے (مرقات واشعہ) بہرحال ریا اور اخلاص کا مدار نیت پر ہے۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ رِجَالٌ يَخْتِلُوْنَ الدُّنْيَا بِالدِّيْنِ يَلْبَسُوْنَ لِلنَّاسِ جُلُوْدَ الضَّأْنِ مِنَ اللِّيْنِ اَلْسِنَتُهُمْ اَحْلٰى مِنَ السُّكَّرِ وَقُلُوْبُهُمْ قُلُوْبُ الذِّئَابِ يَقُوْلُ اللّٰهُ اَبِيْ يَغْتَرُّوْنَ اَمْ عَلَيَّ يَجْتَرِءُوْنَ فَبِيْ حَلَفْتُ لَاَبْعَثَنَّ عَلٰى اُولٰئِكَ مِنْهُمْ فِتْنَةً تَدَعُ الْحَلِيْمَ فِيْهِمْ حَيْرَانَ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۰۸۴) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آخر زمانہ میں کچھ لوگ ظاہر ہوں گے جو دین کے بہانہ سے دنیا کمائیں گے ۱۔ لوگوں کے سامنے بھیڑوں کی کھال پہنیں گے ۲۔ ان کی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی ہوں گی اور ان کے دل بھیڑیوں کے سے ہوں گے ۳۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا مجھ سے دھوکا کھاتے ہیں یا مجھ پر جرأت کرتے ہیں ۴۔ میں اپنی قسم فرماتا ہوں کہ ان لوگوں پر انہی ہی سے ایسا فتنہ بھیجوں گا جو دبار کو حیران کر چھوڑے گا ۵۔ (ترمذی)

(۵۰۸۴) ۱۔ **یختلون** بنا ہے **ختل** سے باب ضرب کا مضارع ہے ختل کے معنی ہیں دھوکا دینا یا دھوکے سے کچھ حاصل کرنا یہاں دونوں معنی بن سکتے ہیں یعنی دنیا کو دین کے ذریعہ دھوکا دیں گے یا دین کے بہانہ دنیا کمائیں گے لوگ اسلام کا نام لے کر قرآن کی آڑ میں جبہ و دستار سے فریب دے کر دنیا کماتے ہیں یہ لوگ بدترین خلق ہیں۔ حافظ شیرازی کہتے ہیں۔

☆ حافظا مئے خور ورندی کن و خوش باش ولے ☆ دام تزویر مکن چوگراں قرآن را ☆

یہ بیماری جھوٹے عالموں فریبی فقیروں اور بعض سیاسی رہنماؤں میں بہت زیادہ ہے نام اسلامی جماعت مگر اس بہانہ سے سیاسی غرض رکھنا۔ ۲۔ یعنی صرف ان کے کپڑے پہن کر صوفی بنیں گے یا بھیڑ کی کھال پہننے سے مراد ہے اپنے کو بہت نرم ظاہر کرنا گفتار شیریں باتیں نہایت نرم عاجزی تواضع کا اظہار کرنا تاکہ لوگ انہیں تارک الدنیا خدا رسیدہ بزرگ سمجھیں۔ ۳۔ بھیڑیا دھوکہ سے جھپٹ کر شکار کرتا ہے اس کے پاؤں کی آہٹ سنی نہیں جاتی وہ شکاری بھی ہے دھوکا باز بھی حیلہ ساز بھی اس لئے حضور انور نے انہیں بھیڑیا فرمایا۔ شیر نہ فرمایا شیر بہادر ہے حیلہ ساز نہیں غیرت مند ہے اپنے گھر پر کسی کا شکار نہیں کرتا باہر جا کر مارتا ہے کسی جانور کا جھوٹا نہیں کھاتا دوسرے اس کا جھوٹا کھاتے ہیں۔ بھیڑیئے میں یہ اوصاف نہیں حضور کا ایک کلمہ سچے موتیوں کی لڑی ہوتا ہے۔ ۴۔ یعنی یہ لوگ میرے تحمل میری ڈھیل سے دھوکا کھاتے ہیں اور اسی ڈھیل کی وجہ سے اس حرکت پر دلیر ہو جاتے ہیں۔ شعر:۔

marfat.com

☆ تو مشو مغرور بر حلم خدا ☆ دیر گیرد سخت گیرد مر ترا ☆

۵۔ یعنی اس جرم کی سزا آخرت میں جو ملے گی وہ ملے گی دنیا میں یہ سزا ملے گی ایسے لوگوں پر ظالم بادشاہ مسلط ہوں گے یا قوم میں خون خرابے فساد برپا ہوں گے یا عام قحط سالی عام وبائی بیماریاں پھیلیں گی۔ جس سے بڑے حوصلے والے لوگ بھی حیران ہو جائیں گے۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَالَ لَقَدْ خَلَقْتُ خَلْقًا اَلْسِنَتُهُمْ اَحْلٰى مِنَ السُّكَّرِ وَقُلُوْبُهُمْ اَمَرُّ مِنَ الصَّبِرِ فَبِيْ حَلَفْتُ لَاُتِيْحَنَّ لَهُمْ فِتْنَةً تَدَعُ الْحَلِيْمَ فِيْهِمْ حَيْرَانَ فَبِيْ يَغْتَرُّوْنَ اَمْ بِيْ يَجْتَرِءُوْنَ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

(۵۰۸۵) روایت ہے حضرت ابن عمر سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسی میں نے مخلوق بھی پیدا کی ہے جن کی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی ہوں گی اور ان کے دل ایلوے سے زیادہ کڑوے ا۔ تو اپنی ہی قسم فرماتا ہوں کہ ایسا فتنہ مسلط کروں گا جو بردبار حیران کر دے گا ۲۔ میری وجہ سے دھوکہ کھاتے ہیں یا جرأت کرتے ہیں (ترمذی) اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۰۸۵) ا۔ آج کل یہ دونوں باتیں بدمذہبوں خصوصاً مرزائیوں' وہابیوں میں بہت دیکھی جاتی ہیں یہ لوگ زبان کے بہت ہی میٹھے ہوتے ہیں دلوں میں کفر و بے دینی کا زہر ہوتا ہے۔ بعض سانپ بہت ہی خوبصورت ہوتے ہیں مگر بڑے زہریلے ان کو دور سے ہی دیکھو قریب نہ جاؤ۔ خیال رکھو کہ کھوٹے سونے کا بیوپاری بڑا میٹھا ہوتا ہے مگر کرتا ہے شکار۔ ۲۔ **لا ینخھم** بنا ہے **اناحتہ** سے جس کا مادہ ہے تخ۔ بمعنی تقدیر و سلیط اس کی تحقیق ابھی ہو چکی کہ ایسے لوگوں پر کیسے فتنے آئیں گے۔

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ شِرَّةً وَلِكُلِّ شِرَّةٍ فَتْرَةً فَاِنْ صَاحِبُهَا سَدَّدَ وَقَارَبَ فَارْجُوْهُ وَاِنْ اُشِيْرَ اِلَيْهِ بِالْاَصَابِعِ فَلَا تَعُدُّوْهُ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۰۸۶) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر چیز کی ایک خوشی ہے اور ہر خوشی کی ایک کمزوری ہے ا۔ تو اگر خوشی والا درست رہے اور قریب رہے تو اس کی کامیابی کی امید کرو ۲۔ اور اگر اس کی طرف انگلیوں سے اشارے کئے جاویں تو اسے کچھ گنتی میں نہ لاؤ ۳۔ (ترمذی)

(۵۰۸۶) ا۔ اس فرمان عالی کے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ ہر عمل کے دو طرف ہیں زیادہ رغبت اور بے رغبتی یہ دونوں چیزیں ناقص ہیں درمیانی چال اچھی ہے نماز روزہ سے ایسی رغبت کہ انسان تارک الدنیا ہو کر انہیں میں مشغول رہے یہ بھی ناقص ہے اور بالکل بے رغبت ہو جاوے کہ اس کے قریب نہ جاوے یہ بھی برا ہے درمیانی حال کہ نماز روزہ بھی کرے دوسرے کام بھی کرے یہ اچھا ہے اشعۃ اللمعات نے اس کو اختیار کیا ہے دوسرے یہ کہ ہر عمل میں پہلے تو خوب رغبت ہوتی ہے بعد میں بے رغبتی ہو جاتی ہے یہ برا ہے بعض لوگ نماز شروع کرتے ہیں تو پہلے تہجد' اشراق' چاشت سب کچھ پڑھتے ہیں چند روز بعد پنج گانہ بھی چھوڑ دیتے ہیں یہ برا ہے بقدر طاقت کام کرو ہمیشہ کرو صرف پنج گانہ پڑھو نوافل بہت سے نہ پڑھو صرف پنج گانہ پڑھو مگر پڑھو ہمیشہ یہ محبوب ہے مرقات نے یہ ہی معنی کئے **شرۃ** شین کے کسرہ سے رے کے فتحہ سے۔ بمعنی خوشی' حرص' افراط انہماک ہے (مرقات' اشعہ) ۲۔ یعنی جو شخص بقدر طاقت اعمال کرے مگر کرے ہمیشہ وہ کامیاب ہے سدد سے مراد ہے ہمیشہ کرنا اور قارب سے مراد ہے درمیانی راہ

marfat.com

چلنا جو افراط و تفریط سے خالی ہو اور ارجو یا تو امر جمع مذکر ہے یعنی امید کرو یا واحد متکلم مضارع ہے یعنی میں امید کرتا ہوں پہلے معنی زیادہ قوی ہیں یعنی تم جس کو درمیانی چال والا ہمیشہ عمل کرنے والا دیکھو تو اس کی کامیابی کی امید کرو کہ وہ مرتے دم تک قائم رہے گا ۳۔ یعنی اگر کوئی شخص زیادہ عبادات کی وجہ سے لوگوں میں مشہور ہو جاوے کہ ہر طرف سے لوگ اس کی طرف اشارے کریں کہ یہ صاحب بڑے عبادت گزار شب بیدار ہیں اسے دھیان میں نہ لاؤ کہ ایسے لوگ کچھ ہوتے نہیں اگر ہوتے ہیں تو کچھ رہتے نہیں ان میں ریا تکبر پیدا ہو جانے کا خطرہ ہے خاتمہ کا اعتبار ہے **شعر:۔**

☆ حکم مستوری و مستی ہمہ ہر خاتم است ☆ کس ندانست کہ آخر بچہ حالت گزرد ☆

شیخ نے فرمایا کہ عادۃ **الٰہیہ** ہے کہ وہ کریم زیادہ تر بروں کا خاتمہ اچھا کر دیتا ہے اور اچھوں کا خاتمہ بہت کم خراب کرتا ہے دیکھو اشعۃ اللمعات اللہ تعالیٰ خاتمہ بالخیر کرے۔

وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَحْسُبُ امْرِیءٍ مِّنَ الشَّرِّ اَنْ یُّشَارَ اِلَیْہِ بِالْاَصَابِعِ فِیْ دِیْنٍ اَوْ دُنْیَا اِلَّا مَنْ عَصَمَہُ اللّٰہُ۔ (رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ)

(۵۰۸۷) روایت ہے حضرت انس سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا کہ انسان کی شر کے لئے یہ کافی ہے کہ اس کی طرف دین یا دنیا میں انگلیوں سے اشارہ کیا جاوے ۱۔ سواء اس کے جسے اللہ محفوظ رکھے ۲۔ (بیہقی شعب الایمان)

(۵۰۸۷) ۱۔ یعنی دنیاوی کمالات دولت، صحت، طاقت میں یوں ہی دینی کمالات علم، عبادت، ریاضت میں مشہور ہونا عوام کے لئے خطرناک ہی ہے کہ اس سے عموماً دل میں غرور تکبر پیدا ہو جاتے ہیں اس سے گمنامی اچھی چیز ہے۔ ۲۔ یعنی ہاں بعض بندے ایسے بھی ہیں کہ وہ شہرت سے متکبر نہیں ہوتے وہ سمجھتے ہیں کہ نیک نامی و بدنامی اللہ کے قبضہ میں ہے اور لوگوں کا کوئی اعتبار نہیں انہیں زندہ باد اور مردہ باد کے نعرے لگاتے دیر نہیں لگتی۔ حضور کے تحمل کا یہ حال ہے کہ

☆ پیش او گیتی جبیں فرسودہ است ☆ خویشتن را عبدہ فرمودہ است ☆

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

تیسری فصل

وَعَنْ اَبِیْ تَمِیْمَۃَ قَالَ شَہِدْتُّ صَفْوَانَ وَ اَصْحَابَہٗ وَجُنْدُبٌ یُوْصِیْہِمْ فَقَالُوْا ھَلْ سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَیْئًا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰہُ بِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَمَنْ شَاقَّ شَقَّ اللّٰہُ عَلَیْہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ قَالُوْا اَوْصِنَا فَقَالَ اِنَّ اَوَّلَ مَا یُنْتِنُ مِنَ الْاِنْسَانِ

(۵۰۸۸) روایت ہے حضرت ابو تمیمہ سے فرماتے ہیں کہ میں حضرت صفوان اور ان کے ساتھیوں کے پاس گیا ۱۔ جبکہ حضرت جندب انہیں وصیت کر رہے تھے ۲۔ لوگوں نے کہا کہ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے ۳۔ فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو اپنی شہرت چاہے گا اللہ قیامت کے دن اس کی شہرت کر دے گا ۴۔ جو مشقت میں ڈالے گا اللہ قیامت کے دن اس پر مشقت ڈالے گا ۵۔ لوگوں نے کہا ہم کو وصیت کیجئے فرمایا انسان کی پہلی چیز جو بگڑتی ہے وہ اس کا

marfat.com

بَطْنُهٗ فَمَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ لَّا يَاْكُلَ اِلَّا طَيِّبًا فَلْيَفْعَلْ وَمَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ لَّا يَحُوْلَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ مِلْءُ كَفٍّ مِّنْ دَمٍ اَهْرَاقَهٗ فَلْيَفْعَلْ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

پیٹ ہے تو جو طاقت رکھے کہ طیب کے سوا کچھ نہ کھائے وہ ضرور ایسا کرے ۶۔ اور جو طاقت رکھے کہ اس کے اور جنت کے درمیان مٹھی بھر خون آڑ نہ بنے جسے وہ بہائے تو وہ ایسا ضرور کرے ۷۔ (بخاری)

(۵۰۸۸) ۱۔ ابو تمیمہ کا نام طریف ابن مجاہد جہمی ہے آپ تابعی ہیں بصری ہیں ۹۵ پچانوے میں آپ کی وفات ہے صفوان ابن سلیم زہری بھی تابعی ہیں حمید ابن عبدالرحمٰن ابن عوف کے آزاد کردہ غلام ہیں آپ نے چالیس سال کروٹ زمین پر نہ لگائی اصحاب سے مراد ان کے شاگرد ہیں (مرقات) ۲۔ جندب حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا نام شریف ہے آپ مشہور صحابی ہیں آپ ان حضرات کو ریا، شہرت سے بچنے کی نصیحت فرما رہے تھے جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے۔ ۳۔ یعنی اے صحابی رسول اگر آپ نے ریاکاری شہرت کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہو تو ہم کو سنایئے۔ ۴۔ اس فرمان عالی کی شرح ابھی کچھ پہلے گزر چکی کہ جو دنیا میں ریاکار شہرت پسند ہو گا رب تعالیٰ اسے قیامت میں رسواء عام فرمادے گا یعنی اسے شہرت تو دے گا مگر بدنامی کی ۵۔ یعنی جو اپنے نفس پر غیر ضروری مشقت ڈال لے گا جیسے رات کو نہ سونا نکاح نہ کرنا اچھا نہ کھانا تارک الدنیا ہو کر رہنا وغیرہ یا جو دوسروں پر مشقت ڈالے گا کہ اپنے نوکروں ماتحتوں سے سخت بھاری کام لے گا تو قیامت میں اس پر عتاب الٰہی کا بوجھ و مشقت ڈالا جاوے گا ۶۔ یہ فرمان رسول ہے صلی اللہ علیہ وسلم سبحان اللہ کیسا پیارا فرمان ہے طب یونانی کہتی ہے کہ نوے فی صدی گناہ پیٹ سے پیدا ہوتے ہیں حرام غذا صدہا بیماریوں کی جڑ ہے گندا پٹرول موٹر کی مشین کو خراب کرتا ہے گندی حرام غذا انسان کی مشینری بگاڑ دیتی ہے لہٰذا کوشش کرنی چاہیے کہ اکل حلال صدق مقال ہو ۷۔ یعنی اگر کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کا لپ بھر خون بھی ظلماً بہائے گا کہ اسے ظلماً قتل کرے یا ظلماً زخمی کرے تو یہ ظلماً خون اس کے اور جنت کے درمیان حائل ہو جاوے گا کہ اسے جنت میں داخل نہ ہونے دے گا لہٰذا اس سے بچے رہو ایسا نہ ہو کہ حقیر سا گناہ تم کو ایسی عظیم نعمت سے محروم کردے۔ خیال رکھو کہ کبھی چھوٹی چنگاری گھر جلا ڈالتی ہے۔

وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهٗ خَرَجَ يَوْمًا اِلٰى مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَاعِدًا عِنْدَ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْكِيْ فَقَالَ مَا يُبْكِيْكَ قَالَ يُبْكِيْنِيْ سَمِعْتُهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ يَسِيْرَ الرِّيَآءِ شِرْكٌ وَمَنْ عَادٰى لِلّٰهِ وَلِيًّا فَقَدْ بَارَزَ اللّٰهَ بِالْمُحَارَبَةِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْاَبْرَارَ الْاَتْقِيَآءَ الْاَخْفِيَآءَ الَّذِيْنَ اِذَا غَابُوْا لَمْ يُفْتَقَدُوْا وَاِنْ حَضَرُوْا لَمْ يُدْعَوْا

(۵۰۸۹) روایت ہے حضرت عمر ابن خطاب سے کہ وہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کی طرف گئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کے پاس معاذ ابن جبل کو بیٹھا ہوا پایا جو رو رہے تھے ۱۔ تو فرمایا کہ آپ کو کونسی چیز رلاتی ہے ۲۔ بولے مجھے وہ چیز رلاتی ہے جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی ۳۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ تھوڑی سی ریاکاری بھی شرک ہے ۴۔ اور جو اللہ کے ولی سے دشمنی کرے وہ اللہ کے سامنے جنگ کے لئے آگیا ۵۔ اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے ان نیکوں پرہیزگاروں چھپے ہوؤں کو کہ جب وہ غائب ہو جاویں تو

marfat.com

وَلَمْ يُقَرِّبُوْا تُلُوْبُهُمْ مَصَابِيْحُ الْهُدٰى يَخْرُجُوْنَ مِنْ كُلِّ غَبْرَاءَ مُظْلِمَةٍ۔
(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ)

ڈھونڈھے نہ جائیں اور اگر حاضر ہوں تو نہ بلائے جاویں نہ قریب کئے جاویں ۶۔ ان کے دل ہدایت کے چراغ ہوں ۷۔ ہر تاریک گرد آلود سے نکلیں ۸۔ (ابن ماجہ، بیہقی، شعب الایمان)

(۵۰۸۹) ۱۔ اس زمانہ میں حجرہ شریف میں دروازہ تھا جس سے لوگ قبرانور تک پہنچ جاتے بہت عرصہ کے بعد دروازہ بند کردیا گیا اب قبرانور تک کوئی نہیں پہنچ سکتا آپ خاص قبرانور سے متصل بیٹھے ہوئے رو رہے تھے ۲۔ حضور عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ اے معاذ کیوں رو رہے ہو فراق رسول صلی اللہ علیہ وسلم رلا رہا ہے یا کوئی اور تکلیف۔ معلوم ہوا کہ مسلمان بھائی کو تکلیف میں دیکھے تو ضرور وجہ پوچھے اگر ہو سکے تو اس کی تکلیف دور کرنے کی کوشش کرے ۳۔ یعنی میں نے ایک نصیحت حضور سے سنی مگر اس پر عمل نہ کرسکا اپنی اس محرومی یا معذوری پر رو رہا ہوں ۴۔ علماء فرماتے ہیں کہ ریا کے بہت درجے ہیں کچھ درجے چھوٹی چیونٹی سے زیادہ باریک ہیں انسان ان کو ریا نہیں سمجھتا مگر وہ ہے ریا ان سے بچنا بہت مشکل ہے اس سے تو خاص لوگوں کا بچنا مشکل ہے عوام کا تو ذکر ہی کیا ہے مجھے خطرہ ہے کہ میں بھی ریا کے کسی درجہ میں مبتلا ہوں ۵۔ یعنی میرے رونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ حضور انور نے فرمایا کہ اللہ کے دوستوں کی ایذا رب سے جنگ ہے اور اللہ کے اولیاء ایسے چھپے ہوئے ہیں کہ ان کی پہچان بہت مشکل ہے بہت دفعہ پڑوسیوں دوستوں سے شکر رنجی ہو جاتی ہے۔ ممکن ہے کہ ان میں سے کوئی ولی اللہ ہو ان کی تکلیف میرے لئے مصیبت بن جاوے حدیث قدسی میں ہے **اولیائی تحت قبائی لا یعرفھم غیری** میرے ولی میری قباؤں میں رہتے ہیں، انہیں میرے سوا کوئی نہیں پہچانتا۔ (مرقات) خیال رہے کہ اولیاء اللہ دو قسم کے ہیں تکوینی ولی اور تشریعی ولی، تکوینی ولی جو دنیا کے سیاہ سفید کے مالک و مختار بنادیئے جاتے ہیں۔ ان کی تعداد مقرر ہے مگر تشریعی اولیاء اللہ تعداد میں جہاں چالیس متقی مسلمان جمع ہوں وہاں انشاء اللہ ایک ولی ضرور ہوتا ہے اس ولی کو خود بھی خبر نہیں ہوتی کہ میں ولی ہوں مگر ہوتا ہے ولی اس کی بحث انشاء اللہ مشکوۃ شریف آخری باب میں ہوگی۔ ۶۔ غالباً اس سے وہ ہی اولیاء تشریعی مراد ہیں اور ہو سکتا ہے کہ اولیاء تکوینی بھی اسی میں داخل ہوں کہ اکثر ان میں سے چھپے ہوئے رہتے ہیں کم وہ حضرات ہیں جنہیں مخلوق پہچانتی ہے جیسے حضور غوث پاک یا خواجہ اجمیری یا داتا گنج بخش ہجویری وغیرہم خیال رہے کہ نبوت کا اعلان ضروری ہے مگر ولایت کا اعلان ضروری نہیں۔ اکثر اعلان ولایت کرنے والے خالی ہوتے ہیں۔ شیخ سعدی نے فرمایا شعر:۔

☆ ایں مدعیاں در طلبش بے خبر اند ☆ آنرا کہ خبر شد خبرش باز نہ آمد ☆

علماء کے لئے اعلان ضروری ہے کہ یہ نائبین رسول ہیں نبوت کا اعلان ضروری اولیاء اللہ اکثر پیچھے رہتے ہیں علماء دینائے اسلام کی ظاہری پولیس ہیں اکثر اولیاء اللہ خفیہ پولیس یہ حضرات بھی اپنے کو ولی نہیں کہتے بعض اولیاء کے متعلق لوگوں کی زبان سے خواہ مخواہ ولی نکلتا ہے۔ ۷۔ جیسے چراغ سے ہدایت و نور ملتا ہے ایسے ہی ان کے دلوں ان کی نگاہوں سے لوگوں کو نور ملتا ہے یہ حضرات حقانیت اسلام کی دلیلیں ہیں حق دین وہ ہے جس میں اولیاء اللہ ہوں انہیں کا راستہ صراط مستقیم ہے رب فرماتا ہے **صراط الذین انعمت علیھم** اور فرماتا ہے۔ **وکونوا مع الصادقین** اسی شاخ کا تعلق جڑ سے قائم ہے جس میں سبزہ پھول ہیں سوکھی شاخ کا تعلق جڑ سے ٹوٹ چکا وہ آگ کے لائق ہے اسلام کی اسی شاخ کا تعلق حضور سے قائم ہے جس میں ولایت کے پھول ہوں۔ ۸۔ یعنی یہ اولیاء اللہ تاریک گھروں غیر مشہور محلوں نامعلوم بستیوں سے پیدا ہوتے رہیں گے شعر:۔

marfat.com

☆ خاک ساران جہاں را حقارت منگر ☆ توچہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد ☆

یا یہ مطلب ہے کہ وہ حضرات تاریک گرد و غبار والے عقائد و اعمال و شبہات سے نکل جائیں گے کبھی اس میں پھنسیں گے نہیں (مرقات) امام غزالی فرماتے ہیں کہ ہر عالم دین متقی ولی اللہ ہے اگر متقی عالم ولی نہ ہو تو کوئی ولی ہی نہیں (مرقات) مشہور یہ ہے کہ جس سے روحانی فیوض جاری ہوں انہیں صوفیاء اولیاء کہا جاتا ہے جن سے شرعی فیوض جاری ہوں انہیں علماء کہتے ہیں۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا صَلّٰى فِی الْعَلَانِیَةِ فَاَحْسَنَ وَصَلّٰى فِی السِّرِّ فَاَحْسَنَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى هٰذَا عَبْدِیْ حَقًّا۔ (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

(۵۰۹۰) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب بندہ علانیہ نماز پڑھے تو بھی اچھی اور خفیہ نماز پڑھے تو بھی اچھی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ میرا سچا بندہ ہے ا۔ (ابن ماجہ)

(۵۰۹۰) ا۔ یعنی اس بندے میں ریاکاری نہیں ہے یہ بندہ مخلص ہے اگر ریاکار ہوتا تو علانیہ نماز اچھی طرح پڑھتا خفیہ میں معمولی طرح جب یہ خفیہ میں بھی اچھی طرح پڑھتا ہے تو مخلص ہی ہے۔

وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَكُوْنُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ اَقْوَامٌ اِخْوَانُ الْعَلَانِیَةِ اَعْدَاءُ السَّرِیْرَةِ فَقِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَیْفَ یَكُوْنُ ذٰلِكَ قَالَ بِرَغْبَةِ بَعْضِهِمْ اِلٰى بَعْضٍ وَرَهْبَةِ بَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ

(۵۰۹۱) روایت ہے حضرت معاذ ابن جبل سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں ایسی قومیں ہوں گی جو ظاہر میں دوست ہوں گی اور پوشیدہ کی دشمن ا۔ تو عرض کیا گیا یا رسول اللہ یہ کیوں کر ہوگا فرمایا یہ ان کے بعض سے رغبت اور بعض سے بعض سے ڈرنے کی وجہ سے ہوگا۔ ۲۔

(۵۰۹۱) ا۔ یعنی قریب قیامت ایسے لوگ ہوں گے جو اپنی نیکیاں علانیہ پسند کریں گے تاکہ لوگ ان کی واہ واہ کریں تنہائی میں یا تو اعمال کریں گے ہی نہیں یا کریں گے تو معمولی طریقہ سے ۲۔ یعنی ان لوگوں کے دلوں میں اللہ کا خوف اللہ سے امید نہ ہوگی یا کم ہوگی لوگوں کا خوف لوگوں سے امید ان پر غالب ہوگی اس فرمان عالی میں علماء، عابدین، زاہدین، سخی، مجاہد وغیرہ سب ہی داخل ہیں۔ ہر عمل اخلاص سے قبول ہوتا ہے یہاں اشعۃ اللمعات میں ہے کہ اس میں وہ بھی داخل ہیں جو لوگوں سے ظاہری محبت کریں وہ بھی غرض کے لئے جب غرض نکل جاوے دوستی بھی ختم ہو جاوے۔

وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ صَلّٰى یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَكَ وَمَنْ صَامَ یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَكَ وَمَنْ تَصَدَّقَ یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَكَ۔ (رَوَاهُمَا اَحْمَدُ)

(۵۰۹۲) روایت ہے حضرت انہیں سے کہ وہ روئے ان سے کہا گیا کہ آپ کو کیا چیز رلاتی ہے فرمایا وہ بات جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنی وہ مجھے یاد آگئی اس نے مجھے رلا دیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میں اپنی امت پر

(۵۰۹۲) ا۔ شرک دو قسم کا ہے شرک جلی، شرک خفی، شرک جلی تو کھلم کھلا شرک و بت پرستی کرنا ہے۔ شرک خفی ریاکاری ہے۔ یوں کہو کہ شرک اعتقادی تو کھلا ہوا شرک ہے اور شرک عملی ریاکاری ہے صوفیاء فرماتے ہیں **کل ما صدک عن اللہ**

marfat.com

فھو صنمک جو تمہیں اللہ سے روکے وہ ہی تمہارا بت ہے نفس امارہ بھی بت ہے اسی حدیث سے معلوم ہوا کہ روزے میں بھی ریا کاری ہو سکتی ہے ہاں روزے میں ریا خالص نہیں ہو سکتی۔ اسی لئے ارشاد ہے **الصوم لی وانا اجزی به** بعض لوگ روزہ رکھ کر لوگوں سے سامنے بہت کلیاں کرتے سر پر پانی ڈالتے رہتے ہیں کہتے پھرتے ہیں ہائے روزہ بہت لگا ہے بڑی پیاس لگی ہے وغیرہ وغیرہ یہ بھی روزے کی ریاء ہے اور اس حدیث میں داخل ہے خیال رہے کہ ریاء کی دو قسمیں ہیں ایک ریا اصل عمل میں دوسری ریا وصف عمل میں اصل عمل میں ریا یہ ہے کہ کوئی دیکھے تو یہ نماز پڑھ لے نہ دیکھے تو نماز پڑھے ہی نہیں وصف عمل میں ریاء یہ ہے کہ لوگوں کے سامنے نماز رب اچھی طرح پڑھے تنہائی میں معمولی طرح پڑھے پہلی ریا بہت بری ہے دوسری ریاء پہلی سے کم شیخ سعدی فرماتے ہیں شعر:۔

☆ کلید در دوزخ است آں نماز ☆ کہ در روئے مردم گزاری دراز ☆

وَعَنْهُ اَنَّهٗ بَكٰى فَقِيْلَ لَهٗ مَا يُبْكِيْكَ قَالَ شَيْءٌ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَدْ كُرْتُهٗ فَبَكَانِيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَتَخَوَّفُ عَلٰى اُمَّتِيَ الشِّرْكَ وَالشَّهْوَةَ الْخَفِيَّةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتُشْرِكُ اُمَّتُكَ مِنْ بَعْدِكَ قَالَ نَعَمْ اَمَا اِنَّهُمْ لَا يَعْبُدُوْنَ شَمْسًا وَلَا قَمَرًا وَلَا حَجَرًا وَلَا وَثَنًا وَلٰكِنْ يُرَاؤُوْنَ بِاَعْمَالِهِمْ وَالشَّهْوَةُ الْخَفِيَّةُ اَنْ يُصْبِحَ اَحَدُهُمْ صَائِمًا فَتَعْرِضُ لَهٗ شَهْوَةٌ مِنْ شَهَوَاتِهٖ فَيَتْرُكُ صَوْمَهٗ۔

رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ

(۵۰۹۳) روایت ہے انہیں سے کہ وہ روئے ان سے کہا گیا کہ آپ کو کیا چیز رلاتی ہے فرمایا وہ بات جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنی وہ مجھے یاد آگئی اس نے مجھے رلا دیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میں اپنی امت پر شرک اور خفیہ شہوت کا خوف کرتا ہوں ۱؎ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ کے بعد آپ کی امت شرک کرے گی فرمایا ہاں ۲؎ خیال رہے کہ وہ لوگ نہ سورج کو پوجیں گی نہ چاند کو نہ پتھر کو نہ بت کو ۳؎ لیکن ریا کاری کریں گے ۴؎ خفیہ شہوت یہ ہے کہ ان میں سے ایک روزہ رکھے گا ۵؎ پھر اسکے سامنے اس کی خواہشات میں سے کوئی خواہش آجاوے تو وہ اپنا روزہ چھوڑ دے ۶؎ (احمد، بیہقی، شعب الایمان)

(۵۰۹۳) ۱؎ اتخوف بنا ہے تخوف سے ۔ بمعنی بہت ہی ڈرنا۔ خوف عام ہے معمولی ڈر ہو یا سخت ڈر تخوف خاص ہے بہت ڈر یا تخوف وہ خوف ہے جس کی علامات ظاہر ہو چکی ہوں خوف میں یہ قید نہیں یعنی میں اپنی امت پر بہت ہی ڈرتا ہوں یا علامات ریا دیکھ کر ڈرتا ہوں اس فرمان عالی میں ' الخفیہ شرک اور شہوت دونوں کی صفت معنی یہ ہے کہ میں اپنی امت پر خفیہ شرک اور خفیہ شہوت سے ڈرتا ہوں خفیہ وہ شرک ہے جو مجاہدہ و ریاضت کرنے والوں پر بھی ظاہر نہ ہو وہ حضرات بھی اس سے دھوکا کھا جاویں صرف قوت قدسیہ والے ہی اس کی خبر رکھ سکتے ہیں (مرقات) ۲؎ سائل کو شبہ یہ ہوا کہ امت محمدیہ تو امت مرحومہ ہے یہ کبھی نہ بگڑے گی اس لئے یہ سوال کیا **بعدک** سے مراد حضرات صحابہ کرام نہیں بلکہ بعد کی نسلیں ہیں حضرات صحابہ کے ایمان و اخلاص کی گواہی قرآن مجید و احادیث نبویہ میں دی ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے **والزمهم كلمته التقوى وكانوا احق بهاو اهلها** و ن ہر بت کو کہتے ہیں جس کی پوجا کی جاوے خواہ چاند سورج ہو یا پتھر درخت وغیرہ یہاں خاص کے بعد عام کا ذکر ہے ۴؎ اس کی تائید اس آیت کریمہ سے ہے

marfat.com

فمن کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا اس آیت میں شرک سے مراد یہ ہی ریا کاری ہے اسی کو حضور انور نے شرک فرمایا بالکل حق ہے۔ ۵۔ یا تو روزہ رکھ لے گا یا رکھنے کی نیت کرے گا پہلے معنی زیادہ ظاہر ہیں جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے۔ ۶۔ اس طرح کہ اس نے روزہ رکھ لیا ہو گا کوئی اچھے کھانے کی دعوت آگئی یا کسی نے شربت سوڈا پیش کیا۔ تو اس کھانے شربت کی وجہ سے روزہ توڑ دیا یا روزہ کی نیت تھی کہ آج روزہ رکھوں گا۔ مگر یہ چیزیں دیکھیں ارادہ بدل دیا۔ محض نفسانی لذت و خواہش کے لئے کہ ایسا مزہ دار کھانا کون چھوڑے لہٰذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ حضور انور نے ازواج مطہرات سے پوچھا کہ کھانا ہے عرض کیا گیا ہاں فرمایا لاؤ ہم نے تو آج روزہ رکھ لیا تھا پھر کھانا ملاحظہ فرمالیا۔ کہ یہ انظار فرمالینا خواہش نفس کے لئے نہ تھا بلکہ حکم شرعی بیان کرنے کے لئے تھا کہ نفل روزہ رکھ کر توڑ دینا جائز ہے اگرچہ قضا واجب ہو گی حضرت ام ہانی کو حضور انور نے اپنا پس خوردہ پانی دیا آپ نے پی کر پوچھا کہ حضور میرا روزہ تھا فرمایا کوئی حرج نہیں وہ روزہ توڑنا حضور کے تبرک سے برکت حاصل کرنے کے لئے تھا نہ کہ نفسانی خواہش سے لہٰذا احادیث سمجھ کر پڑھنا ضروری ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَتَذَاکَرُ الْمَسِیْحَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِمَا ھُوَ اَخْوَفُ عَلَیْکُمْ عِنْدِیْ مِنَ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ فَقُلْنَا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الشِّرْکُ الْخَفِیُّ اَنْ یَقُوْمَ الرَّجُلُ فَیُصَلِّیْ فَیُزَیِّنُ صَلٰوتَہٗ لِمَا یَرٰی مِنْ نَظَرِ رَجُلٍ۔

(رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ)

(۵۰۹۴) روایت ہے۔ حضرت ابو سعید خدری سے فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ۱۔ جبکہ ہم مسیح دجال کا تذکرہ کر رہے تھے تو فرمایا کہ کیا میں تم کو اس چیز کی خبر نہ دوں جو میرے نزدیک تمہارے لئے مسیح دجال سے زیادہ خطرناک ہے ۲۔ ہم نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ فرمایا وہ خفیہ شرک ہے یعنی یہ کہ کوئی شخص نماز پڑھنے کھڑا ہو تو اپنی نماز اس لئے زیادہ کرے کہ کسی شخص کو دیکھے کہ وہ اسے دیکھ رہا ہے۔ ۳۔ (ابن ماجہ)

(۵۰۹۴) ۱۔ دولت خانہ سے یا باہر سے مسجد نبوی شریف میں تشریف لائے نماز کا وقت تھا یا ویسے ہی حضرات صحابہ کا مجمع تھا اور اتفاقاً دجال کے خطرات کا ہم لوگ تذکرہ کر رہے تھے۔ ۲۔ کیونکہ دجال کو تو کوئی شخص ہی پائے گا وہ بھی قیامت کے قریب پھر انسان اس سے بچ بھی سکے گا کہ نہ اس کے پاس جائے نہ اس کے پھندے میں پھنسے مگر ریا کاری کی مصیبت ہر شخص کو ہر وقت درپیش ہے اس لئے یہ آفت دجال سے زیادہ خطرناک ہے۔ ۳۔ یعنی اگر اکیلے میں نماز پڑھے تو تھوڑی اور ہلکی پڑھے مگر جب اسے کوئی دیکھ رہا ہو تو نوافل بہت تعداد میں پڑھے اور خوب لمبے دراز پڑھے یہ ہے وصف میں ریا جب یہ بھی شرک خفی ہوا تو اصل نماز میں ریا بہت ہی خطرناک ہے ہم ریا کی یہ دو قسمیں پہلے بیان کر چکے ہیں اور یہ بھی بتا چکے ہیں کہ اصل عبادت میں ریا زیادہ خطرناک ہے نماز کا ذکر مثلاً فرمایا ہر نیکی کا یہی حال ہے اس بیماری میں واعظین زیادہ مبتلا ہیں اکثر ہر واعظ کا خیال یہ ہوتا ہے کہ میرا وعظ سب سے اچھا رہے لوگ خوب واہ واہ کہیں بعض واعظین بغیر داد لئے وعظ نہیں کہہ سکتے اللہ تعالیٰ اخلاص عطا فرمائے ریا والی عبادت گھنے ہوئے تخم کی طرح ہے جس سے پیداوار نہیں ہوتی۔

وَعَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِیْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی

(۵۰۹۵) روایت ہے حضرت محمود ابن لبید سے ۱۔ کہ نبی صلی

marfat.com

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمُ اَلشِّرْكُ الْاَصْغَرُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الشِّرْكُ الْاَصْغَرُ قَالَ الرِّيَآءُ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَزَادَ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ يَقُوْلُ اللّٰهُ لَهُمْ يَوْمَ يُجَازِي الْعِبَادَ بِاَعْمَالِهِمْ اِذْهَبُوْا اِلَى الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُرَآؤُنَ فِي الدُّنْيَا فَانْظُرُوْا هَلْ تَجِدُوْنَ عِنْدَهُمْ جَزَآءً اَوْ خَيْرًا۔

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن چیزوں سے میں تم پر ۲؎ خوف کرتا ہوں ان سب میں زیادہ خوفناک چیز چھوٹا شرک ہے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ چھوٹا شرک کیا ہے فرمایا ریا کاری ۳؎ (احمد، بیہقی نے شعب الایمان میں یہ زیادتی کی کہ اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا اس دن جس دن بندوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دے گا ۴؎ کہ ان کے پاس جاؤ جنہیں تم دنیا میں اعمال دکھاتے رہے کہ کیا ان کے پاس تم جزا یا بھلائی پاتے ہو ۵؎۔

(۵۰۹۵) ۱؎ آپ انصاری ہیں اشہلی ہیں آپ کی صحابیت میں اختلاف ہے امام مسلم نے آپ کو تابعی مانا ہے امام بخاری آپ کو صحابی کہتے ہیں امام بخاری کا قول قوی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت آپ کی عمر صرف پانچ سال تھی (مرقات، اشعہ امیر علی) ۲؎ علیکم میں خطاب یا تو حضرات صحابہ کرام سے ہے یا سارے مسلمانوں سے مطلب یہ ہے کہ ہر مومن کے لئے خطرات بہت ہیں مگر ریا کا خطرہ سب سے زیادہ خطرناک ہے کہ اس سے بچنا بہت مشکل بڑے بڑے اس میں گرفتار ہو جاتے ہیں ۳؎ یہ پہلی وہ حدیث ہے جس میں ریا کو شرک اصغر فرمایا گیا ہے مشرک اپنی عبادات سے اپنے جھوٹے معبودوں کو راضی کرنے کی نیت کرتا ہے ریا کار اپنی عبادات سے اپنے جھوٹے مقصودوں یعنی لوگوں کو راضی کرنے کی نیت کرتا ہے اس لئے ریا کاری چھوٹے درجہ کا شرک ہے اور اس کا یہ عمل چھوٹے درجہ کا شرک ہے چونکہ ریا کار کا عقیدہ خراب نہیں ہوتا عمل و ارادہ خراب ہوتا ہے اور کھلے مشرک کا عقیدہ بھی خراب ہوتا ہے اس لئے ریا کو چھوٹا شرک فرمایا ۴؎ یعنی قیامت کے دن جب اعمال کے بدلے دیئے جانے کا وقت آوے گا تو ریا کار بھی مخلصین کے ساتھ جزا اعمال کا انتظار کریں گے تب ان سے کہا جاوے گا ۵؎ یعنی ان مخلصین کے ٹولہ سے الگ ہو جاؤ۔ جنہیں خوش کرنے کے لئے تم اعمال کرتے تھے ان سے اپنے اعمال کا بدلہ لو وہ ہی تم کو بدلہ دیں یہ فرمان عالی انتہائی غضب کے اظہار کے لئے ہوگا۔

وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ رَجُلًا عَمِلَ عَمَلًا فِيْ صَخْرَةٍ لَا بَابَ لَهَا وَلَا كُوَّةَ خَرَجَ عَمَلُهُ اِلَى النَّاسِ كَائِنًا مَا كَانَ۔

(۵۰۹۶) روایت ہے حضرت ابو سعید خدری سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر کوئی شخص پتھر کی چٹان میں بیٹھ کر عمل کرے جس کا کوئی نہ دروازہ ہو نہ روزن ۱؎ تو بھی اس کا عمل لوگوں تک نکل آوے گا جو عمل بھی ہو ۲؎۔

(۵۰۹۶) ۱؎ یعنی فرض کرو کہ کوئی شخص ایسے بند غار میں نیکی کرے جس میں نہ تو دروازہ ہو کہ کوئی وہاں پہنچ سکے نہ کوئی روزن و سوراخ ہو جس سے کوئی وہاں جھانک سکے مطلب یہ ہے کہ کیسے ہی خلوت خانہ میں کیسے ہی چھپ کر عبادت کرے ۲؎ اس فرمان عالی کا مقصد یہ ہے کہ تم ریا کر کے اپنے ثواب کیوں برباد کرتے ہو تم اخلاص سے نیکیاں کرو خفیہ کرو اللہ تعالیٰ تمہاری نیکیاں خود بخود لوگوں کو بتا دے گا لوگوں کے دل تمہیں نیک ماننے لگیں گے یہ نہایت ہی مجرب ہے بعض لوگ خفیہ تہجد پڑھتے ہیں لوگ خواہ مخواہ انہیں تہجد خواں کہنے لگتے ہیں۔ تہجد بلکہ ہر نیکی کا نور چہرے پر نمودار ہو جاتا ہے۔ جس کا دن رات مشاہدہ ہو رہا ہے لوگ خواہ مخواہ

marfat.com

حضور غوث پاک خواجہ اجمیری کو ولی کہتے ہیں کیوں رب تعالیٰ کہلوا رہا ہے یہ ہے اس فرمان عالی کا ظہور۔

وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهٗ سَرِيْرَةٌ صَالِحَةٌ اَوْ سَيِّئَةٌ اَظْهَرَ اللّٰهُ مِنْهَا رِدَاءً يُعْرَفُ بِهٖ۔

(۵۰۹۷) روایت ہے حضرت عثمان ابن عفان سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کی جو سیرت ہوگی اچھی یا بری اللہ تعالیٰ اس کی علامت ظاہر فرمائے گا جس سے وہ پہچانا جاوے گا۔

(۵۰۹۷) ۱۔ یہ حدیث ابھی گزری ہوئی حدیث کی شرح ہے اس کا مطلب وہ ہی ہے جو ابھی عرض کیا گیا کہ نیک اعمال کا نور چہرہ پر ظاہر ہوتا ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے **سیما ھم فی وجوھھم من اثر السجود** تجربہ تو یہ ہے کہ خوف خدا عشق جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دل میں ہو تو چہرہ اور ہی طرح کا ہو جاتا ہے بعض بزرگوں کے چہرے دیکھ کر کافر مسلمان ہو گئے اور گنہگاروں نے صرف چہرہ دیکھ کر گناہوں سے توبہ کرلی متقی بن گئے آخرت میں تو نیک و بد اعمال چہرہ سے ظاہر ہو ہی جائیں گے کچھ دنیا میں بھی ظہور ہو جاتا ہے بعض بدکاریوں سے منہ کالا ہو جاتا ہے۔

وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا اَخَافُ عَلٰى هٰذِهِ الْاُمَّةِ كُلَّ مُنَافِقٍ يَتَكَلَّمُ بِالْحِكْمَةِ وَيَعْمَلُ بِالْجَوْرِ۔ اَلْبَيْهَقِيُّ الْاَحَادِيْثَ الثَّلٰثَةَ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ

(۵۰۹۸) روایت ہے حضرت عمر ابن خطاب سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا میں اس امت پر ہر اس منافق سے ڈرتا ہوں جو باتیں حکمت کی کرے گا اور عمل ظلم کے ۱۔ ان تینوں حدیثوں کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت فرمایا۔

(۵۰۹۸) ۱۔ یعنی قیامت تک میری امت میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے۔ جن کے قول اور قسم کے ہوں گے عمل اور طرح کے قول نہایت ہی اچھے ہوں گے عمل نہایت برے لوگ ان کی خوش گفتاری سے دھوکھا کھا کر ان کے جال میں پھنس جایا کریں گے چونکہ ان کے قول و فعل میں مطابقت نہ ہوگی اس لئے انہیں منافق فرمایا یعنی منافق عملی رب تعالیٰ ہمارے علماء و واعظین کو ہم سب کو نیک اعمال کی توفیق دے۔

وَعَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ حَبِيْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنِّيْ لَسْتُ كُلَّ كَلَامِ الْحَكِيْمِ اَتَقَبَّلُ وَلٰكِنِّيْ اَتَقَبَّلُ هَمَّهٗ وَهَوَاهُ فَاِنْ كَانَ هَمُّهٗ وَهَوَاهُ فِيْ طَاعَتِيْ جَعَلْتُ صَمْتَهٗ حَمْدًا اِلَيَّ وَوَقَارًا وَاِنْ لَّمْ يَتَكَلَّمْ (رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

(۵۰۹۹) روایت ہے حضرت مہاجر ابن حبیب سے ۱۔ فرماتا ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں حکمت والے کا ہر کلام قبول نہیں کرتا لیکن میں اس کا ارادہ اس کی خواہش قبول کرتا ہوں ۲۔ تو اگر اس کا ارادہ اور اس کی خواہش میری فرمانبرداری میں ہو تو اس کی خاموشی کو بھی اپنی حمد اور وقار بنا دیتا ہوں اگرچہ کچھ نہ بولے ۳۔ (دارمی)

(۵۰۹۹) ۱۔ مہاجر بن حبیب غالباً صحابی ہیں اور یہ حدیث مرسل نہیں مگر آپ کے حالات قطعاً معلوم نہ ہو سکے حتیٰ کہ صاحب مشکوٰۃ نے آپ کا ذکر نہ کیا اپنی کتاب الاکمال میں۔ ۲۔ یعنی ہماری بارگاہ میں الفاظ مقبول نہیں نیت و ارادہ قبول ہے الفاظ بغیر اخلاص ایسے ہیں جیسے بادام بغیر مغز یا درخت بغیر پھل یعنی محض بے کار۔ مولانا فرماتے ہیں شعر:۔

marfat.com

☆ ماہروں رانگریم و قال را ☆ مادروں رانگریم و حال را ☆
☆ قال را بگزار مرد حال شو ☆ زیر پائے کاملے پامال شو ☆

۳۔ یعنی اخلاص والے کی خاموشی بھی عبادت ہے حمد الٰہی ہے اس خاموشی سے لوگوں کو فیض پہنچ جاتا ہے بغیر اخلاص کی گفتگو بھی بے کار ہے ہمارے ہاں پنجاب میں ایک بار مولانا یار محمد صاحب بہاولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے منبر پر بیٹھ کر فرمایا کہ آج ہم نے چپ کا وعظ کرنا ہے یہ کہہ کر خاموش ہو گئے دس منٹ کے بعد لوگوں میں جوش پھیل گیا۔ بعض لوگوں کو غشی بیہوشی طاری ہو گئی اگر زیادہ دیر یہ سلسلہ جاری رہتا تو خطرہ تھا کہ بعض لوگوں کی موت واقع ہو جائے یہ ہے خاموشی والی عبادت بعض بزرگ مراقبہ میں فیض دیدتے ہیں غرضیکہ مصرع

☆ خموشی معنی وارد کہ در گفتن نمی آید ☆

بعض لوگ چیخ چیخ کر گلا پھاڑ لیتے ہیں کوئی اثر نہیں ہوتا۔

بَابُ الْبُكَاءِ وَالْخَوْفِ — رونے اور ڈرنے کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ — پہلی فصل

بکا بغیر ہمزہ کے ۔ بمعنی آنسو ہوتا ہے اور بکاء ہمزہ کے ساتھ ۔ بمعنی رونا۔ ابکاء باب افعال سے ۔ بمعنی کسی دوسرے کو رلانا۔ رونا بہت قسم کا ہے غم سے رونا بہت خوشی سے رونا۔ عشق رسول یا عشق الٰہی میں رونا۔ ڈر سے رونا یہاں آخری رونا مراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے عذاب کے خوف سے رونا اسی لئے رونے کے ساتھ ڈر کا ذکر فرمایا اپنے حال زار پر رونا بھی اسی آخری رونے میں داخل ہے یہ رونا اللہ کی بڑی رحمت ہے مولانا فرماتے ہیں۔ شعر:۔

☆ ازپس ہرگریہ آخر خندہ ایست ☆ مرد آخر میں مبارک بندہ زیست ☆
☆ باش چوں دولاب دائم چشم تر ☆ تادروں صحن تو روید خضر ☆
☆ تانہ گرید طفل کے جوشد لبن ☆ تانہ گرید ابر کے خندو چمن ☆

اللہ تعالیٰ تڑپنے پھڑکنے اپنے خوف سے رونے کی توفیق دے۔ بادل روتا ہے تو چمن ہنستا ہے بچہ روتا ہے تو ماں کے پستان میں دودھ جوش مارتا ہے ہمیشہ آنکھوں کے پانی سے ایمان کی کھیت کو سینچو تاکہ یہ باغ ہرا بھرا رہے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَبَكَیْتُمْ كَثِیْرًا وَلَضَحِكْتُمْ قَلِیْلًا۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

(۵۱۰۰) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم وہ جانتے جو میں جانتا ہوں ا۔ تو تم روتے زیادہ اور ہنستے کم ۲۔ (بخاری)

(۵۱۰۰) ا۔ یعنی قیامت کے خوف دہشت دوزخ کے عذاب اللہ تعالیٰ کی پکڑ عالم غیب کے اسرار جتنے مجھے معلوم ہیں تم کو ان کا

marfat.com

لاکھواں حصہ بھی حاصل نہیں۔ نیز تم کو جس قدر علم ہے وہ ہم سے سن کر ہے ہم کو علم ہے دیکھ کر اور دیکھے سنے علم میں فرق ہے ۲۔ یعنی اگر تم کو وہ چیزیں معلوم ہو جائیں یا تو تم ہنسنا بھول ہی جاؤ یا ہنسو بہت کم اور ڈرو بہت زیادہ تم پر خوف کا غلبہ ہو جاوے اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ساری مخلوق کا علم حضور کے علم کے سامنے ایسا ہے جیسے سمندر کے آگے قطرہ کیونکہ **لو تعلمون** میں سارے صحابہ سے خطاب ہے دوسرے یہ کہ حضور کے قلب پاک کو اللہ تعالیٰ نے بڑی برداشت کی طاقت دی ہے کہ اس قدر عذاب وغیرہ کو جانتے بلکہ دیکھتے ہوئے بھی اپنے کو سنبھالے ہوئے ہیں لوگوں سے تعلقات بھی رکھتے ہیں سب سب سے ہنستے بولتے بھی ہیں ہم لوگ تو تارک الدنیا ہو جاتے ہیں رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر ہم قرآن مجید پہاڑ پر اتارتے تو وہ بھی اللہ کی ہیبت سے پھٹ جاتا جس سے معلوم ہوا کہ حضور انور کا دل پہاڑ سے زیادہ قوی ہے۔

وَعَنْ اُمِّ الْعَلَاءِ الْاَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ مَا اَدْرِيْ وَاللّٰهِ لَا اَدْرِيْ وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

(۵۱۰۱) روایت ہے جناب ام العلاء انصاریہ سے ا۔ فرماتی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی قسم میں نہیں جانتا حالانکہ میں رسول اللہ ہوں کہ میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ کیا کیا جاوے گا ۲۔ (بخاری)

(۵۱۰۱) ا۔ آپ صحابیہ ہیں حضرت خارجہ ابن زید ابن ثابت کی والدہ ہیں یعنی زید ابن ثابت کی بیوی حضور انور کو آپ سے بہت محبت تھی ۲۔ یعنی مجھے خبر نہیں کہ دنیا و آخرت میں رب تعالیٰ میرے ساتھ کیا معاملہ کرے گا اور تمہارے ساتھ کیا کرے گا اس حدیث کے متعلق محدثین کے بہت قول ہیں حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اور وہ آیت **قل لا ادری ما یفعل بی ولا بکم** منسوخ ہیں اس آیت سے **لیغفر لک اللّٰہ ما تقدم من ذنبک** بعض چیزیں قابل نسخ ہوتی ہیں (مرقات) فقیر کے نزدیک وہ آیت یہ حدیث منسوخ نہیں یہاں علم کی نفی نہیں درایت کی نفی ہے درایت کہتے ہیں کوئی چیز اپنے قیاس اٹکل اندازے سے معلوم کرنا علم عام ہے مطلب یہ ہے کہ میں باوجودیکہ نبی ہوں اور نبی کی عقل تمام جہان سے زیادہ ہوتی ہے مگر اپنے یا دوسروں کا انجام میں بھی عقل و قیاس سے معلوم نہیں کر سکتا بلکہ مجھے یہ علم وحی الٰہی سے ہے اس لئے اس آیت کے آخر میں ہے **ان اتبع الا ما یوحی الی** لہٰذا یہ حدیث دوسری آیات و احادیث کے خلاف نہیں حضور فرماتے ہیں' اولاد آدم کا سردار ہوں حمد کا جھنڈا قیامت میں میرے ہاتھ ہوگا میں گنہگاروں کی شفاعت کروں گا یا کہ حسن و حسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں ابوبکر و عمر جنتی ہیں وغیرہ حضور تا قیامت ہر جنتی و دوزخی کو جانتے پہچانتے ہیں **ویکون الرسول علیکم شھیدا** خیال رہے کہ حضرت ام العلاء نے حضرت عثمان ابن مظعون کی وفات پر فرمایا تھا کہ میں گواہی دیتی ہوں کہ تم جنتی ہو اس پر یہ ارشاد عالی ہوا تھا کہ تم محض اپنی عقل سے کیوں یہ کہہ رہی ہو یہ بات تو میں بھی عقل سے نہیں جان سکتا لہٰذا حدیث واضح ہے۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَيَّ النَّارُ فَرَاَيْتُ فِيْهَا امْرَاَةً مِّنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ تُعَذَّبُ فِيْ هِرَّةٍ لَهَا رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَاْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ حَتّٰى مَاتَتْ جُوْعًا

(۵۱۰۲) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھ پر آگ پیش کی گئی ا۔ تو میں نے اس میں بنی اسرائیل کی ایک عورت کو دیکھا جو اپنی ایک بلی کی وجہ سے عذاب دی جا رہی ہے ۲۔ جسے اس نے باندھ دیا تھا کہ نہ اسے کھلایا

marfat.com

وَرَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ عَامِرٍ الْخُزَاعِيَّ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ وَكَانَ أَوَّلَ مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

نہ چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھالیتی حتی کہ بھوک سے مر گئی ۳۔ اور میں نے عمرو ابن عامر خزاعی کو دیکھا کہ وہ آگ میں انتڑیاں گھسیٹ رہا تھا یہ پہلا وہ شخص ہے جس نے سائبہ جانور ایجاد کیے ۴۔ (مسلم)

(۵۱۰۲) ۱۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ واقعہ شب معراج کا ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت دوزخ کی سیر فرمائی اور ہر جگہ کے لوگ ملاحظہ کئے ممکن ہے کہ کسی خواب کا واقعہ ہو مگر پہلا احتمال قوی ہے۔ ۲۔ یہ عورت بنی اسرائیل کی مومنہ تھی کافرہ نہ تھی اسے اس گناہ کی وجہ سے یہ عذاب ہو رہا تھا (مرقات) معلوم ہوا کہ مومن کو بھی بعض گناہوں کی وجہ سے عذاب ہو جاوے گا حدیث شریف میں ہے کہ چغل خور اور پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچنے والے کو عذاب قبر ہو گا۔ ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جانوروں پر ظلم بھی عذاب کا باعث ہے ان کا حق بھی ضرور ادا کرنا چاہیے تو جو انسان خصوصاً مسلمان پر ظلم کریں وہ کیسی سزا کے مستحق ہوں گے۔ دوسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ آئندہ واقعات کو بھی دیکھتی ہے مجرموں کا دوزخ میں جانا قیامت کے بعد ہو گا مگر حضور انور نے آج ہی ملاحظہ فرمالیا۔ حضور نے اس رات جنت میں جاتے ہوئے اپنے آگے حضرت بلال کی جوتوں کی آہٹ سنی یہ آہٹ آج کی نہ تھی بلکہ بعد قیامت جب جنت میں حضور داخل ہوں گے تب حضرت بلال ہٹو بچو کرتے آگے ہوں گے وہ آہٹ حضور آج سن رہے ہیں۔ تیسرے یہ کہ حضور لوگوں کے اعمال پر مطلع ہیں کہ کون کیا کرتا ہے۔ ۴۔ عمرو ابن عامر قبیلہ بنی خزاعہ کا ایک شخص تھا جس نے عرب میں بت پرستی اور بتوں کے نام پر جانور چھوڑنا ایجاد کیا اسے بھی حضور انور نے اسی عذاب میں گرفتار دیکھا۔ سائبہ وہ اونٹنی جو بتوں کے نام چھوڑ دی جاوے اس پر کوئی سواری نہ کرے وہ جہاں چاہے چرتی پھرے۔ کوئی اسے روک ٹوک نہ کرے جیسے ہندوؤں کے سانڈ بجار بعض روایات میں عمرو ابن لحی آیا ہے ہو سکتا ہے کہ عامر اس کے باپ کا نام ہو اور لحی اس کے دادا کا نام لہٰذا حد سوں میں تعارض نہیں (اشعہ) حضور انور نے اس کو آگ میں جلتے نماز کسوف بھی دیکھا ہے

وَعَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَزِعًا يَقُولُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلُ هٰذِهٖ وَحَلَّقَ بِإِصْبَعَيْهِ الْإِبْهَامِ وَالَّتِي تَلِيهَا قَالَتْ زَيْنَبُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ قَالَ نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۱۰۳) روایت ہے حضرت زینب بنت جحش سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ان کے پاس گھبراہٹ میں تشریف لائے فرماتے تھے لا الہ الا اللہ عرب کی خرابی ہے اس شر سے جو قریب آگئی ۱۔ آج یاجوج ماجوج کی دیوار سے اس کی برابر کھل گئی ۲۔ اور اپنے انگوٹھے اور اس سے ملی ہوئی انگلی کا حلقہ بنا لیا۔ جناب زینب فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم ہلاک کر دیئے جاویں گے۔ حالانکہ ہم میں نیک لوگ ہوں ۳۔ فرمایا ہاں جب کہ خباثت بڑھ جاوے ۴۔ (مسلم بخاری)

(۵۱۰۳) ۱۔ اس شر سے مراد وہ جنگیں اور فتنے ہیں جو حضور انور بلکہ عہد فاروقی کے بعد عرب میں ظاہر ہوئے حضور نے وہ اپنی آنکھوں سے دیکھے حضور کی یہ گھبراہٹ ان لوگوں پر شفقت کی وجہ سے تھی (اشعہ) ۲۔ یہ دوسری آفت کی خبر ہے دیوار سے مراد وہ

marfat.com

آہنی دیوار ہے جو سکندر ذوالقرنین نے قوم یاجوج ماجوج کو بند کرنے کے لئے دو پہاڑوں کے درمیان بنائی تاکہ وہ لوگ اس دنیا میں نہ آسکیں یاجوج ماجوج کافر انسان ہیں جو بہت قوی بڑی جسامت والے قد آور ہیں قریب قیامت یہ دیوار گرے گی اور یاجوج ماجوج نکل کر اس دنیا میں آکر آفت ڈھادیں گے اس دیوار میں سوراخ ہو جانا اس کے گرنے کے قرب کو بتاتا ہے یہ بھی علامت قیامت ہے اس سے پتہ لگا کر حضور کی نظر سارے جہان پر ہے کہ مدینہ منورہ میں رہتے ہوئے یاجوج ماجوج کی دیوار اس کا سوراخ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ اس سے مراد چنگیزی ترکوں کا نکلنا ہے دنیا خصوصاً اہل عراق کا ان کے ہاتھوں ہلاک ہونے کی طرف اشارہ ہے (اشعہ) مگر پہلے معنی قوی تر ہیں ۳۔ یہ سوال پہلے فرمان کے متعلق ہے کہ حضور نے فرمایا شر قریب آگئی سوال کا مقصد یہ ہے کہ ہم اہل عرب میں مومنین صالحین ہیں اور رہیں گے تو کیا ان کے ہوتے ہوئے عرب میں یہ شر پھیل جاوے گی۔ ۴۔ یعنی جب مسلمانوں میں فسق و فجور عام ہو جاوے تو نیک بندوں کی موجودگی انہیں ان آفات سے بچا نہ سکے گی کبھی نیک لوگوں کی نیکی بروں کو عذاب سے بچالیتی ہے اور کبھی بروں کی کثرت نیکوں کو عذاب گرفتار کر دیتی ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ عَامِرٍ اَوْ اَبِیْ مَالِكِ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيَكُوْنَنَّ مِنْ اُمَّتِیْ اَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّوْنَ الْحِرَّ وَالْحَرِيْرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ وَلَيَنْزِلَنَّ اَقْوَامٌ اِلٰى جَنْبِ عَلَمٍ يَرُوْحُ عَلَيْهِمْ بِسَارِحَةٍ لَهُمْ يَاْتِيْهِمْ رَجُلٌ لِحَاجَةٍ فَيَقُوْلُوْنَ ارْجِعْ اِلَيْنَا غَدًا فَيُبَيِّتُهُمُ اللّٰهُ وَيَضَعُ الْعَلَمَ وَيَمْسَخُ اٰخَرِيْنَ قِرَدَةً وَخَنَازِيْرَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ وَفِیْ بَعْضِ نُسَخِ الْمَصَابِيْحِ اَلْحِرَّ بِالْحَاءِ وَالرَّاءِ الْمُهْمَلَتَيْنِ وَهُوَ تَصْحِيْفٌ وَاِنَّمَا هُوَ بِالْخَاءِ وَالزَّاءِ الْمُعْجَمَتَيْنِ نَقَلَ عَلَيْهِ الْحُمَيْدِیُّ وَابْنُ الْاَثِيْرِ فِیْ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَفِیْ كِتَابِ الْحُمَيْدِیِّ عَنِ الْبُخَارِیِّ وَكَذَا فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ لِلْخَطَّابِیِّ تَرُوْحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَةٌ لَهُمْ يَاْتِيْهِمْ لِحَاجَةٍ۔

(۵۱۰۴) روایت ہے ابو عامر سے یا ابو مالک اشعری سے ۱۔ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میری امت میں وہ قومیں ہوں گی جو موٹے پتلے ریشم ۲۔ اور شراب باجوں کو حلال سمجھ لیں گی ۳۔ اور کچھ قومیں ایک پہاڑی کے برابر اتریں گی جب ان پر ان کے جانور آئیں گے ۴۔ ان کے پاس ایک شخص کسی کام کے لئے آئے گا وہ کہیں گے ہمارے پاس کل لوٹ کر آنا ۵۔ پھر اللہ انہیں رات میں ہلاک کر دے گا اور پہاڑ گرا دے گا ۶۔ اور دوسروں کو بندر سوروں میں مسخ کر دے گا ۷۔ قیامت کے دن تک ۸۔ (بخاری) اور مصابیح کے بعض نسخوں میں ہے 'حر' ہے بے نقطہ ہے اور رے سے ۹۔ یہ غلط ہے وہ خ اور ز نقطہ والے سے ہے اس کی اسی حدیث میں حمیدی اور ابن اثیر نے تصریح کی اور کتاب حمیدی میں ہے ۱۰۔ بخاری سے اور یوں ہی خطابی نے شرح بخاری میں کہا **تروح علیہم سارحتہ لہم** ۱۱۔ **یاتیہم لحاجۃ**

(۵۱۰۴) ۱۔ ابو عامر اشعری حضرت ابو موسیٰ اشعری کے چچا ہیں صحابی ہیں غزوہ حنین میں شہید ہوئے اور ابو مالک اشجعی بھی کہتے ہیں یہ بھی صحابی ہیں چونکہ سارے صحابہ عادل ہیں اس لئے ان کے نام میں تردد سے حدیث کی صحت پر اثر نہیں پڑتا ۲۔ خز موٹا ریشم، حریر باریک ریشم مرد کے لئے دونوں حرام ہیں ۳۔ معازف بنا ہے عزف سے ۔ معنی جنات کی یا ہوا کی آواز اصطلاح میں باجوں کی آواز کو یا اس آواز کو جس کے ذریعہ سے انسانی آواز کو اچھا بنایا جاوے معازف یا ملاہی کہتے ہیں یعنی میری امت میں ایسے لوگ پیدا

marfat.com

ہوں گے جو ان محرمات کو حلال ہی جان لیں گے یا حلال کی طرح بے دھڑک استعمال کریں گے یا ان چیزوں کی حلت کے لئے تاویلیں کریں گے مثلاً کہیں گے کہ ریشم اگر جسم سے متصل ہو تو حرام ہے ورنہ نہیں ہم نے کرتا سوتی پہنا ہے اوپر سے اچکن ریشمی ہے۔ یا کہیں گے کہ باجے وغیرہ قوالی میں حلال ہیں مجازی عشق کے لئے باجے حرام ہیں ہم تو اللہ رسول کے عشق کے لئے سنتے ہیں وغیرہ (مرقات) ۴۔ یعنی یہ لوگ بڑا امیر ہوں گے پہاڑوں پر اپنی کوٹھیاں بنائیں گے ان کے پاس بہت نوکر جانور ہوں گے انکے نوکر دن پھر ان کے جانور چرا کر شام کو واپس لایا کریں گے۔ ۵۔ یعنی یہ لوگ نکمے اور کنجوس و بخیل ہوں گے کہ ان کے پاس کوئی حاجت مند اپنی حاجت کے لئے آوے گا تو اسے ٹالنے کے لئے کہہ دیں گے کہ کل آنا ۶۔ یعنی رات میں ان پر غیبی آواز آجاوئے گی جس سے ان کے بعض لوگ ہلاک ہو جائیں گے اور بعض پر یہ ہی پہاڑ گر پڑے گا جس سے دب کر یہ لوگ ہلاک ہو جائیں گے اور بعض کا وہ حال ہو گا جو آگے مذکور ہے۔ غرضیکہ یہ لوگ تین حصہ ہو کر عذاب الٰہی میں گرفتار ہوں گے۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی امت کے کچھ لوگوں پر قریب قیامت غیبی عذاب بھی آئیں گے اور کچھ لوگ بندر سور بھی بنیں گے جہاں ارشاد ہے کہ اس امت پر عذاب نہ آوے گا وہاں عام عذاب مراد ہے ۸۔ اس لفظ کے تین مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ وہ لوگ روز قیامت تک اس عذاب میں مبتلا رہیں گے یہ عذاب عارضی نہ ہو گا دائمی ہو گا یعنی اس کا تعلق مسخ سے نہیں عذاب سے ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ لوگ قیامت کے دن اسی مسخ شدہ صورت میں اٹھیں گے بندروں سوروں کی شکل میں یا قیامت سے مراد ان کی موت کا دن ہے کہ موت بھی ایک طرح کی قیامت ہی ہے یعنی وہ لوگ مرتے دم تک بندر سور رئیں گے۔ لہٰذا حدیث ظاہر ہے کہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ لوگ قیامت تک زندہ رہیں اور بندر سور بنے رہیں گے۔ ۹۔ حرٗ ح کے کسرہ اور ر کے سکون سے ۔ بمعنی فرج یعنی زنا کو حلال سمجھ لیں گے کہ بے دھڑک زنا کریں گے ان کے نزدیک زنا عیب ہی نہ ہو گا۔ ۱۰۔ مگر شیخ ابن حجر نے فرمایا کہ بخاری کے بعض نسخوں میں جرح کے کسرہ اور ر کے سکون سے ہے معلوم ہوا کہ دونوں لفظ حدیث میں وارد ہیں (اشعہ) آج کل یہ عیوب مسلمانوں کے امیر گھرانوں میں پہنچ رہے ہیں۔ ۱۱۔ یعنی اس روایت میں **بسارحتہ ب** کے ساتھ نہیں ہے صرف سارحتہ ہے مطلب وہ ہی ہے جو ابھی عرض کیا گیا۔ سارحتہ وہ جانور جو جنگل میں چرنے جائیں۔ یہاں بھی یا تیم کا فاعل **رجل** محتاج ہے مطلب وہ ہی ہے کہ ان کے پاس کوئی محتاج آدمی اپنی حاجت لے کر آوے اس حدیث میں اس قوم کی تین صفات بیان ہوئیں وہ بنگلوں کوٹھیوں کے مالک ہوں گے ان کے پاس دودھ وغیرہ کے جانور بہت ہوں گے جنہیں جنگل میں چرانے کے لئے ان کے نوکر چاکر لے جایا کریں گے وہ بڑے بخیل و کنجوس ہوں گے۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا اَصَابَ الْعَذَابُ مَنْ كَانَ فِيْهِمْ ثُمَّ بُعِثُوْا عَلٰى اَعْمَالِهِمْ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۱۰۵) روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب اللہ کسی قوم پر عذاب اتارتا ہے ان سب پر عذاب بھیج دیتا ہے جو ان میں ہوں ۱۔ پھر اپنے اعمال کے اٹھائے جائیں گے ۲۔ (مسلم بخاری)

(۵۱۰۵) ۱۔ یعنی جب کسی قوم پر عذاب آتا ہے تو صرف گنہگاروں پر ہی نہیں آتا بلکہ گنہگار نیک کار جو بھی وہاں ہوں سب پر آتا ہے جب چکی چلتی ہے تو گندم اور اس میں رہنے والے گھن سب کو ہی پیس ڈالتی ہے۔ خیال رہے کہ یہ قانون کلی نہیں ہے کبھی نیکوں کو بچا بھی لیا جاتا ہے۔ کبھی وہاں سے نیکوں کو نکال دیا جاتا ہے۔ رب فرماتا ہے **واخرجنا منهما من كان فيها من**

marfat.com

المؤمنین ۲۔ یعنی ان بے قصور نیک لوگوں کو کل قیامت میں اس تکلیف کی جزا دے دی جاوے گی جو انہیں بے قصور پہنچ گئی۔ جیسے باغیوں کی بستیوں پر حکومت بم باری کرے جس سے حکومت کے وفاداروں کے مکانات جائیداد بھی تباہ ہو جاویں تو انہیں انکا معاوضہ دے دیا جاتا ہے۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبْعَثُ كُلُّ عَبْدٍ عَلٰى مَا مَاتَ عَلَيْهِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۱۰۶) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر بندہ اس پر اٹھایا جاوے گا جس پر مرے گا۔ (مسلم)

(۵۱۰۶) ا۔ یعنی اعتبار خاتمہ کا ہے اگر کوئی کفر پر مرے تو کفر پر ہی اٹھے گا۔ اگرچہ زندگی میں مومن رہا ہو۔ اور اگر ایمان پر مرے تو ایمان پر اٹھے گا۔ اگرچہ زندگی میں کافر رہا ہو۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ انسان جو مشغلہ زندگی میں کرے گا اسی پر انشاء اللہ مرے گا۔ اسی پر اٹھے گا۔ انشاء اللہ ذاکرین ذکر الٰہی کرتے ہوئے اٹھیں گے شاغلین یار کے شغل میں واصلین وصال میں۔ کاملین کمال میں۔ حتی کہ بلال اذان دیتے ہوئے اٹھیں گے اللہ تعالیٰ زندگی میں اچھا شغل عطا کرے اسی پر موت دے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

دوسری فصل

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَاَيْتُ مِثْلَ النَّارِ نَامَ هَارِبُهَا وَلَا مِثْلَ الْجَنَّةِ نَامَ طَالِبُهَا۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۱۰۷) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے دوزخ کی طرف نہ دیکھا جس سے بھاگنے والا سو رہا ہے اور نہ جنت کی مثل جس کا طلبگار سو رہا ہے ا۔ (ترمذی)

(۵۱۰۷) ا۔ یہ فرمان عالی اظہار تعجب کے لئے ہے کہ دوزخ بڑی ہی خطرناک چیز ہے مگر لوگ اس سے بچنے کی فکر نہیں کرتے صرف منہ سے خوف کا اظہار کرتے ہیں جنت بڑی ہی اعلیٰ نعمت ہے مگر لوگ اس کے حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتے صرف زبانی رغبت ہی کرتے ہیں اس بیماری میں ہم سب ہی گرفتار ہیں۔

وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُوْنَ اَطَّتِ السَّمَاءُ وَحُقَّ لَهَا اَنْ تَاَطَّ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ مَا فِيْهَا مَوْضِعُ اَرْبَعِ اَصَابِعَ اِلَّا وَمَلَكٌ وَاضِعٌ جَبْهَتَهٗ سَاجِدًا لِلّٰهِ وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا وَمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَاءِ عَلَى الْفُرُشَاتِ

(۵۱۰۸) روایت ہے حضرت ابوذر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے ا۔ آسمان چرچرا رہا ہے اور اس کا حق ہے کہ چرچرائے ۲۔ اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ نہ آسمانوں میں چار انگل جگہ ہے مگر فرشتہ وہاں اپنی پیشانی رکھے ہوئے اللہ کو سجدہ کرتے ہوئے ۳۔ اللہ کی قسم اگر تم وہ چیزیں جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم ہنستے تھوڑا روتے بہت اور بیویوں سے بستروں پر

marfat.com

وَلَخَرَجْتُمْ اِلَى الصُّعُدَاتِ تَجْأَرُوْنَ اِلَى اللّٰهِ قَالَ اَبُوْذَرٍّ يَا لَيْتَنِيْ كُنْتُ شَجَرَةً تُعْضَدُ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

لذت حاصل نہ کرتے ۴۔ اور اللہ کی پناہ لیتے ہوئے جنگلوں کی طرف نکل جاتے ۵۔ ابوذر کہنے لگے ہائے کاش کہ میں درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا ۱۔ (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

(۵۱۰۸) ۱۔ معلوم ہوا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ غیبی چیزیں دیکھتی ہے اور حضور کے کان غیبی آوازیں سنتے ہیں۔ جس نگاہ سے اللہ تعالیٰ ہی نہ چھپا اس سے اور کیا چیز چھپے گی۔ شعر:۔

☆ اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا ☆ جب نہ خدا ہی چھپا تم پر کروڑوں درود ☆

مالا ترون میں ما عام ہے ہر غیبی چیز حضور پر ظاہر ہے۔ ۲۔ اطت بنا ہے اطیط سے اطیط کے معنی چرچرانا بھی ہے اور رونا بھی اور مطلقاً آواز بھی یہاں تینوں معنی بن سکتے ہیں فرشتوں کے بوجھ سے چرچرانا جیسے اونٹ کا بھرا ہوا پالان بوجھ سے چرچر کرتا ہے یا خوف الٰہی میں روتا ہے فرشتوں کی تسبیح و تہلیل سن کر، یا خود اللہ کا ذکر اس کی تسبیح و تہلیل کرتا ہے فرشتوں کے ساتھ (مرقات، اشعہ) غرض کہ آسمان آواز ضرور کر رہا ہے اس لئے اس کے لئے سننا فرمایا گیا کہ میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے آسمان کی یہ آواز میں سن رہا ہوں۔ ۳۔ ظاہر یہ ہے کہ یہاں سجدہ کرنے والے فرشتوں کی کثرت کا ذکر ہے کہ آسمان کا ایک چپہ فرشتے کی پیشانی سے خالی نہیں رکوع، قیام، قعود والے فرشتے ان کے سواء ہیں رب تعالیٰ نے فرشتوں کا قول نقل فرمایا **ما منا الا له مقام معلوم** سجدہ والوں کی جگہ اور ہے رکوع، قیام والوں کی جگہ اور ۴۔ اس سے حضور کے تحمل و برداشت کا پتہ لگتا ہے کہ حضور یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے پھر بھی دنیا و دین دونوں سنبھالے ہوئے ہیں۔ ۵۔ صعدات جمع ہے صعید کی۔ یعنی زمین کی ظاہری مٹی اس سے مراد ہے جنگل جہاں سفیدہ زمین اور مٹی ہی ہوتی ہے مکان، پہاڑ وغیرہ نہیں ہوتے یعنی تم خوف و ڈر کی وجہ سے آبادیوں میں رہنا آرام کرنا بھول جاتے جنگلوں میں چیختے روتے پھرتے منزلیں بہت بھاری ہیں۔ ۶۔ یہ دردناک تمنا راوی حدیث حضرت ابوذر کی ہے بعض صحابہ فرماتے تھے کہ کاش میں جانور ہوتا جسے ذبح کر کے کھالیا جاتا بعض فرماتے تھے کاش میں چڑیا ہوتا کہ جہاں چاہتا بیٹھتا مطلب یہ ہے کہ میں انسان نہ ہوتا جو احکام کے **مکلف** ہیں اور گناہ کرتے ہیں یہ ان لوگوں کا خوف ہے جن کے جنتی ہونے کی خبر قرآن کریم اور صاحب قرآن نے دیدی ہے اب سوچو کہ ہم کس شمار میں ہیں بات یہ ہے کہ جتنا قرب زیادہ اتنا ہی خوف زیادہ اللہ اپنا خوف عطا کرے۔

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَافَ اَدْلَجَ وَمَنْ اَدْلَجَ بَلَغَ الْمَنْزِلَ اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ غَالِيَةٌ اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ الْجَنَّةُ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۱۰۹) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو ڈرتا ہے وہ اندھیرے اٹھتا ہے جو اندھیرے اٹھتا ہے وہ منزل پر پہنچ جاتا ہے ۱۔ خبردار اللہ کا سودا مہنگا ہے اللہ کا سودا جنت ہے ۲۔ (ترمذی)

(۵۱۰۹) ۱۔ یعنی جو دشمن کے شب خون مارنے کا اندیشہ کرتا ہے وہ جنگل میں رات غفلت سے نہیں گزارتا ورنہ مارا جاتا ہے لٹ جاتا ہے شیطان شب خون مارنے والا دشمن ہے ہم دنیا میں راہ آخرت طے کرنے والے مسافر ہیں ایمان کی دولت ہمارے پاس ہے۔ یہاں غفلت نہ کرو ورنہ لٹ جاؤ گے ۲۔ اس فرمان عالی میں اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے **ان الله اشترى من**

marfat.com

المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ جنت سودا ہے رب تعالیٰ فروخت فرمانے والا ہے ہم خریدار ہیں ہمارے مال جان اس سودے کی قیمت ہے اس کا عکس یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خریدار ہے ہمارے جان و مال سودے ہیں جنت اس کی قیمت ہے اگر جان دے کر بھی یہ سودا مل جاوے تو سستا ہے مگر ہمارا حال یہ ہے شعر:۔

☆ وہ تو نہایت سستا سودا بیچ رہے ہیں جنت کا ☆ ہم مفلس کیا مول چکائیں ہاتھ ہی اپنا خالی ہے ☆

اللہ تعالیٰ ہم محتاجوں کو اپنے محبوب کے نام کی خیرات دے دے فقروں بھکاریوں سے قیمت نہیں مانگی جاتی اس پر ہر کرم کریمانہ ہوتا ہے۔ شعر:۔

☆ چہ باشد کہ مشتے گدایان خیل ☆ بیایند دار السلام از طفیل ☆

یعنی یا رسول اللہ اگر ہم جیسے مٹھی بھر فقیر آپ کے طفیل جنت میں پہنچ جاویں تو تمہارا کیا بگڑتا ہے ہمارا بھلا ہو جاوے گا۔

وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَقُوْلُ اللّٰہُ جَلَّ ذِکْرُہٗ اَخْرِجُوْا مِنَ النَّارِ مَنْ ذَکَرَنِیْ یَوْمًا اَوْ خَافَنِیْ فِیْ مَقَامٍ۔ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالْبَیْہَقِیُّ فِیْ کِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ

(۵۱۱۰) روایت ہے حضرت انس سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ آگ سے اسے نکال لو جس نے مجھے ایک دن یاد کیا ہو یا ایک جگہ میں مجھ سے خوف کیا ہو۔ (ترمذی، بیہقی کتاب البعث والنشور)

(۵۱۱۰) ا۔ من سے مراد مسلمان مخلص ہے اور خوف سے مراد دل کا ڈر ہے اس کے عمل کے ہے یعنی جو مسلمان عمر بھر میں ایک بار بھی مجھ سے ڈرا ہو اور ڈر کر گناہ سے توبہ کرلی ہو یا جسے میں ایک بار بھی گناہ کرتے وقت یاد آگیا ہوں اور اس یاد کی وجہ سے وہ گناہ سے باز رہا ہو اسے دوزخ سے نکال لو یا بچالو یہ فرمان عالی اس آیت شریفہ کی تفسیر بھی ہو سکتی ہے **واما من خاف مقام ربہ ونھی النفس عن الھوی فان الجنۃ ھی الماوی**

وَعَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃِ وَالَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَا اٰتَوْا وَّقُلُوْبُھُمْ وَجِلَۃٌ اَھُمُ الَّذِیْنَ یَشْرَبُوْنَ الْخَمْرَ وَیَسْرِقُوْنَ قَالَ لَا یَا بِنْتَ الصِّدِّیْقِ وَلٰکِنَّھُمُ الَّذِیْنَ یَصُوْمُوْنَ وَیُصَلُّوْنَ وَیَتَصَدَّقُوْنَ وَھُمْ یَخَافُوْنَ اَنْ لَّا یُقْبَلَ مِنْھُمْ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرَاتِ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ)

(۵۱۱۱) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کریمہ کے متعلق پوچھا کہ وہ لوگ کہ جو کچھ کریں ان کے دل ڈرتے کیا ہیں، وہ وہ لوگ ہیں جو شراب پیتے ہیں اور چوری کرتے ہیں ا۔ فرمایا نہیں اے صدیق کی بیٹی ۲۔ لیکن یہ وہ لوگ ہیں جو روزے رکھتے نمازیں پڑھتے اور صدقات دیتے ہیں اور وہ ڈرتے ہیں کہ ان کا عمل قبول نہ ہو ۳۔ یہ لوگ بھلائیوں سے جلدی کرتے ہیں ۴۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

(۵۱۱۱) ا۔ **یؤتون** ایتان سے بھی بن سکتا ہے۔ بمعنی آنا، لانا، کرنا اور **ایتاء** سے بھی۔ بمعنی دنیا خیرات کرنا حضرت ام المومنین کا یہ سوال شریف اسی بنا پر ہے کہ وہ یؤتون کو ایتان سے بنا رہی ہیں اور مطلب یہ قرار دیتی ہیں کہ وہ لوگ جو کرتے ہیں کام رب سے ڈرتے ہوئے، کام سے برے کام مراد لیتی ہیں (لمعات) یعنی جو برے کام کرتے ہیں رب سے ڈرتے ہوئے۔ لہٰذا خوف خدا گناہ کے وقت چاہیے۔ ۲۔ جواب شریف کا مطلب ہے کہ یؤتون میں دونوں احتمال ہیں اور اسکا مطلب یہ ہے کہ اس کے لئے جنت کا

marfat.com

دروازہ کھل جاتا ہے ۳۔ یعنی یہاں یوتون بنا ہے ایتان بمعنی لانے کرنے سے مگر اس سے مراد ہے نیک عمل بدنی ہو یا مالی یعنی جو نیک کام کرتے ہیں پھر بھی ڈرتے ہیں کہ شاید قبول نہ ہو ۴۔ مطلب یہ ہے کہ عبارت **اولئک یسارعون** الخ بتا رہی ہے کہ یہاں نیک اعمال مراد ہیں کہ وہ لوگ اس خوف کی وجہ سے نیکیاں زیادہ کرتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ متقی لوگ وہ ہیں جو گناہ نہیں کرتے ہیں اور ساتھ ہی ڈرتے ہیں کرنا اور ڈرنا ان کی صفت نہ کرنا اور ڈرنا فساق کا کام ہے **شعر:۔**

☆ زاہداں از گناہ توبہ کنند ☆ عارفاں از عبادت استغفار ☆

وَعَنْ اُبَیِّ ابْنِ کَعْبٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا ذَھَبَ ثُلُثَا اللَّیْلِ قَامَ فَقَالَ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اذْکُرُوا اللّٰہَ اذْکُرُوا اللّٰہَ جَآءَتِ الرَّاجِفَۃُ تَتْبَعُھَا الرَّادِفَۃُ جَآءَ الْمَوْتُ بِمَا فِیْہِ جَآءَ الْمَوْتُ بِمَا فِیْہِ التِّرْمِذِیُّ

(۵۱۱۲) روایت ہے حضرت ابی ابن کعب سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کے دو تہائی حصے گزر جاتے تو اٹھتے فرماتے اے لوگو اللہ کا ذکر کرو اللہ کا ذکر کرو۔ دینے والی چیز آن پہنچی جس سے متصل پیچھے آنے والی آ پہنچی ۲۔ موت آ پہنچی موت آ پہنچی مع ان تکالیف کے جو اس میں ہے ۳۔ (ترمذی)

(۵۱۱۲) ۱۔ اس واقعہ سے تین مسئلہ معلوم ہوئے ایک یہ کہ تہجد کے لئے دو تہائی رات کے بعد اٹھنا چاہیے اس سے پہلے نہیں دوسرے یہ کہ اپنے خاص خدام خاص گھر والوں کو بھی جگانا چاہیے تیسرے یہ کہ اس وقت عبادت کی ترغیب کے لئے انہیں ڈرانا یا اللہ کی رحمت سے امید دلانا بہت اچھا ہے ۲۔ راجفہ سے مراد ہے قیامت کا پہلا نفخہ چونکہ اس **نفخہ** سے زمین میں سخت زلزلہ پڑ جاوے گا اور رادفہ سے مراد ہے دوسرا **نفخہ** جس سے مردے جی اٹھیں گے یعنی قیامت قریب ہے جو کرنا ہے کر لو ۳۔ موت ہر شخص کی چھوٹی قیامت ہے اور بڑی قیامت کی دلیل اس کی تکالیف بیان سے باہر ہیں مطلب یہ ہے کہ موت سر پر کھڑی ہے اعمال میں جلدی کرو اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فرمایا۔ **شعر:۔**

☆ اترتے چاند ڈھلتی چاندنی جو ہو سکے کر لے ☆ اندھیرا پاکھ آتا ہے یہ دو دن کی اجالی ہے۔ ☆

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِصَلَاۃٍ فَرَاٰی النَّاسَ کَاَنَّھُمْ یَکْتَشِرُوْنَ قَالَ اَمَا اِنَّکُمْ لَوْ اَکْثَرْتُمْ ذِکْرَ ھَاذِمِ اللَّذَّاتِ لَشَغَلَکُمْ عَمَّا اَرٰی اَکْثِرُوْا ذِکْرَ ھَاذِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتِ فَاِنَّہٗ لَمْ یَاْتِ عَلَی الْقَبْرِ یَوْمٌ اِلَّا تَکَلَّمَ فَیَقُوْلُ اَنَا بَیْتُ الْغُرْبَۃِ وَاَنَا بَیْتُ الْوَحْدَۃِ وَاَنَا بَیْتُ التُّرَابِ وَاَنَا بَیْتُ الدُّوْدِ وَاِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ قَالَ لَہُ الْقَبْرُ مَرْحَبًا وَّاَھْلًا اَمَا اِنْ کُنْتَ لَاَحَبَّ مَنْ یَّمْشِیْ عَلٰی ظَھْرِیْ

(۵۱۱۳) روایت ہے حضرت ابو سعید سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے تشریف لائے ۱۔ تو لوگوں کو دیکھا گویا وہ ہنس رہے ہیں ۲۔ فرمایا اگر تم لذتیں ختم کرنے والی موت کا ذکر زیادہ کیا کرو تو وہ تم کو اس سے روک دے جو میں دیکھ رہا ہوں ۳۔ تو لذتیں ختم کر دینے والی موت کا ذکر زیادہ کیا کرو کیونکہ قبر پر کوئی دن نہیں آتا مگر وہ کلام کرتی ہے تو کہتی ہے ۴۔ کہ میں مسافری کا گھر ہوں میں تنہائی کا گھر ہوں میں مٹی کا گھر ہوں اور میں کیڑوں کا گھر ہوں ۵۔ اور جب بندہ مومن دفن کیا جاتا ہے تو اس سے قبر کہتی ہے تو خوب ہی آیا تو اپنے گھر میں آیا ۶۔ جو لوگ میری پیٹھ پر چلتے ہیں ان سب میں تو بہت پیارا تھا ۷۔ اب جبکہ آج میں تیری والی

marfat.com

اِلَیَّ فَاَذُوْلِیْتُکَ الْیَوْمَ وَصِرْتَ اِلَیَّ فَسَتَرٰی صَنِیْعِیْ بِکَ قَالَ فَیَتَّسِعُ لَهٗ مَدَّ بَصَرِهٖ وَ یُفْتَحُ لَهٗ بَابٌ اِلَی الْجَنَّةِ وَاِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْفَاجِرُ اَوِ الْکَافِرُ قَالَ لَهُ الْقَبْرُ لَا مَرْحَبًا وَلَا اَهْلًا اَمَا اِنْ کُنْتُ لَاُبْغِضُ مَنْ یَمْشِیْ عَلٰی ظَهْرِیْ اِلَیَّ فَاِذْ وَلِیْتُکَ الْیَوْمَ وَصِرْتَ اِلَیَّ فَسَتَرٰی صَنِیْعِیْ بِکَ قَالَ فَیَلْتَئِمُ عَلَیْهِ حَتّٰی تَخْتَلِفَ اَضْلَاعُهٗ قَالَ وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِاَصَابِعِهٖ فَاَدْخَلَ بَعْضَهَا فِیْ جَوْفِ بَعْضٍ قَالَ وَ یُقَیِّضُ لَهٗ سَبْعُوْنَ تِنِّیْنًا لَوْ اَنَّ وَاحِدًا مِنْهَا نَفَخَ فِی الْاَرْضِ مَا اَنْبَتَتْ شَیْئًا مَا بَقِیَتِ الدُّنْیَا فَیَنْهَسْنَهٗ وَیَخْدِشْنَهٗ حَتّٰی یُفْضٰی بِهٖ اِلَی الْحِسَابِ قَالَ وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّةِ اَوْ حُفْرَةٌ مِّنْ حُفَرِ النَّارِ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

بنائی گئی ہوں اور میرے پاس لوٹا تو تو دیکھ لے گا میرا برتاؤ اپنے ساتھ ۸۔ فرمایا پھر قبر تاحد نظر فراخ ہو جاتی ہے اور جب بدکار یا کافر بندہ دفن کیا جاتا ہے تو اس سے قبر کہتی ہے کہ نہ تو خوش آمدید ہے نہ تو گھر میں آیا ۹۔ مجھے ان سب ہی سے زیادہ ناپسند تھا جو میری پشت پر چلتے تھے ۱۰۔ تو آج جب کہ میں تیری والی بنائی گئی اور تو میری طرف لوٹا تو میرا معاملہ اپنے ساتھ دیکھ لینا ۱۱۔ فرماتے ہیں کہ پھر قبر اس سے سکڑ جاتی ہے حتیٰ کہ مردہ کی پسلیاں ادھر کی ادھر ہو جاتی ہیں ۱۲۔ فرماتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیوں سے اشارہ کیا تو بعض کو بعض کے اندر داخل کر دیا فرماتے ہیں اور اس پر ستر پتلے سانپ مسلط کر دیئے جاتے ہیں کہ اگر ان میں سے ایک زمین میں پھونک مار دے تو رہتی دنیا تک زمین کچھ نہ اگائے ۱۳۔ وہ اسے کاٹتے اور نوچتے ہیں حتیٰ کہ اسے حساب تک پہنچایا جاوے فرماتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے (ترمذی)

(۵۱۱۳) ۱۔ غالباً نماز سے مراد نماز جنازہ ہے اگلا مضمون یہ ہی بتا رہا ہے (مرقات) جنازہ کے ساتھ جاتے ہوئے اور وہاں سے لوٹتے ہوئے ہنسنا ممنوع ہے ۲۔ **یکتشرون** کا مادہ **کشر** ۔ بمعنی دانت ظاہر ہونا ہنسنے کو اکتشار اسی لئے کہتے ہیں کہ اس میں دانت ظاہر ہو جاتے ہیں تبسم کو کشر نہیں کہا جاتا ۳۔ یوں تو ویسے ہی موت کا ذکر چاہیے خصوصاً میت کے ساتھ جاتے وہاں سے لوٹتے ہوئے زیادہ چاہیے۔ شعر:۔

☆ کلیاں من میں سوچت ہیں جب کلی کوئی کملاوت ہے ☆ جو دن ان پر بیت گیا وہ کل ہم پر بھی آوت ہے ☆
☆ مالی آیا باغ میں اور کلیاں کریں پکار ☆ کھلی کھلی سب توڑ لو کل ہم رہی ہے بار ☆

۴۔ ان جیسی احادیث میں قبر سے مراد برزخ کا عالم ہے خواہ اس قبر کی شکل میں ہو یا کسی اور شکل میں (مرقات) ہم اس کی تحقیق مرات جلد اول میں باب عذاب قبر کی شرح میں کر چکے ہیں ۵۔ لہٰذا قبر میں واحد قہار کا کرم ہی کام آوے گا تم لوگ دنیا میں اپنے کو مسافر سمجھو تمہاری حقیقت مٹھی بھر مٹی ہے کسی بات پر فخر و شیخی نہ کرو چونکہ تم کو دنیا سے کھانا ہے لہٰذا کھانے پینے میں حرام حلال کا خیال رکھو کہ انجام فنا ہے۔ قبر عمل کا صندوق ہے اس قبر میں ہمارے گوشت گل سڑ کر کیڑے بنے گا جو اولاً ہمارے اعضاء کھائیں گے پھر کیڑے ایک دوسرے کو کھالیں گے ان حالات سے حضرات انبیاء شہداء اولیاء علماء عاملین علیحدہ ہیں کیونکہ علماء کی روشنائی شہداء کے خون سے افضل ہے (مرقات) جب شہید کا خون پاک ہے تو علماء کی روشنائی کا کیا پوچھنا اس روشنائی سے دین قائم

marfat.com

ہے اس لئے یہ حضرات ان احکام سے علیحدہ ہیں۔ شعر:۔

☆ اندھیرا گھر اکیلی جان دم گھٹتا دل اکتاتا! ☆ خدا کو یاد کر پیارے وہ ساعت آنے والی ہے! ☆

۶۔ یعنی اے مردہ میں بظاہر تیری قبر ہوں مگر در حقیقت تیرا گھر ہوں جیسے انسان اپنے گھر میں اجنبی نہیں ہوتا خوش و خرم رہتا ہے تو بھی یہاں اجنبی نہیں ۷۔ کیونکہ تو زندگی میں مجھ پر اللہ کی عبادت کرتا تھا جس سے میں خوش ہوتی تھی معلوم ہوا کہ مومن بندہ زمین کو بھی پیارا ہوتا ہے۔ ۸۔ یعنی میری پشت پر رہ کر تو نے مجھے خوش کیا اب جب تو میرے پیٹ میں آیا ہے تو میں تجھے خوش کروں گی معلوم ہوا کہ نیک بندے سے ساری روئے زمین خوش رہتی ہے ۹۔ یعنی اے کافر تو اپنے گھر سے سفر میں آیا ہے کیونکہ کافر کا گھر دنیا ہے اور مومن کا گھر آخرت لہٰذا مومن مر کر اپنے گھر میں جاتا ہے کافر مر کر گھر سے جاتا ہے کافر کی موت چھوٹنے کا ذریعہ ہے مومن کی موت ملنے کا ذریعہ مومن ہنستا ہوا مرتا ہے کافر روتا ہوا۔ ع ☆ یار خنداں رو و بجانب یار ☆ خیال رہے کہ قرآن و حدیث میں مومن و کافر کی جزا و سزا کا ذکر ہوتا ہے مگر گنہگاروں کا ذکر نہیں ہوتا ان کی پردہ پوشی کیلئے اور تاکہ گنہگار امید و ڈر کے درمیان رہیں (مرقات) ۱۰۔ یعنی تو میری پشت پر تو شرک و کفر و گناہ کرتا تھا۔ جس سے مجھے سخت تکلیف ہوتی تھی معلوم ہوا کہ انسان کے کفر و گناہ سے زمین بلکہ ہر چیز کو تکلیف ہوتی ہے ۱۱۔ اس فرمان عالی سے معلوم ہوا کہ زمین اور فرشتوں کو رب تعالیٰ کی طرف سے سزا دینے کا اختیار ملتا ہے وہ باختیار سزا دیتے ہیں ورنہ ولیت اور صیغی کے کچھ معنی نہ ہوں گے ۱۲۔ خیال رہے کہ بعض گناہوں کی وجہ سے گنہگار مومن پر بھی عذاب قبر ہو جاتا ہے۔ مگر وہ عذاب عارضی ہوتا ہے کسی نیک بندہ کے وہاں گزر جانے زندوں کی دعا کر دینے جمعہ یا بڑے دن کے آجانے سے ختم ہو جاتا ہے مگر کافر کا یہ عذاب دائمی ہوتا ہے یہاں دائمی عذاب مراد ہے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ ۱۳۔ پتلے سانپ میں زہر زیادہ ہوتا ہے موٹے سانپ یعنی اژدھے میں زہر یا تو ہوتا نہیں یا بہت ہی کم ہوتا ہے یعنی وہ سانپ اس قدر زہریلے ہوتے ہیں ان کی سانس ایسی گرم ہوتی ہے کہ زمین کو لگ جاوے تو زمین قابل کاشت نہ رہے آج جہاں ایٹم بم پڑھ جاوے وہاں کی زمین پختہ اینٹ کی طرح ہو کر ناقابل کاشت بن جاتی ہے وہ تو قدرتی زہر ہے اس پر تعجب یا اس کا انکار نہیں کرنا چاہیے اللہ کا عذاب اس کی پکڑ بہت سخت ہے **ان بطش ربک لشدید** یعنی یہ عذاب قبر کافر کو قیامت تک ہوگا محشر اور دوزخ کا عذاب جو بعد قیامت ہوگا وہ اس کے علاوہ ہے۔ اس طرح کہ مومن کی قبر میں جنت کی خوشبوئیں وہاں کی تروتازگی آتی رہتی ہیں کافر کی قبر میں دوزخ کی گرمی وہاں کی بدبو پہنچتی رہتی ہے۔ بزرگوں کی قبر کو اردو میں روضہ کہتے ہیں فلاں بزرگ کا روضہ یہ اسی حدیث سے ماخوذ ہے یعنی جنت کا باغ'

وَعَنْ اَبِیْ جُحَیْفَةَ قَالَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ شِبْتَ قَالَ شَیَّبَتْنِیْ سُوْرَةُ هُوْدٍ وَ اَخَوَاتُهَا۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

(۵۱۱۴) روایت ہے حضرت ابو جحیفہ سے فرماتے ہیں کہ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ آپ بوڑھے ہو گئے فرمایا مجھے سورہ ہود اور اس جیسی سورتوں نے بوڑھا کر دیا (ترمذی) ۲۔

(۵۱۱۴) ۱۔ اس طرح کہ حضور پر ضعف کے آثار نمودار ہیں حتیٰ کہ اکثر نماز بھی بیٹھ کر پڑھتے ہیں یہ مطلب نہیں کہ آپ کے بال سفید یا نگاہ کمزور ہو گئی کیونکہ حضور انور کے سر مبارک ڈاڑھی شریف اور ریش بچی میں بیس سے کم بال سفید تھے (از مرقات) حتیٰ کہ حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے شمار کی ہے آپ کے کل چودہ بال سفید تھے (مرقات) بعض روایات میں ہے کہ چودہ بال سر شریف میں پانچ بال ڈاڑھی میں ایک بال ریش بچی میں۔ ۲۔ یعنی جن سورتوں میں عذاب الٰہی کا ذکر ہے ان کے عذاب سے مجھے

marfat.com

اپنی امت پر خوف ان کی فکر اس قدر ہے کہ اس فکر نے مجھے بوڑھا کر دیا۔ ایک بزرگ نے خواب میں حضور کی زیارت کی یہ ہی حدیث پیش کی فرمایا۔ حدیث صحیح ہے ہم نے یہ فرمایا ہے اس نے پوچھا کونسی آیت نے حضور کو بوڑھا کیا۔ فرمایا **فاستقم کما امرت ومن تاب معک** (مرقات) امت کی استقامت بڑی مشکل چیز ہے۔ جس کی فکر حضور کو ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ شِبْتَ قَالَ شَيَّبَتْنِيْ هُوْدٌ وَالْوَاقِعَةُ وَالْمُرْسَلَاتُ وَعَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ وَاِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَذَكَرَ حَدِيْثَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ لَا يَلِجُ النَّارَ فِيْ كِتَابِ الْجِهَادِ)

(۵۱۱۵) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ بوڑھے ہو گئے فرمایا مجھے سورہ ہود سورہ واقعہ سورہ المرسلات اور عم یتساءلون اور اذا الشمس کورت نے بوڑھا کر دیا۔ ترمذی اور جناب ابو ہریرہ کی حدیث کہ آگ میں داخل نہ ہو گا لج کتاب الجہاد میں ذکر کر دی گئی۔

(۵۱۱۵) ا۔ یعنی ان سورتوں میں عذاب الٰہی کا ذکر ہے جن سے مجھے اپنی امت کی فکر ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

تیسری فصل

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّكُمْ لَتَعْمَلُوْنَ اَعْمَالًا هِيَ اَدَقُّ فِيْ اَعْيُنِكُمْ مِنَ الشَّعْرِ كُنَّا نَعُدُّهَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُوْبِقَاتِ يَعْنِي الْمُهْلِكَاتِ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۱۱۶) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ تم لوگ ایسے عمل کرتے ہو جو تمہاری نگاہوں میں بال سے زیادہ باریک ہیں ا۔ ہم انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موبقات یعنی ہلاک کرنے والے سمجھتے تھے ۲۔ (بخاری)

(۵۱۱۶) ا۔ یعنی معمولی روز مرہ کے گناہ جو عادۃً ہوتے رہتے ہیں جیسے بد نظری، یا زبان سے جھوٹ غیبت کا نکل جانا جنہیں تم نہایت معمولی سمجھتے ہو۔ مرقات نے اس عبارت کے یہ معنی کئے کہ وہ اعمال جنہیں تم باریک نظری سے نیکیاں سمجھتے ہو انہیں کھینچ تان کر اچھا جانتے ہو ۲۔ یعنی ہم انہیں ہلاک کر دینے والے گناہ سمجھتے تھے معلوم ہوا کہ چھوٹے گناہوں کو بڑا سمجھنا ان سے بہت ڈرنا بچنا قوت ایمانی کی دلیل ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ تابعین کے زمانہ میں بہت سی بری بدعتیں ایجاد ہو چکی تھیں جنہیں لوگ نیکی سمجھتے تھے اور واقع میں وہ گناہ تھے۔ آج بعض لوگ نماز کی پرواہ نہیں کرتے تلاوت قرآن کے قریب نہیں جاتے دن رات گانا بجانا ڈھول ڈھماکا حتی کہ بھنگ چرس میں مشغول رہتے ہیں اور اسے خدا رسی کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور ایسے لوگوں کو ولی سمجھتے ہیں۔

☆ کار شیطاں می کند نامش ولی ☆ گر ولی ایں است لعنت بر ولی ☆

وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا عَائِشَةُ اِيَّاكِ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ فَاِنَّ لَهَا مِنَ اللّٰهِ طَالِبًا۔

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ)

(۵۱۱۷) روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ تم حقیر و معمولی گناہوں سے بچی رہو ا۔ کہ ان کے متعلق بھی اللہ کی طرف سے مطالبہ کرنے والا ہے ۲۔ (ابن ماجہ، دارمی، بیہقی، شعب الایمان)

marfat.com

(۵۱۱۷) ۱۔ یعنی صرف گناہ کبیرہ سے بچنے پر کفایت نہ کرو بلکہ گناہ صغیرہ سے بھی بچتی رہو اگر ہو جاویں تو ان کے کفارہ کے لئے نیک اعمال کرو اور جلد توبہ کرلو۔ خیال رہے کہ گناہ صغیرہ ہمیشہ کرنا گناہ کبیرہ ہے شیطان اولاً چھوٹے گناہ کراتا ہے پھر بڑے گناہوں میں لگا دیتا ہے پھر عقیدے خراب کرتا ہے۔ سنتیں بلکہ مستحبات ایمان کے خزانہ کی پہلی دیوار ہے یہاں ہی شریعت کا پہرا رکھو ۲۔ طالب سے مراد یا اعمال لکھنے والا فرشتہ ہے یعنی چھوٹے گناہوں کی بھی تحریر ہو رہی ہے یا قیامت میں باز پرس کرنے والا فرشتہ جو رب تعالیٰ کی طرف سے اس پر مقرر ہے یا اس سے مراد ہے عذاب الٰہی جو گنہگاروں کے پیچھے لگا ہوا ہے خلاصہ یہ کہ کوئی گناہ چھوٹا سمجھ کر نہ لو کہ کبھی چھوٹی چنگاری گھر جلا دیتی ہے اور کوئی نیکی چھوٹی سمجھ کر چھوڑ نہ دو کہ کبھی ایک قطرہ پانی جان بچا لیتا ہے نہایت ہی اعلیٰ تعلیم ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ بْنِ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ لِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ هَلْ تَدْرِیْ مَا قَالَ اَبِیْ لِاَبِیْكَ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَاِنَّ اَبِیْ قَالَ لِاَبِیْكَ یَا اَبَا مُوْسٰی هَلْ یَسُرُّكَ اَنَّ اِسْلَامَنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهِجْرَتَنَا مَعَهٗ وَجِهَادَنَا مَعَهٗ وَعَمَلَنَا كُلَّهٗ مَعَهٗ بَرَدَ لَنَا وَاَنَّ كُلَّ عَمَلٍ عَمِلْنَا بَعْدَهٗ نَجَوْنَا مِنْهُ كَفَافًا رَاْسًا بِرَاْسٍ فَقَالَ اَبُوْكَ لَا لِاَبِیْ لَا وَاللّٰهِ قَدْ جَاهَدْنَا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَّیْنَا وَصُمْنَا وَعَمِلْنَا خَیْرًا كَثِیْرًا وَاَسْلَمَ عَلٰی اَیْدِیْنَا بَشَرٌ كَثِیْرٌ وَاِنَّا لَنَرْجُوْا ذٰلِكَ قَالَ اَبِیْ وَلٰكِنِّیْ اَنَا وَالَّذِیْ نَفْسُ عُمَرَ بِیَدِهٖ لَوَدِدْتُّ اَنَّ ذٰلِكَ بَرَدَ لَنَا وَاَنَّ كُلَّ شَیْءٍ عَمِلْنَا بَعْدَهٗ نَجَوْنَا مِنْهُ كَفَافًا رَاْسًا بِرَاْسٍ فَقُلْتُ اِنَّ اَبَاكَ وَاللّٰهِ كَانَ خَیْرًا مِنْ اَبِیْ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

(۵۱۱۸) روایت ہے حضرت ابو بردہ ابن ابو موسیٰ سے ۱۔ فرماتے ہیں کہ مجھ سے عبداللہ ابن عمر نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ میرے والد نے تمہارے والد سے کیا کہا تھا ۲۔ میں نے عرض کیا نہیں فرمایا کہ میرے والد نے تمہارے والد سے فرمایا کہ اے ابو موسیٰ کیا تم کو یہ پسند ہے کہ ہمارا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کرنا آپ کے ساتھ جہاد کرنا اور حضور کے ساتھ ہمارے سارے اعمال جو ثابت ہوئے اور یہ کہ ہر کام جو ہم نے حضور کے بعد کئے ہم اس سے نجات پا جائیں پورا پورا ۳۔ تو تمہارے والد نے میرے والد سے کہا نہیں واللہ ۴۔ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جہاد کئے اور نمازیں پڑھیں روزے رکھے اور سب سے اچھے عمل کئے اور ہمارے ہاتھوں پر جمت لوگ ایمان لائے اور ہم ان کی امید رکھتے ہیں ۵۔ میرے والد نے کہا کہ لیکن میں تو اس کی قسم جس کے قبضہ میں عمر کی جان ہے کہ میں تو تمنا کرتا ہوں ۶۔ کہ یہ سب کچھ ہمارے لئے ثابت اور یہ کہ ہم نے اس کے بعد جو کام کئے ہیں ۷۔ ان سے نجات پا جائیں برابر سرپہ ۸۔ تو میں نے کہا یقیناً تمہارے باپ اللہ کی قسم میرے باپ سے بہتر تھے ۱۱۔ (بخاری)

(۵۱۱۸) ۱۔ آپ عامر ابن عبداللہ ابن قیس اشعری ہیں مشہور تابعین سے ہیں اپنے والد اور حضرت علی سے ملاقات کی قاضی شریح کے بعد آپ ہی کوفہ کے قاضی ہوئے حجاج نے آپ کو معزول کیا۔ ۲۔ یعنی ایک دفعہ حضرت عمر فاروق اور حضرت ابو موسیٰ اشعری آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ دوران گفتگو میں کیا بات چیت ہوئی تھی کیا تمہیں خبر ہے۔ خیال رہے کہ اس وقت حضرت عمر فاروق پر خوف الٰہی کا دریا موجیں مار رہا تھا۔ اس حال میں آپ نے یہ فرمایا ۳۔ یعنی ہم نے کچھ نیک اعمال تو حضور انور کی

marfat.com

موجودگی میں کئے اور کچھ نیک اعمال حضور کے بعد اگر یہ تمام نیکیاں مل کر ہمارے گناہوں کا کفارہ بن جاویں کہ ہم کو ثواب ملے نہ ہم کو عذاب تو کیا تم اس پر راضی ہو خیال رہے کہ **برد** ماضی ہے برودۃ کا۔ یعنی ٹھنڈک حدیث شریف میں سردی کے روزوں کو غنیمت بارد فرمایا گیا برد کے معنی ہوئے نیک اعمال ہمارے لئے ٹھنڈک ہو گئے یعنی ضبط نہ ہوئے باقی رہے۔ حضرت عمر جیسی ہستی کے اعمال حضور کے زمانہ میں اور بعد میں کتنے ہیں جیسے آسمان کے تارے کہ نہ تاروں کی شمار ہے نہ حضرت عمر کی نیکیوں کی شمار ان کا یہ فرمان ہے بولو اب ہم کس شمار میں ہیں۔ ۴۔ یعنی ہم اس کفاف ہو جانے پر راضی نہیں حضرت ابو موسیٰ پر امید کا غلبہ ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم رب تعالیٰ کے اس فیصلہ پر راضی نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر رب تعالیٰ ہم سے یہ پوچھے تو ہم راضی نہ ہوں ہم عرض کریں کہ مولیٰ ہم کو بڑا اجر دے ہم پر بڑا افضل کر۔ شعر:۔

☆ خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے ☆ خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے ☆

بندے پر بعض وقت ایسے آتے ہیں ۵۔ کہ رب تعالیٰ بندہ کی رضا چاہتا ہے **ولسوف یعطیک ربک فترضی** اور حضرت ابو بکر صدیق کے لئے فرماتا ہے **ولسوف یرضی** ۶۔ یعنی اے ابو موسیٰ تمہاری امید کا یہ حال ہے اور میرے خوف کا یہ عالم ہے کہ میں تو یہ ہی غنیمت سمجھتا ہوں ۷۔ یعنی جو عبادات اور جہاد وغیرہ ہم نے حضور انور کے زمانہ میں کئے اور جو کچھ بعد میں کئے یہ سب ملا لئے جاویں ۸۔ یہ سارے اعمال ہمارے گناہوں کا کفارہ بن جاویں کہ ہم کو اللہ کے عذاب سے نجات مل جاوے نہ جنت ملے نہ دوزخ ۹۔ اس عبارت کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ اس معاملہ میں آپ کے والد حضرت عمر میرے والد حضرت ابو موسیٰ سے بہتر تھے کہ ان پر خوف الٰہی کا غلبہ تھا اور میرے والد پر امید کا غلبہ خوف امید سے افضل ہے کہ خوف ہی سے انسان کی اصلاح ہوتی ہے دوسرے یہ کہ 'اللہ اکبر آپ کے والد تو میرے والد سے کہیں بہتر تھے کہ وہ عشرہ مبشرہ میں سے تھے خلیفۃ المسلمین۔ غازی اسلام فاتح بلدان تھے پھر ان کے خوف و خشیت کا یہ حال تھا تو ہم لوگ کس شمار میں ہیں۔ خیال رہے کہ بندہ کو رب سے جتنا قرب زیادہ ہوتا ہے اتنا ہی خوف زیادہ رب تعالیٰ فرماتا ہے **انما یخشی اللہ من عبادہ العلمؤا**۔ حضور فرماتے ہیں **انا اعلمکم باللہ واخشاکم**۔ اللہ تعالیٰ حضرت فاروق کے صدقہ میں ہم کو اپنا خوف دے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَنِیْ رَبِّیْ بِتِسْعٍ خَشْیَةِ اللّٰهِ فِی السِّرِّ وَالْعَلَانِیَةِ وَكَلِمَةِ الْعَدْلِ فِی الْغَضَبِ وَالرِّضَا وَالْقَصْدِ فِی الْفَقْرِ وَالْغِنٰی وَاَنْ اَصِلَ مَنْ قَطَعَنِیْ وَاُعْطِیَ مَنْ حَرَمَنِیْ وَاَعْفُوَ عَمَّنْ ظَلَمَنِیْ وَاَنْ یَّكُوْنَ صَمْتِیْ فِكْرًا وَنُطْقِیْ ذِكْرًا وَنَظَرِیْ عِبْرَةً وَاَمْرًا بِالْعُرْفِ وَقِیْلَ بِالْمَعْرُوْفِ۔

(رَوَاهُ رَزِیْنٌ)

(۵۱۱۹) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھے میرے رب نے نو چیزوں کا حکم دیا اللہ سے ڈرنا خفیہ اور ظاہر ۱۔ اور انصاف کی بات کرنا غصہ اور رضا میں ۲۔ درمیانی چال فقیری اور امیری میں ۳۔ اور یہ کہ میں اس سے جوڑوں جو مجھ سے توڑے اور اسے دوں جو مجھے محروم کرے اور اسکو معافی دوں جو مجھ پر ظلم کرے ۴۔ اور یہ کہ میری خاموشی فکر ہو میرا بولنا ذکر میرا دیکھنا عبرت ہو اور حکم دوں اچھائی کا اور کہا گیا کہ اچھی باتوں کا ۵۔ (رزین)

(۵۱۱۹) ۱۔ خوف ہر ڈر کو کہتے ہیں مگر خشیت وہ ڈر جس کے ساتھ تعظیم و توقیر ہو تقویٰ وہ ڈر جس کے ساتھ اطاعت ہو خفیہ و ظاہر

marfat.com

خوف یہ ہے کہ چہرہ پر آثار خوف نمودار ہوں اور دل میں بھی اللہ کا خوف ہو یا علانیہ بھی اچھے اعمال کرنے اور تنہائی میں بھی' ایسی کی وہاں قدر ہے۔ ۲۔ انسان کسی سے خوش ہوتا ہے تو اس کی جھوٹی تعریفیں کرتا ہے اور جب اس پر غصہ آتا ہے تو اسے جھوٹے عیب لگاتا ہیں یہ دونوں چیزیں بری ہیں ہر حال میں اپنے اور دوسرے کے متعلق انصاف کی بات کرے۔ ۳۔ اس طرح کہ نہ تو امیری میں اترائے نہ غریبی میں گھبرائے دل کا حال اپنی چال ہر وقت یکساں رکھے اس سے انسان بہت آرام میں رہتا ہے ۴۔ یہاں معافی سے مراد اخلاقی معافی ہے نہ کہ مجبوری کی معافی یعنی بدلہ لینے پر قدرت ہو پھر معافی دیدی جاوے جیسے یوسف علیہ السلام نے اپنے دربار میں آئے ہوئے بھائیوں کو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ فتح فرما کر سب اہل مکہ کو معافی دیدی یہ معافی کمال ہے قرآن مجید کی جو معافی کی آیتیں منسوخ ہیں وہاں مجبوری و کمزوری کی معافی مراد ہے جیسے **فاصدع بما تؤمر واعرض عن المشرکین یا واعفوا واصفحوا حتی یاتی اللہ بامرہ** ۵۔ یعنی جب خاموش رہوں تو رب کی نعمتیں اس کی قدرتیں سوچوں اور جب بولوں تو اللہ کی حمد' تلاوت' قرآن' تبلیغ لوگوں کو رہبری کروں کوئی ناجائز بات منہ سے نکالوں ہر دنیاوی گفتگو میں اللہ کا ذکر شامل رکھوں۔ غرضیکہ میری حرکت و سکوں اطاعت الٰہی میں ہو عرف و معروف دونوں کے ایک ہی معنی ہیں یعنی اچھی بات بعض نے کہا کہ عرف عام ہے معروف اچھے کام اور عرف اچھا کلام اور اچھے کام اچھی بات کا حکم دنیاوی چیز نہیں ہے بلکہ طقی ذکر اکا بیان ہے

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ يَخْرُجُ مِنْ عَيْنَيْهِ دُمُوْعٌ وَاِنْ كَانَ مِثْلَ رَأْسِ الذُّبَابِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ثُمَّ يُصِيْبُ شَيْئًا مِنْ حُرِّ وَجْهِهٖ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

(۵۱۲۰) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایسا کوئی بندہ مومن نہیں جس کی آنکھوں سے آنسو نکلیں اگرچہ مکھی کے سر برابر ہوں اللہ کے خوف سے ۱۔ پھر وہ آنسو اس کے چہرے کے ظاہری حصہ کو پونچھیں ۲۔ مگر اسے اللہ آگ پر حرام فرمادے گا (ابن ماجہ)

(۵۱۲۰) ۱۔ خوف سے عام ڈر مراد ہے گنہگار کو اللہ کے عذاب کا خوف ہو خواہ نیک کار کو اللہ تعالیٰ کی ہیبت ہو۔ خیال رہے کہ یہاں خوف کے رونے کی جزاء کا ذکر ہے یعنی دوزخ سے نجات' ذوق' شوق کا رونا اس سے افضل اس کی جزاء انشاء اللہ جنت کی عطا ہوگی۔ ۲۔ حر' ح کے پیش کے شد سے معنی چہرے کا سامنے والا حصہ یعنی آنسو اس قدر نکلیں کہ اس کے چہرے پر بہہ کر آجاویں بہتا خون وضو توڑ دیتا ہے بہتا آنسو گناہ توڑ دیتا ہے۔

بَابُ تَغَيُّرِ النَّاسِ۔

لوگوں میں تبدیلی کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

پہلی فصل

یعنی مختلف زمانوں میں لوگوں کے مختلف حالات ہو جانے کا بیان چنانچہ زمانہ نبوی میں لوگوں میں دین پر استقامت شریعت کی اتباع' دنیا سے بے رغبتی' دنیاوی دولت و عزت پر غرور نہ ہونا' نیک اعمال پر پابندی۔ دل کی نورانیت۔ باطنی صفائی کمال

marfat.com

درجہ کی تھی بعد میں وہ کمال نہ رہا آخر زمانہ میں اس کے برعکس ہو جاوے گا۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا النَّاسُ كَالْاِبِلِ الْمِائَةِ لَا تَكَادُ تَجِدُ فِيْهَا رَاحِلَةً۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۱۲۱) روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لوگ ان سو اونٹوں کی طرح ہیں ا۔ جن میں تم ایک بھی سواری کے قابل نہ پاؤ ۲۔ (مسلم، بخاری)

(۵۱۲۱) ا۔ یہاں الناس سے مراد آخر زمانہ کے لوگ ہیں قریب قیامت لوگوں کا یہ حال ہوگا زمانہ رسالت میں اگرچہ حضرات صحابہ کے درجات، مختلف تھے مگر سب عادل، ثقہ، مومن، صالح تھے، لہٰذا اس حدیث سے شیعہ دلیل نہیں پکڑ سکتے کہ سارے صحابہ گمراہ فاسق تھے۔ سواء حضرت علی، بلال، سلمان وغیرہم چار پانچ صحابہ کے کہ یہ معنی قرآن کی صریحی آیات کے خلاف ہیں اس لئے یہ حدیث تغیر الناس میں مذکور ہوئی اگلی حدیث بھی اس معنی کی تائید کر رہی ہے۔ حضور نے فرمایا اصحابی کالنجوم، قرآن کریم فرماتا ہے **فلا اقسم بمواقع النجوم** اس آیت و حدیث نے صحابہ کو تارے فرمایا۔ ۲۔ **راحلة** بنا رحل سے۔ بمعنی کجاوہ جس پر بوجھ رکھا جاوے یا آدمی سوار ہو۔ یعنی جیسے سو اونٹ ہوں، جو رنگ روپ، جسامت میں یکساں معلوم ہوتے ہوں مگر سواری یا بوجھ لادنے کے قابل ایک بھی نہ ہو، صرف کھانے پینے کے لئے ہی ہوں ایسے ہی لوگ ہو جائیں گے شکل و صورت، بات چیت میں بڑے اچھے ہوں گے مگر معاملہ کے قابل ایک نہ ہوگا جیسا کہ آج دیکھا جا رہا ہے انسان کی آزمائش معاملہ پڑنے پر ہوتی ہے نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ آسان ہے۔ معاملہ کی صفائی بڑی مشکل ہے۔

وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتَتْبَعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰى لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوْهُمْ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى قَالَ فَمَنْ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۱۲۲) روایت ہے حضرت ابو سعید سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم اپنے سے اگلوں کی راہ چلو گے بالشت بالشت کے مطابق اور گز گز کے مطابق ا۔ حتیٰ کہ اگر وہ گوہ کے سوراخ میں گھسے ہوں گے تو تم بھی ان کے پیچھے چلو گے ۲۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ کیا یہود و نصاریٰ کے فرمایا تو اور کون ۳۔ (مسلم، بخاری)

(۵۱۲۲) ا۔ سنن جمع ہے **سنة** کی۔ بمعنی طریقہ روشن خواہ اچھا ہو یا برا یہاں برا طریقہ مراد ہے اگلوں سے مراد یہود اور نصاریٰ ہیں یعنی تم ان یہود و نصاریٰ کے نقال بنو گے اور رسم و رواج ان کی چال ڈھال پسند کرو گے اسے ہی اختیار کرو گے بالکل ان کے مطابق ہو جاؤ گے جیسے ایک ہاتھ کا بالشت دوسرے ہاتھ کے بالشت کے بالکل برابر ہوتا ہے۔ یا جیسے ایک گز دوسرے گز کے بالکل برابر، دیکھ لو آج ہمارا کیا حال ہے یہ فرمان سنو اور اپنا حال دیکھو، ہندو، سکھ، پارسی، مجوسی سب اپنی شکل اپنے لباس کو اپنی وضع قطع کو پسند کرتے ہیں مگر مسلمان ہیں کہ عیسائیوں کی نقل میں فنا ہوئے جا رہے ہیں سر دیسی ہے بال انگریزی منہ دیسی ہے زبان انگریزی غذا دیسی ہے اسے کھاتے ہیں انگریزی طریقے سے۔ ۲۔ یعنی اگر عیسائی ایسا کام کریں جس میں نفع ہی نہ ہو نری تکلیف ہی ہو تو تم ان کی نقالی میں وہ کام ضرور کرو گے ہم نے دیکھا کہ سخت سردی ہے مگر صاحب بہادر سر نہیں ڈھکتے ننگے سر پھرتے ہیں بیمار ہو جاتے ہیں منہ سے بھی روتے ہیں پہنتے اور آنکھوں ناک سے بھی روٹی۔ کھاتے ہیں کھڑے ہو کر بلکہ گھوم گھوم کر جنٹلمین اور ان کی عورتیں

marfat.com

نیم عریاں لباس بنتے ہیں پوچھو ان حرکتوں میں فائدہ کیا ہے صرف نقصان اور تکلیف ہی ہے یہ ہے اس فرمان عالی کا ظہور اس غیب دان نبی کے علم کے قربان۔ ۳۔ یعنی اگلوں سے یہ ہی قومیں مراد ہیں یہاں مرقات نے فرمایا کہ انسان معجون مرکب ہے اس میں حیوانیت بھی ہے اور ملکیت بھی (فرشتہ کے صفات) اگر انسان پر ملکیت غالب آجاوے تو فرشتوں سے بڑھ جاتا ہے اور اگر اس پر حیوانیت کا غلبہ ہو جاوے تو اسفل السافلین میں پہنچ جاتا ہے حاکم نے بروایت حضرت ابن عباس حدیث نقل کی کہ اگر عیسائی سڑکوں پر اپنی بیویوں سے صحبت کریں گے تو تم بھی ایسا ہی کرو گے (مرقات)

وَعَنْ مِرْدَاسِ الْاَسْلَمِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَذْہَبُ الصَّالِحُوْنَ الْاَوَّلُ فَالْاَوَّلُ وَتَبْقٰی حُفَالَۃٌ کَحُفَالَۃِ الشَّعِیْرِ اَوِ التَّمْرِ لَا یُبَالِہِمُ اللّٰہُ بَالَۃً۔ (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

(۵۱۲۳) روایت ہے مرداس اسلمی ا۔ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیک لوگ آگے پیچھے چلے جائیں گے اور بھوسی رہ جاوے گی جیسے جو کی یا چھوہاروں کی بھوسی اللہ تعالیٰ ان کی مطلقاً کوئی پرواہ نہ کرے گا ۲۔ (بخاری)

(۵۱۲۳) ا۔ آپ صحابی ہیں بیعت الرضوان میں شریک تھے آپ سے صرف یہ ہی ایک حدیث مروی ہے قیس ابن جازم کی روایت سے۔ ۲۔ حثالہ اور حفالہ جو کی بھوسی یا خرمہ کا کوڑا جو کسی کام نہ آسکے اس سے مراد وہ نفس پرست مسلمان ہیں جن کے صرف نام مسلمانوں کے سے ہوں باقی وہ دین یا قوم یا وطن کے لئے مطلقاً "مفید نہ ہوں اگر چھلکا مغز کے ساتھ رہے تو اس کی بھی قدر ہو جاتی ہے۔ مغز سے علیحدہ ہو کر پھینکا ہی جاتا ہے اگر بروں کے ساتھ اچھے بھی ہوں تو یہ بھی تیر جاتے ہیں اگر اچھے نکل جاویں تو ڈوب جاتے ہیں یہاں یہ ہی فرمایا گیا کہ جب تک ان میں اچھے رہیں گے تب تک رب تعالیٰ ان کی پرواہ کرے گا اچھوں کے اٹھ جانے پر ان بروں کی کوئی قدر نہ ہوگی ہر طرح غضب میں گرفتار ہوں گے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

دوسری فصل

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا مَشَتْ اُمَّتِیْ الْمُطَیْطِیَاءَ وَخَدَمَتْہُمْ اَبْنَاءُ الْمُلُوْکِ اَبْنَاءُ فَارِسَ وَالرُّوْمِ سَلَّطَ اللّٰہُ شِرَارَہَا عَلٰی خِیَارِہَا۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ہٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ)

(۵۱۲۴) روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب میری امت اکڑ کر چلے ا۔ اور شاہزادے یعنی فارس و روم کے بچے ان کی خدمت کریں ۲۔ تو اللہ ان کے بہتروں پر بدتروں کو مسلط کر دے گا ۳۔ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۱۲۴) ا۔ مطیطیاء میم کے پیش اور پہلی ط کے فتحہ سے اس کا مادہ مطی ہے۔ بمعنی اکڑ غرور رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ **ثم ذھب الی اھلہ یتمطی** معلوم ہوا کہ متکبرین کی طرح چلنا بھی اللہ کے عذاب کا سبب ہے مسلمان کی نشست و برخاست چلنے پھرنے میں تواضع اور انکسار چاہیے رب تعالیٰ فرماتا ہے **واقصد فی مشیک** اور فرماتا ہے **ولا تمش فی الارض مرحا**۔ ۲۔ یعنی مسلمان فارس و روم کے ملک فتح کریں وہاں کے شہزادے غلام اور شہزادیاں لونڈیاں بن جاویں تو ان مسلمانوں کا وہ حال ہو گا جو آگے مذکور ہے۔ ۳۔ چنانچہ دیکھ لو عہد فاروقی میں روم و فارس فتح ہوئے تو مسلمانوں نے عثمان غنی کو شہید کیا اور کچھ عرصہ بعد یزید، حجاج

marfat.com

جیسے ظالم بنی امیہ ان پر مسلط ہو گئے۔ یہ خبر حضور کا معجزہ ہے نفس انسانی تکالیف میں ٹھیک رہتا ہے اس حدیث پاک میں تین غیبی خبریں ہیں۔ آئندہ فارس و روم کا فتح ہونا شہزادوں، شہزادیوں کا مسلمانوں کا غلام و لونڈیاں بننا مسلمانوں پر بدترین لوگوں کا حاکم بن جانا۔

وَعَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَقْتُلُوْا اِمَامَكُمْ وَتَجْتَلِدُوْا بِاَسْيَافِكُمْ وَيَرِثُ دُنْيَاكُمْ شِرَارُكُمْ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۱۲۵) روایت ہے حضرت حذیفہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ تم لوگ اپنے امام کو قتل کرو گے اور اپنی تلواروں سے اور تمہارے بدترین لوگ تمہاری دنیا کے وارث ہو جائیں گے ا۔ (ترمذی)

(۵۱۲۵) ا۔ یہ تینوں باتیں عہد عثمانی اور اس کے بعد ہو چکیں اور قریب قیامت بھی ہوں گی غالباوہ ہی واقعے مراد ہیں جو قریب قیامت ہوں گے۔ مسلمانوں نے اپنے خلیفہ عثمان غنی کو قتل بھی کیا پھر زمانہ حیدری میں آپس میں کشت و خون بھی بہت کئے پھر بدترین لوگ بادشاہ بھی بنے جیسے یزید۔ حجاج وغیرہ۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَكُوْنَ اَسْعَدَ النَّاسِ بِالدُّنْيَا لُكَعُ ابْنُ لُكَعَ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ)

(۵۱۲۶) روایت ہے ان ہی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں قائم ہوگی قیامت حتی کہ دنیا کا کامیاب ترین شخص خبیث کے بچے خبیث ہوں گے ا۔ (ترمذی، بیہقی، دلائل النبوۃ)

(۵۱۲۶) ا۔ لکع لام کے پیش کاف کے فتحہ سے۔ بمعنی خبیث، احمق، نادان، بے سمجھ بچہ یہاں۔ بمعنی خبیث یا۔ بمعنی احمق ہے یعنی قوم کے سردار، سلطان، حاکم وہ لوگ بنیں گے جو خاندانی خبیث ہوں گے جنہیں دین سے کوئی تعلق نہ ہوگا دوسری حدیث میں جو حضرت حسین کو لکع فرمایا گیا وہاں۔ بمعنی ناسمجھ بچہ پیار الخت جگر ہے یہاں لمعات میں ہے کہ لکع زمین سے چمٹا ہوا میل ہے ذلیل خبیث نادان کو لکع اس لئے کہا جاتا ہے کہ خباثت اور نادانی اس کے لئے لازم ہوتی ہے۔

وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبِ الْقُرَظِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَنْ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ اِنَّا لَجُلُوْسٌ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَاطَّلَعَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ ابْنُ عُمَيْرٍ مَا عَلَيْهِ اِلَّا بُرْدَةٌ لَهٗ مَرْقُوْعَةٌ بِفَرْوٍ فَلَمَّا رَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكٰى لِلَّذِيْ كَانَ فِيْهِ مِنَ النِّعْمَةِ وَالَّذِيْ هُوَ فِيْهِ الْيَوْمَ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ بِكُمْ اِذَا غَدَا اَحَدُكُمْ فِيْ حُلَّةٍ وَرَاحَ فِيْ حُلَّةٍ وَوُضِعَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ

(۵۱۲۷) روایت ہے حضرت محمد ابن کعب قرظی سے ا۔ فرماتے ہیں کہ مجھے اس شخص نے خبر دی جس نے حضرت علی ابن طالب کو فرماتے سنا ۲۔ کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں بیٹھے تھے ۳۔ کہ اچانک ہم پر مصعب ابن عمیر نمودار ہوئے ۴۔ جن پر صرف ایک چادر تھی چمڑے سے پیوند کی ہوئی تو جب انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو حضور رو پڑے اسی نعمت کے خیال سے جس میں وہ پہلے تھے اور اسی حالت سے جس میں وہ آج ہیں ۵۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت تم کیسے ہو گے جب تم میں سے کوئی ایک جوڑے میں صبح کرے گا اور

marfat.com

صَحْفَةٌ وَرُفِعَتْ أُخْرٰى وَسَتَرْتُمْ بُيُوْتَكُمْ كَمَا تَسْتُرُ الْكَعْبَةُ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مِّنَّا الْيَوْمَ نَتَفَرَّغُ لِلْعِبَادَةِ وَنُكْفَى الْمُؤْنَةَ قَالَ لَا أَنْتُمُ الْيَوْمَ خَيْرٌ مِّنْكُمْ يَوْمَئِذٍ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

دوسرے جوڑے میں شام ۶۔ اور اس کے سامنے ایک پیالہ رکھا جاوے گا اور دوسرا اٹھایا جاوے گا ۷۔ اور تم اپنے گھروں کو ایسے کپڑے پہناؤ گے جیسے کعبہ پہنایا جاتا ہے۔ ۸۔ تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم اس دن آج کے دن سے اچھے ہوں گے کہ عبادت سے فارغ ہوں گے اور کام کاج سے بچالئے جاویں گے فرمایا نہیں تم آج اچھے اس دن کے مقابلہ میں ۹۔ (ترمذی)

(۵۱۲۷) ۱۔ آپ تابعی ہیں بنی قریظہ سے ہیں جو یہود مدینہ تھے آپ کے والد کعب قرظی اس وقت بچے تھے جب بنی قریظہ کو قتل کیا گیا اس لئے وہ قتل سے بچ گئے تھے (مرقات) ۲۔ حضرت علی سے یہ سننے والے اگر صحابی ہیں تو حدیث صحیح ہے کہ صحابی سارے کے سارے عادل ثقہ ہیں اگر ان کا نام معلوم نہ ہو تو جرح نہیں اور اگر یہ سننے والے صحابی نہیں بلکہ تابعی ہیں تو تابعی کی جہالت قابل مغفرت ہے (مرقات) مگر اس صورت میں حدیث مجہول ہوگی۔ ۳۔ مسجد نبوی میں یا مسجد قبا میں پہلا احتمال قوی ہے ۴۔ آقریشی مکی اور عبدری ہیں آپ اسلام سے پہلے بڑے دولت مند نہایت خوش خوراک اور خوش لباس تھے۔ بیعت عقبہ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ہی مدینہ منورہ کا مبلغ قرار دیا آپ نے وہاں اسلام کی بہت اشاعت فرمائی اور ہفتہ میں ایک دن اجتماع کا رکھا اتفاقاً وہ جمعہ مقرر ہوا گویا جمعہ کی بنیاد آپ کے ہاتھوں قدرتی طور پر ہوئی۔ بعد ہجرت آپ صفہ والوں میں مقرر ہوئے۔ اور آپ کی غربت و افلاس یا ترک دنیا کا وہ حال ہوا جو یہاں مذکور ہے خیال رہے کہ مدینہ منورہ میں پہلے حضرت مصعب ابن **عمیر** اور عبداللہ ابن ام مکتوم پہنچے پھر حضرت بلال سعد ابن ابی وقاص اور عمار ابن یاسر پہنچے پھر حضرت عمر بیس صحابہ کرام کے ساتھ پہنچے (بخاری شریف جلد اول ص ۵۵۸ باب مقدم النبارۃ المدینہ) حضرت مصعب جنگ احد میں شہید ہوئے آپ کو کفن تو کیا پوری ایک چادر بھی نہ ملی پاؤں شریف کو گھاس سے چھپایا گیا۔ آپ کے بارے میں یہ آیت آئی **رجال صدقوا ماعاھدوا اللہ** چالیس سال کی عمر میں شہید ہوئے۔ ۵۔ جب حضور انور نے آپ کی کپڑے کی چادر میں چمڑے کا پیوند دیکھا یعنی اتنا کپڑا میسر نہ تھا کہ اس سے پھٹی چادر میں پیوند لگالیں اور حضور نے ان کا گزشتہ عیش کا زمانہ یاد فرمایا تو رو پڑے یا ان پر رحم فرماتے ہوئے یا ان کے ترک دنیا اور آخرت کے درجات پر خوشی سے روئے پہلا احتمال زیادہ قوی ہے خیال رہے کہ حضور انور کی ترک دنیا پر حضرت عمر روئے تو حضور انور نے انہیں رونے سے منع فرمادیا وہ حضور انور کا صبر ہے اور یہاں حضرت مصعب پر خود روئے یہ حضور رحمت کی ہے حضور کی تکالیف پر صابر ہیں امت کی تکلیفوں کو برداشت نہیں فرماتے تھے روتے تھے۔ ۶۔ یہ فرمان عالی عام صحابہ سے ہے حضرت مصعب اس میں داخل نہیں کیونکہ آپ نے وہ وسعت و فراخی کا زمانہ نہیں پایا یہ فراخی فتوحات فاروقی اور خلافت عثمانی سے ہوئی آپ تو احد میں ہی شہید ہو گئے تھے۔ ۷۔ یعنی تمہارے گھروں میں بیک وقت چند کھانے پکا کریں گے جو تمہارے خدام تمہارے پاس آگے پیچھے لاکر پیش کریں گے عرب میں چند کھانے یکدم سامنے نہیں رکھے جاتے بلکہ آگے پیچھے لائے جاتے ہیں بعض امیر گھرانوں میں یہاں بھی یہ عقیدہ ہے معلوم ہوا کہ بیک وقت چند کھانے صحابہ کرام کے زمانہ میں جاری ہو گیا تھا۔ یہ بدعت حسنہ ہے (دیکھو شامی) ۸۔ یعنی آج تو صرف کعبہ معظمہ کی دیواروں پر غلاف چڑھایا جاتا ہے مگر اس زمان میں تمہاری مالداری کا یہ

marfat.com

حال ہو گا کہ تم اپنی چھتوں اپنی دیواروں کو اعلیٰ درجہ کے غلافوں سے چھپاؤ گے معلوم ہوا کہ یہ عمل بھی ناجائز نہیں ہے نہ اسراف ہے بلکہ جائز ہے اگرچہ بہتر نہ ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خبر دی مگر اسے ناجائز نہ کہا لہٰذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں جس میں اس عمل پر ناپسندیدگی فرمائی گئی ہے کہ وہاں بہتر نہ ہونے کی بنا پر ناپسندیدگی ہے۔ ۹۔ اس لئے آج بہتر ہو کہ آج تم آپس کے بہت سے فتنوں سے بچے ہوئے ہو اس زمانہ میں فتنے زیادہ ہوں گے یا اس لئے کہ آج تم فقیر صابر ہو اس دن غنی شاکر ہوں گے اور فقیر صابر افضل ہے غنی شاکر سے دیکھا گیا ہے کہ بمقابلہ امیروں کے فقیر مسلمان عبادات زیادہ کرتے ہیں۔ مرقات نے یہاں فرمایا کہ کافر فقیر کا عذاب بمقابلہ کافر غنی کے ہلکا ہو گا اسی طرح مومن فقیر کا ثواب عموماً مومن غنی سے زیادہ ہو گا (مرقات)

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ الصَّابِرُ فِيْهِمْ عَلٰى دِيْنِهٖ كَالْقَابِضِ عَلَى الْجَمْرِ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ اِسْنَادًا)

(۵۱۲۸) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آوے گا کہ ان میں اپنے دین پر صبر کرنے والا چنگاری پکڑنے والے کی طرح ہو گا ۲۔ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث اسناد سے غریب ہے۔

(۵۱۲۸) ۱۔ یہ زمانہ قریب قیامت ہو گا جس کی ابتداء آج ہو چکی ہے فی زمانہ دیندار بن کر رہنا مشکل ہے آج ڈاڑھی رکھنا نماز کی پابندی کرنا دو بھر ہو گیا ہے سود سے بچنا تو قریباً ناممکن ہی ہے۔ ۲۔ یعنی جیسے ہاتھ میں انگارا رکھنا بہت ہی بڑے صابر کا کام ہے یوں ہی اس وقت مخلص کامل مسلمان بننا سخت مشکل ہو جاوے گا اس لئے فرمایا گیا کہ اس زمانہ میں ایمان پر قائم رہنے والے کو پچاس صحابہ کے اعمال کے برابر ثواب ملے گا۔

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ اُمَرَآؤُكُمْ خِيَارَكُمْ وَاَغْنِيَآؤُكُمْ سُمَحَآءَكُمْ وَاُمُوْرُكُمْ شُوْرٰى بَيْنَكُمْ فَظَهْرُ الْاَرْضِ خَيْرٌ لَّكُمْ مِّنْ بَطْنِهَا وَاِذَا كَانَ اُمَرَآؤُكُمْ شِرَارَكُمْ وَاَغْنِيَآؤُكُمْ بُخَلَآءَكُمْ وَاُمُوْرُكُمْ اِلٰى نِسَآئِكُمْ فَبَطْنُ الْاَرْضِ خَيْرٌ لَّكُمْ مِّنْ ظَهْرِهَا (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

(۵۱۲۹) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تمہارے حکام تم میں بہترین ہوں اور تمہارے مالدار تم میں سے سخی ہوں اور تمہارے کام تمہارے آپس کے مشورہ سے ہوں ۱۔ تو تمہارے لئے زمین کی پشت اس کے پیٹ سے بہتر ہے۔ ۲۔ اور جب تمہارے حکام تم میں سے بدترین ہوں اور تمہارے مالدار تم میں سے کنجوس ہوں اور تمہارے کام تمہاری عورتوں کے سپرد ہوں ۳۔ تو زمین کا پیٹ تمہارے لئے اس کی پیٹھ سے بہتر ہے ۴۔ (ترمذی) اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۱۲۹) ۱۔ یعنی جب تک کہ بادشاہ اور حاکموں میں تقویٰ دینداری رہے امیروں میں سخاوت خدا ترسی رہے اور تمہارے گھروں کے کام گھر والوں کے مشورہ سے قومی کام قوم کے مشورہ سے ملکی کام ملک والوں کے مشورے سے ہوا کریں تم میں جمہوریت ہو شخصیت نہ ہو رب تعالیٰ فرماتا ہے **وشاورهم فى الامر** اور فرماتا ہے **وامرهم شورى بينهم** خیال رہے کہ اللہ رسول کے احکام میں کسی مشورہ کی گنجائش نہیں مشورہ والے کاموں میں ضرور مشورہ کرے نماز روزے کے لئے مشورہ کی صرف نہیں ملکی

marfat.com

انتظامات بچوں کی شادی بیاہ کے لئے ضرور مشورہ کرو۔ ۲۔ یعنی ان حالات میں تمہاری زندگی موت سے بہتر ہے۔ کہ اس زندگی میں تم نیکیاں بڑھا کر آخرت کا توشہ زیادہ جمع کر لو گے۔ ۳۔ یعنی بادشاہ حکام ظالم، فاسق ہوں جن کے دلوں میں نہ خدا کا خوف ہو نہ نبی کی شرم امیروں میں غرباء پروری قوم و ملک کی خدمت کا جذبہ نہ رہے انہیں اپنے خزانہ بھرنے ہی کی فکر رہے گھر کی کار مختار عورتیں ہی ہو جاویں کہ وہ جو چاہیں سو کریں مردان کے ماتحت ہو جاویں یہ تینوں لعنتیں آج دیکھی جارہی ہیں۔ پہلے قحط سالی میں امیر لوگ غرباء پروری کرتے تھے اب غریبوں کا خون چوس کر اور زیادہ امیر بننے کی کوشش کرتے ہیں گھروں میں عورتیں خود مختار ہیں مردوں کی کچھ نہیں چلتی حکام اور عدالتوں کے حال بالکل ظاہر ہیں ملک میں انتشار جرموں کی زیادتی عام چوری ڈکیتی قتل خون عدالتوں کے خرچ انہیں کے سہارے ہو رہے ہیں آج انصاف ملتا نہیں بکتا ہے اس کے لئے لوہے کے پاؤں چاندی کے ہاتھ نوح علیہ السلام کی عمر چاہیے اللہ سے فریاد ہے۔ ۴۔ کیونکہ اس زمانہ میں زندگی فتنوں سے گھری ہوگی انسان زندگی میں گناہ زیادہ کرے گا۔ موت راحت کا ذریعہ ہوگی۔ قبر گھر سے بہتر ہوگی ایسی حالت میں اگر مسلمان اپنی موت کی تمنا یا دعا کرے تو گنہگار نہ ہوگا جیسا کہ روایات میں ہے۔

وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْشِكُ الْاُمَمُ اَنْ تَدَاعٰى عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعَى الْاَكَلَةُ اِلٰى قَصْعَتِهَا فَقَالَ قَائِلٌ وَمِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ قَالَ بَلْ اَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيْرٌ وَلٰكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّيْلِ وَلَيَنْزِعَنَّ اللّٰهُ مِنْ صُدُوْرِ عَدُوِّكُمُ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ وَلَيَقْذِفَنَّ فِيْ قُلُوْبِكُمُ الْوَهْنَ قَالَ قَائِلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْوَهْنُ قَالَ حُبُّ الدُّنْيَا وَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ)

(۵۱۳۰) روایت ہے حضرت ثوبان سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریب ہے کہ امتیں تم پر ایک دوسرے کو ایسی دعوت دیں جیسے کھانے والے اپنے پیالہ کی طرف ۱۔ تو کوئی کہنے والا بولا کیا اس دن ہماری کمی کی وجہ سے ایسا ہوگا ۲۔ فرمایا بلکہ تم اس دن بہت ہو گے لیکن تم سیلاب کے میل کی طرح ایک سیل بن جاؤ گے ۳۔ اور اللہ تمہارے دشمن کے دلوں سے تمہاری ہیبت نکال دے گا اور تمہارے دل میں سستی ضعف ڈال دے گا ۴۔ کسی کہنے والے نے عرض کیا یا رسول اللہ وہن کیا چیز ہے فرمایا دنیا کی محبت اور موت سے ڈر ۵۔ (ابوداؤد، بیہقی، دلائل النبوت)

(۵۱۳۰) ۱۔ یعنی کفار کی قومیں یہود، نصاریٰ، مشرکین، مجوسی وغیرہ تم کو مٹانے کے لئے متفق ہو جاویں بلکہ ایک دوسرے کو دعوت دیں کہ آؤ مسلمانوں کو مٹاتے انہیں ستاتے ہیں تم بھی ہمارے ساتھ شریک ہو جاؤ یہ حالات اب شروع ہو چکے ہیں دیکھو یہودی اور عیسائی ایک دوسرے کے دشمن ہیں مگر آج مسلمانوں کو مٹانے کے لئے دونوں بلکہ ان کے ساتھ مشرکین بھی ایک ہو گئے ہیں یہ ہے اس فرمان عالی کا ظہور حضور کا ایک ایک لفظ حق ہے۔ ۲۔ یعنی ہمارے مقابلہ میں جو کفار کے حوصلے اتنے بلند ہو جاویں گے کیا اس کی وجہ یہ ہوگی اس زمانہ میں ہماری تعداد تھوڑی ہو گئی آج ہماری تعداد زیادہ ہی ہے اس سے کفار پر ہماری دھاک بیٹھی ہے۔ ۳۔ یعنی بمقابلہ آج تمہاری تعداد اس دن زیادہ ہوگی مگر تم ایسے ہو گے جیسے سمندر میں پانی کا میل دکھاوا زیادہ حقیقت کچھ نہیں بزدلی، نااتفاقی، پریشانی دل، آرام طلبی، عقل کی کمی، موت سے ڈر۔ دنیا سے محبت تم میں بہت ہو جاوے گی۔ (مرقات) ان وجوہ سے کفار کے دل سے تمہاری ہیبت نکال دی جاوے گی۔ ۴۔ وھن بمعنی سستی، ضعف، کمزوری، مشقت یہاں یا بمعنی سستی

marfat.com

ہے یا ۔ بمعنی ضعف رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ **حملته امه وهنا على وهن** اور فرماتا ہے **رب انی وهن العظم منی** یعنی تم دل کے کمزور وست ہو جاؤ گے جہاد سے دل چراؤ گے۔ ۴۔ یعنی اس سستی وضعف کا سبب دو چیزیں ہیں ایک دنیا میں رغبت دوسرے موت کا خوف جس قوم میں یہ دو چیزیں جمع ہو جاویں وہ عزت کی زندگی نہیں گزار سکتی خیال رہے کہ حب دنیا اور موت سے نفرت لازم ملزوم چیزیں ہیں۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

تیسری فصل

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا ظَهَرَ الْغُلُوْلُ فِيْ قَوْمٍ اِلَّا اَلْقَى اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ وَلَا فَشَا الزِّنَا فِيْ قَوْمٍ اِلَّا كَثُرَ فِيْهِمُ الْمَوْتُ وَلَا نَقَصَ قَوْمٌ الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِلَّا قُطِعَ عَنْهُمُ الرِّزْقُ وَلَا حَكَمَ قَوْمٌ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّا فَشَا فِيْهِمُ الدَّمُ وَلَا خَتَرَ قَوْمٌ بِالْعَهْدِ اِلَّا سُلِّطَ عَلَيْهِمُ الْعَدُوُّ۔

(رَوَاهُ مَالِكٌ)

(۵۱۳۱) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں نہیں ظاہر ہوتی خیانت کسی قوم میں مگر اللہ ان کے دلوں میں رعب ڈال دیتا ہے۔ ۱۔ اور نہیں پھیلتا زنا کسی قوم میں مگر ان میں موت زیادہ ہو جاتی ہے ۲۔ اور نہیں کم کرتی کوئی قوم ناپ تول مگر ان سے روزی کاٹ دی جاتی ہے ۳۔ اور نہیں حکم کرتی کوئی قوم ناحق مگر ان میں خونریزی پھیل جاتی ہے ۴۔ اور نہیں عہد توڑتی کوئی قوم مگر ان پر دشمن مسلط ہو جاتا ہے ۵۔ (مالک)

(۵۱۳۱) ۱۔ یعنی جو قوم خیانت کرنے کی عادی ہو گی اس کا اثر یہ ہو گا کہ اس قوم کے دل میں ہمت و جرات نہ رہے گی دشمن کا خوف اس پر غالب ہو گا امین کا دل قوی ہوتا ہے ۲۔ یہاں موت سے مراد یا تو جسمانی موت ہے یا روحانی موت یعنی جس قوم میں زنا پھیلے گا اس میں وبا، طاعون وغیرہ پھیلے گی یا ایسی خوفناک جنگ آپڑے گی جس سے ان میں موت بہت واقع ہو گی یا اس میں صالحین علماء اٹھ جائیں گے آئندہ پیدا نہ ہوں گے۔ جس سے انکی روحانی موت واقع ہو جاوے گی (مرقات) جیسے نیک اعمال میں تاثیر ہے ویسے ہی گناہوں میں مختلف اثرات ہیں۔ ۳۔ یعنی کم تولنے کی نحوست سے روزی کی برکت اڑ جاتی ہے یا اس ذریعہ سے کمایا ہوا مال کسی نہ کسی وجہ سے آخر کار ہلاک ہو جاتا ہے پانی کی کمائی پانیت میں ہی گمائی جاتا ہے اس کا مشاہدہ ہوتا رہتا ہے مگر لوگ عبرت نہیں پکڑتے حرام کمائی، حاکم، حکیم، وکیل ہی کھاتے ہیں۔ حلال میں برکت ہے حرام میں بے برکتی رب تعالیٰ فرماتا ہے **یمحق اللّٰه الربو ویربی الصدقٰت اللّٰه** سود کو مٹاتا ہے صدقات و خیرات بڑھاتا ہے۔ کتیا سال میں چھ سات بچے دیتی ہے اور کوئی ذبح نہیں ہوتا۔ گائے بکری سال میں ایک دو بچے دیتی ہیں اور روزانہ ہزاروں ذبح ہو جاتے ہیں مگر ریوڑ بکریوں گایوں کے ہی نکلتے ہیں کتوں کے نہیں ۴۔ یعنی جب عدالتوں میں ظلم ہونے لگے وہاں ظالم سے مظلوم کا حق نہ دلوایا جاوے تو ملک میں خونریزی ہوتی ہے کہ پھر لوگ ظالموں سے بدلہ خود لیتے ہیں کچہریوں میں نہیں جاتے دیکھا گیا ہے کہ قاتل رشوت وغیرہ کے ذریعہ بری ہو کر گھر پہنچا کہ مقتول کے وارثوں نے اسے اور اس کے بچوں گھر والوں کو قتل کر دیا اگر قاتل کو پھانسی ہو جاتی تو اتنی جانیں برباد نہ ہوتیں **ولکم فی القصاص حیوة** ۵۔ **یختر** بنا ہے خترسے ۔ بمعنی غداری بدعہدی قرآن مجید میں ہے **ان اللّٰه لا یحب کل مختار فخور** یعنی بدعہد قوم پر دشمن مسلط کر دیئے جاتے ہیں کہ ان کے دشمن ان کے حاکم بنتے ہیں۔

marfat.com

بَابُ الْاِنْذَارِ وَالتَّحْذِيْرِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

باب

پہلی فصل

مشکوۃ شریف کے بعض نسخوں میں صرف باب ہے ترجمہ باب یعنی عنوان کے بغیر ہے جس کا مطلب ہے کہ متفرقات و ملحقات کا باب۔ بعض نسخوں میں ہے **باب الا نذار والتحذیر**۔ انذار ۔بمعنی ڈرنا۔ تحذیر ۔بمعنی احتیاط دلانا یا نصیحت کرنا لہٰذا انذار عام ہے اور تحذیر خاص کبھی ۔بمعنی ڈرانا بھی آتا ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے **ویحذرکم اللہ نفسہ**

وَعَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ الْمُجَاشِعِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ فِيْ خُطْبَتِهٖ اَلَا اِنَّ رَبِّيْ اَمَرَنِيْ اَنْ اُعَلِّمَكُمْ مَا جَهِلْتُمْ مِمَّا عَلَّمَنِيْ يَوْمِيْ هٰذَا كُلُّ مَالٍ نَحَلْتُهٗ عَبْدًا حَلَالٌ وَاِنِّيْ خَلَقْتُ عِبَادِيْ حُنَفَاءَ كُلَّهُمْ وَاِنَّهُمْ اَتَتْهُمُ الشَّيَاطِيْنُ فَاجْتَالَتْهُمْ عَنْ دِيْنِهِمْ وَحَرَّمَتْ عَلَيْهِمْ مَا اَحْلَلْتُ لَهُمْ وَاَمَرَتْهُمْ اَنْ يُّشْرِكُوْا بِيْ مَا لَمْ اُنْزِلْ بِهٖ سُلْطَانًا وَاِنَّ اللّٰهَ نَظَرَ اِلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ فَمَقَتَهُمْ عَرَبَهُمْ وَعَجَمَهُمْ اِلَّا بَقَايَا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ وَقَالَ اِنَّمَا بَعَثْتُكَ لِاَبْتَلِيَكَ وَاَبْتَلِيَ بِكَ وَاَنْزَلْتُ عَلَيْكَ كِتَابًا لَّا يَغْسِلُهُ الْمَآءُ تَقْرَؤُهٗ نَآئِمًا وَيَقْظَانَ وَاِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ اَنْ اُحَرِّقَ قُرَيْشًا فَقُلْتُ رَبِّ اِذًا يَثْلَغُوْا رَاْسِيْ فَيَدَعُوْهُ خُبْزَةً قَالَ اسْتَخْرِجْهُمْ كَمَا اَخْرَجُوْكَ وَاغْزُهُمْ نُغْزِكَ وَاَنْفِقْ فَسَنُنْفِقُ عَلَيْكَ وَابْعَثْ جَيْشًا نَبْعَثْ خَمْسَةً مِّثْلَهٗ وَقَاتِلْ بِمَنْ اَطَاعَكَ مَنْ عَصَاكَ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۱۳۲) روایت ہے حضرت عیاض ابن حمار مجاشعی سے ا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنے خطبہ میں فرمایا کہ آگاہ رہو کہ میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں وہ سب سکھاؤں جو مجھے میرے رب نے سکھایا اس دن ۲۔ جو مال میں کسی بندہ کو دوں وہ حلال ہے ۳۔ اور میں نے اپنے بندوں کو پیدا کیا کہ وہ سارے برائیوں سے دور تھے ۴۔ اور ان کے پاس شیاطین آئے تو انہیں دین سے پھیر دیا اور ان پر وہ چیزیں حرام کر دیں جو میں نے انکے لئے حلال کی تھیں ۵۔ اور انہیں مشورہ دیا کہ میرا شریک انہیں ٹھہرائیں جس پر میں نے کوئی دلیل نہ اتاری اور اللہ نے زمین والوں کی طرف نظر فرمائی تو ان سب عربوں عجموں پر ناراض ہوا سوائے بچے **کھچے** اہل کتاب کے ۶۔ اور فرمایا کہ میں نے تم کو بھیجا ہے تاکہ تمہارا امتحان لوں اور تمہارے ذریعہ سے امتحان لوں ۷۔ اور میں نے تم پر ہر وہ کتاب اتاری جسے پانی نہ دھو سکے ۸۔ تم سوتے جاگتے پڑھو گے ۹۔ اور اللہ نے مجھے حکم دیا کہ قریشی کو جلا ڈالوں ۱۰۔ تو میں نے عرض کیا یا رب تب تو وہ میرا سر کچل دیں گے تو اسے روٹی کر چھوڑیں گے ۱۱۔ فرمایا تم انہیں نکالو جیسے انہوں نے تمہیں نکالا ۱۲۔ تم ان پر جہاد کرو ہم تمہیں سامان دیں گے ۱۳۔ تم خرچ کرو ہم تم پر خرچ کریں گے ۱۴۔ تم لشکر بھیجو ہم پانچ گنا لشکر بھیجیں گے ۱۵۔ اور اپنے فرمانبرداروں کے ساتھ اپنے نافرمانوں سے جنگ کرو ۱۶۔ (مسلم)

marfat.com

(۵۱۳۲) ۱۔ مجاشع ایک قبیلہ ہے جو مجاشع ابن دارم کی طرف منسوب ہے حضرت عیاض اسی قبیلہ سے ہیں حضور انور کو ان سے بہت ہی محبت تھی انہوں نے ایک بار بحالت کفر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ بھیجا حضور نے قبول نہ فرمایا پھر بعد اسلام ہدیہ بھیجا تو قبول فرمالیا آپ سے صرف یہ ہی ایک حدیث مروی ہے آخر میں بصرہ میں قیام رہا (اشعہ) ۲۔ یعنی رب تعالیٰ نے مجھے جو کچھ آج سکھایا ہے میں وہ تم کو سکھاؤں آج کے سکھانے سے مراد ہے کہ آج کے بھیجے ہوئے احکام شرعیہ ورنہ حضور کو وہ باتیں بھی سکھائی گئی ہیں جو صرف حضور کے لئے ہیں ہم کو ان کی تعلیم ممنوع ہے ۳۔ یعنی میرا دیا ہوا ہر مال میرے بندوں کو حلال ہے کوئی بندہ اسے بغیر دلیل حرام نہ کہے اس میں مشرکین عرب کی تردید ہے جو بلا دلیل بحیرہ سائبہ، وصیلہ وغیرہ جانوروں کو حرام کہتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ اصل اشیاء میں حلال ہونا ہے جو ممنوع نہ ہو وہ حلال ہے اس سے وہابیوں کو عبرت پکڑنی چاہیے جو بلا دلیل حرام کا فتویٰ دیدتے ہیں، ختم کا کھانا حرام ہے گیارھویں کی شیرینی حرام نعوذ باللہ۔ ۴۔ یعنی میں نے انسانوں کو دین پر پیدا فرمایا وہ قالوا بلیٰ والے عہد پر پیدا ہوئے پیدائش کے وقت کوئی کافر مشرک نہ تھا رب تعالیٰ فرماتا ہے **فطرۃ اللّٰہ التی فطر الناس علیہا** ۵۔ یعنی شیطانوں نے انکے دلوں میں ڈال دیا کہ فلاں فلاں چیز حرام ہے جیسے مشرکین عرب کے دل میں ڈال دیا کہ بحیرہ جانور حرام ہیں یا بعض جاہلوں کے دل میں ڈال دیا کہ فلاں فلاں چیز حرام ہے جیسے مشرکین عرب کے دل میں ڈال دیا کہ بحیرہ اور سائبہ جانور حرام ہیں یا بعض جاہلوں کے دل میں ڈال دیا کہ گیارھویں، عرس کا کھانا حرام ہے حرام کے لئے خاص ممانعت کی دلیل چاہیے جس چیز کا شریعت میں ذکر ہی نہ ہو وہ حلال ہے۔ ۶۔ مقت بروزن نصر ماضی سے بنا ہے مقت سے ۔ بمعنی ناراض یعنی اللہ تعالیٰ سارے عربیوں عجمیوں پر ناراض ہوا کہ وہ سب کفر و شرک میں مبتلا ہو گئے تھے ہاں کچھ اہل کتاب جو اپنے اصل دین پر قائم رہے تھے مومن موحد تھے۔ ان سے راضی ہوا اور انہیں حضور پر ایمان لانے کی توفیق دے دی۔ ۷۔ یعنی اے میرے محبوب ہم نے آپ کو نبوت عطا فرمائی اس میں آپ کی بھی آزمائش ہے تبلیغ سے اور لوگوں کی آزمائش ہے قبول کرنے سے آپ پر تبلیغ فرض ہے لوگوں پر آپ کی بات قبول کرنا ضروری ہے ۸۔ یعنی وہ کتاب نہ تو منسوخ ہو گی نہ کسی کے بدلنے سے بدل جاوے گی یہ مطلب نہیں کہ قلمی قرآن شریف پانی سے دھلتا نہیں یا آگ سے جلتا نہیں یہاں یہ دھلنا جلنا مراد نہیں۔ ۹۔ یعنی ہم تمہارے سینہ میں قرآن اس طرح محفوظ کر دیں گے کہ آپ اسے بے تکلف سوتے جاگتے پڑھیں گے نہ بھولیں گے نہ اٹکیں گے۔ ۱۰۔ جلانے سے مراد ہے ہلاک کرنا مطلب یہ ہے کہ مشرکین عرب کے لئے جزیہ نہیں ان کے لئے یا اسلام ہے یا قتل لہٰذا حدیث واضح ہے ۱۱۔ یعنی اے مولیٰ میں تو اکیلا ہوں کفار بہت ہیں میں اکیلا انہیں کیسے قتل کر سکتا ہوں وہ ہی مجھے ہلاک کر دیں گے۔ ۱۲۔ یعنی کفار قریش کو ان کا وطن چھوڑنے پر مجبور کرو انہیں دیس نکالا دو کیونکہ انہوں نے آپ کو مکہ معظمہ چھوڑنے، ہجرت کرنے پر مجبور کیا خیال رہے کہ اس فرمان پر عمل کا موقعہ ہی نہ آیا کیونکہ حضور کو مکہ معظمہ سے نکالنے والے قریشی کچھ تھوڑے جہادوں میں قتل ہو گئے باقی تمام کے تمام مسلمان ہو گئے کسی کو دیس نکالا دینے کی ضرورت ہی پیش نہ آئی لہٰذا حدیث واضح ہے بلکہ عکرمہ ابن ابو جہل قتل مکہ کے دن مکہ چھوڑ کر یمن بھاگ گئے تھے۔ حضور نے انہیں امن دے کر واپس بلا لیا وہ مسلمان ہو گئے۔ ۱۳۔ اس عبارت میں **انجز نصرینصر** سے ہے ۔ بمعنی جہاد کرنا نغزک باب افعال سے ہے۔ ۔ بمعنی سامان جہاد دینا اس کا مصدر اغزاء ہے یعنی ہم تم کو قوت جہاد جاں نثار غازی عطا فرمائیں گے اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ وعدہ پورا فرمادیا۔ ۱۴۔ حق یہ ہے کہ یہاں خرچ سے مراد ہر قسم کا خرچ ہے یعنی اے محبوب آپ جہاد میں۔ اپنے غلاموں پر تاقیامت اپنے در کے نوکروں چاکروں پر خوب خرچ کئے جاؤ ہم تم کو دیئے جائیں

marfat.com

گے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا۔ شعر:۔

☆ ہر تو ادبا شد تو برا ☆ تا ابدیہ سلسلہ ہو ☆

رب تعالیٰ فرماتا ہے **ووجدک عائلا فاغنی** اللہ نے آپ کو بڑا عیالدار پایا تو تم کو ایسا غنی کر دیا کہ تم اس جیسے ہزاروں عالم پال لو گے (بخاری شریف کتاب التفسیر) آج بھی سارے علماء صوفیاء اولیاء حضور کے دروازے سے ہی پل رہے ہیں سارا عالم حضور کے خوان کرم سے کھا پی رہا ہے شعر:۔

☆ آسمان خوان زمین خوان زمانہ مہمان ☆ صاحب خانہ لقب کس کا تیرا تیرا ☆

۱۵۔ یعنی اگر تم کو ضرورت ہو گی تو ہم جہادوں میں انسانوں سے پنج گنا فرشتے بھیجیں گے بدر میں پانچ ہزار فرشتے اترے مسلمانوں کے شانہ بشانہ کفار سے لڑے ورنہ ہلاک کرنے کے لئے تو ایک فرشتہ ہی کافی تھا ۱۲۔ یعنی صحابہ کو لیکر کفار عرب سے جنگ کر دیا تا قیامت اپنی امت کو لیکر کفار سے جنگ کرتے رہو اب بھی بہت جہادوں میں حضور مع صحابہ کرام شرکت فرماتے ہیں چھ ستمبر ۱۹۶۵ء میں جو ہندوستان پاکستان کی سترہ روزہ جنگ ہوئی اس میں اولیاء اللہ صحابہ کرام بلکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفس نفیس تشریف فرما تھے دمشق میں حضرت بلال قبر میں آذان دے رہے تھے کہ حی علی الجہاد۔ لوگوں نے یہ واقعات دیکھے اور وہ آذان سنی اسی کی برکت تھی اللہ نے پاکستان کو پنج گنا طاقت پر فتح بخشی۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّفَا فَجَعَلَ يُنَادِيْ يَا بَنِيْ فِهْرٍ يَا بَنِيْ عَدِيٍّ لِبُطُوْنِ قُرَيْشٍ حَتّٰى اجْتَمَعُوْا فَقَالَ اَرَاَيْتَكُمْ لَوْ اَخْبَرْتُكُمْ اَنَّ خَيْلًا بِالْوَادِيْ تُرِيْدُ اَنْ تُغِيْرَ عَلَيْكُمْ اَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ قَالُوْا نَعَمْ مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ اِلَّا صِدْقًا قَالَ فَاِنِّيْ نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ فَقَالَ اَبُوْ لَهَبٍ تَبًّا لَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ تَبَّتْ يَدَا اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِيْ رِوَايَةٍ نَادٰى يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ اِنَّمَا مَثَلِيْ وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ رَجُلٍ رَاَى الْعَدُوَّ فَانْطَلَقَ يَرْبَأُ اَهْلَهٗ فَخَشِيَ اَنْ يَّسْبِقُوْهُ فَجَعَلَ يَهْتِفُ يَا صَبَاحَاهُ۔

(۵۱۳۳) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اپنے قریبی کنبہ والوں کو ڈراؤ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم صفا پر چڑھے پھر پکارنے لگے ا۔ کہ اے بنی فہر اے بنی عدی قریش کے خاندانوں ۲۔ حتی کہ وہ جمع ہو گئے تو فرمایا بتاؤ تو اگر میں تمہیں خبر دوں کہ سواروں کا لشکر اس جنگل میں ہے تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے کیا تم مجھے سچا سمجھو گے ۳۔ وہ بولے ہاں ہم نے آپ پر ہمیشہ سچ ہی آزمایا ہے ۴۔ فرمایا تو میں تم کو سخت عذاب کے آگے ڈراتا ہوں۔ اس پر ابولہب بولا تم کو ہمیشہ کے لئے ہلاکت ہو کیا آپ نے ہم کو اسی لئے جمع کیا تھا تب یہ آیت اتری کہ ابولہب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہوں اور وہ خود ہلاک ہو ۵۔ (مسلم بخاری) اور ایک روایت میں ہے کہ حضور نے آواز دی کہ اے عبد مناف کی اولاد اور تمہاری مثال اس شخص کی سی ہے جس نے دشمن کو دیکھا تو اپنے گھر والوں کی حفاظت کرتا ہوا چلا پھر ڈرا کہ دشمن اس سے پہلے ہی پہنچ جاوے تو چیخنے لگا یا صباہ ۶۔

(۵۱۳۳) ا۔ یہ حضور انور کی پہلی تبلیغ تھی جو صفا پہاڑ پر مکہ والوں کو بلا کر کی گئی یہ بھی حضور انور کا معجزہ ہے کہ پہاڑ پر چڑھ کر

marfat.com

سارے مکہ میں اپنی آواز پہنچادی ورنہ پہاڑ کی چوٹی سے جو آواز دی جاوے وہ نیچے نہیں پہنچ سکتی ۲۔ بڑے خاندان کو قبیلہ کہتے ہیں اس میں چھوٹے چھوٹے خاندانوں کو بطن اور فخذ کہتے ہیں مرقات نے فرمایا کہ قبیلہ جنس ہے بطن نوع **فخذوا** فصل قریش تو بہت بڑا خاندان نضر ابن کنانہ کی اولاد' بنی عدی وغیرہ چھوٹے خاندان جیسے پٹھان بڑا قبیلہ ہے اور یوسف زئی' کمال زئی وغیرہ چھوٹے خاندان۔ ۳۔ یعنی تمہاری آنکھ کہتی ہے کہ اردگرد میدانوں میں ایک آدمی بھی نہیں مگر میں کہوں کہ دشمن کے لشکروں سے میدان بھرا پڑا ہے تو تم اپنی آنکھ کی مانو گے یا میری زبان کی مانو گے ۴۔ یعنی اس صورت میں ہم اپنی آنکھ کی نہ مانیں گے آپ کی زبان کی مانیں گے کیونکہ ہماری آنکھ بارہا غلطی کر جاتی ہے مگر تمہاری زبان کبھی غلطی نہیں کرتی **ما جربنا علیک کذبا قط** یہ تھی کفار کی عقیدت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آج بعض کلمہ گو مسلمان حضور کے علم میں تردد کرتے ہیں کفار مکہ سے بدتر ہیں ۵۔ ابولہب کا نام عبدالعزیٰ ابن عبدالمطلب ہے چونکہ اس کا چہرہ شعلہ کی طرح سرخ اور چمکیلا تھا اس لئے اسے ابولہب کہا جاتا تھا۔ حضور کا چچا تھا اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے پتھر اٹھایا حضور کو مارنے کے لئے اس لئے ارشاد باری ہوا کہ یہ دونوں ہاتھ ٹوٹ جاویں ہلاک ہو جاویں یا دونوں ہاتھوں سے مراد ہے اس کی دنیا و آخرت (اشعۃ اللمعات' مرقات) اس واقعہ سے چند مسئلے معلوم ہوئے نمبر ا تبلیغ کی ترتیب یہ ہونی چاہیے کہ پہلے اپنے گھر والوں کو تبلیغ ہو پھر عزیزوں قرابت داروں محلہ والوں کو پھر دوسرے لوگوں کو نمبر ۲ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا و آخرت دونوں کو دیکھ رہے ہیں جیسے پہاڑ کی چوٹی پر آدمی چوطرفہ دور دور دیکھتا ہے اس لئے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تبلیغ پہاڑ کی تاکہ حضور کا مقام معلوم ہو۔ نمبر ۳ جہاد کے لئے قوت و طاقت ضروری ہے اس لئے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد جہاد کئے کہ ہجرت سے پہلے قوت نہ تھی۔ نمبر ۴ غیر خدا کی امداد شرک نہیں جہاد میں اللہ کے بندوں کی مدد لی جاتی ہے نمبر ۵ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کا بدلہ ان کے دشمنوں سے خود لیتا ہے دیکھو حضور نے ابولہب کو جواب نہ دیا رب نے دیا یہ ہی حال حضور کے ثنا خوانوں کا ہے۔ حضور کی تعریف کرو رب تمہاری تعریف کرے گا دنیا تمہارے قدم چومے گی۔ شعر:۔

☆ حی و باقی جس کی کرتا ہے ثنا ☆ مرتے دم تک اس کی مدحت کیجئے ☆
☆ جس کا حسن اللہ کو بھی بھا گیا ☆ اس پیارے سے محبت کیجئے ☆

حضور کی معرفت ساری عبادات پر مقدم ہے رب کی معرفت بھی حضور کی معرفت چاہیے دیکھو حضور انور نے پہلی تبلیغ میں اولاً" اپنی پہچان کرائی۔ ۶۔ عرب میں دستور تھا کہ کوئی شخص کسی خطرہ شدید سے اپنی قوم کو مطلع کرنا تو اپنا کرتہ بانس پر ٹانگ کو بانس لیا پھرتا اور کہتا یا صباہ سے نذیر عریانی کہتے تھے حضور وہ مثال دے رہے ہیں معلوم ہوا کہ حضور انور کی نگاہیں غیبی عذاب کا مشاہدہ کر رہی ہیں۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ دَعَا النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قُرَیْشًا فَاجْتَمَعُوْا فَعَمَّ وَخَصَّ فَقَالَ یَا بَنِیْ كَعْبِ بْنِ لُؤَیٍّ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِّنَ النَّارِ یَا بَنِیْ مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِّنَ النَّارِ یَا بَنِیْ

(۵۱۳۴) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اپنے قریبی کنبہ والوں کو ڈراؤ۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو نداء دی چنانچہ وہ جمع ہو گئے تو حضور نے عام و خاص سے خطاب فرمایا ۲۔ ارشاد فرمایا اے بنی کعب بن لوی اپنی جانوں کو آگ سے بچالو اے مرہ ابن کعب کی اولاد اپنی جانوں کو

marfat.com

عَبْدِ شَمْسٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِيْ هَاشِمٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا فَاطِمَةُ اَنْقِذِيْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ فَاِنِّيْ لَا اَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا غَيْرَ اَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَاَبُلُّهَا بِبِلَالِهَا (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

وَفِي الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ قَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اشْتَرُوْا اَنْفُسَكُمْ لَا اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَيَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ لَا اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسُ ابْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا اُغْنِيْ عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَيَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَا اُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَيَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَلِيْنِيْ مَا شِئْتِ مِنْ مَّالِيْ لَا اُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا۔

آگ سے بچالو اے عبد شمس کی اولاد اپنی جانوں کو آگ سے بچالو اے عبد مناف کی اولاد اپنی جانوں کو آگ سے بچالو اے ہاشم کی اولاد اپنی جانوں کو آگ سے بچالو۔ اے عبدالمطلب کی اولاد اپنی جانوں کو آگ سے بچالو ۳۔ اے فاطمہ اپنی جان آگ سے بچالو ۴۔ کہ میں اللہ کے مقابل تمہارے لئے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں ۵۔ سواء اس کے کہ تم سے رشتہ داری ہے جس کی تری کو میں تر رکھوں گا اور مسلم بخاری کی روایت میں ہے۔ کہ کہا اے قریش کے گروہ اپنی جانیں بچالو میں اللہ کے مقابل تم سے کچھ دفع نہیں کر سکتا اے صفیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی ۶۔ میں تم سے اللہ کے مقابل کچھ بھی دفع نہیں کر سکتا۔ اے فاطمہ محمد کی بیٹی تم جو چاہو مجھ سے میرا مال مانگ لو ۷۔ میں تم سے اللہ کے مقابل کچھ دفع نہیں کر سکتا ۸۔

(۵۱۳۴) ۱۔ عشیرہ اور اقربین کا فرق ہماری تفسیر میں ملاحظہ فرمانا ۲۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اجتماع میں عمومی تبلیغ بھی کی اور خصوصی بھی کہ اے فلاں اے فلاں قبیلہ والے لوگو ادھر آؤ ایمان قبول کرو معلوم ہوا کہ خصوصی تبلیغ بھی سنت ہے اس کی تفصیل اگلا کلام ہے جبکہ کسی خاص شخص یا خاص قوم کے ایمان لانے سے دوسروں کے ایمان کی امید ہو تو اسے خصوصی تبلیغ ضرور کی جاوے حضور انور نے کفار بادشاہوں کو تبلیغی خطوط بھیجے۔ ۳۔ یہ ہیں حضور کی عمومی بلیغیں چونکہ عرب میں قریش بہت عزت والے مانے جاتے تھے اور قریش میں ان مذکورہ خاندانوں کا بڑا وقار تھا اس لئے حضور نے ان خاندانوں کو مخاطب فرما کر تبلیغ فرمائی اپنی جانوں کو آگ سے بچانے کے معنی یہ ہیں کہ تم لوگ ایمان قبول کر لو تاکہ تم نار جہنم سے بچ جاؤ اس آگ سے بچنے کا ذریعہ ایمان و اطاعت ہے۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ چھوٹے بچوں کو بھی اسلام کی تبلیغ کی جاوے کیونکہ اس وقت جناب فاطمہ چھوٹی بچی تھیں سب لوگوں کے سامنے علانیہ حضرت فاطمہ کو تبلیغ فرمانا لوگوں کو سنانے کے لئے ہے کہ بغیر ایمان قبول کئے نبی کی قرابتداری بلکہ نبی کی اولاد ہونا کافی نہیں۔ کنعان نبی زادہ تھا مگر کفر کی وجہ سے جہنمی ہو گیا۔ ایمان کی ضرورت سب کو ہے جیسے کوئی شخص سید ہو یا غیر سید دھوپ، ہوا، پانی، غذا سے مستغنی نہیں یوں ہی کوئی شخص ایمان۔ قرآن اعمال سے بے نیاز نہیں آج اپنے کو اعمال سے بے نیاز ماننے والے غذا، پانی، ہوا سے بے نیاز بن کر دکھائیں بلکہ مرکر انسان ان چیزوں سے بے نیاز ہو جاتا ہے مگر حضور کی ضرورت پھر بھی رہتی ہے کہ قبر و حشر میں حضور کی غلامی کا سوال ہوتا ہے۔ ۵۔ یعنی اے فاطمہ اگر تم نے ایمان قبول نہ کیا اور تم آخرت میں سزا کی مستحق ہو گئیں تو وہ سزا میں تم سے دفع نہیں کر سکتا اور تم عذاب الٰہی سے نہیں بچ سکتیں لہٰذا یہ حدیث نہ تو اس آیت کے خلاف ہے **وما كان الله ليعذبهم وانت فيهم** کیونکہ اس آیت میں دنیاوی عذاب مراد ہے حضور کی برکت سے کفار پر دنیاوی عذاب نہیں آتا اور یہاں اخروی عذاب مراد ہے اور نہ اس حدیث شفاعت کے خلاف ہے کہ **شفاعتی لا هل الكبائر من**

marfat.com

امتی کہ میری شفاعت میری امت کے گناہ کبیرہ والوں کو بھی پہنچے گی کہ وہاں امت کا ذکر ہے یہاں کفار کا ذکر ہے خیال رہے کہ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کے خدمت گار کافر کا عذاب ہلکا ہو سکتا ہے مگر دفع نہیں ہو سکتا ابو طالب کا عذاب بہت ہلکا ہے ابولہب کو سوموار کے دن عذاب ہلکا دیا جاتا ہے اور انگلی سے پانی ملتا ہے (بخاری شریف کتاب الرضاع) ابو طالب نے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی اور ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے حضور کو دودھ پلایا۔ بہرحال یہ حدیث بالکل برحق ہے۔ ان آیات و احادیث کے خلاف نہیں۔ ۶۔ آپ صفیہ بنت عبدالمطلب ہیں حضور کی پھوپھی زمانہ جاہلیت میں حارث ابن حرب کی بیوی تھیں حارث کی موت کے بعد عوام ابن خویلد کے نکاح میں آئیں ان سے زبیر ابن عوام پیدا ہوئے ۷۳ تہتر سال عمر پائی عہد فاروقی میں وفات ہوئی۔ جنت البقیع میں دفن ہوئی آپ کی قبر انور زیارت گاہ خلق ہے فقیر نے زیارت کی ہے اللہ پھر نصیب کرے۔ ۷۔ اللہ تعالیٰ نے حضور انور کو بی بی خدیجہ کے مال سے غنی فرمادیا تھا فرمایا ہے **ووجدک عائلا فاغنی** لہٰذا اس فرمان عالی پر یہ اعتراض نہیں کہ ہجرت سے پہلے حضور انور کے پاس مال نہیں تھا پھر یہ کیسے فرمایا۔ خیال رہے کہ حضرت خدیجہ نے حضور انور کو اپنی ذات اپنے مال کا مالک کردیا تھا رضی اللہ عنہا اعلیٰ حضرت نے فرمایا شعر:۔

☆ سیما پہلی ماں کھف امن و اماں ☆ حق گزار رفاقت پہ لاکھوں سلام ☆

نیز حضور ہجرت سے پہلے تجارت کرتے تھے اور بھی کام کرتے تھے ۸۔ اس فرمان عالی کا مطلب ابھی عرض ہو چکا اللہ تعالیٰ حضور کے نام کی برکت سے حضور کے خدام کے صدقہ سے آفتیں مصیبتیں دفع فرمادیتا ہے حضور کا نام دافع بلا ہے یہاں اللہ کے مقابل اخروی عذاب کفار سے دفع فرمانے کی نفی ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

دوسری فصل

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُمَّتِیْ ھٰذِہٖ اُمَّۃٌ مَّرْحُوْمَۃٌ لَیْسَ عَلَیْھَا عَذَابٌ فِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابُھَا فِی الدُّنْیَا الْفِتَنُ وَالزَّلَازِلُ وَالْقَتْلُ۔ (رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ)

(۵۱۳۵) روایت ہے حضرت ابو موسیٰ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میری یہ امت رحمت والی ہے ۱۔ اس پر آخرت میں عذاب نہیں ۲۔ اس کا عذاب دنیا میں ہے فتنے زلزلے اور قتل ۳۔ (ابوداؤد)

(۵۱۳۵) ۱۔ یعنی دوسرے نبیوں کی امت کے مقابل میری امت پر حق تعالیٰ کی رحمت زیادہ ہے اس کی نیکیاں کم ثواب زیادہ ہیں گناہوں کی معافی کے ذریعے بہت دیئے۔ بچانے کے بہانے بہت زیادہ ہیں یہ صدقہ ہے رحمت والے آقا کا شعر:۔

☆ عرب کے واسطے رحمت عجم کے واسطے رحمت ☆ وہ آئے لیکن آئے رحمتہ للعالمین ہو کر ☆

۲۔ یعنی اس امت پر آخرت میں عذاب سخت نہیں یا عذاب رسوائی والا نہیں یا عذاب دائمی نہیں لہٰذا یہ فرمان عالی عذاب والی احادیث کے خلاف نہیں بعض شارحین نے کہا کہ اس امت کے گنہگاروں کے لئے عذاب قبر عذاب آخرت کا کفارہ ہے مگر پہلی بات قوی ہے یا چھوٹے گناہ اکثر کفارات سے بخشے جائیں گے ان پر عموماً عذاب نہ ہوگا ۳۔ یعنی دنیاوی یہ مصیبتیں گناہ صغیرہ کا کفارہ بن جاتی ہیں حتیٰ کہ کانٹا جو چبھ جاوے وہ بھی کفارہ ہے۔

marfat.com

وَعَنْ اَبِیْ عُبَیْدَۃَ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ بَدَاَ نُبُوَّۃً وَّرَحْمَۃً ثُمَّ یَکُوْنُ خِلَافَۃً وَّرَحْمَۃً ثُمَّ مُلْکًا عَضُوْضًا ثُمَّ کَاَنَّ جَبَرِیَّۃً وَعُتُوًّا وَّفَسَادًا فِی الْاَرْضِ یَسْتَحِلُّوْنَ الْحَرِیْرَ وَالْفُرُوْجَ وَالْخُمُوْرَ یُرْزَقُوْنَ عَلٰی ذٰلِکَ وَیُنْصَرُوْنَ حَتّٰی یَلْقَوُا اللّٰہَ۔

(رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ)

(۵۱۳۶) روایت ہے حضرت ابو عبیدہ اور معاذ ابن جبل سے ا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا کہ یہ کام شروع ہوا نبوت اور رحمت سے ۲۔ پھر ہو جاوے گا خلافت اور رحمت ۳۔ پھر ہو جاوے گا کاٹ کھیتی سلطنت ۴۔ پھر ہو جاوے گا ظلم سرکشی اور زمین میں فساد ۵۔ کہ لوگ ریشم اور زنا اور شرابوں کو حلال سمجھیں گے ۶۔ اس کے باوجود روزی دیئے جائیں گے فتح دیئے جاویں گے حتیٰ کہ اللہ سے ملیں گے ۷۔ (بیہقی، شعب الایمان)

(۵۱۳۶) ا۔ حضرت ابو عبیدہ ابن جراح امین امت اور عشرہ مبشرہ سے ہیں اور معاذ ابن جبل عظیم الشان صحابی ہیں ان کے حالات پہلے بیان ہو چکے یہ دونوں صاحب اس حدیث کے راوی ہیں ۲۔ امر سے مراد دین اسلام ہے بدیا تو بدو سے ۔ بمعنی ظاہر ہونا بدایۃ سے ۔ بمعنی شروع ہونا یعنی دین اسلام کی ابتداء یا اس کا ظہور ہماری نبوت سے ہے اور یہ نبوت سراسر رحمت الٰہی ہے کیونکہ ہم رحمۃ للعالمین ہیں اور یہ امت مرحومہ ہے ۳۔ یعنی ہمارے بعد کوئی نبی نہ آوے گا کہ ہم خاتم النبیین ہیں۔ ہمارے نائب ہوں گے ان کا زمانہ خلافت کا دور ہو گا کہ خلفاء نائب نبی ہوں گے ان کی بیعت بیعت سلطنت بھی ہو گی اور بیعت ارادت بھی اس لئے اس زمانہ کے لوگ کسی کے مرید نہ بنیں گے اپنے خلیفہ کی رعایا بھی ہوں گے ان کے مرید بھی یہ زمانہ حضرات خلفاء راشدین تک رہا یعنی وفات شریف سے تیس سال تک خلفاء راشدین دین و دنیا دونوں کے پیشوا تھے ان کی بیعت حضور اقدس کی بیعت تھی۔ ۴۔ عضوض بنا ہے عض سے ۔ بمعنی دانت سے کاٹ کھانا یعنی اس دور کے بعد خلافت راشدہ ختم ہو جاوے گی بادشاہوں میں صرف سلطنت رہ جاوے گی اور بادشاہ اکثر ظالم ہوں گے اگر دو چار عادل ہوئے تو وہ شمار میں نہیں کہ اکثر کو کل کا حکم ہوتا ہے چنانچہ حضرت عمر ابن عبد العزیز بنی امیہ کے بادشاہوں میں سے ہیں مگر آپ کا زمانہ نہایت ہی عدل و انصاف کا زمانہ ہوا آپ کے مناقب احادیث شریفہ میں مذکور ہیں (مرقات) لہٰذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں کہ یہاں اکثریت کا ذکر ہے حضرت امیر معاویہ بھی اسلام کے سلطان ہیں ظالم نہیں کہ وہ صحابی ہیں صحابہ ظالم نہیں ہوتے۔ ۵۔ یعنی کچھ عرصہ کے بعد ایسے بادشاہ مسلط ہوں گے جن سے زمین میں بڑا فساد پھیلے گا کہ نااہل سلطان ہوں گے نااہل ہی حکام، رعایا پر ظلم کریں گے نااہلوں کو عہدے دیں گے علماء صالحین کو ذلیل کریں گے مشرکین و کفار پر جہاد کرنے کی بجائے خود مسلمانوں سے لڑیں گے اسی لئے علماء فرماتے ہیں کہ جواب حکام یا بادشاہ کو عادل کہے وہ کافر ہے کچہریوں کو عدالت کہنا حرام ہے (مرقات) کہ اب کچہریاں عدالت نہیں بلکہ انسانوں کے مذبح ہیں نوے فی صدی ظلم ان کچہریوں کے سرپر ہو رہے ہیں۔ حضور کی پیش گوئی حرف بحرف ظاہر ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ زمانہ کے شر سے بچائے ۶۔ یعنی زنا، ریشم، شراب بے پرواہی سے استعمال کریں گے گویا بالکل حلال ہے یا یہ مطلب ہے کہ حیلے بہانے بنا کر انہیں حلال ثابت کرنے کی کوشش کریں گے یہ حدیث پڑھو اور آج کل کے حالات دیکھو یہ ہے اس غیب داں رسول کا علم غیب۔ ۷۔ یعنی اللہ تعالیٰ ان پر عذاب نہ بھیجے گا ان کے ظلموں کے باوجود وہ روزی پائیں گے اگر کبھی کفار پر جہاد کریں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں فتح دے گا کیونکہ اسی امت پر دنیا میں عذاب نہیں آوے گا اس فرمان عالی کا ظہور ۶ ستمبر ۱۹۶۵ء اس جنگ میں ہوا جو بھارت اور پاکستان میں ہوئی اللہ تعالیٰ

marfat.com

نے پاکستان کو بھارت کی پانچ گنا طاقت پر فتح دی یہ اس کی مہربانی ہے اللہ سے ملنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کی سزا و جزا قیامت پر رکھی گئی ہے دنیا میں رحمت کا ظہور ہے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اَوَّلَ مَا يُكْفَأُ قَالَ زَيْدُ بْنُ يَحْيٰى الرَّاوِيْ يَعْنِي الْاِسْلَامَ كَمَا يُكْفَأُ الْاِنَاءُ يَعْنِي الْخَمْرَ قِيْلَ فَكَيْفَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَنَذْبَحَنَّ اللّٰهُ فِيْهَا مَا بَيْنَ قَالَ يَسْتَوْنَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا فَيَسْتَحِلُّوْنَهَا۔

(رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

(۵۱۳۷) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ شراب پہلی وہ چیز ہے جو انڈیلی جاوے گی ۱۔ زید ابن یحییٰ راوی فرماتے ہیں کہ مراد اسلام ہے ۲۔ جیسے برتن سے اونڈیلی جاتی ہے یعنی شراب ۳۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) یہ کیسے ہو گا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں واضح بیان فرمادیا ہے ۴۔ فرمایا کہ اس کا نام کچھ اور رکھ لیں گے پھر اسے حلال سمجھ لیں گے ۵۔ (دارمی)

(۵۱۳۷) ۱۔ اس وقت مجلس پاک میں شراب کی حرمت کا ذکر ہو رہا تھا تو حضور انور نے یہ فرمایا ان کی یا تو خبر پوشیدہ ہے یا اسم پوشیدہ ہے یعنی یا تو ان اول الرکھا یا **ما یکفاء الخمر** تھا یعنی میری امت اسلام کے احکام توڑنے گی ان میں سے سب سے پہلے شراب کا حکم توڑے گی کہ اسے پینے لگے گی بعد میں دوسرے احکام توڑے گی (لمعات) ۲۔ راوی اس فرمان کی شرح یوں کر رہے ہیں کہ گویا اسلام ایک گھڑا ہے جس میں احکام بھرے ہوئے ہیں گھڑے کو ٹیڑھا کرو تو اوپر کی چیز پہلے گرتی ہے نیچے کی چیز بعد میں۔ اسی طرح میری امت پہلے شراب کا حکم نکال پھینکے گی بعد میں دوسرے احکام' اشعہ میں ہے' الاسلام سے پہلے فی پوشیدہ ہے یعنی اسلام میں پہلے شراب پی جاوے گی ۳۔ یہ جملہ اس تشبیہ کا تتمہ ہے یہ بھی راوی کا قول ہے یعنی اسلام میں پہلی کونسی چیز پی جاوے گی شراب (اشعہ) ۴۔ یعنی تعجب ہے کہ لوگ مسلمان پہلے شراب کا قانون توڑیں گے حالانکہ شراب کے متعلق قرآن و احادیث میں صاف صریحی احکام وارد ہیں پھر یہ کیسے جراءت کریں گے ۵۔ یعنی شراب کو بیئر یا انگریزی میں وسکی کہہ کر پئیں گے کہیں گے یہ شراب نہیں یہ تو وسکی ہے یا بیئر ہے آج بھی بعض لوگ اس نام سے شراب پیتے ہیں ہر نشہ دینے والی چیز حرام ہے نام بدلنے سے حکم نہیں بدل جاتا۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

تیسری فصل

وَعَنِ النُّعْمَانِ ابْنِ بَشِيْرٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِيْكُمْ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ ثُمَّ تَكُوْنُ

(۵۱۳۸) روایت ہے حضرت نعمان ابن بشیر سے ۱۔ وہ حضرت حذیفہ سے راوی فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم میں نبوت رہے گی جب تک اس کا رہنا اللہ چاہے پھر اسے اللہ اٹھا لے گا ۲۔ پھر ہو گی خلافت نبوت کے راستہ پر جب تک اللہ اس کا ہونا چاہیے ۳۔ پھر اسے بھی اللہ اٹھالے گا ۴۔ پھر کٹکھنا ملک ہو گا

marfat.com

مُلْكًا عَاضًّا فَتَكُوْنُ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَتَكُوْنُ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةً عَلٰى مِنْهَاجِ نُبُوَّةٍ ثُمَّ سَكَتَ قَالَ حَبِيْبٌ فَلَمَّا قَامَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ كَتَبْتُ اِلَيْهِ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اُذَكِّرُهٗ اِيَّاهُ وَقُلْتُ اَرْجُوْا اَنْ تَكُوْنَ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بَعْدَ الْمُلْكِ الْعَاضِّ وَالْجَبْرِيَّةِ فَسَرَّبِهٖ وَاَعْجَبَهٗ يَعْنِيْ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ۔
(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ)

۵۔ پھر وہ رہے گا جب تک اللہ اس کا رہنا چاہے پھر اسے اللہ اٹھا لے گا پھر جبریہ سلطنت ہوگی ۶۔ وہ بھی رہے گی جب تک اللہ اس کا رہنا چاہے پھر اسے اللہ اٹھالے گا پھر خلافت نبوۃ کی شہ راہ پر ہوگی ۷۔ پھر حضور خاموش ہو گئے حبیب کہتے ہیں ۸۔ پھر جب عمر ابن عبدالعزیز قائم ہوئے تو میں نے انہیں یہ حدیث لکھ بھیجی میں ان کو یہ حدیث یاد دلاتا تھا میں نے کہا کہ مجھے امید ہے کہ آپ کٹکھے اور جبریہ ملک کے بعد مسلمانوں کے امیر ہوئے ۹۔ تو آپ اس سے بہت خوش ہوئے اور عمر ابن عبدالعزیز کی یہ بہت پسند آئی ۱۰۔ (احمد، بیہقی، دلائل النبوۃ)

(۵۱۳۸) ۱۔ حضرت نعمان بھی صحابی ہیں ان کے والد بشیر بھی صحابی نعمان پہلے وہ بچے ہیں جو بعد اسلام انصار کے گھر پیدا ہوئے ان کی پیدائش پر انصار کو بڑی خوشی ہوئی کیونکہ مدینہ منورہ میں مشہور ہو گیا تھا کہ یہود نے انصار پر جادو کر دیا ہے اب ان کے ہاں اولاد نہ ہوگی۔ حذیفہ ابن یمان حضور کے صاحب اسرار صحابی ہیں۔ ۲۔ یہاں نبوت سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کا زمانہ ہے جب لوگ صحابی بنتے تھے یہ زمانہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے ختم ہو گیا اور پھر خلافت کا زمانہ آگیا۔ اور حضور کی سلطنت کا زمانہ تا ابد ہے وہ کبھی ختم نہ ہوگا نبی کی نبوت کا زمانہ اس کے نسخ سے ختم ہوتا ہے حضور کی نبوت سلطنت نہ کبھی منسوخ ہو نہ کبھی آپ کی نبوت جاوے اب بھی حضور کا دور ہے حضور کا زمانہ ہے۔ یہاں اٹھالے گا سے یہ ہی مراد ہے کہ ہماری وفات ہو جاوے گی لوگ ہمارے دیدار کو ترس جائیں گے۔ ۳۔ منہاج کے معنی ہیں وسیع راستہ (جرنیلی سڑک) رب تعالیٰ فرماتا ہے شرعۃ و منہاجا۔ یہاں منہاج سے مراد ظاہر و باطن فیوض ہیں یعنی اس خلافت میں نبوت کے ظاہری و باطنی فیوض ہوں گے یہ خلافت کل تیس سال رہے گی جیسا کہ دوسری حدیث میں شریف ہے ۴۔ چنانچہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے چھ ماہ خلافت کر کے اس لئے امیر معاویہ کے حق میں دست برداری فرمائی ان چھ ماہ پر تیس سال پورے ہو گئے اس کے بعد اسلام میں سلطنت کی بنیاد پڑی امیر معاویہ پہلے سلطان اسلام ہوئے۔ ۵۔ کھٹکنے ملک کے معنی ابھی پہلے عرض کر دیئے گئے کہ اس زمانہ میں خلافت راشدہ جیسی نورانیت نہ ہوگی نہ اس زمانہ کا سا امن و امان ہوگا اس زمانہ میں بعض لوگ بعض کو کاٹ کھائیں گے یہ مطلب نہیں کہ وہ سلطنت لوگوں کو کاٹ کھائے گی یا سلطان ظالم ہوں گے ظلم والی بادشاہت کا ذکر تو آگے آرہا ہے۔ ۶۔ کہ اس دور میں لوگوں کی مرضی کے خلاف جبراً لوگ سلطان بن جاویں گے خود بھی ظالم ہوں گے اور ان کے حکام بھی ظالم ہوں گے۔ ۷۔ اس زمانہ سے مراد حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کی خلافت ہے جو قریب قیامت قائم ہوگی اس دور میں زمانہ رسالت کے تمام فیوض و برکات جاری ہوں گے اس درمیان میں اگرچہ بعضے بادشاہ بڑے عادل ہوں گے جیسے حضرت عمر ابن عبدالعزیز یا سلطان محی الدین اورنگ زیب عالمگیر وغیرہ مگر ان کی سلطنت خلافت علی منہاج النبوۃ نہ ہوگی (از مرقات و اشعہ) ۸۔ یہ حبیب ابن سالم ہیں حضرت نعمان ابن بشیر کے آزاد کردہ غلام وہ اس حدیث کے ایک راوی اور حضرت نعمان کے کاتب ہیں۔ ۹۔ سبحان اللہ کیسی احتیاط سے کام لیا کہ انہیں خلیفہ

marfat.com

المسلمین نہ کہا نہ ان کی حکومت کو خلافت فرمایا بلکہ کہ آپ ہیں تو سلطان اسلام مگر آپ کے زمانہ میں عدل و انصاف کا دور دورہ ہے آپ نے ظلم کی جڑیں کاٹ دیں عدل قائم کیا مسلمان آپ کو عمر ثانی کہتے تھے اور آپ کی حکومت کو خلافت فاروقی کا نمونہ کہا کرتے تھے ۱۰۔ یہ خوشی شکریہ کی تھی کہ اللہ کا شکر ہے کہ لوگوں کا میرے متعلق یہ نیک گمان ہے لوگوں کی زبان ان کا گمان اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔

فتنوں کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ — پہلی فصل

فتنی جمع ہے **فتنۃ** کی فتنہ کے کل چودہ معنی ہیں، محنت، آزمائش، پسند آنا، کسی پر فریفتہ ہونا۔ گمراہ ہونا، گمراہ کرنا، گناہ، کفر، رسوائی، عذاب، سونا، آگ میں گلانا، جنون، محنت، لوگوں کے آپس کے جھگڑے و فساد (اشعۃ اللمعات) مؤلف اس بارے میں بہت سے باب باندھیں گے حتیٰ کہ فضائل و مناقب کے باب بھی اسی بیان میں آئیں گے ان بابوں میں ان معانی کا لحاظ ہے۔

وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا مَا تَرَكَ شَيْئًا يَكُوْنُ فِيْ مَقَامِهٖ ذٰلِكَ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ اِلَّا حَدَّثَ بِهٖ حَفِظَهٗ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِيَهٗ مَنْ نَسِيَهٗ قَدْ عَلِمَهٗ اَصْحَابِيْ هٰؤُلَاءِ وَاِنَّهٗ لَيَكُوْنُ مِنْهُ الشَّيْءُ قَدْ نَسِيْتُهٗ فَاَرَاهُ فَاَذْكُرُهٗ كَمَا يَذْكُرُ الرَّجُلُ وَجْهَ الرَّجُلِ اِذَا غَابَ عَنْهُ ثُمَّ اِذَا رَاٰهُ عَرَفَهٗ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۱۳۹) روایت ہے حضرت حذیفہ سے فرماتے ہیں کہ ہم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ قیام فرمایا ۱۔ آپ نے اسی جگہ میں قیامت تک ہونے والی کوئی چیز نہ چھوڑی مگر اس کی خبر دیدی ۲۔ جس نے اسے یاد رکھا اس نے یاد رکھا جو بھول گیا وہ بھول گیا ۳۔ یہ بات میرے یہ دوست جانتے ہیں ۴۔ ان واقعات میں سے کوئی چیز ہوتی ہے جسے میں بھول چکا ہوتا ہوں پھر اسے دیکھتا ہوں تو ایسے یاد کر لیتا ہوں جسے کوئی شخص کسی کا چہرہ پہچان لیتا ہے جب وہ اس سے غائب رہا ہو پھر جب اسے دیکھے تو پہچان لے ۵۔ (مسلم بخاری)

(۵۱۳۹) ۱۔ حضور انور کا یہ قیام آئندہ واقعات کی خبریں دینے کے لئے تھا، جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے ۲۔ یعنی حضور نے ہر چھوٹے بڑے واقعہ حتیٰ کہ قطرہ قطرہ ذرہ ذرہ کا بیان فرمادیا یہ حدیث اس آیت کریمہ کی تفسیر ہے **وعلمک مالم تکن تعلم** جس سے معلوم ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو ذرہ ذرہ قطرہ قطرہ کا علم بخشا اتنے تھوڑے وقت میں یہ سب بیان فرمادینا حضور انور کا معجزہ ہے جیسے حضرت داؤد علیہ السلام آن کی آن میں زبور شریف پڑھ لیتے تھے خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور انور کو سب کچھ سکھادیا جس سے حضور ان سب کے عالم بن گئے مگر حضور انور نے حضرات صحابہ کو یہ سب کچھ بتادیا سکھایا نہیں جس سے وہ صحابہ ان سب کے عالم نہیں بن گئے لہٰذا صحابہ کا علم حضور کے برابر نہیں ہو گیا جیسے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام

marfat.com

چیزوں کے نام سکھادیئے **وعلم آدم الاسماء کلھا** جس سے وہ ان تمام کے عالم بن گئے مگر آدم علیہ السلام نے فرشتوں کو یہ نام بتادیئے سکھائے نہیں جس سے فرشتے عالم نہ بنے **فلما انباءھم باسماءھم** ۳۔ یہ ساری باتیں تو کسی ایک کو بھی یاد نہ رہیں بعض صحابہ کو زیادہ باتیں یاد رہیں بعض کو تھوڑی بعض کو بہت چیزیں بھول گئیں ۴۔ یعنی جو صحابہ آج موجود ہیں انہیں یہ واقعہ یاد ہے جو میں نے بیان کیا کہ حضور انور نے یہ سب باتیں ایک مجلس شریف میں بتائی تھیں ۵۔ یعنی بہت دفعہ واقعات ہمارے سامنے آکر ہم کو ہماری بھولی باتیں یاد دلا دیتے ہیں کہ حضور انور نے یہ فرمایا تھا دیکھو وہ واقعہ یہ ہے۔ جیسے بھولا بچھڑا آدمی سامنے آجاوے تو پہچان لیا جاتا ہے سبحان اللہ کیسی شان دار مثال ہے۔

وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تُعْرَضُ الْفِتَنُ عَلَى الْقُلُوْبِ كَالْحَصِيْرِ عُوْدًا عُوْدًا فَاَيُّ قَلْبٍ اُشْرِبَهَا نُكِتَتْ فِيْهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ وَاَيُّ قَلْبٍ اَنْكَرَهَا نُكِتَ فِيْهِ نُكْتَةٌ بَيْضَاءُ حَتّٰى يَصِيْرَ عَلٰى قَلْبَيْنِ اَبْيَضَ مِثْلِ الصَّفَا فَلَا تَضُرُّهُ فِتْنَةٌ مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَالْاٰخَرُ اَسْوَدُ مُرْبَادًّا كَالْكُوْزِ مُجَخِّيًا لَا يَعْرِفُ مَعْرُوْفًا وَلَا يُنْكِرُ مُنْكَرًا اِلَّا مَا اُشْرِبَ مِنْ هَوَاهُ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۱۴۰) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ دلوں پر فتنے پیش آئیں گے ۱؎ جیسے چٹائی کا ایک ریگ جو دل فتنے پلا دیا گیا اس میں سیاہ دھبہ پیدا کر دیں گے اور جو دل انہیں برا سمجھے اس میں سفید داغ پیدا ہو جاوے گا ۲؎ حتی کہ لوگ دو قسم کے دلوں پر ہو جائیں گے ۳۔ ایک سفید جیسے سنگ مرمر اسے کوئی فتنہ نقصان نہ دے گا جب تک کہ آسمان و زمین قائم ہیں اور دوسرا کالا راکھ ہرنگ جیسے اوندھا کوزہ ۴؎ وہ نہ بھلائی کو پہچانے نہ برائی کو برا جانے سوا اس خواہش کے جو اسے پلا دی گئی ۵۔ (مسلم)

(۵۱۴۰) ۱؎ یہاں فتنوں سے مراد یا دنیاوی آفتیں اور مصیبتیں ہیں یا برے عقیدے برے اعمال ہیں وہ فتنے دور ہو جائیں گے مگر ان کے اثرات دلوں پر رہ جائیں گے جیسے مٹی یا ریتے پر چٹائی بچھاؤ تو چٹائی تو اٹھ جاتی ہے مگر اس کے نشان مٹی پر رہ جاتے ہیں ۲؎ یعنی جو شخص ان فتنوں کو اچھا سمجھے گا اس کا دل سیاہ ہو جاوے گا وہ بے ایمان جیئے گا بے ایمان مرے گا اور جو ان فتنوں سے نفرت کرے گا اس کا دل نورانی ہو گا یہاں پلائے جانے سے مراد پسند کرنا چاہنا ہے جیسے رب تعالیٰ فرماتا ہے **واشربوا فی قلوبھم العجل** ۳؎ یا تو لوگ دو قسم کے ہو جائیں گے کالے دل والے اور سفید دل والے یا لوگوں کے دل دو قسم کے ہو جائیں گے سفید اور کالے معلوم ہوا کہ گناہ سے الفت اور نفرت کا اثر دل پر پڑتا ہے۔ پھر کبھی دل کا اثر چہرے پر نمودار ہو جاتا ہے چہرہ دل کی کتاب ہے۔ ۴؎ یعنی اس کا دل سیاہ بھی ہو گا اور ناقابل تاثیر جیسے الٹا کوزہ کہ اس میں کوئی چیز نہیں ٹھہرتی ایسے ہی اس دل میں کسی نصیحت کرنے والے کی نصیحت ٹھہرے گی نہیں وہ دل کسی نصیحت کا اثر قبول نہ کرے گا یہ اللہ تعالیٰ کا سخت عذاب ہے **مجخن، اجحاء** کا اسم فاعل ہے۔ معنی اوندھا اور الٹا ہو جانا۔ ۵؎ یعنی وہ شخص بجز اپنی دل پسند چیز کے کسی کو اختیار نہ کرے گا اگرچہ کتنی ہی اچھی ہو اور سوائے اپنی ناپسندیدہ چیز کے کسی چیز کو چھوڑے گا ہی نہیں اگرچہ کتنی ہی بری ہو یہ ہے دل کی موت یا دل کا رین۔ رب فرماتا ہے۔ **کلا بل ران علی قلوبھم ما کانوا یکسبون**

وَعَنْهُ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

(۵۱۴۱) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ

marfat.com

وَسَلَّمَ حَدِيْثَيْنِ رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَأَنَا أَنْتَظِرُ الْأُخْرَى حَدَّثَنَا أَنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ فِي جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ السُّنَّةِ وَحَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِهَا قَالَ يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ أَثَرِ الْوَكْتِ ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ فَيَبْقَى أَثَرُهَا مِثْلَ أَثَرِ الْمَجْلِ كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهُ عَلَى رِجْلِكَ فَنَفِطَ فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَلَيْسَ فِيْهِ شَيْءٌ وَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُوْنَ وَلَا يَكَادُ أَحَدٌ يُؤَدِّي الْأَمَانَةَ فَيُقَالُ إِنَّ فِي بَنِي فُلَانٍ رَجُلًا أَمِيْنًا وَيُقَالُ لِلرَّجُلِ مَا أَعْقَلَهُ وَمَا أَظْرَفَهُ وَمَا أَجْلَدَهُ وَمَا فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ إِيْمَانٍ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

صلی اللہ علیہ وسلم نے دو خبریں بتائیں ا۔ جن میں سے ایک تو میں نے دیکھ لی اور دوسری کا منتظر ہوں ۲۔ ہم کو خبر دی کہ امانت لوگوں کے دلوں کے اصل میں اتری ہے ۳۔ پھر لوگوں نے قرآن سیکھا پھر حدیث سیکھی ۴۔ اور حضور نے ہم کو اس کے اٹھ جانے کی خبر دی ۵۔ فرمایا آدمی ایک نیند سوئے گا تو اس کے دل سے امانت قبض کر لی جاوے گی ۶۔ تو اس کا اثر چھالے کی طرح رہ جاتا ہے ۷۔ پھر ایک نیند سوئے گا تو امانت قبض کر لی جاوے گی حتیٰ کہ اس کا اثر آبلے کی طرح ہو جاوے گا ۸۔ جیسے تم اپنے پاؤں پر چنگاری لگاؤ تو ابھار ہو جاوے تم اسے پھولا ہوا دیکھو۔ جس میں کچھ بھی نہ ہو ۹۔ لوگ خرید و فروخت کریں گے اور کوئی بھی امانت ادا نہ کرے گا ۱۰۔ حتیٰ کہ کہا جاوے گا کہ فلاں قبیلہ میں ایک امانت دار شخص ہے ۱۱۔ اور کسی شخص کے متعلق کہا جاوے کہ وہ کیسا عقلمند ہے کیسا خوش طبع ہے کیسا بہادر ہے حالانکہ اس کے دل میں رائی کے دانے کی برابر ایمان نہ ہو گا ۱۲۔ (مسلم، بخاری)

(۵۱۴۱) ا۔ یعنی فتنوں کے زمانوں میں امانت کے متعلق دو خبریں دی لہٰذا یہ حدیث کتاب الفتن کے مناسب ہے۔ ۲۔ حضور انور نے نزول امانت کی بھی خبر دی اور اس امانت کے اٹھ جانے کی بھی دی۔ میں نے امانت کا نزول تو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اس کے اٹھ جانے کا منتظر ہوں نہ معلوم یہ واقعہ میری زندگی میں ہو یا میرے بعد ۳۔ امانت سے مراد یا تو ایمان ہے یا شرعی احکام رب تعالیٰ فرماتا ہے **انا عرضنا الامانة علی السموت** ممکن ہے کہ اس سے مراد دیانتداری ہو خیانت کی مقابل۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ دلوں میں توفیق خیر پہلے ہوتی ہے قرآن و حدیث کا سیکھنا عمل کرنا بعد میں میسر ہوتا ہے یہ وہ چیزیں ہیں جو ہم نے دیکھ لیں ۵۔ یعنی آخر زمانہ میں روشنی ایمان دلوں سے نکل جاوے گی جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ لوگ قرآن و سنت پڑھنا ان پر عمل کرنا چھوڑ دیں گے ۶۔ ظاہر یہ ہے کہ یہاں سونے سے مراد علم دین سے غفلت کرنا ہے اور **نومته** سے مراد معمولی غفلت ہے اس لئے کہ اس سے پہلے قرآن و سنت کے علم کا ذکر ہوا یعنی لوگ علم دین سے معمولی غفلت کریں گے تو اس کا نتیجہ وہ ہو گا جو یہاں مذکور ہے (اشعہ) اور ہو سکتا ہے کہ نوم سے مراد سونا ہی ہو تو مطلب یہ ہے کہ لوگوں کے انقلاب کا حال یہ ہو گا کہ ابھی سونے سے پہلے دل کا اور حال تھا اور سوتے ہی کچھ اور ہو گیا۔ (مرقات) ۷۔ وکت واؤ کے فتحہ کاف کے سکون سے جمع ہے **وکتة** کی۔ بمعنی نقطہ سفید جو آنکھ کی سیاہ پتلی میں ہو چھوٹے چھالے یا چھوٹے تل کو بھی وکت کہتے ہیں خواہ کالا تل ہو یا سرخ یعنی امین آدمی کے دل سے امانت ختم ہو جاوے گی مگر کچھ اثر باقی رہے گا۔ ۸۔ مجل میم کے فتح جیم کے سکون سے آبلہ چھالا جو زیادہ کام کرنے سے ہاتھوں میں پڑ جاتا ہے کھال سخت ہو جاتی ہے یعنی لوگوں کے دلوں سے امانت آہستہ آہستہ اٹھے گی ایک بار غفلت میں امانت جائے گی دل میں خیانت

marfat.com

آوے گی مگر معمولی جیسے چھالا دوبارہ غفلت میں یہ خیانت دل میں سخت ہو جاوے جیسے کام کرنے والوں کے ہاتھ کے سخت دبنے آبلے۔ ۹۔ یہ مضمون علیحدہ ہے یعنی اگر کسی کا عضو معمولی چنگاری سے جل جاوے وہاں چھالا پڑ جاوے تو چھالا ابھرا ہوا معلوم ہوتا ہے مگر اس میں سواء گندے پانی کے ہوتا کچھ نہیں یوں ہی اس زمانہ کے لوگ لباس و شکل میں بہت اچھے دکھائی دیں گے مگر ان کے دلوں میں خیر نہ ہوگی برائی ہی ہوگی ۱۰۔ یعنی وہ لوگ آپس میں خرید و فروخت اور دوسرے مالی معاملات کریں گے مگر امین نہ ہوں گے تجارتوں میں خیانت ملاوٹ سب ہی کچھ کریں گے اپنی زبان پر قائم نہ رہیں گے ۱۱۔ یعنی امین آدمیوں کی اتنی کمی ہو جاوے گی کہ اگر کسی شہر کسی قبیلہ میں کوئی ایک امین ہو گا تو لوگ دور دور اس کا چرچہ کریں گے کہ اس علاقہ میں صرف وہ شخص امین ہے۔ ۱۲۔ یعنی آخر زمانہ میں لوگوں کی چالاکی، دنیا کمانا، چست و چالاکی ہونے کی تو تعریف ہوگی مگر اس کے دین تقویٰ امانت کا ذکر بھی نہ کیا جاوے گا وہ ہوگا بے ایمان خائن جیسا کہ آج کل عام چودھریوں۔ نمبرداروں، دنیاداروں میں دیکھا جاتا ہے ہاں بعض اللہ کے مقبول بھی ہوتے ہیں مگر تھوڑے۔

وَعَنْهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ فَجَاءَنَا اللّٰهُ بِهٰذَا الْخَيْرِ فَهَلْ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ قَالَ نَعَمْ وَفِيهِ دَخَنٌ قُلْتُ وَمَا دَخَنُهُ قَالَ قَوْمٌ يَسْتَنُّونَ بِغَيْرِ سُنَّتِي وَيَهْدُونَ بِغَيْرِ هَدْيِي تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ قُلْتُ فَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ دُعَاةٌ عَلٰى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوهُ فِيهَا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صِفْهُمْ لَنَا قَالَ هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا وَيَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِي ذٰلِكَ قَالَ تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ قُلْتُ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ قَالَ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ حَتّٰى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ يَكُونُ بَعْدِي أُمَرَاءُ لَا يَهْتَدُونَ بِهُدَايَ وَلَا يَسْتَنُّونَ بِسُنَّتِي وَسَيَقُومُ فِيهِمْ رِجَالٌ قُلُوبُهُمْ قُلُوبُ الشَّيَاطِينِ

(۵۱۴۲) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے متعلق پوچھتے تھے اور میں شر کے متعلق پوچھتا تھا اس خوف سے کہ مجھے وہ پہنچ جاوے ۱۔ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم پہلے جہالت اور شر میں تھے پھر اللہ ہمارے پاس یہ خیر لایا ۲۔ تو کیا اس خیر کے بعد کوئی شر ہوگی ۳۔ میں نے عرض کیا کہ کیا اس شر کے بعد خیر ہوگی فرمایا ہاں مگر اس خیر میں کدورت ہوگی ۴۔ میں نے عرض کیا اس کی کدورت کیا ہے فرمایا وہ قوم جو میرے طریقے کے خلاف طریقہ اختیار کرے گی اور میری عادت کے خلاف عادت قبول کرے گی ۵۔ ان کی بعض باتیں اچھی پاؤ گے بعض بری میں نے عرض کیا کہ کیا اس خیر کے بعد شر ہوگی فرمایا ہاں ۶۔ دوزخ کے دروازہ پر بلانے والے جو دوزخ کی طرف ان کی بات مانے گا اسے دوزخ میں ڈال دیں گے ۷۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ان کی علامات بھی بتایئے فرمایا وہ ہمارے گروہ سے ہوں گے ہماری زبان میں کلام کریں گے ۸۔ میں نے عرض کیا کہ اگر میں یہ پاؤں تو مجھے آپ کیا حکم فرماتے ہیں فرمایا مسلمانوں کی جماعت ان کے امام کو پکڑے رہنا ۹۔ میں نے عرض کیا کہ اگر مسلمانوں کی نہ جماعت ہو ۱۰۔ نہ امام فرمایا تو ان تمام فرقوں سے الگ رہنا ۱۱۔ اگرچہ اس طرح ہو کہ تم کسی درخت کی جڑ دانتوں سے پکڑ لو حتی کہ تم کو

marfat.com

فِیْ جُثْمَانِ اِنْسٍ قَالَ حُذَیْفَۃُ قُلْتُ کَیْفَ اَصْنَعُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنْ اَدْرَکْتُ ذٰلِکَ قَالَ تَسْمَعُ وَتُطِیْعُ الْاَمِیْرَ وَاِنْ ضُرِبَ ظَھْرُکَ وَاُخِذَ مَالُکَ فَاسْمَعْ وَاَطِعْ۔

اسی حالت میں موت آ جائے ۱۲۔ (مسلم بخاری) اور مسلم کی روایت میں ہے کہ فرمایا میرے بعد ایسے پیشوا ہوں گے جو نہ تو میری سنت اختیار کریں گے نہ طریقہ پر چلیں گے ۱۳۔ ان میں کچھ لوگ اٹھیں گے جن کے دل شیطانوں کے دل ہوں گے انسانی جسموں میں ۱۴۔ حضرت حذیفہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر میں یہ وقت پاؤں تو کیا کروں فرمایا اپنے امیر کی سنو اور اطاعت کرو اگرچہ تمہاری پیٹھ پر مارے اور تمہارا مال لے لے جب بھی سنو اور اطاعت کرو ۱۵۔

(۵۱۴۲) ۱۔ یعنی صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کی باتیں بہت پوچھتے تھے جیسے نیک اعمال' دنیاوی فراخی آئندہ فتوحات تاکہ اس پر خوشی و شکر کریں مگر میں شر کی باتیں بہت پوچھتا تھا جیسے گناہ فتنے مالداری کے برے نتیجے تاکہ ان سے بچنے کی کوشش کروں تخلیہ سے پہلے ۔تحلیہ ہے لباس و زیور سے پہلے غسل ہے پہلے برائیوں سے بچو پھر نیکیاں کرو۔ ۲۔ یعنی ہم اہل عرب پہلے انتہائی برائیوں میں گرفتار تھے پھر اللہ نے ہم کو انتہائی خیر حضور کی نبوت وحی تقویٰ طہارت ہم کو عطا فرمائی ۳۔ یعنی کیا حضور کے پردہ فرمانے کے بعد پھر ہم برائیوں میں آفتوں میں مبتلا ہوں گے ۴۔ یعنی اس شر کے بعد خیر آئے گی ضرور مگر خالص خیر نہ ہوگی اس میں شر کی ملاوٹ ہوگی دخن بنا ہے دخان سے ۔ بمعنی دھواں ۵۔ اس فرمان عالی میں اشارہ یا تو قتل عثمان و خلافت علی کی طرف ہے کہ قتل عثمان شر ہے اور خلافت علی خیر مگر اسی خلافت میں روافض و خوارج کا زور تھا یہ کدورت ہے یا اس میں اشارہ ہے خلافت عمر ابن عبدالعزیز کی طرف کہ وہ خیر تھی مگر اس زمانہ میں بدمذہبوں کا زور تھا (از اشعہ و مرقات) اس کی شرحیں اور بہت کی گئی ہیں ۶۔ یعنی کیا اس مخلوط خیر کے بعد کوئی شر ہوگی جو خالص شر ہو اس خیر سے کہیں بدتر ہوگے ۔ یعنی ایسے پیشوا جو لوگوں کو ہدایت کے لباس میں گمراہی دیں گے خیر دکھا کر شر پھیلائیں گے سنت ظاہر کر کے بدعت پیش کریں گے زہد ظاہر کر کے عیاشی کریں گے جو ان کی مانے گا وہ دوزخ میں جائے گا گویا یہ لوگ دوزخ میں بھیجنے کا سبب ہوں گے یہ نسبت سبب کی طرف ہے۔ ۸۔ یعنی کلمہ گو اور مدعی اسلام ہوں گے عرب ہوں گے عربی بولیں گے اس لئے لوگ ان سے بہت دھوکا کھایا کریں گے کیونکہ چھپے کافر سے بچنا بہت مشکل ہے۔ روافض' خوارج' وہابیت' بخدیت وغیرہ سب عرب سے ہی پیدا ہوئیں۔ ۹۔ یعنی وہ عقیدے رکھنا جو مسلمانوں کی جماعت کے ہوں سلطان اسلام کی حمایت کرنا جو تم کو اللہ' رسول کے راستہ پر چلائے' ان تمام فرقوں سے الگ رہنا جماعت مسلمین کے ساتھ رہنا فتنوں سے بچنے کا قوی ذریعہ ہے اہل سنت والجماعت کے ساتھ رہو تیرہ سو برس سے مسلمانوں کے جو عقائد چلے آرہے ہیں۔ انہیں پر قائم رہو۔ مثلاً آج ایک فرقہ کہتا ہے کہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی نہیں یا صلوٰۃ کے معنی یہ مروجہ نمازیں نہیں حضور کے بعد اور نبی آسکتے ہیں۔ نمازیں دن رات میں صرف دو ہیں وہ بھی اسلامی نماز سے جداگانہ ہم یہ دیکھیں گے کہ آج تک نماز کے متعلق مسلمانوں کے کیا عقیدے رہے ہیں وہ ہی اختیار کریں یہ ایمان کی ڈھال ہے۔ ۱۰۔ یعنی اگر ایسا زمانہ آجاوے کہ مسلمانوں کا نہ کوئی بادشاہ ہو نہ وہ کسی کی امامت پر متفق ہوں تو میں کیا کروں۔ ۱۱۔ یعنی اس صورت میں ان فرقوں میں سے کسی کے ساتھ نہ رہنا عقائد اہل سنت کے اختیار کرنا اگر مسلمانوں کی جماعت نہ ہو تو اس جماعت کے عقائد تو محفوظ ہوں گے وہ اختیار کرنا یہ بھی قاعدہ کلیہ ہے۔

marfat.com

۱۲۔ اس فرمان عالی سے معلوم ہوا کہ عام حالات میں مسلمانوں کو بستی میں رہنا بہتر ہے تاکہ وہاں نماز باجماعت ادا کر سکے، وقت پر جہاد کر سکے۔ جمعہ و عیدین میں شرکت کر سکے، بہت سی عبادات جماعت پر موقوف ہیں مگر جب بستیوں میں فتنے زیادہ ہو جاویں۔ تب عزلت و گوشہ نشینی بلکہ آبادیوں کا چھوڑ دینا بہتر ہے تاکہ ایمان سلامت رہے۔ لوگوں سے امان میں رہے۔ یہ حدیث ایسے ہی نازک حالات کے متعلق ہے درخت کی جڑ پکڑ لینے سے مراد بالکل خلوت و تنہا مقام پر چلا جانا ہے جہاں بستی کا فتنہ نہ پہنچے۔ ۱۳۔ ظاہر یہ ہے کہ ائمہ سے مراد سلاطین ہیں۔ اور مطلب یہ ہے کہ بدعقیدہ بدعمل بادشاہ مسلط ہو جاویں گے۔ اور ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد بدعمل بدمذہب پیر و علماء ہوں۔ جیسے آج کل دیکھنے میں آرہے ہیں۔ بھنگی، چرسی، گانے باجے کے دلدادہ بے نماز بے روزہ مگر کہلاتے ہیں ولی یہ ولی اللہ نہیں بلکہ ولی شیطان ہیں۔ اس مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کی خبر دی ہے۔ ۱۴۔ یعنی یہ لوگ انسانی جسم میں شیطان ہوں گے۔ باتیں اچھی کریں گے علم سے بے بہرہ عمل کے خراب ہوں گے۔ ان سے علیحدگی ضروری ہے۔ ۱۵۔ یعنی ظالم بادشاہ اسلام کے ظلم کی وجہ سے بغاوت نہ کرو کہ بغاوت سے ملک میں فساد ہوتا ہے۔ جب تک کہ وہ ظالم بادشاہ دین بگاڑنے کی کوشش نہ کرے۔ اسی فرمان عالی کے مدنظر حضرات صحابہ کرام نے بدترین ظالم حکام و سلاطین کی بغاوت نہ کی جیسے حجاج ابن یوسف وغیرہ ہر جائز بات میں ان کی اطاعت کی۔ خیال رہے کہ امام حسین نے یزید کو سلطان اسلام مانا نہیں کہ وہ اس کا اہل نہ تھا۔ نااہل کو بادشاہ بنانا ممنوع ہے۔ مگر جب بادشاہ بن چکا ہو تو اس کی بغاوت ممنوع ہے۔ لہٰذا حضرت حسین کا عمل اس حدیث کے خلاف نہیں۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّیْلِ یُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَیُمْسِیْ كَافِرًا وَ یُمْسِیْ مُؤْمِنًا وَیُصْبِحُ كَافِرًا یَبِیْعُ دِیْنَهٗ بِعَرَضٍ مِّنَ الدُّنْیَا۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۱۴۳) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان فتنوں سے پہلے اعمال کرلو جو اندھیری رات کے حصوں کی طرح ہوں گے کہ انسان سویرا پائے گا مومن ہو کر شام کرے گا کافر ہو کر اور شام کرے گا مومن ہو کر سویرا پائے گا کافر ہو کر دنیاوی سامان کے عوض اپنا دین فروخت کر دے گا۔ (مسلم)

(۵۱۴۳) ا۔ یعنی یہ موقع امن و امان کا غنیمت جانو جو نیکی کرنا ہے کرلو اور ورنہ ایسے فتنے اٹھنے والے ہیں اور ایسی بلائیں آنے والی ہیں کہ انسان کو کچھ نہ سوجھے گا کہ میں کیا کروں دلوں کے حالات بہت جلد بدل جائیں گے۔ یہاں کافر سے مراد یا تو واقعی کافر ہے یا بمعنی ناشکرا ہے پہلے معنی زیادہ قوی ہیں۔ کہ یہاں کافر مومن کے مقابل ارشاد ہوا ہے۔ ۲۔ یعنی معمولی دنیاوی لالچ میں اپنا دین چھوڑ دے گا۔ اس زمانہ کے علماء رشوت لے کر غلط فتوے دیں گے۔ حکام رشوتیں لیکر غلط فیصلے کریں گے۔ عوام پیسہ لے کر جھوٹی گواہی بلکہ شراب خوری قتل تک کر دیں گے۔ یہ تو اب دیکھا جا رہا ہے۔ (از مرقات)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَیَكُوْنُ فِتَنٌ اَلْقَاعِدُ فِیْهَا خَیْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِیْهَا خَیْرٌ مِّنَ الْمَاشِیْ وَالْمَاشِیْ فِیْهَا خَیْرٌ مِّنَ

(۵۱۴۴) روایت ہے ان ہی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عنقریب ایسے فتنے ہوں گے ان میں بیٹھ رہنے والا بہتر ہو گا کھڑے ہونے والے سے اور ان میں کھڑا ہونے

marfat.com

السَّاعِيْ مَنْ تَشَرَّفَ لَهَا تَسْتَشْرِفْهُ فَمَنْ وَجَدَ مَلْجَأً اَوْ مَعَاذًا فَلْيَعُذْ بِهٖ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ تَكُوْنُ فِتْنَةٌ النَّائِمُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَقْظَانِ وَالْيَقْظَانُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ السَّاعِيْ فَمَنْ وَجَدَ مَلْجَأً اَوْ مَعَاذًا فَلْيَسْتَعِذْ بِهٖ۔

والا بہتر ہو گا چلنے والے سے اور ان میں چلنے والا بہتر ہو گا دوڑنے والے سے ا۔ جو ان کی طرف جھانکے گا وہ اسے اچک لیں گے تو جو کوئی پناہ یا ٹھکانہ پائے تو اس کی پناہ لے لے ۲۔ (مسلم بخاری) اور مسلم کی روایت میں ہے کہ فرمایا ایسے فتنے ہوں گے کہ ان میں سونے والا جاگنے والے سے بہتر ہو گا ۳۔ اور ان میں جاگنے والا کھڑے سے بہتر ہو گا اور کھڑا ہوا دوڑنے والے سے بہتر ہو گا جو کوئی ٹھکانہ یا پناہ پائے تو اس کی پناہ لے لے ۴۔

(۵۱۴۴) ا۔ اس فرمان عالی میں بیٹھنا' کھڑا ہونا' چلنا اور دوڑنا بطور تشبیہ و استعارہ ارشاد ہوا ہے۔ بیٹھنے سے مراد ہے ان فتنوں سے الگ تھلگ رہنا' ان سے بالکل واسطہ نہ رکھنا یہ ذریعہ ہو گا فتنوں سے حفاظت کا کہ وہ نہ فتنوں کو دیکھے گا نہ ان کا اثر لے گا۔ اور کھڑے ہونے سے مراد ہے دور سے انہیں دیکھنا ان پر خبردار و مطلع ہونا' چلنے سے مراد ہے ان میں مشغول ہونا مگر معمولی طور پر اور دوڑنے سے مراد ہے ان میں خوب مشغول ہونا غرضیکہ عجیب استعارات ہیں۔ ۲۔ بعض صحابہ کرام نے جنگ جمل و صفین کو اسی حدیث میں داخل مانا اور وہ حضرات ان جنگوں میں غیر جانب دار رہے جیسے حضرت ابو ہریرہ مگر قوی یہ ہے کہ ان جنگوں میں حضرت علی حق پر تھے۔ دوسرے حضرات سے اجتہادی غلطی ہوئی تھی۔ ۳۔ یہاں بھی نائم سے مراد بے خبر بے شعور ہے یعنی جو فتنوں سے ایسا بے خبر ہو کہ اسے ان کی خبر بھی نہ ہو' یقظان سے مراد ہے خبردار کہ اسے ان فتنوں کی خبر تو ہو مگر اس میں شریک نہ ہو۔ خبر سے مراد ہے خود بخود خبر ہونا' نہ کہ ان کی خبر رکھنا ۴۔ قائم سے مراد ہے قاعدہ اس فتنہ کی خیر رکھنے والا مگر اس میں شریک نہیں۔ لہٰذا بیدار اور قائم میں فرق ظاہر ہے۔

وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهَا سَتَكُوْنُ فِتَنٌ اَلَا ثُمَّ تَكُوْنُ فِتْنَةٌ اَلَا ثُمَّ تَكُوْنُ فِتْنَةٌ اَلْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْمَاشِيْ فِيْهَا وَالْمَاشِيْ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ السَّاعِيْ اِلَيْهَا اَلَا فَاِذَا وَقَعَتْ فَمَنْ كَانَ لَهٗ اِبِلٌ فَلْيَلْحَقْ بِاِبِلِهٖ وَمَنْ كَانَ لَهٗ غَنَمٌ فَلْيَلْحَقْ بِغَنَمِهٖ وَمَنْ كَانَتْ لَهٗ اَرْضٌ فَلْيَلْحَقْ بِاَرْضِهٖ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ مَنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ اِبِلٌ وَّلَا غَنَمٌ وَّلَا اَرْضٌ قَالَ يَعْمِدُ اِلٰى سَيْفِهٖ فَيَدُقُّ عَلٰى حَدِّهٖ بِحَجَرٍ ثُمَّ لِيَنْجُ اِنِ اسْتَطَاعَ النَّجَاءَ اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ ثَلٰثًا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ اُكْرِهْتُ

(۵۱۴۵) روایت ہے حضرت ابو بکرہ سے ا۔ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عنقریب فتنے ہوں گے ۲۔ پھر فتنے خبردار پھر فتنے ہوں گے ۳۔ پھر وہ فتنے ہوں گے کہ ان میں بیٹھا ہوا چلتے ہوئے سے بہتر ہو گا اور چلتا ہوا دوڑتے ہوئے سے بہتر ہو گا ۴۔ آگاہ رہو کہ جب وہ فتنے واقع ہوں تو جس کے اونٹ ہو اونٹوں سے مل جاوے اور جس کی بکریاں ہوں وہ اپنی بکریوں میں چلا جاوے اور جس کی زمین ہو وہ اپنی زمین میں پہنچ جاوے ۵۔ تو ایک صاحب بولے یا رسول اللہ فرمایئے تو جس کے پاس نہ اونٹ ہوں نہ بکریاں نہ زمین ۶۔ فرمایا وہ اپنی تلوار کی طرف رخ کرے اس کی دھار کو پتھر سے کوٹ دے پھر الگ ہو جائے اگر الگ ہونے کی طاقت رکھے ۷۔ اے اللہ کیا میں نے پہنچا دیا (تین بار فرمایا) ۸۔ پھر ایک شخص نے

marfat.com

حَتّٰی یُنْطَلَقَ بِیْ اِلٰی اَحَدِ الصَّفَّیْنِ فَضَرَبَنِیْ رَجُلٌ بِسَیْفِہٖ اَوْ یَجِیْءُ سَہْمٌ فَیَقْتُلُنِیْ قَالَ یَبُوْءُ بِاِثْمِہٖ وَ اِثْمِکَ وَیَکُوْنُ مِنْ اَصْحَابِ النَّارِ۔

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

عرض کی یا رسول اللہ فرمایئے تو اگر مجھے مجبور کیا جاوے حتی کہ مجھے دونوں صفوں میں سے ایک صف تک لے جایا جاوے پھر مجھے کوئی اپنی تلوار سے مار دے یا آوے کہ مجھے قتل کر دے ۹۔ فرمایا وہ اپنا اور تمہارا گناہ لے کر لوٹے گا اور وہ دوزخی ہو گا ۱۰۔ (مسلم)

(۵۱۴۵) ۱۔ ٹھکانہ سے مراد ہے امن کی جگہ اور پناہ سے مراد ہے وہ آدمی جو اسے فتنوں سے بچالے یعنی یا تو پناہ کی جگہ چلا جائے یا ایسے شخص کے پاس رہے جو اس کو ان فتنوں سے بچائے (مرقات) لہٰذا عبارت میں تکرار نہیں۔ ۲۔ آپ کا نام مقبع ابن عبدالحارث ابن کلاہ ہے، ثقفی ہیں۔ آپ حضور انور کے آزاد کردہ غلاموں میں سے ہیں۔ بصرہ میں رہے ۴۹ھ انچاس میں وفات پائی (اکمال) بڑے متقی و پرہیزگار تھے۔ صحابہ کی آپس کی جنگوں میں آپ علیحدہ رہے۔ ۳۔ یہ فرمان عالی یا تو ان فتنوں کا تسلسل بیان فرمانے کے لئے ہے۔ یعنی آگے پیچھے مسلسل فتنے ہوں گے یا ان کی برائی بیان کرنے کے لئے یعنی سخت سے سخت اس سے سخت اس سے بھی سخت فتنے ہوں گے جو سارے عرب کو گھیر لیں گے۔ ۴۔ یعنی مسلمان ان فتنوں سے جس قدر دور رہے اسی قدر اچھا، اس فرمان عالی کی شرح ابھی عرض کر دی گئی۔ ۵۔ امن کے زمانہ میں شہر بہتر ہے گاؤں اور جنگل سے کہ شہر میں علم ہے جمعہ و عیدین بلکہ پنج گانہ کی جماعت ہیں۔ کبھی جہاد کا موقعہ بھی مل جاتا ہے مگر فتنوں کے زمانہ میں شہر سے گاؤں بلکہ جنگل بہتر ہے کہ وہاں امن ہے عافیت ہے۔ شہر میں فتنے ہیں۔ ایک شاعر کہتا ہے۔

☆ ان السلامة من اللیل وجارتها ☆ ان لاتمر علی حال یواریها ☆

۶۔ یعنی جس کے پاس گاؤں یا جنگل میں رہنے کا کوئی ذریعہ نہ ہو نہ اپنی زمین ہو نہ اپنے جانور ہوں نہ اور کوئی ذریعہ وہ کیا کرے اسے تو لامحالہ شہر میں ہی رہنا پڑے گا۔ ۷۔ نجات اگر ت سے ہو تو اس کے معنی ہوتے ہیں چھٹکارا یا عذاب سے بچ جانا۔ اور اگر ہمزہ سے ہو تو اس کے معنی ہیں بھاگ جانا، دور ہو جانا، یہاں ہمزہ سے ہے یعنی اس وقت تلوار نہ چلائے بلکہ اپنی تلوار بیکار کر دے کیونکہ یہ لڑائیاں مسلمانوں کی آپس میں ہوں گی، وہاں سے بھاگ جانے فتنوں سے الگ ہو جانے کی کوشش کرے۔ مسلمانوں کی آپس کی لڑائیاں فساد کہلاتی ہیں کفار سے جنگ جہاد ہے۔ حضرت ابوبکرہ کا اور عبداللہ ابن عمرو غیرہم صحابہ کا مسلک یہ تھا کہ بغاوت کے موقعہ پر کسی طرف شرکت نہ کرے۔ الگ رہے۔ ان کی دلیل یہ حدیث تھی۔ عام صحابہ کرام کا مسلک یہ تھا کہ حق والے کی مدد کر کے باغیوں کو کچل دے تاکہ بغاوت پھیلنے نہ پائے۔ ان کی دلیل یہ آیت تھی۔ **فقاتلوا التی تبغی حتی تفئی الی امر اللہ** ان کے نزدیک حدیث بغاوت کے لئے نہیں۔ بلکہ عام فسادات اور بلوؤں کے متعلق ہے۔ یہ ہی قول زیادہ قوی ہے۔ ۸۔ یعنی میرے مولیٰ گواہ ہو جا کیا میں نے تیرا یہ حکم تیرے بندوں تک پہنچا دیا۔ معلوم ہوا کہ فتنوں سے خبردار کرنا بھی ایک تبلیغی حکم ہے۔ جس کا پہنچانا فرض ہے۔ ۹۔ یعنی اگر مجھ پر ایسا حال طاری ہو جاوے کہ میں الگ نہ رہ سکوں، مجبوراً کسی فریق کے ساتھ جنگ میں کھڑا ہو جاؤں مگر میری نیت جنگ کی نہ ہو صرف جانا پڑ جاوے تو میری یہ موت کیسی ہو گی۔ ۱۰۔ یعنی اس مجبوری کی صورت میں تم گنہگار نہ ہو گے۔ بلکہ تمہارا لے جانے والا یا تمہیں قتل کرنے والا گنہگار ہو گا۔ ایسا کہ تمہارے گزشتہ گناہ بھی اس پر پڑیں گے۔ باقی و اللہ کی شرح ہم نے اپنی تفسیر میں اس آیت کی تفسیر میں واضح کر دی۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی (۵۱۴۶) روایت ہے حضرت ابوسعید سے فرماتے ہیں فرمایا

marfat.com

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُوْشِکُ اَنْ یَّکُوْنَ خَیْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ یَتْبَعُ بِھَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ یَفِرُّ بِدِیْنِہٖ مِنَ الْفِتَنِ۔ (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریب ہے کہ مسلمان کا بہترین مال وہ بکریاں ہوں جنہیں وہ پہاڑ کی چوٹیوں یا پانی کی جگہ لے جائے ا۔ اپنا دین فتنوں سے بچا کر بھاگ جائے ۲۔ (بخاری)

(۵۱۴۶) ا۔ شعف جمع ہے شعفۃ کی۔ بمعنی بلند چوٹی' اہل عرب پہاڑ کی چوٹیوں میں بھی اپنے مال مویشی رکھتے ہیں۔ اور وہاں خود بھی رہتے ہیں یہ جگہ زمین سے بہت بلند ہونے کی وجہ سے بڑے امن عافیت کی ہوتی ہے۔ مواقع قطر سے مراد ہے وہ جنگل جہاں پانی کے چشمے سبزہ زار' چراگاہ وغیرہ ہو۔ یہ تعمیم بعد تخصیص ہے۔ یا اس کے برعکس ۲۔ یعنی اس علیحدگی کی وجہ اپنے دین کی حفاظت ہو نہ کہ مسلمانوں سے نفرت کہ ایسے موقعہ پر لوگوں سے خلط ملط اپنے لئے دینی خرابی کا ذریعہ ہوتا ہے۔

وَعَنْ اُسَامَۃَ بْنِ زَیْدٍ قَالَ اَشْرَفَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی اُطُمٍ مِّنْ اٰطَامِ الْمَدِیْنَۃِ فَقَالَ ھَلْ تَرَوْنَ مَا اَرٰی قَالُوْا لَا قَالَ فَاِنِّیْ لَاَرٰی الْفِتَنَ تَقَعُ خِلَالَ بُیُوْتِکُمْ کَوَقْعِ الْمَطَرِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

(۵۱۴۷) روایت ہے حضرت اسامہ ابن زید سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے ٹیلوں میں سے کسی ٹیلہ پر تشریف لے گئے ا۔ پھر فرمایا کیا تم وہ دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں ۲۔ لوگوں نے عرض کیا نہیں فرمایا کہ میں فتنے دیکھ رہا ہوں جو تمہارے گھروں کے درمیان بارش گرنے کی طرح گر رہے ہیں ۳۔ (مسلم بخاری)

(۵۱۴۷) ا۔ اشراف کے لفظی معنی ہیں چڑھنا' جھانکنا' اچک لینا' یہاں۔ بمعنی چڑھنا ہے۔ اطم ہمزہ کے پیش اور ط کے پیش سے۔ بمعنی اونچا قلعہ' اونچا ٹیلہ جمع ہے آطام' چونکہ ٹیلے چڑھنے سے ساری بستی سامنے آگئی اس لئے یہاں پہنچ کر حضور انور نے یہ فرمایا ۲۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ سوال آئندہ فرمان عالی کی تمہید ہے ورنہ ظاہر ہے کہ صحابہ کرام نہیں دیکھ رہے تھے۔ خیال رہے کہ بعض اوقات حضور کی تجلی ساتھ والوں پر بھی پڑتی تھی جس سے ان پر بھی غیوب کی چیزیں ظاہر ہو جاتی تھیں۔ ایک بار حضور خچر پر سوار دو قبروں پر گزرے تو خچر نے عذاب قبر دیکھا اور کودنے لگا ایک بار عقاب حضور اقدس کے سر مبارک کے مقابلہ سے گزرا تو موزے کے اندر کا سانپ دیکھ لیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے ایک بار حضور کا تہبند اوڑھ لیا تو غیبی نور کی بارش آنکھوں سے دیکھ لی۔ ایک بار حضرت زید نے عرض کیا آٹھوں جنتیں' ساتوں دوزخ میرے سامنے ہیں ہر جنتی دوزخی کو دیکھ رہا ہوں۔ آج جن خوش نصیبوں کا سر حضور کے قدم تک پہنچ جاتا ہے۔ ان پر عالم غیب منکشف ہو جاتا ہے۔ مگر یہ کبھی کبھی لہٰذا حدیث واضح ہے۔ ۳۔ اس فرمان عالی میں ان فتنوں کی طرف اشارہ ہے جو یزید ابن معاویہ' مروان ابن حکم حجاج ابن یوسف وغیرہم کے زمانوں میں واقع ہوئے جنہوں نے سارے عرب خصوصاً مدینہ والوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا یہاں دیکھنے سے مراد آنکھوں سے دیکھنا ہے۔ محض خیالی وہمی صورتیں مراد نہیں۔ حضرات انبیاء کرام کی آنکھیں ہمارے خواب و خیال سے بھی زیادہ تیز ہوتی ہیں وہ آئندہ پیش آنے والے واقعات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں ہم خواب و خیال میں اگلے پچھلے واقعات دیکھ لیتے ہیں۔ بارش سے تشبیہ دے کر دو باتیں فرمائیں۔ ایک یہ کہ وہ فتنے بارش کی طرح ہر گھر میں پہنچیں گے۔ دوسرے یہ کہ اس زمانہ میں کوئی شخص خانہ نشین ہو کر بھی ان سے محفوظ نہ رہ سکے گا۔ خلوت و جلوت ہر جگہ فتنے پہنچ جاویں گے۔

marfat.com

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هَلَكَةُ اُمَّتِیْ عَلٰی یَدَیْ غِلْمَةٍ مِّنْ قُرَیْشٍ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

(۵۱۴۸) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری امت کی ہلاکت قریش کے کچھ لڑکوں کے ہاتھ پر ہوگی ا۔ (بخاری)

(۵۱۴۸) ا۔ یعنی ہمارے بعد کچھ نو عمر ناتجربہ کار نااہل لونڈے بادشاہ حاکم بن جائیں گے۔ اور اپنی نااہلی ناتجربہ کاری کی وجہ سے میری امت کو ہلاک کر دیں گے۔ اس فرمان عالی میں یزید ابن معاویہ مروان ابن حکم وغیرہ نااہلوں کی طرف اشارہ ہے۔ ان لوگوں کی وجہ سے امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو مصیبتیں پیش آئیں۔ وہ سب کو معلوم ہیں۔ معلوم ہوا مجاہد غازی جوان چاہیں مگر حکام، سلطان قاضی بوڑھے اور تجربہ کار چاہیں جہاد میں جوانوں کی شمشیر بوڑھوں کی تدبیر کام آتی ہے۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَقَارَبُ الزَّمَانُ وَیُقْبَضُ الْعِلْمُ وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ وَیُلْقَى الشُّحُّ وَیَكْثُرُ الْهَرْجُ قَالُوْا وَمَا الْهَرْجُ وَلَا الْمَقْتُوْلُ فِیْهِ قَالَ الْقَتْلُ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

(۵۱۴۹) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانہ چھوٹا ہو جاوے گا۱ اور علم اٹھالیا جاوے گا ۲۔ اور فتنے ظاہر ہو جائیں گے اور بخل ڈال دیا جاوے گا ۳۔ ہرج بڑھ جاوے گا لوگوں نے عرض کیا ہرج کیا ہے فرمایا قتل ۴۔ (مسلم بخاری)

(۵۱۴۹) ا۔ تقارب بنا ہے قرب سے۔ بمعنی نزدیکی اس عبارت کے بہت معنی کئے گئے۔ مشہور معنی یہ ہیں کہ زمانے کے اجزا دن رات گھنٹہ، منٹ، ہفتہ، مہینہ، سال ایک دوسرے سے گزرنے میں قریب ہو جائیں گے۔ کہ بہت جلد جلد گزرنے لگیں گے اسی کی شرح وہ حدیث ہے کہ قرب قیامت سال ایک مہینہ کی طرح مہینہ ہفتہ کی طرح، ہفتہ دن کی طرح، دن آگ سلگانے کی طرح گزریں گے۔ یا یہ معنی ہیں کہ زمانہ قیامت کے نزدیک ہو جاوے گا۔ یا یہ کہ زمانہ والے لوگ ایک دوسرے سے جنگ وجدال کے لئے سمٹ جائیں گے، قریب تر ہو جائیں گے۔ یا سارے اوقات شر و فساد میں ایک دوسرے سے قریب و یکساں ہو جائیں گے۔ ۲۔ علم سے مراد علم دین ہے۔ علم دین کے اٹھ جانے سے مراد یہ ہے کہ علماء دین وفات پاتے رہیں گے اور بعد کے لوگ عالم بننا چھوڑ دیں گے کیونکہ علم دین کی قدر نہ قوم میں رہے گی نہ حکومت میں۔ جیسا کہ آج کل دیکھا جارہا ہے کہ اب علماء بھی واعظ یا پیر بن کر گزارہ کر رہے ہیں۔ صرف علماء کے لئے کوئی ذریعہ نہیں۔ انگریزی بی اے کرلو تو تمام دروازے کھل جاتے ہیں۔ عالم دین بنو تو حکومت کا کوئی محکمہ تمہیں نہیں لیتا۔ تم پر حکومت کے سارے دروازے بند ہیں۔ دین کا اللہ تعالیٰ ہی حافظ ہے دین رسولی باغ ہے۔ علم دین اس کا پانی۔ جب پانی نہ دیا جائے تو باغ کا کیا ہوگا۔ ۳۔ یعنی لوگ کنجوس ہو جائیں گے۔ علماء علم سکھانے میں بخل کریں گے۔ کاریگر اپنا ہنر سکھانے میں۔ مالدار لوگ اپنا مال خرچ کرنے میں بخیل ہو جائیں گے۔ ملقی فرما کر بتایا گیا کہ یہ بخل شیطان دلوں میں ڈالے گا۔ لوگوں کو بخل کے فائدے، سخاوت کے نقصانات ذہن نشین کر دے گا۔ ۴۔ ہرج کے لغوی معنی فتنہ ہے۔ یہاں خاص فتنہ یعنی قتل و خون مراد ہے۔ حرج بڑی حاء سے۔ بمعنی تنگی ہے۔ لیس علی الاعمی حرج۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا تَذْهَبُ الدُّنْیَا

(۵۱۵۰) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے دنیا نہ

marfat.com

حَتّٰى يَأْتِيَ عَلَى النَّاسِ يَوْمٌ لَا يَدْرِي الْقَاتِلُ فِيمَ قَتَلَ وَلَا يَدْرِي الْمَقْتُولُ عَلَامَ قُتِلَ فَقِيلَ كَيْفَ يَكُونُ ذٰلِكَ قَالَ الْهَرْجُ الْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

جائے گی حتی کہ لوگوں پر وہ دن آجاوے گا جب قاتل نہ جانے گا کہ کس جرم میں قتل کیا اور نہ مقتول جانے گا کہ وہ کس جرم میں قتل کیا گیا۔ عرض کیا گیا یہ کیسے ہوگا فرمایا فتنہ عامہ کی وجہ سے ۲۔ قاتل مقتول دونوں دوزخ میں جائیں گے ۳۔ (مسلم)

(۵۱۵۰) ۱۔ اس فرمان عالی کا ظہور آج پورے طور سے ہو رہا ہے۔ بات بات پر مکھی، مچھر، کھٹمل کی طرح انسان قتل کرائے جا رہے ہیں۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ قاتلوں کو سزا نہیں ملتی تو مقتول کے وارثین ایک کے عوض دو تین کو مار دیتے ہیں۔ پھر وہ لوگ دو کے عوض تین چار کو، اگر عدالتوں سے سزا پوری پوری ملے تو جرموں کی جڑ کٹ جاوے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ **ولکم فی القصاص حیوۃ** ۲۔ یعنی لوگوں میں لاقانونیت طبیعتوں میں بربریت پیدا ہو جاوے گی۔ شرافت انسانی لوگ کھو چکیں گے۔ اس حدیث کی زندہ شرح یہ زمانہ ہے۔ ۳۔ قاتل تو قتل کی وجہ سے دوزخ میں جاوے گا اور مقتول ارادہ قتل کی وجہ سے کہ وہ بھی اسی ارادہ سے آیا تھا اس کا داؤ نہ چلا یا وار خالی گیا۔ معلوم ہوا کہ گناہ کا پختہ ارادہ بھی گناہ، اللہ تعالیٰ گناہ اور ارادہ گناہ دونوں سے بچائے۔

وَعَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِبَادَةُ فِي الْهَرْجِ كَهِجْرَةٍ إِلَيَّ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۱۵۱) روایت ہے حضرت معقل ابن یسار سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فتنوں کے زمانہ میں عبادت ایسی ہے جیسے میری طرف ہجرت ۱۔ (مسلم)

(۵۱۵۱) ۱۔ یعنی جو ثواب فتح مکہ سے پہلے میرے ہجرت کر کے آنے کا تھا وہ ہی ثواب اس پر فتن زمانہ میں عبادت کرنے کا ہوگا جیسے مہاجر اپنے عزیز و اقارب سے منہ موڑ کر رب کی طرف آجاتا ہے۔ ایسے ہی یہ شخص ان تمام سے منہ موڑ کر اللہ کی طرف آتا ہے۔

وَعَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ قَالَ أَتَيْنَا أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فَشَكَوْنَا إِلَيْهِ مَا نَلْقَى مِنَ الْحَجَّاجِ فَقَالَ اصْبِرُوا فَإِنَّهُ لَا يَأْتِي عَلَيْكُمْ زَمَانٌ إِلَّا الَّذِي بَعْدَهُ أَشَرُّ مِنْهُ حَتّٰى تَلْقَوْا رَبَّكُمْ سَمِعْتُهُ مِنْ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۱۵۲) روایت ہے حضرت زبیر ابن عدی سے ۱۔ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت انس کے پاس گئے تو ہم نے ان تکالیف کی شکایت کی ہم جو ہم حجاج سے اٹھاتے ہیں ۲۔ فرمایا صبر کرو نہیں آئے گا کوئی زمانہ مگر اس کے بعد والا زمانہ اس سے بدتر ہوگا حتی کہ تم اپنے رب سے ملو یہ میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ۳۔ (بخاری)

(۵۱۵۲) ۱۔ آپ تابعی ہیں ہمدانی ہیں، مقام رے کے قاضی رہے ہیں۔ سفیان ثوری وغیرہ نے آپ سے روایات کی ہیں۔ ۲۔ حجاج ابن یوسف عبدالملک ابن مروان کی طرف سے مدینہ منورہ کا حاکم تھا۔ ایسا ظالم تھا کہ اس نے ایک لاکھ تیس ہزار مسلمانوں کو باندھ کر قتل کیا ہے۔ جو مسلمان جنگوں میں اس کے ذریعہ قتل ہوئے وہ علاوہ ہیں (مرقات) ۳۔ یعنی آئندہ عموماً سلاطین ظالم ہی ہوں گے۔ زمانہ جس قدر حضور سے دور ہوتا جاوے گا ظلم و فساد بھی بڑھتا رہے گا۔ لہٰذا حضرت عمر ابن عبدالعزیز کا دور یا آخر زمانہ میں حضرت امام مہدی و عیسیٰ علیہ السلام کا دور اس حکم سے علیحدہ ہے۔ ہر زمانہ پہلے زمانہ سے دین کے لحاظ سے بدتر ہے۔ کبھی کوئی

marfat.com

گمراہ زیادہ کبھی کوئی گناہ غفلت وغیرہ زیادہ۔ مرقات نے فرمایا کہ شر سے مراد بدعات کی اشاعت سنتوں کا چھوڑ دینا ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ آئندہ حکام ظالم بھی ہوں گے بدمذہب بدعقیدہ بھی۔ حجاج ظالم ہے مگر دین برباد کرنا نہیں چاہتا۔ اس نے قرآن مجید میں اعراب لگوائے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

دوسری فصل

وَعَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ وَاللّٰهِ مَا اَدْرِیْ اَنَسِیَ اَصْحَابِیْ اَمْ تَنَاسَوْا وَاللّٰهِ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَائِدِ فِتْنَةٍ اِلٰى اَنْ تَنْقَضِیَ الدُّنْیَا یَبْلُغُ مَنْ مَعَهٗ ثَلٰثَ مِائَةٍ فَصَاعِدًا اِلَّا قَدْ سَمَّاهُ لَنَا بِاسْمِهٖ وَاسْمِ اَبِیْهِ وَاسْمِ قَبِیْلَتِهٖ۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ)

(۵۱۵۳) روایت ہے حضرت حذیفہ سے فرماتے ہیں اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھی بھول گئے یا بھلا بیٹھے ا۔ اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا ختم ہونے تک تمام فتنہ گروں کو ۲۔ جو تین سو یا کچھ زیادہ ہیں ۳۔ نہیں چھوڑا مگر ہم کو ان کے نام بتا دیئے اس کا نام اس کے باپ کا نام اسکے قبیلہ کا نام ۴۔ (ابوداؤد)

(۵۱۵۳) ا۔ یعنی واقعی ہی بھول گئے' یا بھلا بیٹھے یا بھولے ہوئے بن گئے کہ ان کا کبھی ذکر نہیں کرتے۔ خیال رہے کہ بھول جانے اور بھلا دینے میں فرق ہے۔ ضروری بات بھول جانا گناہ نہیں مگر بھلا دینا گناہ ہے۔ بھلا دینے میں اپنی بے پرواہی کو دخل ہوتا ہے۔ ۲۔ قائد بنا ہے قود سے ۔ معنی چلانا' ہانکنا' آگے سے کسی کو کھینچنا' سوق پیچھے سے ہانکنا۔ اس سے ہے سائق' یہاں اس سے فتنہ پیدا کرنے والے' فتنہ پھیلانے والے' سردار مراد ہیں۔ جیسے بے دین عالم جو نئے مذہب بری بدعتیں ایجاد کر کے لوگوں میں فتنہ برپا کرتے ہیں۔ اس میں بہت وسعت ہے جس میں گمراہ کن علماء جھوٹے مدعی نبوت۔ گمراہ بادشاہ سب ہی داخل ہیں۔ جن سے لوگوں میں دینی فتنے پھیلیں۔ یہ حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی کھلی دلیل ہے۔ ۳۔ یہاں بڑے بڑے فتنہ گر مراد ہیں جن میں سے ہر ایک کے ماتحت ہزارہا فتنہ گر ہوں گے۔ جیسے حضور انور نے فرمایا کہ میری امت میں تہتر فرقے ہوں گے بہتر دوزخی ایک جنتی وہاں بھی اصولی فرقے مراد ہیں۔ جن میں سے ہر ایک کی صدہا شاخیں ہیں شیعوں کے بہت فرقے مرزائیوں کی کئی شاخیں۔ لہٰذا یہ حدیث صاف ہے۔ اس پر یہ اعتراض نہیں کہ فتنہ گر تو تین سو سے کہیں زیادہ ہیں۔ ۴۔ تمام عرب و عجم مشرق و مغرب کے فتنہ گر سب ہی بتا دیئے۔ پھر صرف ان کا نام ہی نہ بتایا بلکہ پتہ بھی بتا دیا یہ ہے حضور کا علم غیب جو اللہ نے انہیں بخشا۔

وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا اَخَافُ عَلٰى اُمَّتِیَ الْاَئِمَّةَ الْمُضِلِّیْنَ وَاِذَا وُضِعَ السَّیْفُ فِیْ اُمَّتِیْ لَمْ یُرْفَعْ عَنْهُمْ اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ (رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ)

(۵۱۵۴) روایت ہے حضرت ثوبان سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں اپنی امت پر گمراہ گر پیشواؤں کا خوف کرتا ہوں ا۔ اور جب میری امت میں تلوار رکھ دی جاوے گی تو ان سے روز قیامت تک نہ اٹھے گی ۲۔ (ابوداؤد' ترمذی)

(۵۱۵۴) ا۔ علماء فرماتے ہیں کہ تلوار کے فتنے سے علمی فتنہ برا ہے۔ خونخوار ظالم ایک آدمی کی زندگی ختم کر دیتا ہے۔ مگر فتنہ گر گمراہ عالم ہزارہا خاندان کی روحانی زندگی تباہ کر ڈالتا ہے۔ اس لئے حضور نے خصوصیت سے ان پر خوف ظاہر فرمایا۔ ۲۔ چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل کے وقت سے مسلمانوں میں کشت و خون شروع ہوا ہے۔ آج تک تلوار میان میں نہیں

marfat.com

پہنچی یہ ہے اس مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کا علم۔ اور یہ ہے ان کی خبر کی تصدیق۔

وَعَنْ سَفِيْنَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْخِلَافَةُ ثَلٰثُوْنَ سَنَةً ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا ثُمَّ يَقُوْلُ سَفِيْنَةُ اَمْسِكْ خِلَافَةَ اَبِيْ بَكْرٍ سَنَتَيْنِ وَخِلَافَةَ عُمَرَ عَشَرَةً وَعُثْمَانَ اثْنَتَيْ عَشَرَةَ وَعَلِيٍّ سِتَّةً - اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ

(۵۱۵۵) روایت ہے حضرت سفینہ سے فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ خلافت تیس سال تک ہے ۱۔ پھر سلطنت ہو جاوے گی ۲۔ پھر سفینہ کہتے تھے کہ حساب لگا لو ابوبکر صدیق کی خلافت دو سال اور حضرت عمر کی خلافت دس سال حضرت عثمان کی بارہ سال جناب علی کی چھ سال ۳۔ (احمد، ترمذی) ابوداؤد

(۵۱۵۵) ۱۔ یہاں خلافت سے مراد خلافت راشدہ خلافت کاملہ' اللہ رسول کی پسندیدہ خلافت ہے۔ خلیفہ راشدہ وہ ہے جن کی بیعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت ہو وہ اسلام کا سلطان بھی ہو' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جانشین بھی جیسے حضرات خلفاء راشدین یا آخر زمانہ میں حضرت امام مہدی بعض لوگوں نے حضرت عمر ابن عبدالعزیز کو بھی خلیفہ راشد مانا ہے۔ مگر حق یہ ہے کہ وہ صرف خلفاء راشدین تھے۔ جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے۔ حضرت عمر ابن عبدالعزیز اور آخر زمانہ میں امام مہدی خلیفہ برحق ہیں۔ امام عادل ہیں۔ مگر ان کی خلافت' خلافت راشدہ نہیں کہلاتی۔ ۲۔ جس میں سلطان صرف حاکم تو ہو مگر حضور کا جانشین نہ ہو گا۔ اس کی بیعت بیعت سلطنت ہو گی۔ بیعت ارادت نہ ہو گی غرضیکہ بیعت امارت تو سلطان کی ہو گی اور بیعت ارادت حضرات مشائخ عظام کی۔ ۳۔ یہ حساب تقریبی ہے۔ جس میں سال کی کسریں یعنی مہینے چھوڑ دیئے گئے ہیں۔ حساب تحقیقی یہ ہے کہ خلافت صدیقی دو سال چار ماہ' خلافت فاروقی دس سال چھ مہینے خلافت عثمانی چند دن کم بارہ سال۔ خلافت حیدری چار سال نو ماہ۔ چاروں خلفاء کی خلافت انتیس سال سات مہینے نو دن ہے۔ پانچ ماہ باقی رہے۔ وہ ہی حضرت امام حسن کی خلافت نے پورے کر دیئے (اشعہ) ان مدتوں کے بیان میں کچھ اختلاف بھی ہے۔ بہرحال حضرت امام حسن کی چند ماہ خلافت پر تیس سال پورے ہو گئے چونکہ امام حسن کی خلافت دراصل خلافت حیدری کا تتمہ تھی۔ اس لئے اس کا ذکر علیحدہ نہ فرمایا۔ خیال رہے کہ مروانی حکومت کا دور یوں ہے یزید ابن معاویہ' اس کا بیٹا معاویہ ابن یزید' عبدالملک' ہشام ابن عبدالملک' ولید' سلیمان' عمر ابن عبدالعزیز ولید بن یزید' یزید ابن ولید' مروان' ابن محمد' پھر حکومت بنی عباس میں منتقل ہو گئی (مرقات) حضور خاتم انبیاء ہیں۔ حضرت علی خاتم الخلفاء اور امام مہدی خاتم الاولیاء ہیں (مرقات)

وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيَكُوْنُ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ شَرٌّ كَمَا كَانَ قَبْلَهٗ شَرٌّ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَمَا الْعِصْمَةُ قَالَ السَّيْفُ قُلْتُ وَهَلْ بَعْدَ السَّيْفِ بَقِيَّةٌ قَالَ نَعَمْ تَكُوْنُ اِمَارَةٌ عَلٰى اَقْذَاءٍ وَهُدْنَةٌ عَلٰى دَخَنٍ قُلْتُ ثُمَّ

(۵۱۵۶) روایت ہے حضرت حذیفہ سے فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا اس خیر کے بعد شر ہو گی جیسے اس سے پہلے تھی ۱۔ فرمایا ہاں میں نے عرض کیا تو حفاظت کیا ہے فرمایا تلوار ۲۔ میں نے عرض کیا کیا تلوار کے بعد کچھ بقایا ہے ۳۔ فرمایا ہاں ہو گی سلطنت ناپسندیدہ ۴۔ اور صلح دھوئیں پر ۵۔ میں نے عرض کیا پھر کیا ہو گا فرمایا پھر گمراہی کی طرف بلانے والے پیدا ہوں گے ۶۔ تو اگر زمین میں کوئی اللہ کا خلیفہ ہو وہ تمہارے پشت پر کوڑے مارے اور

marfat.com

مَاذَا قَالَ ثُمَّ يُنْشَأُ دُعَاةُ الضَّلَالِ فَإِنْ كَانَ لِلّٰهِ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةٌ جَلَدَ ظَهْرَكَ وَ أَخَذَ مَالَكَ فَأَطِعْهُ وَإِلَّا فَمُتْ وَ أَنْتَ عَاضٌّ عَلَى جَذْلِ شَجَرَةٍ قُلْتُ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ثُمَّ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ بَعْدَ ذٰلِكَ مَعَهُ نَهْرٌ وَ نَارٌ فَمَنْ وَقَعَ فِي نَارِهٖ وَجَبَ أَجْرُهٗ وَحُطَّ وِزْرُهٗ وَمَنْ وَقَعَ فِي نَهْرِهٖ وَجَبَ وِزْرُهٗ وَحُطَّ أَجْرُهٗ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ثُمَّ يُنْتَجُ الْمُهُرُ فَلَا يُرْكَبُ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ هُدْنَةٌ عَلٰى دَخَنٍ وَجَمَاعَةٌ عَلٰى أَقْذَاءٍ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الْهُدْنَةُ عَلَى الدَّخَنِ مَا هِيَ قَالَ لَا تَرْجِعُ قُلُوْبُ أَقْوَامٍ عَلَى الَّذِيْ كَانَتْ عَلَيْهِ قُلْتُ هَلْ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ شَرٌّ قَالَ فِتْنَةٌ عَمْيَاءُ صَمَّاءُ عَلَيْهَا دُعَاةٌ عَلٰى أَبْوَابِ النَّارِ فَإِنْ مُتَّ يَا حُذَيْفَةُ وَ أَنْتَ عَاضٌّ عَلٰى جَذْلٍ خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ تَتَّبِعَ أَحَدًا مِنْهُمْ

(رَوَاهُ أَبُوْ دَاوٗدَ)

تمہارا مال لے مگر تم اس کی فرمانبرداری کرنا۔ ورنہ اس طرح مر جانا کہ کسی درخت کی جڑ دانتوں سے پکڑے ہو ۸۔ میں نے کہا پھر کیا ہوگا فرمایا پھر اس کے بعد دجال نکلے گا جس کے ساتھ نہر اور آگ ہوگی تو جو اس کی آگ میں گرے گا اس کا ثواب ثابت ہو جاوے گا اور اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے اور جو اس کی نہر میں گرے گا اس کا گناہ ثابت ہو جاوے گا ۹۔ اور اس کا ثواب ضبط میں نے عرض کیا پھر کیا ہوگا فرمایا پھر گھوڑی بچہ دے گی تو اس پر سواری نہ کی جا سکے گی حتی کہ قیامت قائم ہو جاوے گی ۱۰۔ اور ایک روایت میں یوں ہے۔ کہ فرمایا صلح دھوئیں پر اور لوگوں کا اجتماع ناپسندیدگی، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کہ دھوئیں پر صلح ۱۱۔ کیا چیز ہے فرمایا کہ قوموں کے دل اس طرف نہ لوٹیں گے جس پر پہلے تھے میں نے عرض کیا کہ کیا اس خیر کے بعد شر ہوگی فرمایا اندھے بہرے فتنے ہوں گے ۱۲۔ جن پر کچھ لوگ دوزخ کے دروازوں کی طرف بلانے والے ہوں گے ۱۳۔ تو اے حذیفہ اگر تم اس حالت میں وفات پاؤ کہ تم کسی درخت کی جڑ دانت سے پکڑے ہو تو تمہارے لئے اس سے اچھا ہے کہ تم ان میں سے کسی کی پیروی کو ۱۴۔ (ابوداؤد)

(۵۱۵۶) ۱۔ یہاں خیر سے مراد اسلام ہے اور شر سے مراد کفر یا ارتداد یعنی جیسے حضور انور کی تشریف آوری سے پہلے دنیا میں کفر تھا۔ کیا اب پھر کبھی کفر کا زور ہو جاوے گا۔ ۲۔ چونکہ یہاں فتنہ سے مراد ارتداد کا فتنہ ہے جو خلافت صدیقی میں ظاہر ہوا۔ کہ بعض لوگ زکوٰۃ کے انکاری ہوئے۔ بعض مسیلمہ کذاب پر ایمان لے آئے۔ ان پر تلوار چلانی ضروری ہوئی۔ لہٰذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں فتنے سے الگ رہنے کا حکم دیا گیا کہ وہاں مسلمانوں کی آپس کی جنگیں مراد ہیں۔ ۳۔ یعنی اس فتنہ کے بعد اسلام کی بقاء ہوگی یا پھر بھی کچھ فتنے باقی رہیں گے۔ ۴۔ اقذاء جمع ہے قذی کی۔ معنی آنکھ کا تنکا وغیرہ جس میں بظاہر آنکھ اچھی ہوتی ہے مگر باطن تکلیف یہاں مراد ہے ناپسندیدگی اور بددلی یعنی لوگ کسی کو اپنا امیر مانیں گے تو مگر صرف ظاہر سے ان کے دل اس سے راضی نہ ہوں گے۔ نیز اس سلطنت میں بدعات وغیرہ ہوں گی۔ ۵۔ هدنة بنا ہے ہدن سے۔ معنی سکون و چین، دفن۔ معنی دخان ہے یعنی لوگ صلح تو کرلیں گے مگر اس صلح میں صفائی نہ ہوگی۔ کدورت ہوگی اس میں اشارہ ہے حضرت امام حسن اور امیر معاویہ کی صلح کی طرف اگرچہ یہ صلح تو ہوگی مگر لوگوں کے دلوں میں صفائی نہ ہوئی۔ اس لئے ہمارا مذہب ہے کہ حضرت امیر معاویہ اس صلح کے بعد خلیفہ نہ ہوئے بلکہ سلطان اسلام ہوئے۔ اسلام میں پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق اور پہلے سلطان امیر معاویہ (مرقات) ۶۔ یہ فتنے مروانی دور سے شروع ہوئے جبکہ مسلمانوں میں برے عقیدے بدعات رائج ہوگئیں ان میں حکام اور

marfat.com

امراء بد عمل بدمذہب ہونے لگے۔ ۷۔ یہاں خلیفہ سے مراد سلطان اسلام ہے۔ یعنی اگر ظالم بادشاہ بھی ہو تو تم اس کے خلاف بغاوت نہ کرنا کہ بغاوت میں فتنہ پھیلتے ہیں۔ تم اسکی اطاعت ہی کرنا۔ ۸۔ جزل بمعنی جڑ یعنی اگر زمانہ ایسا افراتفری کا ہو کہ مسلمانوں کا بادشاہ کوئی نہ ہو تو تم لوگوں سے الگ ہو جانا۔ گوشہ نشینی اختیار کرلینا کہ اس زمانہ میں جلوت فتنہ ہو گا خلوت میں امن و انت سے پکڑنا عربی کی ایک خاص اصطلاح ہے۔ بمعنی مضبوطی سے پکڑنا اور مشکل وقت میں بھی اسے نہ چھوڑنا۔ یہاں اشارۃ فرمایا گیا کہ اس وقت گوشہ نشینی بھی مشکل ہو گی۔ مگر یہ مشکل جھیلنا گوشہ نہ چھوڑنا۔ ۹۔ ظاہر یہ ہے کہ آگ اور نہر سے ظاہری معنی مراد ہیں۔ واقعی دجال کے ساتھ آگ بھی ہو گی۔ پانی بھی، مگر اس کی آگ درحقیقت ٹھنڈے پانی کا چشمہ ہو گی۔ اور نہر بھڑکتی ہوئی آگ وہ مردود اپنے ماننے والوں کو اس نہر میں داخل کرے گا۔ اپنے منکروں کو آگ میں۔ ۱۰۔ اس میں اشارہ ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کی طرف اس فرمان عالی کے بہت معنی ہیں۔ نمبر ا اس زمانہ پاک میں جہاد نہ ہوں گے اور مسلمان کفار کے مقابل جاوے گی نمبر ۳ دجال کے بعد ایک وقت وہ آئے گا جب قیامت بہت ہی قریب ہو گی حتیٰ کہ گھوڑی کا بچہ جوان اور قابل سواری ہونے سے پہلے قیامت آجاوے گی اس کا مطلب یہ نہیں کہ دجال ہلاک ہونے کے بعد قیامت اتنی قریب ہو گی کہ گھوڑی کی جوانی سے پہلے قیامت آجاوے گی۔ کیونکہ دجال کی ہلاکت کے پانچ سو برس بعد قیامت آوے گی۔ چالیس سال تو حضرت عیسیٰ ہی دنیا میں رہیں گے۔ بعد کو چار سو ساٹھ سال بعد قیامت۔ ۱۱۔ مطلب وہ ہی ہے صرف عبارت کا فرق ہے۔ جماعت سے مراد ہے لوگوں کا کسی کی بیعت پر ظاہری طور پر متفق ہو جانا ہے۔ ۱۲۔ یعنی ایسے فتنے جو لوگوں کو اندھا بہرہ کردیں گے کہ لوگ اس وقت نہ حق دیکھیں گے نہ حق سنیں گے۔ لوگوں کی مت ماری جاوے گی اس وقت حق ایسا مشتبہ ہو جاوے گا کہ نظر نہ آوے گا۔ ۱۳۔ یعنی یہ لوگ خود دوزخ کے دروازوں پر کھڑے ہوں گے اور مخلوق کو اپنی طرف بلاتے ہوں گے۔ بدعقیدگی، بدعمل دوزخ کے دروازے ہیں۔ ۱۴۔ یعنی ان فتنہ والوں میں سے کسی کے ساتھ نہ رہو، خلوت نشین ہو جاؤ۔

وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ کُنْتُ رَدِیْفًا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمًا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمًا عَلٰی حِمَارٍ فَلَمَّا جَاوَزْنَا بُیُوْتَ الْمَدِیْنَۃِ قَالَ کَیْفَ بِکَ یَا اَبَا ذَرٍّ اِذَا کَانَ بِالْمَدِیْنَۃِ جُوْعٌ تَقُوْمُ عَنْ فِرَاشِکَ وَلَا تَبْلُغُ مَسْجِدَکَ حَتّٰی یُجْھَدَکَ الْجُوْعُ قَالَ قُلْتُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ تَعَفَّفْ یَا اَبَا ذَرٍّ قَالَ کَیْفَ بِکَ یَا اَبَا ذَرٍّ اِذَا کَانَ بِالْمَدِیْنَۃِ مَوْتٌ یَبْلُغُ الْبَیْتُ الْعَبْدَ حَتّٰی اَنَّہٗ یُبَاعُ الْقَبْرُ بِالْعَبْدِ قَالَ

(۵۱۵۷) روایت ہے حضرت ابوذر سے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ایک دن ردیف تھا۔ ایک گدھے پر تو جب ہم مدینہ کے گھروں سے نکل گئے تو فرمایا اے ابوذر اس دن تمہارا کیا حال ہو گا۔ جب مدینہ میں عام بھوک ہو گی ۲۔ تم اپنے بستر سے اٹھو گے تو اپنی مسجد نہ پہنچو گے کہ تم کو بھوک مشقت میں ڈال دے گی ۳۔ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا اللہ رسول ہی جانیں فرمایا پرہیزگار رہنا ۴۔ اے ابوذر فرمایا اے ابوذر اس وقت تمہارا کیا حال ہو گا جب مدینہ میں عام موت پھیل جاوے گی ۵۔ کہ گھر غلام کی قیمت کو پہنچ جاوے گا ۶۔ حتیٰ کہ ایک قبر ایک غلام کی عوض بکے گی ۷۔ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا اللہ رسول خوب جانیں فرمایا صبر کرنا اے ابوذر ۸۔ فرمایا اے ابوذر اس وقت تمہارا کیا

marfat.com

قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ تَصْبِرُ يَا اَبَا ذَرٍّ قَالَ كَيْفَ بِكَ يَا اَبَا ذَرٍّ اِذَا كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ قَتْلٌ تَغْمُرُ الدِّمَآءُ اَحْجَارَ الزَّيْتِ قَالَ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ تَاْتِيْ مَنْ اَنْتَ مِنْهُ قَالَ قُلْتُ وَلْبَسُ السِّلَاحَ قَالَ شَارَكْتَ الْقَوْمَ اِذًا قُلْتُ فَكَيْفَ اَصْنَعُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنْ خَشِيْتَ اَنْ يَّبْهَرَكَ شُعَاعُ السَّيْفِ فَاَلْقِ نَاحِيَةَ ثَوْبِكَ عَلٰى وَجْهِكَ لِيَبُوْءَ بِاِثْمِكَ وَاِثْمِهٖ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ)

حال ہو گا جب کہ مدینہ میں قتل عام ہو گا حتیٰ کہ خون ریت کے پتھروں کو ڈبو دے گا۹۔ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا اللہ رسول خوب جانیں فرمایا ان میں چلے جانا جن میں سے تم ہو ۱۰۔ میں نے عرض کیا کہ ہتھیار باندھ لوں فرمایا تب تو تم قوم میں شریک ہو گئے ۱۱۔ میں نے عرض کیا کہ میں کیا کروں یا رسول اللہ فرمایا اگر تمہیں خطرہ ہو کہ تمہیں تلوار کی شعاعیں چوندھیا دیں گی تو اپنے کپڑے کا کنارہ اپنے چہرے پر ڈال لینا تاکہ وہ تمہارا اور اپنا گناہ لے کر لوٹے ۱۲۔ (ابوداؤد)

(۵۱۵۷) ۱۔ جب ایک گھوڑے یا خچر پر دو آدمی سوار ہوں تو آگے والا مردف ہے۔ پیچھے والا ردیف آپ کا یہ فرمانا یا تو اللہ کی نعمت ظاہر کرنے کے لئے ہے کہ مجھے حضور انور سے بہت ہی قرب نصیب ہوا۔ یا حدیث کی قوت بتانا مقصود ہے۔ یعنی یہ فرمان عالی میں نے بہت ہی قریب سے سنا۔ لہٰذا بالکل صحیح سنا، جس میں کوئی شک شبہ نہیں۔ ۲۔ یعنی تمہاری زندگی میں مدینہ منورہ میں عام قحط سالی ہو گی معلوم نہ ہو سکا کہ یہ کس واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ اگر واقعہ حرہ کی طرف اشارہ ہے۔ تو بھوک سے مراد ہے خود ابوذر کا بھوکا ہونا کہ اس وقت جو صحابہ گوشہ نشین ہو گئے تھے وہ بھوکے رہے۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا ہے کہ بھوک سے مراد عام قحط سالی نہیں بلکہ خاص ان کا بھوکا ہونا ہے یعنی تم بھوک کی شدت کی وجہ سے بمشکل مسجد تک پہنچ سکو گے۔ ۴۔ یعنی تم اس وقت بھوک کی وجہ سے رزق کے لئے شریعت کی حدیں مت توڑنا حلال روزی پر قناعت کرنا اور بھوک کی وجہ سے بددینوں سے تعلق نہ رکھنا۔ ۵۔ یہ عام موت کسی وبائی، بیماری کی وجہ سے نہ ہو گی کہ مدینہ منورہ وبا سے محفوظ ہے وہاں دجال، طاعون نہیں پہنچ سکتے ۶۔ اس فرمان عالی کی بہت تفسیریں ہیں۔ ایک یہ کہ مردوں کی زیادتی کی وجہ سے وقف قبرستان تو بھر جائیں گے لوگ مملوکہ زمینوں میں دفن کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ اور زمینوں کے مالک ایک قبر کی زمین کی اتنی بھاری قیمت وصول کریں گے۔ جتنی قیمت ایک غلام کی ہوتی ہے۔ دوسرے یہ کہ ایک قبر کھودنے کی اجرت اتنی زیادہ ہو گی جتنی ایک غلام کی ہوتی ہے تیسرے یہ کہ غلاموں کے عوض قبر کی زمین خریدی جاوے گی۔ ان صورتوں میں بیت سے مراد قبر ہے۔ تیسرے یہ کہ لوگ اس قدر مرجاویں گے کہ گھر خالی رہ جاویں اور اتنے سستے ہو جاویں گے کہ ایک غلام کی قیمت میں ایک گھر مل جاوے گا۔ چوتھے یہ کہ گھر میں ایک غلام سارے گھر کا نگراں ہو گا باقی لوگ یا بیمار ہوں گے یا مر چکے ہوں گے ان صورتوں میں گھر سے مراد رہائشی گھر ہے (اشعہ) مگر پہلے دو معنی زیادہ قوی ہیں جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے جو امام کفن چور کا ہاتھ کٹواتے ہیں۔ ان کی دلیل یہ حدیث ہے کہ حضور انور نے قبر کو گھر فرمایا تو جیسے گھر میں سے چوری کرنے والے کے ہاتھ کٹتے ہیں۔ ایسے ہی قبر میں سے چوری کرنے والے کے ہاتھ کٹیں گے مگر یہ دلیل نہایت ہی کمزور ہے کیونکہ کفن کسی کی ملکیت نہیں اور غیر مملوک ہے ۷۔ یہ فرمان عالی یا تو الگ جملہ ہے یا پہلے جملہ کی شرح ہے۔ دوسرا احتمال زیادہ قوی ہے۔ ۸۔ یعنی اس شدت میں بھی مدینہ منورہ مت چھوڑنا یہاں ہی صبر سے رہنا کہ مدینہ کی موت دوسری جگہ کی زندگی سے افضل ہے۔ شعر:۔

marfat.com

☆ ان کے در پر دم نکل جائے تو جی جائیں حسن ☆ ان کے در سے دور رہ کر زندگی اچھی نہیں ☆

۹۔ اس فرمان عالی میں اشارہ ہے واقعہ حرہ کی طرف جو یزید مردود کے زمانہ میں بعد واقعہ کربلا ہوا کہ یزید نے مسلم ابن عقبہ کی سر کردگی میں ایک لشکر جرار سے مدینہ منورہ پر حملہ کردیا۔ تین دن یا پانچ دن مدینہ پاک میں قتل عام کرایا، مسجد نبوی شریف میں کئی دن اذان نہ ہو سکی، مدینہ منورہ کی گلی کوچوں میں حضرات صحابہ و تابعین کا خون پانی کی طرح یہاں سے پھر اس لشکر نے مکہ معظمہ کا رخ کیا ابھی یہ لشکر راستہ میں تھا کہ مسلم ابن عقبہ ہلاک ہوا۔ اس کے بعد یزید جہنم رسید ہوا۔ **احجار الذیت** یا تو مدینہ منورہ کے ایک محلہ کا نام ہے یا ایک میدان کا کیونکہ وہاں کالے چکنے پتھر ہیں۔ گویا تیل چپڑے سے ہوں اس واقعہ کی تفصیل تاریخ مدینہ میں دیکھو (از مرقات واشعہ) ۱۰۔ یہ جملہ خبر بمعنی امر ہے یعنی تم ان کے پاس چلے جانا جن میں سے تم ہو یعنی اپنے گھر اپنے بال بچوں میں رہنا بلا ضرورت باہر نہ نکلنا یہ ہی معنی درست ہیں کیونکہ جنگ حرہ میں سوا یزید کے کوئی سلطان تھا ہی نہیں۔ ۱۱۔ یعنی اس موقعہ پر اگر تم بھی جنگ کرنے لگے تو اس فتنہ میں شریک ہو گئے اور اس شرکت سے فتنہ بڑھے گا گھٹے گا نہیں اس لئے اس فتنہ میں حضرت امام زین العابدین اور ان کے ساتھی رضی اللہ عنہم گوشہ نشین رہے یہ تھا اس حکم پر عمل ۱۲۔ یعنی اگر تمہارے گوشہ نشین خانہ نشین ہونے کے باوجود کوئی ظالم سفاک تمہارے گھر میں قتل کرنے آجاوے تو اس کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ اپنا آپ چھپا کر خاموش بیٹھے رہنا کہ وہ تمہیں اس صبر و شکر کی حالت میں قتل کردے۔ خیال رہے کہ یہ فرمانا حضرت ابوذر سے مگر سنانا ہے دوسروں کو کیونکہ حضرت ابوذر غفاری نے حرہ کا واقعہ نہیں پایا۔ آپ کی وفات ۳۲ھ بتیس ہجری خلافت عثمانیہ میں ہوئی۔ اور حرہ کا یہ واقعہ ۶۳ھ میں ہوا۔ یہ حکم خصوصی طور پر زمین مدینہ میں کشت و خون سے بچنے کے لئے ہے۔ اسی لئے حضرت عثمان غنی شہید ہوئے کہ آپ نے قاتل کا وار روکا نہیں۔ ظالم کفار سے اپنا بچاؤ ان پر وار کرنا ضروری ہے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَيْفَ بِكَ اِذَا اُبْقِيْتَ فِيْ حُثَالَةٍ مِنَ النَّاسِ مَرِجَتْ عُهُوْدُهُمْ وَاَمَانَاتُهُمْ وَاخْتَلَفُوْا فَكَانُوْا هٰكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ قَالَ فَبِمَ تَاْمُرُنِيْ قَالَ عَلَيْكَ بِمَا تَعْرِفُ وَدَعْ مَا تُنْكِرُ وَعَلَيْكَ بِخَاصَّةِ نَفْسِكَ وَاِيَّاكَ وَعَوَامَّهُمْ وَفِيْ رِوَايَةٍ اِلْزَمْ بَيْتَكَ وَاَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَخُذْ مَا تَعْرِفُ وَدَعْ مَا تُنْكِرُ وَعَلَيْكَ بِاَمْرِ خَاصَّةِ نَفْسِكَ وَدَعْ اَمْرَ الْعَامَّةِ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهٗ)

(۵۱۵۸) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن عاص سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا کیا حال ہوگا۔ جبکہ تم لوگوں کی بھوسی میں رہ جاؤ گے ۱۔ کہ ان کے عہد و پیمان اور امانتیں گڑبڑ ہوں گی اور آپس میں اختلاف کریں گے تو ایسے ہو جائیں گے اور اپنی انگلیوں شریف کو گتھا دیا ۲۔ عرض کیا مجھے کیا حکم ہے فرمایا جسے بھلا جانو اسے لازم مضبوط پکڑ لو اور جسے برا جانو وہ چھوڑ دو اور تم اپنی خاص ذات کی فکر رکھو عوام سے بچو ۳۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اپنا گھر لازم پکڑ لو اپنی زبان قابو میں رکھو ۴۔ جو اچھا جانو وہ اختیار کر لو اور جو برا جانو چھوڑ دو اور اپنا خاص معاملہ اختیار کرو اور عام لوگوں کا معاملہ چھوڑ دو ۵۔ (ترمذی) اور اسے صحیح فرمایا۔

(۵۱۵۸) ۱۔ مثالہ گیہوں یا جو کی وہ بھوسی جو کسی کام نہ آوے اسبغول کی بھوسی بہت کار آمد اور قیمتی چیز ہے۔ اسے مثالہ نہیں کہا جاتا۔ یعنی تم بے کار لوگوں میں رہ جاؤ گے جن سے کسی کو کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ محض بے کار ہوں گے۔ ان کا حال آگے ارشاد ہو

marfat.com

رہا ہے۔ ۲۔ یعنی ان لوگوں میں تین عیب ہوں گے۔ وعدہ خلافی' امانتوں میں خیانت آپس میں لڑائی جھگڑے اس سے حضرات صحابہ مراد نہیں بلکہ بعد والے لوگ' تمام صحابہ عادل ثقہ ہیں۔ ان کی عدالت پر قرآن کریم گواہ ہے فرماتا ہے **وکلا وعد اللہ الحسنٰی** ۳۔ یعنی اس زمانہ میں اپنی فکر کرو لوگوں کی فکر نہ کرو بلکہ انہیں تبلیغ بھی نہ کرو کہ اس زمانہ میں لوگ تمہاری تبلیغ کا اثر تو لیں گے نہیں الٹے تمہارے پیچھے پڑ جائیں گے۔ پہلے گزر چکا کہ ایسی مجبوری کی حالت میں تبلیغ فرض نہیں رہتی۔ ۴۔ یعنی اس وقت لوگوں کے حالات ان کے معاملات میں گفتگو نہ کرو۔ اور بغیر سوچے سمجھے بات نہ کرو کہ اکثر اوقات زبان کی وجہ سے آفت آ جاتی ہے۔ یہ فرمان عالی تاقیامت امان کی تعلیم ہے۔ زبان پر قابو رکھنے سے بہت آفات دور رہتی ہیں۔ یوں ہی اپنے گھر میں رہنا لوگوں سے خلط ملط نہ رکھنا گناہوں سے بچے رہنے کا ذریعہ ہے۔ ۵۔ یہ وجوبی حکم نہیں بلکہ اباحت اور اجازت کا حکم ہے کہ ایسی مجبوری میں تبلیغ چھوڑ دینے کی اجازت ہے اگر کوئی ہمت و صبر والا بندہ ایسی حالت میں بھی تبلیغ کرے اور مصیبت جھیلے تو ثواب کا مستحق ہو گا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے سخت مجبوری میں تبلیغ کی اور قوم سے بڑی مصیبتیں جھیلیں۔ حضرت امام حسین نے فتنہ یزیدی میں سفر کیا۔ تبلیغ فرمائی اور جام شہادت نوش کیا' خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہ کو حکم دیا کہ فتنہ کے زمانہ میں گوشہ نشین بلکہ جنگل نشین ہو جاویں' لوگوں سے الگ رہیں مگر حضرت عبداللہ ابن عمرو کو حکم دیا گیا کہ لوگوں میں رہیں' ملیں مگر زبان کی نگرانی کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حکیم مطلق ہیں۔ حکیم ہر مریض کو اس کے مزاج کے مطابق دوا دیتا ہے۔ جناب حذیفہ کے لئے وہ مناسب تھا اور جناب ابن عمرو کے لئے یہ مناسب۔ حضرت عبداللہ ہمیشہ کے روزہ دار' شب بیدار تھے۔ آپ کے والد عمرو ابن عاص نے حضور سے اس کی شکایت کی' حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکو تین نصیحتیں فرمائیں۔ تہائی رات جاگو دو تہائی سوؤ' ہر مہینہ تین روزے رکھو' اپنے باپ کا حکم مانو' اختلاف صحابہ کے زمانہ میں حضرت عمرو ابن عاص امیر معاویہ کے ساتھ رہے حضرت عبداللہ ابن عمرو بظاہر امیر معاویہ کے ساتھ رہے' باپ کی وجہ سے اور در پردہ حضرت علی کے ساتھ اور کہا کرتے تھے کہ میں اپنے والد کے ساتھ خیر میں شریک ہوں نہ کہ شر میں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر کہتے تھے کہ میں ان سے ہوں مگر افسوس کہ ان کے ساتھ نہیں رہ سکتا ہوں (اشعہ)

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ اِنَّ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ فِتَنًا کَقِطَعِ اللَّیْلِ الْمُظْلِمِ یُصْبِحُ الرَّجُلُ فِیْھَا مُؤْمِنًا وَیُمْسِیْ کَافِرًا وَیُمْسِیْ مُؤْمِنًا وَیُصْبِحُ کَافِرًا اَلْقَاعِدُ فِیْھَا خَیْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ وَالْمَاشِیْ فِیْھَا خَیْرٌ مِّنَ السَّاعِیْ فَکَسِّرُوْا فِیْھَا قِسِیَّکُمْ وَقَطِّعُوْا فِیْھَا اَوْتَارَکُمْ وَاضْرِبُوْا سُیُوْفَکُمْ بِالْحِجَارَۃِ فَاِنْ دُخِلَ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْکُمْ فَلْیَکُنْ کَخَیْرِ اِبْنَیْ اٰدَمَ۔

(۵۱۵۹) روایت ہے حضرت ابو موسیٰ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی کہ آپ نے فرمایا قیامت کے آگے بہت فتنے ہیں اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح ا۔ ان میں آدمی صبح کو مومن ہو گا اور شام کو کافر اور شام کو مومن ہو گا اور صبح سویرے کو کافر ۲۔ ان میں بیٹھ رہنے والا کھڑے سے بہتر ہو گا اور ان میں چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہو گا ۳۔ تو ان فتنوں میں اپنی کمانیں توڑ دو اپنی تانت کاٹ دو اور اپنی تلوار پتھر سے مار دو ۴۔ پھر اگر تم میں سے کسی پر گھسا جاوے تو وہ حضرت آدم کے بہترین بیٹے (ہابیل) کی طرح ہو جاوے ۵۔ (ابوداؤد) اور اسی کی ایک روایت میں خیر من

marfat.com

(رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ)

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَّہٗ ذِکْرًا اِلٰی قَوْلِہٖ خَیْرٌ مِّنَ السَّاعِیْ ثُمَّ قَالُوْا فَمَا تَاْمُرُنَا قَالَ کُوْنُوْا اَحْلَاسَ بُیُوْتِکُمْ وَفِیْ رِوَایَۃِ التِّرْمِذِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فِی الْفِتْنَۃِ کَسِّرُوْا فِیْھَا قِسِیَّکُمْ وَقَطِّعُوْا فِیْھَا اَوْتَارَکُمْ وَالْزَمُوْا فِیْھَا اَجْوَافَ بُیُوْتِکُمْ وَکُوْنُوْا کَابْنِ اٰدَمَ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ۔

الساعی تک کا ذکر فرمایا پھر لوگوں نے عرض کیا کہ تب ہم کو حضور کیا حکم دیتے ہیں فرمایا اپنے گھروں کے ٹاٹ بن جانا ۶۔ اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنہ کے متعلق فرمایا کہ اس میں اپنی کمانیں توڑ دینا اور اس میں اپنی تانت کاٹ دینا ۷۔ اور اس میں اپنے گھروں کا اندرونی حصہ پکڑ لینا ۸۔ اور حضرت آدم کے بیٹے کی طرح ہو جانا ۸۔ اور کہا یہ حدیث صحیح ہے غریب ہے۔

(۵۱۵۹) ۱۔ یعنی جیسے اندھیری رات میں کچھ سوجھتا نہیں یوں ہی ان فتنوں میں کچھ سوجھے گا نہیں۔ حق کیا ہے اور باطل کیا عجیب افراتفری کا زمانہ ہو گا ۲۔ ظاہر یہ ہے کہ صبح شام سے مراد قریبی اوقات ہیں۔ بعض لوگ ایسے مذبذب ہو جائیں گے کہ ابھی مومن ابھی کافر (مرقات) لوگوں کو ایمان کی پرواہ نہ رہے گی۔ ۳۔ یہاں بیٹھنے والے سے مراد ہے ان فتنوں سے بے تعلق رہنے والا چلنے والے سے مراد ہے معمولی تعلق رکھنے والا اور دوڑنے والے سے مراد ہے بہت مشغول اور فتنوں میں مبتلا ظاہری بیٹھنا چلنا دوڑنا مراد نہیں۔ اس کی مفصل شرح پہلے گزر چکی۔ ۴۔ یعنی اس زمانہ میں اپنے جنگی ہتھیار بیکار کر دو۔ تاکہ تم جنگ کے قابل نہ رہو کیونکہ اس وقت دونوں طرف مسلمان ہوں گے جس کو مارو گے مسلمان کو مارو گے۔ لہٰذا اپنے کو مارنے کے قابل ہی نہ رکھو۔ اسی میں بھلائی ہے۔ ۵۔ یعنی اگر اس علیحدگی اور خلوت نشینی کے باوجود کوئی ظالم خونخوار خواہ مخواہ تمہارے گھر میں گھس کر تم پر حملہ کرے تو تم جوابی کارروائی نہ کرو قتل ہو جاؤ مگر مقابلہ نہ کرو اس حدیث کی شرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت ہے۔ اگر آپ اس وقت باغیوں کا مقابلہ کرتے تو آپ کے مملوک دو سو غلام تھے اور ہزارہا ساتھی بڑی سخت جنگ ہوتی اور زمین مدینہ خون سے رنگین ہو جاتی۔ ۵۔ کہ جیسے گھر کا بچھا ہوا ٹاٹ گھر میں ہی رہتا ہے باہر نہیں جاتا تم بھی گھر میں رہنا باہر نہ جانا لوگوں سے ملنا جلنا بند کر دینا۔ یہ مطلب نہیں کہ باجماعت نماز اور جمعہ و عیدین چھوڑ دینا۔ مقصد یہ ہے کہ لوگوں سے خلط ملط چھوڑ دینا۔ ۷۔ یعنی جنگ کے ہتھیار ختم کر دینا تاکہ تمہارے دلوں میں کبھی جنگ کا خطرہ بھی نہ پیدا ہو جنگ کرنا تو کیا جنگ کا خیال بھی نہ کرنا کہ دو طرفہ مسلمان ہوں گے۔ جسے مارو گے مسلمان کو مارو گے ۸۔ یعنی گھر کے اندرونی حصہ میں خلوت و گوشہ نشینی اختیار کرنا جہاں باہر کے لوگ تمہارے پاس نہ آسکیں گھر کی بیٹھک میں نہ بیٹھنا کہ وہاں خلوت مکمل نہیں ہوتی را ہگیروں سے ملاقات ہو ہی جاتی ہے۔ سواء نماز اور ضروریات کے باہر مت نکلنا۔ ۸۔ ابن آدم سے مراد ہابیل ہے جو ظلماً مقتول ہوا قابیل مراد نہیں یعنی ان فتنوں میں تم ظالم نہ بننا مظلوم بن کر مر جانا قبول کر لینا۔

وَعَنْ اُمِّ مَالِکٍ الْبَھْزِیَّۃِ قَالَتْ ذَکَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِتْنَۃً فَقَرَّبَھَا قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ خَیْرُ النَّاسِ فِیْھَا قَالَ رَجُلٌ فِیْ مَاشِیَتِہٖ یُؤَدِّیْ حَقَّھَا وَیَعْبُدُ رَبَّہٗ وَرَجُلٌ اٰخِذٌ بِرَاْسِ فَرَسِہٖ یُخِیْفُ الْعَدُوَّ وَ

(۵۱۶۰) روایت ہے حضرت ام مالک بہزیہ سے ۱۔ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنہ کا ذکر فرمایا اسے بہت قریب کیا ۲۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس میں بہترین آدمی کون ہو گا فرمایا وہ شخص جو اپنے جانوروں میں رہے ان کا حق ادا کر دے اور

marfat.com

یُخَوِّفُوْنَہٗ۔

(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

اپنے رب کی عبادت کرے ۳۔ اور وہ شخص جو اپنے گھوڑے کا سر پکڑے ہو وہ دشمن کو ڈرائے اور دشمن اسے ڈرائیں ۴۔ (ترمذی)

(۵۱۶۰) ۱۔ آپ صحابیہ ہیں بنزابن امراء القیس کی نسل سے ہیں۔ حجازیہ ہیں۔ آپ سے طاؤس اور مکحول تابعین نے حدیث کی روایت کی آپ کے حالات معلوم نہ ہو سکے ۲۔ یعنی اتنا واضح بیان فرمایا کہ اس فتنہ کو ہمارے ذہنوں سے قریب کر دیا ہم کو خوب واضح کر کے بتادیا یہ مطلب نہیں کہ اسے قریب زمانہ میں بتایا کیونکہ یہ فتنہ زمانہ صحابہ میں نہیں ہوا۔ ۳۔ یعنی اگر اس کے پاس جانور ہوں بکریاں' اونٹ وغیرہ تو جنگل میں انہیں کے پاس رہے شہر میں صرف جمعہ و عیدین کو آیا کرے وہاں جنگل میں ہی اپنے نوکروں غلاموں کے ساتھ نماز' باجماعت ادا کر لیا کرلے۔ لہٰذا حدیث واضح ہے۔ اس پر یہ اعتراض نہیں کہ جنگل میں نماز باجماعت اور جمعہ و عیدین کیسے ادا کرے گا۔ خیال رہے کہ جو جنگل شہر سے ملحق ہو وہاں کے باشندوں پر جمعہ و عیدین ہے اور جنگل شہر سے دور ہو اس سے ملحق نہ وہاں کے باشندوں پر نہ جمعہ فرض ہے نہ عیدین۔ ۴۔ یعنی اسلامی سرحدوں (بارڈر) پر رہے اور تیاری جہاد میں مشغول رہے۔ بارڈر کے باشندے ہمیشہ کفار کے مقابلہ میں رہتے ہیں۔ کبھی کفار انہیں مار جاتے ہیں کبھی یہ کفار کو ان کی سرحد میں گھس کر مار آتے ہیں۔ لوٹ لاتے ہیں بارڈر پر رہنا بھی عبادت ہے۔ اس فرمان عالی میں اشارۃً بتایا گیا کہ ایسے فتنوں میں بھی تیاری جہاد میں مشغول رہنا چاہیے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَتَکُوْنُ فِتْنَۃٌ تَسْتَنْظِفُ الْعَرَبَ قَتْلَاھَا فِی النَّارِ اللِّسَانُ فِیْھَا اَشَدُّ مِنْ وَقْعِ السَّیْفِ

(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ)

(۵۱۶۱) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمرو سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عنقریب ایسا فتنہ ہو گا جو سارے عرب کو گھیرے گا۔ اس میں مقتولوں آگ میں ہوں گے ۲۔ اس میں زبان تلوار کے حملہ سے سخت تر ہو گی ۳۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

(۵۱۶۱) ۱۔ یعنی فتنہ عام ہو گا جو سارے عرب کو اپنی لپیٹ میں لے لیگا۔ یا اہل عرب کو فتنہ گروں سے صاف و پاک کر دے کہ اس وقت فتنہ گر مارے جاویں گے۔ استئصال کے معنی ہیں گھیرنا اور پاک و صاف کرنا۔ یہاں دونوں معنی بن سکتے ہیں۔ (مرقات' اشعہ) ۲۔ یعنی ان فتنوں میں قتل ہونے والے شہید نہ ہوں گے۔ بلکہ دوزخی ہوں گے کیونکہ ان کی موت اسلام کے لئے نہیں بلکہ فتنہ گری کے لئے ہو گی۔ ملک و مال و عزت کی ہوس میں ایک دوسرے سے جنگ کریں گے جب مقتولین دوزخی ہوئے تو قاتلین یقیناً دوزخی ہوں گے۔ ۳۔ یعنی اس فتنہ میں کسی ایک گروہ کی حمایت دوسروں کو مخالفت میں زبان کھولنا تلوار چلانے سے بدتر ہو گا کہ اس وقت ایسی باتیں بڑے کشت و خون کا باعث ہوں گی۔ اس سے بڑے بڑے فتنے واقع ہوں گے اللہ کی پناہ بعض لوگوں نے کہا کہ اس سے مراد حضرت امیر معاویہ و علی مرتضیٰ کی جنگ ہے۔ مگر یہ غلط ہے کہ وہ دونوں جماعتیں جنتی ہیں۔ اگرچہ حق حضرت علی کے ساتھ تھا اور امیر معاویہ غلطی پر تھے مگر اجتہادی غلطی معاف ہے کسی نے ایک عالم سے پوچھا کہ عمر ابن عبدالعزیز افضل ہیں یا امیر معاویہ عالم نے فرمایا کہ جس گھوڑے پر امیر معاویہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفار سے جہاد کیا۔ اس گھوڑے کا غبار عمر بن عبدالعزیز سے افضل ہے۔ تمام دنیا کے اولیاء اللہ ایک صحابی کے گرد قدم کو نہیں پہنچ سکتے (مرقات) یہ بحث بہت تفصیل سے ہماری کتاب امیر معاویہ پر ایک نظر' مطالعہ فرماؤ۔

marfat.com

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَتَكُوْنُ فِتْنَةٌ صَمَّاءُ بُكْمَاءُ عُمْيَاءُ مَنْ اَشْرَفَ لَهَا اسْتَشْرَفَتْ لَهٗ وَاِشْرَافُ اللِّسَانِ فِيْهَا كَوَقْعِ السَّيْفِ۔ (رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ)

(۵۱۶۲) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب بہرے گونگے۔ اندھے فتنے ہوں گے ۱۔ جو انہیں اچک کر دیکھے گا اسے اچک لیں گے ۲۔ اور ان میں زبان چلانا تلوار چلانے کی طرح ہوگا ۳۔ (ابوداؤد)

(۵۱۶۲) ۱۔ یعنی ایسے فتنے ہوں گے جن میں حق نظر نہ آوے گا لوگ حیران ہوں گے۔ کہ ہم کیا کریں اور کہاں جائیں انہیں کچھ سوجھے گا نہیں لوگ حق بولیں گے نہیں حق دیکھیں گے نہیں لہٰذا لوگ اندھے بہرے گونگے ہو جائیں گے چونکہ اس کا سبب وہ فتنے ہوں گے لہٰذا فتنوں کو بہرا گونگا اندھا فرمادیا گیا۔ ۲۔ یعنی ان فتنوں کے قریب جائے گا تماشائی بن کر دیکھنے کی کوشش کرے گا وہ فتنہ میں پڑ جائے گا۔ لہٰذا اس وقت فتنوں سے دور رہو۔ ۳۔ اس کا مطلب ابھی بیان ہو چکا کہ اس فتنہ میں کسی کی حمایت میں بولنا سخت فتنہ کا سبب ہوگا۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا قُعُوْدًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْفِتَنَ فَاَكْثَرَ فِيْ ذِكْرِهَا حَتّٰى ذَكَرَ فِتْنَةَ الْاَحْلَاسِ قَالَ قَائِلٌ وَمَا فِتْنَةُ الْاَحْلَاسِ قَالَ هِيَ هَرَبٌ وَحَرْبٌ ثُمَّ فِتْنَةُ السَّرَّاءِ دَخَنُهَا مِنْ تَحْتِ قَدَمَيْ رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِيْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ مِنِّيْ وَلَيْسَ مِنِّيْ اِنَّمَا اَوْلِيَائِيَ الْمُتَّقُوْنَ ثُمَّ يَصْطَلِحُ النَّاسُ عَلٰى رَجُلٍ كَوَرِكٍ عَلٰى ضِلَعٍ ثُمَّ فِتْنَةُ الدُّهَيْمَاءِ لَا تَدَعُ اَحَدًا مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اِلَّا لَطَمَتْهُ لَطْمَةً فَاِذَا قِيْلَ انْقَضَتْ تَمَادَتْ يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيْهَا مُؤْمِنًا وَيُمْسِيْ كَافِرًا حَتّٰى يَصِيْرَ النَّاسُ اِلٰى فُسْطَاطَيْنِ فُسْطَاطِ اِيْمَانٍ لَا نِفَاقَ فِيْهِ وَفُسْطَاطِ نِفَاقٍ لَا اِيْمَانَ فِيْهِ فَاِذَا كَانَ ذٰلِكَ فَانْتَظِرُوا الدَّجَّالَ مِنْ يَوْمِهٖ اَوْ مِنْ غَدِهٖ۔ (رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ)

(۵۱۶۳) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمر سے فرماتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے۔ حضور نے فتنوں کا ذکر فرمایا تو بہت زیادہ ذکر کیا ۱۔ حتی کہ ٹاٹ کے فتنہ کا ذکر فرمایا ۲۔ کسی کہنے والے نے عرض کیا کہ فتنہ احلاس کیا چیز ہے فرمایا وہ بھاگڑا اور لڑائی ہے ۳۔ پھر سراء کے فتنہ کا ذکر کیا ۴۔ جس کا فساد ۵۔ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کے قدموں کے نیچے سے ہوگا ۶۔ وہ سمجھے گا کہ وہ مجھ سے ہے وہ مجھ سے نہیں میرے دوست صرف متقی ہیں ۷۔ پھر لوگ ایسے ایک آدمی پر صلح کریں گے جو پسلی پر گوشت کی طرح ہوگا ۸۔ پھر کالا فتنہ ہوگا ۹۔ جو اس امت میں کسی کو نہ چھوڑے گا مگر اسے طمانچہ لگادے گا ۱۰۔ پھر جب کہا جاوے گا کہ فتنہ ختم ہو گیا تو وہ اور پھیلے گا ۱۱۔ اس میں آدمی صبح کرے گا مومن ہو کر اور شام کرے گا کافر ہو کر حتی کہ لوگ دو خیموں کی طرف لوٹ جائیں گے ایک خیمہ ایمان کا جس میں نفاق نہیں اور دوسرا خیمہ نفاق کا جس میں ایمان نہیں ۱۲۔ تو جب یہ ہو جاوے تو اس دن یا اس کے اگلے دن دجال کے خروج کا انتظار کرو ۱۳۔ (ابوداؤد)

(۵۱۶۳) ۱۔ یعنی بہت سے فتنوں کا ذکر فرمایا یا فتنوں کا بہت ذکر فرمایا کہ ہر فتنہ کی تفصیل بیان فرمائی ہر ایک کا واضح بیان کر دیا۔ ۲۔ احلاس جمع ہے حلس کی، حلس وہ ٹاٹ ہے جو زمین پر نفیس دریوں غالیچوں کے نیچے بچھایا جاتا ہے۔ اوپر کے بستر بدلتے رہتے ہیں مگر وہ ٹاٹ وہاں ایک ہی جگہ پڑا رہتا ہے۔ اس فتنہ کو یا تو احلاس اس لئے فرمایا کہ وہ فتنہ بہت عرصہ تک رہے گا ٹاٹ کی طرح ہوگا کہ

marfat.com

ہٹے گا نہیں اس لئے فرمایا کہ اس زمانہ میں لوگوں کو ٹاٹ کی طرح اپنے گھروں میں رہنا مفید ہوگا جو باہر پھرے گا مبتلا ہو جاوے گا ۳۔ اس فتنہ میں لوگ ایک دوسرے سے بھاگیں گے کوئی کسی کی بات نہ سنے گا ہر ایک دوسرے سے لڑے گا۔ اسے لوٹے گا۔ لوگ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہوں گے۔ ۴۔ سراء کے لفظی معنی ہیں عیش و عشرت مال کی زیادتی' چونکہ مسلمانوں میں یہ فتنہ ان کی زیادہ مالداری زیادہ عیش و عشرت کی وجہ سے ہوگا زیادتی مال ہزارہا فتنوں کا سبب ہے۔ اس لئے اسے فتنہ سراء فرمایا گیا۔ یعنی عیش و مال کا فتنہ ۵۔ دخن کے لفظی معنی ہیں دھواں یہاں مراد فتنہ کی ابتداء ہے اس کا فساد ہے کہ دھواں آگ کی ابتداء ہوتا ہے ایسے ہی یہ اس فتنہ کی ابتداء ہوگی۔ ۶۔ یعنی اس فتنہ کی ابتداء ایک شخص سے ہوگی جو اولاد فاطمہ سے ہوگا یعنی سید ہوگا یا حاکم ہوگا یا حکومت کا طالب گار اپنے خاص نفع کے لئے لوگوں کو مصیبت میں ڈال دے گا چونکہ لوگ سید ہونے کی وجہ سے اس کا ادب و احترام کرتے ہوں گے اس لئے وہ اپنے اس دینی احترام سے غلط فائدہ اٹھا کر یہ فتنہ پھیلائے گا۔ ۷۔ یعنی وہ شخص اپنی ان حرکتوں کے باوجود اپنے کو سید ہی کہے گا اور سمجھے گا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیارا ہوں کیونکہ ان کی اولاد سے ہوں یہ واقعہ قریب قیامت ہوگا ابھی واقع نہیں ہوا' خوارج اس حدیث کو حضرت علی رضی اللہ عنہ' پر چسپاں کرتے ہیں۔ کہ حضرت علی خلافت میں یہ فتنہ واقع ہو چکا۔ مگر یہ ان کی اہل بیت دشمنی ہے ان سرکار کو اس سے کوئی تعلق نہیں۔ اگلے واقعات بھی جو یہاں مذکور ہیں۔ اس کے خلاف ہیں۔ ۸۔ ورک واؤ کے فتحہ ر کے کسرہ سے۔ بمعنی چوتڑ (سرین) ضلع ض کے کسرہ لام کے فتحہ سے پسلی کی ہڈی یعنی جیسے چوتڑ کی گندگی گوشت اگر پسلی کی ہڈی پر ہو تو ٹھہرتا نہیں کمزور ہوتا ہے۔ ایسے ہی اس بادشاہ کی حکومت قائم نہ ہوگی بہت کمزور ہوگی خلاصہ یہ ہے کہ لوگ اس فتنے سے بچنے کے لئے ایسے شخص کو اپنا بادشاہ مقرر کر دیں گے جس کی بادشاہت میں قوت نہ ہوگی۔ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی حکومت میں یہ کب ہوا۔ ۹۔ دہیماء مونث ہے دھیم سے جس کا مادہ دھم ہے۔ بمعنی سخت سیاہ اندھیرا' یعنی ایسا اندھیرا والا فتنہ ہوگا کہ لوگوں کو اس میں راہ نظر نہ آوے گا کہ کدھر جاویں۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ دھیماء ایک اونٹنی تھی۔ جس پر آگے پیچھے سات آدمیوں نے جنگ کی جو سب مارے گئے۔ اونٹنی خالی رہ گئی۔ جب سے عربی میں یہ کہاوت بن گئی کہ ایسے خطرناک فتنہ کو دھیماء کہنے لگے (مرقات) ۱۰۔ یعنی یہ فتنہ بہت روز تک رہے گا کبھی ہلکا پڑ جاوے گا تو لوگ سمجھیں گے ختم ہو گیا پھر تیز ہو جاوے گا حتی کہ ختم ہو گا۔ ۱۱۔ یعنی اس فتنہ سے کوئی نہ بچے گا سب پر اس کا اثر پہنچے گا کسی پر زیادہ کسی پر کم۔ ۱۲۔ یعنی لوگوں کے دو گروہ ہو جائیں گے خالص مومن خالص منافق' یا فسطاط سے مراد شہر ہیں یعنی لوگ دو شہروں میں بٹ جاویں گے ۱۳۔ یعنی اس فتنہ سے متصل خروج دجال ہوگا۔ اس لئے معلوم ہوا کہ یہ فتنہ ابھی واقع نہیں ہوا' قیامت کے قریب ہوگا وہ کون سید ہوگا جو اس فتنہ کا موجد ہوگا یہ رب جانے اور یہ واقعہ کب ہوگا اس کی تاریخ کا بھی پتہ نہیں (اشعہ)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَیْلٌ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ اُفْلِحَ مَنْ كَفَّ یَدَهٗ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

(۵۱۶۴) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خرابی ہے عرب کے لئے اس شر سے جو قریب آ گئی وہ شخص کامیاب رہے گا جو اپنا ہاتھ روکے ۱۲۔ (ابوداؤد)

(۵۱۶۴) ۱۔ ویل کے معنی ہیں خرابی' شر قریب۔ دوزخ کے ایک طبقہ کا نام' ہلاکت' یہاں۔ بمعنی خرابی ہے (مرقات) ۲۔ یعنی اس زمانہ میں جو جنگ و قتال میں حصہ نہ لے وہ کامیاب ہے۔ اس شر سے مراد یا تو یاجوج ماجوج کا نکلنا ہے۔ اس وقت ان سے مقابلہ کی طاقت نہ ہوگی۔ اس لئے قتال سے بچنے والا کامیاب رہے گا یا اس شر سے مراد مسلمانوں کی آپس کی جنگیں ہیں جو حضرت عثمان

marfat.com

کی شہادت سے شروع ہوئیں اور جنگ جمل و صفین و معرکہ کربلا کی شکل میں ظاہر ہوئی ہیں۔ تب یہ خطاب ان لوگوں سے ہے جسے حق و باطل کا پتہ نہ لگے وہ اس میں قتل سے بچے۔ (از مرقات) اسی لئے جنگ جمل و صفین میں حضرات صحابہ کرام کے تین گروہ ہو گئے۔ بعض حضرت علی کے ساتھ رہے بعض ان کے مقابل بعض حضرات غیر جانب دار یہ وہ ہی حضرات تھے جنہیں پتہ نہ لگا کہ حق پر کون ہے لہٰذا تینوں جماعتیں اللہ کی مقبول ہیں۔

وَعَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ السَّعِيْدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ اِنَّ السَّعِيْدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ اِنَّ السَّعِيْدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ وَلَمَنِ ابْتُلِيَ فَصَبَرَ فَوَاهًا۔ (رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ)

(۵۱۶۵) روایت ہے حضرت مقداد ابن اسود سے ا۔ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ نیک بخت وہ ہے جو فتنوں سے محفوظ رہے نیک بخت ہے وہ جو فتنوں سے محفوظ رہے نیک بخت وہ ہے جو فتنوں سے محفوظ رہے ۲۔ اور جو مبتلا ہو جاوے تو صبر کرے تو اچھا ہے ۳۔ (ابوداؤد)

(۵۱۶۵) ا۔ آپ کا نام مقداد ابن عمرو کندی ہے۔ کیونکہ آپ کے والد نے قبیلہ بنی کندہ سے معاہدہ کیا تھا۔ ایک شخص تھا اسود اس نے آپ کی پرورش کی۔ اس لئے آپ ابن اسود کہلائے قدیم الاسلام صحابی ہیں۔ حتی کہ آپ چھٹے مومن ہیں۔ ۲۔ حضور انور نے یہ کلام تین بار فرمایا۔ مبالغہ کے لئے یعنی جسے اللہ تعالیٰ فتنوں سے بچائے رکھے وہ بڑا ہی خوش نصیب ہے اس طرح کہ اس کی زندگی میں کوئی فتنہ پھیلے ہی نہیں ۳۔ واھا اظہار حیرت کے لئے بھی آتا ہے۔ بمعنی افسوس اور اظہار خوشی کے لئے بھی۔ بمعنی خوب یہاں دونوں معنی ہو سکتے ہیں۔ یعنی جو فتنہ میں پھنس گیا۔ مگر صابر رہا اس پر افسوس ہے کہ وہ مصیبت میں مرگیا فتنہ میں پھنس کر صابر رہا تو بہت خوب ہے واھا پوشیدہ فعل کی وجہ سے منصوب ہوا۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ **لمن ابتلی** میں لام مکسور ہے۔ پھر اس کا مطلب ہی کچھ اور ہو گا مرقات نے فرمایا کہ واھا اسماء اصوات میں سے ہے۔ تعجب کے لئے بولا جاتا ہے۔

وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَ السَّيْفُ فِيْ اُمَّتِيْ لَمْ تُرْفَعْ عَنْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ اُمَّتِيْ بِالْمُشْرِكِيْنَ وَحَتّٰى تَعْبُدَ قَبَائِلُ مِنْ اُمَّتِيْ الْاَوْثَانَ وَاِنَّهٗ سَيَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ كَذَّابُوْنَ ثَلٰثُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِيُّ اللّٰهِ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَلَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِيْ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِيْنَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَاْتِيَ اَمْرُ اللّٰهِ۔

(رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ)

(۵۱۶۶) روایت ہے حضرت ثوبان سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب میری امت میں تلوار رکھ دی جاوے تو قیامت کے دن تک اس سے نہ اٹھے گی ا۔ اور قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ میری امت کے کچھ قبیلے مشرکین سے مل جائیں گے ۲۔ اور حتی کہ میری امت کے کچھ قبیلے بت پرستی کریں گے ۳۔ اور میری امت میں تیس جھوٹے ہوں گے وہ سب گمان کریں گے کہ وہ اللہ کے نبی ہیں ۴۔ حالانکہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ۵۔ اور میری امت کا ایک گروہ حق پر رہے گا سب پر غالب ان کا مخالف انہیں نقصان نہ پہنچا سکے گا ۶۔ حتی کہ اللہ کا حکم آجاوے ۷۔ (ابوداؤد، ترمذی)

(۵۱۶۶) ا۔ اسی حدیث کا ظہور ہو رہا ہے۔ شہادت عثمان غنی سے مسلمانوں میں آپس میں قتل و خون شروع ہوا ہے آج تک ہو

marfat.com

رہا ہے۔ ہمیشہ کہیں نہ کہیں مسلمان آپس میں لڑتے ہی رہتے ہیں۔ ان کا قتل و خون بند نہیں ہوتا ۲۔ یہ واقعہ بھی ہو چکا بلکہ ہوتا رہتا ہے۔ ہم نے اپنی زندگی میں آگرہ کے ضلع میں سینکڑوں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں مرتد ہوتے دیکھ لئے۔ جسے شدھی کا فتنہ کہا جاتا ہے۔ ۳۔ اس کی صورت یہ ہے کہ بعض لوگ اپنے کو مسلمان سمجھتے ہوئے بت پرستی کریں گے۔ لہٰذا یہ جملہ مکرر نہیں ہم نے دیکھا کہ بعض لوگ اپنے پیروں کے فوٹوؤں کو سجدہ کرتے ہیں۔ انہیں چومتے انہیں سجا کر رکھتے ہیں یہ ہے اس حدیث کا ظہور، پیروں کے ان فوٹوؤں کو وہ لوگ کہتے ہیں مرقع شریف یہ ان کا خاص لفظ ہے۔ بعض کلمہ گو تعزیہ کو سجدہ کرتے دیکھے گئے۔ قبروں کو تو بہت لوگ سجدے کرتے ہیں۔ بعض زندہ پیروں کو سجدے کرتے ہیں۔ یہ ہے بت پرستی نعوذ باللہ۔ ۴۔ یہ تیس جھوٹے نبی وہ ہیں جنہیں لوگوں نے نبی مان لیا، اور ان کا فساد پھیل گیا۔ دوسرے قسم کے مدعی نبوت جنہیں کسی نے نہ مانا وہ بکواس کر کے مرگئے وہ تو بہت ہیں دیکھو ہمارے ملک میں مرزا غلام احمد قادیانی مدعی نبوت کا فتنہ بہت پھیلا۔ اس کے علاوہ ہم نے بہت سے مدعی نبوت دیکھے۔ جن کی طرف کسی نے توجہ ہی نہ دی۔ اپنے کو نبی کہتے کہتے مرگئے۔ لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ اب تک جھوٹے مدعی نبوت سو سے زیادہ ہو چکے۔ ۵۔ معلوم ہوا کہ خاتم النبیین کے معنی ہیں، آخری نبی کہ اس کے زمانہ میں، اور اس کے بعد کوئی نبی نہ بنے اس معنی پر امت کا اجماع ہے جو کہے اس کے معنی آخری نبی نہیں، بلکہ اصلی نبی ہیں وہ کافر ہیں کہ وہ قرآنی آیت کے متواتر اجماعی معنی کا انکار کرتا ہے۔ ۶۔ اس فرمان عالی میں دو غیبی خبریں ہیں ایک یہ کہ دوسری امتوں کی طرح حضور کی ساری امت گمراہ نہ ہوگی تاقیامت اس میں ایک جماعت سب پر غالب رہے گی کہ دینی غلبہ ہمیشہ اسی کو حاصل رہے۔ **الحمد للہ** اہلسنت والجماعت سب فرقوں پر غالب ہیں۔ خیال رہے کہ حنفی شافعی مالکی، حنبلی، یوں ہی قادری، چشتی نقشبندی سہروردی ایک ہی جماعت ہے یعنی اہلسنت والجماعت آج ایک نہیں۔ عالم سوجو بے دین عالموں پر غالب رہتا ہے یہ ہے اس حدیث کا ظہور۔ ۷۔ اللہ کے حکم سے مراد حضرت عیسیٰ و امام مہدی کا ظہور ہے۔ جب اسلام کا پورا غلبہ ہوگا۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَدُوْرُ رَحَى الْاِسْلَامِ لِخَمْسٍ وَثَلٰثِيْنَ اَوْ سِتٍّ وَثَلٰثِيْنَ اَوْ سَبْعٍ وَثَلٰثِيْنَ فَاِنْ يَهْلِكُوْا فَسَبِيْلُ مَنْ هَلَكَ وَاِنْ يَقُمْ لَهُمْ دِيْنُهُمْ يَقُمْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ عَامًا قُلْتُ اَمِمَّا بَقِيَ اَوْ مِمَّا مَضٰى قَالَ مِمَّا مَضٰى۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ)

(۵۱۶۷) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا، کہ اسلام کی چکی پینتیس یا چھتیس یا سینتیس تک گھومتی رہے گی تو اگر وہ ہلاک ہو گئے تو ہلاک ہونیوالوں کا راستہ ہلاک شدگان ہے ۲۔ اور اگر قائم رہا تو ان کا دین قائم رہے گا ۳۔ ستر سال میں نے کہا کہ کیا یہ حساب اگلے باقی زمانہ سے یا گزشتہ فرمایا گزشتہ سے ۴۔ (ابوداؤد)

(۵۱۶۷) ۱۔ اس فرمان عالی کے بہت مطلب ہو سکتے ہیں ظاہر یہ ہے کہ اس میں تین فتنوں کی طرف اشارہ ہے پہلا فتنہ شہادت عثمان غنی جو ۳۵ھ میں ہوا دوسرا فتنہ جنگ جمل ۳۶ھ میں ہوا، تیسرا فتنہ جنگ صفین جو ۳۷ھ میں ہوا معنی یہ ہیں کہ اسلام میں فتنے گردش کریں گے ان سالوں میں اور ہو سکتا ہے کہ یہ فرمان عالی اپنی وفات شریف کے قریب فرمایا ہو کہ اب سے اتنے عرصہ تک اسلام قوی رہے گا۔ تیس سال خلفاء راشدین کی خلافت کا زمانہ باقی زائد حال حضور کی اپنی حیات شریف کی باقی سال اور یہ کلام تقریباً ہو (اشعہ) ۲۔ یعنی اگر مسلمان اس مذکورہ زمانہ میں ہلاک ہو جائیں کہ اپنے کو درست نہ کر سکیں تو ان کا راستہ وہ ہی ہوگا۔ جو

marfat.com

گزشتہ ہلاک شدہ قوموں کا ہوا کہ عذاب الٰہی کے مستحق ہوں گے۔ ۳۔ یعنی اگر اس مذکورہ مدت میں یہ لوگ سیدھے رہے یا سیدھے ہو گئے تو ان کی سلطنت اور حکومت اسلامیہ ستر سال تک قائم رہے اس کا ظہور ہو چکا اس طرح کہ خلافت راشدہ کا دور یعنی تیس سال ختم ہونے کے بعد حکومت بنی امیہ میں پہنچی، پھر ستر سال کے بعد بنی امیہ سے منتقل ہو کر بنی عباس میں پہنچی اور مسلمانوں میں بہت ضعف پیدا ہو گیا۔ ۴۔ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ ستر سال جو حضور نے ارشاد فرمائے ان کی ابتدا اس مذکورہ مدت بتیس، چھتیس، سینتیس سال کے بعد شروع ہو گی یا مع ان کے، فرمایا مع ان کے، اس فرمان عالی کے اور بہت مطلب بیان کئے گئے ہیں۔ خیال رہے کہ بنی امیہ کی سلطنت امیر معاویہ سے شروع ہوئی اور مروان ابن محمد پر ختم ہوئی۔ یہ کل مدت نواسی سال ہے۔ لہٰذا مطلب یہ ہے کہ اس مدت میں ستر سال سلطنت اسلامیہ کا غلبہ رہے گا۔ ستر برس کے بعد بنی امیہ کی سلطنت میں ضعف شروع ہو جاوے گا حتیٰ کہ انیس برس بعد ان سے سلطنت منتقل ہو جاوے گی۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

تیسری فصل

وَعَنْ اَبِیْ وَاقِدِ اللَّیْثِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا خَرَجَ اِلٰی غَزْوَۃِ حُنَیْنٍ مَرَّ بِشَجَرَۃٍ لِلْمُشْرِکِیْنَ کَانُوْا یُعْلِفُوْنَ عَلَیْھَا اَسْلِحَتَھُمْ یُقَالُ لَھَا ذَاتُ اَنْوَاطٍ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اجْعَلْ لَّنَا ذَاتَ اَنْوَاطٍ کَمَا لَھُمْ ذَاتُ اَنْوَاطٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُبْحَانَ اللّٰہِ ھٰذَا کَمَا قَالَ قَوْمُ مُوْسٰی اجْعَلْ لَّنَا اِلٰھًا کَمَا لَھُمْ اٰلِھَۃٌ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَتَرْکَبُنَّ سُنَّۃَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ۔

(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

(۵۴۸) روایت ہے حضرت ابو واقد لیثی سے ۱۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ حنین کی طرف تشریف لے گئے ۲۔ تو مشرکوں کے ایک درخت پر گزرے جس پر وہ اپنے ہتھیار لٹکاتے تھے اسے ذات انواط کہا جاتا تھا ۳۔ تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے لئے بھی کوئی ذات انواط مقرر فرما دیجئے ۴۔ جیسے ان کا ذات انواط ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۵۔ سبحان اللہ ۶۔ یہ تو ایسا ہی ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہا تھا کہ ہمارے لئے کوئی معبود مقرر کر دو جیسے ان کے معبود ہیں ۷۔ اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم لوگ اپنے سے پہلے والوں کی راہ چلو گے ۸۔ (ترمذی)

(۵۴۸) ۱۔ آپ کا نام حارث ابن عوف ہے۔ قدیم الاسلام ہیں۔ غزوہ بدر میں شریک ہوئے، وفات سے ایک سال پہلے مکہ معظمہ میں مقیم ہو گئے۔ وہاں ہی وفات پائی مقام طبح میں دفن ہوئے (مرقات) ۲۔ حنین ایک وسیع میدان ہے جو مکہ معظمہ اور طائف کے درمیان ہے یہ غزوہ فتح مکہ کے بعد ہوا۔ اس غزوہ میں بہت سے نو مسلم شریک تھے جو فتح مکہ میں ایمان لائے تھے ابھی ان کے دلوں میں ایمان پختہ نہ ہوا اور اسلام سے پورے واقف نہ تھے اس لئے اگلا واقعہ پیش آیا۔ ۳۔ انواط جمع ہے نوط کی، بمعنی لٹکانا آویختہ کرنا، ذات مونث ہے، ذو کا بمعنی والا چونکہ اس درخت پر مشرکین اپنے ہتھیار لٹکا کر اس کی پرستش کرتے تھے۔ اس لئے اسے ذات انواط کہتے تھے یعنی تعلیق والا درخت۔ مشرکین مختلف طرح بتوں کی پرستش کرتے ہیں ۴۔ یہ عرض کرنے والے وہ ہی فتح مکہ کے بعض نو مسلم تھے جو ابھی تک عقائد اسلامیہ سے پورے پورے واقف نہ تھے وہ سمجھے ہی نہیں کہ یہ ہتھیار لٹکانا بھی

marfat.com

پرستش ہے۔ اور ہر پرستش شرک ہے خواہ کسی طرح کی ہو لہٰذا حدیث پر روافض کا کوئی اعتراض نہیں ۵۔ یہ سبحان اللہ فرمانا اظہار تعجب کے لئے ہے کہ تم مسلمان ہو کر ایسی بات کرتے ہو ایسے مطالبے تمہارے لئے موزوں نہیں۔ خیال رہے کہ ان لوگوں کا یہ عرض کرنا شرک نہ تھا کہ یہ بے خبری سے تھا۔ اس لئے حضور انور نے ان کو دوبارہ ایمان لانے کا حکم نہ دیا۔ اگر ان کی نیت شرک کرنے کی ہوتی تو حضور سے کیوں عرض کرتے خود ہی یہ کام شروع کر دیتے۔ ۶۔ یعنی ضعیف مومنوں کے ایسے غلط مطالبے آج نئے نہیں ہیں۔ بعض مومنین بنی اسرائیل نے بھی موسیٰ علیہ السلام سے اس سے بدتر مطالبے کئے تھے انہوں نے صاف صاف کہا تھا کہ ہمارے لئے اللہ کے سواء دوسرے معبود مقرر کر دیجئے۔ ۷۔ بعض روایات میں ہے کہ میری امت پر ایک زمانہ ایسا آوے گا کہ وہ اسرائیلیوں کے نقش قدم پر چلیں گے حتیٰ کہ اگر کسی اسرائیلی نے اپنی ماں سے زنا کیا ہوگا تو میری امت کے بعض لوگ ایسا کریں گے اگر کوئی اسرائیلی گوہ کے سوراخ میں گھسا ہوگا تو یہ بھی ایسا ہی کریں گے۔ آج اس کا مشاہدہ ہو رہا ہے انگریزوں نے کھڑے کھڑے کھانا موتنا شروع کیا تو مسلمان بھی ایسا ہی کرنے لگے۔ خدا کرے انگریز ناک کٹانے لگیں تو دیکھنا ہزاروں مسلمانوں کی ناکیں کٹ جائیں گی۔

وَعَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الْأُولٰى يَعْنِيْ مَقْتَلَ عُثْمَانَ فَلَمْ يَبْقَ مِنْ اَصْحَابِ بَدْرٍ اَحَدٌ ثُمَّ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الثَّانِيَةُ يَعْنِي الْحَرَّةَ فَلَمْ يَبْقَ مِنْ اَصْحَابِ الْحُدَيْبِيَةِ اَحَدٌ ثُمَّ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الثَّالِثَةُ فَلَمْ تَرْتَفِعْ وَ بِالنَّاسِ طَبَاخٌ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۱۶۹) روایت ہے حضرت ابن مسیب سے ۱؎ فرماتے ہیں کہ پہلا فتنہ یعنی قتل عثمان واقع ہوا تو بدر والے صحابہ میں کوئی نہ بچا ۲؎ پھر دوسرا فتنہ یعنی حرہ واقع ہوا تو حدیبیہ والوں میں سے کوئی نہ بچا ۳؎ پھر تیسرا فتنہ واقع ہوا ۴؎ تو وہ نہ اٹھا حالانکہ لوگوں میں قوت رہی ہو ۵؎ (بخاری)

(۵۱۶۹) ۱؎ آپ کا نام سعید ابن مسیب ہے۔ جلیل القدر تابعی ہیں۔ آپ نے خلفاء راشدین کو دیکھا ہے۔ ۲؎ یعنی اصحاب بدر نے دو فتنے نہ دیکھے بلکہ پہلا فتنہ یعنی شہادت عثمان غنی دیکھی جو ۳۵ھ پینتیس میں ہوئی۔ اس کے بعد سے دوسرے فتنہ سے پہلے پہلے تمام بدری صحابہ وفات پا گئے۔ یہ مطلب نہیں کہ شہادت عثمان کے موقعہ تمام بدری صحابہ شہید ہو گئے۔ آخری بدری صحابی حضرت سعد ابن ابی وقاص ہیں جو جنگ حرہ سے چند سال پہلے وفات پا گئے۔ (لمعات، مرقات) ۳؎ فتنہ حرہ ۶۳ھ میں واقعہ ہوا جبکہ یزید ابن معاویہ نے مدینہ منورہ پر چڑھائی کی۔ اس کے بعد سے تیسرے فتنہ تک حدیبیہ والے صحابہ میں سے کوئی نہ رہا، تیسرے فتنہ سے پہلے وہ حضرات وفات پا گئے۔ یہ مطلب نہیں کہ حرہ میں سارے حدیبیہ والے شہید ہو گئے۔ ۴؎ بعض شارحین نے کہا کہ تیسرے فتنہ سے مراد عبداللہ ابن زبیر اور حجاج ابن یوسف کی جنگ ہے مگر یہ درست نہیں کیونکہ یہ جنگ ۷۳ھ چوہتر میں ہوئی۔ اس وقت مسلمانوں میں صحابہ کرام بہت موجود تھے بعض نے کہا کہ اس سے مراد ازارقہ کا فتنہ ہے مگر یہ بھی درست نہیں کہ یہ فتنہ مدینہ منورہ میں نہ تھا بلکہ عالمگیر تھا درست یہ ہے کہ اس سے مراد ابن حمزہ خارجی کا فتنہ ہے جو مروان ابن محمد ابن مروا ابن حکم کے زمانہ میں ہوا۔ ۵؎ طباخ ط کے کسرہ سے، معنی قوت و عقل یہاں مراد ہے کہ اس زمانہ میں کوئی صحابی باقی نہ رہا، مزید حضرات صحابہ کرام سے خالی ہو گئی۔

marfat.com

بَابُ الْمَلَاحِمِ۔ لڑائیوں کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ پہلی فصل

ملاحم جمع ملحمۃ کی جس کا مادہ لحم ۔ بمعنی گوشت ہے اس سے مراد بڑی جنگ ہے کیونکہ بڑی جنگوں میں انسانوں کے گوشت کثرت سے بکھرتے ہیں یا لحمۃ سے بنا ہے ۔ بمعنی کپڑے کے تار یعنی تانا بانا چونکہ جنگ میں لوگ اپنے دشمن سے گتھ جاتے ہیں جیسے کپڑے کے تار ایک دوسرے سے اس لئے اسے ملحم کہتے ہیں۔ گزشتہ باب میں جنگوں کا اجمالی ذکر تھا خبر نہ تھی کہ کونسی جنگ کہاں ہوگی مگر اس باب میں اکثر ایسی جنگوں کا ذکر ہوگا جن کی جگہ مقرر ہے۔ اس لئے ان جنگوں کو علیحدہ باب میں بیان فرمایا۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ عَظِیْمَتَانِ تَكُوْنُ بَیْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِیْمَةٌ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ وَحَتّٰى یُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ قَرِیْبٌ مِّنْ ثَلٰثِیْنَ كُلُّهُمْ یَزْعَمُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَحَتّٰى یُقْبَضَ الْعِلْمُ وَتَكْثُرَ الزَّلَازِلُ وَیَتَقَارَبَ الزَّمَانُ وَیَظْهَرَ الْفِتَنُ وَیَكْثُرَ الْهَرْجُ وَهُوَ الْقَتْلُ وَحَتّٰى یَكْثُرَ فِیْكُمُ الْمَالُ فَیَفِیْضَ حَتّٰى یُهِمَّ رَبَّ الْمَالِ مَنْ یَّقْبَلُ صَدَقَتَهٗ وَحَتّٰى یَعْرِضَهٗ فَیَقُوْلَ الَّذِیْ یَعْرِضُهٗ عَلَیْهِ لَا اَرَبَ لِیْ بِهٖ وَحَتّٰى یَتَطَاوَلَ النَّاسُ فِی الْبُنْیَانِ وَحَتّٰى یَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَیَقُوْلُ یَا لَیْتَنِیْ مَكَانَهٗ وَحَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِهَا فَاِذَا طَلَعَتْ وَرَاٰهَا النَّاسُ اٰمَنُوْا اَجْمَعُوْنَ فَذٰلِكَ حِیْنَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِیْ اِیْمَانِهَا خَیْرًا وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ نَشَرَ الرَّجُلَانِ ثَوْبَهُمَا بَیْنَهُمَا فَلَا یَتَبَایَعَانِهٖ وَلَا یَطْوِیَانِهٖ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدِ انْصَرَفَ

(۵۱۷۰) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ دو بڑی جماعتیں آپس میں جنگ کریں ان کے درمیان بڑی ہی خونریزی ہوگی ان دونوں کا دعوی ایک ہوگا ۱۔ اور یہاں تک کہ قریبا تیس جھوٹے دجال انھیں وہ سب دعوی کریں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں ۲۔ اور یہاں تک کہ علم سمیٹ لیا جاوے اور زلزلے بہت ہو جاویں ۳۔ اور زمانہ سکڑ جاوے ۴۔ اور فتنے ظاہر ہو جاویں اور ہرج یعنی قتل زیادہ ہو جاوے ۵۔ اور یہاں تک کہ تم میں مال زیادہ ہو جاوے ۶۔ حتی کہ مال والا فکر کرے کہ اس کا صدقہ کون قبول کرے ۷۔ اور یہاں تک کہ وہ مال پیش کرے تو جس پر پیش کرے وہ کہے کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں ۸۔ اور یہاں تک کہ لوگ عالیشان عمارتوں میں فخر کریں گے ۹۔ اور یہاں تک کہ کوئی شخص کسی شخص کی قبر پر گزرے تو کہے ہائے کاش اس کی جگہ میں ہوتا ۱۰۔ اور یہاں تک کہ سورج پچھم سے نکلے جب ادھر سے نکلے گا اور لوگ دیکھیں گے تو سارے ہی ایمان لے آویں گے ۱۱۔ مگر یہ وقت ہوگا جب کسی کو اس کا ایمان نفع نہ دے جو پہلے ایمان نہ لایا ہو یا جس نے اپنے ایمان میں بھلائی نہ کمائی ۱۲۔ اور قیامت قائم ہو جاوے گی اسی حالت میں کہ دو شخصوں نے اپنا کپڑا اپنے درمیان میں پھیلایا ہوا ہوگا تو نہ بیچ سکیں

marfat.com

الرَّجُلُ بِلَبَنِ لِقْحَتِهٖ فَلَا يَطْعَمُهٗ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَهُوَ يَلِيْطُ حَوْضَهٗ فَلَا يَسْقِيْ فِيْهِ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ رَفَعَ اُكْلَتَهٗ اِلٰى فِيْهِ فَلَا يَطْعَمُهَا۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

گے اور نہ لپیٹ سکیں گے اور قیامت قائم ہو جاوے گی حالانکہ ایک شخص اپنی اونٹنی کا دودھ لے کر چلے گا تو اسے کھانہ سکے گا ۱۲۔ اور قیامت قائم ہو جاوے گی۔ حالانکہ کوئی اپنے حوض پر ہو گا تو اس میں پانی پلا نہ سکے گا اور قیامت قائم ہو گی حالانکہ اس نے اپنا لقمہ اپنے منہ تک اٹھایا ہو گا تو کھانہ سکے گا ۱۳۔ (مسلم بخاری)

(۵۱۷۰) ۱۔ ان دونوں جماعتوں سے مراد حضرت امیر مرتضیٰ اور حضرت امیر معاویہ کے لشکر ہیں۔ جن کے درمیان صفین میں بہت سخت جنگ ہوئی یہ دونوں جماعتیں مدعی اسلام تھیں۔ دونوں مسلمان تھیں حتیٰ کہ حضرت علی نے امیر معاویہ کی جماعت کے متعلق فرمایا **اخواننا بغوا علینا** یہ ہمارے بھائی ہیں۔ انہوں نے ہم پر بغاوت کر دی۔ اس فرمان عالی میں خوارج کا بھی رد ہے جو دونوں کو کافر کہتے ہیں اور روافض کا بھی رد ہے جو حضرت امیر معاویہ کے ساتھیوں کو کافر کہتے ہیں۔ دونوں مومنین صالحین ہیں۔ حضرت علی حق پر ہیں۔ امیر معاویہ سے غلطی ہوئی۔ ۲۔ دجال بنا ہے دجل سے۔ بمعنی فریب و دھوکہ۔ دجال فریبی دھوکہ باز یعنی قریباً تیس فریبی دھوکہ باز جھوٹے نبی ظاہر ہوں گے جیسے پنجاب میں دجال جھوٹا غلام احمد قادیانی اس حدیث کی شرح ابھی کچھ پہلے عرض کر دی گئی کہ ان تیس سے مراد وہ جھوٹے نبی ہیں جن کو لوگوں نے مان لیا۔ ان سے فتنہ پیدا ہو گیا ورنہ جھوٹے نبی سو سے زیادہ ہو چکے ہیں۔ ۳۔ علم سے مراد علم دین ہے اس کا اٹھنا اس طرح ہو گا کہ علماء وفات پاتے رہیں گے۔ اور آئندہ پیدا نہ ہوں گے۔ حتیٰ کہ قریب قیامت حال یہ ہو گا کہ ایک شخص میراث کا ایک مسئلہ مشرق و مغرب میں لئے پھرے گا کوئی بتا نہ سکے گا۔ زلزلے تو اب شروع ہو گئے ہیں۔ علم دین کم ہو رہا ہے۔ اب جسے دیکھو وہ اسکولوں کالج کی طرف دوڑتا ہے۔ علم دین پڑھنے والے بھی عالم کم بنتے ہیں۔ واعظ زیادہ ۴۔ اس طرح کہ سال مہینہ کی طرح اور مہینہ ہفتہ کی طرح اور ہفتہ دن کی طرح گزرے گا۔ زمانہ سے برکت ختم ہو جاوے گی۔ یہ تو اب بھی دیکھا جا رہا ہے۔ مرقات نے اس کے یہ معنی کئے کہ عیش و عشرت زیادہ ہو جاوے گی۔ جس سے زمانہ گزرتا ہوا محسوس نہ ہو گا کہ عیش کا زمانہ جلد گزر جاتا ہے۔ یہ حال حضرت عیسیٰ و مہدی کے زمانہ میں ہو گا۔ مگر پہلے معنی زیادہ موزوں ہیں۔ ۵۔ یعنی مسلمانوں میں فتنے پھیلیں گے اور مسلمانوں میں قتل و خون زیادہ ہوں گے حتیٰ کہ قاتل نہ کہہ سکے گا کہ میں نے قتل کیوں کیا بات بات پر قتل ہوا کریں گے۔ ۶۔ یعنی مال کی زیادتی و فراوانی بہتے ہوئے پانی کی طرح ہو گی۔ مال میں برکت اللہ کی رحمت ہے اور مال کی کثرت کبھی عذاب ہو جاتی ہے۔ ۷۔ زکوٰۃ میں فقیر کا مالک ہو کر قبضہ کرنا ضروری ہے اور اس زمانہ میں فقیر ملیں گے نہیں۔ اس لئے زکوٰۃ نکالنے میں دشواری محسوس ہو گی۔ یہ ابھی زمانہ نہیں آیا۔ غالباً امام مہدی کی حکومت میں ایسا ہو گا۔ خلافت عثمانی میں اگرچہ مال کی بہتات ہوئی، مگر اتنی نہیں یہ تم اگری کے پیش ہ کے کسرہ سے ہو تو رب کو فتح ہو گا۔ مال والے کو غم و فکر ہی رہے گی۔ فقیر کی تلاش میں کہ وہ بہت تلاش کرے گا مگر فقیر نہ ملے گا۔ اور اگری کے فتحہ کے پیش سے ہو تو رب کو پیش ہو گا۔ یعنی ارادہ کرے گا کوشش کرے گا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں یہ لوگوں میں قناعت بھی ہو گی کہ امیر آدمی صاف کہہ دے گا کہ مجھے مال کی حاجت نہیں ورنہ حوس والے کا حال یہ ہوتا ہے کہ جتنا مال ملے جہاں سے ملے لیتا ہے حرام و حلال نہیں دیکھتا جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے۔ ۹۔ یعنی ذلیل و خوار لوگ جو پہلے محتاج تھے۔ غنی ہو جائیں گے۔ شاندار مکان بنائیں گے وہاں اکڑا کریں

marfat.com

گے۔ ۱۰۔ یعنی فتنے بہت ہوں گے حتی کہ زندے تمنا کریں گے کہ ہم مرچکے ہوتے مردے قبروں میں چین سے ہوں گے زندے گھروں میں مہجین ہیں۔ خیال رہے کہ دینی فتنوں میں موت کی تمنا کرنا بالکل جائز ہے۔ دنیاوی فتنوں میں موت کی تمنا کرنا ممنوع ہے جیسا کہ حدیث شریف وارد ہے ۱۱۔ اس کی شرح انشاء اللہ علامات قیامت میں آوے گی قریب قیامت آفتاب کا مغرب کی طرف سے نکلنا برحق ہے اس وقت سارے کافر ایمان قبول کریں گے مگر وہ ایمان قبول ہوگا کہ ایمان بالغیب نہ رہے گا اور معتبر ہے ایمان بالغیب ۱۲۔ یعنی جو کافر یہ واقعہ دیکھ کر ایمان لائے گا اسکا ایمان قبول نہ ہوگا اور جو فاسق یہ واقعہ دیکھ کر فسق سے توبہ کرے گا تو اسکی توبہ قبول نہ ہوگی (مرقات) اس فرمان عالی کی اور بہت تفسیریں ہیں یہ تفسیر بہت آسان اور صاف ہے خیال رہے کہ اس واقعہ کے بعد ولادت بند ہو جاوے گی کسی کے بچہ نہ پیدا ہوگا' چالیس سال بعد قیامت قائم ہو جاوے گی لہٰذا اس فرمان پر یہ اعتراض نہیں کہ پھر جو بچے پیدا ہوں گے ان کے ایمان کی کیا سبیل ہوگی اگر ان کا ایمان قبول نہ ہو تو اور وہ دوزخ میں جاویں تو بے قصور کیوں پکڑے گئے اگر قبول ہو تو اس فرمان کے خلاف ہے۔ ۱۳۔ خیال رہے کہ علامات قیامت تو بہت عرصہ پہلے سے قائم ہو جائیں گی مگر خود قیامت اچانک آوے گی اس لئے اسے ساعت کہتے ہیں گھڑی بھر میں قائم ہو جانیوالی' اچانک صور کا نفخہ ہوگا جس سے اولاً جاندار ہلاک ہوں گے پھر دوسری چیزیں فنا پھر آسمان و زمین کے ٹکڑے اڑ جائیں گے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے **ما ینظرون الا صیحة واحدة تاخذهم وهم یخصمون** اور فرماتا ہے **لا تاتیکم الا بغتة** اس حدیث پاک کی تائید ان آیتوں سے ہو رہی ہے۔ ۱۴۔ یہ ان دونوں سے زیادہ بلیغ ہے۔ یعنی کپڑا لپیٹا' حوض لیپا' تو بہت کام ہے کوئی شخص اٹھایا ہوا لقمہ منہ میں نہ لے سکے گا۔ کہ قیامت آجاوے گی۔ تو وہ قیامت ہے۔ آج بعض مصیبتیں آجاتی ہیں کہ انسان حیران ہو جاتا ہے۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوْا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ وَحَتّٰى تُقَاتِلُوا التُّرْكَ صِغَارَ الْاَعْيُنِ حُمْرَ الْوُجُوْهِ ذُلْفَ الْاُنُوْفِ كَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۱۷۱) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ تم ایسی قوم سے جہاد کرو گے جن کی جوتیاں بال کی ہوں گی ۱۔ اور حتیٰ کہ تم ترکوں سے جنگ کرو گے ۲۔ چھوٹی آنکھوں والے سرخ چہرے والے چپٹی ناک والے ان کے چہرے گویا کٹی ہوئی ڈھال ہیں ۳۔ (مسلم بخاری)

(۵۱۷۱) ۱۔ اس فرمان عالی کے چند معنی کئے گئے ہیں۔ ایک یہ کہ اس قوم کے سر کے بال پاؤں تک دراز ہوں گے۔ بال گویا جوتے بن گئے ہوں گے۔ دوسرے یہ کہ ان کی پنڈلیوں پر بہت بڑے بڑے بال ہوں گے جو ان کے قدموں تک جوتے کی طرح پہنچے ہوں گے تیسرے یہ کہ ان کے جوتے بے چھلی کھال کے ہوں گے۔ جن سے بال دور نہ کئے گئے ہوں۔ یعنی خچر کی کھال والے چمڑے کے جوتے پہنتے ہوں گے۔ یہ تیسرے معنی زیادہ قوی ہیں۔ ۲۔ یہاں ترک سے مراد موجودہ ترک نہیں۔ یہ تو قدیم الاسلام خدام الحرمین ہیں۔ انہوں نے دین رسول اللہ کی بڑی خدمت کی۔ ان کی خدمتیں مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ وغیرہ میں جاکر دیکھو وہ ترک یاجوج ماموج کا ایک قبیلہ ہیں۔ یاجوج ماجوج کے بائیس قبیلے ہیں۔ اکیس قبیلوں پر ذوالقرنین نے دیوار بنائی۔ اسی قبیلہ کو چھوڑ دیا۔ اس لئے اسے ترک کہتے ہیں۔ یعنی باہر چھوڑا ہوا قبیلہ' لہٰذا حدیث واضح ہے (مرقات) ۳۔ یعنی وہ بہت ہی بدصورت ہوں

marfat.com

گے چہرے سرخ آنکھیں چھوٹی، ناک چپٹی چہرے بالکل گول جیسے کٹی ہوئی ڈھال کیونکہ اگر ڈھال کوٹ دی جاوے تو بالکل گول ہوتی ہے۔ ان علامات سے معلوم ہو رہا ہے کہ ترک سے مراد یہ موجودہ ترک نہیں کہ ان کے چہرے ایسے نہیں ہوتے۔ یہ لوگ تو بڑے خوبصورت ہیں۔ یہاں مرقات میں فرمایا کہ یہ لوگ شکل میں ناس ہیں مگر سیرت میں نتساس یعنی بن مانس نہایت ہی فسادی، خونخوار، یہ جنگ ابھی نہیں ہوئی، قریب قیامت ہوگی۔ اگلی حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہ لوگ خوز اور کرمان سے نکلیں گے۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوْا خُوْزًا وَكِرْمَانَ مِنَ الْاَعَاجِمِ حُمْرَ الْوُجُوْهِ فُطْسَ الْاُنُوْفِ صِغَارَ الْاَعْيُنِ وُجُوْهُهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُ عَنْ عَمْرِو بْنِ تَغْلِبَ عِرَاضُ الْوُجُوْهِ۔

(۵۱۷۲) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ تم عجمیوں یعنی خوز اور کرمان سے جہاد کرو گے ۲۔ سرخ چہروں والے چپٹی ناک والے، چھوٹی آنکھ والے ان کے چہرے گویا کٹی ہوئی ڈھالیں ہیں۔ ان کے جوتے بال والے ہیں ۲۔ (بخاری) اور اس کی ایک روایت بروایت عمرو ابن تغلب ہے کہ چوڑے چہرے والے ۳۔

(۵۱۷۲) ۱۔ خوز ایک پہاڑ کا نام ہے اس کی وجہ سے اس علاقہ بلکہ وہاں کے باشندوں کو خوز کہا جاتا ہے۔ اس علاقہ کو خوزستان کہتے ہیں۔ کرمان کاف کے کسرہ سے ایک علاقہ ہے۔ فارس اور بختستان کے درمیان ایران میں ایک شہر ہے کرمان دوسرا ہے کرمان شاہ یہ دونوں شہر ہم نے دیکھے ہیں یہاں وہ مراد نہیں۔ ۲۔ بعض شارحین نے کہا کہ یہ لوگ وہ ہی ترک ہیں جن کا ذکر ابھی پچھلی حدیث میں ہوا۔ مرقات نے یہ ہی فرمایا مگر قوی یہ ہے کہ یہ دوسری قوم ہے۔ علاوہ اس ترک قوم کے۔ اشعۃ اللمعات اور لمعات نے یہ ہی کہا فطس جمع ہے افطس کی بمعنی چپٹی چوڑی۔ ۳۔ یعنی اس روایت میں بجائے حمرالوجوہ کے عرض الوجوہ ہے۔ یعنی چوڑے چکلے چہرے والے ہوں گے۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُقَاتِلَ الْمُسْلِمُوْنَ الْيَهُوْدَ فَيَقْتُلُهُمُ الْمُسْلِمُوْنَ حَتّٰى يَخْتَبِئَ الْيَهُوْدِيُّ مِنْ وَّرَاءِ الْحَجَرِ وَالشَّجَرِ فَيَقُوْلُ الْحَجَرُ وَالشَّجَرُ يَا مُسْلِمُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا يَهُوْدِيٌّ خَلْفِيْ فَتَعَالَ فَاقْتُلْهُ اِلَّا الْغَرْقَدَ فَاِنَّهُ مِنْ شَجَرِ الْيَهُوْدِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۵۱۷۳) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں قائم ہوگی قیامت حتی کہ جنگ کریں گے مسلمان اور یہودی تو یہود کو مسلمان قتل کریں گے ۱۔ حتی کہ یہودی پتھر اور درخت کے پیچھے چھپے گا تو پتھر اور درخت کہے گا کہ اے مسلم اے اللہ کے بندے یہ یہودی میرے پیچھے ہے آ اسے قتل کر ۱۔ سوا غرقد کے کہ وہ یہود کے درختوں میں سے ہے ۲۔ (مسلم)

(۵۱۷۳) ۱۔ اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہود کی سلطنت قائم ہوگی، اور ان سے مسلمانوں کی بہت بڑی جنگ ہوگی۔ آخری جنگ میں مسلمانوں کی فتح اور یہود کی شکست ہوگی۔ بلکہ یہود دنیا سے فنا ہو جائیں گے۔ اور مسلمانوں کے ہاتھوں فنا ہوں گے انشاء اللہ۔ چنانچہ یہود کی سلطنت فلسطین میں قائم ہو چکی ہے۔ امریکہ و برطانیہ کی بڑی مدد سے ان کا علاقہ پھیل رہا ہے۔ ۱۹۶۷ء میں جو عرب اور یہود کی جنگ ہوئی۔ مسلمانوں کو اس جنگ میں بڑی تکلیفیں پہنچیں۔ حتی کہ اس وقت بیت المقدس پر بھی یہود کا قبضہ

marfat.com

ہے۔ اس عارضی فتح سے یہود کے حوصلے بہت بلند ہو گئے۔ انشاء اللہ یہ اس جنگ کی تمہید ہے جس کی خبر اس حدیث پاک میں دی گئی۔ ۲۔ یہ فرمان عالی بالکل حق ہے اور ظاہری معنی پر ہے کسی تاویل کی ضرورت نہیں۔ واقعی اس وقت پتھر اور درخت مسلمانوں سے کلام کریں گے اور اپنے پیچھے چھپے ہوئے یہودی کی خبر دیں گے یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں کہ یہود پر تاقیامت ذلت ڈال دی گئی کیونکہ یہود کی یہ سلطنت کا قیام ان کی بڑی ذلت کا پیش خیمہ ہے۔ ۳۔ غرقد ایک خاردار درخت کا نام ہے۔ اس لئے مدینہ منورہ کے قبرستان کا نام بقیع غرقد ہے یعنی غرقد کا علاقہ چونکہ اس زمانہ میں اس میدان میں غرقد کے درخت بہت تھے۔ اس لئے اس کا بقیع غرقد نام رکھا گیا۔ یہود اس درخت کی تعظیم کرتے ہیں۔ ان کے بعض جہلاء اسے پوجتے ہیں۔ ان کا خیال ہے وادی طوی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اسی درخت سے رب نے پکارا تھا۔ یہ ہی درخت کلام الٰہی کا مظہر یا مصدر بنا تھا۔ رب فرماتا ہے **من الشجرۃ ان یموسیٰ انی انا اللہ** مگر یہ غلط ہے۔ وہ درخت بیری یا عناب کا تھا۔ نہ کہ غرقد کا۔ بہرحال یہود اس درخت کی تعظیم بہت کرتے ہیں۔ اس لئے اسے شجر یہود کہتے ہیں۔ یہ درخت اس دن ان کی پردہ پوشی کرے گا۔ حدیث بالکل اپنے ظاہر پر ہے کسی تاویل کی ضرورت نہیں۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِّنْ قَحْطَانَ يَسُوْقُ النَّاسَ بِعَصَاهُ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۱۷۴) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت قائم نہ ہو گی حتیٰ کہ قحطان سے ایک آدمی نکلے گا جو لوگوں کو اپنی لاٹھی سے ہانکے گا۔ (مسلم بخاری)

(۵۱۷۴) ۱۔ قحطان ایک قبیلہ کا نام ہے جو یمن میں آباد ہے یہ لوگ قحطان کی اولاد ہیں' اس لئے قحطان کہے جاتے ہیں۔ قحطان ان کے مورث اعلیٰ کا نام تھا۔ یہ شخص بادشاہ ہو گا اور سخت گیر بادشاہ ہو گا۔ لوگ اس کی اطاعت کریں گے۔ لاٹھی سے ہانکنے کے یہ ہی معنی ہیں شاید اس شخص کا نام جہجاہ ہو گا جس کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَذْهَبُ الْاَيَّامُ وَاللَّيَالِيْ حَتّٰى يَمْلِكَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ الْجَهْجَاهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ حَتّٰى يَمْلِكَ رَجُلٌ مِّنَ الْمَوَالِيْ يُقَالُ لَهُ الْجَهْجَاهُ۔
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۱۷۵) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ رات و دن ختم نہ ہوں گے۔ حتیٰ کہ ایک شخص بادشاہ بنے گا جسے جہجاہ کہا جاوے گا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حتیٰ کہ غلاموں میں سے ایک شخص بادشاہ بنے گا۔ جسے جہجاہ کہا جاوے گا۔ (مسلم)

(۵۱۷۵) ۱۔ یعنی قیامت سے پہلے یہ واقعہ ہونا ضروری ہے اس کے بغیر قیامت نہ آوے گی۔ شاید جہجاہ ساری دنیا کا بادشاہ ہو گا اشعۃ اللمعات نے یہ ہی فرمایا۔ خیال رہے کہ چار بادشاہ ساری دنیا کے بادشاہ ہوئے۔ سکندر اور حضرت سلیمان بخت نصر نمرود' غالباً پانچواں بادشاہ یہ ہو گا۔ جو تمام دنیا پر راج کرے گا۔ واللہ اعلم۔ ۲۔ اس روایت میں من الموالی زائد ہے جو پہلی روایت میں نہ تھا۔ یعنی جہجاہ اصل میں غلام ہو گا بعد میں ساری دنیا کا بادشاہ یہ آخری الفاظ مسلم بخاری کے نہیں مگر چونکہ یہ صرف تائید کے لئے لائے گئے ہیں۔ لہٰذا اسے مؤلف نے پہلی فصل میں نقل نہ فرمایا (مرقات)

marfat.com

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَتُفْتَحَنَّ عِصَابَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ كَنْزَ اٰلِ كِسْرٰى الَّذِيْ فِي الْاَبْيَضِ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۱۷۶) روایت ہے حضرت جابر ابن سمرہ سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ مسلمانوں کی ایک جماعت کسریٰ کا خزانہ کھولے گی جو کہ مقام ابیض میں ہے ۲۔ (مسلم)

(۵۱۷۶) ۱۔ اس فرمان عالی میں لفظ آل زیادہ ہے۔ کسریٰ شاہ فارس کا لقب تھا۔ جو خسرو سے بنا تھا۔ جیسے قیصر شاہ روم کا اور خاقان شاہ چین کا اور فرعون یا عزیز شاہ مصر کا اور نجاشی شاہ حبشہ کا لقب تھا۔ ۲۔ یہ واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہو چکا۔ ابیض اس قلعہ کا نام ہے جس میں کسریٰ کا خزانہ محفوظ تھا۔ یہ قلعہ اس زمانہ کے عجائبات میں سے تھا۔ اب اس جگہ مسجد بنی ہوئی ہے جسے مسجد مدائن کہتے ہیں (اشعہ) نیز ابیض یمامہ کے ایک شہر کا نام بھی ہے یہاں پہلے معنی مراد ہیں (اشعہ) ابیض کسریٰ کو خلیفہ مکمفی باللہ نے ویران کر دیا۔

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَكَ كِسْرٰى فَلَا يَكُوْنُ كِسْرٰى بَعْدَهٗ وَقَيْصَرُ لَيَهْلِكَنَّ ثُمَّ لَا يَكُوْنُ قَيْصَرُ بَعْدَهٗ وَلَتُنْفَقَنَّ كُنُوْزُهُمَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَسَمَّى الْحَرْبَ خُدْعَةً. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۱۷۷) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کسریٰ ہلاک ہو گیا تو اس کے بعد کسریٰ نہ ہو گا ۱۔ اور قیصر ہلاک ہو گا تو پھر اس کے بعد قیصر نہ ہو گا ۲۔ اور ان کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ کئے جائیں گے ۳۔ حضور نے جنگ کا نام دھوکا رکھا ۴۔ (مسلم بخاری)

(۵۱۷۷) ۱۔ یعنی ملک ایران جب مسلمان فتح کر لیں گے تو وہ ملک پھر کسی کافر کے پاس نہ پہنچے گا۔ مسلمانوں ہی کے پاس رہے گا۔ یہ غیبی خبر ہے چنانچہ ملک ایران عہد فاروقی میں فتح ہوا۔ اور خدا کا فضل ہے کہ اب تک مسلمانوں ہی کے پاس ہے رب تعالیٰ مسلمانوں ہی کے پاس رکھے ۲۔ چونکہ فتح فارس پہلے ہوئی، فتح روم بعد میں اس لئے فارس کے متعلق ھلک ماضی ارشاد ہوا اور فتح روم بعد میں اس لئے اس کے متعلق لیھلکن مضارع مع تاکید ارشاد ہوا، یہ دونوں علاقے عہد فاروقی میں فتح ہوئے اور اس کے متعلق خبر دی گئی کہ فتح روم کے بعد یا تو وہ کفار کے پاس پہنچے گا ہی نہیں یا پہنچے گا، تو موجودہ قیصر کی اولاد سے کوئی وہاں کا بادشاہ نہ بنے گا یا اس بادشاہ کا لقب قیصر نہ ہو گا، بہر حال حضور سچے حضور کی ساری خبریں سچی ہیں۔ ۳۔ یعنی ان ملکوں کے خزانے مسلمان فتح کر کے جہادوں اور اسلام کی اشاعت میں خرچ کریں گے یہ زمانہ فاروقی میں ہو چکا۔ ۴۔ یہاں خدعہ بمعنی فریب و جھوٹ نہیں بلکہ بمعنی جنگی چال جنگی تدبیر ہے، جس سے دشمن جلد ہتھیار ڈال دے جنگ میں شمشیر سے زیادہ تدبیر کام آتی ہے۔ تدبیر سے خونریزی کم ہوتی ہے فتح جلد۔ مسلمانوں کو تدبیر و شمشیر دونوں سے کام لینا چاہیے جنگی تدبیروں کی مثالیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے جہادوں میں ملتی ہیں حضور جب مغرب میں حملہ کرنا چاہتے تو مشرق کے حالات پوچھتے تاکہ کفار کے جاسوس مغرب والوں کو مطمئن کر دیں۔ مشرق والوں کو تیار کر دیں، اچانک مغرب کی طرف حملہ فرما دیتے حضرات صحابہ نے بعض جنگوں میں اپنی فوجیں پیچھے ہٹالیں کفار سمجھیں مسلمان بھاگ گئے اور رات کو اچانک حملہ کر دیا۔ تھوڑی فوج سے چو طرفہ سے اس طرح حملہ کر دیا کہ کفار سمجھے کہ مسلمان لاکھوں کی تعداد میں آن پڑے اور انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے، مسلمانوں نے فتح پائی اللہ تعالیٰ پاکستان کو قائم دائم

marfat.com

رکھے۔

وَعَنْ نَافِعِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَغْزُوْنَ جَزِيْرَةَ الْعَرَبِ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ ثُمَّ فَارِسَ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ ثُمَّ تَغْزُوْنَ الرُّوْمَ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ ثُمَّ تَغْزُوْنَ الدَّجَّالَ فَيَفْتَحُهُ اللّٰهُ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۱۷۸) روایت ہے حضرت نافع ابن عتبہ سے فرماتے ہیں ا۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم لوگ جزیرہ عرب پر جہاد کرو گے۔ تو اللہ اسے فتح فرمادے گا ۲۔ تو پھر فارس پر، تو اللہ وہ بھی فتح کردے گا پھر تم روم پر غزوہ کرو گے تو اللہ وہ بھی فتح کردے گا ۳۔ پھر تم دجال پر جہاد کرو گے تو اللہ وہ بھی فتح کردے گا ۴۔ (مسلم)

(۵۱۷۸) ا۔ نافع ابن عتبہ ابن ابی وقاص زہری ہیں۔ حضرت سعد ابن ابی وقاص کے بھتیجے فتح مکہ کے دن ایمان لائے۔ آپ کا لقب مرقال تھا۔ ۲۔ یعنی عرب کا کچھ حصہ ہم فتح فرمالیں گے بقیہ حضرات صحابہ فتح کریں گے حتیٰ کہ جزیرہ عرب میں سواء اسلام کے کوئی دین نہ رہے گا یہ واقعہ ہو چکا۔ ۳۔ یہ دونوں ملک عہد فاروقی میں فتح ہوئے اور آج تک مسلمانوں کے قبضہ میں ہیں فارس تو سارا اور روم کا اکثر حصہ ۴۔ اس فرمان عالی میں خطاب صحابہ کرام سے نہیں بلکہ مسلمانوں سے ہے کیونکہ دجال کا مقابلہ حضرات صحابہ نہیں کریں گے۔ ہو سکتا ہے کہ خطاب صحابہ کرام سے ہی ہو۔ کیونکہ خضر علیہ السلام اس مقابلہ میں موجود ہوں گے۔ صلح حدیبیہ میں حضرت خضر نے حضور سے بیعت کی ہے جیسا کہ ہم بیعت الرضوان کے بیان میں عرض کر چکے ہیں۔ بلکہ بعض محدثین فرماتے ہیں کہ وہ مدنی صاحب جنہیں ایک دجال ذبح کر کے زندہ کرے گا پھر نہ مار سکے گا وہ خضر علیہ السلام ہی ہوں گے یعنی تم دجال پر جہاد کرو گے جن علاقوں پر اس نے قبضہ کر لیا ہو گا تم دجال کو قتل کر کے ان پر قبضہ کرو گے لہٰذا حدیث واضح ہے۔

وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ وَهُوَ فِيْ قُبَّةٍ مِنْ اَدَمٍ فَقَالَ اعْدُدْ سِتًّا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ مَوْتِيْ ثُمَّ فَتْحُ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ ثُمَّ مَوْتَانٌ يَأْخُذُ فِيْكُمْ كَقُعَاصِ الْغَنَمِ ثُمَّ اسْتِفَاضَةُ الْمَالِ حَتّٰى يُعْطَى الرَّجُلُ مِائَةَ دِيْنَارٍ فَيَظَلُّ سَاخِطًا ثُمَّ فِتْنَةٌ لَا يَبْقٰى بَيْتٌ مِنَ الْعَرَبِ اِلَّا دَخَلَتْهُ ثُمَّ هُدْنَةٌ تَكُوْنُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ بَنِي الْاَصْفَرِ فَيَغْدِرُوْنَ فَيَأْتُوْنَكُمْ تَحْتَ ثَمَانِيْنَ غَايَةً تَحْتَ كُلِّ غَايَةٍ اِثْنَا عَشَرَ اَلْفًا۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۱۷۹) روایت ہے حضرت عوف ابن مالک سے ا۔ فرماتے ہیں کہ میں غزوہ تبوک میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جب حضور چمڑے کے خیمہ میں تھے ۲۔ تو فرمایا کہ قیامت سے پہلے چھ چیزیں گن لو، میری موت، پھر بیت المقدس کی فتح، پھر عام موت جو تم میں بکریوں کی وبا کی طرح پھیلے گی ۳۔ پھر مال کا بہہ جانا، حتیٰ کہ ایک شخص کو سو دینار دیئے جائیں گے پھر بھی وہ ناراض رہے ۴۔ پھر وہ فتنہ کہ عرب کا کوئی گھر نہ رہے مگر وہ اس میں داخل ہو جائے گا پھر وہ صلح جو تمہارے اور رومیوں کے درمیان ہو گی پھر وہ عہد شکنی کریں گے ۵۔ تو تمہارے مقابل اسی جھنڈوں تلے آئیں گے۔ ہر جھنڈے تلے بارہ ہزار ہوں گے ۶۔ (بخاری)

(۵۱۷۹) ا۔ آپ ابجمی ہیں مشہور صحابی ہیں، غزوہ خیبر اور اس کے بعد کے غزوات میں شریک ہوئے، فتح مکہ کے دن قبیلہ بنی اشجع کا جھنڈا آپ کے ہاتھ میں تھا آخر میں شام میں رہے ۷۳ ہجری میں وفات پائی ۲۔ تبوک خیبر سے پانچ سو میل کیلو میٹر ہے حق یہ ہے کہ یہ شام کے علاقہ میں ہے تبوک کے بعد مان ہے اور مان کے بعد عمان پھر عمان سے قریباً ایک سو کیلو میٹر بیت المقدس ہے۔

marfat.com

کیلو میٹر پانچ فرلانگ کا ہوتا ہے۔ یعنی ہمارے میل سے تین فرلانگ چھوٹا۔ ۲۔ قعاص قاف کے پیش سے بکریوں کی وبائی بیماری جس سے بکری بہت جلد مرجاتی ہے۔ یہ واقعہ بھی عہد فاروقی میں ہو چکا کہ لشکر اسلام بیت المقدس کے قریب عمواس بستی میں تھا۔ وہاں طاعون پھیلا جس سے تین دن میں ستر ہزار آدمی فوت ہو گئے۔ اس وبا کا نام طاعون عمواس ہے یہ اسلام میں پہلا طاعون ہے (اشعہ، مرقات) بعض محدثین نے فرمایا کہ یہ طاعون عمواس میں پھیلا مگر لشکر اسلام جابیا میں تھا۔ عمواس کے قریب عمواس میں اتنے لوگ مرے نہ کہ لشکر میں ۴۔ یہ زیادتی مال خلافت عثمانی میں ہو چکی۔ اس سے متصل ہی میں شہادت عثمان اور بعد کے فتنے جو سارے عرب میں پھیل گئے۔ چنانچہ ارشاد ہوا ثم فتنة الخ ۵۔ بنی اصفر رومیوں کو کہتے ہیں جو روم ابن عیصو ابن اسحاق علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ چونکہ روم زرد رنگ مائل بہ سفیدی تھے اس لئے انہیں اصفر کہتے تھے اور انکی اولاد کو بنی اصفر۔ ۶۔ لشکر کی کل تعداد نوے لاکھ ساٹھ ہزار ہوئی، عہد فاروقی میں جنگ یرموک میں عیسائی سات لاکھ تھے، مسلمان چالیس ہزار مگر یہاں وہ جنگ مراد نہیں۔ یہ جنگ تو شہادت عثمان کے بعد ہے۔ جیسا کہ ثم سے معلوم ہو رہا ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى یَنْزِلَ الرُّوْمُ بِالْاَعْمَاقِ اَوْ بِدَابِقَ فَیَخْرُجُ اِلَیْهِمْ جَیْشٌ مِّنَ الْمَدِیْنَةِ مِنْ خِیَارِ اَهْلِ الْاَرْضِ یَوْمَئِذٍ فَاِذَا تَصَافُّوْا قَالَتِ الرُّوْمُ خَلُّوْا بَیْنَنَا وَبَیْنَ الَّذِیْنَ سَبَوْا مِنَّا نُقَاتِلْهُمْ فَیَقُوْلُ الْمُسْلِمُوْنَ لَا وَاللّٰهِ لَا نُخَلِّیْ بَیْنَكُمْ وَبَیْنَ اِخْوَانِنَا فَیُقَاتِلُوْنَهُمْ فَیَنْهَزِمُ ثُلُثٌ لَا یَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ اَبَدًا وَیُقْتَلُ ثُلُثُهُمْ اَفْضَلُ الشُّهَدَاءِ عِنْدَ اللّٰهِ وَیَفْتَتِحُ الثُّلُثُ لَا یُفْتَنُوْنَ اَبَدًا فَیَفْتَتِحُوْنَ قُسْطُنْطِیْنِیَّةَ فَبَیْنَمَا یَقْتَسِمُوْنَ الْغَنَائِمَ قَدْ عَلَّقُوْا سُیُوْفَهُمْ بِالزَّیْتُوْنِ اِذْ صَاحَ فِیْهِمُ الشَّیْطَانُ اَنَّ الْمَسِیْحَ قَدْ خَلَفَكُمْ فِیْ اَهْلِیْكُمْ فَیَخْرُجُوْنَ وَذٰلِكَ بَاطِلٌ فَاِذَا جَاءُوا الشَّامَ خَرَجَ فَبَیْنَمَا هُمْ یَعُدُّوْنَ لِلْقِتَالِ یُسَوُّوْنَ الصُّفُوْفَ اِذْ اُقِیْمَتِ الصَّلٰوةُ فَیَنْزِلُ عِیْسَى بْنُ

(۵۱۸۰) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ قائم ہو گی قیامت حتی کہ روم اعماق یا دابق میں اتریں گے ۱۔ تو مدینہ سے ایک لشکر ان کی طرف نکلے گا۔ جو اس دن تمام زمین والوں سے بہترین ہو گا ۲۔ تو جب یہ لوگ صف آرا ہوں گے تو روم کہیں گے کہ ہمارے درمیان اور ان کے درمیان جو ہم میں سے قید کر لئے گئے ہٹ جاؤ۔ ہم ان سے جنگ کریں گے ۳۔ تو مسلمان کہیں گے اللہ کی قسم ہم تمہارے اور اپنے بھائیوں کے درمیان علیحدگی نہ کریں گے چنانچہ مسلمان ان سے جنگ کریں گے تہائی بھاگ جائیں گے اللہ ان کی توبہ کبھی قبول نہ کرے گا اور تہائی قتل ہو جائیں گے وہ اللہ کے نزدیک افضل ترین شہید ہیں اور تہائی فتح کریں گے یہ کبھی فتنہ میں مبتلا نہ ہوں گے ۴۔ پھر یہ قسطنطنیہ فتح کریں گے ۵۔ جب کہ یہ غنیمتیں آپس میں تقسیم کرتے ہوں گے اپنی تلواریں زیتون کے درختوں سے لٹکا چکے ہوں گے ۶۔ ان میں شیطان چیخے گا کہ مسیح دجال تمہارے گھروں میں تمہارے پیچھے پہنچ گیا یہ لوگ نکل کھڑے ہوں گے یہ خبر غلط ہو گی ۷۔ پھر جب یہ لوگ شام میں آئیں گے تو دجال ظاہر ہو گا جبکہ یہ جنگ کی تیاری کر رہے ہوں گے ۸۔ صفیں سیدھی کرتے ہوں گے کہ نماز قائم ہو گی۔ تو عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے ۹۔ وہ ان کی

marfat.com

مَرْيَمَ فَأَمَّهُمْ فَإِذَا رَآهُ عَدُوُّ اللّٰهِ ذَابَ كَمَا يَذُوْبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ فَلَوْ تَرَكَهُ لَانْذَابَ حَتّٰى يَهْلِكَ وَلٰكِنْ يَقْتُلُهُ اللّٰهُ بِيَدِهٖ فَيُرِيْهِمْ دَمَهٗ فِيْ حَرْبَتِهٖ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

امامت کریں گے ۱۰۔ پھر جب اللہ کا دشمن انہیں دیکھے گا تو گلنے لگے گا۔ جیسے نمک پانی میں گلتا ہے ۱۱۔ اگر آپ اسے چھوڑ دیتے تو وہ گل جاتا حتی کہ ہلاک ہو جاتا لیکن اللہ اسے آپ کے ہاتھ سے ہلاک کرے گا تو آپ لوگوں کو اس کا خون اپنے نیزے میں دکھائیں گے

(مسلم)

(۵۱۸۲) ۱۔ اعماق مدینہ منورہ کے متصل ایک میدان کا نام ہے اور دابق ب کے فتحہ سے مدینہ پاک کا ایک بازار ہے حلب کے قریب ایک بستی کا نام بھی دابق ہے، بعض نے کہا وہ یہاں مراد نہیں مگر مرقات نے فرمایا کہ یہاں اعماق سے مراد دمشق کے علاقہ کی ایک بستی اور دابق حلب کے پاس کی بستی اور مدینہ سے مراد شہر دمشق ہے نہ کہ مدینہ منورہ کیونکہ اس زمانہ میں مدینہ منورہ ویران ہو گا۔ وہاں کوئی آبادی نہ ہوگی یہ ہی صحیح ہے۔ ۲۔ مدینہ سے مراد شہر دمشق ہے کیونکہ یہ لشکر حضرت امام مہدی کا ہو گا۔ یہ لشکر شام ہی سے نکلے گا۔ اس جنگ کے بعد دجال کا فتنہ نمودار ہو گا۔ ۳۔ اس واقعہ سے پہلے ایک لشکر اسلام رومیوں پر جہاد کر کے ان کے بہت سے قیدی گرفتار کر چکا ہو گا رومی اس وقت مسلمانوں سے کہیں گے کہ ہم تم سے جنگ کرنا نہیں چاہتے ان مسلمانوں کو ہمارے سامنے کر دو جو ابھی کچھ عرصہ پہلے ہم سے لڑ کر ہمارے آدمی قید کر کے لے گئے ہیں، رومیوں کا یہ کہنا محض دھوکے اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کے لئے ہو گا ورنہ ان کے مقصد سب مسلمانوں سے لڑنا ہو گا (اشعہ و مرقات) ۴۔ یعنی اس جنگ میں مسلمانوں کے تین حصے ہو جائیں گے۔ ایک حصہ تو بزدل ہو کر بھاگ جائے گا۔ دوسرا حصہ جنگ میں شہید ہو جائے گا۔ تیسرا حصہ غازی اور فاتح ہو گا بھاگنے والے اول درجہ کے بدنصیب ہوں گے۔ شہید ہونے والے اول درجہ کے شہید، فاتحین اول درجہ کے غازی، غرضیکہ ہر جماعت اول درجہ کی ہو گی، کوئی بد عیسی میں اول درجہ کوئی خوش عیسی میں۔ ۵۔ قسطنطنیہ روم کا مشہور شہر ہے جسے آج استنبول کہتے ہیں۔ یہ ایک بار زمانہ صحابہ کرام میں فتح ہو چکا ہے اور اب تک مسلمانوں کے قبضہ میں ہے یہ پھر مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل جاوے گا اور قریب قیامت پھر مسلمان اسے فتح کریں گے یہاں اس آخری فتح کا ذکر ہے جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے۔ ۶۔ یعنی فتح پا کر نہایت امن و سکون سے ہو چکے ہوں گے۔ اس لئے اپنی تلواریں درختوں سے لٹکا دی ہوں گی۔ امن کی حالت میں غازی ہتھیار جسم سے کھولتے ہیں۔ ۷۔ یعنی تم تو یہاں روم میں امن و امان سے ہو تمہارے وطن شام میں دجال ظاہر ہو گیا۔ اور تمہارے گھروں میں تمہارے بیوی بچے کو بہکا رہا ہے یہ حضرات یہ خبر سنتے ہی یہ غازی دجال سے مقابلہ کرنے کی نیت سے چل پڑیں گے غنیمت وغیرہ کی طرف دھیان نہ دیں گے شام میں پہنچ کر معلوم ہو گا دجال ابھی نہیں نکلا۔ ۸۔ غالباً شام سے مراد بیت المقدس ہے کہ بیت المقدس اگرچہ فلسطین میں ہے مگر فلسطین شام سے بالکل قریب ہے اس لئے شام فرمایا (مرقات) ان کو دجال کے نکلنے کی اب درست اطلاع ہو گی انہیں بیت المقدس میں یہ خبر ملے گی۔ ۹۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول دمشق کے باب لد میں شرقی منارہ پر ہو گا۔ ۱۰۔ اس نماز میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام امامت فرمائیں گے۔ آئندہ بقیہ نمازوں میں امام مہدی امامت کیا کریں گے لہٰذا یہ حدیث حضرت مہدی کی امامت والی حدیثوں کے خلاف نہیں کہ یہاں اس نماز کی امامت مراد ہے۔ وہاں دوسری نمازوں کی امامت۔ ۱۱۔ پہلے عیسیٰ علیہ السلام کی سانس میں مردے زندہ کرنے کی تاثیر تھی۔ اب جو آئیں گے تو ان کی سانس میں زندہ کافروں کو

marfat.com

مردہ کرنے کی تاثیر ہوگی۔ جہاں تک آپ کی نگاہ پہنچے گی وہاں تک آپ کی سانس پہنچے گی اور وہاں تک کے کفار مریں گے۔ دجال آپ کی سانس کی یا نگاہ کی تاثیر سے گھلنے لگے گا مگر آپ جلدی سے اس تک پہنچ کر قتل کریں گے اور جو لوگ اس کو خدا مان چکے تھے انہیں اس مردود کا خون دکھائیں گے کہ لو تمہارا خدا مارا گیا یہ ہے اس کا خون۔ دجال فلسطین یا شام میں مارا جائے گا۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ اولاً دجال بیت المقدس کا محاصرہ کئے ہوگا۔ آپ کو دیکھ کر شام کی طرف بھاگے گا۔ شام کے شروع اور فلسطین کے آخری کنارہ پر مارا جائے گا لہٰذا تمام احادیث متفق ہیں (مرقات)

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اِنَّ السَّاعَةَ لَا تَقُوْمُ حَتّٰى لَا يُقْسَمَ مِيْرَاثٌ وَلَا يُفْرَحَ بِغَنِيْمَةٍ ثُمَّ قَالَ عَدُوٌّ يَجْمَعُوْنَ لِاَهْلِ الشَّامِ وَيَجْمَعُ لَهُمْ اَهْلُ الْاِسْلَامِ يَعْنِي الرُّوْمَ فَيَشْتَرِطُ الْمُسْلِمُوْنَ شُرْطَةً لِلْمَوْتِ لَا تَرْجِعُ اِلَّا غَالِبَةً فَيَقْتَتِلُوْنَ حَتّٰى يَحْجُزَ بَيْنَهُمُ اللَّيْلُ فَيَفِيْءُ هٰؤُلَاءِ وَهٰؤُلَاءِ كُلٌّ غَيْرُ غَالِبٍ وَتَفْنَى الشُّرْطَةُ ثُمَّ يَشْتَرِطُ الْمُسْلِمُوْنَ شُرْطَةً لِلْمَوْتِ لَا تَرْجِعُ اِلَّا غَالِبَةً فَيَقْتَتِلُوْنَ حَتّٰى يَحْجُزَ بَيْنَهُمُ اللَّيْلُ فَيَفِيْءُ هٰؤُلَاءِ وَهٰؤُلَاءِ كُلٌّ غَيْرُ غَالِبٍ وَتَفْنَى الشُّرْطَةُ ثُمَّ يَشْتَرِطُ الْمُسْلِمُوْنَ شُرْطَةً لِلْمَوْتِ لَا تَرْجِعُ اِلَّا غَالِبَةً فَيَقْتَتِلُوْنَ حَتّٰى يُمْسُوْا فَيَفِيْءُ هٰؤُلَاءِ وَهٰؤُلَاءِ كُلٌّ غَيْرُ غَالِبٍ وَتَفْنَى الشُّرْطَةُ فَاِذَا كَانَ يَوْمُ الرَّابِعِ نَهَدَ بَقِيَّةُ اَهْلِ الْاِسْلَامِ فَيَجْعَلُ اللّٰهُ الدَّبْرَةَ عَلَيْهِمْ فَيَقْتَتِلُوْنَ مَقْتَلَةً لَمْ يُرَ مِثْلُهَا حَتّٰى اِنَّ الطَّائِرَ لَيَمُرُّ بِجَنَبَاتِهِمْ فَلَا يُخَلِّفُهُمْ حَتّٰى يَخِرَّ مَيِّتًا فَيَتَعَادُّ بَنُو الْاَبِ كَانُوْا مِائَةً فَلَا يَجِدُوْنَهٗ بَقِيَ مِنْهُمْ اِلَّا الرَّجُلُ الْوَاحِدُ فَبِاَيِّ غَنِيْمَةٍ يُفْرَحُ اَوْ اَيِّ مِيْرَاثٍ يُقْسَمُ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ اِذْ سَمِعُوْا بِاَبَاسٍ هُوَ اَكْبَرُ مِنْ ذٰلِكَ فَجَاءَهُمُ الصَّرِيْخُ اَنَّ الدَّجَّالَ قَدْ خَلَفَهُمْ فِيْ ذَرَارِيِّهِمْ

(۵۱۸۱) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود سے فرماتے ہیں کہ قیامت قائم نہ ہوگی۔ حتیٰ کہ میراث بانٹی نہ جائے ۱؎ اور غنیمت سے خوشی نہ منائی جائے ۲؎ پھر فرمایا کہ قوی دشمن جمع ہوں گے شام والوں کے مقابل اور ان کے مقابلہ میں مسلمان جمع ہوں گے یعنی رومیوں کے مقابل ۳؎ تو مسلمان ایک دستہ منتخب کریں گے موت کے لئے نہ غالب ہوئے نہ لوٹیں گے ۴؎ پس سخت جنگ کریں گے حتیٰ کہ ان کے درمیان رات آڑ ہو جاوے گی تو یہ بھی لوٹ جائیں گے اور وہ بھی کوئی غالب نہ ہوگا ۵؎ اور یہ دستہ فنا ہو جاوے گا ۶؎ پھر مسلمان موت کی شرط لگائیں گے کہ بغیر غالب ہوئے نہ لوٹیں گے ۷؎ تو عظیم جنگ کریں گے حتیٰ کہ ان کے درمیان رات آڑے آجاوے گی تو یہ اور راہ لوٹ جائیں گے۔ کوئی غالب نہ ہوگا۔ اور دستہ فنا ہو جاوے گا مگر پھر مسلمان موت کی شرط لگائیں گے کہ بغیر غالب ہوئے نہ لوٹیں گے تو عظیم جنگ کریں گے۔ حتیٰ کہ شام ہو جاوے گی تو یہ اور وہ لوٹ جائیں گے کوئی غالب نہ ہوگا ۸؎ اور شرط فنا ہو چکے گی۔ پھر جب چوتھا دن ہوگا تو کفار کی طرف بچے کھچے مسلمان اٹھ کھڑے ہوں گے ۹؎ تو اللہ ان کفار پر شکست ڈال دے گا ۱۰؎ تو مسلمان اس طرح قتل کریں گے کہ اس جیسا نہ دیکھا گیا ہوگا ۱۱؎ حتیٰ کہ پرندہ ان کے اردگرد گزرے گا تو انہیں پیچھے نہ چھوڑے سکے گا ۱۲؎ حتیٰ کہ گر کر مر جاوے ۱۳؎ تو ایک دادا کی اولاد جو سو تھی گنی جاوے گی تو ان میں سے ایک کے سوا کسی کو باقی نہ پائیں گے ۱۴؎ تو کون سی غنیمت سے خوشی منائی

marfat.com

فَيَرْفُضُونَ مَا فِي أَيْدِيهِمْ وَيُقْبِلُونَ فَيَبْعَثُونَ عَشَرَ فَوَارِسَ طَلِيعَةً قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَعْرِفُ أَسْمَاءَهُمْ وَأَسْمَاءَ آبَائِهِمْ وَأَلْوَانَ خُيُولِهِمْ هُمْ خَيْرُ فَوَارِسَ أَدْرَكَهُمْ خَيْرُ فَوَارِسَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

جاوے اور کون سی میراث بانٹی جاوے ۱۵۔ جب وہ اس حالت میں ہوں گے کہ اچانک اس سے بڑی جنگ سنیں گے کہ ان تک ایک چیخ آوے گی کہ دجال ان کے پیچھے ان کے بچوں میں پہنچ گیا ۱۶۔ تو وہ لوگ چھوڑ دیں گے۔ جو کچھ ان کے ہاتھوں میں ہے۔ اور ادھر متوجہ ہو جائیں گے ۱۷۔ تو وہ دس سوار جاسوس بھیجیں گے ۱۸۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ان کے نام ان کے باپ دادوں کے نام اور ان کے گھوڑوں کے رنگ پہچانتا ہوں ۱۹۔ وہ لوگ اس دن روئے زمین پر بہترین سوار ہوں گے ۲۰۔ (مسلم)

(۵۱۸۱) ۱۔ یعنی قریب قیامت مقتول اس قدر زیادہ ہوں گے کہ ان کے بچے کھچے وارث میراث آپس میں نہ بانٹیں گے یا مال اس قدر زیادہ ہو چکا کہ لوگ اپنے مورثوں کی میراث نہ بانٹیں گے کہ ہمارے پاس خود اپنا مال اتنا ہے کہ دوسرے مال کا ہم کیا کریں یا اس لئے کہ اس زمانہ میں کوئی عالم نہ ہو گا جو شریعت کے مطابق میراث تقسیم کرے یا بادشاہوں کا ظلم اتنا بڑھا ہوا ہو گا کہ مردوں کے مال کی میراث تقسیم نہ ہونے دیں گے۔ سب اپنے بیت المال میں جمع کر دیں گے مگر پہلے معنی زیادہ قوی ہیں جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے۔ ۲۔ اس فرمان عالی کے بھی وہ ہی مطلب ہیں جو ابھی عرض کئے گئے کہ لوگ بہت زیادہ شہید ہو چکے ہوں گے۔ باقی غازی غنیمت تقسیم نہ کریں گے۔ جب سو میں سے ایک یا ہزار میں سے ایک بچے تو وہ کیا غنیمت تقسیم کرے یا ظالم بادشاہ غنیمت کا مال خود کھا جائیں گے وغیرہ۔ ۳۔ یہ تفسیر سیدنا ابن مسعود کی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ شامی مسلمان اور رومی کفار کی جنگ ہو گی یہ اجتماع اسی جنگ کے لئے ہو گا۔ عدو سے مراد رومی کفار ہیں۔ ۴۔ یعنی اس جنگ میں شرط لگا کر نکلیں گے کہ یا فتح کریں گے یا شہید ہو جائیں گے ہم پیٹھ نہ دکھائیں گے۔ عجیب جذبہ سے جائیں گے یہ شام کے مسلمان ہوں گے۔ یا شرط شین کے پیش سے فوج کا اگلا دستہ جو دشمن کے مقابل جاوے۔ ۵۔ یعنی جنگ ختم نہ ہو گی بلکہ بند ہو گی وہ بھی رات آجانے کی وجہ سے آج کل کی موجودہ جنگیں جو راکٹ، بم، ہوائی جہازوں سے ہوتی ہیں وہ بھی رات میں ہلکی پڑ جاتی ہیں۔ فوجی جنگ تو بہت ہی ہلکی ہو جاتی ہے۔ شہروں پر بم باری بھی ہلکی ہو جاتی ہے۔ ۶۔ یعنی مسلمانوں کا اور کفار کا اگلا دستہ ختم ہو چکا ہو گا۔ مسلمان جام شہادت پی چکے ہوں گے یہ مطلب نہیں کہ صرف مسلمانوں کا دستہ شہید ہو جاوے ورنہ کفار کی فتح ہو جاتی ہے۔ لہٰذا حدیث واضح ہے۔ خیال رہے کہ اس لڑنے والے دستہ کے ساتھ مدد کے لئے اور مسلمان بھی ہوں گے دستہ شہید ہو جاوے گا۔ بقیہ مسلمان لوٹ جاویں گے۔ لہٰذا فرمان عالی پر یہ اعتراض نہیں کہ جب یہ دستہ شہید ہو گیا تو واپس کون لوٹا (مرقات) اور اگر شرط ۔ بمعنی شرط ہو تو مطلب ظاہر ہے کہ یہ شرط ختم ہو جاوے گی بغیر غلبہ واپس ہو گی۔ ۷۔ یہاں بھی شرط میں دو احتمال ہیں۔ شین کے فتح سے ۔ بمعنی شرط لگانا اور شین کے پیش سے ۔ بمعنی دستہ فوج کا تیار کرنا (مرقات) ۸۔ ان آخری دونوں جملوں کے وہ ہی دو معنی ہیں جو ابھی عرض کئے گئے۔ کہ یا تو وہ غازیوں کا دستہ شہید ہو جاوے گا۔ باقی مسلمان لوٹ جائیں گے یا ان کی یہ شرط ختم ہو جاوے گی بغیر غلبہ کے واپسی ہو گی۔ ۹۔ فہد اور نہض دونوں کے معنی ہیں اٹھ کھڑا ہونا، یعنی غازیان اسلام ان تین دن کی تکالیف کے بعد ہمت نہ ہاریں گے بلکہ ان میں جوش و خروش

marfat.com

بڑھتا ہی جاوے گا۔ اب چوتھی بار بچے کھچے مسلمان کفار پر یلغار کر دیں گے ۱۰۔ دبرہ بنا ہے دبر سے ۔ بمعنی پیچھا یہاں مراد ہے پیچھے کو بھاگنا' یعنی بھاگڑ پڑ جانا علیہم کا مرجع کفار روم' میں یعنی اس چوتھے جملہ میں اللہ تعالیٰ کفار روم میں بھاگڑ ڈال دے گا کہ وہ پیٹھ پھیر کر مسلمانوں کے مقابلہ سے بھاگ کھڑے ہوں گے۔ ۱۱۔ یعنی کفار میں بھاگڑ پڑ جانے پر ان کا قتل عام ہو جاوے گا۔ مسلمانوں کے ہاتھوں بہت ہی کفار مارے جائیں گے۔ ایسا قتل عام اس سے پہلے نہ دیکھا گیا ہو گا۔ ۱۲۔ پرندہ سے مراد عام چڑیا ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ اس سے کوا مراد ہو یہ فرمان عالی ان لاشوں کی زیادتی بتانے کے لئے ہے۔ خواہ پرندہ اڑے یا نہ اڑے۔ ۱۳۔ یا تو لاشوں کی بدبو سے مریں گے یا ان کی زیادتی کی وجہ سے کہ اتنی دور تک لاشیں پڑی ہوں گی کہ اس کا فاصلہ پرندہ طے نہ کر سکے گا۔ اڑتے اڑتے مر جاوے گا مگر فاصلہ طے نہ ہو گا۔ یہ آخری احتمال قوی ہے۔ شاعر کہتا ہے شعر:۔

☆ لا یبلغ السمک المحصور غایتها ☆ لبعد مابین فاصیها ود اتینها ☆

۱۴۔ وہ تو کفار مقتولین کا حال تھا۔ اب مسلمان شہداء کی تعداد سنو کہ یہ بقیہ غازی اپنے بچے کھچوں کو شمار کریں گے تو حالت یہ ہو گی کہ جس قبیلہ کے سو آدمی جہاد میں آئے تھے ان میں سے ایک بچا ہو گا ننانوے شہید ہو چکے ہوں گے۔ یعنی ایک فی صد بچے گا۔ اللہ کی پناہ۔ ۱۵۔ وہ جو پہلے ارشاد ہوا تھا کہ غنیمت تقسیم نہ کی جاوے میراث نہ بٹے گی۔ اس کی وجہ یہ ارشاد ہوئی۔ یعنی جب سو میں ایک بچا تو وہ کس کس کی میراث لے اور کیا غنیمت تقسیم کرے لہٰذا یہ ہی احتمال قوی ہے کہ زیادہ مردوں کی وجہ سے یہ کام ہو گا۔ ۱۶۔ یہ خبر درست ہو گی واقعی دجال نمودار ہو چکا ہو گا۔ پہلی بار جو خبر اڑی تھی وہ غلط تھی۔ جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا۔ ۱۷۔ اپنے بال بچوں کو دجال سے بچانے کے لئے نہ کہ دجال سے جنگ کرنے کے لئے۔ کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری سے پہلے تو اس سے جنگ ہو گی ہی نہیں۔ اور جناب مسیح کی تشریف آوری پر وہ قتل ہو گا۔ جنگ جب بھی نہ ہو گی۔ ۱۸۔ طلیعہ بنا ہے طلع سے بمعنی خبر اسی سے ہے اطلاع یعنی خبر دینا یا خبر پانا۔ طلیعہ واحد کے لئے بھی آتا ہے۔ جمع کے لئے بھی یعنی مسلمان دس سواروں کو دجال کی خبر کی تحقیقات کے لئے بھیجیں گے کہ واقعی وہ نکلا ہے یا پہلے کی طرح یہ خبر بھی غلط ہے اگر نکلا ہے تو کہاں ہے کیا کر رہا ہے۔ ۱۹۔ یہ فرمان عالی ان دس حضرات کی عزت افزائی کے لئے ہے ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ساری مخلوق کے نام کام ان کی حرکات سکنات جانتے ہیں۔ کیوں نہ جانیں کہ حضور سب کے گواہ اور نگران ہیں۔ رب فرماتا ہے **ویکون الرسول علیکم شهیدا** خود فرمایا **لا یخفی علی رکرعکم ولا سجودکم ولا خشوعکم** (تاقیامت کے) مجھ پر تمہارے رکوع سجدے دل کا خشوع خضوع پوشیدہ نہیں' میں تم سب کے ظاہری اعمال دل کے احوال جانتا ہوں' یہ ہے حضور انور کا غیب کلی صلی اللہ علیہ وسلم حضور ان سب کو ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ ۲۰۔ روئے زمین فرما کر فرشتوں کو علیحدہ فرما دیا اور اس دن فرما کر حضرات صحابہ عشرہ مبشرہ وغیرہم کو علیحدہ فرما دیا یعنی اس زمانہ کے موجود مسلمانوں میں سب سے بہتر و افضل یہ لوگ ہوں گے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ سَمِعْتُمْ بِمَدِیْنَةٍ جَانِبٌ مِّنْهَا فِی الْبَرِّ وَجَانِبٌ مِّنْهَا فِی الْبَحْرِ قَالُوْا نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَغْزُوَهَا سَبْعُوْنَ اَلْفًا مِّنْ بَنِیْ اِسْحٰقَ فَاِذَا جَآءُوْهَا

(۵۱۸۲) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے وہ شہر سنا ہے جس کا ایک کنارہ خشکی میں ہے اور اس کا دوسرا کنارا دریا میں ۱۔ لوگوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ فرمایا قیامت قائم نہ ہو گی حتی کہ اس پر اولاد اسحاق کے ستر ہزار غازی غزوہ کریں گے ۲۔ تو جب وہاں پہنچیں گے تو اتریں

marfat.com

نَزَلُوْا فَلَمْ يُقَاتِلُوْا بِسِلَاحٍ وَلَمْ يَرْمُوْا بِسَهْمٍ قَالُوْا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ فَيَسْقُطُ أَحَدُ جَانِبَيْهَا قَالَ ثَوْرُ بْنُ يَزِيْدَ الرَّاوِيْ لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ الَّذِيْ فِي الْبَحْرِ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ الثَّانِيَةَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ فَيَسْقُطُ جَانِبُهَا الْآخَرُ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ الثَّالِثَةَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ فَيُفْرَجُ لَهُمْ فَيَدْخُلُوْهَا فَيَغْنَمُوْنَ فَبَيْنَمَا هُمْ يَقْتَسِمُوْنَ الْمَغَانِمَ إِذْ جَاءَهُمُ الصَّرِيْخُ فَقَالَ إِنَّ الدَّجَّالَ قَدْ خَرَجَ فَيَتْرُكُوْنَ كُلَّ شَيْءٍ وَيَرْجِعُوْنَ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

گے تو نہ تو ہتھیاروں سے جنگ کریں گے نہ کوئی تیر پھینکیں گے کہیں گے لا الہ الا اللہ واللہ اکبر تو اس کا ایک کنارہ گر جاوے گا ۳۔ تو ابن یزید راوی کہتے ہیں ۴۔ کہ میں نہیں جانتا اس کے سواء کہ فرمایا وہ کنارہ جو دریا میں ہے ۵۔ پھر وہ دوبارہ کہیں گے لا الہ الا اللہ واللہ اکبر تو ان کے لئے کھول دیا جاوے گا ۶۔ چنانچہ یہ لوگ غنیمت لیں گے جب وہ غنیمتیں تقسیم کر رہے ہوں گے ۷۔ تو اچانک ان تک ایک چیخ آئے گی کوئی کہے گا کہ دجال نکل آیا تو وہ ہر چیز چھوڑ دیں گے اور لوٹ جائیں گے ۸۔ (مسلم)

(۵۱۸۲) ۱۔ یہ تو تمام شارحین کہتے ہیں کہ یہ شہر ملک روم میں ہے' اس میں گفتگو ہے کہ کونسا شہر ہے۔ بعض نے فرمایا کہ وہ قسطنطنیہ ہے مگر یہ قوی نہیں' کیونکہ قسطنطنیہ تو بڑی جنگ سے فتح ہوگا نہ کہ اس طرح بعض نے فرمایا کہ وہ شہر رومیہ ہے یعنی سلطان روم کا پایہ تخت' بعض نے فرمایا کہ وہ بور طیا بستی ہے جس کی دیوار اکیس ہاتھ اونچی ہے۔ اس کا گز جا بہت لمبا ہے۔ اس کے بیچ میں تانبے کے گھوڑے کا مجسمہ ہے۔ جس پر سوار کا مجسمہ ہے۔ اس سوار کے ہاتھ سونے کا گولہ ہے۔ یہ قسطنطین کا مجسمہ ہے۔ قسطنطین وہ شخص ہے۔ جس نے شہر قسطنطنیہ آباد کیا۔ بعض نے فرمایا کہ وہ کوئی اور شہر ہے جس کا نام معلوم نہ ہو سکا یہ ہی درست ہے۔ واللہ اعلم (مرقات) ۲۔ یہ لوگ ملک شام کے کرد قوم کے ہوں گے جو بنی اسرائیل ہیں مگر مسلمان ہیں۔ جیسے حضرت عبد اللہ ابن سلام کہ اسرائیلی ہیں اور مومن بلکہ حضور کے صحابی ہیں۔ ۳۔ یعنی ان غازیوں کے نعرہ تکبیر سے اس شہر میں زلزلہ آجاوے گا۔ جس سے اس کا یہ کنارہ گر جاوے گا۔ معلوم ہوا کہ جہاد کے وقت نعرہ تکبیر لگانا درست بھی ہے مفید بھی۔ ۴۔ ثور ابن یزید تابعی ہیں ان کی کنیت ابو خالد ہے حمص کے رہنے والے ہیں حافظ ہیں ثقہ ہیں مگر قدریہ ہو گئے تھے ۱۵۵ھ میں وفات ہوئی ۵۔ یعنی پہلے نعرہ پر دریا کے جانب والا کنارہ کرے گا بعد والی تکبیروں سے دوسرے کنارے کریں گے۔ ۶۔ حدیث بالکل ظاہر ہے کسی تاویل کی ضرورت نہیں واقعی یہ شہر صرف نعرہ تکبیر سے فتح ہوگا۔ اللہ کا ذکر جب مشکل کشا ہے تو اس وقت شہر کتنا بھی ہو گا مگر انہیں کی زبان پر فتح ہوگا۔ ۷۔ چونکہ یہ شہر صلح سے فتح نہ ہوگا بلکہ طاقت سے فتح ہوگا اس لئے وہاں کے مال غنیمت ہوں گے لہٰذا حدیث پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۸۔ اپنے وطن لوٹ جائیں گے دجال کا مقابلہ اپنے بچوں کی حفاظت کے لئے ہوگا۔ غنیمتیں یہاں ہی چھوڑ دیں گے۔ غنیمتیں اپنے ساتھ نہ لے جائیں گے۔ تاکہ ہلکے ہو کر جلد وطن پہنچیں۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

دوسری فصل

وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمْرَانُ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ خَرَابُ يَثْرِبَ وَخَرَابُ يَثْرِبَ خُرُوْجُ الْمَلْحَمَةِ وَخُرُوْجُ الْمَلْحَمَةِ فَتْحُ قُسْطُنْطِيْنِيَّةَ وَفَتْحُ

(۵۱۸۳) روایت ہے حضرت معاذ ابن جبل سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بیت المقدس کی آبادی ۱۔ مدینہ طیبہ کی ویرانی ہے ۲۔ اور مدینہ کی ویرانی بڑی جنگ کا ظہور ہے ۳۔ اور بڑی جنگ کا ظہور قسطنطنیہ کی فتح ہے اور قسطنطنیہ کی فتح دجال

marfat.com

قُسْطُنْطِيْنِيَّةَ خُرُوْجُ الدَّجَّالِ - (رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ) کا نکلنا ہے ۴۔ (ابوداؤد)

(۵۱۸۳) ۱۔ بعض شارحین نے کہا کہ قریب قیامت بیت المقدس ویران ہو جاوے گا۔ کچھ عرصہ کے بعد آباد ہو گا۔ مگر یہ درست نہیں بیت المقدس کبھی ویران نہ ہو گا۔ بلکہ اس سے مراد بیت المقدس کی بہت آبادی ہے۔ یعنی وہاں پانی کی فراوانی شہروں کی روانی اعلیٰ عمارتوں کی تعمیر یہ قریب قیامت ہو گی۔ (مرقات) ۲۔ اب مدینہ منورہ کو یثرب کہنا منع ہے۔ یہ فرمان عالی ممانعت سے پہلے کا ہے۔ یثرب بنا ہے ثرب سے۔ بمعنی آفت و تکلیف یثرب کے معنی ہیں آفتوں تکلیفوں کی جگہ چونکہ مدینہ کی زمین وبائی امراض کا مرکز بلکہ سرچشمہ تھی۔ اس لئے اسے یثرب کہتے تھے۔ حضور کی برکت سے وہ جگہ دار الشفاء بن گئی وہاں کی خاک شفا ہو گئی۔ لہٰذا اس کا نام اب طیبہ ہے۔ بعض نے کہا کہ یثرب اس شخص کا نام ہے جس نے مدینہ بسایا تھا۔ (اشعہ) مگر اس کی ابتداء ڈالنے والا تبع ہے جس کا واقعہ ہم نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے۔ ۳۔ یہ بڑی جنگ وہ ہے جس کا ذکر ابھی ہو چکا کہ اس میں نی صد ایک آدمی بچے گا (مرقات و اشعہ) ۴۔ یعنی قسطنطنیہ کی فتح دجال نکلنے کی علامت ہو گی۔ اس سے قریب ہی دجال نکلے گا۔ یہ مطلب نہیں کہ اس کے متصل لہٰذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں کہ فتح بیت المقدس پر شیطان پکارے گا کہ دجال نکل آیا مگر یہ خبر جھوٹی ہو گی۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَلْحَمَةُ الْعُظْمٰى وَفَتْحُ الْقُسْطُنْطِيْنِيَّةِ وَخُرُوْجُ الدَّجَّالِ فِيْ سَبْعَةِ اَشْهُرٍ - (التِّرْمِذِيُّ)

(۵۱۸۴) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بڑی جنگ ۱۔ اور قسطنطنیہ کی فتح اور دجال کا نکلنا سات مہینوں میں ہو گا ۲۔ (ترمذی، ابوداؤد)

(۵۱۸۴) ۱۔ بعض روایات میں **الملحمته** الکبریٰ ہے۔ اس جنگ عظیم سے مراد غالباً وہ جنگ ہے جس میں سو آدمیوں میں سے ایک بچے گا ننانوے ہلاک ہو جائیں گے۔ ۲۔ یہ مدت مسلمانوں کے اس شہر کی طرف متوجہ ہونے کے لحاظ سے ہے اور سات ماہ کی یہ روایت بہت ضعیف ہے اس کے بعض راوی مجروح ہیں (اشعہ)

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَ الْمَلْحَمَةِ وَفَتْحِ الْمَدِيْنَةِ سِتُّ سِنِيْنَ وَيَخْرُجُ الدَّجَّالُ فِي السَّابِعَةِ - (رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ) وَقَالَ هٰذَا اَصَحُّ

(۵۱۸۵) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن بسر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑی جنگ اور شہر کی فتح کے درمیان چھ سال کا فاصلہ ہے اور ساتویں سال دجال نکلے گا ۱۔ (ابوداؤد) اور فرمایا یہ صحیح ترین ہے۔

(۵۱۸۵) ۱۔ یہ حدیث پچھلی حدیث کے خلاف ہے۔ جس میں سات ماہ کا ذکر ہے۔ لہٰذا یا تو یہاں شہر سے مراد قسطنطنیہ کے علاوہ کوئی اور شہر ہے اور وہاں قسطنطنیہ شہر کی فتح کا ذکر تھا یا وہ حدیث مجروح ہے۔ یہ حدیث صحیح اس لئے یہاں فرمایا کہ ھذا اصح، یہ زیادہ صحیح ہے۔ لہٰذا سات ماہ کی روایت صحیح نہیں (لمعات) مرقات نے فرمایا کہ اس جنگ سے کوئی اور جنگ مراد ہے۔ اور یہاں دوسری جنگ مراد اس گزشتہ جنگ سے سات ماہ بعد دجال نکلے گا۔ اور اسی جنگ سے سات سال بعد۔ لہٰذا دونوں حدیثیں درست ہیں۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ يُوْشِكُ الْمُسْلِمُوْنَ اَنْ يُّحَاصَرُوْا اِلَى الْمَدِيْنَةِ حَتّٰى يَكُوْنَ اَبْعَدَ مَسَالِحِهِمْ سَلَاحٌ وَسَلَاحٌ قَرِيْبٌ

(۵۱۸۶) روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں کہ قریب ہے مسلمان مدینہ منورہ کی طرف محصور کر دیئے جاویں ۱۔ حتیٰ کہ ان کی آخری سرحد مقام سلاح ہو اور سلاح خیبر سے قریب ہے ۲۔

marfat.com

مِّنْ خَيْبَرَ۔ (رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ) (ابوداؤد)

(۵۱۸۶) ۱۔ یعنی مسلمانوں کو دنیا میں کہیں پناہ نہ ملے گی۔ تمام دنیا کے مسلمان سمٹ کر مدینہ منورہ میں پناہ لیں گے مدینہ منورہ کے اندر رہے اور کوئی مدینہ منورہ سے باہر جو طرفہ اسی شہر پاک کی حفاظت کے لئے۔ غرضیکہ مسلمان صرف یہاں ہی ہوں گے۔ ۲۔ یعنی مسلمانوں کی آخری سرحد مقام سلاح ہو گا۔ خیبر سے قریب ایک جگہ ہے۔ اور خیبر مدینہ منورہ سے قریباً ایک سو نوے کیلو میٹر ہے۔ ایک کیلو پانچ فرلانگ کا ہوتا ہے۔ مسلمان اپنے اس ملک کی حفاظت کے لئے مقام سلاح میں چھاؤنیاں بنا کر یہاں ہی رہیں گے آس پاس سارے کفار ہوں گے غرضیکہ مسلمان اس وقت بہت سخت تنگی میں ہوں گے دنیا بھر کے مسلمان صرف ڈیڑھ سو میل کے رقبہ میں آباد ہوں گے۔

وَعَنْ ذِيْ مِخْبَرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ سَتُصَالِحُوْنَ الرُّوْمَ صُلْحًا اٰمِنًا فَتَغْزُوْنَ اَنْتُمْ وَهُمْ عَدُوًّا مِّنْ وَّرَآئِكُمْ فَتُنْصَرُوْنَ وَتَغْنَمُوْنَ وَتَسْلَمُوْنَ ثُمَّ تَرْجِعُوْنَ حَتّٰى تَنْزِلُوْا بِمَرْجٍ ذِيْ تُلُوْلٍ فَيَرْفَعُ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ النَّصْرَانِيَّةِ الصَّلِيْبَ فَيَقُوْلُ غَلَبَ الصَّلِيْبُ فَيَغْضَبُ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَيَدُقُّهٗ فَعِنْدَ ذٰلِكَ تَغْدِرُ الرُّوْمُ وَتَجْمَعُ لِلْمَلْحَمَةِ وَذَادَ بَعْضُهُمْ فَيَثُوْرُ الْمُسْلِمُوْنَ اِلٰى اَسْلِحَتِهِمْ فَيَقْتَتِلُوْنَ فَيُكْرِمُ اللّٰهُ تِلْكَ الْعِصَابَةَ بِالشَّهَادَةِ۔

(رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ)

(۵۱۸۷) روایت ہے ذی مخبر سے ۱۔ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ تم روم سے امن و امان والی صلح کرو گے تو تم اور وہ اپنے سامنے والے دشمن سے جنگ کرو گے ۲۔ تو تم کو فتح دی جاوے گی اور تم غنیمت حاصل کرو گے اور سلامت رہو گے ۳۔ پھر تم لوٹو گے حتی کی ٹیلوں والی چراگاہ میں اترو گے ۴۔ تو عیسائیوں میں ایک شخص صلیب اٹھا کر کے گا کہ صلیب غالب آگئی ۵۔ تو مسلمانوں میں سے ایک شخص غضب ناک ہو کر اسے توڑ دے گا ۶۔ اس وقت روم عہد شکنی کریں گے اور جنگ کے لئے جمع ہو جائیں گے بعض راویوں نے یہ زیادہ فرمایا کہ پھر مسلمان اپنے ہتھیاروں کی طرف جوش سے بڑھیں گے ۷۔ پھر جنگ کریں گے تو اللہ اس جماعت کو شہادت سے عزت دے گا ۸۔ (ابوداؤد)

(۵۱۸۷) ۱۔ ذی مخبر نجاشی یعنی شاہ حبشہ کے بھتیجے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص خادم آپ سے کئی صحابہ و تابعین نے روایات لیں۔ مخبر م کے کسرہ اور خ کے سکون سے ہے ب کے فتح سے آپ کے حالات معلوم نہ ہو سکے ۲۔ یعنی تم مسلمان اور رومی عیسائی دونوں مل کر مشترکہ دشمن سے جنگ کرو گے وہ دشمن غالباً مشرکین ہوں گے۔ یہ احتمال ضعیف ہے کہ وہ دشمن یہود ہوں گے ۳۔ یعنی اس جنگ میں تم کو مالی و جانی نقصان بہت کم ہو گا۔ مگر فتح بہت شاندار ہو گی اور غنیمت بیشمار حاصل ہو گی۔ ۴۔ یعنی غنیمت تقسیم کرنے کے لئے تم اور عیسائی ایک سبزہ زار میدان میں اطمینان سے جمع ہوؤ گے معلوم ہوا کہ کفار کے ساتھ مل کر جہاد کرنا جائز ہے ۵۔ ہمارے ملک میں صلیب کو ایکس کی شکل پر دکھاتے ہیں اسی طرح مگر صلیب کی شکل ایسی ہے جیسے انگریزی ٹائی کی نوک اوپر نکلی ہوئی + اسی طرح عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سولی اس شکل کی لکڑی پر دی گئی۔ اس موقع پر ایک رومی عیسائی کہے گا کہ یہ فتح ہماری صلیب کی برکت سے ہوئی۔ ۶۔ اور صلیب توڑ کر کہے گا کہ فتح ہمارے کلمہ طیبہ کی برکت سے ہوئی تیری صلیب کی کوئی حقیقت نہیں اس پر ان کی آپس میں جنگ چھڑ جائے گی جیسا کہ آگے ارشاد ہے۔ ۷۔ یعنی غنیمت

marfat.com

وغیرہ کو چھوڑ کر ہتھیار اٹھائیں گے۔ سخت جنگ ہوگی۔ ۸۔ یعنی اس جنگ میں مسلمان زیادہ شہید ہوں گے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اتْرُكُوا الْحَبَشَةَ مَا تَرَكُوكُمْ فَإِنَّهُ لَا يَسْتَخْرِجُ كَنْزَ الْكَعْبَةِ إِلَّا ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ۔ (رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

(۵۱۸۸) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمرو سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا حبشہ کو چھوڑے رہو۔ جب تک وہ یمن چھوڑے رہیں ۱۔ کیونکہ کعبہ کا خزانہ نہ نکالے گا مگر حبشہ کا ایک چھوٹی پنڈلیوں والا ۲۔ (ابوداؤد)

(۵۱۸۸) ۱۔ اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ ملک حبشہ آخر زمانہ میں مسلمانوں سے نکل جاوے گا اور وہاں کے باشندے عیسائی یا یہودی ہو جاویں گے فرمایا گیا کہ تم اس زمانہ میں حبشہ سے جنگ کی ابتداء نہ کرنا۔ لہٰذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ عہد صحابہ میں حبشہ فتح ہوا بلکہ حضور انور کے زمانہ میں حبشہ میں اسلام پھیلا حتیٰ کہ مسلمان مہاجرین کو پہلے حبشہ میں ہی پناہ ملی اب بھی حبشہ مسلمانوں کا ملک ہے اور وہاں کے باشندے پختہ مسلمان ہیں۔ حضرت بلال حبشی ہی تھے نہ یہ اعتراض ہے کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ **اقتلوهم حيث وجدتموهم** پھر حضور انور حبشہ کے جہاد سے کیوں منع فرما رہے ہیں کیونکہ یہ حکم قریب قیامت کے وقت کے لئے ہے ۲۔ مشہور یہ ہے کہ خانہ کعبہ کے نیچے بہت بادشاہوں کا خزانہ مدفون ہے وہ شخص اس خزانہ کے لئے خانہ کعبہ ڈھائے گا۔ یہ واقعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد ہوگا۔ جب قران مجید کے ورق سادہ رہ جائیں گے اور دنیا میں کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ رہے گا۔ یعنی قیامت سے بالکل متصل۔ خیال رہے کہ رب کا فرمان **من دخله كان امنا** حکم ہے خبر نہیں یعنی جو حرم کعبہ میں آجاوے اسے امن دے دو یہ مطلب نہیں کہ اسے امن رہے گی۔ لہٰذا یہ حدیث اس آیت شریفہ کے خلاف نہیں۔ یہ حبشی کافر ہوگا عیسائی یا یہودی واللہ اعلم۔

وَعَنْ رَجُلٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعُوا الْحَبَشَةَ مَا دَعُوكُمْ وَاتْرُكُوا التُّرْكَ مَا تَرَكُوكُمْ۔ (رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ)

(۵۱۸۹) روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک صاحب ۱۔ نے فرمایا' فرمایا حبشیوں کو چھوڑے رہو۔ جب تک وہ تمہیں چھوڑے رہیں اور چھوڑے رہو تم ترک کو جب تک چھوڑے رہیں تم کو ۲۔ (ابوداؤد' نسائی)

(۵۱۸۹) ۱۔ ان صاحب کا نام شریف معلوم نہ ہو سکا مگر چونکہ سارے صحابہ عادل ہیں۔ ان میں فاسق کوئی نہیں اس لئے یہ حدیث مجہول نہ ہوگی۔ صحیح رہے گی۔ ہم ابھی گزشتہ حدیث میں بتا چکے کہ حبشہ سے کون سے حبشی لوگ مراد ہیں اور یہ حکم کس وقت کے لئے ہے لہٰذا حدیث واضح ہے۔ ۲۔ ترک سے مراد قوم یاجوج ماجوج کا ایک قبیلہ ہے جن سے مسلمانوں کی جنگ عظیم قریب قیامت ہوگی۔ یہ حدیث قرآن کریم کی اس آیت کی **مخصص** ہے **وقاتلوا المشركين كافة** کہ مشرکین میں سے ان دونوں قبیلوں کو الگ کر دیا گیا۔ جیسے خبر کا حکم مطلق ہے۔ **حتى يعطوا الجزية عن يد وهم صغرون** سے مشرکین عرب بحکم حدیث علیحدہ ہیں کہ ان کے لئے قتل ہے یا اسلام لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں۔ کہ یہ اس حکم قرآن کے خلاف ہے۔ (لمعات' مرقات' اشعہ)

وَعَنْ بُرَيْدَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

(۵۱۹۰) روایت ہے حضرت بریدہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

وَسَلَّمَ فِیْ حَدِیْثٍ یُقَاتِلُکُمْ قَوْمٌ صِغَارُ الْاَعْیُنِ یَعْنِی التُّرْکَ قَالَ تَسُوْقُوْنَھُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ حَتّٰی تُلْحِقُوْھُمْ بِجَزِیْرَۃِ الْعَرَبِ فَاَمَّا فِی السِّیَاقَۃِ الْاُوْلٰی فَیَنْجُوْا مَنْ ھَرَبَ مِنْھُمْ وَاَمَّا فِی الثَّانِیَۃِ فَیَنْجُوْا بَعْضٌ وَیَھْلِکُ بَعْضٌ وَاَمَّا فِی الثَّالِثَۃِ فَیُصْطَلَمُوْنَ اَوْ کَمَا قَالَ۔

(رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ)

سے راوی ایک حدیث میں کہ تم سے ایک چھوٹی آنکھوں والی قوم یعنی ترک جنگ کرے گی فرمایا تم انہیں تین بار ہانکو گے حتی کہ تم انہیں جزیرہ عرب میں پہنچادو گے ۲۔ لیکن پہلی ہانک میں تو ان میں بھاگ جانے والے نجات پا جائیں گے۔ لیکن دوسری میں بعض نجات پا جائیں گے بعض ہلاک ہو جائیں گے۔ لیکن تیسری ہانک میں وہ فنا ہو جائیں گے ۳۔ یا جیسے فرمایا (ابوداؤد)

(۵۱۹۰) ۱۔ یہ واقعہ بھی قریب قیامت ہو گا۔ کہ تمہارا ان ترکوں سے مقابلہ ہو گا۔ تم انہیں بھگاتے ہوئے لے جاؤ گے اور وہ آگے آگے ہوں گے اور تم پیچھے پیچھے۔ ۲۔ یعنی تمہاری اور ان ترکوں کی جنگ تین بار ہو گی پہلی دو جنگوں میں ان کے کچھ لوگ ہلاک ہوں گے تیسری جھڑپ میں وہ سارے ختم ہو جائیں گے یہ بھی قریب قیامت ہو گا۔

وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَنْزِلُ اُنَاسٌ مِنْ اُمَّتِیْ بِغَائِطٍ یُسَمُّوْنَہُ الْبَصْرَۃَ عِنْدَ نَھْرٍ یُقَالُ لَہٗ دِجْلَۃُ یَکُوْنُ عَلَیْہِ جِسْرٌ یَکْثُرُ اَھْلُھَا وَیَکُوْنُ مِنْ اَمْصَارِ الْمُسْلِمِیْنَ وَاِذَا کَانَ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ جَاءَ بَنُوْ قَنْطُوْرَاءَ عِرَاضُ الْوُجُوْہِ صِغَارُ الْاَعْیُنِ حَتّٰی یَنْزِلُوْا عَلٰی شَطِّ النَّھْرِ فَیَتَفَرَّقُ اَھْلُھَا ثَلٰثَ فِرَقٍ فَاَخَذُوْنَ فِیْ اَذْنَابِ الْبَقَرِ وَالْبَرِّیَّۃِ وَھَلَکُوْا وَفِرْقَۃٌ یَاْخُذُوْنَ لِاَنْفُسِھِمْ وَھَلَکُوْا وَفِرْقَۃٌ یَجْعَلُوْنَ ذَرَارِیَّھُمْ خَلْفَ ظُھُوْرِھِمْ وَیُقَاتِلُوْنَھُمْ وَھُمُ الشُّھَدَاءُ۔

(رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ)

(۵۱۹۱) روایت ہے حضرت ابوبکرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت کے لوگ ایک پست زمین میں اتریں گے ۱۔ جسے بصرہ کہیں گے ۲۔ ایک نہر کے کنارے کے پاس جسے دجلہ کہا جاتا ہے ۳۔ اس پر ایک پل ہو گا۔ اس کے باشندے بہت ہوں گے ۴۔ اور وہ مسلمانوں کے شہروں میں سے ہو گا اور جب آخری زمانہ ہو گا تو قبیلہ بنو قنطورا ۵۔ چوڑے منہ والے چھوٹی آنکھوں والے آئیں گے ۶۔ حتی کہ نہر کے کنارہ اتریں گے تو وہاں کے باشندے تین حصے ہو جاویں گے ایک فرقہ تو گایوں کی دم اور جنگل اختیار کرلیں گے ۷۔ وہ ہلاک ہو جائیں گے اور ایک فرقہ اپنے لئے امان لے لیگا اور ہلاک ہو جائیں گے ۸۔ اور ایک فرقہ اپنے بال بچوں کو اپنی پیٹھ کے پیچھے چھوڑے گا اور ان سے جنگ کرے گا یہ لوگ شہداء ہیں ۹۔ (ابوداؤد)

(۵۱۹۱) ۱۔ غائط پست زمین کو کہتے ہیں اس لئے پیشاب یا پاخانہ بیٹھنے کی جگہ کو غایت کہتے ہیں۔ کہ اکثر وہ پست زمین ہوتی ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ **اوجاء احد منکم من الغائط** ۲۔ بصرہ دراصل بسرہ تھا۔ سین سے جس کے معنی ہیں بہت راستوں والا بصرہ عراق کا بڑا مشہور شہر ہے بڑی بندرگاہ عراق کی بصرہ ہی میں ہے۔ یہاں بڑے اولیاء اللہ آرام فرما ہیں ہم نے زیارت کی ہے۔ ۳۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ یہاں بصرہ سے مراد بغداد ہے کیونکہ دجلہ کے کنارے پر بغداد واقع ہے نہ کہ بصرہ۔ بصرہ دریائے شط العرب کے کنارہ پر ہے۔ لہٰذا یہاں بصرہ کے معنی لغوی مراد ہیں۔ یعنی بہت سے راستوں والا شہر۔ ۴۔ یعنی بغداد مسلمانوں کا بہت بڑا شہر ہو گا۔ مصر بڑے شہر کو کہتے ہیں۔ اس سے چھوٹا مدینہ' اس سے چھوٹا بلدہ' اس سے چھوٹا قریہ (اشعہ) مگر جب یہ قریہ کے ساتھ

marfat.com

کوئی علامت لگادی جائے عظیم وغیرہ تو بڑے شہر کو بھی قریہ کہہ دیتے ہیں۔ ۵۔ قسطورا ان ترکوں کے مورث اعلیٰ کا نام ہے بعض لوگوں نے کہا کہ قسطورا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک لونڈی کا نام ہے۔ جس کی اولاد سے وہ ترک ہوں گے مگر یہ درست نہیں۔ کیونکہ وہ ترک یافث ابن نوح علیہ السلام کی نسل سے ہیں۔ اور یافث حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بہت پہلے ہوئے۔ بعض شارحین نے کہا کہ ممکن ہے قسطورا لونڈی یافث کی اولاد سے ہو۔ یا اس کا نکاح کسی اولاد یافث سے بھی۔ اس طرح یہ دونوں قول جمع ہو جائیں گے۔ ان میں اختلاف نہ رہے گا۔ (مرقات) ۶۔ یعنی بصرہ یا بغداد کے مسلمانوں سے جنگ کرنے یہ ترک آئیں گے جن کی شکلیں ایسی ہوں گی۔ ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ وہ ترک یاجوج کا ایک قبیلہ ہے۔ ۷۔ یعنی بصرہ یا بغداد کے مسلمان اپنے وقت تین حصوں میں بٹ جائیں گے ایک حصہ تو ان کفار ترک کے مقابلہ کی تاب نہ لاکر اپنے مال مویشی لے کر جنگل کی طرف بھاگے گا اور وہاں کا باشندہ بن جائے گا تاکہ آرام سے بقیہ زندگی گزاریں۔ جہاد نہ کرنا پڑے یہ لوگ بزدل ہو کر ذلیل و خوار ہو جائیں گے اور بری موت مریں گے۔ ھلکوا سے یہ ہی مراد ہے ذلت کی موت مرنا۔ ۸۔ یعنی مسلمانوں کا دوسرا فرقہ ان سے ڈر کر ان سے امان لے لیگا۔ ان کی رعایا بن جاوے گا۔ بعض شارحین نے کہا کہ یہ واقعہ ہو چکا کہ معتصم باللہ بادشاہ نے اپنے اور اپنے ماتحتوں کے لئے آسمان سے لی مگر یہ درست نہیں کہ معتصم باللہ بغداد کا باشندہ تھا۔ یہاں ذکر ہے بصرہ کا لہٰذا یہ واقعہ قریب قیامت ہو گا اور وہ ترک کفار سے ہوں گے۔ یہ وہ واقعہ صفر ۶۵۶ ہجری میں گزر چکا (مرقات) یہ واقعہ قریب قیامت ہو گا۔ ۹۔ یعنی مسلمانوں کا یہ تیسرا حصہ کامل غازی اور اعلیٰ درجہ کے شہید ہوں گے۔ اس میں اشارۃ فرمایا گیا کہ اس حصہ کا بڑا حصہ شہید ہو جاوے گا تھوڑا حصہ بچے گا۔

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا اَنَسُ اِنَّ النَّاسَ يَمْصِرُوْنَ اَمْصَارًا وَاِنَّ مِصْرًا مِنْهَا يُقَالُ لَهُ الْبَصْرَةُ فَاِنْ اَنْتَ مَرَرْتَ بِهَا اَوْ دَخَلْتَهَا فَاِيَّاكَ وَسِبَاخَهَا وَكَلَاَهَا وَنَخِيْلَهَا وَسُوْقَهَا وَبَابَ اُمَرَآئِهَا وَعَلَيْكَ بِضَوَاحِيْهَا فَاِنَّهُ يَكُوْنُ بِهَا خَسْفٌ وَقَذْفٌ وَرَجْفٌ وَقَوْمٌ يَبِيْتُوْنَ وَيُصْبِحُوْنَ قِرَدَةً وَخَنَازِيْرَ۔

(رواہ)

(۵۱۹۲) روایت ہے حضرت انس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انس لوگ مختلف شہر آباد کریں گے ان میں ایک شہر ہے جسے بصرہ کہا جاوے گا۔ تو اگر تم وہاں سے گزرو اس میں جاؤ وہاں کی کھاری زمین سے اور وہاں کے مقام کلاء سے ۲۔ اور وہاں کے باغات بازار اور وہاں کے امیروں کے دروازوں سے بچنا ۳۔ اور مقام ضرابی کو اختیار کرنا ۴۔ کیونکہ وہاں زمین دھنسنا پتھر برسنا زلزلے ہوں گے ۵۔ اور ایسی قوم ہوگی جو رات گزاریں گے اور سویرا پائیں گے بندر سور ہو کر۔ (رواہ)

(۵۱۹۲) ۱۔ حضور انور کے زمانہ میں بصرہ شہر نہ تھا۔ اس کے شہر بن جانے کی اس حدیث میں خبر دی گئی۔ چنانچہ حضورؐ کے فرمان کے مطابق آج بصرہ بڑا شہر ہے۔ ۲۔ کلاء بصرہ کے اس پاس کی زمینوں میں سے ایک زمین کا نام ہے غالباً وہاں سبزہ چارہ بہت ہو گا۔ اس لئے اس علاقہ کو کلاء کہتے ہیں چونکہ بصرہ اور اس کے آس پاس کے آباد علاقوں کی آب و ہوا بھی خراب ہے اور وہاں آفات بہت آنے والی ہیں۔ اس لئے ان مقامات سے بچنے کا حکم دیا۔ ۳۔ بصرہ کے بازاروں میں جھوٹ فریب دھوکہ دہی زیادہ ہے۔ امراء میں ظلم و تشدد بہت اس لئے ان جگہوں سے بچنے کا حکم دیا گیا۔ ۴۔ ضرابی بصرہ، شہر بصرہ کے ایک علاقہ کا نام ہے۔ وہ علاقہ پہاڑی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہاں جلوت سے بچنا۔ خلوت اختیار کرنا بن باس ہو جانا کہ اس میں امن ہو گی۔ ۵۔ یعنی بصرہ میں تین عذاب

marfat.com

تو عام آئیں گے۔ ایک انسانوں، مکانات، عمارتوں میں زمین دھنس جانا۔ انہیں زمین نگل لے گی۔ دوسرے تیز ہوائیں چلنا، جس سے لوگ ہلاک ہو جاویں یا غیبی پتھر برسنا، یا زمین کا مدفون لاشوں کو نکال پھینکنا، تیسرے سخت زلزلے، قذف کے کئی معنی کئے گئے ہیں (مرقات) یہ واقعات قریب قیامت ہوں گے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ یہ مذکورہ عذاب قدریہ فرقے پر آئیں گے غالباً اس زمانہ میں بصرے میں قدریہ فرقہ بہت ہو گا۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے یہ مذکورہ عذاب عام لوگوں پر نہ آئیں گے۔ خاص لوگوں پر خاص حالات میں آئیں گے۔ لہٰذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں کہ **ما کان اللّٰہ لیعذبھم وانت فیھم** (انفال ۳۳) یہ وہاں کے خاص عذاب کا ذکر ہے کہ وہاں کی ایک قوم راتکو اچھی بھلی سوئے گی۔ صبح کو اس طرح اٹھے گی کہ ان کے جوان تو بندر بن چکے ہوں گے اور بوڑھے سور۔ یہ ہے مسخ یعنی صورتوں کی تبدیلی یہ بھی قریب قیامت قدریہ فرقہ کی ہو گی۔ یہاں بعض نسخوں میں سفید جگہ چھوٹی ہوئی ہے۔ یعنی صاحب مشکوۃ کو اس کا حوالہ نہ ملا، اور بعض نسخوں میں عبارت ہے رواہ ابوداؤد **ومن طریق لم یخرم بھا الراوی بل قال لا اعلم۔ الا ذکرہ عن موسی ابن انس عن انس بن مالک** اشعۃ اللمعات میں یہ عبارت اسی جگہ مذکور ہے۔

وَعَنْ صَالِحِ بْنِ دِرْهَمٍ يَقُوْلُ انْطَلَقْنَا حَآجِّيْنَ فَإِذَا رَجُلٌ فَقَالَ لَنَا إِلٰى جَنْبِكُمْ قَرْيَةٌ يُقَالُ لَهَا الْأُبُلَّةُ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ مَنْ يَضْمَنُ لِيْ مِنْكُمْ اَنْ يُّصَلِّيَ لِيْ فِيْ مَسْجِدِ الْعَشَّارِ رَكْعَتَيْنِ اَوْ اَرْبَعًا وَيَقُوْلُ هٰذِهٖ لِاَبِيْ هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ خَلِيْلِيْ اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَبْعَثُ مِنْ مَسْجِدِ الْعَشَّارِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شُهَدَآءَ لَا يَقُوْمُ مَعَ شُهَدَآءِ بَدْرٍ غَيْرُهُمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَقَالَ هٰذَا الْمَسْجِدُ مِمَّا يَلِي النَّهْرَ وَسَنَذْكُرُ حَدِيْثَ اَبِي الدَّرْدَآءِ اِنَّ فُسْطَاطَ الْمُسْلِمِيْنَ فِيْ بَابِ ذِكْرِ الْيَمَنِ وَالشَّامِ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ۔

(۵۱۹۳) روایت ہے صالح ابن درہم سے ۱۔ فرماتے ہیں کہ ہم حج کرنے جا رہے تھے کہ ایک شخص ملا پس اس نے کہا کیا تم سے قریب کوئی بستی ہے جسے ابلہ کہا جاتا ہے ۲۔ ہم بولے ہاں اس نے کہا تم سے کون اس کا ضامن بنتا ہے کہ مسجد عشار میں میرے لئے دو چار رکعتیں پڑھ دے اور کہہ دے کہ یہ نماز ابو ہریرہ کی ہے ۳۔ میں نے اپنے محبوب ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مسجد عشار سے ایسے شہید اٹھائے گا کہ ان کے سوا شہداء بدر کے ساتھ کوئی نہ کھڑا ہو گا ۴۔ (ابوداؤد) اور فرمایا کہ یہ مسجد نہر کے قریب ہے اور ہم ابو الدرداء کی حدیث ان فسطاط المسلمین، یمن و شام کے ذکر والے باب میں بیان کریں گے انشاء اللہ۔

(۵۱۹۳) ۱۔ صالح ابن درہم تابعی ہیں قبیلہ باہلہ سے ہیں۔ آپ نے حضرت ابو ہریرہ اور سمرہ ابن جندب سے روایات لیں۔ آپ سے شعبہ اور فسطان نے روایات لیں (اکمال، مرقات) ۲۔ ابلہ الف اور ب کے پیش لام کے شد سے بصرہ کے پاس مشہور بستی ہے علماء کہتے ہیں کہ دنیا کے چار شہر زمین کی جنت ہیں بصرہ کا ابلہ، دمشق کا غوطہ، سمرقند کا حفد اور بوان شہر کا شعب یہ چاروں بستیاں بہت ہی سرسبز ہیں۔ ہم نے دمشق کا غوطہ اور بصرہ کا ابلہ دیکھا ہے۔ ۳۔ یعنی تم میں سے کوئی شخص مسجد عشار میں جو کہ ابلہ کی مشہور متبرک مسجد ہے۔ دو چار رکعت نفل پڑھ کر مجھے اس لفظ سے ایصال ثواب کر دے کہ الٰہی یہ نماز جو ہم نے پڑھی یہ ابو ہریرہ کی طرف سے ہے۔ اس کا ثواب انہیں ملے۔ اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ متبرک و مقدس مسجد میں

marfat.com

نماز ادا کرنا دوسری نمازوں سے افضل ہے۔ مسجد نبوی کی ایک نیکی دوسری جگہ کی پچاس ہزار نیکیوں کی برابر ہے۔ دوسرے یہ کہ نماز کا ثواب دوسرے کو بخش دینا درست ہے ہاں کسی کی طرف سے نماز فرض نہیں پڑھی جاسکتی وہ خود تو ہی پڑھنا پڑے گی۔ تیسرے یہ کہ کوئی نیکی کر کے کسی دوسرے کو اس طرح ثواب بخشنا کہ خدایا اس کا ثواب فلاں کو ملے بالکل جائز سنت صحابہ ہے لہٰذا فاتحہ مروجہ ختم شریف وغیرہ بالکل درست ہے۔ دیکھو حضرت ابو ہریرہ ثواب بخشنے کے الفاظ بتا رہے ہیں چوتھے یہ کہ اپنے سے بڑے کو ثواب بخشنا جائز ہے اگرچہ وہ کیسی ہی شان کا مالک ہو دیکھو جناب ابو ہریرہ صحابی ہیں اور تابعین کو اپنے لئے ایصال ثواب کا حکم دے رہے ہیں یہ حدیث بہت سے احکام کا ماخذ ہے نیز زندہ کو زندہ کا ثواب بخش دینا جائز ہے۔ ۴۔ یعنی آخر زمانہ میں ایک عظیم الشان جہاد ہو گا۔ اس جہاد کے غازی اس مسجد میں جمع ہو کر میدان میں جا کر شہید ہوں گے وہ کل قیامت میں شہداء بدر کے ساتھ کھڑے ہوں گے لہٰذا اس مسجد میں نماز پڑھنا بہت ہی افضل ہے معلوم ہوا کہ اگرچہ ساری مسجدیں اللہ کا گھر ہیں، مگر جس مسجد میں یا جس شہر میں اللہ کے مقبول بندے رہ چکے ہوں یا اب رہتے ہوں یا آئندہ رہنے والے ہوں وہ دوسری مسجدوں سے افضل ہے۔ اس کی نسبت کی وجہ سے دیکھو وہ غازی شہداء قریب قیامت اس مسجد میں جمع ہوں گے مگر وہاں نماز آج ہی سے افضل ہے۔ جن مقامات پر حضور نے قدم بھی رکھا ہے وہ مقام اللہ کو محبوب ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سفیدہ زمین کا ادب کیا جہاں آئندہ مدینہ منورہ شہر آباد ہونے والا تھا۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

تیسری فصل

وَعَنْ شَقِيْقٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ فَقَالَ اَيُّكُمْ يَحْفَظُ حَدِيْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ فَقُلْتُ اَنَا اَحْفَظُ كَمَا قَالَ قَالَ هَاتِ اِنَّكَ لَجَرِيٌّ وَكَيْفَ قَالَ قُلْتُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِيْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ وَنَفْسِهٖ وَوَلَدِهٖ وَجَارِهٖ يُكَفِّرُهَا الصِّيَامُ وَالصَّلٰوةُ وَالصَّدَقَةُ وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ فَقَالَ عُمَرُ لَيْسَ هٰذَا اُرِيْدُ اِنَّمَا اُرِيْدُ الَّتِيْ تَمُوْجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ قَالَ قُلْتُ مَالَكَ وَلَهَا يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا

(۵۱۹۴) روایت ہے حضرت شقیق سے ۱۔ وہ جناب حذیفہ سے راوی فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمر کے پاس تھے کہ آپ نے فرمایا تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فتنہ کے متعلق حدیث کا حافظ کون ہے ۲۔ میں نے عرض کیا میں حافظ ہوں جیسے حضور نے فرمایا ہے فرمایا لاؤ تم بڑے بہادر ہو ۳۔ حضور نے کیسے فرمایا میں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ مرد کا فتنہ اس کے گھر میں اس کے مال میں اور اس کی ذات میں اور اس کی اولاد میں اور اس کے پڑوسی میں ہے۔ جسے روزے نماز، خیرات، اچھائیوں کا حکم برائیوں سے روکنا مٹاتے رہتے ہیں ۴۔ تو حضرت عمر نے فرمایا میں یہ ارادہ نہیں کر رہا ہوں میری مراد وہ فتنہ ہے جو سمندر کی موج کی طرح اٹھے گا ۵۔ فرمایا میں نے کہا آپ کو اس سے کیا تعلق اے امیر المومنین آپ کے اور اس کے درمیان ایک بند

marfat.com

بَابًا مُغْلَقًا قَالَ فَيُكْسَرُ الْبَابُ أَوْ يُفْتَحُ قَالَ قُلْتُ لَا بَلْ يُكْسَرُ قَالَ ذَاكَ أَحْرَى أَنْ لَا يُغْلَقَ أَبَدًا قَالَ فَقُلْنَا لِحُذَيْفَةَ هَلْ كَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ مَنِ الْبَابُ قَالَ نَعَمْ كَمَا يَعْلَمُ أَنَّ دُونَ غَدٍ لَيْلَةً إِنِّي حَدَّثْتُهُ حَدِيثًا لَيْسَ بِالْأَغَالِيطِ فَهِبْنَا أَنْ نَسْأَلَ حُذَيْفَةَ فَقُلْنَا لِمَسْرُوقٍ سَلْهُ فَسَأَلَهُ فَقَالَ عُمَرُ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

دروازہ ہے ۶۔ فرمایا تو دروازہ توڑا جاوے گا۔ یا کھولا جاوے گا۔ فرماتے ہیں میں نے کہا نہیں بلکہ توڑا جاوے گا ۷۔ فرمایا یہ اس لائق ہے کہ پھر بند نہ کیا جا سکے ۸۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم نے جناب حذیفہ سے کہا کیا حضرت عمر جانتے تھے کہ دروازہ کون ہے فرمایا ہاں جیسے یہ جانتے تھے کہ کل سے پہلے رات ہے ۹۔ میں نے انہیں وہ حدیث سنائی جو معمہ نہیں ہے ۱۰۔ فرماتے ہیں کہ ہم کو اس سے ڈر لگا کہ حذیفہ سے پوچھیں کہ دروازہ کون ہے تو ہم نے مسروق سے کہا ان سے پوچھو انہوں نے پوچھا تو فرمایا عمر ہیں (مسلم بخاری)

(۵۱۹۴) ۱۔ آپ کا نام شفیق ابن ابی سلمہ ہے۔ آپ نے حضور کا زمانہ پایا مگر زیارت نہ کی بہت صحابہ سے ملاقات ہوئی۔ حجاج ابن یوسف کے زمانہ میں وفات پائی۔ اور حذیفہ ابن یمان مشہور صحابی ہیں۔ آپ نے حضرت عثمان غنی کی شہادت کے چالیس دن بعد مدائن میں وفات پائی۔ وہاں مدائن میں ہی آپ کی قبر شریف ہے۔ (مرقات) ۲۔ یعنی احکام' اعمال' عقائد کی احادیث تو ہم سب کو یاد ہیں۔ ہمارے عمل میں ہیں۔ جو فتنوں بلاؤں' آفتوں کی پیش گوئی حضور نے کی ہے وہ کسے یاد ہیں۔ ۳۔ ظاہر یہ ہے کہ حضرت حذیفہ کو بہادر فرمانا ان کی تعریف و توصیف کے لئے ہے یعنی بڑے دلیر ہو کہ تم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منافقین فتنہ گروں اور فتنوں کے متعلق پوچھ پوچھ کر بہت معلومات جمع کر لی تھیں۔ نیز تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحب اسرار ہو تم نے وہ باتیں معلوم کر لیں ہیں جو ہم لوگوں کو معلوم نہیں بیان کرو۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ انہیں بہادر فرمانا ناراضی کے اظہار کے لئے مگر یہ غلط ہے۔ حضرت حذیفہ حضور کی حدیث سنائیں۔ اور جناب عمر ناراض ہوں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ۴۔ یعنی انسان دن رات اپنے مال اولاد پڑوسیوں کی الجھنوں کی وجہ سے گناہ کرتا ہے۔ یہ چیزیں انسان کے لئے فتنہ ہیں۔ **انما اموالکم واولادکم فتنة** اور یہ مذکورہ نیکیاں ان گناہوں کو مٹاتی رہتی ہیں۔ **ان الحسنات یذھبن السیئات** ۵۔ یعنی یہ فتنے تو شخصی و وقتی فتنے ہیں۔ بلکہ ایک طرح اللہ کی رحمت ہیں۔ میں تو اس عالمگیر فتنہ کے متعلق پوچھتا ہوں جو سمندر کی لہروں کی طرح دنیا بھر کو لے لیگا۔ کسی کے روکے نہ رکے گا۔ جس سے مسلمانوں میں قتل عام ہو گا۔ ۶۔ یعنی آپ اس فتنہ سے خوف نہ کریں وہ آپ کو نہ پہنچے گا۔ بلکہ آپ کے ہوتے ہوئے مسلمانوں کو بھی نہ پہنچے گا۔ آپ مسلمانوں کے لئے ایمان ہیں۔ آپ وہ بند دروازہ ہیں جس نے مسلمانوں سے فتنوں کو روک رکھا ہے۔ ۷۔ حضرت عمر سمجھ گئے وہ دروازہ جس کے ہٹتے ہی فتنوں کا سمندر موجیں مارنے لگے گا وہ میں ہی ہوں تو پوچھا کہ بتاؤ میری موت بستر پر ہو گی یا شہادت کی۔ دروازے کھلنے سے مراد ہے۔ طبعی موت اور توڑے جانے سے مراد ہے قتل کیا جانا' ایسے فصحاء بلغاء کے قربان۔ ۸۔ یہ فرمان عالی انتہائی فراست و دانائی پر مبنی ہے۔ یعنی اگر دروازہ کھلے تو بند کیا جا سکتا ہے لیکن اگر توڑ دیا جاوے تو بند کیسے ہو' میرا قتل اس کی علامت ہے کہ فتنے پھر بند نہ ہوں گے۔ آپ کی یہ فراست بالکل درست ثابت ہوئی۔ ۹۔ یعنی اے حذیفہ آپ سے حضرت عمر نے یہ نہ پوچھا کہ دروازہ کون ہے اور نہ آپ نے انہیں بتایا تو کیا حضرت عمر آپ کا مقصد سمجھ گئے کیا انہیں پتہ لگ گیا کہ دروازہ کون ہے۔ ہم تو کچھ نہ سمجھے ہم پر واضح فرما دیجئے۔ ۱۰۔ یعنی یہ اشارۃً بات چیت تمہارے

marfat.com

لئے معمہ ہے مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے معمہ نہ تھی وہ مجتہد مطلق تھے مزاج شناس رسول۔ اس سے معلوم ہوا کہ غیبی خبریں اشارۃً" دی جاتی ہیں صراحۃً" نہیں۔ نیز مجتہدین حدیث و قرآن کا منشا سمجھتے ہیں۔ لوگ قرآن دانی حدیث فہمی میں مجتہدین علماء کے محتاج ہیں۔ یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حیات شریف فتنوں کے آگے مضبوط بند دروازہ ہے۔ آپ کے زمانہ میں کسی بیدین فتنہ گر کو سر اٹھانے کی جرات نہیں۔ آپ کی شہادت کے بعد فتنہ گر انھیں گے فتنے سر نکالیں گے۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ فَتْحُ الْقُسْطُنْطِيْنِيَّةِ مَعَ قِيَامِ السَّاعَةِ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

(۵۱۹۵) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ قسطنطنیہ کی فتح قیامت قائم ہونے کے ساتھ ہے ا۔ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۱۹۵) ا۔ اس فتح سے مراد وہ فتح ہے جو قریب قیامت ہوگی معلوم ہوا کہ قسطنطنیہ جسے آج استنبول کہتے ہیں۔ یہ مسلمانوں سے نکل جاوے گا۔ پھر مسلمان فتح کریں گے روم کا یہ شہر عہد صحابہ میں فتح ہوا اور اب تک مسلمانوں کے قبضہ میں ہے۔ آج بیت المقدس یہود کے پاس پہنچ گیا یہ بھی علامات قیامت سے ہے۔

بَابُ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ۔

قیامت کی علامتوں کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

پہلی فصل

اشراط جمع ہے شرط کی، شرط شین کی فتحہ ر کے سکون سے ۔ بمعنی موقوف علیہ جیسے نماز کے لئے وضو اس کی جمع شروط یا شرط ہے مگر شین کے فتح سے اس کے بہت معنی ہیں۔ علامات، ابتداء، حقیر مال، چھوٹی چیز۔ اس سے ہے شرط ۔ بمعنی سپاہی شاہی باڈی گارڈ جو بادشاہ کے آگے چلے اور بادشاہ کی آمد کی علامت ہو۔ اس کی جمع اشراط ہے وہ ہی یہاں مراد ہے۔ خیال رہے کہ اس باب میں سواء خروج امام مہدی کے باقی تمام چھوٹی علامتیں ہیں۔ بڑی علامات قیامت اگلے باب میں آئیں گی۔ ساعت قیامت کا ایک نام ہے۔ چونکہ اس کی آمد آنا" فانا" ہوگی، یا بعض مقبول بندوں کو یہ گھڑی کی طرح محسوس ہوگی۔ اس لئے اسے ساعت یعنی گھڑی بھر کی چیز کہا جاتا ہے۔ اس کا نام محشر قیامت، یوم انزاع قارعۃ، واہیہ، یوم الحساب، واقعہ، خافضہ، رافعہ وغیرہ ہیں۔ ہر نام کی الگ وجہ ہے۔ دیکھو ہماری تفسیر۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يُّرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَكْثُرَ الْجَهْلُ وَيَكْثُرَ الزِّنَا وَيَكْثُرَ شُرْبُ الْخَمْرِ وَيَقِلَّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرَ النِّسَاءُ حَتّٰى يَكُوْنَ لِخَمْسِيْنَ امْرَاَةً الْقَيِّمُ الْوَاحِدُ وَفِيْ

(۵۱۹۶) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ قیامت کی نشانیوں سے یہ ہے کہ علم اٹھالیا جاوے گا۔ اور جہالت بڑھ جاوے گی ا۔ اور زنا شراب خواری بڑھ جاوے گی ۲۔ اور مرد کم ہو جاویں گے۔ اور عورتیں زیادہ ہو جائیں گی ۳۔ حتیٰ کہ پچاس عورتیں ایک مرد منتظم ہوگا

marfat.com

رِوَایَۃٍ یَقِلَّ الْعِلْمُ وَیَظْهَرَ الْجَهْلُ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

۴۔ ایک روایت میں ہے کہ علم گھٹ جاوے گا اور جہالت ظاہر ہو جاوے گی (مسلم بخاری)

(۵۱۹۶) ا۔ علم سے مراد علم دین ہے۔ جہل سے مراد دین علم سے غفلت آج یہ علامت شروع ہو چکی ہے۔ دنیاوی علوم بہت ترقی پر ہیں۔ مگر علوم تفسیر، حدیث، فقہ بہت کم رہ گئے۔ علماء اٹھتے جارہے ہیں۔ ان کے جانشین پیدا نہیں ہوتے۔ مسلمانوں نے علم دین سیکھنا قریبا چھوڑ دیا بہت سے علماء واعظ بن کر اپنا علم کھو بیٹھے۔ یہ سب کچھ اس پیش گوئی کا ظہور ہے۔ ۲۔ زنا کی زیادتی کے اسباب، عورتوں کی بے پردگی، اسکولوں کالجوں، لڑکوں لڑکیوں کی مخلوط تعلیم، سنیما وغیرہ کی بے حیائیاں گانے، ناچنے کی زیادتیاں یہ سب آج موجود ہیں۔ ان وجوہ سے زنا بڑھ رہا ہے اور ابھی اور زیادہ بڑھے گا ہم نے عرب ممالک کے بعض علاقوں میں دیکھا کہ بغیر شراب کوئی کھانا نہیں ہوتا۔ ہوٹل میں کھانا مانگو تو شراب ساتھ آتی ہے۔ ۳۔ اس طرح کہ لڑکیاں زیادہ پیدا ہوں گی لڑکے کم پھر مرد جنگوں وغیرہ میں زیادہ مارے جائیں گے اپنے بیوی بچے چھوڑ جائیں گے ان وجوہ سے عورتوں کی بہتات ہوگی۔ ۴۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ایک خاوند کی پچاس بیویاں ہوں گی کہ یہ تو حرام ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ایک خاندان میں عورتیں بیٹیاں پچاس ہوں گی۔ ماں، دادی، خالہ، پھوپھی وغیرہ، اور ان کا منتظم ایک مرد ہوگا۔ دوسری احادیث میں ہے کہ قریب قیامت سنگ اسود اور مقام ابراہیم اٹھالیا جاوے گا۔ قیامت کے قریب دنیا میں اللہ اللہ کہنے والا نہ ہوگا۔

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَةِ كَذَّابِیْنَ فَاحْذَرُوْهُمْ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۱۹۷) روایت ہے حضرت جابر ابن سمرہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ قیامت سے پہلے جھوٹے ہوں گے تم ان سے پرہیز کرنا۔ (مسلم)

(۵۱۹۷) ا۔ جھوٹوں سے مراد جھوٹی حدیثیں گھڑنے والے یا جھوٹے مسئلے بیان کرنے والے یا جھوٹے عقیدے ایجاد کرنے والے انہیں سلف صالحین کی طرف نسبت کرنے والے یا جھوٹے دعوئی نبوت کرنے والے ہیں۔ یہ لفظ بہت عام ہے جھوٹے علماء جھوٹے محدثین جھوٹے عقیدوں والوں سے بچنا ایسا ہی ضروری ہے جیسے جھوٹے نبیوں سے بچنا لازم ہے جیسا کہ **فاحذروھم** سے معلوم ہوا۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ بَیْنَمَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُحَدِّثُ اِذْ جَآءَ اَعْرَابِیٌّ فَقَالَ مَتَی السَّاعَةُ قَالَ اِذَا ضُیِّعَتِ الْاَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ قَالَ كَیْفَ اِضَاعَتُهَا قَالَ اِذَا وُسِّدَ الْاَمْرُ اِلٰی غَیْرِ اَهْلِهٖ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

(۵۱۹۸) روایت ہے حضرت جابر ابن سمرہ سے فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ حضور گفتگو فرما رہے تھے کہ ایک دیہاتی آیا عرض کیا قیامت کب ہے ا۔ فرمایا جب امانت ضائع کر دی جاوے تو قیامت کا انتظار کرو ۲۔ اس نے عرض کیا کہ ضائع ہونا کیسے ہوگا فرمایا جب کام نااہلوں کے سپرد کر دیا جاوے تو قیامت کا انتظار کرو ۳۔ (بخاری)

(۵۱۹۸) ا۔ قیامت کی تاریخ مہینہ دن بتایئے، معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام کا عقیدہ یہ بھی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو علم غیب کلی بخشا اور یہ بھی عقیدہ تھا کہ حضور کا علم دیا گیا۔ اس لئے تو آپ سے یہ سوال کرتے تھے حضور انور نے بھی انہیں اس سوال پر کافر

marfat.com

یا مشرک نہ کہا بلکہ قیامت کی علامات بیان فرمادیں اور علامتیں وہ بیان کرتا ہے جسے ہر شے کا پتہ ہو۔ ۲۔ یہاں امانت سے مراد امامت حکومت سلطنت وغیرہ ہے جو رب تعالیٰ کے امانتیں ہیں جو اس نے چند روز کے لئے بندوں کو سپرد فرمائی ہیں جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے۔ ۳۔ اس طرح کہ حکومت فاسقوں یا عورتوں کو ملے قاضی و فقیر جاہل لوگ بنیں اور بے وقوف لوگ بادشاہ بنیں تو وسد بنا ہے وسادۃ سے اس کے معنی ہیں تکیہ کسی کے نیچے رکھنا' یعنی نااہلوں کے سر تلے ان امانتوں کا تکیہ رکھ دیا جائے۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَكْثُرَ الْمَالُ وَيَفِيْضَ حَتّٰى يَخْرُجَ الرَّجُلُ زَكٰوةَ مَالِهٖ فَلَا يَجِدُ اَحَدًا يَقْبَلُهَا مِنْهُ وَحَتّٰى تَعُوْدَ اَرْضُ الْعَرَبِ مُرُوْجًا وَاَنْهَارًا (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهٗ قَالَ تَبْلُغُ الْمَسَاكِنُ اِهَابَ اَوْ يَهَابَ۔

(۵۱۹۹) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت نہ آوے گی حتیٰ کہ مال زیادہ ہو جاوے گا اور بہہ جاوے یہاں تک کہ ایک شخص اپنے مال کی زکوٰۃ نکالنا چاہے تو کوئی ایسا نہ پائے گا۔ جو اس سے وہ قبول کرے اور حتیٰ کہ عرب کی زمین چراگاہ اور نہری ہو جاوے گی۔ ۲۔ (مسلم) انہیں کی ایک روایت میں فرمایا مکانات اھاب یا یہاب تک پہنچ جاویں۔ ۳۔

(۵۱۹۹) ۱۔ اس کی شرح گزر چکی یہ واقعہ قریب قیامت ہوگا۔ ۲۔ یہ پیشگوئی تو اب دیکھنے میں آرہی ہے جدہ سے مکہ معظمہ تک سبزہ باغات ہوگئے عراق کے ریتلے میدان باغوں میں تبدیل ہو چکے ۳۔ اہاب یا یہاب مدینہ منورہ سے بہت دور ایک جگہ کا نام ہے۔ یعنی مدینہ پاک کی آبادی بڑھتے بڑھتے وہاں تک ہو جاوے گی۔ اب مدینہ منورہ کی آبادی بہت تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ مسجد قبا تک پہنچ گئی ہے پہاڑوں پر مکان بن گئے ہیں۔ ہم نے خود دیکھے۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ خَلِيْفَةٌ يَقْسِمُ الْمَالَ وَلَا يَعُدُّهٗ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ يَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِ اُمَّتِيْ خَلِيْفَةٌ يَحْثِيْ الْمَالَ حَثْيًا وَلَا يَعُدُّهٗ عَدًّا۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۲۰۰) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آخر زمانہ میں ایک خلیفہ ہوگا جو مال بانٹے گا اور اسے گنے گا نہیں ۱۔ اور ایک روایت میں ہے فرمایا میری امت کے آخر میں ایک خلیفہ ہوگا جو لپ بھر بھر کر مال دے گا اور اسے گنے گا نہیں ۲۔ (مسلم)

(۵۲۰۰) ۱۔ یہ بادشاہ غالباً امام مہدی ہوں گے جو اور خوبیوں کے ساتھ نہایت ہی سخی ہوں گے۔ ۲۔ اس روایت اور پہلی روایت میں فرق صرف چند لفظوں کا ہے مطلب ایک ہی ہے یعنی اس خلیفہ کے زمانہ میں فتوحات' غنیمتیں دوسرے مال بہت کثرت سے ہوں گے بادشاہ نہایت سخی ہوگا اس لئے تقسیم کی کثرت کا یہ حال ہوگا کہ لوگوں کو بادشاہ مال دے گا اور گنے گا نہیں۔ بے گنتی دے گا۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ لا یعد کے معنی یہ ہیں کہ وہ بادشاہ کل کے لئے مال اٹھا نہ رکھے۔

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْشِكُ اَنْ تَحْسِرَ الْفُرَاتُ عَنْ كَنْزٍ مِّنْ ذَهَبٍ فَمَنْ حَضَرَ فَلَا يَاْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۲۰۱) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریب ہے کہ فرات سونے کے خزانہ سے کھل جاوے ۱۔ تو جو وہاں حاضر ہو وہ اس میں سے کچھ نہ لے ۲۔ (مسلم بخاری)

marfat.com

(۵۲۰۱) ا۔ یعنی فرات کا پانی خشک ہو جاوے گا اور اس کی تہہ میں سونا چاندی کا خزانہ ظاہر ہو گا۔ حدیث بالکل ظاہر پر ہے کسی تاویل کی ضرورت نہیں۔ ۲۔ یعنی اس سونے چاندی سے دور بھاگے وہاں ٹھہرے بھی نہیں، کیونکہ اس پر بڑی لڑائی اور عام قتل ہو گا۔ نیز اس خزانہ کے لینے سے عذاب الٰہی نازل ہو گا بلائیں آئیں گی۔ نیز یہ مال خزانہ قارونی کی طرح منحوس ہو گا۔ اس سے نفع لینا حرام ہو گا۔ (اشعۃ اللمعات)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَحْسِرَ الْفُرَاتُ عَنْ جَبَلٍ مِّنْ ذَهَبٍ يَقْتَتِلُ النَّاسُ عَلَيْهِ فَيُقْتَلُ مِنْ كُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةٌ وَتِسْعُوْنَ وَيَقُوْلُ كُلُّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ لَعَلِّيْ اَكُوْنُ اَنَا الَّذِيْ اَنْجُوْ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۲۰۲) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ قائم ہو گی قیامت حتی کہ فرات سونے کے پہاڑ سے کھل جاوے گا، اس پر لوگ آپس میں جنگ کریں گے تو ہر سو میں سے ننانوے آدمی قتل ہو جاویں گے ان میں سے ہر شخص یہ ہی کہے گا کہ شاید میں ہی وہ ہوں جو نجات پا جائے ۲۔ (مسلم)

ابھی پہلے ہوا۔ عبارت مختلف ہے مقصد ایک ہے بعض شارحین نے فرمایا کہ یہ دوسرا واقعہ ہے یہاں پہاڑ سے مراد بیشمار سونا ہے یعنی پہاڑ بھر سونا ظاہری پہاڑ مراد نہیں (اشعہ و مرقات) ۲۔ اس سونے پر سلطنتیں جنگ کریں گی عوام لڑیں گے غرضیکہ سونا کیا ہو گا جنگ وجدال کی جڑ۔ اور اللہ کا عذاب ہو گا۔ ہر شخص یہ ہی آس لگائے گا کہ شاید یہ سارا مجھے مل جائے چلو قسمت آزمائی کروں، اور لوگوں سے لڑوں بھڑوں۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقِيْءُ الْاَرْضُ اَفْلَاذَ كَبِدِهَا اَمْثَالَ الْاُسْطُوَانِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ فَيَجِيْءُ الْقَاتِلُ فَيَقُوْلُ فِيْ هٰذَا قَتَلْتُ وَيَجِيْءُ الْقَاطِعُ فَيَقُوْلُ فِيْ هٰذَا قَطَعْتُ رَحِمِيْ وَيَجِيْءُ السَّارِقُ فَيَقُوْلُ فِيْ هٰذَا قُطِعَتْ يَدِيْ ثُمَّ يَدَعُوْنَهُ فَلَا يَاْخُذُوْنَ مِنْهُ شَيْئًا۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۲۰۳) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ زمین اپنے جگر کے ٹکڑے سونے چاندی کے ستونوں کی شکل میں نے کر دے گی، تو قاتل آئے گا کہے گا کہ میں نے اس میں قتل کیا، اور رشتے توڑنے والا آئے گا تو کہے گا کہ میں نے اس کے لئے اپنے رشتے توڑے اور چور آئے گا تو کہے گا کہ کیا اس کی وجہ سے میرے ہاتھ کاٹے گئے ۲۔ پھر وہ لوگ یہ سب کچھ چھوڑ دیں گے۔ تو اس میں سے کچھ نہ لیں گے ۳۔ (مسلم)

(۵۲۰۳) ا۔ افلاذ جمع ہے فلزۃ کی۔ معنی ٹکڑا، جگر کے ٹکڑوں سے مراد ہے زمین کا خلاصہ اس سے مراد ہے سونے چاندی کے دفینے یا کانیں یا دیگر معدنیات یا زمین کی پیداوار گندم وغیرہ، جس سے سونا چاندی حاصل ہو اس کی شرح وہ آیت ہے **واخرجت الارض اثقالها** ممکن ہے کہ حدیث بالکل ظاہری معنی پر ہو اور زمین سے سونے چاندی کی سلاخیں نمودار ہوں مگر پہلے معانی زیادہ قوی معلوم ہوتے ہیں۔ ان معانی سے یہ پیش گوئی پوری ہو چکی۔ اب زمین سے پیداوار بے شمار ہو رہی ہے ولایتی کھاد اور ٹیوب ویل کے پانی نے ویرانوں کو آباد زمین میں تبدیل کر دیا۔ ہر چیز کی پیداوار بہت بڑھ چکی ہے مگر آخری معنی کی تائید حدیث پاک کے آخری الفاظ سے ہو رہی ہے۔ ۲۔ یعنی اس وقت سونا چاندی بہت حقیر ہو جائیں گے۔ ان کی بہتات انہیں معمولی چیز بنا دے گی۔ تب یہ مجرمین افسوس کرتے ہوئے کہیں گے کہ افسوس اس حقیر چیز پر ہمارے اعضاء کاٹے گئے یہ وقت ابھی نہیں آیا ہے۔

marfat.com

لیکن اگر دولت کی زیادتی ایسی ہی ہوتی رہے تو وہ وقت بھی قریب ہی ہے۔ ۳۔ یعنی یہ ہی چور وغیرہ اس سونے چاندی کو ہاتھ نہ لگائیں گے۔ یہ وقت بھی ابھی نہیں آیا ابھی خوب دھڑلے سے کے چوری رشوت خوری ظلم و زیادتی ہو رہی ہے۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتّٰى يَمُرَّ الرَّجُلُ عَلَى الْقَبْرِ فَيَتَمَرَّغُ عَلَيْهِ وَيَقُوْلُ يَا لَيْتَنِيْ كُنْتُ مَكَانَ صَاحِبِ هٰذَا الْقَبْرِ وَلَيْسَ بِهِ الَّذِيْ بِهٖ إِلَّا الْبَلَاءُ۔

(۵۲۰۴) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ دنیا نہ جائے گی حتی کہ ایک آدمی قبر پر گزرے گا تو وہاں لوٹے گا اور کہے گا ہائے کاش اس قبر والے کی جگہ میں ہوتا اب اور نہ ہوگا اس میں دین سواء بلا کے ۲۔ (مسلم)

(۵۲۰۴) یعنی دنیا میں فتنے اور آفتیں بلائیں اس قدر ہوں گی کہ لوگ زندگی پر موت کو ترجیح دیں گے اور قبر کو دیکھ کر تمنا کریں گے کہ اس قبر میں ہم دفن ہو چکے ہوتے۔ ۲۔ یعنی اس لوٹنے والے تمنا کرنے والے میں دین کا شائبہ بھی نہ ہوگا۔ اور وہ دین کی وجہ سے یہ آرزو نہ کرے گا۔ بلکہ فتنوں میں مبتلا ہوگا انہیں دنیاوی مصیبتوں کی وجہ سے یہ آرزو کرے گا۔ یا یہ مطلب ہے کہ زمین پر اس وقت دین نہ رہے گا فتنے ہی فتنے بلائیں ہی بلائیں ہوں گی۔ وہ زمانہ وہ ہوگا جب زمین دین سے خالی ہو جاوے گی۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ نَارٌ مِنْ اَرْضِ الْحِجَازِ تُضِيْءُ اَعْنَاقَ الْاِبِلِ بِبُصْرٰى۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۲۰۵) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں قائم ہوگی قیامت حتی کہ زمین حجاز سے ایک آگ اٹھے گی۔ جو بصرے کے اونٹوں کی گردن چکا دے گی ۱۔ (مسلم بخاری)

(۵۲۰۵) ۱۔ اس آگ کے متعلق شارحین کی تین قول ہیں۔ ایک یہ کہ اس آگ سے مراد فتنہ و جنگ تاتار کی آگ مراد ہے جس کا زیادہ زور بغداد میں رہا۔ دوسرے یہ کہ اس آگ سے مراد واقعی آگ ہی ہے مگر وہ قریب قیامت نمودار ہوگی۔ تیسرے یہ کہ آگ سے مراد آگ ہی ہے مگر یہ واقعہ ہو چکا کہ ماہ رجب تیسری تاریخ ۶۵۴ھ چھ سو تیس کو بیرون مدینہ منورہ ایک نہایت خطرناک آگ ایک بڑے شہر کی شکل میں نمودار ہوئی بادن دن رہی یہ آگ پتھروں کو جلا کر راکھ کر دیتی تھی مگر درخت اس سے نہ جلتے تھے۔ ایک بڑا پتھر اس جنگل میں تھا جس کا نصف حصہ حرم شریف سے باہر تھا۔ نصف حرم شریف کے اندر اس آگ نے اس کا بیرونی حصہ جلا دیا۔ مگر اندرون حصہ نہ جلا سکی اس آگ کی گرمی مدینہ منورہ میں نہ پہنچی تھی۔ وہاں ٹھنڈی ہوا ہی چلتی تھی باہر سخت گرمی تھی رات کو اس کی روشنی سورج کی طرح ہوتی تھی جس سے اہل مدینہ اپنے کام کاج کرتے تھے۔ مکہ معظمہ میں اس کی روشنی دیکھی گئی۔ یمامہ اور بصرہ میں اس آگ کی روشنی دیکھی گئی اہل مدینہ نے تنگ آکر روضہ مطہرہ پر دعا کی تو وہ آگ جانب شمال چلی گئی۔ اور مدینہ منورہ محفوظ رہا (مرقات، اشعہ) بہرحال قوی تر یہ ہی ہے کہ یہ واقعہ ہو چکا ہے۔ جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات قیامت کی علامت ہے مگر ہو چکی یوں ہی یہ آگ علامت قیامت ہے مگر واقعی ہو چکی۔ یہ علامت صغریٰ ہے۔

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَوَّلُ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ نَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ اِلٰى

(۵۲۰۶) روایت ہے حضرت انس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کی پہلی نشانی وہ آگ ہے جو لوگوں کو

marfat.com

المَغْرِبِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

مشرق سے مغرب کی طرف جمع کردے گی ا۔ (بخاری)

(۵۲۰۶) ا۔ یہاں آگ سے مراد دوسری اور آگ ہے جو قریب قیامت نکلے گی۔ پچھلی حدیث میں جس آگ کا ذکر تھا وہ گزر چکی اس نے لوگوں کو اپنے گھروں سے نکالا نہیں یہ آگ نکالے گی۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ اس آگ سے مراد کوئی جنگ عظیم مراد ہے۔ جس کی وجہ سے لوگ اپنے گھروں سے بھاگ جائیں گے۔ مگر یہ درست نہیں۔ پہلی توجیہ قوی ہے بلاوجہ کسی لفظ کے حقیقی معنی نہیں چھوڑنے چاہئیں۔ اول کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کی بڑی علامات میں پہلی علامت یہ ہوگی۔ باقی علامات اس کے بعد نمودار ہوں گی۔ گویا یہ آگ اگلی علامات کا پیش خیمہ ہوگی۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

دوسری فصل

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَتَقَارَبَ الزَّمَانُ فَتَكُوْنُ السَّنَةُ كَالشَّهْرِ وَالشَّهْرُ كَالْجُمُعَةِ وَتَكُوْنُ الْجُمُعَةُ كَالْيَوْمِ وَيَكُوْنُ الْيَوْمُ كَالسَّاعَةِ وَتَكُوْنُ السَّاعَةُ كَالضَّرْمَةِ بِالنَّارِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

(۵۲۰۷) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ زمانہ جلد گزرنے لگے گا ا۔ تو ایک سال ایک مہینہ کی طرح ہوگا۔ اور مہینہ ہفتہ کی طرح اور ہفتہ ایک دن کی طرح اور دن ایک گھڑی کی طرح ہوگا۔ اور گھڑی آگ سلگانے کی طرح ۲۔ (ترمذی)

(۵۲۰۷) ا۔ یا اس طرح جلد گزرے گا کہ زمانہ اور وقت میں برکت نہ رہے گی۔ انسان ایک کام بھی نہ کرسکے گا کہ دن ختم ہو جاوے گا یا اس طرح کہ لوگ مصیبتوں' آفتوں میں ایسے مبتلا ہو جائیں گے کہ انہیں وقت محسوس نہ ہوگا۔ مصیبت کا زمانہ اگر احساس کیا جاوے تو دراز محسوس ہوتا ہے۔ اگر احساس ہی نہ رہے' ہوش اڑ جاوے تو وقت محسوس نہیں ہوتا' یا اس زمانہ میں لوگوں میں عیش و آرام بہت زیادہ ہوگا۔ اور عیش و آرام کا زمانہ محسوس نہیں ہوتا ۲۔ اس کی شرح پہلے گزر چکی ضرمتہ ض کے فتحہ سے ر کے کسرہ سے۔ یعنی آگ سلگانا جو جلانے سے پہلے ہوتا ہے۔ یہ فرمان عالی بطور مثال سمجھانے کے لئے۔ لہٰذا حدیث واضح ہے۔ یہاں ساعت سے مراد پل یا سیکنڈ یا گھڑی نہیں بلکہ کم از کم ایک گھنٹہ مراد ہے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوَالَةَ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَغْنَمَ عَلٰى اَقْدَامِنَا فَرَجَعْنَا فَلَمْ نَغْنَمْ شَيْئًا وَعَرَفَ الْجَهْدَ فِيْ وُجُوْهِنَا فَقَامَ فِيْنَا فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَا تَكِلْهُمْ اِلَيَّ فَاَضْعُفَ عَنْهُمْ وَلَا تَكِلْهُمْ اِلٰى اَنْفُسِهِمْ فَيَعْجِزُوْا عَنْهَا وَلَا تَكِلْهُمْ اِلَى النَّاسِ فَيَسْتَاْثِرُوْا عَلَيْهِمْ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى رَاْسِيْ ثُمَّ قَالَ يَا ابْنَ حَوَالَةَ

(۵۲۰۸) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن حوالہ سے ا۔ فرماتے ہیں ہم کو جہاد کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدل بھیجا ۲۔ تو ہم واپس ہوئے کہ ہم نے کوئی غنیمت حاصل نہ کی ۳۔ اور حضور نے ہمارے چہروں میں مشقت محسوس کی ۴۔ تو ہم میں کھڑے ہوئے پھر فرمایا الٰہی انہیں میرے حوالہ نہ کر کہ میں ان سے دور ہو جاؤں گا ۵۔ اور انہیں ان کے نفسوں کے حوالہ نہ کر یہ ان سے عاجز ہو جائیں گے ۶۔ اور نہ انہیں لوگوں کے سپرد کر ورنہ وہ

marfat.com

اِذَا رَاَیْتَ الْخِلَافَةَ قَدْ نَزَلَتِ الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ فَقَدْ دَنَتِ الزَّلَازِلُ وَالْبَلَابِلُ وَالْاُمُوْرُ الْعِظَامُ وَالسَّاعَةُ یَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنَ النَّاسِ مِنْ یَدِیْ هٰذِهٖ اِلٰی رَاْسِكَ۔

ان پر دوسروں کو ترجیح دیں گے ۷۔ پھر حضور نے اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھا پھر فرمایا اے ابن حوالہ جب تم دیکھو کہ خلافت زمین مقدس میں اتر گئی ۸۔ تو زلزلے اور رنج و غم اور بڑے بڑے کام قریب ہو جائیں گے ۹۔ اور اس دن قیامت زیادہ قریب ہو گی بمقابلہ میرے اس ہاتھ کے تمہارے سر سے ۱۰۔

(۵۲۰۸) ۱۔ حوالہ ح اور واؤ کے فتح سے آپ عبداللہ ابن حوالہ صحابی ہیں۔ قبیلہ بنی ازد سے ہیں۔ شام میں قیام رہا۔ آپ سے صرف تین حدیثیں مروی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے (اشعہ) ۲۔ یعنی ہم کو جہاد کے لئے پیدل بھیجا کیونکہ اس وقت سواریاں موجود نہ تھیں بہت تنگی اور عسرت کا زمانہ تھا یہ سریہ تھا۔ جس میں حضور خود تشریف نہ لے گئے تھے ۳۔ یعنی ہم لوگ نہ تو شہید و زخمی ہوئے نہ دشمن پر فتح حاصل کر سکے۔ امن و امان سے واپس لوٹے مگر کامیاب نہ لوٹے۔ ۴۔ یہاں جمد سے مراد بھوک، سفر کی تکالیف اور ساتھ میں ناکام ہونے کی ندامت و شرمندگی سب ہی مراد ہیں۔ اگر انسان کامیاب لوٹے تو سفر و بھوک کی مشقتیں بھول جاتا ہے۔ ناکام لوٹے تو مشقتیں دوگنا ہو جاتی ہیں۔ ۵۔ یعنی اگر تو انہیں مجھ پر چھوڑ دے اور تو میری مدد نہ کرے بالکل میرے سپرد کر دے تو میں انہیں تو کیا اپنے کو بھی نہیں سنبھال سکتا کیونکہ **خلق الانسان خلق ضعیفا** میں بندہ ضعیف ہوں اور اگر تو میری مدد کرے۔ پھر انہیں میرے سپرد کر دے تو یہ تو کیا تیری مدد سے دونوں عالم کو سنبھال لوں گا یوسف علیہ السلام نے قحط کے زمانہ میں رب تعالیٰ کی مدد سے تمام جہان کو پال لیا۔ حضور فرماتے ہیں **اللہ معطی وانا القاسم** قیامت میں سب کی شفاعت حضور کریں گے آج حضور سب کے سلام عرض معروض سن رہے ہیں ہم جیسے کروڑوں حضور کے نام پر پل رہے ہیں مگر یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہے لہٰذا یہ حدیث حضور کی محض مجبوری کی نہیں۔ مشین اگر پاور کے تار سے جڑ جاوے تو سب کچھ ہے اس سے الگ ہو کر کچھ نہیں۔ ۶۔ دیکھو آج غیر مقلد آئمہ دین کو، رافضی خلفاء راشدین بلکہ تمام صحابہ کرام کو گالیاں دیتے ہیں۔ دیوبندی تمام سلف صالحین کو مشرک و کافر بتاتے ہیں۔ اس فرمان عالی کی تائید اس آیت کریمہ سے ہوتی ہے۔ **قل لا املک لنفسی نفعا ولاضرا الا ماشاء اللہ** آیت میں **الا ماشاء اللہ** نے مسئلہ واضح کر دیا۔ ۷۔ ہمارے اعمال کا بھی یہ ہی حال ہے رب کرم کرے تو ہم نیک اعمال کر لیں گے۔ اگر وہ ہم کو چھوڑ دے تو ہم بداعمالیوں بدعقیدگیوں کے گڑھے میں گر جائیں۔ ڈھیلہ اوپر جائے گا۔ دوسرے کے پھینکنے سے، نیچے گرے گا اپنی طاقت سے۔ ۸۔ اس طرح کہ ان کا حق مار کر اپنے آپ لیں گے یا دوسرے نااہلوں کو دیں گے۔ انہیں محروم کر دیں گے۔ ۹۔ یعنی جب بیت المقدس کو مسلمان فتح کر لیں گے اور اسے دار الخلافہ بنا لیں گے کہ بادشاہ اسلام وہاں ہی رہے ہیں یہ قریب قیامت ہو گا۔ اب تک بیت المقدس مسلمانوں کے پاس رہا مگر دار الخلافہ عمان رہا۔ اب اس پر یہود نے قبضہ کر لیا ہے انشاء اللہ عنقریب مسلمان فتح کریں گے۔ ۱۰۔ بلابل جمع ہے **بلبلۃ** کی۔ بمعنی رنج و غم اور وسوسے یعنی اس زمانہ سے ان کو چین نہ رہے گا۔ بڑے کاموں سے مراد ہیں قیامت کی بڑی بڑی نشانیاں۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اتُّخِذَ الْفَیْئُ

(۵۲۰۹) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب غنیمت کو اپنی دولت ۱۔

marfat.com

دِوَلاً وَالْاَمَانَةُ مُغْنَمًا وَالزَّكٰوةُ مَغْرَمًا وَتُعُلِّمَ لِغَيْرِ الدِّيْنِ وَاَطَاعَ الرَّجُلُ اِمْرَاَتَهٗ وَعَقَّ اُمَّهٗ وَاَدْنٰى صَدِيْقَهٗ وَاَقْصٰى اَبَاهُ وَظَهَرَتِ الْاَصْوَاتُ فِى الْمَسَاجِدِ وَسَادَ الْقَبِيْلَةَ فَاسِقُهُمْ وَكَانَ زَعِيْمُ الْقَوْمِ اَرْذَلَهُمْ وَاُكْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهٖ وَظَهَرَتِ الْقَيْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ الْخُمُوْرُ وَلَعَنَ اٰخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلَهَا فَارْتَقِبُوْا عِنْدَ ذٰلِكَ رِيْحًا حَمْرَاءَ وَزَلْزَلَةً وَخَسْفًا وَمَسْخًا وَقَذْفًا وَاٰيَاتٍ تَتَابَعُ كَنِظَامٍ قُطِعَ سِلْكُهٗ فَتَتَابَعَ ۔ (ترمذی)

اور امانت کو غنیمت اور زکوٰۃ کو ٹیکس بنا لیا جاوے ۲۔ اور غیر دین کے لئے علم حاصل کیا جاوے ۳۔ اور آدمی اپنی بیوی کی اطاعت ماں کی نافرمانی کرے اور اپنے دوست کو قریب باپ کو دور کرے ۴۔ اور مسجدوں میں آوازیں اونچی ہوں ۵۔ اور قبیلہ کا بدکار قوم کی سرداری کرے اور قوم کا ذمہ دار ان کا کمینہ ہو اور آدمی کی تعظیم کی جاوے اس کی شرارت کے خوف سے ۶۔ اور رنڈیاں باجے ظاہر ہو جاویں اور شرابیں پی جاویں ۷۔ اور اس کے پچھلے اگلوں پر لعنت کریں۔ اس وقت تم سرخ ہوا، زلزلہ، دھنسنا، اور صورتیں بدلنا، پتھر برسنے اور ان نشانیوں کا انتظار کرنا جو لگاتار ہوں گی جیسے ہار جس کا دھاگہ توڑ دیا جاوے تو لگاتار گرکے ۸۔ (ترمذی)

(۵۲۰۹) ۱۔ یعنی اس زمانہ سے متصل ہی قیامت ہوگی۔ اس جگہ مشکوۃ شریف میں خالی جگہ چھوڑی ہے یعنی صاحب مشکوۃ کو اس حدیث کا مخرج و ماخذ معلوم نہیں ہوا۔ مگر یہ حدیث ابوداؤد اور حاکم نے روایت فرمائی۔ اسلام میں مال غنیمت غازیوں میں تقسیم ہوتا ہے گویا غنیمت غازیوں کا حصہ ہوتا ہے۔ مگر قریب قیامت غنیمت کو مالدار آپس میں تقسیم کر لیا کریں گے۔ غریب غازیوں کو اس سے محروم کر دیا کریں گے اسے اپنی دولت سمجھیں گے۔ ۲۔ یعنی لوگ امانت کا مال اس طرح ہضم کر جاویں جیسے مال غنیمت اور لوگ زکوٰۃ دیں تو مگر عبادت سمجھ کر نہیں بلکہ ٹیکس سمجھ کر بے دلی بلکہ بددلی سے۔ ۳۔ یعنی مسلمان دینی علم نہ پڑھیں دنیاوی علوم پڑھیں یا دینی طلباء دینی علم پڑھیں مگر تبلیغ دین کے لئے نہیں بلکہ دنیا کمانے کے لئے جیسے آج مولوی عالم، مولوی فاضل کے کورس میں فقہ تفسیر و حدیث کی ایک آدھ کتاب داخل ہے تو امتحان دینے والے یہ کتابیں پڑھ تو لیتے ہیں مگر صرف امتحان میں پاس ہو کر نوکری حاصل کرنے کے لئے بعض طلباء صرف وعظ گوئی کے لئے دینی کتابیں پڑھتے ہیں۔ ۴۔ یعنی بیوی کے کہنے میں آکر ماں سے دور رہے۔ اس کی نافرمانی کرے نیک باپ سے نفرت اور فاسق دوستوں سے محبت کرے غرضیکہ بیوی اور دوستوں کی محبت میں ماں باپ کو ستائے۔ یہ بات آج عام ہو رہی ہے۔ ۵۔ یعنی مسجدوں میں دنیاوی باتوں کا شور، لڑائیاں جھگڑے ہونے لگیں۔ نعت خوانی، ذکر اللہ کی مجلسیں۔ میلاد شریف ذکر کے حلقے تو حضور کے زمانہ ہی میں بھی مسجدوں میں ہوتے تھے۔ بعد نماز بلند آواز سے ذکر ہوتا تھا۔ مسجد حرام میں بلند آواز سے ذکر کرتے ہوئے طواف ہوتا تھا۔ حضرت حسان مسجد نبوی میں حضور کی نعت پڑھتے تھے۔ حضور نے مسجد میں اپنا میلاد خود ارشاد فرمایا ہے لوگ حضور کے وعظ پر مسجد میں نعرہ تکبیر لگاتے تھے۔ لہٰذا یہ آوازیں یہاں مراد نہیں۔ ۶۔ یہ تینوں باتیں آج دیکھی جا رہی ہیں فاسق و فاجر سردار ہیں شریر لوگوں سے لوگ ڈرتے ہیں ان کے سامنے حق بات نہیں کہہ سکتے۔ ۷۔ ان چیزوں کا رواج تو آنکھوں دیکھا جا رہا ہے عرب کے عام علاقوں میں شراب کھانے کا جز بن چکی ہے۔ ریڈیو کے ذریعہ ہر گھر رنڈی خانہ بنا ہوا ہے ہر در و دیوار سے گانے کی آوازیں آ رہی ہیں یہ کل سولہ چیزیں ہوئیں۔ ۸۔ یعنی جب مسلمانوں میں مذکورہ سولہ عیوب جمع ہو جائیں تو ان پر یہ مذکورہ پانچ دنیاوی عذاب یکے بعد دیگرے ایسے مسلسل آئیں گے جیسے تسبیح

marfat.com

کا دھاگہ ٹوٹ جانے پر اس کے دانے مسلسل اوپر تلے گرتے ہیں۔ خیال رہے کہ مسلمانوں میں چودہ عیوب پیدا ہو چکے ہیں۔ جن میں سے بعض عیب وہ ہیں جو سوا مسلمانوں کے کسی قوم میں نہیں۔ جیسے مسجد میں دنیاوی باتیں کر کے شور مچانا' یا بزرگوں اور سلف صالحین کو کافر و مشرک کہنا انہیں گالیاں دینا۔ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خچر کے کھر کے نعل کا بڑا ہی ادب و احترام کرتے ہیں۔ مگر مسلمان حضور کے تبرکات کو خود ہی مٹاتے ہیں۔ ساری قومیں اپنے بزرگوں کے دوستوں بیویوں کا بڑا احترام کرتی ہیں۔ حتیٰ کہ ہندو ہنومان کا ادب کرتے ہیں۔ جو رام چندر کا ساتھی تھا۔ مصیبت کا مددگار تھا مگر مسلمان وہ قوم ہے جو اپنے نبی کی بیویوں دوستوں پر تبرا کرنا عبادت جانتی ہے۔ ابن عساکر نے حضرت جابر سے مرفوعاً روایت کی کہ حضور انور نے فرمایا کہ ابوبکر عمر کی محبت ایمان ہے ان سے بغض کفر ہے جو میرے صحابہ کو برا کہے اس پر اللہ کی لعنت ہے اور جو ان کی عزت کی حفاظت کرے میں اس کی حفاظت کروں گا (مرقات) اور اب مذکورہ عذاب آنے شروع ہو گئے ہیں۔ ہر جگہ مسلمان زمینی اور آسمانی مصیبتوں میں گرفتار ہے۔

وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا فَعَلَتْ اُمَّتِیْ خَمْسَ عَشْرَۃَ خَصْلَۃً حَلَّ بِھَا الْبَلَاءُ وَعَدَّ ھٰذِہِ الْخِصَالَ وَلَمْ یَذْکُرْ تُعَلَّمُ لِغَیْرِ الدِّیْنِ قَالَ وَبَرَّ صَدِیْقَہٗ وَجَفَا اَبَاہُ وَقَالَ وَشُرِبَ الْخَمْرُ وَلُبِسَ الْحَرِیْرُ۔ (ترمذی ج)

(۵۲۱۰) روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب میری امت پندرہ خصلتیں اختیار کرے ا تو ان پر بلا نازل ہوگی اور یہ مذکورہ خصلتیں گنوائیں۔ اور نہیں ذکر کیا کہ علم سیکھا جاوے غیر دین کے لئے ۲ فرمایا کہ اپنے دوست سے سلوک اپنے باپ پر ظلم کرے فرمایا اور شراب پی جاوے اور ریشم پہنا جاوے ۲ (ترمذی)

(۵۲۱۰) ا یعنی وہ ہی عیوب جو ابھی مذکور ہوئے۔ غنیمت کو دولت بنانے سے لے کر شراب پینے کے ذکر تک۔ ۲ یہ قول صاحب مصابیح کا ہے چونکہ مذکورہ حدیث میں سولہ عیوب کا ذکر ہے اور آپ فرمارہے ہیں پندرہ۔ اس لئے فرمایا کہ حضرت علی نے ایک عیب کا ذکر نہ فرمایا یعنی علم دین سیکھنا دنیا کے لئے۔ ۲ یعنی اس روایت کے بعض الفاظ پہلی حدیث کے بعض الفاظ کے کچھ خلاف ہیں۔ مگر معنی مطلب ایک ہی ہے وہاں تھا ادنیٰ یہاں ہے بروہاں تھا اقصیٰ یہاں ہے جفا وہاں تھا الحمر یہاں ہے الخمر وہاں ریشم پہننے کا ذکر نہ تھا یہاں ہے مگر یہاں لعنت کا ذکر نہیں اس کی بجائے ریشم پہننے کا ذکر ہے اور بجائے تعلیم دین کے یہ ہو تو اس میں بھی سولہ عیوب کا ذکر ہو جاوے گا (مرقات)

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَذْھَبُ الدُّنْیَا حَتّٰی یَمْلِکَ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِّنْ اَھْلِ بَیْتِیْ یُوَاطِیُٔ اِسْمُہٗ اِسْمِیْ۔ (رواہ الترمذی و ابوداؤد) وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَہٗ قَالَ لَوْ لَمْ یَبْقَ مِنَ الدُّنْیَا اِلَّا یَوْمٌ لَطَوَّلَ اللّٰہُ ذٰلِکَ الْیَوْمَ حَتّٰی یَبْعَثَ اللّٰہُ فِیْہِ رَجُلًا

(۵۲۱۱) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دنیا ختم نہ ہوگی حتیٰ کہ عرب کا بادشاہ ایک شخص بنے ا میرے گھر والوں میں سے جس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا ۲ (ترمذی' ابوداؤد) اس کی ایک روایت میں ہے کہ فرمایا اگر دنیا کا صرف ایک دن باقی رہا ہوتا تو اللہ اس دن کو دراز فرما دیتا ۳ حتیٰ کہ اس دن میں ایک شخص بھیجتا جو مجھ سے یا میرے گھر والوں سے ہے اس کا نام میرے نام کے موافق

marfat.com

مِنِّیْ اَوْ مِنْ اَهْلِ بَیْتِیْ یُوَاطِئُ اسْمُهٗ اِسْمِیْ وَاِسْمُ اَبِیْهِ اِسْمَ اَبِیْ یَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَّعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّجَوْرًا)

اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے موافق ہو گا ۴۔ وہ آسمان و زمین کو انصاف و عدل سے بھر دے گا جیسے وہ ظلم و زیادتیوں سے بھری تھی ۵۔

(۵۲۱۱) ۱۔ یہ صاحب یعنی امام مہدی ساری دنیا یعنی عرب و عجم کے بادشاہ ہوں گے جیسا کہ اگلی حدیثوں میں آ رہا ہے مگر چونکہ ہر مسلمان دراصل عربی ہے کہ مسلمانوں کے جسم عجمی ہو سکتے ہیں۔ مگر روح سب کی عربی ہے۔ اس لئے العرب فرمایا ہم نے عرض کیا ہے۔ شعر:۔

☆ جسم ہندی ہے میرا جان ہے میری مدنی ☆ یا خدا دور ہو کس طرح یہ بعد بدنی ☆

یا یہ مطلب ہے کہ اہل عرب ان کا مقابلہ نہ کریں گے عجمی لوگ اولاً کچھ مخالفت کریں گے۔ پھر سب ان کی اطاعت کر لیں گے یا عرب فرمایا اور عرب و عجم دونوں مراد لئے جیسے **تقیکم الحر** فرمایا مگر مراد گرمی سردی دونوں ہیں۔ ایسے ہی یہاں (مرقات) ۲۔ ان کا نام محمد ہو گا لقب مہدی بعض جاہل کہتے ہیں کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوں گے جو اس شکل میں تشریف لائیں گے۔ یہ عقیدہ کفر ہے۔ یہاں صاف ارشاد ہے کہ وہ میرے اہل بیت یعنی اولاد فاطمہ زہرا سے ہوں گے حسنی سید ہوں گے۔ ۳۔ یہ بطور مثال ارشاد فرمایا گیا یعنی امام مہدی کی تشریف آوری کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ وہ یقیناً دنیا میں آئیں گے فرض کر لو کہ اگر دنیا کی زندگی ختم ہو چکی ہوتی صرف ایک دن باقی رہ گیا ہوتا۔ تب بھی وہ ضرور تشریف لاتے کہ وہ دن ہی دراز ہو جاتا۔ ۴۔ یعنی ان کا نام محمد ابن عبداللہ ہو گا۔ اس حدیث سے ان روافض کا رد ہو گیا۔ جو کہتے ہیں کہ امام مہدی پیدا ہو چکے ہیں۔ ان کا نام محمد ابن حسن عسکری ہے یہ غلط ہے وہ پیدا ہوں گے۔ اور محمد ابن عبداللہ نام ہو گا۔ ۵۔ یعنی ان سے پہلے دنیا میں بہت ظلم و ستم پھیل چکا ہو گا۔ آپ عدل و انصاف کریں گے قسط سے مراد ہر حق والے کو اس کا حق دے دینا اور عدل سے مراد شریعت کے احکام جاری کرنا (مرقات)

وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْمَهْدِيُّ مِنْ عِتْرَتِيْ مِنْ اَوْلَادِ فَاطِمَةَ (رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ)

(۵۲۱۲) روایت ہے حضرت ام سلمہ سے فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ مہدی میری اولاد سے اولاد فاطمہ سے ہے ۱۔ (ابوداؤد)

(۵۲۱۲) ۱۔ عترت کے معنی ہیں اہل قرابت عزیز اس میں حضور کی اولاد اور ازواج پاک سب ہی داخل ہیں۔ بعض نے فرمایا کہ سارے قریشی حضور کی عترت ہیں۔ واللہ اعلم۔ اولاد فاطمہ کہہ کر یہ فرمایا کہ یہاں عترت سے مراد اولاد ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ امام مہدی سید ہوں گے۔ مرزا قادیانی مرزا ہو کر امام مہدی بنتا ہے تعجب ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَهْدِيُّ مِنِّيْ اَجْلَى الْجَبْهَةِ اَقْنَى اَلْاَنْفِ يَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَّعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّجَوْرًا يَمْلِكُ سَبْعَ سِنِيْنَ (رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ)

(۵۲۱۳) روایت ہے حضرت ابو سعید خدری سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مہدی مجھ سے ہیں ۱۔ چوڑی پیشانی والے، اونچی ناک والے ۲۔ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے جیسے وہ ظلم و ستم سے بھری ہوئی تھی۔ سات سال سلطنت کریں گے۔ ۳۔ (ابوداؤد)

marfat.com

(۵۲۱۳) ا۔ یعنی میری امت میری جماعت بلکہ میری اولاد سے ہیں۔ یا مجھ سے بہت قرب رکھنے والے ہیں۔ جیسے فرمایا گیا کہ حسین مجھ سے ہیں میں حسین سے یعنی میں ان سے قریب وہ مجھ سے قریب۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام مہدی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم شکل بھی ہوں گے حضور کی جیتی جاگتی تصویر کہ یہ دونوں صفتیں حضور انور کی ہیں۔ چوڑی پیشانی اونچی ناک شریف کشادہ پیشانی اونچی بنی انتہائی حسن ہے۔ پتلی اونچی لمبی ناک سبحان اللہ۔ ۳۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں حضرت امام مہدی سلطان ہوں گے اور جناب عیسیٰ علیہ السلام وزیر اعظم یا وزیر دفاع کیونکہ امام مہدی کو بادشاہ فرمایا گیا۔ جن روایات میں ہے کہ آٹھ سال سلطنت کریں گے وہاں تقریبی آٹھ سال مراد ہیں یعنی سات سال چند ماہ نیز آٹھ یا نو سال کی روایات مشکوک ہیں۔ سات سال کی روایت یقینی ہے۔

وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قِصَّةِ الْمَهْدِيِّ قَالَ فَيَجِيْئُ إِلَيْهِ الرَّجُلُ فَيَقُوْلُ يَا مَهْدِيُّ أَعْطِنِيْ أَعْطِنِيْ قَالَ فَيَحْثِيْ لَهٗ فِيْ ثَوْبِهٖ مَا اسْتَطَاعَ أَنْ يَّحْمِلَهٗ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۲۱۴) روایت ہے انہیں سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی امام مہدی کے قصے کے بارے میں فرمایا پھر آئے گا ان کے پاس ایک شخص کہے گا اے مہدی مجھے دیجئے مجھے دیجئے۔ فرمایا آپ اس کے کپڑے میں لپ بھر کے ڈالتے رہیں گے۔ جس قدر اٹھانے کی وہ طاقت رکھے ا۔ (ترمذی)

(۵۲۱۴) ا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام مہدی جیسے صورت میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہوں گے ویسے ہی سیرت و اخلاق میں بھی' ان کی طبیعت میں جود' سخاوت، رحم و کرم انتہائی ہوگا۔ گٹھری بھر بھر دینا جو منگتے سے اٹھ نہ سکے حضور انور کی ہی سخاوت ہے حضور انور نے حضرت عباس کو اتنا دیا کہ گٹھری ان سے اٹھ نہ سکی۔

وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَكُوْنُ اخْتِلَافٌ عِنْدَ مَوْتِ خَلِيْفَةٍ فَيَخْرُجُ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ هَارِبًا إِلٰى مَكَّةَ فَيَأْتِيْهِ نَاسٌ مِّنْ أَهْلِ مَكَّةَ فَيُخْرِجُوْنَهٗ وَهُوَ كَارِهٌ فَيُبَايِعُوْنَهٗ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ وَيُبْعَثُ إِلَيْهِ بَعْثٌ مِّنَ الشَّامِ فَيُخْسَفُ بِهِمْ بِالْبَيْدَاءِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَإِذَا رَأَى النَّاسُ ذٰلِكَ أَتَاهُ أَبْدَالُ الشَّامِ وَعَصَائِبُ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَيُبَايِعُوْنَهٗ ثُمَّ يَنْشَأُ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ أَخْوَالُهٗ كَلْبٌ فَيَبْعَثُ إِلَيْهِمْ بَعْثًا فَيَظْهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ وَذٰلِكَ بَعْثُ كَلْبٍ يَقْسِمُ فِي النَّاسِ

(۵۲۱۵) روایت ہے حضرت ام سلمہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا کہ ایک خلیفہ کے وفات وقت اختلاف ہوگا۔ تو ایک شخص اہل مدینہ سے مکہ مکرمہ کی طرف بھاگتے ہوئے نکلے گا ۲۔ تو مکہ والوں میں سے کچھ لوگ اس کے پاس آئیں گے اسے باہر لائیں گے حالانکہ وہ اسے ناپسند کرتا ہوگا ۳۔ یہ لوگ اس سے مقام ابراہیم اور سنگ اسود کے درمیان بیعت کریں گے ۴۔ اور ان کی طرف شام سے ایک لشکر بھیجا جائے گا۔ اسے مکہ و مدینہ کے درمیان ایک میدان میں دھنسا دیا جاوے گا ۵۔ جب لوگ یہ دیکھیں گے تو ان کے پاس شام کے ابدال اور عراق والوں کی جماعتیں آئیں گی تو اس سے بیعت کرلیں ۶۔ پھر قریش کا ایک شخص نکلے گا جس کے ماموں بنو کلب ہوں گے۔ وہ ان کی طرف ایک لشکر بھیجے گا۔ وہ ان پر غالب آئیں گے ۷۔ یہ بنی کلب کا لشکر

marfat.com

بِسُنَّةِ نَبِيِّهِمْ وَيُلْقِي الْإِسْلَامُ بِجِرَانِهِ فِي الْأَرْضِ فَيَلْبَثُ سَبْعَ سِنِينَ ثُمَّ يُتَوَفَّى وَيُصَلِّي عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ۔
(رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ)

ہو گا۔ وہ لوگوں میں ان کے نبی کی سنت پر عمل کرے گا ۸۔ اور اسلام زمین میں اپنی گردن بچھا دے گا ۹۔ پھر وہ سات سال قیام کریں گے پھر وفات پا جائیں گے اور ان پر مسلمان نماز پڑھیں گے ۱۰۔ (ابوداؤد)

(۵۲۱۵) ۱۔ اس خلیفہ کا نام معلوم نہیں ہو سکا مگر یہ آخری خلیفہ ہو گا جس کے بعد امام مہدی خلیفہ ہوں گے پارلیمنٹ کے ممبروں میں اختلاف ہو گا کہ کسے خلیفہ چنیں۔ ۲۔ یعنی جس شہر میں اس خلیفہ کا انتقال ہو گا اور جہاں دوسرے خلیفہ کا چناؤ ہونیوالا ہو گا وہاں ہی یہ صاحب رہتے ہوں گے وہ اس خوف سے سب سے نکل جاویں گے کہ لوگ انہیں ہی خلیفہ نہ چن لیں سلطنت سے نفرت کرتے ہوئے نکلیں گے۔ جو حکومت سے متنفر ہو اس کا حاکم بننا مبارک ہوتا ہے اور جو حکومت کا طالب ہو اس کا حاکم بننا فساد کا باعث ہے یہاں مدینہ منورہ سے مراد یا مدینہ منورہ ہے یا وہ شہر جہاں خلیفہ کا چناؤ ہو رہا ہو گا مگر خیال رہے کہ وہ خلیفہ مدینہ منورہ میں نہیں ہو گا جس کا انتقال ہوا ہو گا۔ خلافت عثمان کے بعد ہی مدینہ منورہ سے خلافت منتقل ہو چکی حضرت امیر معاویہ کی یہ پیشگوئی درست ہوئی کہ مدینہ میں خلیفہ کا قتل ہوا' اب مدینہ سے خلافت منتقل ہو گئی۔ چنانچہ اب تک کوئی خلیفہ مدینہ منورہ میں نہیں رہا نہ آئندہ رہنے کی امید ہے۔ ۳۔ یعنی وہ مکہ مکرمہ میں کسی گھر میں تشریف فرما ہوں گے لوگوں سے چھپے ہوئے مگر لوگ یعنی مکہ والے ان کے دروازہ پر پہنچ کر انہیں تقاضا کر کے باہر لائیں گے اور ان کے ہاتھ شریف پر جبراً" بیعت کریں گے اور انہیں اپنا خلیفہ مان لیں گے۔ ۴۔ غالباً یہ بیعت کعبہ معظمہ کے حطیم شریف میں واقع ہو گی کہ حطیم شریف سنگ اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان آجاتی ہے۔ (مرقات) ۵۔ یعنی اس وقت شام کا بادشاہ کوئی کافر ہو گا۔ جب اسے ان کی خلافت کا پتہ لگے گا تو وہ ان سے جنگ کرنے کے لئے ایک بڑا لشکر بھیجے گا۔ اس لشکر کا نام لشکر سفیانی ہو گا۔ کہ یہ لوگ خالد ابن یزید ابن ابی سفیان کے اولاد سے ہوں گے یہ شخص یعنی خالد دراز سر پیچک رو سفید آنکھ والا تھا۔ یہ لشکر ایک چٹیل میدان میں زمین میں غرق ہو جاوے گا۔ یہ میدان حرمین طیبین کے درمیان ہے۔ یہ وہ میدان نہیں جو ذوالحلیفہ کے سامنے مدینہ منورہ میں ہے (مرقات) اس لشکر میں صرف ایک شخص بچے گا جو ان کی ہلاکت کی خبر لوگوں تک پہنچائے گا۔ ۶۔ یعنی حضرت امام مہدی کی یہ کرامت جب لوگوں میں مشہور ہو گی تو شام کے ابدال اور عراق کی جماعتیں ان کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے بیعت کریں گی۔ ابدال اولیاء اللہ کی ایک جماعت ہے۔ جن کی تعداد ستر ہے۔ چالیس شام میں اور تیس دوسرے مقامات میں رہتے ہیں جب ان میں سے کوئی وفات پاتا ہے۔ تو عام مسلمانوں میں سے کسی کو اس کی جگہ مقرر کر دیا جاتا ہے۔ اس لئے انہیں ابدال کہتے ہیں حضرت معاذ ابن جبل فرماتے ہیں کہ جس میں رضا بالقضاء بری باتوں سے زبان روکنا۔ اللہ کے لئے غصہ کرنا پایا جاوے وہ انشاء اللہ ابدال میں داخل ہو گا۔ امام غزالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ جو شخص روزانہ تین بار یہ دعا پڑھ لیا کرے تو انشاء اللہ ابدال میں سے ہو گا۔ **اللھم اغفر لامت محمد۔ اللھم ارحم امة محمد۔ اللھم تجاوز عن امة محمد۔** عراق سے بھی اولیاء اللہ کی جماعت آکر امام مہدی سے بیعت کرے گی۔ (اشعہ) ۷۔ یعنی یہ خبیث انسان اپنے ماموں نبی کلب کی مدد لے کر جناب امام مہدی کے مقابلہ میں لشکر بھیجے گا تو امام مہدی کے لشکر والے اس لشکر پر فتح پائیں گے۔ یہ لوگ شکست فاش پائیں گے۔ ۸۔ یعنی امام مہدی لوگوں میں سنت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پھیلائیں گے ان سے سنت پر عمل کرائیں گے دنیا میں بڑی برکات ہوں گی۔ ۹۔ جران جیم کے کسرہ کے فتحہ سے اونٹ کی گردن

marfat.com

جب اونٹ اطمینان سے زمین پر بیٹھتا ہے۔ تو اپنی گردن بچھا دیتا ہے مطلب یہ ہے کہ ان کے زمانہ میں جنگ جدال وغیرہ بند ہو جاویں گے۔ لوگوں کو امن نصیب ہو گا۔ اسلام کی بہت اشاعت ہو گی استقامت اسلام کو سمجھانے کے لئے یہ فرمایا گیا۔ ۱۰۔ یعنی امام مہدی خلیفہ بننے کے بعد سات سال خلافت کریں گے پھر آپ کی وفات ہو گی یہ پتہ نہیں چلا کہ وفات کہاں ہو گی شیعہ کہتے ہیں کہ حسن عسکری کے بیٹے محمد ہی امام مہدی ہیں جو پیدا ہو چکے ہیں اور غائب ہو گئے ہیں قریب قیامت ظاہر ہوں گے یہ عقیدہ محض باطل ہے۔ خیال رہے کہ صوفیاء کی اصطلاح میں اولیاء اللہ کے طبقات و تعداد مختلف ہیں چنانچہ ہمیشہ دنیا میں ایک قطب ہو گا اور چار اوتاد۔ چالیس یا ستر ابدال۔ تین سو یا پانچ سو نقیب بعض کے نزدیک پانچ امناء یا نجباء بھی ہیں۔ ان کے کام و نام کتب صوفیاء میں ملاحظہ کرو' زمانہ تابعین میں اویس قرنی قطب الوقت تھے۔ پھر حضور شیخ عبدالقادر جیلانی بالاتفاق قطب ہیں (مرقات) ان حضرات کی تعداد میں اختلاف ہے۔ اس کی بحث آخر کتاب میں آوے گی انشاء اللہ تعالیٰ' غوث اعظم قطب عالم غالباً ایک ہی ولی کا نام ہے اللہ تعالیٰ کے فیوض باطنی قطب عالم پر نازل ہوتے ہیں۔ پھر قطب عالم کی طرف سے عالم میں بقدر ظرف تقسیم ہوتے ہیں۔ چاروں ستوں میں رہتے ہیں مشرق' مغرب' جنوب' شمال یہ حضرات قطب سے فیض لے کر اپنے علاقے میں تقسیم کرتے ہیں۔ (مرقات) خیال رہے کہ یہ فیوض باطنی کا حال ہے مسائل فقہیہ صوفیاء کے کشف سے ثابت نہیں ہوتے۔ اگرچہ وہ حضرات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی نقل فرمادیں۔ کیونکہ شریعت کے دلائل کتاب و سنت ہیں نہ کہ صرف کشف (مرقات) ہاں کشف سے فقہی مسئلہ کی تائید ہو سکتی ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ ذَکَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَلَاءً یُصِیْبُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃَ حَتّٰی لَا یَجِدُ الرَّجُلُ مَلْجَاً یَلْجَاُ اِلَیْہِ مِنَ الظُّلْمِ فَیَبْعَثُ اللّٰہُ رَجُلًا مِّنْ عِتْرَتِیْ وَاَھْلِ بَیْتِیْ فَیَمْلَاُ بِہِ الْاَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا کَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَجَوْرًا یَرْضٰی عَنْہُ سَاکِنُ السَّمَآءِ وَسَاکِنُ الْاَرْضِ لَا تَدَعُ السَّمَآءُ مِنْ قَطْرِھَا شَیْئًا اِلَّا صَبَّتْہُ مِدْرَارًا وَلَا تَدَعُ الْاَرْضُ مِنْ نَبَاتِھَا شَیْئًا اِلَّا اَخْرَجَتْہُ حَتّٰی یَتَمَنَّی الْاَحْیَآءُ الْاَمْوَاتَ یَعِیْشُ فِیْ ذٰلِکَ سَبْعَ سِنِیْنَ اَوْ ثَمَانَ سِنِیْنَ اَوْ تِسْعَ سِنِیْنَ۔ رَوَاہُ

(۵۲۱۶) روایت ہے حضرت ابو سعید سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بلا کا ذکر فرمایا جو اس امت کو پہنچے گی حتی کہ آدمی جائے پناہ نہ پائے گا جہاں ظلم سے پناہ لے تو اللہ تعالیٰ میری اولاد اور میرے گھر والوں سے ایک شخص کو بھیجے گا کہ وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جیسے وہ ظلم و ستم سے بھری ہوئی تھی اس سے آسمان و زمین کے رہنے والے راضی ہوں گے ۱۔ آسمان اپنا کوئی قطرہ نہ چھوڑے گا مگر وہ برسا دے گا بہتا ہوا۔ ۲۔ اور زمین اپنی کوئی سبزی نہ چھوڑے گی مگر اگا دے گی ۳۔ حتی کہ زندہ لوگ مردوں کی تمنا کریں گے ۴۔ وہ اسی حالت میں سات سال یا آٹھ سال یا نو سال زندہ رہیں گے ۵۔

(۵۲۱۶) ۱۔ یعنی امام مہدی سے دنیا کے لوگ آسمانوں کے فرشتے خوش ہوں گے کیونکہ وہ سلطان عادل بھی ہوں گے ولی کامل بھی۔ سلطان عادل سے زمین والے خوش رہتے ہیں اور ولی کامل سے آسمان والے راضی لہٰذا یہ فرمان عالی بالکل درست ہے۔ ۲۔ یعنی بوقت ضرورت بارش ہو گی اور پوری ہو گی نہ کم کہ پیداوار کم ہو نہ زیادہ کہ کھیت تباہ ہو جاوے۔ اس فرمان عالی کا یہ مطلب ہے یعنی ضرورت والی بارش پوری آئے گی۔ یہ مطلب نہیں کہ جتنا پانی سمندروں میں ہے سب ہی برس جاوے گا کہ پھر تو دنیا تباہ ہو

marfat.com

جاوے۔ ۳۔ یعنی جس قدر پیداوار ہو سکتی ہے وہ ہو گی اور جس قسم کی چیزیں زمین سے پیدا ہو سکتی ہیں وہ سب پیدا ہو جائیں گی ہر قسم کے دانہ پھل نہایت کثرت سے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں کے دروازے کھول دے گا جب بادشاہ اچھا ہو تو اللہ کی رحمت بہت ہوتی ہے ۴۔ یعنی زندہ لوگ آرزو کریں گے کہ ہمارے مردے آج زندہ ہوتے تو وہ بھی آج کی برکتیں، رحمتیں دیکھتے اور ان سے فائدے اٹھاتے۔ ۵۔ یہ شک راوی کو ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سات سال فرمائے یا آٹھ سال یا نو سال مگر گزشتہ حدیث سے ثابت ہوا کہ سات سال کی روایت قوی ہے۔ یہاں مشکوۃ شریف نے سفید جگہ چھوڑی ہے۔ تاکہ معلوم ہو کہ اس حدیث کا مخرج صاحب مشکوۃ کو نہ ملا مگر اسے حاکم نے مستدرک میں روایت کیا اور فرمایا یہ حدیث صحیح ہے۔

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ وَرَآءِ النَّهْرِ يُقَالُ لَهُ الْحَارِثُ حَرَّاثٌ عَلٰى مُقَدِّمَتِهٖ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ مَنْصُوْرٌ يُوَطِّئُ اَوْ يُمَكِّنُ لِاٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا مَكَّنَتْ قُرَيْشٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ وَجَبَ عَلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ نَصْرُهٗ اَوْ قَالَ اِجَابَتُهٗ (رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ)

(۵۲۱۷) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ماوراء النہر سے ایک شخص نکلے گا جسے حارث کہا جائے گا۔ ۱۔ کسان ہو گا ۲۔ اس کے لشکر کے اگلے حصہ پر ایک شخص ہو گا۔ جسے منصور کہا جاوے گا ۳۔ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کو ایسی ہی جگہ دے گا جیسے قریش نے اللہ کے رسول کو جگہ دی تھی ۴۔ ہر مسلمان پر اس کی مدد ضروری ہے یا فرمایا اس کی بات قبول کرنا ضروری ہے ۵۔ (ابوداؤد)

(۵۲۱۷) ۱۔ وراء النہر ایک علاقہ کا نام ہے جس میں بہت سے شہر ہیں۔ جیسے بخارا اور سمرقند وغیرہ۔ ۲۔ یعنی اس کا نام حارث ہو گا لقب حراث کیونکہ وہ کھیتی باڑی کرتا ہو گا۔ ۳۔ منصور یا تو اس کا نام ہو گا یا اس کا لقب غالباً یہ صاحب حضرت خضر علیہ السلام ہوں گے۔ (مرقات) ۴۔ یہاں قریش سے مراد ابو طالب حمزہ اور دوسرے وہ قریش حضرات ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دل و جان سے خدمت و حفاظت کرتے رہے۔ اگرچہ اہل سنت کے نزدیک ابو طالب کا ایمان ثابت نہیں، بعض نے فرمایا کہ آل محمد سے مراد حضرت امام مہدی اور ان کے متبعین ہیں۔ یعنی حارث یا منصور امام مہدی کے بڑے معاون اور مددگار ہوں گے۔ ۵۔ یعنی ہر مسلمان پر حارث یا منصور کی مدد کرنا ضروری ہے۔

وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُكَلِّمَ السِّبَاعُ الْاِنْسَ وَحَتّٰى تُكَلِّمَ الرَّجُلَ عَذَبَةُ سَوْطِهٖ وَشِرَاكُ نَعْلِهٖ وَتُخْبِرُهٗ فَخِذُهٗ بِمَا اَحْدَثَ اَهْلُهٗ بَعْدَهٗ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۲۱۸) روایت ہے حضرت ابو سعید خدری سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ قیامت نہ آئے گی حتیٰ کہ درندے انسانوں سے باتیں کریں گے ۱۔ اور حتیٰ کہ آدمی سے اس کے کوڑے کا پسندنا اور اس کے جوتے کا تسمہ باتیں کرے گا اور اس کی ران اسے وہ سب خبر دے گی جو اس کے گھر والوں نے اس کے پیچھے ۲۔ کیا (ترمذی)

(۵۲۱۸) ۱۔ یعنی ہر قسم کے درندے خواہ چرندے ہوں جیسے شیر بھیڑیا وغیرہ یا پرندے جیسے باز شکرہ وغیرہ ہر قسم کے انسان سے باتیں کریں گے۔ اس انسان کی زبان میں جو اس کی مادری ہو حدیث بالکل ظاہر پر ہے اس میں کسی تاویل کی ضرورت نہیں۔ مومن

marfat.com

و کافر ہر انسان سے کلام کریں گے اولیاء اللہ سے تو آج بھی کلام کرتے ہیں بلکہ ان سے شجر و حجر کلام کرتے ہیں۔ مولانا فرماتے ہیں۔ شعر:۔

☆ نطق آب و نطق خاک و گل ☆ ہست محسوس حواس اہل دل ☆
☆ فلسفی گو منکر حنانہ الست ☆ از حواس اولیاء بیگانہ است ☆

۲۔ یعنی ایسی مشینیں ایجاد ہو جاویں گی جو انسانوں کے کلام بلکہ کام کو کیچ کر لیا کریں گی وہ مشینیں دیواروں، جوتوں کو اڑوں میں فٹ ہوں گی اور اسے ہر بات بتائیں گی۔ موجودہ سائنس نے ان چیزوں کو ممکن بلکہ قریب الوقوع بنا دیا۔ در و دیواروں سے تو اب بھی آوازیں آرہی ہیں۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

تیسری فصل

وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْاٰیَاتُ بَعْدَ الْمِائَتَیْنِ۔ (رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ)

(۵۲۱۹) روایت ہے حضرت ابو قتادہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بڑی نشانیاں دو سو برس کے بعد ہیں ا۔ (ابن ماجہ)

(۵۲۱۹) ا۔ یعنی بڑی علامات قیامت یا ان علامات کا لگاتار ظہور آج سے دو سو برس بعد شروع ہو گا یا ہجرت سے یا ہماری وفات سے سنہ یا ایک ہزار ہجری سے دو سو برس بعد شروع ہو گا اس بعدیت میں بڑی گنجائش ہے اگر دو ہزار برس بعد بھی ہو تب ان دو سو کے بعد ہی ہے۔

وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَیْتُمُ الرَّایَاتِ السُّوْدَ قَدْ جَاءَتْ مِنْ قِبَلِ خُرَاسَانَ فَاْتُوْھَا فَاِنَّ فِیْھَا خَلِیْفَۃَ اللّٰہِ الْمَھْدِیَّ۔

(۵۲۲۰) روایت ہے حضرت ثوبان سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم کالے جھنڈے دیکھو ا۔ کہ خراسان کی طرف آرہے ہیں ۲۔ تو تم وہاں جانا کیونکہ اس میں اللہ کا خلیفہ مہدی ہے ۳۔ (احمد، بیہقی دلائل النبوۃ)

(۵۲۲۰) ا۔ اس میں خطاب حضرات صحابہ سے نہیں بلکہ عام مسلمانوں سے ہے کیونکہ یہ واقعہ حضرات صحابہ کے زمانہ میں نہیں بلکہ قریب قیامت ہے۔ اگرچہ اس وقت خضر علیہ السلام موجود ہوں گے۔ یہ حضور کے صحابی ہیں، نیز بعض جنات صحابہ ہوں گے مگر وہ زمانہ صحابہ کرام کا زمانہ نہیں ہو گا لہٰذا خطاب عام ہے۔ ۲۔ یعنی اسلام کا عظیم الشان اور جرار لشکر جو بہت سے جھنڈوں کے تلے ہو گا۔ غالباً یہ لشکر جرار حارث اور منصور کا ہو گا جن کا ذکر پہلے ہو چکا۔ ۳۔ یعنی اس لشکر میں امام مہدی بذات خود سپاہیانہ شان سے ہوں گے۔ آپ اس وقت خلیفہ نہ بنے ہوں گے یا یہ مطلب ہے کہ اس لشکر پر امام مہدی کا ہاتھ ہو گا ان کی نصرت ہو گی۔ لہٰذا یہ حدیث اس فرمان عالی کے خلاف نہیں کہ حضرت امام مہدی کا ظہور حرمین شریفین کے درمیان ہو گا۔ کہ وہ وقت آپ کی خلافت کے ظہور کا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سیاہ رنگ ماتمی نہیں جو کہ روافض کا خیال ہے فتح مکہ کے دن حضور کا عمامہ سیاہ تھا۔ ان جھنڈوں کا رنگ سیاہ ہی ہو گا۔

marfat.com

وَعَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ قَالَ قَالَ عَلِیٌّ وَ نَظَرَ اِلٰی ابْنِہِ الْحَسَنِ قَالَ اِنَّ ابْنِیْ ھٰذَا سَیِّدٌ کَمَا سَمَّاہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَسَیَخْرُجُ مِنْ صُلْبِہٖ رَجُلٌ یُسَمّٰی بِاسْمِ نَبِیِّکُمْ یُشْبِہُہٗ فِی الْخُلُقِ وَلَا یُشْبِہُہٗ فِی الْخَلْقِ ثُمَّ ذَکَرَ قِصَّۃً یَمْلَأُ الْاَرْضَ عَدْلًا۔ (رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ وَلَمْ یَذْکُرِ الْقِصَّۃَ)

(۵۲۲۱) روایت ہے حضرت ابو اسحاق سے ۱۔ فرماتے ہیں فرمایا حضرت علی نے اور اپنے بیٹے حسن کو دیکھا کہ میرا یہ بیٹا سید ہے۔ جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سید فرمایا ۲۔ اس کی پشت سے ایک شخص نکلے گا ۳۔ جو تمہارے نبی کے نام سے موسوم ہو گا۔ عادت میں ان کے مشابہ ہو گا اور شکل میں مشابہ نہ ہو گا ۴۔ پھر پورا قصہ بیان فرمایا کہ وہ زمین کو انصاف سے بھر دے گا (ابوداؤد) اور قصہ کا ذکر نہ فرمایا۔

(۵۲۲۱) ۱۔ آپ ابو اسحاق سبیعی ہمدانی کوفی ہیں تابعی ہیں۔ بہت صحابہ سے آپ کی ملاقات ہے۔ شہادت عثمان سے دو سال پہلے پیدا ہوئے اور ۱۲۹ھ میں وفات پائی بڑے متقی عالم بڑے محدث ہیں (اکمال، مرقات) ۲۔ یعنی حضرت حسن مسلمانوں کا سردار ہے۔ آج حضور کی اولاد کو جو سید کہتے ہیں۔ اس کا ماخذ یہ ہی حدیث ہے رب تعالیٰ نے یحییٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا۔ **سید اوحصورا ونبی من الصلحین** ۳۔ امام مہدی والد کی طرف سے حسنی سید ہوں گے والدہ کی طرف سے حسینی آپ کے اصول میں کوئی والدہ حضرت عباس کی اولاد سے ہوں گی۔ لہٰذا آپ حسنی بھی ہیں حسینی بھی اور عباسی بھی۔ لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں (اشعہ) غالباً آپ حضور غوث الثقلین شیخ سید عبدالقادر جیلانی کی اولاد سے ہوں گے۔ حضور غوث پاک بھی حسنی حسینی سید ہیں۔ اس میں روافض کی تردید ہے۔ کہ محمد ابن حسن عسکری امام مہدی ہیں جو غار میں چھپے ہوئے ہیں کیونکہ وہ حسینی سید ہیں حسنی نہیں۔ خیال رہے کہ **لا مھدی الا عیسیٰ** نہایت ہی ضعیف بلکہ موضوع حدیث ہے۔ حضرت عیسیٰ تو ابن مریم ہیں اور امام مہدی ابن رسول اللہ ہیں۔ (مرقات) اور اگر وہ حدیث صحیح بھی ہو تب بھی وہاں مہدی سے مرد ہدایت یافتہ معصوم ہے نہ کہ امام مہدی (مرقات) ۴۔ یعنی امام مہدی اخلاق آداب عادات میں ہماری طرح ہوں گے۔ مگر شکل وصورت میں ہماری طرح نہ ہوں گے یعنی پورے ہم شکل نہ ہوں گے۔ اگرچہ بعض باتوں میں ہماری ہم شکل ہوں گے۔ جیسا کہ دوسری روایات میں ہے۔

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ فُقِدَ الْجَرَادُ فِیْ سَنَۃٍ مِّنْ سِنِیْ عُمَرَ الَّتِیْ تُوُفِّیَ فِیْھَا فَاھْتَمَّ بِذٰلِکَ ھَمًّا شَدِیْدًا فَبَعَثَ اِلَی الْیَمَنِ رَاکِبًا وَرَاکِبًا اِلَی الْعِرَاقِ وَرَاکِبًا اِلَی الشَّامِ یَسْئَلُ عَنِ الْجَرَادِ ھَلْ تُرٰی مِنْہُ شَیْئًا فَاَتَاہُ الرَّاکِبُ الَّذِیْ مِنْ قِبَلِ الْیَمَنِ بِقَبْضَۃٍ فَنَثَرَھَا بَیْنَ یَدَیْہِ فَلَمَّا رَاٰھَا عُمَرُ کَبَّرَ وَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ خَلَقَ اَلْفَ اُمَّۃٍ سِتُّمِائَۃٍ مِنْھَا فِی الْبَحْرِ

(۵۲۲۲) روایت ہے حضرت جابر ابن عبداللہ سے فرماتے ہیں کہ حضرت عمر کے برسوں میں اس برس جس میں آپ کی وفات ہوئی ٹڈی گم ہو گئی تو آپ اس سے سخت غمگین ہوئے ۱۔ تو آپ نے ایک سوار یمن کی طرف اور ایک سوار عراق کی طرف اور ایک سوار شام کی طرف بھیجا۔ ٹڈی کے متعلق سوال فرماتے تھے کہ کیا کچھ ٹڈیاں دیکھی گئیں تو آپ کے پاس وہ سوار جو یمن گیا تھا مٹھی بھر ٹڈیاں لایا اور آپ کے سامنے بکھیر دیں جب انہیں دیکھا تو حضرت عمر نے تکبیر کہی ۲۔ اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ عزوجل نے ایک ہزار امتیں پیدا کیں

marfat.com

وَاَرْبَعُ مِائَةٍ فِی الْبَرِّ فَاِنَّ اَوَّلَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ الْجَرَادُ فَاِذَا هَلَكَتِ الْجَرَادُ تَتَابَعَتِ الْاُمَمُ كَنِظَامِ السِّلْكِ۔
(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِی شُعَبِ الْاِيْمَانِ)

۳۔ جن میں سے چھ سو دریا میں ہیں اور چار سو خشکی میں ۵۔ اور سب سے پہلے ہلاکت میں ٹڈی ہے۔ جب ٹڈی ہلاک ہو جاوے گی تو دوسری امتیں لگاتار ہلاک ہوں گی جیسے لڑی کا دھاگہ ۵۔ (بیہقی، شعب الایمان)

(۵۲۲۲) ۱۔ آپ نے سمجھا کہ ٹڈی دنیا سے ختم ہو گئی اور یہ ختم ہونا دوسری مخلوق کے ختم ہو جانے کی علامت ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ قیامت قریب آ گئی۔ یہ حضرت عمر کے خوف الٰہی کی انتہاء ہے ورنہ آپ کو معلوم تھا کہ ابھی مسلمان بلکہ صحابہ کرام زندہ ہیں۔ قرآن باقی ہے دجال وغیرہ نہیں ظاہر ہوئے۔ ابھی قیامت کیسی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پانچ سو سال بعد قیامت آوے گی۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بادل دیکھ کر خوف کے آثار نمودار ہو جاتے تھے۔ ۲۔ یعنی آپ نے نعرہ تکبیر بلند فرمایا خوشی سے کہ الحمد للہ ابھی امان ہے معلوم ہوا کہ ٹڈی یمن و برکت والا جانور ہے ہاں کبھی عذاب الٰہی بن کر بھی آتا ہے جیسے پانی برکت والی چیز ہے مگر اس کا سیلاب عذاب ہے ہر چیز میں رحمت و عذاب کی جہتیں ہیں۔ معلوم ہوا کہ خوشی میں نعرہ تکبیر لگانا سنت صحابہ ہے۔ اسے منع قرار دینا جہالت ہے۔ ۳۔ اصولی امتیں ایک ہزار ہیں۔ فروعی امتیں اٹھارہ ہزار جیسے گھوڑا ایک مخلوق ہے۔ خچر اس میں داخل۔ سانپ ایک مخلوق ہے اس کی قسمیں اسی ایک میں داخل۔ لہٰذا روایات میں تعارض نہیں بلکہ امتیں تو لاکھوں قسم کی ہیں اٹھارہ ہزار عالم ہیں۔ یا جاندار اصولی مخلوق ایک ہزار ہے باقی مخلوق بہت زیادہ۔ ۴۔ خشکی کا ہر جانور سمندر میں موجود ہے جیسے دریائی انسان دریائی سور دریائی شیر، دریائی گھوڑا گائے۔ میں نے دریائی بھینس دیکھی ہے مگر دریائی ہر جانور خشکی میں نہیں۔ چنانچہ خشکی میں مچھلی، مگرمچھ، گھڑیال وغیرہ نہیں۔ لہٰذا دریائی مخلوق زیادہ ہے۔ ۵۔ کہ جیسے تسبیح کا دھاگہ ٹوٹنے پر دانے لگاتار آگے پیچھے گرتے ہیں۔ ایسے ہی ان قوموں کی موت مسلسل واقع ہوگی۔

بَابُ الْعَلَامَاتِ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ وَذِكْرِ الدَّجَّالِ۔

علامات اور دجال کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

پہلی فصل

ان علامات سے مراد قیامت کی دس بڑی بڑی علامات ہیں۔ ورنہ قیامت کی چھوٹی بڑی بہت علامات ہیں جو پہلے مذکور ہوئیں جیسے امام مہدی کا ظہور وغیرہ۔ ۲۔ دجال بروزن قوال مبالغہ کا صیغہ ہے بنا ہے دجل سے بمعنی جھوٹ یا فریب وغیرہ یا ملمع سازی یا حق و باطل کا خلط ملط چونکہ دجال میں یہ تمام عیوب ہوں گے۔ اس لئے اسے دجال کہتے ہیں۔ دجال دو قسم کے ہیں چھوٹے اور بڑے چھوٹے دجال بہت ہوئے اور ہوں گے۔ ہر جھوٹا نبی، جھوٹا مولوی صوفی، جو لوگوں کو گمراہ کریں وہ دجال ہیں۔ بڑا دجال صرف ایک ہے جو دعویٰ خدائی کرے گا، اس کا نام اس کی قوم کا پتہ نہیں چلا۔ مشہور یہ ہے کہ اس کی اصل یہود سے ہوگی، واللہ ورسولہ اعلم۔ جب اللہ رسول نے اس کی یہ باتیں بیان نہ فرمائیں تو ہم تحقیق کرنے والے کون۔ مرزا قادیانی کہتا تھا کہ انگریز دجال ہیں۔ ریل ان کا گدھا ہے۔ اور میں مسیح موعود انہیں فنا کرنے والا۔ لوگ اتنا نہیں سوچتے کہ ریل

marfat.com

دجال کا' ایسا گدھا ہے جس پر یہ مسیح صاحب زندگی میں سوار ہوتے رہے۔ اور بعد مرنے ان کی لاش لاہور سے قادیان تک اسی گدھے پر گئی اور خود انگریزوں کی غلامی میں مرے انہیں تو کیا مارتا خود انگریزوں کی موجودگی میں ہلاک ہوا۔

وَعَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ اَسِيْدِ الْغِفَارِيِّ قَالَ اَطَّلَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ فَقَالَ مَا تَذْكُرُوْنَ قَالُوْا نَذْكُرُ السَّاعَةَ قَالَ اِنَّهَا لَنْ تَقُوْمَ حَتّٰى تَرَوْا قَبْلَهَا عَشْرَ اٰيَاتٍ فَذَكَرَ الدُّخَانَ وَالدَّجَّالَ وَالدَّآبَّةَ وَطُلُوْعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَنُزُوْلَ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ وَيَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ وَثَلٰثَةَ خُسُوْفٍ خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ وَخَسْفٌ بِجَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَاٰخِرُ ذٰلِكَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْيَمَنِ تَطْرُدُ النَّاسَ اِلٰى مَحْشَرِهِمْ وَفِيْ رِوَايَةٍ نَارٌ تَخْرُجُ مِنْ قَعْرِ عَدَنٍ تَسُوْقُ النَّاسَ اَوْ تَحْشُرُ النَّاسَ وَفِيْ رِوَايَةٍ فِي الْعَاشِرَةِ رِيْحٌ تُلْقِي النَّاسَ فِي الْبَحْرِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۲۲۳) روایت ہے حضرت حذیفہ ابن اسید غفاری سے ا۔ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر تشریف لائے۔ جب کہ ہم کچھ تذکرہ کر رہے تھے تو فرمایا کیا تذکرہ کرتے ہو صحابہ نے عرض کیا کہ ہم قیامت کا تذکرہ کر رہے ہیں۔ فرمایا قیامت ہرگز نہ آوے گی حتیٰ کہ اس سے پہلے دس نشانیاں دیکھ لو' پھر حضور نے دھواں ۲۔ دجال جانور ۳۔ سورج کا مغرب کی طرف سے نکلنا عیسیٰ علیہ السلام کا اترنا اور یاجوج و ماجوج ۴۔ اور تین دھنسنے ایک دھنسنا پورب میں دوسرا پچھم میں' اور ایک دھنسنا عرب کے جزیرہ میں ۵۔ اور ان سب کے آخر میں وہ آگ جو یمن سے نکلے گی ۶۔ لوگوں کو ان کی قیامت گاہ کی طرف ہانک دے گی ۷۔ اور ایک روایت میں ہے کہ وہ آگ جو عدن کے بیچ سے نکلے گی لوگوں کو محشر کی طرف ہانک دے گی ۸۔ اور ایک روایت میں ہے دسویں علامت کے بارے میں ہے کہ وہ ہوا جو لوگوں کو دریا میں ڈال دے گی ۹۔ (مسلم)

(۵۲۲۳) ۱۔ آپ صحابی ہیں' بیعت رضوان میں شریک ہوئے آخر میں کوفہ قیام رہا۔ ۲۔ حق یہ ہے کہ اس دھوئیں سے مراد وہ دھواں نہیں جو ہجرت سے پہلے قریش کو قحط سالی میں سخت بھوک کی وجہ سے محسوس ہوا تھا بلکہ اس دھواں سے مراد قریب قیامت والا وہ دھواں ہے جو قریب قیامت مشرق و مغرب میں پھیل جاوے گا جس سے مسلمانوں کو زکام سا محسوس ہو گا اور کفار دیوانہ ہو جائیں گے یہ دھواں چالیس دن رہے گا۔ ۳۔ یہ جانور مکہ معظمہ کے حرم کعبہ سے نمودار ہو گا صفا مروہ پہاڑوں کے درمیان سے یہ چوپایہ ہے ساٹھ گز قد اس کے مختلف اعضاء بدن مختلف جانوروں کے سے ہوں گے۔ اس کے پاس عصاء موسوی' مہر سلیمانی ہو گی' ہر شخص کو پکڑ کر اس کی پیشانی پر مہر سلیمانی لگائے گا۔ جس پر سفید نقش نمودار ہوں وہ مومن ہو گا۔ سیاہ نقش والا کافر اس جانور کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے **اخرجنا لہم دابۃ من الارض تکلمہم** مرقات نے فرمایا کہ یہ جانور تین بار نکلے گا۔ امام مہدی کے زمانہ میں پھر نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بعد پھر آفتاب کے مغرب سے نکلنے کے بعد (مرقات) ۴۔ ان علامات کے ظہور کی ترتیب یہ ہے پہلے دھواں' پھر دجال' پھر عیسیٰ علیہ السلام کا نزول۔ پھر یاجوج ماجوج کا خروج پھر یہ جانور' پھر سورج کا پچھم سے نکلنا۔ خیال رہے کہ امام مہدی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ظاہر ہو جائیں گے بعض لوگوں نے سمجھا ہے۔ کہ آفتاب کا مغرب سے نکلنا پہلے ہے نزول عیسیٰ علیہ السلام بعد میں مگر درست نہیں۔ کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں کفار کا ایمان قبول ہو گا اور طلوع

marfat.com

آفتاب کے بعد ایمان قبول نہ ہو گا (مرقات) ۵۔ گزشتہ زمانوں میں بعض جگہ زمینیں دھنسی ہیں۔ مگر یہ دھنسنا قریب قیامت ہوں گے بڑے علاقہ میں اور بڑے خطرناک جیسے زلزلے عام طور پر آتے رہتے ہیں۔ مگر زلزلہ قیامت خدا کی پناہ' **ان زلزلته الساعته شیئی عظیم** (از مرقات) ۶۔ اس موقعہ پر وہ آگ نکلیں گی۔ ایک یمن سے دوسری حجاز سے آخر میں یہ دونوں جمع ہو جائیں گی۔ لہٰذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں جس میں حجاز سے آگ نکلنے کا ذکر ہے۔ خیال رہے کہ یہ آگ ان مذکورہ علامات کے بعد ہو گی۔ ان علامات سے پہلے جن کے متصل صور کا نفخہ ہے۔ لہٰذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں جس میں آگ کو پہلی علامت فرمایا گیا ہے کہ یہ آگ ان علامات میں پہلی ہے۔ ۷۔ قیامت زمین شام یا زمین فلسطین میں قائم ہو گی۔ یہ آگ تمام کو وہاں پہنچا دے گی۔ یہ قدرت الٰہی ہو گی کہ ساری مخلوق زمین شام میں جمع ہو جاوے گی۔ ۸۔ عدن ملک یمن کا مشہور شہر ہے وہ اس کا دارالخلافہ ہے۔ یہ عبارت پچھلی عبارت کی شرح ہے کہ وہاں یمن تھا یہاں عدن ہے ۹۔ یعنی اس روایت میں دسویں علامت بجائے آگ کے ہوا فرمائی گئی ہے مگر ہو سکتا ہے کہ اس آگ کے ساتھ آندھی بھی ہو۔ یہ آندھی کفار کو سمندر میں پھینک دے کہ کفار سمندر سے قیامت میں اٹھیں۔ خیال رہے کہ وہ آگ مومنوں کے لئے عذاب نہیں۔ بلکہ ڈراوا ہو گی جس سے مسلمان ملک شام میں پہنچ جاویں۔ اللہ و رسولہ اعلم (مرقات)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ سِتًّا وَا لدَّجَّالَ وَالدَّابَّةَ وَالْاَرْضِ وَ طُلُوْعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَاَمْرَ الْعَامَّةِ وَخُوَیْصَةَ اَحَدِكُمْ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۵۲۲۴) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ چھ علامات سے پہلے اعمال کر لو ۱۔ دھواں' دجال' زمین کا جانور' سورج کا پچھم کی طرف سے نکلنا عام فتنہ اور تم میں سے ہر ایک کا خاص فتنہ ۲۔ (مسلم)

۱۔ صالحہ کرنا بہت ہی مشکل ہو جاویں گے۔ ۲۔ یعنی عام فتنوں سے بھی پہلے نیکیاں کر لو' اور خاص فتنوں سے بھی پہلے کر لو۔ خاص فتنے کیا ہیں ایسے مشاغل بیماریاں جو اعمال سے روک دیں۔ اور پھر موت تو سب سے بڑی آفت ہے جس پر تمام اعمال ختم ہو جاتے ہیں الا ماشاء اللہ (مرقات)

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اَوَّلَ الْاٰیَاتِ خُرُوْجًا طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَخُرُوْجُ الدَّآبَّةِ عَلَى النَّاسِ ضُحًى وَاَیَّتُهُمَا مَا كَانَتْ قَبْلَ صَاحِبَتِهَا فَالْاُخْرٰى عَلٰى اَثَرِهَا قَرِیْبًا۔

(۵۲۲۵) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمرو سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ پہلی نشانی جو نکلے گی وہ سورج کا پچھم کی طرف سے نکلنا ہے۔ اور جانور کا لوگوں کے سامنے نکلنا ہے۔ ۱۔ دوپہر کے وقت ۲۔ ان دونوں میں سے جو بھی اپنے صاحب سے پہلے ہو تو دوسری اس کے قریب ہی پیچھے ہو گی ۳۔ (مسلم)

(۵۲۲۵) ۱۔ یہ علامتیں ان علامات سے پہلے ہیں جو ان کے بعد آنے والی ہیں۔ اولیت سے مراد اولیت اضافی ہے نہ کہ اولیت حقیقی ان تینوں میں دھواں اور دجال پہلے ہیں اور آفتاب کا مغرب سے نکلنا ان دونوں کے بعد ۲۔ یعنی اس عجیب الخلقت جانور کو ظاہر ہونا دوپہر کے وقت ہو گا کہ اس وقت مکہ معظمہ میں دوپہر ہو گی۔ اگرچہ دوسرے ملکوں میں سویرا یا شام یا رات ہو یا یہ مطلب ہے

marfat.com

کہ وہ جانور جہاں بھی پہنچے گا دوپہر کو پہنچے گا کہ اس وقت عام طور پر لوگ باہر ہوتے ہیں۔ نیز اس وقت جو چیز دیکھی جاتی ہے وہ یقینی ہوتی ہے۔ ۳۔ اس حدیث میں ابہام ہے صراحۃً "بیان نہ فرمایا گیا کہ ان میں سے پہلے کونسی علامت ہوگی اور بعد میں کونسی دوسری احادیث میں اس کی تفصیل ہے جو ابھی کچھ پہلے عرض کی گئی ہاں یہاں اتنا ہے کہ یہ علامات آپس میں قریب قریب ہیں۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ اِذَا خَرَجْنَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِیْ اِیْمَانِهَا خَیْرًا طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَالدَّجَّالُ وَدَآبَّةُ الْاَرْضِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۲۲۶) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تین چیزیں جب نمودار ہوں گی تو کسی نفس کو اس کا ایمان نفع نہ دے گا جو پہلے سے ایمان نہ لائی تھی ۱۔ یا اپنے ایمان میں بھلائی نہ کمائی تھی۔ سورج کا اپنے پچھم سے نکلنا ۲۔ اور دجال اور زمین کا جانور ۳۔ (مسلم)

(۵۲۲۶) ۱۔ چونکہ ان علامات کے ظہور پر قیامت کا سب کو یقین ہو جاوے گا۔ اس لئے اب قیامت غیب نہ رہے گی بلکہ شہادت بن جاوے گی۔ اور ایمان بالغیب معتبر ہے۔ اس لئے اب نہ ایمان معتبر ہوگا نہ اس وقت کی توبہ قبول ہوگی۔ خیال رہے کہ توبہ کا دروازہ سورج کے مغرب سے نکلنے پر بند ہوگا یہاں ثلاث فرمانا ایسا ہے جیسے قرآن کریم فرماتا ہے۔ **یخرج منهما اللولوء والمرجان** کہ موتی مونگے کھاری سمندر سے نکلتے ہیں نہ میٹھے سے مگر فرمایا دونوں سے نکلتے ہیں ایسے ہی توبہ قبول نہ ہونے کو **تغلیبا** "ان تینوں علامتوں کی طرف نسبت فرمایا گیا۔ ۲۔ سورج کا یہ طلوع، دجال اور دابۃ کے بعد ہے مگر چونکہ دروازہ توبہ بند اسی پر ہوگا اس لئے اس کا ذکر پہلے فرمایا (مرقات) ۳۔ دجال اور دابہ پہلے ہیں طلوع بعد میں دجال کے نکلنے پر توبہ کا دروازہ بند نہ ہوگا۔ عیسیٰ علیہ السلام دجال کے قتل کے بعد دنیا بھر کے کفار کو مسلمان کریں گے۔ اس وقت جزیہ کا مسئلہ ختم ہو جاوے گا۔ اسلام یا قتل ہوگا جیسا کہ دوسری احادیث میں ہے اگر اس وقت ایمان و توبہ قبول نہ ہوں تو مسلمان کرنے کے کیا معنی۔

وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِیْنَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ اَتَدْرِیْ اَیْنَ تَذْهَبُ هٰذِهٖ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهَا تَذْهَبُ حَتّٰی تَسْجُدَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَسْتَاْذِنُ فَیُؤْذَنُ لَهَا وَیُوْشِكُ اَنْ تَسْجُدَ وَلَا تُقْبَلُ مِنْهَا وَتَسْتَاْذِنُ فَلَا یُؤْذَنُ لَهَا وَیُقَالُ لَهَا ارْجِعِیْ مِنْ حَیْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰی وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا قَالَ مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

(۵۲۲۷) روایت ہے حضرت ابوذر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ سورج ڈوبا کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ جاتا کہاں ہے میں نے عرض کیا اللہ اور رسول ہی خوب جانیں فرمایا یہ جاتا ہے حتیٰ کہ عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے ۱۔ پھر اجازت مانگتا ہے تو اسے اجازت دے دی جاتی ہے ۲۔ اور قریب ہے کہ سجدہ کرے اور اس کا سجدہ قبول نہ ہو اور اجازت مانگے تو اسے ۳۔ اجازت نہ دی جاوے اور اس سے کہا جاوے کہ جہاں آیا ہے وہاں ہی لوٹ جا تو اپنے مغرب سے طلوع ۴۔ یہ رب تعالیٰ کا فرمان ہے کہ سورج اپنے ٹھکانے پر چلتا ہے فرمایا اس کا ٹھکانہ عرش کے نیچے ہے ۵۔ (مسلم بخاری)

(۵۲۲۷) ۱۔ خیال رہے کہ سورج چوتھے آسمان پر ہے اور عرش سارے آسمانوں کو گھیرے ہوئے ہے۔ سورج کا دورہ ہر وقت ہی

marfat.com

ختم ہوتا ہے اور ہر وقت کسی نہ کسی جگہ غروب ہوتا ہے۔ لہٰذا مطلب یہ ہے کہ ہر وقت سورج سجدے میں رہتا ہے اور آگے بڑھنے دوسرے ملک میں طلوع ہونے کی اجازت مانگتا ہے۔ مگر ہر آن کے سجدہ کا تعلق اس ملک سے ہوتا ہے جہاں وہ غروب ہوا۔ لہٰذا اس حدیث پر موجود فلاسفر اعتراض نہیں کر سکتے سورج کا سجدہ وہ جو اس کے لائق ہے قرآن کریم فرماتا ہے کہ درخت اور گھاس بیل سجدہ کرتی ہیں۔ **والنجم والشجر یسجدن** خیال رہے کہ وہ جو قرآن مجید میں ہے کہ ذوالقرنین نے سورج کو کیچڑ کے چشمے میں ڈوبتے ہوئے دیکھا وہاں محسوس ہونے کا ذکر ہے نہ کہ واقعہ کا وہاں سمندر میں برف کی دلدل حائل نظر تھی۔ وہاں معلوم ایسا ہوتا تھا جیسے سورج اس دلدل میں ڈوب رہا ہے۔ لہٰذا وہ آیت اور یہ آیت متعارض نہیں ۲۔ یعنی ہر وقت آگے بڑھنے کی اجازت مانگتا رہتا ہے اور ملتی رہتی ہے وہ آگے بڑھتا اور ہر ملک میں طلوع ہوتا رہتا ہے۔ اسے واپس لوٹنے کا حکم نہیں ملتا ۳۔ یعنی قریب قیامت سورج کو آگے بڑھنے کی اجازت نہیں ملے گی بلکہ پورہ دورہ الٹا چکر لگانے کا حکم ہو گا تو ہر جگہ مغرب کی طرف سے طلوع ہو گا اس ایک چکر میں ایسا ہو گا پھر مطابق عادت مشرق سے طلوع ہونے لگے گا۔ ۴۔ یہ حکم ہر جگہ کے لئے ہو گا۔ اور سورج ساری دنیا میں پچھم کی طرف سے طلوع ہو گا۔ ۵۔ اس آیت کریمہ کی بہت تفسیریں کی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ قیامت کا دن سورج کا مستقر ہے قیامت تک نکلتا ڈوبتا رہے گا اور قیامت قائم ہونے پر یہ نظام ختم ہو جاوے گا۔ دوسرے یہ کہ گرمی سردی میں سورج کا مستقر الگ الگ ہیں کہ ایک ٹھکانہ پر پہنچ کر لوٹ پڑتا ہے پھر آگے نہیں بڑھتا۔ تیسری تفسیر وہ ہے جو حضور انور نے خود فرمائی۔ جو یہاں مذکور ہے۔ کہ سورج اپنے ٹھکانہ یعنی عرش کے نیچے ہی چکر لگا رہا ہے اس سے اوپر نیچے نہیں ہو سکتا۔ یہ تیسرے آسمان پر اترے نہ پانچویں پر چڑھے۔ چونکہ یہ تفسیر خود صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے لہٰذا قوی ہے۔

وَعَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا بَيْنَ خَلْقِ اٰدَمَ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ اَمْرٌ اَكْبَرُ مِنَ الدَّجَّالِ ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۲۲۸) روایت ہے حضرت عمران بن حصین سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ آدم علیہ السلام پیدائش اور قیامت کے درمیان دجال سے بڑی کوئی چیز نہیں ۱۔ (مسلم)

(۵۲۲۸) ۱۔ یعنی انسان کی ابتداء پیدائش سے لے کر قیامت تک دجال سے بڑا فتنہ کوئی نہیں یہ ہی انسان کے لئے بڑی آفت ہے۔ اس سے بہت لوگ گمراہ ہوں گے۔ لوگ دجال کے کرشمے دیکھ کر اسے خدا مان لیں گے اس لئے نوح علیہ السلام سے لیکر آخر تک ہر نبی نے اپنی قوم کو دجال کے فتنہ سے آگاہ کیا۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْكُمْ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيْسَ بِاَعْوَرَ وَاِنَّ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ اَعْوَرُ عَيْنِ الْيُمْنٰى كَاَنَّ عَيْنَهٗ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۲۲۹) روایت ہے حضرت عبداللہ سے ۱۔ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تم پر چھپا نہیں اللہ تعالیٰ کانا نہیں اور مسیح دجال آنکھ کا کانا ہے ۲۔ اس کی آنکھ گویا ابھرا ہوا انگور ہے ۳۔ (مسلم، بخاری)

(۵۲۲۹) ۱۔ حدیث شریف میں جب عبداللہ مطلق آتا ہے تو اس سے مراد حضرت عبداللہ ابن مسعود ہوتے ہیں وہ ہی یہاں مراد ہیں۔ ۲۔ یعنی اے لوگو! دجال کے حیرت انگیز کرشمے دیکھ کر اسے خدا نہ سمجھ لینا۔ اس کی بندگی کی دلیل اس کی اپنی کانی آنکھ ہے وہ

marfat.com

اپنے کو شفا نہ دے سکے گا ۳۔ یعنی دجال کی داہنی آنکھ کانی بھی ہوگی اور اوپر کو انگور کی طرح ابھری ہوئی جو ہر شخص کو نظر آوے اپنے اس عیب کو دور نہ کر سکے گا۔ خیال رہے کہ جو خدا ہونے کا دعویٰ کرے اس کے ہاتھ پر عجیب کرشمے ظاہر ہو سکتے ہیں کیونکہ الوہیت تو مشتبہ ہو سکتی ہی نہیں مگر جو نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرے اس کے ہاتھ پر کوئی کرشمہ ظاہر نہیں ہو سکتا ورنہ نبوت مشتبہ ہو جاوے۔ دجال اگر دعویٰ نبوت کرے تو کوئی عجوبہ نہیں دکھا سکتا یہ خوب خیال رکھو۔ یہاں مسیح ۔ بمعنی اسم مفعول ہے یعنی ممسوح العین ایک آنکھ کا کانا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جو مسیح کہتے ہیں۔ وہاں مسیح ۔ بمعنی اسم فاعل ہے۔ یعنی برکت کے لئے چھونے والے اور چھو کر مردے زندہ بیماروں کو اچھا کرنے والا' طافیہ بنا ہے طفی سے ۔ بمعنی اوپر ہونا اور ابھرنا اس لئے جو مچھلی پانی پر تر کر آ جاوے اسے طافیہ کہتے ہیں۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا اَنْذَرَ اُمَّتَهُ الْاَعْوَرَ الْكَذَّابَ اَلَا اِنَّهُ اَعْوَرُ وَاِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِاَعْوَرَ مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ ك ف ر ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۲۳۰) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی نبی ایسا نہیں جنہوں نے اپنی امت کو کانے جھوٹے سے ڈرایا نہ ہو ا۔ آگاہ رہو کہ وہ کانا ہے اور تمہارا رب کانا نہیں اس کی دو آنکھوں کے نیچے لکھا ہے ک' ف' ر ۲۔ (مسلم بخاری)

(۵۲۳۰) ا۔ حق یہ ہے کہ یہاں دجال سے مراد وہ ہی دجال ہے جو قریب قیامت نکلے گا اگرچہ ان انبیاء کرام کو خبر تھی کہ ہماری امتیں اسے نہ پائیں گی پھر بھی اس سے ڈرانا اہتمام ظاہر کرنے کے لئے کہ وہ بڑی ہی ہیبت ناک چیز ہے اس سے پناہ مانگو یہ پناہ مانگنا بھی عبادت ہے دیکھو جن صحابہ کو حدیث و قرآن نے انکے جنتی ہونے کی بشارت دیدی وہ بھی دوزخ سے پناہ مانگتے رہے کیونکہ یہ عمل عبادت ہے بعض شارحین نے فرمایا کہ دجال کے نکلنے کا وقت معین نہیں مگر یہ قوی نہیں کیونکہ اس کے قاتل عیسیٰ ہیں اور ان کا نزول قریب قیامت ہی ہے۔ ۲۔ یعنی تم اس کے بندہ ہونے اور کافر ہونے اور شرارتی ہونے میں شک نہ کرنا یہ دونوں علامتیں اس کے کافر اور بندہ ہونے کی ہیں۔ اپنی آنکھ کو درست نہ کر سکنا علامت بندگی ہے اور ک ف ر اس کے کفر کی علامت ہے یہاں مرقات نے لکھا کہ مادر زاد کانا شرارتی ہوتا ہے۔ خیال رہے کہ یہ حروف ہر پڑھا بے پڑھا آدمی پڑھے گا۔

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا عَنِ الدَّجَّالِ مَا حَدَّثَ بِهٖ نَبِيٌّ قَوْمَهٗ اَنَّهٗ اَعْوَرُ وَاِنَّهٗ يَجِيْئُ مَعَهٗ بِمِثْلِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَالَّتِيْ يَقُوْلُ اِنَّهَا الْجَنَّةُ هِيَ النَّارُ وَاِنِّيْ اُنْذِرُكُمْ كَمَا اَنْذَرَ بِهٖ نُوْحٌ قَوْمَهٗ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۲۳۱) روایت ہے۔ حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کیا میں تم کو دجال کے متعلق وہ بات نہ بتاؤں جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہ بتائی وہ کانا ہے ا۔ اور وہ اپنے ساتھ جنت دوزخ کی مثل لائے گا ۲۔ جسے وہ جنت کہے گا وہ آگ ہوگی۔ ۳۔ میں تم کو ایسے ہی ڈراتا ہوں جیسے اس سے حضرت نوح نے اپنی قوم کو ڈرایا ۴۔ (مسلم بخاری)

(۵۲۳۱) ا۔ یعنی پچھلے انبیاء کرام نے اپنی امتوں کو دجال کے دوسرے عیوب سے تو آگاہ کیا مگر اس کا کانا ہونا صرف میں ہی بیان کرتا ہوں۔ ۲۔ یہ فرمان عالی بالکل ظاہری معنی پر ہے۔ واقعی اس کے ساتھ خوشنما باغ بھی ہوگا۔ اور ہیبت ناک آگ بھی۔ ۳۔ یعنی

marfat.com

جو آگ دکھائی دے گی وہ واقعہ میں باغ ہے اور جو باغ معلوم ہو گا وہ واقعہ میں آگ ہے۔ جیسے دنیا عارفین کی نظر میں گو اس کی نعمتیں حقیقت میں لعنتیں یعنی عذاب ہیں۔ اور یہاں کی تکالیف حقیقت میں رحمت ہیں۔ نمرود کی آگ بظاہر آگ تھی مگر حضرت خلیل کے لئے باغ، دریائیل کا پانی بظاہر پانی تھا مگر فرعونیوں کے لئے آگ۔ یہ آنکھوں کا دھوکا ہے۔ شعر:۔

☆ سوف تری اذا تجلل غبار ☆ افرس تحتک ام حمار ☆

۴۔ تاکہ نوح علیہ السلام سے لے کر آخر تک کی امتیں دجال کا بدترین فتنہ ہونا معلوم کرلیں۔ خیال رہے کہ دجال کسی جگہ چند دن ٹھہرے گا نہیں بلکہ آندھی کی طرح دنیا میں پھر جاوے گا تاکہ کوئی اس کی حالت میں غور کر کے اسے جھٹلائے نہیں۔ اس وقت جسے اللہ ایمان پر قائم رکھے گا وہ ہی رہے گا۔ مشکل سے ہزار میں ایک اس کے شر سے محفوظ رہے گا۔ اس وقت امن مدینہ منورہ میں ہو گی۔ اس فرمان عالی سے معلوم ہو رہا ہے کہ نوح علیہ السلام سے پہلے نبیوں نے دجال سے نہیں ڈرایا تھا یہ ڈرانا حضرت نوح سے شروع ہوا۔

وَعَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الدَّجَّالَ يَخْرُجُ وَاِنَّ مَعَهٗ مَآءً وَّنَارًا فَاَمَّا الَّذِيْ يَرَاهُ النَّاسُ مَآءً فَنَارٌ تُحْرِقُ وَاَمَّا الَّذِيْ يَرَاهُ النَّاسُ نَارًا فَمَآءٌ بَارِدٌ عَذْبٌ فَمَنْ اَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَلْيَقَعْ فِي الَّذِيْ يَرَاهُ نَارًا فَاِنَّهٗ مَآءٌ عَذْبٌ طَيِّبٌ ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَزَادَ مُسْلِمٌ وَاِنَّ الدَّجَّالَ مَمْسُوْحُ الْعَيْنِ عَلَيْهَا ظَفَرَةٌ غَلِيْظَةٌ مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ يَقْرَاُهٗ كُلُّ مُؤْمِنٍ كَاتِبٍ وَّغَيْرُ كَاتِبٍ)

(۵۴۳۲) روایت ہے حضرت حذیفہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی کہ فرمایا دجال نکلے گا اور اس کے ساتھ پانی ا، اور آگ ہوں گے لیکن جسے لوگ پانی دیکھیں گے وہ آگ ہو گی جو جلا ڈالے گی اور جسے لوگ آگ دیکھیں گے وہ ٹھنڈا میٹھا پانی ہو گا ۲، تو تم میں سے جو یہ پائے وہ اس میں جائے جسے آگ دیکھے کہ وہ میٹھا عمدہ پانی ہے (مسلم بخاری) مسلم نے یہ زیادہ فرمایا کہ دجال آنکھ کا کانا ہے جس پر موٹا ناخونہ ہے ۳، اس کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہے کافر جسے ہر پڑھا بے پڑھا مسلمان پڑھے گا ۴۔

۱۔ یا تو یہ باغ و آگ محض شعبدہ ہوں گے۔ جیسے جادوگر شعبدے باز مٹی کو روپیہ بنا کر دکھا دیتے ہیں یا حقیقتاً یہ ہی ہوں گے دوسرے معنی زیادہ قوی ہیں۔ ایک ہی چیز کا ایک کے لئے باغ دوسرے کے لئے آگ ہونا ممکن بلکہ واقع ہے۔ ایک قبر میں دو شخص دفن ہو جاویں۔ ایک مومن دوسرا کافر تو یہ ایک قبر مومن کے لئے جنت کا باغ ہے کافر کے لئے دوزخ کی بھٹی۔ ایک بستر پر دو آدمی سو رہے ہیں ایک شخص اچھی خواب دیکھ کر مزے لے رہا ہے دوسرا شخص اس بستر پر بری خواب دیکھ کر گھبرا رہا ہے۔ یہ باغ و آگ اس کے ساتھ ایسے چلیں گے جیسے آج ریل کے انجن میں پانی کا حوض اور آگ دوڑتے پھرتے ہیں۔ آج ریل، بحری جہاز، ہوائی جہاز کی سیر کرو معلوم ہو گا کہ آرام دہ مکانات، کھیلنے کے میدان، پاخانہ، غسل خانہ، باورچی خانہ دوڑتے پھر رہے ہیں، بلکہ ہوا میں اڑ رہے ہیں۔ ۳۔ یعنی دجال کی ایک آنکھ تو ہو گی ہی نہیں۔ وہ حصہ سر کے پیچھے کی طرح صاف ہو گا۔ دوسری آنکھ کانی ہو گی۔ ابھرے ہوئے انگور کی طرح یا اس کی ایک آنکھ کبھی صاف سپاٹ ہو گی۔ کبھی ابھرا ہوا انگور یا کسی کو وہ آنکھ سپاٹ نظر آوے گی۔ کسی کو ابھرا انگور، لہٰذا یہ حدیث گزشتہ احادیث کے خلاف نہیں جن میں اس کی

marfat.com

آنکھ کو ابھرا ہوا انگور فرمایا گیا ہے (مرقات شرح مشکوۃ) ۴۔ یعنی اس تحریر کو مومن تو بے پڑھا بھی پڑھ لے گا سمجھ لے گا اور کافر پڑھا لکھا بھی نہ سمجھ سکے گا۔ یہ بھی قدرت خداوندی ہوگی۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلدَّجَّالُ اَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُسْرٰى جُفَالُ الشَّعْرِ مَعَهٗ جَنَّتُهٗ وَنَارُهٗ فَنَارُهٗ جَنَّةٌ وَجَنَّتُهٗ نَارٌ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۲۳۳) روایت ہے ان سے ہی فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دجال بائیں آنکھ کا کانا ہے ۱۔ بہت بالوں والا ۲۔ اس کے ساتھ اس کی جنت اور اس کی آگ ہوگی۔ تو اس کی آگ جنت ہے اور اس کی جنت آگ ہے ۳۔ (مسلم)

(۵۲۳۳) ۱۔ یہاں اعور۔ معنی عیب ناک ہے لہٰذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں جس میں فرمایا گیا ہے کہ اس کی داہنی آنکھ کانی ہوگی کہ اسکی داہنی آنکھ تو بالکل سپاٹ ہوگی اور بائیں آنکھ عیب دار ہوگی۔ غرضیکہ کوئی آنکھ بے عیب نہ ہوگی یا یہ مطلب ہے کہ کسی کو اس کی داہنی آنکھ کانی محسوس ہوگی کسی کو بائیں آنکھ یہ فرق احساس کا ہوگا نہ کہ واقعہ کا یہ بھی ایک قدرتی کرشمہ ہوگا وہ مردود سب کچھ کر دکھائے گا مگر اپنی آنکھ نہ درست کر سکے گا۔ ۲۔ جفال جیم کے پیش سے۔ بمعنی کثیر بہت مگر ہر بہت کو جفال نہیں کہتے بلکہ بہت بالوں کو جفال کہا جاتا ہے۔ بعض نے فرمایا کہ بندھے ہوئے بڑے جوڑے کو جفال کہتے ہیں۔ ۳۔ اس کی شرح ابھی گزر گئی کہ اس کا باغ بظاہر باغ معلوم ہوگا حقیقتاً دوزخ ہوگا اور اس کی آگ بظاہر آگ ہوگی حقیقتاً باغ جیسے جناب خلیل کی آگ حقیقتاً باغ اور بحر قلزم کا پانی حقیقتاً آگ بن گیا تھا۔ شعر:۔

☆ گلستاں کند آتشے بر خلیل ☆ گرو ہے بد آتش بروز آب نیل ☆

وَعَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اِنْ يَّخْرُجْ وَاَنَا فِيْكُمْ فَاَنَا حَجِيْجُهٗ دُوْنَكُمْ وَاِنْ يَّخْرُجْ وَلَسْتُ فِيْكُمْ فَامْرُؤٌ حَجِيْجُ نَفْسِهٖ وَاللّٰهُ خَلِيْفَتِيْ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ اِنَّهٗ شَابٌّ قَطَطٌ عَيْنُهٗ طَافِيَةٌ كَاَنِّيْ اُشَبِّهُهٗ بِعَبْدِ الْعُزّٰى بْنِ قَطَنٍ فَمَنْ اَدْرَكَهٗ مِنْكُمْ فَلْيَقْرَاْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُوْرَةِ الْكَهْفِ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَلْيَقْرَاْ عَلَيْهِ بِفَوَاتِحِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ فَاِنَّهَا جِوَارُكُمْ مِنْ فِتْنَتِهٖ اِنَّهٗ خَارِجٌ خَلَّةً بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ فَعَاثَ يَمِيْنًا وَعَاثَ شِمَالًا يَا عِبَادَ اللّٰهِ فَاثْبُتُوْا قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا لُبْثُهٗ فِي الْاَرْضِ قَالَ اَرْبَعُوْنَ

(۵۲۳۴) روایت ہے حضرت نواس ابن سمعان سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر فرمایا تو فرمایا اگر وہ نکلا اور میں تم میں ہوا تو تمہارے بغیر اس کا مقابلہ میں ہوں گا ۱۔ اور اگر نکلا اور میں تم میں نہ ہوا تو ہر شخص اپنی ذات کا محافظ ہے ۲۔ اور ہر مسلمان پر اللہ میرا خلیفہ ہے ۳۔ وہ جوان ہے سخت گھونگر یال ۴۔ اس کی آنکھ ابھری ہوئی ہے گویا میں اسے عبدالعزیٰ ابن قطن سے تشبیہ دیتا ہوں ۵۔ تو تم میں سے جو اسے پائے تو اس پر سورہ کہف کی شروع کی آیتیں پڑھے اور ایک روایت میں ہے کہ اس پر سورہ کہف کی ابتدائی آیتیں پڑھے کہ وہ تمہاری امان ہے۔ اس کے فتنہ سے ۶۔ وہ شام و عراق والے راستے سے نکلے گا۔ تو داہنے بائیں فساد پھیلائے گا ۷۔ اے اللہ کے بندو ثابت قدم رہنا ۸۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کا زمین میں ٹھہرنا کتنا ہے۔ فرمایا چالیس دن ۹۔ ایک دن سال کی طرح ہوگا اور ایک دن مہینہ کی طرح اور ایک

marfat.com

يَوْمًا يَوْمُ كَسَنَةٍ وَيَوْمٌ كَشَهْرٍ وَيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ وَسَائِرُ اَيَّامِهٖ كَاَيَّامِكُمْ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ كَسَنَةٍ اَيَكْفِيْنَا فِيْهِ صَلٰوةُ يَوْمٍ قَالَ لَا اقْدُرُوْا لَهٗ قَدْرَهٗ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا اِسْرَاعُهٗ فِي الْاَرْضِ قَالَ كَالْغَيْثِ اِسْتَدْبَرَتْهُ الرِّيْحُ فَيَاْتِيْ عَلَى الْقَوْمِ فَيَدْعُوْهُمْ فَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ فَيَاْمُرُ السَّمَآءَ فَتُمْطِرُ وَالْاَرْضَ فَتُنْبِتُ فَتَرُوْحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ اَطْوَلَ مَا كَانَتْ ذُرًى وَّاَسْبَغَهٗ ضُرُوْعًا وَّاَمَدَّهٗ خَوَاصِرَ ثُمَّ يَاْتِي الْقَوْمَ فَيَدْعُوْهُمْ فَيَرُدُّوْنَ عَلَيْهِ قَوْلَهٗ فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ فَيُصْبِحُوْنَ مُمْحِلِيْنَ لَيْسَ بِاَيْدِيْهِمْ شَيْءٌ مِّنْ اَمْوَالِهِمْ وَيَمُرُّ بِالْخَرِبَةِ فَيَقُوْلُ لَهَا اَخْرِجِيْ كُنُوْزَكِ فَتَتْبَعُهٗ كُنُوْزُهَا كَيَعَاسِيْبِ النَّحْلِ ثُمَّ يَدْعُوْا رَجُلًا مُمْتَلِئًا شَبَابًا فَيَضْرِبُهٗ بِالسَّيْفِ فَيَقْطَعُهٗ جَزْلَتَيْنِ رَمْيَةَ الْغَرَضِ ثُمَّ يَدْعُوْهُ فَيُقْبِلُ وَيَتَهَلَّلُ وَجْهُهٗ يَضْحَكُ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ بَعَثَ اللّٰهُ الْمَسِيْحَ بْنَ مَرْيَمَ فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَآءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ بَيْنَ مَهْرُوْدَتَيْنِ وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلٰى اَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ اِذَا طَاَطَاَ رَاْسَهٗ تَقْطُرُ وَاِذَا رَفَعَهٗ تَحَدَّرَ مِنْهُ مِثْلُ جُمَانٍ كَاللُّؤْلُؤِ فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ مِنْ رِيْحِ نَفَسِهٖ اِلَّا مَاتَ وَنَفَسُهٗ يَنْتَهِيْ حَيْثُ يَنْتَهِيْ طَرْفُهٗ فَيَطْلُبُهٗ حَتّٰى يُدْرِكَهٗ بِبَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلُهٗ ثُمَّ يَاْتِيْ عِيْسٰى قَوْمٌ قَدْ عَصَمَهُمُ اللّٰهُ مِنْهُ فَيَمْسَحُ عَنْ وُجُوْهِهِمْ وَيُحَدِّثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ اَوْحَى اللّٰهُ اِلٰى عِيْسٰى اِنِّيْ

دن ہفتہ کی طرح اور بقیہ دن تمہارے عام دنوں کی طرح ۱۰؎ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ تو یہ دن جو ایک سال کی طرح ہوگا کیا اس میں ہم کو ایک دن کی نمازیں کافی ہوں گی فرمایا نہیں تم اس کے لئے اندازہ لگالینا ۱۱؎ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ زمین میں اس کی تیز رفتاری کیسی ہوگی فرمایا جیسے بادل جس کے پیچھے ہوا ہو ۱۲؎ وہ ایک قوم پر آوے گا انہیں بلائے گا وہ اس پر ایمان لے آئیں گے تو آسمان کو حکم دے گا وہ بارش برسائے گا اور زمین کو حکم دے گا وہ اگائے گی ان کے جانور آئیں گے جیسے پہلے تھے اس سے زیادہ دراز کوہان والے اور زیادہ بھرے ہوئے تھن والے اور زیادہ لمبی کوکھوں والے ۱۳؎ پھر ایک دوسری قوم کے پاس آئے گا انہیں لائے گا وہ اس کی بات رد کردیں گے وہ ان کے پاس سے لوٹ جاوے گا ۱۴؎ تو یہ لوگ قحط زدہ رہ جاویں گے ۱۵؎ کہ ان کے ہاتھوں میں ان کے مال میں سے کچھ نہ رہے گا۔ ۱۶؎ اور ویرانہ پر گزرے گا اس سے کہے گا اپنے خزانے نکال تو اس کے پیچھے یہ خزانے شہد کی مکھیوں کی طرح چلیں گے ۱۷؎ پھر ایک جوانی سے بھرے ہوئے شخص کو بلائے گا اسے تلوار سے مار کر اس کے دو ٹکڑے کر کے تیر کے نشان پر پھینک دے گا ۱۸؎ پھر اسے بلائے گا تو وہ آجاوے گا اور اس کا چہرہ چمکتا ہوگا وہ ہنستا ہوگا جب کہ وہ اس طرح ہوگا کہ اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم کو بھیجے گا ۱۹؎ آپ دمشق کے مشرقی سفید مینارے کے پاس دو زعفرانی کپڑوں کے درمیان اتریں گے ۲۰؎ اپنے ہاتھ دو فرشتوں کے پروں پر رکھے ہوئے جب اپنا سر جھکائیں گے تو قطرے ٹپکیں گے اور جب اٹھائیں گے تو اس سے قطرے ٹپکیں گے موتیوں کی طرح ۲۱؎ پھر کسی کافر کو ممکن نہ ہوگا کہ آپ کی سانس پائے مگر مر جاوے گا اور آپ کی سانس وہاں تک پہنچے گی ۲۲؎ جہاں تک آپ کی نظر جاوے گی آپ اسے تلاش کریں گے یہاں تک کہ اسے باب لد میں پائیں گے۔ ۲۳؎ تو قتل کریں گے پھر حضرت عیسیٰ کے

marfat.com

قَدْ اَخْرَجْتُ عِبَادًا لِّیْ لَا یَدَانِ لِاَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ فَحَرِّزْ عِبَادِیْ اِلَی الطُّوْرِ وَیَبْعَثُ اللّٰهُ یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ فَیَمُرُّ اَوَائِلُهُمْ عَلٰی بُحَیْرَةِ طَبَرِیَّةَ فَیَشْرَبُوْنَ مَا فِیْهَا وَیَمُرُّ اٰخِرُهُمْ فَیَقُوْلُ لَقَدْ كَانَ بِهٰذِهٖ مَرَّةً مَاءٌ ثُمَّ یَسِیْرُوْنَ حَتّٰی یَنْتَهُوْا اِلٰی جَبَلِ الْخَمَرِ وَهُوَ جَبَلُ بَیْتِ الْمَقْدِسِ فَیَقُوْلُوْنَ لَقَدْ قَتَلْنَا مَنْ فِی الْاَرْضِ هَلُمَّ فَلْنَقْتُلْ مَنْ فِی السَّمَآءِ فَیَرْمُوْنَ بِنُشَّابِهِمْ اِلَی السَّمَآءِ فَیَرُدُّ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ نُشَّابَهُمْ مَخْضُوْبَةً دَمًا وَیُحْصَرُ نَبِیُّ اللّٰهِ وَاَصْحَابُهٗ حَتّٰی یَكُوْنَ رَاْسُ الثَّوْرِ لِاَحَدِهِمْ خَیْرًا مِّنْ مِّائَةِ دِیْنَارٍ لِاَحَدِكُمُ الْیَوْمَ فَیَرْغَبُ نَبِیُّ اللّٰهِ عِیْسٰی وَاَصْحَابُهٗ فَیُرْسِلُ اللّٰهُ عَلَیْهِمُ النَّغَفَ فِیْ رِقَابِهِمْ فَیُصْبِحُوْنَ فَرْسٰی كَمَوْتِ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ یَهْبِطُ نَبِیُّ اللّٰهِ عِیْسٰی وَاَصْحَابُهٗ اِلَی الْاَرْضِ فَلَا یَجِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ مَوْضِعَ شِبْرٍ اِلَّا مَلَاَهُ زَهَمُهُمْ وَنَتْنُهُمْ فَیَرْغَبُ نَبِیُّ اللّٰهِ عِیْسٰی وَاَصْحَابُهٗ اِلَی اللّٰهِ فَیُرْسِلُ اللّٰهُ طَیْرًا كَاَعْنَاقِ الْبُخْتِ فَتَحْمِلُهُمْ فَتَطْرَحُهُمْ حَیْثُ شَآءَ اللّٰهُ وَفِیْ رِوَایَةٍ تَطْرَحُهُمْ بِالنَّهْبَلِ وَیَسْتَوْقِدُ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ قِسِیِّهِمْ وَنُشَّابِهِمْ وَجِعَابِهِمْ سَبْعَ سِنِیْنَ ثُمَّ یُرْسِلُ اللّٰهُ مَطَرًا لَا یَكُنُّ مِنْهُ بَیْتُ مَدَرٍ وَّلَا وَبَرٍ فَیَغْسِلُ الْاَرْضَ حَتّٰی یَتْرُكَهَا كَالزَّلَفَةِ ثُمَّ یُقَالُ لِلْاَرْضِ اَنْبِتِیْ ثَمَرَتَكِ وَرُدِّیْ بَرَكَتَكِ فَیَوْمَئِذٍ تَاْكُلُ الْعِصَابَةُ مِنَ الرُّمَّانَةِ وَیَسْتَظِلُّوْنَ بِقِحْفِهَا وَیُبَارَكُ فِی الرِّسْلِ حَتّٰی اَنَّ اللِّقْحَةَ

پاس وہ قوم آوے گی جنہیں اللہ نے دجال سے محفوظ رکھا تو آپ ان کے چہرے صاف فرمائیں گے ۲۴۔ اور انہیں ان کے جنتی درجات کی خبر دیں گے وہ اس طرح ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ کو رب تعالیٰ وحی کرے گا کہ میں نے اپنے بندے نکالے ہیں جن سے لڑنے کی کسی میں طاقت نہیں تو میرے بندوں کو طور کی طرف لے جاؤ ۲۵۔ اور اللہ یاجوج ماجوج کو بھیجے گا جو ہر ٹیلے سے دوڑتے آئیں گے ۲۶۔ تو ان کی اگلی جماعت بحیرہ طبریہ پر گزرے گی۔ اس کا سارا پانی پی جاوے گی ۲۷۔ ان کی آخری جماعت گزرے گی تو کہے گی کہ کبھی یہاں پانی تھا حتی کہ جبل خمر تک پہنچیں گے۔ یہ بیت المقدس کا ایک پہاڑ ہے۔ ۲۸۔ تو کہیں گے کہ ہم نے زمین والوں کو تو قتل کر دیا آؤ آسمان والوں کو قتل کریں ۲۹۔ تو اپنے تیر آسمان کی طرف چلائیں گے تو اللہ ان کے تیر خون سے رنگین لوٹائے گا ۳۰۔ اور اللہ کے نبی اور ان کے ساتھی محصور رہیں گے۔ حتی کہ ان کے لئے ایک بیل کی سری سو اشرفیوں سے بڑھ کر ہو گی ۳۱۔ جو تمہارے لئے آج ہے تب اللہ کے نبی عیسیٰ اور ان کے ساتھی متوجہ الی اللہ ہوں گے ۳۲۔ تب اللہ ان یاجوج ماجوج کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا کرے گا تو وہ سب ایک شخص کی موت کی طرح مردہ ہو جائیں گے ۳۳۔ پھر اللہ کے نبی عیسیٰ اور ان کے ساتھی زمین کی طرف اتریں گے تو زمین میں بالشت بھر زمین ایسی نہ پائیں گے جو ان کی لاشوں اور بدبو نے نہ بھر دی ہو ۳۴۔ تب اللہ کے نبی عیسیٰ اور ان کے ساتھی اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ پرندے بھیجے گا ۳۵۔ اونٹ کی گردنوں کی طرح وہ انہیں اٹھا کر جہاں اللہ چاہے گا پھینک دیں گے ۳۶۔ اور ایک روایت میں ہے کہ انہیں **نہبل** میں پھینک دیں گے ۳۷۔ اور مسلمان ان کی کمانیں ان کے کمانوں ان کے نیزوں اور ترکش سات سال تک جلائیں گے ۳۸۔ پھر اللہ تعالیٰ بارش بھیجے گا جس سے نہ کوئی گھر مٹی کا بچے گا نہ اون کا تو وہ

marfat.com

مِنَ الْاِبِلِ لَتَكْفِي الْفِئَامَ مِنَ النَّاسِ وَاللِّقْحَةُ مِنَ الْبَقَرِ لِلْقَبِيلَةِ مِنَ النَّاسِ وَاللِّقْحَةُ مِنَ الْغَنَمِ لَتَكْفِي الْفَخِذَ مِنَ النَّاسِ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ اِذْ بَعَثَ اللّٰهُ رِيحًا طَيِّبَةً فَتَأْخُذُهُمْ تَحْتَ اٰبَاطِهِمْ فَيَقْبِضُ رُوحَ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَكُلِّ مُسْلِمٍ وَيَبْقٰى شِرَارُ النَّاسِ يَتَهَارَجُونَ فِيهَا تَهَارُجَ الْحُمُرِ فَعَلَيْهِمْ تَقُومُ السَّاعَةُ۔
رَوَاهُ مُسْلِمٌ اِلَّا الرِّوَايَةَ الثَّانِيَةَ وَهِيَ قَوْلُهُمْ تَطْرَحُهُمْ بِالنَّهْبَلِ اِلٰى قَوْلِهٖ سَبْعَ سِنِينَ رَوَاهَا التِّرْمِذِيُّ)

زمین کو دھو دے گی۔ ۳۹۔ حتی کہ اسے شیشہ کی طرح کر چھوڑے گی ۴۰۔ زمین سے کہا جاوے گا تو اپنے پھل اگا اور اپنی برکت لوٹا دے تو اس دن ایک انار سے ایک جماعت کھائے گی اور اس کے چھلکے سے سایہ لے گی ۴۱۔ اور دودھ میں برکت دی جاوے گی حتی کہ تازہ جنی ہوئی اونٹنی لوگوں کی ایک جماعت کو کافی ہوگی اور نئی جنی ہوئی گائے ایک قبیلہ کو کافی ہوگی اور نئی جنی ہوئی بکری لوگوں کے ایک خاندان کو کافی ہوگی۔ ۴۲۔ جب کہ وہ اسی حالت میں ہوں گے کہ اللہ ایک خوشگوار ہوا بھیجے گا وہ انہیں ان کی بغلوں کے نیچے لگے گی تو ہر مسلمان ہر مومن کی روح قبض کرلے گی ۴۳۔ اور بدترین لوگ رہ جائیں گے جو زمین میں گدھوں کی **جفتی** کی طرح زنا کریں گے۔ ان پر قیامت ہوگی ۴۴۔ (مسلم) سوا دوسری روایت کے اور وہ یہ قول ہے کہ انہیں **نہبل** میں پھینک دے گی۔ سبع سنین تک ۴۵۔ (ترمذی)

(۵۲۳۴) ۱۔ یہ فرمان عالی بالفرض ہے یعنی فرض کرلو کہ اگر وہ میری موجودگی میں آگیا۔ تو تم کو اس سے کوئی نقصان نہ پہنچے وہ میرے ہی ہاتھوں فنا ہو جاوے گا اس کی شعبدے بازیاں میرے مقابل ناکارہ ہو جائیں گی اس فرمان عالی سے دو فائدے حاصل ہوئے ایک یہ کہ اگرچہ اس مردود کا ظہور ابھی نہیں ہوگا مگر اس سے ڈرنا رکن ایمان ہے۔ تم اس سے خوف کرو جیسے قیامت ابھی آئے گی مگر اس سے ڈرتے رہو، خوف قیامت خوف دجال درحقیقت خوف خدا کا ذریعہ ہیں۔ دوسرے یہ کہ دجال اگرچہ مارا جاوے گا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہاتھوں لیکن اگر میرے زمانہ میں آجاتا تو میرے ہاتھوں ہی فنا ہو جاتا بلکہ عیسیٰ علیہ السلام بھی حضور کے نائب ہونے کی حیثیت سے اسے قتل کریں گے۔ ۲۔ یعنی ہر شخص اپنی ذات کے لئے اس کا مقابلہ دلائل عقلیہ و شرعیہ سے کرے کہ دلائل سے سوچے کہ یہ خدا نہیں ہو سکتا۔ یہاں بھی حجیج بمعنی مقابل ہی ہے مگر یہ مقابلہ اسے قتل کرنے کا نہیں بلکہ اپنے ایمان بچانے کا ہے (مرقات) گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم دجال کو فنا کرنے کے لئے اس کے مقابل ہیں۔ اور یہ شخص اس سے بچنے کے لئے اس کا مقابل۔ ۳۔ یہاں خلیفہ بمعنی وکیل و محافظ ہے۔ اگر اس وقت ہم حیات ہوتے تو مسلمانوں کی حفاظت ہم کرتے۔ اب چونکہ ہم نہ ہوں گے تو میری طرف سے میرا رب میری امت کی حفاظت کرے۔ اس سے معلوم ہوا بفضلہ تعالیٰ مومن ہمیشہ منصور و محفوظ رہتا ہے ۴۔ بالوں میں قدرے خم جسے جعد کہتے ہیں بہت اچھا ہے مگر بہت زیادہ خمی کہ بالوں کے کنڈل بن جاوے جسے قطط کہتے ہیں یہ بری ہے۔ دجال کے بال بہت ہی خم دار ہوں گے۔ ۵۔ عبدالعزیٰ زمانہ جاہلیت میں ایک مشرک بادشاہ گزرا ہے۔ اس کی بدصورتی عرب میں مشہور تھی بلکہ اس کے دیکھنے والے لوگ اس وقت موجود تھے حضور نے اس سے تشبیہ دی چونکہ دجال کی صورت بہت ہی بری ہوگی کہ اس جیسا بدشکل دنیا میں کوئی نہ گزرا نہ اس وقت ہوگا اس لئے حضور انور نے جزم و یقین سے

marfat.com

تشبیہ نہ دی بلکہ کانی فرمایا یعنی اسے کچھ کچھ مشابہت عبد العزیٰ سے ہوگی۔ ورنہ وہ عبد العزیٰ سے کہیں بدتر ہوگا معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور نے اگلے پچھلے اپنی نگاہوں سے دیکھے ہیں۔ کہ عبد العزیٰ پہلے گزر چکا ہے اور دجال آئندہ ہوگا مگر دونوں حضور کے علم و نظر میں ہیں (از مرقات) ۶۔ یعنی اس زمانہ میں جو کوئی سورہ کہف کی شروع آیات **کذبا** تک پڑھتا رہے گا وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے۔ ان آیات میں یہ ذکر ہے کہ اصحاب کہف دقیانوس بادشاہ کے فتنہ سے محفوظ رہے۔ ان کی حفاظت کی برکت سے اللہ انہیں دجال کے فتنہ سے محفوظ رکھے گا۔ جواز کا لفظی ترجمہ ہے پاسپورٹ کہ وہ ذریعہ امان ہوتا ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ سورہ کہف کی شروع کی دس آیات ہمیشہ پڑھنے والا دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔ بعض لوگ ہمیشہ بعض لوگ ہر جمعہ کو پڑھتے ہیں تاکہ موجودہ دجالوں سے بچے رہیں۔ ۷۔ خلہ نقطہ خ سے ریگستان میں راستہ وسیع۔ حلہ ح بغیر نقطہ سے کوفہ و بغداد کے درمیان ایک شہر ہے۔ بعض روایات میں حلہ ہی ہے۔ وہاں کے لوگ اب بھی شریر ہیں (مرقات) ۸۔ اس میں ندا اس زمانہ کے مسلمانوں سے ہے (مرقات) ۹۔ بعض روایات میں ہے کہ چالیس سال قیام کرے گا مگر وہ روایت ضعیف ہے۔ صحیح روایت چالیس دن کی ہے۔ ۱۰۔ حدیث بالکل ظاہر پر ہے۔ واقعی پہلا دن ایک سال کے برابر دراز ہوگا۔ اب بھی گرمیوں میں بجائے آٹھ گھنٹے کے چودہ گھنٹہ کا ہوتا ہے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ غم و اندوہ کی وجہ سے ۱۰ دن سال برابر معلوم ہوگا۔ مگر یہ غلط ہے جیسا کہ اگلے مضمون سے معلوم ہو رہا ہے۔ ۱۱۔ اس طرح کہ اس دن سورج نکلتے ہی فجر کی نماز پڑھنا پھر آٹھ گھنٹہ بعد ظہر پڑھ لینا' پھر چار گھنٹہ کے بعد عصر' پھر دو گھنٹہ بعد مغرب اور دو گھنٹہ بعد عشاء پھر چھ گھنٹہ کے بعد فجر اس طرح پڑھے جانا شاید موجود گھڑیاں اس دن کے حساب کے لئے رب تعالیٰ نے پیدا فرمادی ہیں۔ معلوم ہوا کہ جن ملکوں میں بعض زمانہ میں عشا کا وقت نہیں آتا وہاں عشاء کی نماز معاف نہ ہوگی بلکہ پڑھنا پڑھے گی اندازہ سے جیسے لندن میں سال میں چند دن ایسے آتے ہیں کہ نماز عشاء کا وقت نہیں آتا۔ شفق غائب نہیں ہوتی۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ یہ حکم خاص اس دن کے لئے ہے خلاف قیاس ورنہ نماز کے اوقات سورج کی حرکت سے وابستہ ہیں اس سال بھر کے دن میں بھی پانچ نمازیں ہی چاہئیں مگر چونکہ حدیث میں یہ حکم آگیا تو اس دن کے لئے قیاس چھوڑ دیا گیا۔ چنانچہ اس دن میں رمضان کا روزہ' نماز جمعہ و عیدین نہ پڑھی جائیں گی اگرچہ دن سال بھر کا ہے اور سال میں یہ چیزیں ہوتی ہیں۔ ۱۲۔ اس تشبیہ سے معلوم ہو رہا ہے کہ دجال اڑتا ہوا دنیا کی سیر کرے گا۔ ہوائی جہاز ایجاد ہو چکے ہیں۔ جن سے تھوڑے عرصہ میں دنیا کا چکر لگایا جا سکتا ہے۔ یعنی جیسے بادل کے پیچھے جب ہوا ہو تو بہت تیز اڑتا ہے ایسے ہی وہ بہت تیز اڑے گا۔ آج آواز سے زیادہ رفتار والے ہوائی جہاز ایجاد ہو چکے ہیں۔ ۱۳۔ یہ رب تعالیٰ کی طرف سے خاص آزمائشیں ہوں گی کہ جو لوگ اسے خدا مان لیں گے ان پر بارش نہایت مناسب پیداوار نہایت اعلیٰ ان کے جانوروں کے دودھ گھی میں بہت زیادتی ہو جاوے گی۔ ان کے اونٹ بہت موٹے تازہ اونچے ہو جاویں گے۔ دوسرے لوگ ان کی اس فراخی کو دیکھ کر دھوکہ کھا جائیں گے کہ واقعی وہ خدا ہی ہے۔ دیکھو اس نے اپنے ان بندوں کو کیسا آرام سے مالدار کر دیا وہ لوگ ان لوگوں کی مالداری و عیش کو دیکھ کر اسے خدا مان لیں گے ۱۴۔ اس فرمان عالی سے معلوم ہو رہا ہے کہ دجال کسی کو کفر پر مجبور نہ کر سکے گا۔ یہ شعبدے دکھا کر مائل ہی کرے گا رب تعالیٰ فرماتا ہے **ان عبادی لیس لک علیھم بسلطان** یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض بندے دلائل کے ذریعے اس کی شر سے محفوظ رہیں گے۔ ۱۵۔ محل بنا ہے محل سے۔ بمعنی خشکی و قحط سالی یعنی ان پر نہ تو بارش ہوگی نہ ان کی زمین میں سبزہ رہے گا ۱۶۔ یعنی ان کا اپنا پہلا مال بھی فنا ہو جاوے گا۔ جانور یا خشک ہو جاویں گے یا مر جاویں گے۔ گھروں میں تباہی آجاوے گی مگر یہ لوگ راضی بہ رضا رہیں گے۔ ۱۷۔ یعنی آبادیوں

marfat.com

میں جا کر تو وہ آفت ڈھائے گا اور ویرانہ زمینوں میں پہنچ کر یہ فساد پھیلائے گا اس کے ساتھ اس کے اھالی موالی بہت رہیں گے ویرانوں کے خزانوں کو اپنے ساتھ لے لے گا۔ جنہیں ان کے ساتھ والے نکلتے دیکھیں گے اور دوسرے لوگوں کو یہ سب بتائیں گے یعاسیب جمع ہے یعسوب کی ۔ بمعنی شہد کی مکھیوں کی سردار مکھی کہ جب وہ اڑتی ہے تو اس کے ساتھ سارے چھتے کی مکھیاں اڑتی ہیں۔ اس لئے سردار کو یعسوب کہا جاتا ہے۔ یعاسیب جمع فرما کر اشارۃً بتایا کہ بے شمار مکھیوں کی طرح اس کے ساتھ بے شمار خزانے چلیں گے۔ یہ خزانے یا تو بذات خود چلیں گے یا کسی سواری میں جیسے آج لاکھوں من سامان' ریل موٹر' بحری جہاز' ہوائی جہاز دوڑتے' تیرتے اڑتے پھر رہے ہیں۔ ۱۸۔ یہ جوان آدمی یا تو اس کے متبعین میں سے ہو گا لوگوں کو اپنی قوت دکھانے کے لئے یہ حرکت کرے گا یا ان میں سے ہو گا جو ان کی پیروی نہ کریں گے اسے سزا دینے کے لئے یہ حرکت کرے گا۔ تلوار سے اسے چیر دے گا جیسے آرے سے چیرا جاتا ہے اور دونوں ٹکڑے اتنے فاصلہ پر پھینکے گا جو تیر اور اس کے نشانہ کے درمیان ہوتا ہے یعنی بہت دور۔ ۱۹۔ یعنی اس کی ایک آواز پر یہ دونوں ٹکڑے حرکت کر کے آپس میں مل جاویں گے پھر پورا جسم بن کر اس میں جان پڑ جاوے گی اور وہ جوان دوڑتا ہوا آجاوے گا ہم نے بعض جادوگروں کو دیکھا کہ آدمی کو چادر اوڑھا کر اس کا گلہ کاٹ دیتے ہیں۔ اور پھر اسے اچھا خاصا کھڑا کر دیتے ہیں مگر یہ شعبدہ ہوتا ہے غالباً وہ حقیقتاً یہ کرے گا۔ ۲۰۔ اللہ تعالیٰ جھوٹے مسیح کو سچے مسیح کے ذریعے ہلاک کرے گا اس لئے اس مردود کو حضرت مہدی قتل نہ کریں گے کہ اس کام کے لئے حضرت مسیح منتخب ہو چکے ہیں۔ ممزودتین سیہ ہے ممزودۃ ۔ بمعنی غوطہ دیا ہوا یعنی آپ کے جسم شریف پر گیرو یا زعفران رنگے ہوئے دو کپڑے ہوں گے تہبند چادر ۲۱۔ جمان گھنگرو کے دانہ یا موتی کی طرح گول قطرے جو نہایت صاف شفاف و سفید ہوں۔ آپ خود نہایت حسین ہوں گے آپ کا یہ پسینہ نہایت پاکیزہ و خوشبودار ہو گا۔ ۲۲۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ نفس سے مراد سانس نہیں بلکہ دم کرنا ہے یعنی آپ جب دم کرنے کی نیت سے پھونک لگائیں گے تو آپ کا دم تا حد نظر پہنچے گا اور جس کافر کو لگے گا وہ مرے گا اللہ کی شان ہے کہ پہلے اسی دم سے مردے زندہ ہوتے تھے۔ اور اب زندہ کافر مردہ ہوں گے۔ یا جوج و ماجوج کفار پر آپ کریں گے ہی نہیں کیونکہ ان کی موت اور طرح سے واقع کرنا ہے بعض نے فرمایا کہ نفس سے مراد سانس ہی ہے۔ ۲۳۔ لد بیت المقدس کی قریب ایک بستی ہے اس بستی کے دروازے میں گھستے ہوئے اسے پائیں گے کہ وہ وہاں داخل ہو رہا ہو گا اسے دروازہ پر ہی قتل کر دیں گے اندر داخل نہ ہونے دیں گے۔ جیسے شداد اپنی جنت کے دروازے پر ہی قتل کر دیا گیا۔ ۲۴۔ یعنی ان مومنین کے چہرے جو گرد و غبار سے اٹے ہوں گے جیسا کہ عام غرباء فقراء کا حال ہوتا ہے اسے خود حضرت مسیح اپنے ہاتھ شریف سے صاف کریں گے یا محبت و کرم سے ان کے چہروں پر ہاتھ پھیریں گے مگر پہلے معنی قوی ہیں جیسا کہ **عن وجوھھم** فرمانے سے معلوم ہو رہا ہے آپ غبار صاف فرماتے جائیں گے اور انہیں جنت کی بلکہ وہاں کے درجات کی خبر دیتے جائیں گے۔ ۲۵۔ یعنی اے عیسیٰ دجال تو آیا اور ہلاک ہو گیا اب کچھ روز کے لئے ایک بڑی مخلوق یا جوج ماجوج اس زمین پر آرہے ہیں۔ جن کی ہلاکت تمہارے ہاتھوں سے نہیں بلکہ تمہاری بددعا سے ہو گی۔ اس لئے یہ زمین خالی کر دو طور پہاڑ ان کی شر سے محفوظ رہے گا۔ ان مسلمانوں کو وہاں لے جاؤ یدان کی تنبیہ فرما کر بتایا گیا کہ کسی انسان میں دونوں ہاتھوں سے بھی ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں ۲۶۔ یعنی جب یاجوج ماجوج کی دیوار ٹوٹے گی تو وہ ہر طرف سے دوڑتے ہوئے اس زمین پر آئیں گے ان کی کثرت سے زمین بھر جاوے گی۔ ۲۷۔ یعنی ان کی کثرت کا یہ حال ہو گا کہ دریا کا سارا پانی ان کا اگلا حصہ ہی پی جاوے گا۔ اور دریا خشک کر دے گا بحیرہ تصغیر ہے۔ بحر کی بحیرہ طبریہ شام کے علاقہ میں دس میل لمبا دریا ہے طبریہ ایک بستی کا نام ہے۔ اردن

marfat.com

کے علاقہ میں۔ وہاں یہ دریا ہے اس لئے اسے بحیرہ طبریہ کہتے ہیں۔ ۲۸۔ خمر کے معنی ہیں چھپنا ڈھانپنا اسی سے ہے خمار دوپٹہ چونکہ وہ پہاڑ بہت سرسبز ہے کہ اس کی پوری زمین سبزہ اور درختوں سے چھپی ہوئی ہے۔ اس لئے اسے جبل خمر کہتے ہیں۔ یعنی سبزہ سے ڈھکا ہوا پہاڑ (لمعات، مرقات) ۲۹۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان تو طور پہاڑ میں محفوظ ہو چکے ہوں گے مگر زمین، کفار بہت ہوں گے یعنی دجال کو مان لینے والے وہ یاجوج ماجوج کے ہاتھوں مارے جائیں گے حتیٰ کہ زمین میں ان میں سے کوئی نہ بچے گا اس لئے یہ یاجوج ماجوج کہیں گے کہ زمین والوں کو تو ہم مار چکے آؤ آسمان والے فرشتوں کو بھی مار لیں تاکہ دنیا میں ہم ہی رہیں ہمارے سوا کوئی نہ رہے۔ ۳۰۔ ممکن ہے کہ یہ تیر چڑیوں کے لگیں۔ ان کے خون میں بھیگ کر لوٹیں اس میں اشارۃ یہ فرمایا کہ یاجوج ماجوج کا فساد صرف زمین میں نہ ہوگا بلکہ فضا میں بھی ہوگا۔ ۳۱۔ چونکہ اس زمانہ میں مسلمان صرف کوہ طور پر رہیں گے کہیں جا آنہ سکیں گے اس ہی لئے باہر سے مال کی درآمد برآمد بند ہوگی لہٰذا قحط بہت پڑ جاوے گا اور باوجودیکہ وہ علاقہ بہت سرسبز شاداب ہے۔ پھر گرانی کا یہ حال ہوگا کہ جو قدر آج سو دینار کی ہے اس سے زیادہ قدر و قیمت گائے کی ایک سری کی ہوگی۔ مسلمانوں پر یہ زمانہ بہت تنگی کا گزرے گا۔ جب گائے کی سری کی یہ قیمت ہوگی تو باقی گوشت کی قیمت کا اندازہ لگالو سری بہت سستی ہوتی ہے۔ ۳۲۔ اس طرح کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قوم یاجوج ماجوج کی ہلاکت کی دعا کریں گے مومنین آمین کہیں گے نبی اللہ فرما کر یہ بتایا گیا کہ اس وقت بھی عیسیٰ علیہ السلام نبی ہوں گے نبوت کے منسوخ ہونے سے ان کے احکام بندوں پر جاری نہیں ہوتے مگر ان کا درجہ عند اللہ وہ ہی رہتا ہے اس سے بڑھ کر بات یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام جناب خضر کے پاس گئے تو ان کی نبوت منسوخ نہ ہوئی تھی مگر وہاں آپ نبوت کی شان سے نہ گئے تھے نہ حضرت خضر پر توریت کے احکام جاری فرمائے تو جب دین مصطفوی میں عیسیٰ علیہ السلام آویں گے تو قرآنی احکام ہوتے ہوئے اپنی منسوخ شریعت کے احکام کیسے جاری کریں گے۔ مرزائیوں کو اس میں غور کرنا چاہیے۔ ۳۳۔ یعنی ایک آن کی آن میں سب ہلاک ہو جائیں گے۔ انہیں مرتے ہوئے ایک ساعت بھی نہ لگے گی۔ یہ پتہ نہ لگا کہ یہ لوگ زمین میں کتنے دن رہیں گے۔ ۳۴۔ یعنی تمام روئے زمین ان مردودوں کی لاشوں اور بدبو سے بھرا ہوگا۔ مسلمان اس قید سے نکل تو آئیں گے مگر اس مصیبت سے زمین میں کاروبار تو کیا چل پھر بھی نہ سکیں گے۔ ۳۵۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا اور مسلمانوں کی آمین پر یہ پرندے رب تعالیٰ بھیجے گا۔ جو تعداد میں بے شمار ہوں گے۔ جسامت میں بہت بڑے اور طاقت ور کہ ایک پرندہ یاجوج کی لاش اٹھائے گا۔ کہاں سے آئیں گے اور کہاں غائب ہو جائیں گے یہ رب جانے ٹڈی دل ہم نے آتے دیکھا ہے نہ معلوم کہاں سے آتا ہے اور پھر کہاں غائب ہو جاتا ہے۔ ان پرندوں کی شکل بختی اونٹوں کی گردنوں سے ملتی ہوگی۔ ۳۶۔ یہ بھی رب تعالیٰ کی قدرت ہی ہوگی کہ اتنی زیادہ لاشیں جن سے روئے زمین بھری ہوگی۔ نہ معلوم کہاں غائب کر دی جائیں گی اس جگہ کا ذکر آگے آرہا ہے۔ ۳۷۔ نہل بروزن منبر، بمعنی بڑا پہاڑ۔ اور یہ ایک بستی کا نام بھی ہے جو بیت المقدس کے قریب ہے۔ غالباً اس بستی کا یہ نام اس پہاڑ کے نام سے ہے۔ جیسے ہمارے پنجاب میں **سانگلہ** ہل ایک شہر کا نام ہے اس کے ایک پہاڑ کے نام پر۔ جہلم ایک شہر ہے دریا، جہلم کے نام پر۔ اس چھوٹی سی جگہ میں اتنی لاشوں کا سما جانا بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت ہی سے ہوگا۔ ۳۸۔ یعنی یاجوج ماجوج تو مر جائیں گے مگر اپنے تیر، ترکش، کمانیں اتنی بڑی تعداد میں چھوڑ جائیں گے کہ سات سال تک مسلمان انہیں جلا کر اپنے سب کام چلائیں گے مفت کی لکڑی پائیں گے۔ ۳۹۔ اس فرمان کا تعلق یاجوج ماجوج کی ہلاکت سے ہے۔ یعنی ان مردودوں کے ہلاک ہو جانے اور ان کی نعشیں پھینک دیئے جانے پر ایک عالمگیر بارش آوے گی۔ یہ مطلب نہیں کہ سات تیر و کمان ترکش چلا چکنے کے بعد

marfat.com

بارش آوے گی۔ ۴۰۔ زلقہ قاف سے ۔ بمعنی صاف آئینہ' زلفہ سے اس کے بہت معنی ہیں۔ دھلی زمین' صاف تشتری۔ سبز رنگ کا صاف گھڑا سیب' صاف پتھر' صاف کردہ زمین یہاں زلفہ ف سے بھی ہو سکتا ہے اور قاف سے۔ ہر معنی درست ہیں۔ ز اور لام کے فتحہ سے ۴۱۔ یعنی ایک انار اتنا بڑا ہو گا کہ اس کے دانوں سے ایک پوری جماعت شکم سیر ہو جاوے اور اس کا چھلکا پورے خیمہ کی طرح ہو گا فحف کھوپڑی کے پیالہ کو کہتے ہیں۔ چونکہ انار کا چھلکا کھوپڑی کی طرح گول اور ڈھلواں ہوتا ہے۔ اس لئے اسے فحف فرمایا گیا کوہ مری اور شملہ کی ایک ہری مرچ میں ڈیڑھ پاؤ قیمہ بھر جاتا ہے۔ ۴۲۔ لقحہ لام کے کسرہ قاف کے سکون سے نورائیدہ مادہ جانور خواہ اونٹنی ہو یا گائے یا بکری۔ خیال رہے کہ نوزائیدہ کا دودھ کم ہوتا ہے۔ کچھ دن بعد جب خون ڈال دیتی ہیں۔ تب دودھ بڑھتا ہے فرمایا جا رہا ہے کہ جب نوزائیدہ یعنی نئی نئی بیاہی ہوئیں مادہ جانور کے دودھ میں ایسی برکت و کثرت ہو گی تو سمجھ لو کہ پرانی ہو کر اس کا دودھ کتنا ہو گا۔ ان احادیث میں تاویل کی ضرورت نہیں ہم نے پہاڑ کے آلو دیکھے ہیں ایک آلو ڈیڑھ سیر بلکہ دو سیر کا۔ آزاد کشمیر کی مولی بہت موٹی' بہت لمبی کہ ایک آدمی ایک مولی اٹھا سکتا ہے۔ رب تعالیٰ کی قدرت ہمارے خیال سے ورا ہے ہم نے دوسرے حج کے موقعہ پر طائف کے انار دیکھے چھوٹے تربوز کے برابر۔ جن کے دانے چھوٹے آلو کے برابر ایک انار کے شربت سے بوتل بھر جاتی تھی اور جدہ کے تربوز اس زمانہ میں اتنے بڑے دیکھے کہ سبحان اللہ لہٰذا یہ حدیث بالکل ظاہر پر ہے۔ کسی تاویل کی ضرورت نہیں۔ ۴۳۔ یہاں مسلم و مومن ہم معنی ہیں مسلم مومن کی تفسیر ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بہت عرصہ بعد ہو گا۔ جبکہ دنیا میں پھر کافر پھیل چکے ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں دنیا میں کوئی کافر نہ رہے گا سب مسلمان ہو چکے ہوں گے یا قتل' کبھی مسلم و مومن میں فرق کیا جاتا ہے کہ ظاہری اطاعت کرنے والا مسلم اور دل سے عقائد اسلامیہ کو ماننے والا مومن' یہ ہوا ایک غیبی ہوا ہو گی جو ہر مسلمان کی جان نہایت آسانی سے نکال لے گی۔ ۴۴۔ ہرج ۔ بمعنی قتل بھی آتا ہے۔ اور ۔ بمعنی زنا بھی یہاں ۔ بمعنی زنا ہے۔ ہرج کے لغوی معنی خلط ملط ہونا ہے۔ خواہ قتل کے لئے خواہ زنا کے لئے عورت و مرد کا اختلاط یہاں دوسرے معنی میں ہے۔ بعض شارحین نے ۔ بمعنی قتل فرمایا ہے مگر پھر گدھوں سے تشبیہ درست نہیں ہو گی۔ گدھا جفتی کے وقت رینگتا ہے۔ جس سے دور تک خبر ہو جاتی ہے۔ اس لئے یہاں گدھے سے تشبیہ دی نہ کہ دوسرے جانور سے اگرچہ چیل بھی اس وقت چیختی ہے مگر گدھے سے کم اس کی آواز ہوتی ہے۔ لہٰذا گدھے سے تشبیہ نہایت ہی موزوں ہے۔ ۴۵۔ یعنی اتنی عبارت ترمذی شریف میں ہے مسلم میں نہیں۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ الدَّجَّالُ فَیَتَوَجَّہُ قِبَلَہٗ رَجُلٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فَیَلْقَاہُ الْمَسَالِحُ مَسَالِحُ الدَّجَّالِ فَیَقُوْلُوْنَ لَہٗ اَیْنَ تَعْمِدُ فَیَقُوْلُ اَعْمِدُ اِلٰی ھٰذَا الَّذِیْ خَرَجَ قَالَ فَیَقُوْلُوْنَ لَہٗ اَوَمَا تُؤْمِنُ بِرَبِّنَا فَیَقُوْلُ مَا بِرَبِّنَا خَفَاءٌ فَیَقُوْلُوْنَ اقْتُلُوْہُ

(۵۲۳۵) روایت ہے حضرت ابی سعید خدری سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دجال نکلے گا تو اس کی طرف مومنوں سے ایک صاحب متوجہ ہوں گے ۱۔ تو انہیں دجال کے سپاہی ملیں گے ۲۔ اور ان سے کہیں گے کہ کہاں کا ارادہ کر رہے ہو کہیں گے کہ میں اس کی طرف کا ارادہ کر رہا ہوں جو نکلا ہے ۳۔ فرمایا وہ لوگ ان سے کہیں گے کیا تم ہمارے رب پر ایمان نہیں رکھتے۔ وہ کہیں گے ہمارے رب میں پوشیدگی نہیں ہے ۴۔ تو یہ لوگ

marfat.com

فَيَقُوْلُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ اَلَيْسَ قَدْ نَهَاكُمْ رَبُّكُمْ اَنْ تَقْتُلُوْا اَحَدًا دُوْنَهٗ فَيَنْطَلِقُوْنَ بِهٖ اِلَى الدَّجَّالِ فَاِذَا رَاٰهُ الْمُؤْمِنُ قَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ هٰذَا الدَّجَّالُ الَّذِيْ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَيَاْمُرُ الدَّجَّالُ بِهٖ فَيُشَجُّ فَيَقُوْلُ خُذُوْهُ وَشُجُّوْهُ فَيُوْسَعُ ظَهْرُهٗ وَبَطْنُهٗ ضَرْبًا قَالَ فَيَقُوْلُ اَوَمَا تُؤْمِنُ بِيْ قَالَ فَيَقُوْلُ اَنْتَ الْمَسِيْحُ الْكَذَّابُ قَالَ فَيُؤْمَرُ بِهٖ فَيُؤْشَرُ بِالْمِئْشَارِ مِنْ مَفْرِقِهٖ حَتّٰى يُفَرَّقَ بَيْنَ رِجْلَيْهِ قَالَ ثُمَّ يَمْشِي الدَّجَّالُ بَيْنَ الْقِطْعَتَيْنِ ثُمَّ يَقُوْلُ لَهٗ قُمْ فَيَسْتَوِيْ قَائِمًا ثُمَّ يَقُوْلُ لَهٗ اَتُؤْمِنُ بِيْ فَيَقُوْلُ مَا ازْدَدْتُ فِيْكَ اِلَّا بَصِيْرَةً قَالَ ثُمَّ يَقُوْلُ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّهٗ لَا يَفْعَلُ بَعْدِيْ بِاَحَدٍ مِنَ النَّاسِ قَالَ فَيَاْخُذُهُ الدَّجَّالُ لِيَذْبَحَهٗ فَيَجْعَلُ مَا بَيْنَ رَقَبَتِهٖ اِلٰى تَرْقُوَتِهٖ نُحَاسًا فَلَا يَسْتَطِيْعُ اِلَيْهِ سَبِيْلًا قَالَ فَيَاْخُذُ بِيَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ فَيَقْذِفُ بِهٖ فَيَحْسِبُ النَّاسُ اَنَّمَا قَذَفَهٗ اِلَى النَّارِ وَاِنَّمَا اُلْقِيَ فِي الْجَنَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا اَعْظَمُ النَّاسِ شَهَادَةً عِنْدَ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

کہیں گے کہ اسے قتل کردو تو ان کے بعض بعض سے کہیں گے کیا تم کو تمہارے رب نے اس کے بغیر قتل کرنے سے منع نہیں کیا ہے ۵۔ تو وہ انہیں دجال کے پاس لے جائیں گے مومن جب اسے دیکھے گا تو کہے گا اے لوگو! یہ ہی وہ دجال ہے۔ جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا ہے ۶۔ فرمایا تب دجال اس کے متعلق حکم دے گا تو انہیں لمبا ڈال دیا جاوے گا کہے گا اسے پکڑو اور زخمی کردو ۷۔ چنانچہ ان کی پیٹھ اور پیٹ مار کر چوڑے کردیں گے ۸۔ فرمایا وہ کہے گا کیا مجھ پر ایمان نہیں لاتا فرمایا وہ کہیں گے کہ تو جھوٹا مسیح ہے ۹۔ فرمایا بس اس کے متعلق حکم دیا جاوے گا تو آرے سے انکی مانگ سے چیر دیا جاوے گا حتیٰ کہ ان کے پاؤں چیر دیئے جائیں گے ۱۰۔ فرمایا پھر دجال دو ٹکڑوں کے درمیان چلے گا پھر اس سے کہے گا کھڑا ہو وہ سیدھا کھڑا ہو جاوے گا ۱۱۔ پھر اس سے کہے گا کیا مجھ پر ایمان لاتا ہے تو وہ کہے گا تیرے بارے میں میری بصیرت ہی زیادہ ہوئی ۱۲۔ فرمایا پھر کہیں گے اے لوگو یہ میرے بعد اب کسی آدمی سے یہ نہ کر سکے گا ۱۳۔ فرمایا پھر اسے دجال ذبح کرنے کے لئے پکڑے گا تو اس کی گردن سے گلے تک کے درمیان تانبہ کر دیا جاوے گا پھر وہ اس تک راہ پانے کی طاقت نہ رکھے گا فرمایا کہ پھر دجال ان کے ہاتھوں ۱۴۔ پاؤں کو پکڑے گا اور پھینک دے گا لوگ سمجھیں گے کہ اسے آگ کی طرف پھینکا مگر وہ جنت میں ڈالا جاوے گا ۱۵۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شخص رب العالمین کے نزدیک تمام لوگوں میں بڑی شہادت والا ہو گا ۱۶۔

(مسلم)

(۵۲۳۵) ۱۔ یہ صاحب مدینہ سے نکلیں گے۔ غالباً حضرت خضر علیہ السلام ہوں گے کیونکہ وہ اب تک زندہ ہیں اور زندہ رہیں گے۔ آپ ہی پر دجال کا زور ختم ہو گا (مرقات) ۲۔ مسالح ہے جمع مسلح کی مسلح کے معنی ہیں ہتھیار رکھنے کی جگہ یعنی ملک کی سرحد پھر سرحد کے باشندے کو مسالح کہنے لگے کہ وہ لوگ ہر وقت ہتھیار بند رہتے ہیں۔ پھر محافظ سپاہیوں کو مسالح کہنے لگے کہ اکثر سپاہی ہتھیار بند ہوتے ہیں (لمعات، مرقات، اشعہ) معلوم ہوا کہ دجال اپنے سپاہی چھوڑے گا جو لوگوں کو اس مردود تک پہنچائیں گے ۳۔

marfat.com

آپ کا یہ فرمان نہایت حقارت کے انداز میں ہوگا خرج سے اشارۃ یہ فرمائیں گے کہ دجال راہ حق سے نکلا ہوا ہے ایمان سے ہٹا ہوا ہے۔ ۴۔ یعنی اے بے وقوفو! رب تعالیٰ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں وہ تمام عیوب سے پاک ہے تمام صفات سے موصوف ہے دجال کھاتا پیتا ہے پیشاب پاخانہ کرتا ہے سوتا ہے اور بڑی بات یہ ہے کہ وہ کانا ہے جس میں یہ عیوب ہوں وہ رب کیسا تم اسے رب کیوں مانتے ہو۔ ۵۔ خلاصہ یہ ہے کہ دجال کے سپاہیوں میں سے بعض کہیں گے کہ انہیں یہاں ہی قتل کر دو بعض کہیں گے کہ نہیں انہیں دجال کے پاس لے چلو۔ ۶۔ یعنی یہ صاحب دجال کی صورت اس کی کالی آنکھ کالا منہ دیکھ کر پکاریں گے کہ یہ خدا نہیں بلکہ خدا کا مردود بندہ ہے۔ ۷۔ پہلا مسح سے ہے۔ بمعنی چوڑائی میں ڈال دینا یعنی مارنے کے لئے اس کو زمین پر الٹا لٹا دینا جسے پنجابی میں کہتے ہیں لمپا پا دینا دوسرا مسحوہ مسح۔ بمعنی زخمی کرنے سے ہے یعنی پہلے انہیں زمین پر لمبا ڈالو پھر انہیں اتنا مارو کہ زخمی ہو جاویں ان دونوں کی اور کئی شرحیں ہیں جو اسی جگہ لمعات میں مذکور ہیں۔ ۸۔ پیٹھ چوڑی کرنا ایک خاص محاورہ ہے یعنی مار مار کر ایسا حال کر دیں گے کہ اگر ان کی پیٹھ لوہے یا سونے چاندی کی ہوتی تو کٹ کٹ کر چوڑی ہو جاتی مقصد یہ ہے کہ بہت ہی ماریں گے مگر وہ اف نہ کریں گے ہر کام اور ہر شخص کا ایک وقت ہوتا ہے حضرت خضر علیہ السلام دجال پر اپنی کرامت یا معجزہ نہ جاری کریں گے کہ ابھی اس کا وقت نہیں ورنہ یہ خضر وہ ہیں جنہوں نے ایک اشارہ سے گرتی دیوار سیدھی کر دی تھی اور ایک انگلی سے بچہ کا سر اکھیڑ کر اسے مار دیا تھا جیسا کہ قرآن میں ہے۔ ۹۔ یعنی تو جھوٹا مسیح ہے جسے سچے مسیح علیہ السلام قتل کریں گے یہ فیصلہ الٰہی ہے ورنہ میں ہی تجھے ہلاک کر دیتا (مرقات) ۱۰۔ اللہ اکبر یہ ہے اللہ کی راہ میں مصیبت جھیلنا کہ ککڑی کھیرے کی طرح آرہ سے چر گئے اف نہ کی لوگ یہ تماشا دیکھ رہے ہوں گے۔ ۱۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مقابلہ کے وقت کرامت و معجزہ سارے جادو اور استدراج پر غالب رہتا ہے مگر جب مقابلہ نہ ہو تو جادو، استدراج وغیرہ ولی نبی پر اثر کر دیتے ہیں۔ دیکھو موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں سارے جادوگر فیل ہو گئے کہ وہاں مقابلہ تھا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو نے اثر کر دیا کہ وہاں مقابلہ نہ تھا بعض انبیاء کرام کو تلوار سے شہید یا زخمی کیا گیا۔ یہاں دوسری صورت ہے دوسرے یہ کہ اگر زندگی باقی ہو جب بھی عارضی موت آسکتی ہے حضرت خضر کی زندگی قریب قیامت تک ہے مگر آج وہ دجال کے ہاتھوں عارضی طور پر شہید کر دیئے گئے۔ عیسیٰ علیہ السلام جن مردوں کو زندہ کرتے تھے وہ اپنی زندگی ختم کر کے مرے ہوتے تھے۔ مگر اب دعا سے دوبارہ عمر پاتے تھے۔ ۱۲۔ یعنی تیرا یہ کرشمہ دیکھ کر مجھے تیرے دجال ہونے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کا اور زیادہ یقین ہو گیا پہلے علم الیقین تھا اب عین الیقین ہو گیا۔ ۱۳۔ یعنی اس کی شعبدہ بازیاں ختم ہوئیں اب یہ کسی کو مار کر زندہ نہ کر سکے گا مجھ پر اس کا زور ختم ہوا اور مسیح پر اس کا شور ختم ہو جائے گا یہ مر کر گمنام ہو جائے گا۔ ۱۴۔ یعنی ذبح کے وقت جہاں چھری چلائی جاتی ہے وہاں تو بعینہٖ تانبہ کی تختی ہو جائے گی یا یہ جگہ تانبہ کی طرح سخت کر دی جائے گی جس پر چھری نہ چل سکے گی۔ اور دجال یا اس کے سپاہی ان بزرگ کو ذبح نہیں کر سکیں گے۔ ۱۵۔ اس جنت و آگ کی تحقیق ابھی کچھ پہلے کی جا چکی ہے یعنی دجال اپنی شرمندگی مٹانے کے لئے ان بزرگ کو اپنی خود ساختہ آگ میں ڈالے گا جو دیکھنے میں آگ ہو گی مگر نار نمرود کی طرح درحقیقت نہایت آرام دہ باغ ہو گا۔ ۱۶۔ یعنی یہ صاحب اس زمانہ کے تمام شہید مسلمانوں میں اول درجہ کے شہید ہوں گے کیونکہ ایک بار تو آرہ سے چیرے گئے۔ پھر دوبارہ قتل و ذبح کے لئے لٹائے گئے پھر ظاہری آگ میں پھینکے گئے ان سب کے سوا ایسے موقعہ پر نہایت جرات و ہمت سے مردانہ وار دجال کے مقابل ہو کر سینکڑوں کے ایمان کو بچا گئے اور ظاہر ہے کہ جیسے کارنامے جیسی تکالیف ویسا درجہ اس الناس میں حضرات شہدا احد، بدر و حنین یا شہداء کربلا داخل نہیں کہ ان کے درجہ

marfat.com

تک کوئی مسلمان ناقیامت نہیں پہنچ سکتا۔ لہٰذا حدیث واضح ہے اس پر یہ اعتراض نہیں کہ سید الشہداء تو حضرت حمزہ یا شہداء کربلا امام حسین ہیں اور ہو سکتا ہے کہ یہ درجہ ان کی نبوت کی وجہ سے سب سے بڑھ جاوے کہ نبی کا عمل غیر نبی کے عمل سے زیادہ درجہ رکھتا ہے۔

وَعَنْ اُمِّ شَرِيْكٍ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَفِرَّنَّ النَّاسُ مِنَ الدَّجَّالِ حَتّٰى يَلْحَقُوْا بِالْجِبَالِ قَالَتْ اُمُّ شَرِيْكٍ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَيْنَ الْعَرَبُ يَوْمَئِذٍ قَالَ هُمْ قَلِيْلٌ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۲۳۶) روایت ہے حضرت ام شریک سے ا۔ فرماتی ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لوگ دجال سے بھاگیں گے حتیٰ کہ پہاڑوں میں جا پہنچیں گے ۲۔ ام شریک فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ تو اس دن عرب کہاں ہوں گے فرمایا وہ تھوڑے ہوں گے ۳۔ (مسلم)

(۵۲۳۶) ا۔ ام شریک دو ہیں ایک ام شریک انصاریہ صحابیہ دوسری ام شریک قرشیہ عامریہ یہاں ام شریک قرشیہ مراد ہیں اور جن ام شریک کے پاس فاطمہ بنت قیس کو عدت گزارنے کا حکم دیا گیا تھا وہ ام شریک انصاریہ تھیں (اشعہ) یعنی احتیاطاً" مسلمان اپنا دین بچانے کے لئے بستیوں بلکہ جنگلوں میں نہ ٹھہریں گے کیونکہ اس زمانہ میں کوئی جگہ اس کے شر سے محفوظ نہ ہوگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کی تعریف فرماتے ہوئے یہ فرما رہے ہیں معلوم ہوا کہ فتنہ کے زمانہ میں بستیاں چھوڑ کر گوشہ نشین ہو جانا اچھا ہے کہ اس میں دین کی بڑی حفاظت ہے۔ ۳۔ جناب ام شریک نے پوچھا کہ عرب تو بڑے بہادر ہیں۔ یہ لوگ دجال پر جہاد کیوں نہ کریں گے فرمایا کہ اس وقت عرب اتنے تھوڑے ہوں گے کہ جہاد کرنے پر قادر نہ ہوں گے معلوم ہوا کہ جہاد کے لئے قدرت شرط۔

وَعَنْ اَنَسٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتْبَعُ الدَّجَّالَ مِنْ يَهُوْدِ اِصْفَهَانَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا عَلَيْهِمُ الطَّيَالِسَةُ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۲۳۷) روایت ہے حضرت انس سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے راوی فرمایا کہ اصفہان کے یہود میں سے ستر ہزار آدمی دجال کی پیروی کرلیں گے ا۔ جن پر طیلسان لباس ہوگا ۲۔ (مسلم)

(۵۲۳۷) ا۔ معلوم ہوا کہ اس زمانہ میں یہود شہر اصفہان میں کثرت سے ہوں گے اصفہان ایران کا مشہور شہر ہے میں نے وہاں کی سیر کی ہے یہاں ہی دجال کا زور زیادہ ہوگا اور دجال کے پہلے مددگار و معاون یہود ہوں گے بعض نے کہا کہ دجال خود یہود میں سے ہوگا۔ ۲۔ طیالسہ جمع ہے طیلسان کی جو معرب ہے تالسان کا، تالسان وہ خاص رومال ہے جس سے سر اور کندھا ڈھکا جاتا ہے یا کوئی اور خاص لباس طیلسان پہننے سے ممانعت بھی آتی ہے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا پہننا بھی ثابت ہے جب تک یہ یہود کا نشان خاص رہا ممنوع رہا جب اس کا رواج عام ہو گیا تب حضور نے پہنا تمام لباسوں کا یہ ہی حال کہ جو کفار کی علامت ہوں ان سے بچے اور جب علامت نہ رہیں مشترک بن جاویں تو جائز ہیں (مرقات)

وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ اِلْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِي الدَّجَّالُ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْهِ اَنْ يَّدْخُلَ

(۵۲۳۸) روایت ہے حضرت ابو سعید خدری سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دجال آوے گا حالانکہ اس کو مدینہ کے راستوں میں داخلہ ناممکن ہوگا تو بعض کھاری زمینوں

marfat.com

نِقَابَ الْمَدِيْنَةِ فَيَنْزِلُ بَعْضَ السِّبَاخِ الَّتِيْ تَلِي الْمَدِيْنَةَ فَيَخْرُجُ اِلَيْهِ رَجُلٌ وَهُوَ خَيْرُ النَّاسِ اَوْ مِنْ خِيَارِ النَّاسِ فَيَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنَّكَ الدَّجَّالُ الَّذِيْ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثَهٗ فَيَقُوْلُ الدَّجَّالُ اَرَاَيْتُمْ اِنْ قَتَلْتُ هٰذَا ثُمَّ اَحْيَيْتُهٗ هَلْ تَشُكُّوْنَ فِي الْاَمْرِ فَيَقُوْلُوْنَ لَا فَيَقْتُلُهٗ ثُمَّ يُحْيِيْهِ فَيَقُوْلُ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ فِيْكَ اَشَدَّ بَصِيْرَةً مِنِّيْ الْيَوْمَ فَيُرِيْدُ الدَّجَّالُ اَنْ يَّقْتُلَهٗ فَلَا يُسَلَّطُ عَلَيْهِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

میں جو مدینہ سے متصل ہیں وہاں اترے گا۱؎ تو اسکی طرف ایک شخص نکلے گا جو لوگوں میں بہترین یا لوگوں میں سے بہترین ہوگا۲؎ وہ کہے گا میں گواہی دیتا ہوں کہ تو وہ ہی دجال ہے جس کی خبر ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی تو دجال کہے گا کہ بتاؤ تو اگر میں اسے قتل کر دوں پھر زندہ کر دوں تو کیا تم اس میں کچھ شک کرو گے ۳؎ وہ لوگ کہیں گے کہ نہیں تو وہ اس شخص کو قتل کرے گا پھر زندہ کرے گا تب وہ کہے گا واللہ کہ اب سے پہلے تیرے متعلق زیادہ سمجھ بوجھ والا نہ تھا۴؎ پھر دجال اسے قتل کرنا چاہے گا تو اس پر قابو نہ دیا جاوے گا۵؎ (مسلم، بخاری)

(۵۲۳۸) ۱؎ انقاب جمع ہے نقب کی معنی پہاڑی راستہ جو پہاڑ میں جائے اب ہر راستہ کو نقب کہتے ہیں یہاں اسی معنی میں ہے یعنی باہر سے جتنے راستے مدینہ منورہ میں آتے ہیں ان سب فرشتے ہوں گے جو دجال کو مدینہ مطہرہ میں داخل سے روکیں گے وہ ہی یہاں مراد ہے وہ مردود مدینہ منورہ کے باہر جو زمین شورہ ہے وہاں قیام کرے گا۔ ۲؎ عام شارحین نے فرمایا کہ وہ خضر علیہ السلام ہوں گے جو دجال کا مقابلہ کرنے نکلیں گے وہ زندہ ہیں اور تاقیامت زندہ رہیں گے اس زمانہ میں مدینہ منورہ میں ہوں گے آپ دجال کے ہاتھوں دکھ اٹھائیں گے مگر اسے بے نقاب فرمادیں گے اس کی جھوٹی الوہیت کی مٹی انہیں کے ہاتھوں پلید ہوگی اس وقت آپ اسلام کے مبلغ اعظم ہوں گے اور سب کو نظر آئیں گے سب انہیں پہچانیں گے ان سے گفتگو کریں گے۔ ۳؎ دجال اپنے ماننے والوں سے یہ خطاب کرے گا خود ان بزرگ سے یہ خطاب نہ کرے گا کہ وہ جانتا ہے کہ یہ بزرگ تو مجھے مانیں گے نہیں اسے خطرہ تھا کہ شاید ان بزرگ کی تقریر سے میرے ماننے والوں کے دلوں میں میری طرف سے کچھ شک ہو گیا اس لئے ان سے یہ کہے گا۔ اس فرمان عالی کے اور کئی مطلب کئے گئے ہیں مگر یہ مطلب قوی ہے کہ اس میں خطاب اس کے معتقد یہودیوں سے ہے نہ کہ مومنین سے ۴؎ یعنی دجال کے کافر ہونے کا جتنا یقین مجھے اب ہو گیا اتنا پہلے نہ تھا کہ پہلے مجھے تیرے متعلق عین الیقین تھا دیکھ کر اب حق الیقین ہو گیا آزما کر۔ ۵؎ یعنی اب جو ان بزرگ کو ذبح کرنے جائے گا تو نہ کر سکے گا کیونکہ ان کی گردن میں تانبہ یا پیتل ہو جائے گا جو چھری سے کٹ نہ سکے گا اور آج اس وقت سے اس کی یہ شعبدہ بازیاں ختم ہو جائیں گی اس کا زوال شروع ہو جائے گا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں اس کی لاش گلیوں میں پھرے گی جسے کتے کھاتے ہوں گے اللہ سچا اس کے نبی سچے (مرقات)

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَاْتِي الْمَسِيْحُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ هِمَّتُهُ الْمَدِيْنَةُ حَتّٰى يَنْزِلَ دُبُرَ اُحُدٍ ثُمَّ تَصْرِفُ الْمَلَائِكَةُ وَجْهَهٗ قِبَلَ الشَّامِ وَهُنَالِكَ يَهْلِكُ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۲۳۹) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا کہ مسیح دجال مشرق کی طرف سے آوے گا اس کا ارادہ مدینہ منورہ کا ہوگا۱؎ حتیٰ کہ احد کے پیچھے اترے گا پھر فرشتے اس کا منہ شام کی طرف پھیر دیں گے اور وہاں ہی ہلاک ہوگا۲؎ (مسلم، بخاری)

marfat.com

(۵۲۳۹) ا۔ پہلے گزر چکا کہ دجال خراسان سے نکلے گا اور خراسان مدینہ منورہ سے جانب مشرق ہے وہ مدینہ منورہ کے ارادہ سے اتنا دراز سفر طے کرے گا مگر یہاں داخل نہ ہو سکے گا کہ یہاں سید الابرار آرام فرما ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ۲۔ پہلے گزر چکا کہ دجال باب لد میں مارا جائے گا اور باب لد دمشق کے قریب ایک بستی ہوگی اور دمشق ملک شام میں ہے اسے وہاں موت لے جائے گی۔

وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَدْخُلُ الْمَدِیْنَۃَ رُعْبُ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ لَھَا یَوْمَئِذٍ سَبْعَۃُ اَبْوَابٍ عَلٰی کُلِّ بَابٍ مَلَکَانِ۔ (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

(۵۲۴۰) روایت ہے حضرت ابوبکرہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا مدینہ منورہ میں مسیح دجال کا رعب نہ داخل ہو گا۔ اس دن اس کے سات دروازے ہوں گے ہر دروازے پر دو فرشتے ہوں گے ۲۔

(۵۲۴۰) ا۔ یعنی ساری دنیا کے بڑے شہروں میں وہ خود داخل ہو گا اور چھوٹی بستیوں میں اس کے مبلغ اس کی دہشتناک خبریں پہنچائیں گے جس سے لوگ ڈر کر یا لالچ سے اسے رب مان لیں گے مگر مدینہ منورہ وہ محفوظ و مامون شہر ہو گا جہاں نہ دجال آوے نہ اس کا رعب۔ یہاں کے لوگ بالکل محفوظ اور مطمئن ہوں گے یہ ہی امن و امان مکہ معظمہ میں ہو گا۔ زمین مدینہ میں نہ طاعون داخل ہو اور نہ کوئی وبائی بیماری نہ دجال وغیرہ۔ ۲۔ دروازوں سے مراد یا تو راستے ہیں یا خود یہ ہی معروف دروازے یعنی اس دن مدینہ منورہ میں اردگرد چہار دیواری ہو گی اور دیوار میں سات دروازے ہوں گے اب بھی مدینہ منورہ کے ارگرد کہیں یہ چہار دیواری دیکھی جاتی ہے۔ غالباً اس زمانہ میں یہ چہار دیواری مکمل ہو گی جس میں یہ دروازے ہوں گے ہر دروازے پر دو فرشتے ان فرشتوں میں جبریل امین بھی ہوں گے وہ جو مشہور ہے کہ حضور کی وفات کے بعد حضرت جبریل زمین پر نہ آئیں گے بالکل غلط ہے طبرانی میں ہے کہ جو مومن وضو پر مرے اس کے نزع کے وقت اس کے پاس جبریل آمین آتے ہیں (مرقات)

وَعَنْ فَاطِمَۃَ بِنْتِ قَیْسٍ قَالَتْ سَمِعْتُ مُنَادِیَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُنَادِی الصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ فَخَرَجْتُ اِلَی الْمَسْجِدِ فَصَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَضٰی صَلٰوتَہٗ جَلَسَ عَلَی الْمِنْبَرِ وَھُوَ یَضْحَکُ فَقَالَ لِیَلْزَمْ کُلُّ اِنْسَانٍ مُصَلَّاہُ ثُمَّ قَالَ ھَلْ تَدْرُوْنَ لِمَ جَمَعْتُکُمْ قَالُوْا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ اِنِّیْ وَاللّٰہِ مَا جَمَعْتُکُمْ لِرَغْبَۃٍ وَلَا لِرَھْبَۃٍ وَلٰکِنْ جَمَعْتُکُمْ لِاَنَّ تَمِیْمًا الدَّارِیَّ کَانَ رَجُلًا نَصْرَانِیًّا فَجَاءَ وَاَسْلَمَ وَحَدَّثَنِیْ حَدِیْثًا وَافَقَ الَّذِیْ کُنْتُ اُحَدِّثُکُمْ بِہٖ عَنِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ حَدَّثَنِیْ اَنَّہٗ رَکِبَ فِیْ سَفِیْنَۃٍ بَحْرِیَّۃٍ مَعَ ثَلٰثِیْنَ رَجُلًا مِنْ لَخْمٍ وَجُذَامٍ فَلَعِبَ بِھِمُ

(۵۲۴۱) روایت ہے جناب فاطمہ بنت قیس سے ا۔ فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلانچی کو سنا جو اعلان کر رہا تھا کہ نماز تیار ہے تو میں مسجد کی طرف گئی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ۲۔ تو جب حضور نے نماز پوری کر لی تو منبر پر جلوہ افروز ہوئے حالانکہ حضور ہنس رہے تھے ۳۔ فرمایا ہر شخص اپنی نماز کی جگہ رہے ۴۔ پھر فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ ہم نے تم کو کیوں جمع فرمایا ہے سب نے عرض کی اللہ رسول ہی جانیں فرمایا واللہ ہم نے تم کو بشارت دینے اور ڈرانے کے لئے جمع نہیں فرمایا ۵۔ لیکن اس لئے جمع فرمایا ہے کہ تمیم داری ایک عیسائی آدمی تھا وہ آیا اور مسلمان ہو گیا ۶۔ اور اس نے ہم کو ایسی خبر دی جو اس کے موافق ہے جو ہم تم کو مسیح دجال کے متعلق بتایا کرتے تھے ۷۔ اس نے ہم کو خبر دی کہ وہ قبیلہ لخم اور جذام کے تیس آدمیوں

marfat.com

الْمَوْجُ شَهْرًا فِي الْبَحْرِ فَأَرْفَأْنَا إِلَى جَزِيرَةٍ حِينَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ فَجَلَسْنَا فِي أَقْرُبِ السَّفِينَةِ فَدَخَلْنَا الْجَزِيرَةَ فَلَقِيَتْنَا دَابَّةٌ أَهْلَبُ كَثِيرُ الشَّعْرِ لَا يَدْرُونَ مَا قُبُلُهُ مِنْ دُبُرِهِ مِنْ كَثْرَةِ الشَّعْرِ قَالُوا وَيْلَكِ مَا أَنْتِ قَالَتْ أَنَا الْجَسَّاسَةُ انْطَلِقُوا إِلَى هَذَا الرَّجُلِ فِي الدَّيْرِ فَإِنَّهُ إِلَى خَبَرِكُمْ بِالْأَشْوَاقِ قَالَ لَمَّا سَمَّتْ لَنَا رَجُلًا فَرِقْنَا مِنْهَا أَنْ تَكُونَ شَيْطَانَةً قَالَ فَانْطَلَقْنَا سِرَاعًا حَتَّى دَخَلْنَا الدَّيْرَ فَإِذَا فِيهِ أَعْظَمُ إِنْسَانٍ مَا رَأَيْنَاهُ قَطُّ خَلْقًا وَأَشَدُّهُ وَثَاقًا مَجْمُوعَةٌ يَدُهُ إِلَى عُنُقِهِ مَا بَيْنَ رُكْبَتَيْهِ إِلَى كَعْبَيْهِ بِالْحَدِيدِ قُلْنَا وَيْلَكَ مَا أَنْتَ قَالَ قَدْ قَدَرْتُمْ عَلَى خَبَرِي فَأَخْبِرُونِي مَا أَنْتُمْ قَالُوا نَحْنُ أُنَاسٌ مِنَ الْعَرَبِ رَكِبْنَا فِي سَفِينَةٍ بَحْرِيَّةٍ فَلَعِبَ بِنَا الْبَحْرُ شَهْرًا فَدَخَلْنَا الْجَزِيرَةَ فَلَقِيَتْنَا دَابَّةٌ أَهْلَبُ فَقَالَتْ أَنَا الْجَسَّاسَةُ اعْمِدُوا إِلَى هَذَا فِي الدَّيْرِ فَأَقْبَلْنَا إِلَيْكَ سِرَاعًا فَقَالَ أَخْبِرُونِي عَنْ نَخْلِ بَيْسَانَ هَلْ تُثْمِرُ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ أَمَا إِنَّهَا تُوشِكُ أَنْ لَا تُثْمِرَ قَالَ أَخْبِرُونِي عَنْ بُحَيْرَةِ الطَّبَرِيَّةِ هَلْ فِيهَا مَاءٌ قُلْنَا هِيَ كَثِيرَةُ الْمَاءِ قَالَ إِنَّ مَاءَهَا يُوشِكُ أَنْ يَذْهَبَ قَالَ أَخْبِرُونِي عَنْ عَيْنِ زُغَرَ هَلْ فِي الْعَيْنِ مَاءٌ وَهَلْ يَزْرَعُ أَهْلُهَا بِمَاءِ الْعَيْنِ قُلْنَا نَعَمْ هِيَ كَثِيرَةُ الْمَاءِ وَأَهْلُهَا يَزْرَعُونَ مِنْ مَائِهَا قَالَ أَخْبِرُونِي عَنْ نَبِيِّ الْأُمِّيِّينَ مَا فَعَلَ قُلْنَا قَدْ خَرَجَ مِنْ مَكَّةَ وَنَزَلَ يَثْرِبَ قَالَ أَقَاتَلَهُ الْعَرَبُ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ كَيْفَ صَنَعَ بِهِمْ فَأَخْبَرْنَاهُ أَنَّهُ قَدْ ظَهَرَ عَلَى مَنْ

کے سامنے دریائی جہاز میں سوار ہوئے ۸۔ تو انہیں ایک ماہ تک موج سمندر میں کھلاتی رہی ۹۔ پھر وہ مغرب کی طرف جزیرہ کے قریب پہنچے پھر وہ چھوٹی کشتی میں بیٹھے جزیرہ میں داخل ہوئے ۱۰۔ تو انہیں ایک بہت زیادہ اور موٹے بالوں والا جانور ملا ۱۱۔ کہ بالوں کی زیادتی کی وجہ سے یہ نہیں جانتے تھے کہ اس کا اگلا اور پچھلا حصہ کون سا ہے ۱۲۔ ان لوگوں نے کہا تیری خرابی ہو تو کون ہے وہ بولی میں جاسوس ہوں ۱۳۔ تم لوگ **کلیسہ** میں اس شخص کے پاس جاؤ کہ وہ تمہاری خبر کا مشتاق ہے کہا کہ جب اس نے ہم سے ایک آدمی کا نام لیا تو ہم اس سے بولے کہ وہ جناتی ہے ۱۴۔ کہا کہ پھر ہم تیز چلے حتی کہ **کلیسہ** میں داخل ہو گئے ۱۵۔ تو اس میں ایک بہت بھاری بھرکم آدمی تھا ہم نے اتنا بڑا اور ایسا مضبوط بندھا ہوا آدمی نہ دیکھا تھا اس کے ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے تھے ۱۶۔ اس کو گھٹنوں سے ٹخنوں تک لوہے سے جکڑا ہوا تھا ہم نے کہا تیری خرابی ہو تو ہے کون وہ بولا میری خبر پر تم نے قابو پالیا تم بتاؤ تم کون لوگ ہو ۱۷۔ انہوں نے کہا ہم عرب کے لوگ ہیں ہم دریائی جہاز میں سوار ہوئے تو ہم کو دریا ایک ماہ تک کھلاتا رہا ۱۸۔ پھر ہم اس جزیرہ میں داخل ہوئے تو ہم کو بڑے بالوں والا جانور ملا وہ بولا میں جاسوس ہوں اس **کلیسہ** کی طرف جاؤ تو ہم دوڑتے ہوئے تیری طرف آگئے وہ بولا کہ مجھے بیسان کے باغ کی خبر دو کیا وہ پھل دے رہا ہے ۱۹۔ ہم نے کہا ہاں وہ بولا قریب ہے کہ پھل نہ دے گا ۲۰۔ بولا مجھے بحیرہ طبریہ کے متعلق بتاؤ کیا اس میں پانی ہے ۲۱۔ ہم نے کہا وہ تو بہت پانی والا ہے۔ بولا قریب ہے کہ اس کا پانی خشک ہو جاوے ۲۲۔ بولا مجھے چشمہ زغر کے متعلق بتاؤ کیا اس چشمہ میں پانی ہے اور کیا وہاں کے باشندے کھیتی باڑی کر رہے ہیں ۲۳۔ ہم نے کہا وہاں اس میں بہت پانی ہے اور وہاں کے باشندے اس کے پانی سے کھیتی باڑی کر رہے ہیں ۲۴۔ وہ بولا مجھے ناخواندہ لوگوں کے نبی کے

marfat.com

تَلِيهِ مِنَ الْعَرَبِ وَأَطَاعُوهُ قَالَ أَمَا إِنَّ ذَلِكَ خَيْرٌ لَهُمْ أَنْ يُطِيعُوهُ وَإِنِّي مُخْبِرُكُمْ عَنِّي أَنَا الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ وَإِنِّي يُوشِكُ أَنْ يُؤْذَنَ لِي فِي الْخُرُوجِ فَأَخْرُجَ فَأَسِيرَ فِي الْأَرْضِ فَلَا أَدَعَ قَرْيَةً إِلَّا هَبَطْتُهَا فِي أَرْبَعِينَ لَيْلَةً غَيْرَ مَكَّةَ وَطَيْبَةَ هُمَا مُحَرَّمَتَانِ عَلَيَّ كِلْتَاهُمَا كُلَّمَا أَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَ وَاحِدًا مِنْهُمَا اسْتَقْبَلَنِي مَلَكٌ بِيَدِهِ السَّيْفُ صُلْتًا يَصُدُّ عَنْهَا وَإِنَّ عَلَى كُلِّ نَقْبٍ مِنْهَا مَلَائِكَةً يَحْرُسُونَهَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَعَنَ بِمِخْصَرَتِهِ فِي الْمِنْبَرِ هَذِهِ طَيْبَةُ هَذِهِ طَيْبَةُ هَذِهِ طَيْبَةُ يَعْنِي الْمَدِينَةَ أَلَا هَلْ كُنْتُ حَدَّثْتُكُمْ ذَلِكَ فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ أَنَّهُ فِي بَحْرِ الشَّامِ أَوْ بَحْرِ الْيَمَنِ لَا بَلْ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَا هُوَ وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى الْمَشْرِقِ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

متعلق خبر دو کہ انہوں نے کہا کیا ۲۵۔ ہم نے کہا وہ مکہ سے تشریف لے گئے اور مدینہ قیام پذیر ہوئے بولا کیا عرب نے ان سے جنگ کی ہم نے کہاں ہاں بولا انکے ساتھی نبی نے کیا کیا ہم نے اسے بتایا کہ وہ متصل عرب پر غالب آگئے ہیں اور عرب نے ان کی اطاعت کرلی ہے ۲۶۔ بولا عرب کے لئے ان کی اطاعت کرنا بہتر ہے ۲۷۔ اور میں تمہیں اپنے متعلق بتاتا ہوں کہ میں مسیح دجال ہوں ۲۸۔ قریب ہے کہ مجھے نکلنے کی اجازت دی جاوے تو میں نکلوں تو ساری زمین میں چلوں کوئی بستی نہ چھوڑوں مگر وہاں چالیس دن میں اتروں سواء مکہ اور مدینہ کے ۲۹۔ کہ وہ دونوں بستیاں مجھ پر حرام ہیں جب کبھی میں ان میں سے کسی میں داخل ہوتا جاؤں گا تو میرے سامنے ایک فرشتہ آوے گا جس کے ہاتھ میں ننگی تلوار ہوگی جو مجھے وہاں سے روک دے گا اور اس کے ہر راستہ پر فرشتے اس کی حفاظت کرتے ہوں گے ۳۰۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا عصا منبر پر مارا اور فرمایا یہ ہے طیبہ یعنی مدینہ منورہ بولو کیا ہم نے تم کو یہ خبریں دی تھیں لوگوں نے کہا ہاں ۳۱۔ آگاہ رہو کہ وہ شام یا یمن کے جنگل میں ہے نہیں بلکہ مشرق کی طرف وہ ہے اور اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کیا ۳۲۔ (مسلم)

(۵۲۴۱) ۱۔ آپ قرشیہ فہریہ ہیں یعنی فہر ابن مالک ابن نفر کی اولاد سے ہیں ضحاک ابن قیس کی بہن ہیں مہاجرین اولین میں سے ہیں صاحب جمال و عقل تھیں پہلے عمرو ابن مغیرہ کے نکاح میں تھیں ان سے طلاق کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ ابن زید سے نکاح کردیا۔ ۲۔ جب کبھی کوئی اہم مشورہ یا ضروری کام ہوتا تو نماز کے بعد مسجد میں کیا جاتا تھا اس موقعہ پر اعلان ہوتا تھا کہ سب لوگ فلاں نماز مسجد نبوی میں ادا کریں۔ لوگ اہتمام سے آجاتے تھے یہ ہی مراد یہاں ہے لہٰذا حدیث ظاہر ہے۔ ۳۔ یہاں ہنسنا بمعنی تبسم فرمانا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ساری عمر شریف میں کبھی ٹھٹھا مار کر نہ ہنسے ہاں تبسم بہت فرماتے تھے۔ شعر:۔

☆ جس کی تسکین سے روتے ہوئے ہنس پڑیں ☆ اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام ☆

۴۔ یعنی کوئی صاحب نہ ہٹے نہ اٹھے ہمارا کلام وہاں ہی بیٹھے سنے جہاں اس نے نماز پڑھی ہے ۵۔ یعنی نہ تو کوئی رحمت کی آیت نازل ہوئی ہے نہ عذاب کی آیت جسے سنانے کے لئے میں نے تم لوگوں کو جمع کیا ہو نہ مال غنیمت کہیں سے آیا ہے جو تم میں تقسیم کرنا ہے نہ دشمن کے مقابلہ کے لئے تم کو کہیں بھیجنا ہے آج تو ایک نئی بات ہی سنانا ہے۔ ۶۔ حضرت تمیم ابن اوس مشہور صحابی ہیں قبیلہ بنی

marfat.com

عبدالدار سے ہیں دار ایک بت کا نام تھا اس نسبت سے ان کے مورث اعلیٰ کا نام عبدالدار تھا بڑے عابد و زاہد شب زندہ دار تھے اولاً مدینہ منورہ میں رہے حضرت عثمان کی شہادت کے بعد شام میں قیام پذیر ہوئے وہاں ہی آپ کا مزار ہے مسجد نبوی شریف میں سب سے پہلے چراغ جلانے والے بلکہ چراغاں کرنے والے آپ ہی ہیں اولاً آپ عیسائی تھے پھر یہ واقعہ دیکھا جو یہاں مذکور ہے حضور کے ہاتھ پر ایمان لائے (اکمال) آپ ۹ھ میں ایمان لائے بڑے پایہ کے صحابی ہیں رضی اللہ عنہ۔ ۷۔ یعنی ہماری خبر کی آنکھوں دیکھی تصدیق سن لو غالباً حضرت تمیم داری اس مجمع میں موجود تھے۔ حضور نے ان کی موجودگی میں یہ سب کچھ سنایا۔ ۸۔ سفینہ بریہ یعنی ریت کا جہاز اونٹ کو کہتے ہیں اور سفینہ بحریہ یعنی سمندری جہاز بڑی کشتی کو نیز چھوٹی کشتی کو جو نہروں وغیرہ میں چلے زورق کہتے ہیں بڑی کشتی کو سفینہ بحریہ **لخم** یمن کا ایک قبیلہ ہے اور جذام حج کے پیش سے بعد کا ایک قبیلہ ہے (اشعہ) مرقات ۹۔ بے فائدہ کام کو لعب کہتے ہیں چونکہ دریا میں اتنے روز تک مارے مارے پھرنا بے فائدہ تھا اس لئے اسے لعب فرمایا۔ ۱۰۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں بڑی کشتیوں کے اندر اس کے ساتھ چھوٹی کشتیاں رہتی تھیں۔ بڑی کشتی گہرے پانی میں رہتی تھی اور چھوٹی کشتی سے کنارہ تک آتے تھے اقرب جمع قارب کی۔ یعنی چھوٹی کشتی یہ جمع شاذ ہے فاعل کی جمع افعل کے وزن پر نہیں آتی الاشاذا۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب ان لوگوں نے ایک ماہ کے بعد زمین دیکھی تو غنیمت سمجھ کر وہاں اترے اور چھوٹی کشتی کے ذریعہ کنارہ پر پہنچے ۱۱۔ اھلب بنا ہے حلب سے۔ یعنی موٹے بال یا دم پر زیادہ بال یہاں پہلے معنی میں ہے یعنی اس جانور کے بال بہت تھے اور موٹے تھے دابہ نر اور مادہ دونوں جانوروں کو کہا جاتا ہے۔ رب فرماتا ہے۔ **وما من دابة فی الارض الا علی اللّٰہ رزقها**۔ ۱۲۔ یعنی اس کے سر سے دم تک بال ہی بال تھے پتہ نہ لگتا تھا کہ سر کدھر ہے اور دم کدھر ہے گویا عجیب الخلقت مخلوق تھی ۱۳۔ یعنی میرا کام ہے لوگوں کی خبریں دجال تک پہنچاؤں جو اس **کلیسہ** میں بندھا ہوا ہے سیدنا عبداللہ ابن عمرو ابن عاص فرماتے ہیں کہ یہ جانور وہی دابۃ الارض تھا جو قریب قیامت نمودار ہوگا جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے **واخرجنالهم دابة** ۱۴۔ یعنی ہم کو یہ خوف ہوا کہ شاید جناتی ہو اور ہم کو جس کے پاس بھیج رہی ہے وہ جن ہو ہم جنات میں پھنس نہ جائیں۔ ۱۵۔ دیر بنا ہے دار سے اور دار بنا ہے دور سے۔ یعنی گول عمارت چونکہ گرجا اکثر گول ہوتا ہے اس لئے اسے دیر کہتے ہیں غالباً اس وقت دجال یہودیوں میں سے ہے جو ایک گرجے میں بندھا ہوا ہے جیسا کہ آگے معلوم ہوگا۔ ۱۶۔ یعنی اس سے پہلے ہم نے نہ تو اتنا قد آور آدمی دیکھا نہ ایسی مضبوط زنجیر دیکھی جس میں وہ بندھا تھا وہ بھی ہیبت ناک اس کی قید بھی ہیبت ناک ۱۷۔ یعنی تم میرے پاس آگئے ہو تم میری خبریں سن ہی لوگے اور میں تم کو سب کچھ اپنے متعلق بتا ہی دوں گا پہلے تم بتاؤ کہ تم لوگ کون ہو خیال رہے کہ یہ دجال ان لوگوں کے حالات پوچھنا چاہتا تھا نہ کہ ان کی حقیقت کیوں کہ اسے خبر تھی کہ یہ لوگ انسان ہیں۔ اس لئے اس نے **ما** کہا **من** نہ کہا (اشعہ، مرقات) ۱۸۔ یعنی ہم اہل عرب ہیں تجارت وغیرہ کی غرض سے دریائی سفر کر رہے تھے کہ سمندر کی موجوں میں ہم پھنس گئے ۱۹۔ خیال رہے کہ بیسان دو بستیوں کے نام ہیں ایک حجاز میں ہے دوسری فلسطین نہراردن کے قریب یہاں وہ اس دوسرے بیسان کے متعلق پوچھ رہا ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہلے آزاد تھا اور اس نے یہ تمام مقامات دیکھے تھے پھر یہاں قید کیا گیا۔ (مرقات و اشعہ) ۲۰۔ یعنی ابھی قیامت قریب نہیں دور ہے کیونکہ علامات قیامت میں سے ایک علامت یہ ہے کہ یہ باغ خشک ہو جائے گا اس کے پھل ختم ہو جائیں گے۔ ۲۱۔ بحیرہ طبریہ ایک نہر ہے اور طبریہ ایک قصبہ کا نام ہے جو نہراردن کے قریب واقع ہے امام طبرانی اسی قصبہ کے رہنے والے ہیں طبرانی اسی طبریہ کی طرف نسبت ہے۔ ۲۲۔ یعنی علامات قیامت میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ یہ بحیرہ طبریہ خشک ہو جائے گا۔ ابھی

marfat.com

قیامت دور رہے ۲۳۔ زغربروزن زفر ایک شہر ہے شام کے علاقہ میں زغر ایک عورت کا نام تھا جس نے یہ شہر آباد کیا تھا اس کے نام پر اس شہر کا نام زغر ہوا یہاں ایک مشہور چشمہ ہے اس کا نام عین زغر ہے۔ وہ اس کے متعلق پوچھ رہا ہے۔ ۲۴۔ یہاں دجال نے اس کے متعلق کچھ نہیں کہا مگر مطلب وہ ہی ہے۔ کہ عنقریب یہ چشمہ بھی خشک ہو جائے گا (مرقات) اور قریب قیامت اس کے پانی سے کھیتی باڑی بھی نہیں ہو سکے گی۔ جب پانی ہی نہ ہو گا تو اس کے پانی سے کھیتی کے کیا معنی۔ ۲۵۔ بعض یہود کا عقیدہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نبی تو ہیں مگر ہمارے نبی نہیں کہ ہم تو اہل علم ہیں۔ آپ عرب ناخواندہ لوگوں کے نبی ہیں اس لحاظ سے وہ حضور کو نبی الامیین کہہ رہا ہے (اشعہ' مرقات) معلوم ہوا کہ دجال یہود قوم سے ہے۔ ۲۶۔ یعنی جہادوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم غالب آچکے ہیں اور مدینہ منورہ کے آس پاس کے علاقے انہوں نے فتح کر لئے ہیں اور ان علاقوں کے لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مطیع ہو چکے جو واقعات تھے وہ صحیح صحیح بیان کر دیئے۔ ۲۷۔ سبحان اللہ دشمن اور بے دین کے منہ سے حضور کی حقانیت کی گواہی نکل رہی ہے چونکہ ابھی وہ دجال بن کر دنیا کے سامنے آیا نہیں ہے اس لئے یہ سچی بات کہہ رہا ہے جب دجال بن کر آوے گا تب وہ خدا تعالیٰ کو بھی نہ مانے گا نبوت تو بہت دور ہے یعنی ان لوگوں کے لئے دین و دنیا کی بہتری اس میں ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کر لیں شاید یہ ہی سن کر تمیم داری مدینہ منورہ میں آکر مسلمان ہو گئے۔ بعض صحابہ کو کفار کے ذریعہ ایمان ملا تمیم داری کو دجال کے ذریعہ۔ ابو سفیان کو شاہ روم ہرقل کے ذریعہ۔ ۲۸۔ غالباً یہ مسیح بنا ہے سیاحہ سے۔ بمعنی زمین میں چلنا پھرنا سیر کرنا چونکہ یہ مردود تھوڑے دنوں میں تمام زمین میں چکر لگالے گا اس لئے اسے مسیح کہا گیا۔ مسیح کے اور بہت معنی ہیں۔ دجال بنا ہے دجل سے بمعنی فریب دینا اس کا نام کچھ اور ہے لقب دجال ہے اس وقت وہ اپنی حقیقت خود بیان کر رہا ہے۔ ۲۹۔ یہ ہے اس کافر دجال کے علم کا حال کہ آئندہ ہونے والے واقعات تفصیلاً ایک ایک بتا رہا ہے۔ اپنا مقام اور ساتھ ہی حرمین طیبین کی شان بیان کر رہا ہے خیال رہے کہ مدینہ منورہ کے نام ایک سو سے زیادہ ہیں۔ ان میں سے بہت نام جذب القلوب شریف کے اول میں لکھے ہیں یہاں دجال نے اسے طیبہ کہا طیبہ کے معنی ہیں پاک و صاف کی ہوئی بستی چونکہ دجال سے وہ بستی محفوظ رہے گی اس کی خباثت وہاں نہ پہنچ سکے گی اس لئے طیبہ کہا۔ خیال ہے کہ دجال کے سواء دیگر کفار و مشرکین و منافقین مدینہ منورہ میں جا تو سکتے ہیں۔ مگر رہ نہیں سکتے زندگی میں یا مرے بعد وہاں سے نکال دیئے جائیں گے یہ زمین مقدس بھٹی ہے۔ جو لوہے کا میل نکال دیتی ہے مگر دجال وہاں جا بھی نہ سکے گا۔ ۳۰۔ ہم نے پہلے عرض کیا ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام بھی ان فرشتوں میں داخل ہوں گے ان کی تشریف آوری زمین پر بند نہ ہوئی ہاں وحی لانا بند ہو گیا کہ حضور انور کے بعد کوئی نبی نہیں خیال رہے کہ دجال یہ سب کچھ جانتے ہوئے حرمین طیبین میں داخلہ کی کوشش کرے گا جیسے شیطان لاحول کا کوڑا جانتے ہوئے بلکہ یہ کوڑا کھاتے ہوئے بھی ہر ایک کے پاس پہنچنے کی کوشش کرتا ہے مکھیاں مار کھاتے ہوئے بھی ہر جگہ پہنچتی ہیں لہٰذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ جب اسے یہ سب کچھ معلوم ہے تو پھر وہاں جانے کی کوشش کیوں کرے گا فطرت نہیں بدلتی یہ اس کی فطری چیز ہو گی شیطان جانتا ہے کہ میں حضرات انبیاء اولیاء کو بہکا نہیں سکتا **الا عبادک منھم المخلصین** مگر پھر کوشش میں رہتا ہے۔ ۳۱۔ حضور انور کا یہ عمل و فرمان انتہائی خوشی سے ہے خوشی ایک تو اس کی ہے کہ ہمارے فرمان عالی کی تصدیق ایک غیر مسلم سے ہوئی بلکہ وہ اس کے اسلام لانے کا سبب بنی۔ دوسرے یہ کہ ہمارے مدینہ کی شان عالی یہ ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو مدینہ طیبہ کی زیارت نصیب فرمائے۔ ۳۱۔ اس فرمان عالی کے بہت شرحیں کی گئیں ہیں بہترین شرح یہ ہے کہ **ماھو** میں مازائدہ ہے نافیہ نہیں مطلب یہ ہے کہ دجال کبھی بحر شام میں مقید رہتا

marfat.com

ہے اور کبھی بحرین کی جیل میں رکھا جاتا ہے آج کل ان دونوں جیلوں میں نہیں بلکہ مدینہ منورہ سے مشرق جانب میں ہے یا یہ مطلب ہے کہ وہ شامی یا یمنی جیلوں میں مقید رہتا ہے مگر قریب خروج مدینہ منورہ میں ان طرفوں سے نہ آئے گا بلکہ مشرق کی طرف سے آوے گا۔ خیال رہے کہ مدینہ منورہ سے شام جانب شمال ہے اور یمن جانب جنوب اور بحد جانب مشرق لہٰذا دجال اس زمانہ میں بحد کی طرف سے گایہ ہے میرے محبوب کا علم۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاَيْتُنِيْ اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَرَاَيْتُ رَجُلًا اٰدَمَ كَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاٍ مِنْ اُدْمِ الرِّجَالِ لَهٗ لِمَّةٌ كَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاٍ مِنَ اللِّمَمِ قَدْ رَجَّلَهَا فَهِيَ تَقْطُرُ مَاۗءً مُتَّكِئًا عَلٰى عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَسَاَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالُوْا هٰذَا الْمَسِيْحُ بْنُ مَرْيَمَ قَالَ ثُمَّ اِذَا اَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ اَعْوَرِ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَاَنَّ عَيْنَهٗ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ كَاَشْبَهِ مَنْ رَاَيْتُ مِنَ النَّاسِ بِابْنِ قَطَنٍ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى مَنْكِبَيْ رَجُلَيْنِ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَسَاَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالُوْا هٰذَا الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ فِي الدَّجَّالِ رَجُلٌ اَحْمَرُ جَسِيْمٌ جَعْدُ الرَّاْسِ اَعْوَرُ عَيْنِ الْيُمْنٰى اَقْرَبُ النَّاسِ بِهٖ شَبَهًا ابْنُ قَطَنٍ وَذَكَرَ حَدِيْثَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فِيْ بَابِ الْمَلَاحِمِ وَسَنَذْكُرُ حَدِيْثَ ابْنِ عُمَرَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فِيْ بَابِ قِصَّةِ ابْنِ الصَّيَّادِ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

(۵۲۴۲) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے آج رات اپنے کو کعبہ کے پاس دیکھا۔ تو میں نے ایک شخص کو دیکھا گندمی رنگ ان سب سے اچھا جو تم نے گندمی رنگ کے لوگ دیکھے ان پٹھے والے بال میں تمام پٹھے والوں سے اچھے جو تم نے دیکھے ہوں اس میں کنگھی کی ہوئی ہے ان سے پانی ٹپک رہا ہے ۲۔ دو شخصوں کے کندھوں پر ٹیک لگائے ہیں بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں میں نے پوچھا یہ کون ہیں لوگوں نے کہا یہ مسیح ابن مریم ہیں ۳۔ فرمایا میں پھر ایک شخص پر تھا بال چھلے والے ۴۔ داہنی آنکھ کا کانا گویا اس کی آنکھ ابھرا ہوا انگور ہے۔ جن لوگوں کو میں نے دیکھا ہے ان میں سے سب سے زیادہ مشابہ ابن قطن سے تھا ۵۔ اپنے دونوں ہاتھ دو شخصوں کے کندھوں پر رکھے بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا ۶۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے لوگوں نے کہا یہ مسیح دجال ہے ۷۔ (مسلم بخاری) اور ایک روایت میں ہے کہ حضور نے دجال کے بارے میں فرمایا کہ وہ سرخ رنگ موٹا بال داہنی آنکھ کانی والا آدمی ہے ۸۔ لوگوں میں اس سے زیادہ مشابہ ابن قطن ہے اور ابو ہریرہ کی حدیث **لا تقوم الساعته حتی تطلع الشمس من مغربہا** الخ باب الملاحم میں ذکر کر دی گئی اور ہم حضرت ابن عمر کی حدیث قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الناس ابن صیاد کے قصہ میں انشاء اللہ ذکر کریں گے ۹۔

(۵۲۴۲) ۱۔ یا تو خواب میں دیکھا یا کشف میں (مرقات) بہرحال یہ دیکھنا ہے بالکل برحق کیونکہ نبی کا کشف بھی وحی ہے اور خواب بھی وحی۔ ۲۔ یہ پانی وضو کا ہے یا غسل کا یا رحمت الٰہی کا آپ باوضو طواف کر رہے تھے۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر آیا کرتے ہیں مگر پردہ غیب میں رہ کر اور یہ کہ آپ حج و عمرہ بھی ادا کرتے ہیں مگر لوگوں کی نگاہ سے غائب اور یہ کہ

marfat.com

حضور کی نگاہیں پوشیدہ چیزوں کو دیکھتی ہیں بلکہ حضرات انبیاء کرام بعد وفات روئے زمین کی سیر کرتے ہیں موسیٰ علیہ السلام نے حضور انور کے ساتھ حج کیا حجتہ الوداع بعد وفات عالم کی سیر کرنا مشکل نہیں یہ دو آدمی جن کے کندھوں پر آپ ہاتھ رکھے ہوئے طواف کر رہے ہیں وہ حضرت خضر ہیں اور حضرت امام مہدی کی روح یہ دونوں حضرات جناب مسیح کی مدد آپ کی خدمت کے لئے آپ کے ساتھ ہیں (مرقات) اور ہو سکتا ہے کہ یہ دونوں مرد فرشتے ہوں شکل انسانی میں۔ جو آپ کی اس خدمت کے لئے مقرر کئے گئے ہوں۔ ۴۔ جعد کے معنی ہیں گھونگھر والے بال یعنی قدرے خم دار قطط کے معنی ہیں بہت ہی اٹھے ہوئے چھلے کی طرح گول جعودہ حسن ہے مگر چھلے والے بال بد صورتی۔ ۵۔ یعنی دجال عبد العزیٰ ابن قطن یہودی کے ہم شکل ہے جسے تم نے دیکھا ہے اگر دجال کو دیکھنا ہو تو اسے دیکھ لو (اشعہ، مرقات) ۶۔ یہ شخص وہ فرشتے تھے جو دجال کی قید میں نگرانی کرتے ہیں وہ اسے طواف کرانے ایسے لائے ہیں جیسے جیل کی پولیس ملزم قیدی کو کبھی حاکم کی کچہری وغیرہ میں اپنی نگرانی میں پیش کرتی ہے اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ابھی دجال کافر نہیں ہوا جب اس کا خروج ہو گا تب کافر ہو گا دوسرے یہ کہ ابھی اس کا داخلہ مکہ معظمہ میں ممنوع نہیں جب اس کا خروج ہو گا تب وہ حرمین شریفین میں داخل نہ ہو سکے گا۔ تیسرے یہ کہ دجال ابھی قید میں ہے مگر پھر بھی فرشتوں کے پہرے میں کعبہ وغیرہ میں پہنچتا ہے۔ چوتھے یہ کہ حضور نے دجال کو دیکھا ہے اسے پہچانتے ہیں کیونکہ نبی کی خواب وحی ہوتی ہے یہاں اشعہ نے فرمایا کہ دجال کا یہ طواف جو حضور انور نے خواب میں دیکھا وہ اس مردود کا مکہ معظمہ کے ارد گرد گھومنا ہے جو وہ قریب قیامت چکر لگائے گا لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے اور عیسیٰ علیہ السلام کا طواف یہ مکہ معظمہ میں طواف کر کے دجال کے پیچھے گھومنا ہے اسے قتل کرنے کے لئے یہ خواب مثال ہے۔ ۷۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسیح۔ بمعنی ماسح یعنی چھو کر بیماروں کو شفا دینے والے دجال مسیح۔ بمعنی ممسوح یعنی ایک آنکھ پونچھی ہوئی صاف اور بھی بہت فرق ہیں۔ ۸۔ یعنی دجال انسان ہے مرد ہے رنگ کا سرخ بدن کا موٹا بالوں کا چھلے دار آنکھ کا کانا اس وقت اس کی داہنی آنکھ کانی ہے خروج کے وقت کبھی داہنی کانی ہو گی کبھی بائیں جیسا کہ پہلے گزر چکا۔ واللہ و رسولہ اعلم۔ ۹۔ یعنی یہ دونوں حدیثیں مصابیح میں اسی جگہ تھیں مگر ہم نے مناسبت کا لحاظ کرتے ہوئے پہلی حدیث تو باب الملاحم میں ذکر کر دی اور دوسری حدیث انشاء اللہ ابن صیاد کے باب میں بیان کریں گے کہ وہ حدیثیں انہیں بابوں کے مناسب ہیں۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

دوسری فصل

وَعَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ فِیْ حَدِيْثِ تَمِيْمٍ الدَّارِیِّ قَالَتْ قَالَ فَاِذَا اَنَا بِامْرَاَةٍ تَجُرُّ شَعْرَهَا قَالَ مَا اَنْتِ قَالَتْ اَنَا الْجَسَّاسَةُ اِذْهَبْ اِلٰی ذٰلِكَ الْقَصْرِ فَاَتَيْتُهُ فَاِذَا رَجُلٌ يَجُرُّ شَعْرَهُ مُسَلْسَلٌ فِی الْاَغْلَالِ يَنْزُوْ اِلٰی مَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ فَقُلْتُ مَنْ اَنْتَ قَالَ اَنَا الدَّجَّالُ۔

(۵۲۴۳) روایت ہے حضرت فاطمہ بنت قیس سے تمیم داری کی حدیث میں مروی ہے ۱۔ فرماتی ہیں فرمایا کہ ناگاہ میں اس عورت پر گزرا جو اپنے بال گھسیٹ رہی تھی ۲۔ انہوں نے کہا تو کون ہے وہ بولی میں جاسوس ہوں اس محل کی طرف جاؤ ۳۔ میں وہاں گیا تو ایک شخص تھا جو اپنے بال گھسیٹ رہا تھا قیدوں میں جکڑا ہوا تھا آسمان و زمین کے درمیان کود رہا تھا ۴۔ میں نے کہا تو کون ہے وہ بولا میں

marfat.com

ابوداؤد)

دجال ہوں ۵۔(ابوداؤد)

(۵۲۴۳) ۱۔ یعنی تمیم داری کی وہ دراز حدیث جو بروایت مسلم فاطمہ بنت قیس سے مروی ہے وہ گزر چکی۔ ابوداؤد میں وہ ہی حدیث قدرے اختلاف سے مروی ہے مگر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فرق صرف لفظی ہے مطلب ایک ہی ہے۔ ۲۔ خیال رہے کہ ان دونوں حدیثوں میں پہلا اختلاف تو یہ ہے کہ وہاں مسلم کی روایت میں **دابۃ** تھا۔ اور یہاں ابوداؤد کی روایت میں امراۃ یعنی عورت ہے ان دونوں میں کئی طرح مطابقت کی جاسکتی ہے ایک یہ کہ وہاں **دابۃ** بمعنی جانور نہیں بلکہ بمعنی زمین پر چلنے والی ہے جس میں انسان بھی داخل ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے **ان شر الدواب عند اللہ الصم البکم** لہٰذا وہاں دابۃ بمعنی عورت تھا دوسرے یہ کہ دجال نے بہت سے جاسوس رکھے ہوئے تھے کوئی جانور کی شکل میں کوئی عورت کی شکل میں تمیم داری کو دو جاسوس ملے ایک جانور ایک عورت وہاں ایک کا ذکر تھا یہاں دوسری کا ذکر ہے۔ تیسرے یہ کہ جساسہ شیطانہ تھی کبھی جانور کی شکل میں نظر آئی کبھی عورت کی شکل میں جنات شکلیں بدل سکتے ہیں۔ ۳۔ وہاں مسلم کی حدیث میں دیر تھا۔ بمعنی **کلیسہ** یہاں قصر ہے مگر ان میں مخالفت نہیں وہ **کلیسہ** محل کی شکل میں تھا لہٰذا **کلیسہ** بھی کہا جاسکتا ہے محل بھی۔ ۴۔ یعنی قید میں تھا مگر اچھلتا تڑپتا تھا اسے سکون و چین نہ تھا اچھلتا تھا بہت اونچا۔ ۵۔ وہاں مسلم کی روایت میں سائل پوری جماعت کو فرمایا گیا تھا۔ یہاں صرف تمیم داری کو کہ ارشاد ہوا' تقلت مگر ان دونوں میں تعارض نہیں جماعت کا کام ہر ایک کی طرف نسبت ہو سکتا ہے سب نے پوچھا تو تمیم داری نے بھی پوچھا یا تمیم دار نے پوچھا تو گویا سب نے ہی پوچھا بہرحال دونوں حدیثیں متفق ہیں۔

وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّيْ حَدَّثْتُكُمْ عَنِ الدَّجَّالِ حَتّٰى خَشِيْتُ اَنْ لَّا تَعْقِلُوْا اَنَّ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ قَصِيْرٌ اَفْحَجُ جَعْدٌ اَعْوَرُ مَطْمُوْسُ الْعَيْنِ لَيْسَتْ بِنَاتِيَةٍ وَلَا بَجْرَاءَ فَاِنْ اُلْبِسَ عَلَيْكُمْ فَاعْلَمُوْا اَنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِاَعْوَرَ۔ (رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ)

(۵۲۴۴) روایت ہے حضرت عبادہ ابن صامت سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا میں نے تمہیں دجال کے متعلق خبریں دی حتیٰ کہ مجھے خوف ہوا کہ تم نہ سمجھو۔ مسیح دجال پستہ قد ٹیڑھے پاؤں والا ۲۔ مٹے ہوئے بال ایک آنکھ کا پاٹ ہے وہ آنکھ نہ تو ابھری ہوئی ہے اور نہ دھنسی ہوئی ۳۔ اگر تم پر اشتباہ ہو تو جان لو کہ تمہارا رب کانا نہیں ۴۔(ابوداؤد)

(۵۲۴۴) ۱۔ یعنی ہم نے بہت ہی مجلسوں میں دجال کے بہت عیوب بیان کئے ممکن ہے کہ تم کو وہ سب یاد نہ رہیں تم بہت سی باتیں بھول جاؤ اس لئے ہم اس کے متعلق چند فیصلہ کن باتیں بتاتے ہیں جنہیں تم بے تکلف یاد کرلو۔ ۲۔ افحج بنا ہے فحج سے بمعنی ٹیڑھے قدم کہ جب کھڑا ہو تو اس کے پنجے بہت پھیلے ہوئے ہوں۔ ایڑیاں قریب قریب ہوں پنڈلیاں پھیلی ہوں قصیر۔ بمعنی پستہ قد' ٹھنگنا۔ جن روایات میں اسے عظیم کہا گیا ہے وہاں مراد موٹا ہے یعنی پستہ قد مگر بہت موٹا لہٰذا حدیث میں تعارض نہیں۔ ۳۔ یعنی ایک آنکھ ابھری ہوئی دوسری سپاٹ لہٰذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں ہے کہ اس کی ایک آنکھ ابھری ہوئی ہو گی۔ ۴۔ یعنی اگر تم کو اس کے کرشمے دیکھ کر دھوکا لگے کہ شاید یہ خدا ہو تو اولاً تو اس کا کھانا پینا سونا وغیرہ بندہ ہونے کی علامت ہیں ساتھ ہی کانے ہونے کا عیب خاص بندہ ہونے کی علامت ہے۔

وَعَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ ابْنِ الْجَرَّاحِ

(۵۲۴۴) روایت ہے حضرت ابوعبیدہ ابن جراح سے فرماتے

marfat.com

قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّهٗ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ بَعْدَ نُوْحٍ اِلَّا قَدْ اَنْذَرَ الدَّجَّالَ قَوْمَهٗ وَاَنَا اُنْذِرُكُمُوْهُ فَوَصَفَهٗ لَنَا قَالَ لَعَلَّهٗ سَيُدْرِكُهٗ بَعْضُ مَنْ رَاٰنِيْ اَوْ سَمِعَ كَلَامِيْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَكَيْفَ قُلُوْبُنَا يَوْمَئِذٍ قَالَ مِثْلُهَا يَعْنِي الْيَوْمَ اَوْ خَيْرٌ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ)

ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ نوح علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہ ہوئے مگر انہوں نے اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا اور میں نے تم کو اس سے ڈرایا پھر آپ نے ہم سے اس کے وصف بیان کئے فرمایا شاید اسے بعض وہ لوگ پائیں گے جنہوں نے مجھے دیکھا یا میرا کلام سنا ۲۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس دن ہمارے دل کیسے ہوں گے فرمایا آج کی طرح یا اس سے بھی اچھے ۳۔ (ترمذی و ابوداؤد)

(۵۲۴۴) ۱۔ یعنی دجال کا فتنہ اتنا بڑا ہے کہ نوح علیہ السلام کے زمانہ سے حضرات انبیاء کرام نے اپنی امتوں کو ڈرانا شروع کیا حالانکہ اس مردود کا خروج قریب قیامت ہوگا وہ حضرات جانتے تھے کہ ہماری قومیں اسے نہ پائیں گی۔ کیوں ڈرایا اس کی اہمیت و خطرناک ہونا دکھانے کے لئے جیسے قیام قیامت سے تمام نبیوں نے اپنی امتوں کو ڈرایا حالانکہ وہ جانتے تھے کہ وہ فتنہ صرف وہ ہی لوگ دیکھیں گے جو اس وقت موجود ہوں گے جن پر قیامت قائم ہوگی۔ ۲۔ ظاہر یہ ہے کہ یہاں حضور انور کو دیکھنے سے مراد ہے انسان کا بیداری میں ان آنکھوں سے دیکھنا اور کلام سننے سے مراد ہے بلاواسطہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سننا چونکہ اس زمانہ میں حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہوں گے بلکہ اس کا مقابلہ کریں گے۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا اور حضرت خضر علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا بھی ہے۔ آپ کا کلام بھی سنا ہے بلکہ بیعت رضوان میں آپ نے ہاتھ شریف پر بیعت بھی کی ہے لہٰذا حدیث واضح ہے اسی فرمان عالی کے اور بہت مطلب بیان کئے گئے ہیں بعض نے کہا کہ اس سے وہ جن صحابی مراد ہیں جو اس وقت موجود ہوں گے بعض نے کہا کہ کلام سننے سے مراد بلاواسطہ احادیث سننا ہے اور دیکھنے سے مراد خواب میں حضور کو دیکھنا ہے مگر یہ توجیہیں کمزور ہیں۔ ۳۔ یعنی اس زمانہ میں مسلمانوں کے دل ایمان سے بھرپور ہوں گے ان کے دلوں میں دجال کے متعلق کوئی شبہ نہ ہوگا انہیں یقین ہوگا کہ یہ مردود و شعبدے باز کافر ہے ان کے دل حضرات صحابہ کرام کی طرح پاک و صاف ہوں گے اور صحابہ سے بڑھ کر آزمائش میں ثابت قدم رہیں گے کہ حضرات صحابہ کرام کا امتحان دجال سے نہیں لیا گیا لیکن درجہ صحابہ ہی کا بڑا ہوگا۔

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الدَّجَّالُ يَخْرُجُ مِنْ اَرْضٍ بِالْمَشْرِقِ يُقَالُ لَهَا خُرَاسَانُ يَتْبَعُهٗ اَقْوَامٌ كَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ۔

(۵۲۴۵) روایت ہے حضرت عمرو ابن حریث سے ۱۔ وہ حضرت ابوبکر صدیق سے راوی فرمایا ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی فرمایا دجال مشرقی زمین سے نکلے گا جسے خراسان کہا جاتا ہے اس کے پیچھے کچھ قومیں ہوں گی گویا ان کے چہرے کئی ہوئی ڈھالیں ہیں ۲۔ (ترمذی)

(۵۲۴۵) ۱۔ آپ کا نام عمرو ابن حریث ہے کنیت ابو سعید قرشی مخزومی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کے وقت بارہ برس کے تھے حضور نے ان کے سر پر ہاتھ شریف پھیرا ہے دعائیں دی ہیں آخر میں کوفہ میں رہے۔ ۲۔ خراسان پورے علاقہ کا نام ہے پھر ایک شہر کا نام بھی ہے یہ علاقہ ایران کے ملک میں ہے۔ فقیر نے وہ علاقہ دیکھا ہے اس کا ایک حصہ ہرات تک پھیلا ہوا

marfat.com

ہے ہرات افغانستان کا ایک مشہور شہر ہے اس کی اتباع کرنے والے وہ ترک ہوں گے جن کی تحقیق ہم پہلے کر چکے ہیں یہ موجودہ ترک نہیں۔

وَعَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمِعَ بِالدَّجَّالِ فَلْيَنْأَ مِنْهُ فَوَ اللّٰهِ اِنَّ الرَّجُلَ لَيَأْتِيْهِ وَهُوَ يَحْسَبُ اِنَّهٗ مُؤْمِنٌ فَيَتَّبِعُهٗ مِمَّا يُبْعَثُ بِهٖ مِنَ الشُّبُهَاتِ۔ اَبُوْدَاوٗدَ)

(۵۲۴۶) روایت ہے حضرت عمران ابن حصین سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دجال کو سنے وہ اس سے دور رہے ۱؎ اللہ کی قسم کوئی شخص اس کے پاس جائے گا یہ سمجھ کر کہ میں مسلمان ہوں ۲؎ تو پھر اس کی اتباع کرلے گا ان شبہات کی وجہ سے جن کے ساتھ وہ بھیجا گیا ۳؎۔ (ابوداؤد)

(۵۲۴۶) ۱؎ یعنی کوئی شخص تماشہ دیکھنے کے لئے بھی دجال کے پاس نہ جائے کہ اس میں خطرہ ہوگا۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے **ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار** بروں کی صحبت بری ہے۔ ۲؎ یعنی وہ یہ سمجھے گا کہ میں پختہ مسلمان ہوں مجھے دجال اور اس کے شعبدے اسلام سے ہٹا نہیں سکتے۔ اپنی اس موہومہ پختگی کے دھوکے میں مارا جائے گا۔ آج بھی بعض لوگ اپنے ایمان کو ناقابل تسخیر قلعہ سمجھ کر بددمذہبوں کی صحبت ان کے وعظ ان کی کتب کا مطالعہ اختیار کرتے ہیں اور بے دین بن جاتے ہیں بہت لوگ مرزا قادیان کو محض دیکھنے گئے اور قادیانی بن گئے ۳؎۔ یعنی یہ شخص اپنے کو پختہ مومن سمجھنے والا اس کی شعبدے بازیاں دیکھ کر شک میں ضرور پڑ جائے گا کہ شاید یہ خدا ہی ہے یہ شبہ بھی کفر ہے ان شبہات کے باوجود وہ اپنے کو مومن ہی سمجھتا رہے گا اور آہستہ آہستہ اس کا کفر اور بھی پختہ ہوتا رہے گا ایمان ایک دولت ہے بے دین لوگ اس دولت کے چور ڈاکو ہیں اگر اس دولت کی حفاظت کرنی ہے تو ان چوروں سے الگ رہو۔

وَعَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ يَزِيْدَ بْنِ السَّكَنِ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْكُثُ الدَّجَّالُ فِي الْاَرْضِ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً اَلسَّنَةُ كَالشَّهْرِ وَالشَّهْرُ كَالْجُمُعَةِ وَالْجُمُعَةُ كَالْيَوْمِ وَالْيَوْمُ كَاضْطِرَامِ السَّعْفَةِ فِي النَّارِ۔ (رواہ فی شرح السنۃ)

(۵۲۴۷) روایت ہے حضرت اسماء بنت یزید ابن سکن سے ۱؎ فرماتی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دجال زمین میں چالیس سال رہے گا ۲؎۔ ایک سال ایک مہینہ کی طرح ہوگا اور مہینہ ہفتہ کی طرح اور ہفتہ ایک دن کی طرح اور دن آگ میں سوکھے پتے جلنے کی طرح ۳؎۔ (شرح سنہ)

(۵۲۴۷) ۱؎ آپ مشہور صحابیہ انصاریہ ہیں بڑی عالمہ، عاقلہ، عابدہ زاہدہ تھیں۔ ۲؎ گزشتہ احادیث میں ارشاد تھا کہ چالیس دن رہے گا یا تو یہ اختلاف احساس کا ہے کہ بعض کو وہ زمانہ چالیس سال کا محسوس ہوگا مگر سال بھی ایسے جو یہاں مذکور ہیں اور بعض کو چالیس دن محسوس ہوگا (مرقات) یا دجال کا زمین پر رہنا تو چالیس سال کا ہوگا مگر اس کا زور آخری چالیس دن ہوگا لہٰذا دونوں حدیثیں درست ہیں ان میں تعارض نہیں (اشعہ) ۳؎۔ سعفہ جمع شعفۃ کی سعفہ کھجور کی سوکھی شاخوں سوکھے پتوں کو کہتے ہیں یعنی اگر سوکھے پتوں سوکھی شاخوں میں آگ لگادو تو فوراً بھڑک اٹھتے ہیں اور جلدی راکھ بن کر بجھ جاتے ہیں ایک دن ایسا گزرے گا اس کی شرح گزشتہ احادیث میں گزر گئی۔

وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ

(۵۲۴۸) روایت ہے حضرت ابو سعید خدری سے فرماتے ہیں

marfat.com

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتْبَعُ الدَّجَّالَ مِنْ أُمَّتِيْ سَبْعُوْنَ أَلْفًا عَلَيْهِمُ السِّيْجَانُ۔ (رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میری امت میں سے ۱؎ ستر ہزار آدمی دجال کی پیروی کریں گے جن پر نقش لباس ہوگا ۲؎ (شرح سنہ)

(۵۴۴۸) ۱؎ غالب یہ ہے کہ امت سے مراد امت دعوت ہے جن پر فرض ہے کہ حضور انور پر ایمان لائیں سارا عالم حضور کی امت دعوت ہے اور مسلمان امت اجابت اس صورت میں ایسی حدیث کی شرح وہ گزشتہ حدیث ہے کہ اصفہان کے یہودی دجال کی پیروی کرلیں گے۔ یہاں امتی سے مراد وہ ہی یہود ہیں کہ وہ حضور کی امت دعوت ہیں۔ اور ستر ہزار سے مراد ہزارہا آدمی ہیں نہ کہ یہ عدد خاص مگر یہ توجیہ ضعیف ہے کہ اس سے مراد کلمہ پڑھنے والے مال دار مسلمان ہیں جیسا کہ آگے مذکور ہے۔ ۲؎ یعنی میری امت کے وہ لوگ دجال کو مانیں گے جو پہلے سے ہی فیشن پرست یہود و نصاریٰ کے نقال ان کی سی شکل وصورت بنانے والے یہود کا سا نقشین فیشن ایبل لباس پہننے والے ہوں گے انہیں کا بیڑا غرق ہو گا یا یہ مطلب ہے کہ ستر ہزار امیر لوگ دجال پر ایمان لے آئیں گے تو غریبوں کی تو شمار ہی نہیں ایک ایک امیر کی دیکھا دیکھی بہت سے غریب بہک جائیں گے۔ مگر آخری یہ توجیہ کمزور ہے کیونکہ فقراء مسلمین بفضلہ تعالیٰ دجال کے شر سے محفوظ رہیں گے ابن الوقت امیر لوگ زیادہ بگڑیں گے آج بھی دیکھا جارہا ہے کہ اسلام غرباء کے دم سے قائم ہے نمازی، شہید، عالم حافظ عموماً غریب ہی ہیں امیروں کے لئے صرف کالج اسکول ہیں۔ امیر لوگ عزت وجاہ حاصل کرنے کے لئے ہر دین اختیار کرلیتے ہیں (مرقات)

وَعَنْ أَسْمَآءَ بِنْتِ يَزِيْدَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِيْ فَذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ إِنَّ بَيْنَ يَدَيْهِ ثَلٰثَ سِنِيْنَ سَنَةٌ تُمْسِكُ السَّمَآءُ فِيْهَا ثُلُثَ قَطْرِهَا وَالْأَرْضُ ثُلُثَ نَبَاتِهَا وَالثَّانِيَةُ تُمْسِكُ السَّمَآءُ ثُلُثَيْ قَطْرِهَا وَالْأَرْضُ ثُلُثَيْ نَبَاتِهَا وَالثَّالِثَةُ تُمْسِكُ السَّمَآءُ قَطْرَهَا كُلَّهُ وَالْأَرْضُ نَبَاتَهَا كُلَّهُ فَلَا يَبْقٰى ذَاتُ ظِلْفٍ وَلَا ذَاتُ ضِرْسٍ مِنَ الْبَهَائِمِ إِلَّا هَلَكَ وَإِنَّ مِنْ أَشَدِّ فِتْنَهِ أَنَّهُ يَأْتِي الْأَعْرَابِيَّ فَيَقُوْلُ أَرَأَيْتَ إِنْ أَحْيَيْتُ لَكَ إِبِلَكَ أَلَسْتَ تَعْلَمُ أَنِّيْ رَبُّكَ فَيَقُوْلُ بَلٰى فَيُمَثِّلُ لَهُ الشَّيْطَانُ نَحْوَ إِبِلِهٖ كَأَحْسَنِ مَا يَكُوْنُ ضُرُوْعًا وَأَعْظَمِهٖ أَسْنِمَةً قَالَ يَأْتِي الرَّجُلَ قَدْ مَاتَ

(۵۴۴۹) روایت ہے حضرت اسماء بنت یزید سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تشریف فرما تھے تو آپ نے دجال کا ذکر کیا تو فرمایا کہ دجال سے آگے تین سال ہوں گے ایک سال ایسا جس میں آسمان اپنی تہائی بارش روک لے گا اور زمین تہائی پیداوار اور دوسرے سال آسمان دو تہائی بارش روک لے گا اور زمین اپنی کل پیداوار اور تیسرے سال آسمان اپنی پوری بارش روک لے گا اور زمین اپنی کل پیداوار ۲؎ تو کوئی کھر والا ڈاڑھ والا جانور نہ بچے گا مگر ہلاک ہو جاوے گا ۳؎ اور اس کے سخت ترین فتنوں میں سے یہ ہو گا کہ ایک بدوی کے پاس آوے گا کہے گا بتا تو اگر میں تیرا اونٹ زندہ کردوں تو کیا یقینی نہ کرے گا کہ میں تیرا رب ہوں وہ کہے گا ہاں ۴؎ تو شیطان اس کے سامنے اسکے اونٹ کی شکل میں آجاوے گا۔ جیسے تھن ہوتے ہیں اس سے اچھے اور خوب بلند کوہان ۵؎ فرمایا اور آوے گا ایک شخص کے پاس جس کے بھائی باپ مرچکے ہوں گے تو کہیں گے کہ بتا تو اگر میں تیرے سامنے تیرے باپ بھائی زندہ کر

marfat.com

اَخُوْهُ وَمَاتَ اَبُوْهُ فَيَقُوْلُ اَرَاَيْتَ اِنْ اَحْيَيْتُ لَكَ اَبَاكَ وَاَخَاكَ اَتَسْتَدِلُّ اَنِّيْ رَبُّكَ فَيَقُوْلُ بَلٰى فَيُمَثِّلُ لَهُ الشَّيَاطِيْنُ نَحْوَ اَبِيْهِ وَنَحْوَ اَخِيْهِ قَالَتْ ثُمَّ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَتِهٖ ثُمَّ رَجَعَ وَالْقَوْمُ فِيْ اِهْتِمَامٍ ذَغَمٍ فَمَا حَدَّثَهُمْ قَالَتْ فَاَخَذَ بِلَحْمَتَيِ الْبَابِ فَقَالَ مَهْيَمْ اَسْمَاءُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ خَلَعْتَ اَنْيَدْتَنَا بِذِكْرِ الدَّجَّالِ قَالَ اِنْ يَّخْرُجْ وَاَنَا حَيٌّ فَاَنَا حَجِيْجُهٗ وَاِلَّا فَاِنَّ رَبِّيْ خَلِيْفَتِيْ عَلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ اِنَّا لَنَعْجِنُ عَجِيْنَنَا فَمَا نَخْبِزُهٗ حَتّٰى نَجُوْعَ فَكَيْفَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَئِذٍ قَالَ يُجْزِئُهُمْ مَا يُجْزِئُ اَهْلَ السَّمَآءِ مِنَ التَّسْبِيْحِ وَالتَّقْدِيْسِ۔

دوں تو کیا تو یقین کرے گا کہ میں تیرا رب ہوں وہ کہے گا ہاں ۶۔ تو اس کے سامنے شیطان اس کے باپ بھائی کی شکل میں آجاوے گا ۷۔ فرماتی ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کسی کام کے لئے تشریف لے گئے پھر واپس ہوئے حالانکہ قوم بہت رنج و غم میں تھی ۸۔ اس خبر کی وجہ سے جو حضور نے انہیں دی فرماتی ہیں کہ حضور نے دروازے کے دو بازو پکڑ کر فرمایا اسماء کیا ہے ۹۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ دجال کے ذکر سے ہمارے دل نکل گئے ۱۰۔ فرمایا اگر وہ نکلا اور ہم زندہ ہوئے تو اس کے مقابل ہم ہوں گے ۱۱۔ ورنہ میرا رب ہر مسلمان پر میرا خلیفہ ہے ۱۲۔ عرض کیا یا رسول اللہ ہم اپنا آٹا گوندتے ہیں تو روٹیاں نہیں پکاتے حتی کہ ہم بھوکے ہو جاتے ہیں تو اس دن مسلمانوں کا کیا حال ہوگا ۱۳۔ فرمایا انہیں وہ تسبیح و تہلیل کافی ہوگی جو آسمان والوں کو کافی ہوتی ہے۔

(۵۲۴۹) ۱۔ یعنی دجال کی آمد سے نو برس پہلے ہی بے برکتی قحط سالی نمودار ہو جاوے گی پہلے تین سالوں میں جتنی بارش چاہیے اس کی تہائی ہوگی اور جتنا غلہ چاہیے اس کا تہائی پیدا ہوگا اگلے چھ سالوں میں اس سے بھی کم بارش ہوگی اور کم پیداوار یہ سخت آزمائش ہوگی اللہ تعالیٰ جسے بچائے گا اس کا ایمان بچے گا۔ ۲۔ غرضیکہ دجال کے آنے پر لوگ بالکل خالی ہاتھ بے دانہ قحط زدہ ہو چکے ہوں گے اب جب کہ اس کے نکلتے ہی اس کے ماننے والوں پر بارشیں غلہ کی بہتات دودھ گھی کی فراوانی ہوگی۔ تو بولو لوگوں کا ایمان کیسے بچے گا' اللہ حافظ ہے۔ ۳۔ کھر والے جانوروں سے مراد گائے بھینس 'بکری' ہرن وغیرہ ہیں ڈارھ والے سے مراد اونٹ وغیرہ جانور ہیں ہلاکت سے مراد صرف مرجانا ہی نہیں بلکہ مرجانا یا قریب موت ہو جانا ہے یعنی قحط اور خشکی سال کی وجہ سے جانور گویا فنا ہو جائیں گے لہٰذا یہ فرمان عالی اس فرمان کے خلاف نہیں کہ دجال کو مان لینے والوں کے جانور موٹے تازے اور خود دودھ والے ہو جائیں گے اور انکار کرنے والوں کے جانور دبلے پتلے خشک ہو جائیں گے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جانور ہوں گے ۴۔ یعنی جس بدوی کے اونٹ مر چکے ہوں گے اور وہ بڑا مغموم ہوگا اس سے دجال آکر یہ کہے گا اور اس سے یہ وعدہ لے گا۔ ۵۔ معلوم ہوا کہ جن شیاطین جانوروں کی شکل میں آسکتے ہیں چنانچہ جنات کتے اور سانپ کی شکل میں آجاتے ہیں جیسا کہ احادیث میں ہے اور جس جانور کی شکل میں آتے ہیں اس کے خواص بھی ان میں ہو جاتے ہیں چنانچہ اگر سانپ کی شکل میں آدمیں تو ان میں زہر ہوتا ہے ان اونٹوں میں دودھ ہوگا لوگ اسے پئیں گے موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی جب سانپ بنتی تھی تو کھاتی پیتی تھی **تلقف ما یا فکون** ۶۔ اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ دجال کو یہ خبر ہوگی کہ کس کا کون عزیز قریبی فوت ہو چکے ہیں تب ہی تو وہ یہ سوال کرے گا اسے رب کی طرف سے علم بھی دیا جائے گا اور تسلط و قدرت بھی یہ سب کچھ لوگوں کی آزمائش کے لئے ہوگا۔ آج ابلیس کو ہر شخص کے دلی ارادے کی خبر ہے وہ تمام شرعی احکام سے واقف ہے جانتا ہے کہ شریعت میں کون سا کام حرام ہے کون سا کام فرض یا واجب تب

marfat.com

ہی تو وہ فرائض سے روکتا ہے حرام کی رغبت دیتا ہے جب اس بیماری کے علم کا یہ حال ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو اس بیماری کا علاج ہیں وہ بے خبر کیسے ہو سکتے ہیں۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ وہ حقیقت میں اس کے ماں باپ نہ ہوں گے بلکہ محض دھوکہ ہو گا شیاطین ان کی شکل میں ہوں گے معلوم ہوا کہ دجال زندوں کو مردہ کر کے زندہ کر سکے گا مگر پرانے مردے زندہ نہ کرے گا بلکہ ان کی شکل میں شیاطین ہوں گے۔ ۸۔ یہ حضور انور کے کلام کی تاثیر تھی کہ لوگوں کے دل بدل گئے بعض علماء کے وعظ سے بے نماز لوگ نمازی بن جاتے میں حضور انور کے الفاظ شریفہ سادہ ہوتے تھے مگر انسان کی کایا پلٹ دیتے تھے آج رنگین تقریروں میں تاثیر نہیں۔ ۹۔ لمحتی سیہ ہے لحمۃ کا لحمہ چوکھٹ کے بازو کو کہتے ہیں لحمتین دونوں بازو و عتبہ نیچے کی چوکھٹ۔ ۱۰۔ یعنی دجال کے حالات لوگوں کے معاملات سن کر ہم تو پریشان ہو گئے کہ اگر وہ ہمارے زمانہ میں نکل آیا تو ہمارا کیا بنے گا ورنہ اس زمانہ کے مسلمان کیا کریں گے۔ ۱۱۔ معلوم ہوا کہ اگر دجال حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں آتا تو حضور کے مقابل فیل ہو جاتا حضور کے ہاتھوں مارا جاتا اب یہ کام حضور انور کی نیابت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کریں گے۔ حضور انور اپنی امت کے والی وارث نگہبان تھے اور ہیں اور رہیں گے۔ امام بوصیری کہتے ہیں شعر:۔

☆ احل امته فی حزر ملته ☆ کاللیث حل مع ابالا شبال فی الاجیم ☆

۱۲۔ یہاں خلیفہ۔ بمعنی نائب یا وکیل نہیں بلکہ۔ بمعنی حافظ ناصر والی وارث و نگہبان ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی کا نائب نہیں ہوتا یعنی اگر میرے بعد دجال نکلا تو میری امت رب کے حوالہ ہے وہ ہی اس کا ناصر ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ مجموعی امت کا حقیقی نگہبان رب تعالیٰ اور ہر شخص اپنی ذات کا ذمہ دار ہے لہٰذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں کہ ہر شخص اپنی ذات کا ذمہ دار ہے ذمہ داریاں مختلف ہیں ۱۳۔ مقصد یہ ہے کہ مسلمان اس وقت دجال کے ماننے پر مجبور ہوں گے کہ ننگا بھوکا ہر نہ کرنے والا کام کر لیتا ہے اگر دجال کو نہ مانیں گے تو مر جائیں گے کیونکہ حالات وہ ہوں گے جو حضور فرما رہے ہیں تو مسلمانوں کا ایمان کیسے بچے گا یعنی میری امت سے کہہ دو کہ اس وقت تنگی رزق سے دل تنگ نہ ہوں اس زمانہ میں زمینی مومن عرشی فرشتوں کی طرح ہوں گے کہ ذکر اللہ سے ان کا پیٹ بھرتا رہے گا ذکر اللہ ہمیشہ ہی غذاء روحانی ہے مگر اس زمانہ میں غذا' جسمانی بھی ہو جائے گا بعض اولیاء اللہ نے تین تین سال تک پانی نہیں پیا مگر زندہ رہے کیسے ذکر اللہ کی برکت ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ مَا سَأَلَ اَحَدٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّجَّالِ اَكْثَرَ مِمَّا سَأَلْتُهُ وَاِنَّهُ قَالَ لِيْ مَا يَضُرُّكَ قُلْتُ اِنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ مَعَهُ جَبَلَ خُبْزٍ وَنَهَرَ مَآءٍ قَالَ هُوَ اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

تیسری فصل

(۵۲۵۰) روایت ہے حضرت مغیرہ ابن شعبہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دجال کے متعلق جتنا میں نے سوال کیا اس سے زیادہ کسی نے سوال نہ کیا اور حضور نے فرمایا کہ دجال تم کو نقصان نہ دے گا۔ میں نے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہے ۲۔ فرمایا وہ اللہ پر اس سے زیادہ آسان ہے ۳۔ (مسلم بخاری)

marfat.com

(۵۲۵۰) ۱۔ یعنی تم دجال سے مطلقاً خوف نہ کروگے کیونکہ دجال تم کو ایمان سے نہ ہٹا سکے گا یا اس لئے کہ وہ تمہاری زندگی میں نہ آئے گا یا اس لئے کہ تم ایمان میں پختہ ہو اگر وہ تمہارے زمانہ میں آبھی گیا تو تم کو بہکا نہ سکے گا تم ایمانی قلعہ میں ہو بہرحال اس میں حضرت مغیرہ کی عمر اور آپ کی پختگی ایمان دونوں کی غیبی خبر ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کے ہر حال سے خبردار ہیں ۲۔ یعنی اس مردود کے ظہور کے وقت دنیا میں پانی اور رزق کی بہت تنگی ہوگی اور اس کے ساتھ روٹیوں کے پہاڑ اور پانی کی نہر ہوگی پھر مجھے وہ کیوں نہ بہکا سکے گا روٹی پانی کی ایسی تنگی میں روٹی پانی سے بڑے بڑے بہک جاتے ہیں سبحان اللہ یہ ہے اپنے ایمان کا خوف یہ خوف قوت ایمان کی دلیل ہے اس میں حضور انور کی خبر جھٹلانا نہیں بلکہ خوف کا اظہار ہے حضرات انبیاء کرام سے رب تعالیٰ نے جنت کا وعدہ فرمالیا مگر انہیں پھر بھی خداء تعالیٰ کی ہیبت ہے۔ ۳۔ **ذالک** سے اشارہ ہے گمراہ کرنے کی طرف یعنی دجال میرے صحابہ کو بہکانے سے مجبور ہے وہ اس سے زیادہ ذلیل ہے کہ میرے صحابہ پر داؤ چلائے۔ یا **ذالک** سے اشارہ روٹیوں کے پہاڑ اور پانی کی نہر کی طرف ہے یعنی دجال اس سے زیادہ ذلیل و خوار ہے کہ اس کے ساتھ روٹیوں کا پہاڑ وغیرہ ہو اس کے ساتھ جو کچھ ہوگا محض دھوکا شعبدہ ہوگا جس کی حقیقت کچھ نہیں (اشعہ، مرقات)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَخْرُجُ الدَّجَّالُ عَلٰی حِمَارٍ اَقْمَرَ مَا بَیْنَ اُذُنَیْهِ سَبْعُوْنَ بَاعًا۔ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ کِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ

(۵۲۵۱) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا کہ دجال ایک سفید گدھے پر نکلے گا۔ جس کے پاس دو کانوں کے درمیان ستر باع کا فاصلہ ہوگا ۲۔ (بیہقی کتاب البعث والنشور)

(۵۲۵۱) ۱۔ اقمر کے معنی ہیں تیز سفید، بعض شارحین نے فرمایا کہ قمر سفیدی مائل بہ سبزی یا سرخی مائل بہ سیاہی قاموس میں یہ ہی معنی کئے گئے مگر پہلے معنی قوی ہیں کہ یہ قمر بمعنی چاند سے بنا ہے یعنی چاند جیسا چٹا سفید چمک دار غرضیکہ دجال کے گدھے کا رنگ تیز سفید ہوگا۔ ۲۔ دونوں ہاتھ لمبائی میں پھیلاؤ تو ایک ہاتھ کی انگلیوں سے دوسرے ہاتھ کی انگلیوں تک باع ہے یعنی اس گدھے کی قامت کا یہ عالم ہے کہ اس کا چہرہ ستر باع قریباً سو گز ہے حدیث بالکل اپنے ظاہر پر ہے کسی تاویل کی ضرورت نہیں ہم نے جنگلی بھینسے کا کلہ قریباً پانچ ہاتھ کا دیکھا ہے علی پور شریف میں مچھلی کے ایک کانٹے کا پور اشتہیر ہے ہم نے خود دیکھا ہے رب تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ لشکر صحابہ نے ایک مچھلی کا گوشت پندرہ دن کھایا۔ اس کے آنکھ کے حلقہ میں ایک آدمی کھڑا ہو گیا۔

بَابُ قِصَّةِ ابْنِ صَیَّادٍ

ابن صیاد کا قصہ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

پہلی فصل

اس کا نام عبداللہ ہے لقب صاف کنیت ابن صیاد یا ابن صائد یہود مدینہ میں سے ایک یہودی کا لڑکا تھا جو بچپن میں بڑے شعبدے دکھاتا تھا بعد میں جوان ہو کر مسلمان ہو گیا عبادات اسلامی ادا کرتا تھا اس کے متعلق علماء کے تین قول ہیں ایک یہ کہ وہ دجال نہیں تھا بلکہ مسلمان ہو گیا تھا۔ دوسرے یہ کہ وہ دجال تو تھا مگر وہ مشہور دجال نہ تھا حضور انور نے فرمایا ہے کہ میری

marfat.com

امت میں بہت سے دجال ہوں گے یہ بھی انہیں دجالوں میں سے ایک دجال تھا۔ تیسرے یہ کہ وہ دجال مشہور ہی تھا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ مدینہ منورہ میں ہی مرا وہاں ہی دفن ہوا۔ مگر یہ غلط ہے وہ جنگ حرہ تک دیکھا جاتا رہا۔ حرہ کے دن غائب ہو گیا تمیم داری والی حدیث میں جو دجال کا ذکر ہے اس کے متعلق مرقات میں ہے کہ اس جزیرے میں دجال کا جو جسم تمیم داری نے دیکھا وہ اس کا مثالی جسم ہے یہ جسم ظاہری (واللہ اعلم)

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ انْطَلَقَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَهْطٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ قِبَلَ ابْنِ الصَّيَّادِ حَتّٰى وَجَدُوْهُ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فِيْ اُطُمِ بَنِيْ مَغَالَةَ وَقَدْ قَارَبَ ابْنُ صَيَّادٍ يَوْمَئِذٍ الْحُلُمَ فَلَمْ يَشْعُرْ حَتّٰى ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَهْرَهٗ بِيَدِهٖ ثُمَّ قَالَ اَتَشْهَدُ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَنَظَرَ اِلَيْهِ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ الْاُمِّيِّيْنَ ثُمَّ قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ اَتَشْهَدُ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَرَصَّهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَبِرُسُلِهٖ ثُمَّ قَالَ لِابْنِ صَيَّادٍ مَاذَا تَرٰى قَالَ يَاْتِيْنِيْ صَادِقٌ وَّكَاذِبٌ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُلِّطَ عَلَيْكَ الْاَمْرُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ خَبَاْتُ لَكَ خَبِيْئًا وَخَبَّاَ لَهٗ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ فَقَالَ هُوَ الدُّخُّ فَقَالَ اخْسَاْ فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ قَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَاْذَنُ لِيْ فِيْهِ اَنْ اَضْرِبَ عُنُقَهٗ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ يَّكُنْ هُوَ لَا تُسَلَّطُ عَلَيْهِ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ هُوَ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِيْ قَتْلِهٖ قَالَ ابْنُ عُمَرَ انْطَلَقَ بَعْدَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاُبَيُّ ابْنُ كَعْبٍ

(۵۲۵۲) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمر سے کہ حضرت عمر ابن خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کرام کی ایک جماعت میں ابن صیاد کی طرف چلے حتی کہ ان بزرگوں نے ابن صیاد کو بچوں کے ساتھ بنی مغالہ کے ٹیلوں میں کھیلتا ہوا پایا۔ یا اس دن ابن صیاد قریب بلوغ تھا تو اسے کچھ پتہ نہ لگا حتی کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اس کی پیٹھ پر مارا ۲۔ پھر فرمایا کہ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں ۳۔ اس نے آپ کی طرف دیکھا بولا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ بے پڑھوں کے رسول ہیں ۴۔ پھر ابن صیاد بولا کہ کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں ۵۔ تو اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دبوچا ۶۔ پھر فرمایا کہ میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا ۷۔ پھر ابن صیاد سے فرمایا کہ تو کیا دیکھتا ہے ۸۔ کہ میرے پاس سچے جھوٹے دونوں آتے ہیں ۹۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھ پر یہ چیز خلط ملط کر دی گئی ۱۰۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تیرے لئے ایک بات سوچی ہے ۱۱۔ اور آپ نے یہ آیت سوچی یوم تاتی السماء بدخان مبین تو وہ بولا کہ وہ دخ ہے ۱۲۔ فرمایا دور ہو جا تو اپنی حیثیت سے آگے نہ بڑھے گا ۱۳۔ حضرت عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا مجھے آپ اجازت دیتے ہیں کہ میں اس کی گردن مار دوں ۱۴۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ وہی ہوا تو تم کو اس پر قابو نہ دیا جاوے گا اور اگر یہ وہ نہیں ہے تو اسکے قتل میں تمہارے لئے بھلائی نہیں ۱۵۔ ابن عمر فرماتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابی ابن کعب ایک دن اس

marfat.com

الْاَنْصَارِيُّ يُؤَمَّانِ النَّخْلَ الَّتِيْ فِيْهَا ابْنُ صَيَّادٍ فَطَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَّقِيْ بِجُذُوْعِ النَّخْلِ وَهُوَ يَخْتِلُ اَنْ يَّسْمَعَ مِنِ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا قَبْلَ اَنْ يَّرَاهُ وَابْنُ صَيَّادٍ مُضْطَجِعٌ عَلٰى فِرَاشِهٖ فِيْ قَطِيْفَةٍ لَّهٗ فِيْهَا زَمْزَمَةٌ فَرَاَتْ اُمُّ ابْنِ صَيَّادٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَّقِيْ بِجُذُوْعِ النَّخْلِ فَقَالَتْ اَيْ صَافُ وَهُوَ اسْمُهٗ هٰذَا مُحَمَّدٌ فَثَنَاهَا ابْنُ صَيَّادٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَرَكَتْهُ بَيَّنَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَاَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اِنِّيْ اُنْذِرُكُمُوْهُ وَمَا مِنْ نَّبِيٍّ اِلَّا وَقَدْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ لَقَدْ اَنْذَرَ نُوْحٌ قَوْمَهٗ وَلٰكِنِّيْ سَاَقُوْلُ لَكُمْ فِيْهِ قَوْلًا لَّمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِّقَوْمِهٖ تَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ اَعْوَرُ وَاِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِاَعْوَرَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

باغ میں تشریف لے گئے جس میں ابن صیاد تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کی شاخوں میں چھپنے لگے ۱۶۔ آپ اس حیلہ سے ابن صیاد سے کچھ سننا چاہتے تھے اس سے پہلے کہ وہ آپ کو دیکھے اور ابن صیاد اپنے بستر پر اپنی کملی میں لپٹا ہوا تھا جس میں اس کی کچھ گنگناہٹ تھی ۱۷۔ ابن صیاد کی ماں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کھجور کی شاخوں میں چھپتے دیکھ لیا تو بولی اے صاف یہ اس کا نام تھا ۱۸۔ یہ ہیں محمد تو ابن صیاد نے گنگناہٹ بند کردی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ اسے چھوڑے رہتی تو یہ بیان کردیتا ۱۹۔ فرمایا عبداللہ ابن عمر نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں کھڑے ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی وہ تعریف کی جو اس کے لائق ہے ۲۰۔ پھر دجال کا ذکر فرمایا پھر فرمایا کہ میں نے تم کو اس سے ڈرایا ہے اور نہیں ہے کوئی نبی مگر اس نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا ۲۱۔ چنانچہ حضرت نوح نے اپنی قوم کو ڈرایا اور میں تم سے اس کے متعلق وہ بات کہتا ہوں جو کسی نے اپنی قوم سے نہ کہی تم جانتے ہو کہ وہ کانا ہے اور اللہ کانا نہیں ۲۲۔ (مسلم، بخاری)

(۵۲۵۲) ۱۔ بنی مغالہ یہود مدینہ کا ایک قبیلہ ہے الحم جمع ہے الحمۃ کی۔ بمعنی مضبوط قلعہ یا ٹیلہ یعنی اس وقت ابن صیاد یہود کے ان مکانات محلوں ٹیلوں کے پاس بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ ۲۔ ابن صیاد کا دعویٰ تھا کہ وہ آگے پیچھے اندھیرے اجالے میں یکساں دیکھ لیتا ہے مگر اسے حضور انور کی تشریف آوری کا مطلقاً علم نہیں ہوا۔ حضور انور اس کا دعویٰ جھوٹا کرنا چاہتے تھے اس لئے آپ نے پیچھے سے اس کی پیٹھ پر ہاتھ رکھا۔ ۳۔ اس فرمان عالی میں سارے ایمانیات کی تلقین ہیں جو کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا رسول مان لے وہ توحید وغیرہ تمام عقائد کو مان لے گا اس سے معلوم ہوا کہ نابالغ بچہ کو اسلام کی تبلیغ کی جائے اور اس کا اسلام قبول کرنا معتبر ہے ورنہ حضور انور اسے یہ تبلیغ کیوں فرماتے۔ ۴۔ یعنی آپ رسول تو ہیں مگر بے پڑھے لوگوں کے میں خود عالم ہوں آپ میرے رسول نہیں بعض یہود کا عقیدہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم صرف عرب کے رسول ہیں عام خلق کے رسول نہیں یہ عقیدہ بھی کفر ہے اسی لئے ابن صیاد اس کہنے سے مومن نہ بنا۔ ۵۔ ابن صیاد کا یہ قول محض حضور انور کے فرمان عالی کے مقابلہ میں ہے ورنہ وہ مدعی نبوت نہ تھا خیال رہے کہ کافر ذمی کو قتل نہیں کیا جاتا نہ کافر بچہ کو قتل کیا جاوے نابالغ بچہ کا ارتداد معتبر نہیں ہے ان وجوہ سے ابن صیاد قتل نہیں کیا گیا۔ لہٰذا اس حدیث کی بنا پر قادیانی یہ نہیں کہہ سکتے کہ مدعی نبوت مرتد نہیں اور نہ اسے قتل کیا جائے اس حدیث کا منشا کچھ اور ہی ہے ۶۔ مشکوۃ شریف کے بعض نسخوں میں فرفضہ، ہے رفض سے مشتق۔ بمعنی چھوڑنا یعنی حضور انور نے اسے چھوڑ دیا پھر اس سے یہ سوال نہ کیا عام نسخوں میں فرصہ، ہے ص کے شد سے یہ بنا ہے رص سے۔ بمعنی دبوچنا بعض اعضا کو

marfat.com

بعض سے ملا دیا اس سے ہے مرصوص رب تعالیٰ فرماتا ہے **کانھم بنیان مرصوص** بعض نسخوں میں ہے فرضہ نقطہ والی ضاد سے رض کے معنی ہیں توڑنا مروڑنا۔ ۷۔ یعنی میرا ایمان سارے رسولوں پر ہے اور تو رسول ہے نہیں پھر میں تجھے رسول اللہ کیسے کہہ دوں میں خاتم النبیین ہوں سب سے آخری نبی نہ میرے زمانہ میں کوئی نبی ہو سکتا ہے نہ میرے بعد۔ خیال رہے کہ حضور انور کے زمانہ میں بھی کوئی نبی نہیں ہو سکتا جو ایسا مانے وہ مرتد ہے خاتم النبیین کا منکر خیال رہے کہ جھوٹے مدعی نبوت سے معجزہ مانگنا کفر ہے جب اس کی تصدیق کی نیت سے ہو۔ ۸۔ یعنی تجھے غائبانہ کون سی چیزیں نظر آتی ہیں جن کی بنا پر تو بڑے بڑے دعوے کرتا ہے اور لوگوں کو گمراہ کرتا ہے ۹۔ یعنی میرے پاس جنات غیبی خبریں لاتے ہیں جن میں بعض سچی ہوتی ہیں اکثر جھوٹی اس سے بھی معلوم ہوا کہ ابن صیاد نبوت کا مدعی نہ تھا بلکہ اپنے کو کاہن کہتا تھا یہ نہ کہتا تھا کہ میرے پاس حضرت جبریل آتے ہیں اور محمدی بیگم کے ساتھ میرے نکاح کی بشارت لاتے ہیں لہٰذا قادیانی لوگ اس حدیث سے دلیل نہیں پکڑ سکتے مرزا جی اپنے کو صاف صاف نبی کہتے رہے۔ ۱۰۔ یعنی خود تجھے اپنی خبروں کے متعلق اطمینان نہیں تو تیرے ذریعہ کسی اور کو اطمینان کیسے ہو سکتا ہے لہٰذا تیری صحبت خطرناک ہے ۱۱۔ ابن صیاد کا دعویٰ تھا کہ میں لوگوں کے دلوں کے حالات' خیالات جانتا ہوں اس لئے حضور انور نے اس سے یہ سوال فرمایا معلوم ہوا کہ کاہنوں کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے ان سے غیبی خبریں پوچھنا جائز ہے حضور انور نے اس کا جھوٹ ظاہر فرمانے کو یہ سوال کیا انہیں اس طرح رسوا کرنا ثواب ہے۔ ۱۲۔ یعنی اس پوری آیت میں سے وہ پورا ایک لفظ بھی معلوم نہ کر سکا لفظ دخان کا صرف دخ معلوم کر سکا یہ ہی حال کاہنوں کا ہوتا ہے ان کی دس باتوں بلکہ سو میں سے ایک درست نکلتی ہے اور وہ سو میں سے ایک کا پتہ چلائے ہیں خیال رہے کہ حضور نے یہ آیت اس لئے دل میں سوچی کہ اس میں علامت قیامت کا ذکر ہے اور دجال بھی علامات قیامت سے ہے نیز قتل دجال مرخ پہاڑ کے نزدیک ہوگا ان وجوہ سے حضور نے یہ آیت سوچی (اشعہ' مرقات) ۱۳۔ یعنی تو صرف ایک کاہن ہے نہ تجھے علم غیب ہے نہ تو خدا ہے نہ خدا کا مقبول بندہ پھر تو مجھ سے کیوں کہتا ہے کہ کیا آپ میری نبوت کی گواہی دیتے ہیں تیری یہ حیثیت اور یہ بات۔ ۱۴۔ یعنی چونکہ اس سے بڑا فتنہ پھیلنے کا اندیشہ ہے اس لئے اسے قتل کر دینا مناسب ہے یہ ہے حضرت فاروق کا جوش ایمانی فقہاء فرماتے ہیں کہ جو جادوگر لوگوں میں فساد پھیلاتے ہیں انہیں ہلاک کرتے ہیں بادشاہ اسلام انہیں قتل کرا دے۔ ۱۵۔ یعنی اگر یہ دجال ہے تو ارادہ الٰہی یہ ہی ہے کہ دجال کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل کریں اور اگر یہ دجال نہیں ہے تو یہ نابالغ بچہ بھی ہے ہمارا ذمی کافر بھی اسے قتل کرنا جائز نہیں صرف کاہن ہونا قتل کے جواز کا سبب نہیں حضور انور کا اگر مگر سے کلام فرمانا یا اس لئے تھا کہ اس وقت تک دجال کے متعلق حضور کو پورا علم عطا نہ ہوا تھا بعد میں حضور نے دجال کی شکل اس کے اعمال اس کے خروج کا وقت سب کچھ بتا دیا یہ اسرار الٰہیہ میں سے ہے جس کا اظہار مناسب نہیں یہ شک کے لئے نہیں بلکہ تشکیک کے لئے ہے ایسے صیغہ قرآن مجید میں بھی آئے ہیں یہ بے علمی کی دلیل نہیں یہ ہی قول صحیح ہے۔ ۱۶۔ عرب میں باغ والے لوگ اپنے باغ میں مکان بنا لیتے ہیں وہاں ہی رہتے سہتے ہیں ابن صیاد کے ماں باپ بھی انہیں میں سے تھے۔ ۱۷۔ ابن صیاد کبھی گنگناہٹ میں اپنے حالات بیان کر دیتا تھا۔ حضور انور کا مقصد یہ تھا کہ اس وقت یہ اپنی مستی میں اپنے حالات بیان کر رہا ہے ہم خود بھی سن لیں اور اس کے متعلق صحیح فیصلہ کر دیں اس سے معلوم ہوا کہ بے دین مفسدین کے حالات چھپ کر دیکھنا سننا جائز ہے تاکہ ان کے فساد کی روک تھام ہو سکے آج ملکی انتظامات میں جاسوسی کو بڑا دخل ہے جس تجسس سے قرآن کریم میں منع فرمایا گیا وہ مسلمانوں کی عیب جوئی کے لئے تجسس کرنا مراد ہے لہٰذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں ۱۸۔ یعنی حضور انور یہاں تشریف فرما ہیں تو ان کا ادب و احترام کر تعظیم کے

marfat.com

لئے اٹھ اپنا گانا چھوڑ ۱۹۔ یعنی یہ بھی رب تعالیٰ کی طرف سے ہوا کہ وہ سب کچھ اپنے متعلق بیان کر رہا تھا ایک واقعہ درپیش آگیا کہ وہ کہتے کہتے رک گیا معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ کا یہ ہی منشاء ہے کہ اس کا حال صیغہ راز میں رہے ورنہ وہ اس وقت اپنی موج میں خود اپنے حالات بیان کر رہا تھا کہ میں یہ ہوں میں وہ ہوں یہ کر سکتا ہوں۔ ۲۰۔ حضور انور کا طریقہ مبارکہ تھا کہ اپنا کلام حمد الٰہی سے شروع فرماتے تھے وعظ عموماً دوسرے کلام خصوصاً یہ فرمان بطور وعظ تھا۔ ۲۱۔ یہاں نبی سے مراد حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے بعد والے پیغمبر ہیں جیسا کہ گزشتہ حدیثوں سے معلوم ہوا کہ ان حضرات کا ڈرانا اس کی اہمیت کے لئے تھا۔ جیسے حضور نے صحابہ کو قیامت سے ڈرایا حالانکہ ان حضرات کے زمانہ میں قیامت آنے والی نہ تھی ۲۲۔ یہ فرمان عالی ان حضرات کی دلیل ہے جو کہتے ہیں کہ ابن صیاد دجال نہیں کہ حضور انور نے فرمایا کہ وہ کانا ہے اور ابن صیاد کانا نہ تھا۔ نیز یہ صاحب اولاد تھا مدینہ منورہ میں رہتا تھا مکہ معظمہ حج کے لئے جاتا تھا۔ کیونکہ حضور کے بعد وہ مسلمان ہو گیا تھا۔ مرقات نے یہاں فرمایا کہ ابن صیاد مدینہ منورہ میں مرا اس پر مسلمانوں نماز پڑھی اسے وہاں ہی دفن کیا۔ مگر دوسری روایات میں ہے کہ وہ جنگ حرہ میں گم ہو گیا واللہ اعلم بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ بعد میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے یقین دلا دیا تھا کہ ابن صیاد دجال نہیں تمیم داری کی حدیث آپ پڑھ ہی چکے ہیں۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ لَقِیَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ يَعْنِی ابْنَ صَيَّادٍ فِیْ بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَشْهَدُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ هُوَ اَتَشْهَدُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ مَاذَا تَرٰی قَالَ اَرٰی عَرْشًا عَلَی الْمَآءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرٰی عَرْشَ اِبْلِيْسَ عَلَی الْبَحْرِ قَالَ وَمَا تَرٰی قَالَ اَرٰی صَادِقَيْنِ وَكَاذِبًا اَوْ كَاذِبَيْنِ وَصَادِقًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لُبِّسَ عَلَيْهِ فَدَعُوْهُ۔

(۵۲۵۳) روایت ہے حضرت ابو سعید خدری سے کہ اس سے یعنی ابن صیاد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب ابوبکر و عمر مدینہ منورہ کے بعض راستوں میں ملے ۱۔ تو اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں ۲۔ تو وہ بولا کہ کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں ۳۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اس کے رسولوں پر ایمان لایا تو کیا دیکھتا ہے بولا میں عرش پانی پر دیکھتا ہوں ۴۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو دریا پر ابلیس کا تخت دیکھتا ہے فرمایا تو اور کیا دیکھتا ہے وہ بولا میں دو سچے ایک جھوٹا یا دو جھوٹے اور ایک سچا دیکھتا ہوں تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر شبہ ڈال دیا گیا ہے۔ ۵۔ اسے چھوڑ دو (مسلم)

(۵۲۵۳) ۱۔ یعنی کا فاعل حضرت ابو سعید خدری ہیں (مرقات) یہ ملاقات عوالی مدینہ میں اتفاقاً تھی اور ابن صیاد کے گھر تشریف لے جانے کا واقعہ دوسرا ہے اس وقت ابن صیاد مسلمان نہ ہوا حضور انور کے پردہ فرمانے کے بعد مسلمان ہو گیا صحابہ کرام کے ساتھ اس نے حج کیا۔ ۲۔ اس کے متعلق پہلے عرض کیا گیا کہ ابن صیاد کا یہ قول حضور انور کے مقابلہ میں تھا ورنہ وہ مدعی نبوت نہ تھا۔ ۳۔ جیسے بعض اولیاء اللہ ابلیس اور اس کے تخت کو آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں اور اس پر لاحول پڑھ کر اسے دفع کر دیتے ہیں بعض بے دین کانہوں کو بھی وہ نظر آجاتا ہے اور وہ اس سے بہک جاتے ہیں خدا کی پناہ ابن صیاد کا یہ دیکھنا اسی طرح کا تھا وہ یہ ہی بیان کر رہا

marfat.com

ہے۔ ۴۔ یعنی اسے اپنی معلومات پر خود ہی یقین نہیں کہ سچی خبر کونسی ہے جھوٹی کونسی تو اس سے کچھ پوچھ گچھ کرنا بے کار ہے ۵۔ اس سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ آخر میں ابن صیاد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معتقد ہو گیا تھا کہ حضور سے غیبی خبریں پوچھنے لگا تھا اور آپ کے جواب پر کسی قسم کی جرح قدح نہیں کرتا تھا حضور کے پردہ فرمانے کے بعد تو مسلمان ہو گیا تھا معلوم یہ بھی ہوا کہ ابن صیاد بھی یہ جانتا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ہے وہ جنت و دوزخ زمین و آسمان سب کی خبر رکھتے ہیں۔

وَعَنْهُ اَنَّ ابْنَ صَيَّادٍ سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تُرْبَةِ الْجَنَّةِ فَقَالَ دَرْمَكَةٌ بَيْضَاءُ مِسْكٌ خَالِصٌ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۲۵۴) روایت ہے انہیں سے کہ ابن صیاد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت کی مٹی کے متعلق پوچھا اب تو فرمایا کہ سفید میدہ خالص مشک ا۔ (مسلم)

(۵۲۵۴) ا۔ درمکتہ بروزن جعفرۃ بمعنی سفید میدہ بعد میں بیضاء فرمانا توضیح کے لئے ہے یعنی جنت کی مٹی رنگت میں سفید خوشبو مشک خالص کی سی ہے۔ حضور کیوں نہ بتاتے حضور تو جنت کی سیر کر کے آئے ہیں۔

وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ لَقِيَ ابْنُ عُمَرَ ابْنَ صَيَّادٍ فِيْ بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ لَهٗ قَوْلًا اَغْضَبَهٗ فَانْتَفَخَ حَتّٰى مَلَاَ السِّكَّةَ فَدَخَلَ ابْنُ عُمَرَ عَلٰى حَفْصَةَ وَقَدْ بَلَغَهَا فَقَالَتْ لَهٗ رَحِمَكَ اللّٰهُ مَا اَرَدْتَ مِنِ ابْنِ صَيَّادٍ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا يَخْرُجُ مِنْ غَضْبَةٍ يَغْضَبُهَا۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۲۵۵) روایت ہے حضرت نافع سے فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر مدینہ منورہ کے بعض راستوں میں ابن صیاد سے ملے ا۔ تو آپ نے اس سے ایسی بات کہی جس نے اسے غضب ناک کر دیا تو وہ پھولا حتی کہ گلی بھر دی ۲۔ پھر ابن عمر جناب حفصہ کے پاس گئے انہیں یہ خبر پہنچ چکی تھی انہوں نے ان سے کہا اللہ تم پر رحمت کرے، تم نے ابن صیاد سے کیا چاہا کیا تمہیں خبر نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال ایک غصہ کی حالت میں ہی نکلے گا جس پر اسے غصہ آوے گا ۳۔ (مسلم)

(۵۲۵۵) ا۔ یہ واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کے بعد کا ہے جیسا کہ مضمون حدیث سے واضح ہے ۲۔ حدیث بالکل ظاہر پر ہے واقعی وہ پھول کر اتنا موٹا ہو گیا کہ گلی ساری بھر گئی۔ اب بھی بعض چیزوں میں ہوا بھر دی جاوے تو موٹی ہو جاتی ہیں ۳۔ یعنی اے ابن عمر تم اسے غصہ نہ دلاؤ اگر یہ واقعی دجال ہوا تو ابھی تم اسے غصہ سے دجال بنا دو گے اور ابھی اس کے خروج کا وقت ہے نہیں۔

وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ اِلْخُدْرِيِّ قَالَ صَحِبْتُ ابْنَ صَيَّادٍ اِلٰى مَكَّةَ فَقَالَ لِيْ مَا لَقِيْتُ مِنَ النَّاسِ يَزْعُمُوْنَ اَنِّي الدَّجَّالُ اَلَسْتُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّهٗ لَا يُوْلَدُ لَهٗ وَقَدْ وُلِدَ لِيْ اَلَيْسَ قَدْ قَالَ هُوَ كَافِرٌ وَاَنَا مُسْلِمٌ اَوَلَيْسَ

(۵۲۵۶) روایت ہے حضرت ابو سعید خدری سے فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ تک ابن صیاد کے ساتھ رہا تو اس نے مجھ سے کہا میں نے لوگوں سے بہت مصیبت پائی ا۔ وہ گمان کرتے ہیں کہ میں دجال ہوں ۲۔ کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنتے نہ رہے کہ دجال کے اولاد نہ ہوگی اور میری اولاد ہے کیا حضور نے یہ نہ فرمایا کہ وہ کافر ہے اور میں مسلمان ہوں ۳۔ کیا حضور نے یہ نہ

marfat.com

قَدْ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ وَلَا مَكَّةَ وَقَدْ اَقْبَلْتُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ وَاَنَا اُرِيْدُ مَكَّةَ ثُمَّ قَالَ لِيْ فِيْ اٰخِرِ قَوْلِهٖ اَمَا وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ مَوْلِدَهٗ وَمَكَانَهٗ وَاَيْنَ هُوَ وَاَعْرِفُ اَبَاهُ وَاُمَّهٗ قَالَ فَلَبَسَنِيْ قَالَ قُلْتُ لَهٗ تَبًّا لَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ قَالَ وَقِيْلَ لَهٗ اَيَسُوْءُكَ اَنَّكَ ذَاكَ الرَّجُلُ قَالَ لَوْ عُرِضَ عَلَيَّ مَا كَرِهْتُ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

فرمایا کہ وہ نہ مدینہ میں داخل ہو سکے گا نہ مکہ میں اور میں مدینہ سے آرہا ہوں اور مکہ کا ارادہ کر رہا ہوں ۴۔ پھر اس نے مجھ سے اپنے آخری قول میں کہا کہ آگاہ رہو کہ میں اس کی پیدائش گاہ اور اس کی جگہ جانتا ہوں اور یہ کہ وہ کہاں ہے اور میں اس کے باپ و ماں کو پہچانتا ہوں ۵۔ فرماتے ہیں کہ اس نے مجھے شبہ میں ڈال دیا ۶۔ میں نے اس سے کہا کہ تو ہمیشہ ہلاک رہے فرمایا اور اس سے کہا گیا کیا تجھے یہ پسند ہے کہ تو ہی وہ دجال ہے فرماتے ہیں وہ بولا کہ اگر یہ مجھ پر پیش کیا جاوے تو میں ناپسند نہ کروں ۷۔ (مسلم)

(۵۲۵۶) ۱۔ یہاں ما استفہامیہ ہے تعجب کے لئے یعنی مجھے کیسی مصیبت پڑی ہے جو لوگوں سے میں سنتا ہوں۔ ۲۔ یعنی لوگ مجھے دجال کہتے ہیں حالانکہ میں دجال نہیں ہوں میرے دجال نہ ہونے کی دلیلیں یہ ہیں جو میں خود عرض کر رہا ہوں ۳۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن صیاد اس وقت مسلمان ہو چکا تھا ۴۔ ان دلائل کی بناپر اکثر علماء فرماتے ہیں کہ ابن صیاد دجال معروف نہیں مگر جو حضرات فرماتے ہیں کہ وہ دجال ہی ہے وہ ان کے جواب یہ دیتے ہیں کہ ابھی ابن صیاد دجال نہیں بنا تھا جب دجال بن کر آوے گا۔ تب اس کے یہ حالات ہوں گے کہ وہ کافر بھی ہو گا لاولد بھی ہو گا۔ کانا بھی اور حرمین طیبین کی زمین سے محروم بھی۔ ۵۔ غالب یہ ہے کہ ابن صیاد نے یہ سب کچھ جھوٹ بولا اسے کچھ بھی پتہ نہ تھا صرف شیخی سے یہ کہہ رہا تھا (مرقات) بعض لوگوں نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ تھا کہ میں ہی دجال ہوں اس کی ہر حالت جانتا ہوں (اشعہ) ۶۔ یعنی پہلے تو مجھے خیال ہو گیا تھا کہ واقعی یہ دجال نہیں مگر اس کی گفتگو سے مجھے اشتباہ ہو گیا کہ یہ دجال ہے یا نہیں ۷۔ یعنی اگر میں ہی دجال بنا دیا جاؤں اور اس کے تمام عیوب مجھ کو دے دیئے جاویں تو میں اس سے راضی ہوں اس سے اس کا کفر ظاہر ہے کہ رضا بالکفر کفر ہے (لمعات، اشعہ) اس سے معلوم ہوا کہ وہ اسلام ظاہر کرنے پر بھی دل سے مسلمان نہ تھا۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَقِيْتُهٗ وَقَدْ نَغَرَتْ عَيْنُهٗ فَقُلْتُ مَتٰى نَغَلَتْ عَيْنُكَ مَا رَاٰى قَالَ لَا اَدْرِيْ قُلْتُ لَا تَدْرِيْ وَهِيَ فِيْ رَاْسِكَ قَالَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ خَلَقَهَا فِيْ عَصَاكَ قَالَ فَنَخَرَ كَاَشَدِّ نَخِيْرِ حِمَارٍ سَمِعْتُ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۲۵۷) روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں کہ میں ابن صیاد سے ملا اس کی آنکھ سوج گئی ۱۔ تو میں نے کہا کہ تیری آنکھ نے کیا کیا جو میں دیکھ رہا ہوں بولا مجھے خبر نہیں ۲۔ میں نے کہا کہ تجھے خبر نہیں حالانکہ وہ تیرے سر میں ہے بولا اگر اللہ چاہے تو تمہاری لاٹھی میں آنکھ پیدا کر دے ۳۔ فرماتے ہیں پھر گدھے کی سی سخت آواز نکالی جو تو نے سنا ہو ۴۔ (مسلم)

(۵۲۵۷) ۱۔ یعنی پہلے اس کی آنکھ اچھی بھلی تھی کہ اچانک سوج گئی اور کسی علاج سے اچھی نہ ہوئی پہلے میں نے اس کی آنکھ اچھی دیکھی تھی آج ورم ہو گیا۔ ۲۔ یعنی بغیر سبب بغیر وجہ خود بخود یہ آنکھ ایسی ہو گئی۔ ۳۔ اس جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن صیاد خدا کو مانتا تھا اس کے قادر مطلق ہونے پر ایمان رکھتا تھا وہ کہہ رہا ہے کہ مجھے یہ ورم تکلیف کے بغیر ہوا ہے اس لئے مجھے پتہ

marfat.com

نہ لگا اگرچہ آنکھ میرے سر میں تھی جیسے اے ابن عمر اگر رب تعالیٰ اچانک تمہاری لاٹھی میں آنکھ پیدا کر دے بغیر کسی سبب کے تو اگرچہ لاٹھی تمہارے ساتھ رہتی ہے مگر تمہیں پتہ نہ لگے گا کیونکہ یہ کام اچانک ہو گا ایسے ہی میرا معاملہ ہے۔ ۴۔ یعنی تم نے جتنے گدھوں کی آواز سنی ہو ان میں سخت تر آواز سے وہ رینگنے لگا کوئی گدھا اتنی سخت آواز سے نہیں رینگتا اس میں دو احتمال ہیں یا سمعت متکلم کا صیغہ ہو یا سمعت واحد مخاطب کا صیغہ دونوں مطلب درست ہیں (مرقات)

وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ قَالَ رَأَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَحْلِفُ بِاللّٰهِ اَنَّ ابْنَ الصَّيَّادِ الدَّجَّالُ قُلْتُ تَحْلِفُ بِاللّٰهِ قَالَ اِنِّيْ سَمِعْتُ عُمَرَ يَحْلِفُ عَلٰى ذٰلِكَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُنْكِرْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۳۔ (مسلم بخاری)

(۵۲۵۸) روایت ہے حضرت محمد ابن منکدر سے ۱۔ فرماتے ہیں میں نے حضرت جابر بن عبداللہ کو دیکھا کہ وہ اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ ابن صیاد دجال ہے ۲۔ میں نے کہا کہ آپ اللہ کی قسم کھا رہے ہیں فرمایا کہ میں نے حضرت عمر کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس پر قسم کھاتے سنا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا انکار نہ فرمایا ۳۔ (مسلم بخاری)

(۵۲۵۸) ۱۔ آپ مشہور جلیل القدر **تابعی** ہیں بڑے عالم فاضل زاہد ہیں بہت صحابہ کرام سے ملاقات کی ہے اور بہت سے تابعین نے آپ سے روایات لی ہیں ۱۳۰ ایک سو تیس ہجری میں وفات پائی (اشعہ) آپ سے سفیان ثوری، عمرو ابن دینار جیسے حضرات نے روایات لیں۔ ۲۔ حضرت جابر کا یہ قسم کھانا کسی نص شرعی کی بنا پر نہ تھا بلکہ اپنے ذاتی خیال کی وجہ سے تھا جو انہوں نے بعض علامات سے قائم کیا تھا اسی علامت کا ذکر آگے ہے۔ ۳۔ بعض علماء نے اس حدیث کی بنا پر فرمایا کہ غالب گمان پر قسم کھالینا جائز ہے قسم کے لئے یقین ضروری نہیں مگر بعض نے فرمایا کہ قسم صرف یقین پر کھائی جا سکتی ہے اور یہاں دجال سے مراد جھوٹا دجال ہے یعنی فتنہ گر فسادی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں تیس دجال ہوں گے اور ظاہر ہے کہ ابن صیاد ان تیس میں سے یقینی ہے خصوصاً اس وقت جب کہ اس نے اسلام ظاہر نہ کیا تھا اس معنی سے وہ یقیناً دجال تھا اور یہ قسم یقین پر تھی اور ہو سکتا ہے کہ حضرت جابر کا یہ مذہب ہو کہ یقیناً ابن صیاد دجال اکبر ہے اپنے یقین پر قسم کھائی ہو۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ — دوسری فصل

وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ مَا اَشُكُّ اَنَّ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ ابْنُ صَيَّادٍ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ

(۵۲۵۹) روایت ہے حضرت نافع سے فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر کہتے تھے اللہ کی قسم میں اس میں شک نہیں کرتا کہ مسیح دجال ابن صیاد ہے ۱۔ (ابوداؤد، بیہقی کتاب بعث والنشور)

(۵۲۵۹) ۱۔ ظاہر یہ ہے کہ یہاں دجال سے مراد وہی بڑا دجال ہے اور یہ حضرت ابن عمر کی اپنی رائے ہے علامات کی بنا پر۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَدْ فَقَدْنَا ابْنَ صَيَّادٍ يَوْمَ الْحَرَّةِ۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ

(۵۲۶۰) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ ہم نے حرہ کے دن ابن صیاد کو گم پایا ۱۔ (ابوداؤد)

(۵۲۶۰) ۱۔ جنگ حرہ وہ حادثہ ہے جو یزید مردود کے مدینہ منورہ پر حملہ کرنے پر نمودار ہوا واقعہ کربلا کے بعد اس حدیث کا مطلب

marfat.com

یہ ہے کہ جنگ حرہ تک تو ہم نے ابن صیاد کو مدینہ منورہ میں دیکھا پھر اس کے بعد وہ ہم کو نظر نہ آیا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ ابن صیاد مدینہ منورہ میں مرا اور ہم نے اس پر نماز پڑھی اسے دفن کیا کیونکہ حضرت جابر کو اس واقعہ کی اطلاع نہ ملی وہ اپنے علم کے مطابق فرمارہے ہیں (مرقات، اشعہ)

وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَمْکُثُ اَبُو الدَّجَّالِ ثَلٰثِیْنَ عَامًا لَا یُوْلَدُ لَھُمَا وَلَدٌ ثُمَّ یُوْلَدُ لَھُمَا غُلَامٌ اَعْوَرُ اَضْرَسُ وَاَقَلُّہٗ مَنْفَعَۃً تَنَامُ عَیْنَاہُ وَلَا یَنَامُ قَلْبُہٗ ثُمَّ نَعَتَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبَوَیْہِ فَقَالَ اَبُوْہُ طُوَالٌ ضَرْبُ اللَّحْمِ کَاَنَّ اَنْفَہٗ مِنْقَارٌ وَاُمُّہٗ امْرَاَۃٌ فِرْضَاخِیَّۃٌ طَوِیْلَۃُ الْیَدَیْنِ فَقَالَ اَبُوْ بَکْرَۃَ فَسَمِعْنَا بِمَوْلُوْدٍ فِی الْیَھُوْدِ بِالْمَدِیْنَۃِ فَذَھَبْتُ اَنَا وَالزُّبَیْرُ بْنُ الْعَوَّامِ حَتّٰی دَخَلْنَا عَلٰی اَبَوَیْہِ فَاِذَا نَعْتُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْھِمَا فَقُلْنَا ھَلْ لَکُمَا وَلَدٌ فَقَالَا مَکَثْنَا ثَلٰثِیْنَ عَامًا لَا یُوْلَدُ لَنَا وَلَدٌ ثُمَّ وُلِدَ لَنَا غُلَامٌ اَعْوَرُ اَضْرَسُ وَاَقَلُّہٗ مَنْفَعَۃً تَنَامُ عَیْنَاہُ وَلَا یَنَامُ قَلْبُہٗ قَالَ فَخَرَجْنَا مِنْ عِنْدِھِمَا فَاِذَا ھُوَ مُنْجَدِلٌ فِی الشَّمْسِ فِیْ قَطِیْفَۃٍ لَہٗ ھَمْھَمَۃٌ فَکَشَفَ عَنْ رَاْسِہٖ فَقَالَ مَا قُلْتُمَا قُلْنَا وَھَلْ سَمِعْتَ مَا قُلْنَا قَالَ نَعَمْ تَنَامُ عَیْنَایَ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ (رواہ الترمذی)

(۵۲۶۱) روایت ہے حضرت ابوبکر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دجال کا باپ تیس سال تک لاولد رہے گا کہ اس کے ۱؎ اولاد نہ ہوگی پھر ان کے کانا بڑی ڈاڑھ والا کم نفع والا لڑکا پیدا ہوگا ۲؎ جس کی آنکھیں سوئیں گی اس کا دل نہ سوئے گا ۳؎ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ماں باپ کا ذکر فرمایا تو فرمایا کہ اس کا باپ دراز قد دبلا ہوگا گویا اس کی ناک چونچ ہے اور اس کی ماں موٹی لمبے ہاتھ والی عورت ہے ۴؎ ابوبکر کہتے ہیں کہ ہم نے مدینہ منورہ میں یہود میں ایک بچہ سنا تو میں اور زبیر ابن عوام گئے ۵؎ حتی کہ ہم اس کے ماں باپ پاس گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ اوصاف ان دونوں میں تھے ۶؎ تو ہم نے کہا کیا تمہارے کوئی بچہ ہے تو وہ دونوں بولے ہم تیس سال رہے کہ ہمارے اولاد نہ ہوئی پھر ہمارے کانا ۷؎ بڑی ڈاڑھ والا بچہ پیدا ہوا کم نفع والا جس کی آنکھیں سوتی ہیں اور اس کا دل نہیں سوتا ۸؎ فرماتے ہیں کہ ہم ان کے پاس سے نکلے تو وہ دھوپ میں ایک کمبل میں لیٹا ہوا تھا اس کی کچھ گنگناہٹ تھی ۹؎ تو اس نے اپنا سر کھولا تو بولا کہ تم نے کیا کہا ہم نے کہا کہ کیا تم نے ہماری بات سن لی بولا ہاں میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا ۱۰؎ (ترمذی)

(۵۲۶۱) ۱؎ یہ وہ علامات ہیں جن کی بناپر بعض صحابہ کو یقین ہوگیا کہ ابن صیاد دجال ہے۔ ممکن ہے اس حدیث میں دجال سے مراد بڑا دجال نہ ہو بلکہ چھوٹے دجالوں میں سے ایک دجال ہو۔ (مرقات) ۲؎ اضرس کے دو معنی کئے گئے ہیں ایک یہ کہ اس کے منہ میں پیائشی ڈاڑھ ہوگی کہ اپنے منہ سے ماں کے پیٹ سے ڈاڑھ لائے گا دوسرے یہ کہ پیدا تو بغیر دانت و ڈاڑھ کے ہی ہوگا۔ مگر جب اس کے ڈاڑھیں نکلیں گی تو دوسرے انسانوں سے بڑی ہوں گی دوسرے معنی کو ترجیح دی گئی ہے۔ ۳؎ یعنی اس بچہ میں دوسری حیرت ناک بات یہ ہوگی کہ وہ گھر والوں یا دوسروں کو کوئی فائدہ نہ دے گا یا بہت کم دے گا کام کاج کم کرے گا ماں باپ کی فرمانبرداری کم کرے گا مگر نقصان زیادہ دے گا اس کے ذریعہ چیزیں زیادہ خراب ہوں گی لوگوں سے لڑائی دنگے بہت کرے گا سوتے میں دل اس کا بیدار رہے گا کہ لوگوں کی باتیں سن لیا کرے گا۔ ہر چیز دیکھ لیا کرے گا۔ ۴؎ یعنی جیسے اس لڑکے میں چند حیرتناک

marfat.com

علامات ہوں گی ایسے ہی اس کے ماں باپ میں چند خصوصیات ہوں گی جن علامات سے وہ دوسرے لوگوں سے ممتاز ہوں گے باب لمبا دبلا ناک چونچ کی طرح ماں موٹی لمبے ہاتھ والی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو ہر چیز بتائی بلکہ دکھائی ہے۔۵۔ یعنی ہم کو خبر لگی کہ یہود مدینہ میں ایک بچہ اس شکل و شباہت کا پیدا ہوا ہے جو حضور انور نے ارشاد فرمائی تھی ہم کو اس کے دیکھنے کا شوق ہوا اس لئے ہم اس محلہ میں اس کے گھر گئے ۶۔ ان بزرگوں نے اس بچہ کو دیکھنے سے پہلے اس کے ماں باپ کی تحقیق کی انہیں اسی طرح کا پایا جو حضور انور نے دجال کے ماں باپ کے متعلق خبر دی تھی خیال رہے کہ کافرہ' فاسقہ' بے پردہ آوارہ عورتوں کا دیکھنا حرام نہیں خصوصاً ضرورت کے وقت ان بزرگوں نے اس کی ماں کو تحقیق کے لئے دیکھا طبیب مریضہ کو۔ قاضی شاہدہ کو۔ گواہ مدعیہ کو ضرورۃً دیکھ سکتے ہیں۔ ۷۔ غالباً وہ پیدائشی ایک آنکھ کا کانا ہو گا بعد میں یہ ہی آنکھ سوج گئی ہو گی یا دوسری آنکھ لہٰذا یہ حدیث گزشتہ ایسی حدیث کے خلاف نہیں جس میں ہے کہ ہم نے دیکھا اس کی ایک آنکھ آج سوج گئی۔ ہم نے پوچھا کب سوجی وہ بولا مجھے خبر نہیں۔ ۸۔ چنانچہ اس کے سونے کی حالت میں جو کچھ کہا جاوے وہ سن لیتا ہے جو کوئی آئے اسے دیکھ لیتا ہے۔ پھر خراٹے بھی لیتا ہے۔ خیال رہے کہ دجال کے لئے یہ صفت عیب ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ صفت کمال ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سوتے ہیں سب کچھ دیکھتے سنتے ہیں ان کی حفاظت و ہدایت کے لئے۔ وہ سب کو دیکھتا ہے گمراہ کرنے کے لئے دجال کی گمراہ گری کبھی بند نہیں ہوتی۔ حضور انور کی ہدایت کبھی نہیں رکتی۔ اب بھی حضور ہم سب کو دیکھتے ہم سب کی سنتے ہیں۔ ۹۔ **همهمة** گائے کی ہلکی آواز کو کہتے ہیں یہاں وہ آواز مراد ہے جو سوتے میں نکلتی ہے۔ جس میں انسان کچھ باتیں کرتا ہے اسے اردو میں گنگناہٹ یا لڑبڑانا کہتے ہیں (مرقات) ۱۰۔ اس لئے میں نے سوتے میں ہی تم کو دیکھ بھی لیا اور تمہاری باتیں سن بھی لیں۔

وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ امْرَاَةً مِنَ الْيَهُوْدِ بِالْمَدِيْنَةِ وَلَدَتْ غُلَامًا مَمْسُوْحَةً عَيْنُهُ طَالِعَةً نَابُهُ فَاَشْفَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّكُوْنَ الدَّجَّالَ فَوَجَدَهُ تَحْتَ قَطِيْفَةٍ يُهَمْهِمُ فَاَذِنَتْهُ اُمُّهُ فَقَالَتْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا اَبُو الْقَاسِمِ فَخَرَجَ مِنَ الْقَطِيْفَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَهَا قَاتَلَهَا اللّٰهُ لَوْ تَرَكَتْهُ لَبَيَّنَ فَذَكَرَ مِثْلَ مَعْنٰى حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ائْذَنْ لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَقْتُلَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ يَّكُنْ هُوَ فَلَسْتَ صَاحِبَهُ اِنَّمَا صَاحِبُهُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَاِلَّا يَكُنْ هُوَ فَلَيْسَ لَكَ اَنْ تَقْتُلَ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ الْعَهْدِ فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

(۵۲۶۲) روایت ہے حضرت جابر سے کہ ایک یہود یہ عورت نے مدینہ میں ایک بچہ جنا جس کی ایک آنکھ سپاٹ تھی اس کی ڈاڑھ اگی ہوئی تھی ا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوف کیا کہ یہ ہی دجال ہو گا ۲۔ اسے ایک اکبل کے نیچے پایا گنگنا رہا تھا ۳۔ اس کی ماں نے خبر دیدی بولی اے اللہ کے بندے یہ ابوالقاسم ہیں ۴۔ تو وہ کمبل سے نکل پڑا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا اسے غارت کرے اسے کیا ہوا ۵۔ اگر یہ اسے چھوڑ دیتی تو یہ بیان کر دیتا پھر حضرت ابن عمر کے معنی کی مثل ذکر کیا تب جناب عمر ابن خطاب نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے اجازت دیں کہ میں اسے قتل کر دوں ۶۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ وہ ہی ہے تو اسکے قاتل تم نہیں اس کے قاتل حضرت عیسیٰ ابن مریم ہیں ۷۔ اور اگر یہ وہ نہیں ہے تو تمہیں مناسب نہیں کہ ذمہ والوں میں سے کسی کو قتل کرو ۸۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے

marfat.com

وَسَلَّمَ مُشْفِقًا اَنَّهٗ هُوَ الدَّجَّالُ۔ شَرْحِ السُّنَّة خوف فرماتے رہے کہ یہ دجال ہو۹ (شرح سنہ)

(۵۲۶۲) ۱۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ پیدائشی کانا اور ڈاڑھ والا تھا حدیث پاک کے ظاہری معنی یہ ہی ہیں۔ بعض شارحین نے کہا کہ یہاں ناب جنسی معنی میں ہے مطلب یہ ہے کہ اس کی ساری ڈاڑھیں کیلیں پیدائشی تھیں۔ ۲۔ اس کے متعلق عرض کیا جاچکا ہے کہ یہاں دجال سے مراد چھوٹا دجال ہے اور ممکن ہے کہ بڑا دجال ہی مراد ہو اور یہ پہلے کا واقعہ ہو بعد میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے دجال کی بہت سی نشانیاں بیان فرمائی ہوں۔ ۳۔ اس گنگنانے میں وہ اپنے حالات خصوصی بیان کر رہا تھا کہ میں یہ ہوں میں وہ ہوں وہ سب کچھ ہی کہہ جاتا اگر اسے روکا نہ جاتا۔ ۴۔ یعنی یہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو اپنا گنگنانا چھوڑ ان کا ادب و احترام کر معلوم ہوتا ہے کہ ماں کی نیت بری نہ تھی اور منظور الٰہی یہ تھا کہ ابن صیاد کے حالات پردہ میں ہی رہیں۔ ۵۔ یعنی اسے سوجھ گیا کہ میری خبر ابن صیاد کو دے کر اسے خاموش کر دیا کچھ دیر خاموش رہی ہوتی خیال رہے کہ عربی میں قاتلہ اللہ اظہار غضب کے لئے کہا جاتا ہے اس سے بددعا مقصود نہیں ہوتی رب تعالیٰ فرماتا ہے **قاتلهم الله انى يؤفكون** ۶۔ کیونکہ یہ بڑا فتنہ گر فسادی ہو گا اگرچہ یہ ابھی بے قصور بچہ ہے مگر حضرت خضر نے بھی تو ایک بے قصور بچہ کو اس لئے قتل کیا کہ وہ آگے چل کر فساد پھیلاتا مجھے بھی اس کے قتل کی اجازت دیجئے تاکہ فساد کی جڑ کٹ جائے ۷۔ یعنی اگر یہ وہ ہی بڑا دجال ہے جس کا خروج قریب قیامت ہو گا تو تم اس کے قتل پر قادر نہ ہو گے کہ یہ ارادہ الٰہی کے خلاف ہے۔ ۸۔ یعنی اسلامی قانون سے اس کا قتل جائز نہیں کہ یہ ہے یہودی ذمی اور ذمی کا قتل بغیر بڑے جرم کے جائز نہیں حضرت خضر علیہ السلام بھی اب کسی بے قصور بچے کو قتل نہیں کر سکتے کہ اب وہ بھی اسلامی قوانین کے پابند ہیں یہ دین موسوی نہیں جس سے حضرت خضر یا کوئی شخص الگ ہو۔ ۹۔ اس کے متعلق پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ حضور انور کا یہ خوف اولاً تھا پھر بعد میں تو حضور نے دجال کے ایسے حالات بیان فرمائے جن سے ہم سننے والوں کو یقین ہے کہ وہ دجال ابھی نہیں آیا ادھر تمیم داری کی وہ حدیث کہ انہوں نے ایک کلیسا میں اسے زنجیروں میں جکڑا ہوا دیکھا واضح کرتی ہے کہ ابن صیاد دجال نہیں لہٰذا حضور انور کو بعد میں یقین تھا کہ یہ دجال نہیں ماں باپ کے حالات یکساں ہو سکتے ہیں صفات کے ایک ہونے سے چند موصوف ایک نہیں ہو جاتے لہٰذا اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے علمی یا کم علمی ثابت نہیں ہوتی۔

بَابُ نُزُوْلِ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ — عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ — پہلی فصل

قریب قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر تشریف لائیں گے دین محمدی کے تابع ہوں گے حضور کی شریعت پر عمل کریں گے اور لوگوں سے عمل کرائیں گے جزیہ اور سور کو ختم فرمادیں گے یعنی کسی شخص کو کافر رہ کر جزیہ دینے کا اختیار نہ ہو گا کوئی سور نہ کھا سکے گا سور فنا کر دیئے جائیں گے یہ دونوں حکم آپ منسوخ نہ کریں گے خود حضور انور نے فرمادیا تھا کہ ان کی تشریف آوری پر یہ دونوں حکم منسوخ ہو جائیں گے ان کے ناسخ خود حضور انور کے فرمان ہیں جن کا ظہور اس وقت ہو گا۔

marfat.com

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَيُوْشِكَنَّ اَنْ يَّنْزِلَ فِيْكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيْرَ وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ وَيَفِيْضَ الْمَالُ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهٗ اَحَدٌ حَتّٰى تَكُوْنَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا ثُمَّ يَقُوْلُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ الْاٰيَةَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) (مسلم، بخاری) ۴۔

(۵۲۶۳) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے قریب ہے کہ تم میں ا۔ ابن مریم حاکم، عادل ہو کر اتریں وہ صلیب کو توڑیں گے سوروں کو فنا کر دیں گے ۲۔ جزیہ کو ختم فرما دیں گے مال کو بہا دیں گے حتیٰ کہ اسے کوئی قبول نہ کرے گا حتیٰ کہ ایک سجدہ دنیا اور دنیا کی چیزوں سے بہتر ہو گا ۳۔ پھر جناب ابو ہریرہ فرماتے تھے کہ اگر چاہو تو یہ آیت پڑھو کہ کوئی اہل کتاب سے نہیں مگر وہ ان پر ان کی وفات سے پہلے ایمان لے آوے گا

(۵۲۶۳) ا۔ یعنی تم مسلمانوں میں وہ آئیں گے نہ کہ تم صحابہ میں۔ ۲۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ سوروں کا شکار کرتے رہیں گے بلکہ مطلب یہ ہے کہ کسی شخص کو نہ کافر رہنے کی اجازت ہو گی نہ سور کھانے شراب پینے کی اس وقت کفار کے لئے دو ہی صورتیں ہوں گی یا اسلام یا قتل یہ حضور ہی کا حکم ہے جس کا ظہور اس دن ہو گا۔ ۲۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کی برکت سے دنیاوی مال و تقویٰ بہت ہی ہو جائے گا سارے لوگ متقی پرہیزگار عبادت گزار شب بیدار ہو جائیں گے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے دم قدم سے زمانے بدل جاتے ہیں دل تقویٰ سے بھر جاتے ہیں دلوں پر ان کا اثر پڑتا ہے یہ حضرات لوگوں کے دل رنگ دیتے ہیں۔ لوگ سوچ لیں کہ کیا مرزائے قادیان کے زمانہ میں یہ کام ہوئے وہ تو خود چندہ کرتے ہوئے قبریں فروخت کرتے ہوئے مرا پھر کسی طرح وہ مسیح موعود ہو سکتا ہے رب تعالیٰ اس کے شر سے مسلمانوں کو بچائے ۴۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے یہودی اور عیسائی سارے ہی آپ کو اللہ کا بندہ اللہ کا رسول مان لیں گے اور ابھی تو سب مسلمان ہوئے نہیں معلوم ہوا کہ ابھی عیسیٰ علیہ السلام کی وفات بھی نہیں ہوئی قبل موتہ میں ہ ضمیر عیسیٰ علیہ السلام کی طرف ہے نہ کہ اہل کتاب کی طرف کیونکہ اپنی موت کے وقت کا ایمان قبول نہیں ہوتا۔ لہٰذا اس آیت کے معنی یہ نہیں کہ سارے اہل کتاب اپنی موت سے پہلے حضرت مسیح پر ایمان لے آتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرزائے قادیانی مسیح موعود نہیں وہ تو خود عیسائیوں کی سلطنت میں ان کا غلام بن کر رہا انہیں کی غلامی میں مرا۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَيَنْزِلَنَّ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَادِلًا فَلَيَكْسِرَنَّ الصَّلِيْبَ وَلَيَقْتُلَنَّ الْخِنْزِيْرَ وَلَيَضَعَنَّ الْجِزْيَةَ وَلَتُتْرَكَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا يُسْعٰى عَلَيْهَا وَلَتَذْهَبَنَّ الشَّحْنَاءُ وَالتَّبَاغُضُ وَالتَّحَاسُدُ وَلَيَدْعُوَنَّ اِلَى الْمَالِ فَلَا يَقْبَلُهٗ اَحَدٌ۔

(۵۲۶۴) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کی قسم ابن مریم اتریں گے حاکم عادل ہو کر کہ ا۔ تو صلیب توڑ دیں گے اور سور فنا کر دیں گے جزیہ ختم فرما دیں گے ۲۔ اونٹنیاں آوارہ چھوڑ دی جائیں گی جن پر کام کاج نہ کیا جاوے گا ۳۔ اور کینے، بغض، حسد جاتے رہیں گے ۴۔ وہ مال کی طرف بلائیں گے تو کوئی اسے قبول نہ کرے گا ۵۔ (مسلم) اور

marfat.com

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ) وَفِي رِوَايَةٍ لَهُمَا قَالَ كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ

مسلم بخاری کی روایت میں ہے فرمایا تم کیسے ہوں گے جب تم میں ابن مریم اتریں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہو گا۔

(۵۲۶۴) ۱۔ چونکہ قریب قیامت آپ چوتھے آسمان سے فرش پر آویں گے اسی لئے نزول فرمایا گیا چونکہ آپ بغیر والد کے پیدا ہوئے اسی لئے ابن مریم فرمایا نیز ابن مریم فرما کر یہ بتایا کہ یہ مسیح وہ ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے جو پہلے دنیا میں تشریف لا چکے تھے اس نام کا کوئی اور آدمی نہ ہو گا افسوس ہے کہ مرزا قادیانی کا نام غلام احمد ماں کا نام چراغ بی بی اور وہ آسمان سے اترے نہیں بلکہ ماں کے پیٹ سے جنے گئے مگر پھر بھی کہتے ہیں کہ وہ مسیح موعود میں ہی ہوں بھلا کچھ حد ہے اس ڈھٹائی کی۔ ۲۔ ان تینوں کے معنی پہلے عرض کئے جا چکے ہیں کہ صلیب توڑنے کے معنی یہ ہیں کہ صلیب فنا کر دی جائے گی کسی کو اس کی پرستش کی اجازت نہ ہو گی۔ اسی طرح سور فنا کر دیئے جائیں گے کہ نہ کوئی انہیں کھا سکے گا نہ پال سکے گا۔ مرزائی ان باتوں کا مذاق اڑاتے ہیں کہ کیا عیسیٰ علیہ السلام سوروں کا شکار کھیلتے پھریں گے وغیرہ وغیرہ وہ اس کا مطلب یا سمجھتے نہیں یا دیدہ دانستہ یہ کہتے ہیں۔ ۳۔ اس فرمان عالی کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ اونٹوں کی زکوٰۃ نہ لی جاوے گی کہ مال کی زیادتی کی وجہ سے زکوٰۃ لینے والا کوئی نہ ہو گا۔ یعنی بنا ہے سعایۃ سے جس سے ہے ساعی دوسرے یہ کہ اونٹنیوں پر سواری بار برداری نہ کی جائے گی کیونکہ دوسری سواریاں ان کاموں کے لئے بہت ایجاد ہو چکی ہوں گی۔ خیال رہے کہ ابھی اونٹنیاں معطل نہ ہوئیں ان سے بہت کام لئے جا رہے ہیں لہٰذا مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ میرے زمانہ میں اونٹ بے کار ہو گئے ریل موٹر وغیرہ کی وجہ سے محض غلط ہے آنکھوں دیکھ لو کہ اونٹوں سے صدہا کام لئے جا رہے ہیں لوگوں میں امیری نہیں خود مرزا جی مانگتے رہے یا اونٹوں کو شکاری جانور کا خطرہ نہ رہے گا کوئی ان کی حفاظت نہ کرے گا ۴۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی برکت سے لوگوں کے دلوں سے حسد بغض کینے نکل جائیں گے کیونکہ کسی کے دل میں دنیا کی محبت نہ رہے گی۔ ہر ایک کو دین و ایمان کی لگن لگ جائے گی محبت دنیا ان سب کی جڑ ہے جب جڑ ہی کٹ گئی تو شاخیں کیسے رہیں نیز مختلف دین نہ رہیں گے سب کا دین ایک اسلام ہو گا۔ غرضیکہ نہ دنیاوی جھگڑے رہیں گے نہ دینی اختلافات نہ کسی کو حرص مال ہو گی نہ عزت و جاہ کی خواہش غرض کہ آپ کی برکت سے دلوں کی دنیا بدل جاوے گی۔ ۵۔ یعنی لوگوں کو مال کی نہ ضرورت رہے گی نہ ہوس، کفایت، قناعت دونوں میسر ہوں گی اس لئے مال لینا منظور نہیں کریں گے کہ انہیں رغبت نہ ہو گی۔ ۶۔ اس فرمان عالی کے چند معنی کئے گئے ہیں ایک یہ کہ **واما مکم** میں واو حالیہ ہے مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس حالت میں اتریں گے کہ نماز کی جماعت ہو رہی ہو گی اور مسلمانوں کو ان کا امام نماز پڑھا رہا ہو گا۔ یعنی امام مہدی بعد میں نمازیں عیسیٰ علیہ السلام ہی پڑھایا کریں گے۔ دوسرے یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خلیفۃ المسلمین ہوں گے مگر امامت نماز حضرت مہدی کیا کریں گے جو عرب ہوں گے قرشی ہاشمی مسلمین میں سے ہوں گے۔ تیسرے یہ کہ خود عیسیٰ علیہ السلام ہی تم مسلمانوں میں سے ہوں گے اور امام ہوں گے نماز پڑھایا کریں گے بعض شارحین نے اس تیسرے معنی کو ترجیح دی ہے کیونکہ پہلے دو معنی سے لازم آوے گا کہ عیسیٰ علیہ السلام اس وقت بھی مسلمانوں میں سے نہ ہوں بلکہ ان کا دین اپنا پرانا دین ہو پہلے دو معنی سے معلوم ہو رہا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اور ہوں گے امام کوئی اور ہو گا مگر مرزائے قادیان کہتا ہے کہ میں ہی عیسیٰ ہوں میں ہی امام مہدی میں ہی کرشن میں ہی خدا اور یہ حدیث پیش کرتا ہے یہ حدیث تو اس کے خلاف ہے۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى (۵۲۶۵) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول

marfat.com

اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ طَآئِفَۃٌ مِّنْ اُمَّتِیْ یُقَاتِلُوْنَ عَلَی الْحَقِّ ظَاھِرِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ قَالَ فَیَنْزِلُ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ فَیَقُوْلُ اَمِیْرُھُمْ تَعَالَ صَلِّ لَنَا فَیَقُوْلُ لَا اِنَّ بَعْضَکُمْ عَلٰی بَعْضٍ اُمَرَآءُ تَکْرِمَۃَ اللہِ ھٰذِہِ الْاُمَّۃَ۔ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ وَھٰذَا الْبَابُ خَالٍ عَنِ الْفَصْلِ الثَّانِیْ)

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میری امت کی ایک جماعت حق پر قیامت تک لڑتی رہے گی ا۔ فرمایا تب عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے تو ان کا امیر کہے گا آیئے ہم کو نماز پڑھایئے تو وہ کہیں گے ۲۔ نہیں تم میں سے بعض بعض پر امیر ہیں یہ اللہ کی طرف سے اس امت کے احترام کی وجہ سے ۳۔ (مسلم) اور یہ باب دوسری فصل سے خالی ہے۔

(۵۴۶۵) ا۔ قیامت سے مراد قریب قیامت ہے جب کہ دنیا میں مومن و کافر دونوں ہوں گے قیامت کے قیام کے وقت تو مومن نہ رہیں گے۔ اور طائفہ سے مراد اسلام کے غازی مجاہد اور علماء ربانی' صوفیاء کرام اولیاء عظام ہیں کہ تاقیامت اسلام میں یہ جماعتیں رہیں گی اس سے معلوم ہوا کہ جہاد قیامت تک ہے مگر مرزا قادیانی کہتا ہے کہ میں نے جہاد منسوخ کر دیا ۲۔ امیر سے مراد امام مہدی ہیں جو مسلمانوں کے اس وقت دینی امیر حاکم ہوں گے رضی اللہ عنہ وہ کہیں گے کہ آپ مجھ سے افضل ہیں کہ اپنے وقت کے نبی اور اس وقت کے عالم مجتہد ہیں آپ نماز پڑھایئے۔ ۳۔ یعنی میں نماز پڑھانے نہیں آیا دین اسلام کی دوسری خدمتیں کرنے آیا ہوں امام آپ ہی ہیں اول وقت تو آپ یہ فرمائیں گے بعد میں بہت سی نمازیں بار بار پڑھائیں گے لہٰذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امامت کریں گے (مرقات)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

تیسری فصل

وَعَنْ عَبْدِ اللہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَنْزِلُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ اِلَی الْاَرْضِ فَیَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ وَیَمْکُثُ خَمْسًا وَاَرْبَعِیْنَ سَنَۃً ثُمَّ یَمُوْتُ فَیُدْفَنُ مَعِیَ فِیْ قَبْرِیْ فَاَقُوْمُ اَنَا وَعِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ فِیْ قَبْرٍ وَّاحِدٍ بَیْنَ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ۔ (رَوَاہُ ابْنُ الْجَوْزِیِّ فِیْ کِتَابِ الْوَفَآءِ)

(۵۴۶۶) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمرو سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عیسیٰ ابن مریم زمین کی طرف اتریں گے نکاح کریں گے ان کے اولاد ہوگی ا۔ اور پینتالیس سال قیام کریں گے ۲۔ پھر وفات پائیں گے میرے ساتھ میرے مقبرہ میں دفن کئے جائیں گے ۳۔ تو ہم اور عیسیٰ ابن مریم ابوبکر و عمر کے درمیان ایک مقبرے سے اٹھیں گے (ابن جوزی' کتاب الوفا)

(۵۴۶۶) ا۔ ظاہر یہ ہے کہ آپ نکاح ایک ہی کریں گے اور اولاد ایک سے زیادہ ہوگی تفصیل معلوم نہ ہو سکی۔ ۲۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمین میں ٹھہرنے کے متعلق تین روایتیں ہیں سات سال' چالیس سال' پینتالیس سال ان میں مطابقت اس طرح سے کی جاسکتی ہے کہ آپ تینتیس سال کی عمر میں آسمان پر تشریف لے گئے اور اب قریب قیامت تشریف لا کر بارہ سال زمین میں رہیں گے جن روایات میں پینتالیس سال ہے وہاں یہ مجموعہ پورا اقیام مراد ہے جن میں چالیس ہے وہاں مجموعی دونوں قیاموں کی دہائی

marfat.com

لے لی گئی ہیں اکائی جو مثل کسر کے ہے چھوڑ دی گئی ہے سات سال والی روایت میں آئندہ قیام کا ذکر ہے یا دجال کو فنا کرنے یا جوج ماجوج سے مسلمانوں کو بچانے دنیا میں انتظام قائم کرنے میں صرف ہوں گے اور سات سال مسلمان کے ساتھ خلافت کرنے میں (مرقات) ۳۔ چنانچہ اب روضہ شریف میں تین قبریں ہیں چوتھی قبر کی جگہ خالی ہے وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام دفن ہوں گے لوگوں نے امام حسن کو وہاں دفن کرنا چاہا۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے اجازت دے دی مگر بنی امیہ نے دفن نہ ہونے دیا پھر عبدالرحمٰن ابن عوف کو دفن کرنا چاہا جناب عائشہ صدیقہ نے اجازت دے دی مگر یہ نہ ہو سکا۔ پھر حضرت عائشہ صدیقہ سے لوگوں نے کہا کہ آپ وہاں دفن ہوں کہ یہ گھر آپ ہی کا ہے مگر آپ نے فرمایا نہیں مجھے میری سہیلیوں یعنی دوسری ازواج کے ساتھ دفن کرنا بقیع میں۔ ارادہ الٰہی تھا کہ وہ جگہ خالی رہے (اشعہ) ۲۔ یہاں قبر سے مراد مقبرہ ہے یعنی قیامت کے دن روضہ انور سے ہم چار صالحین اٹھیں گے جن میں دو نبی ہوں گے بیچ میں اور داہنے بائیں صدیق اور عمر فاروق شہید اکبر ہوں گے گویا **من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین** اس آیت کا پورا مظہر اور ان پانچوں کا مجمع یہاں ہو گا حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق بعد انبیاء سب سے افضل اور سب سے بڑھ کر خوش نصیب ہیں۔

بَابُ قُرْبِ السَّاعَةِ وَاِنَّ مَنْ مَّاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهٗ

قیامت کا قریب ہونا اور جو مر گیا تو اس کی قیامت قائم ہو گئی

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

پہلی فصل

قیامت کو ساعت اس لئے کہتے ہیں کہ قیامت کا قیام بھی پل بھر میں اچانک ہو جائے گا حدیث شریف میں قیامت تین معنی میں ارشاد ہوتا ہے قیامت صغریٰ (چھوٹی) یعنی انسان کی اپنی موت قیامت وسطی درمیانی ایک زمانہ کا ختم ہونا جسے قرآن کہتے ہیں قیامت کبریٰ (بڑی) یعنی لوگوں کا سزا جزا کے لئے اٹھنا یہاں پہلی ساعت سے مراد قیامت کبریٰ ہے اور دوسری قیامت سے مراد قیامت صغریٰ ہے قیامت کبریٰ قریب ہونے کے معنی یہ ہیں کہ دنیا کا بہت زمانہ گزر چکا جتنا باقی ہے وہ بہت تھوڑا ہے۔ خیال رہے کہ قیامت کبریٰ کے بہت سے موقعہ ہیں پہلا نفخہ جب سب فنا یا بیہوش ہو جائیں گے۔ دوسرا نفخہ جب سب زندہ یا باہوش ہو جائیں گے پھر اول حال ظہور جلال کا وقت پھر درمیانہ حال جب حساب و کتاب اس کے علاوہ دوسرے کام ہوں گے پھر آخر حال فیصلہ کا وقت ان مختلف اوقات میں مختلف حال ہوں گے۔

عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ قَالَ شُعْبَةُ وَسَمِعْتُ

(۵۲۶۷) روایت ہے حضرت شعبہ سے وہ قتادہ سے وہ جناب انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح بھیجے گئے ہیں۔ شعبہ نے فرمایا کہ میں

marfat.com

قَتَادَةَ يَقُوْلُ فِيْ قَصَصِهٖ كَفَضْلِ اِحْدٰهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَلَا اَدْرِيْ اَذَكَرَهٗ عَنْ اَنَسٍ اَوْ قَالَهٗ قَتَادَةُ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

نے قتادہ کو ان کے وعظوں میں فرماتے سنا ۲۔ کہ جیسے ان دونوں میں سے ایک کی زیادتی دوسری ۳۔ پر مجھے یہ خبر نہیں کہ اسے حضرت انس سے روایت کیا یا قتادہ نے خود کہا (مسلم بخاری)

(۵۲۶۷) ۱۔ ہاتیں سے اشارہ کلمہ کی اور بیچ کی انگلی کی طرف ہے اور اس فرمان عالی کے چند معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ جیسے ان دو انگلیوں کے درمیان میں کوئی انگلی نہیں ایسے ہی میرے اور قیامت کے درمیان کوئی نبی نہیں ہمارا دین قیامت سے ملا ہوا اور قیامت تک ہے یا ہم قیامت سے بہت قریب ہیں کلمہ کی انگلی بیچ کی انگلی سے قریب یا ہم قیامت سے وہاں کے حالات سے خبردار ہیں جیسے قریب والا اپنے قریب والے کے حالات سے خبردار ہوتا ہے یا یہ مطلب ہے کہ بڑی انگلی کا کنارہ کلمہ کی انگلی کے کنارہ سے اوپر ہے مگر ہے قریب ایسے ہی قیامت ہمارے بعد مگر ہے قریب حضور کی تشریف آوری علامات قیامت سے ایک علامت ہے۔ ۲۔ جس تقریر میں احکام شرعی یا رحمت وعذاب کا ذکر ہو اسے وعظ کہتے ہیں اور جس میں یہ چیزیں نہ ہوں بلکہ گزشتہ یا آئندہ کے واقعات وغیرہ ہوں اسے قصہ کہتے ہیں اور مقرر کو قاصی ۳۔ یہ دوسری حدیث ہے اس میں آخری معنی مراد ہیں کہ بڑی انگلی کلمے کی انگلی سے کچھ ہی بڑی ہے ایسے ہی قیامت ہم سے کچھ ہی دور ہے یہ جملہ پہلے جملہ کی شرح نہیں ہے (مرقات)

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَبْلَ اَنْ يَّمُوْتَ بِشَهْرٍ تَسْئَلُوْنِيْ عَنِ السَّاعَةِ وَاِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَاُقْسِمُ بِاللّٰهِ مَا عَلَى الْاَرْضِ مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوْسَةٍ يَّاْتِيْ عَلَيْهَا مِائَةُ سَنَةٍ وَهِيَ حَيَّةٌ يَوْمَئِذٍ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۲۶۸) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی وفات سے ایک ماہ پہلے فرماتے سنا کہ تم مجھ سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہو ۱۔ اس کا علم اللہ کے پاس ہے ۲۔ اور میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ زمین پر ایسی کوئی نفاس سے پیدا ہونے والی ذات نہیں ۳۔ جس پر سو سال گزریں اور وہ اسی دن زندہ ہو ۴۔ (مسلم)

(۵۲۶۸) ۱۔ یعنی تم مجھ سے یہ پوچھتے ہو کہ قیامت کس سنہ کس دن کس مہینے کس تاریخ میں قائم ہوگی یہاں قیامت سے مراد پہلا نفخہ ہے۔ جس میں وہ سب فنا ہو جائیں گے ۲۔ یعنی قیامت کا وقوع اسرار **الٰہیہ** میں سے ہے۔ جس کا علم صرف خدا تعالیٰ کو ہے کسی اندازے تخمینہ' انکل قیاس سے معلوم نہیں ہو سکتی ہاں اللہ تعالیٰ ہی کسی کو بتائے تو وہ قادر ہے حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو قیامت کا علم بھی عطا فرمایا اس لئے حضور انور نے قیامت کی ساری علامتیں بیان فرمادیں قیامت کا دن تاریخ معینہ بتادیا کہ جمعہ کے دن محرم کے مہینہ دسویں تاریخ کو قائم ہوگی ہاں سنہ نہ بتایا کہ یہ صیغہ راز میں رہے اس کی تحقیق ہماری کتاب جاء الحق میں دیکھو بلکہ اللہ تعالیٰ حضور کے توسل سے بعض اولیاء اللہ کو بھی علم قیامت بخشتا ہے اس لئے حضور انور نے یہ نہ فرمایا کہ مجھے اللہ نے قیامت کا علم نہ دیا ہے نہ دے گا۔ ۳۔ نفس معنی زندہ چیز منفوسہ بنا ہے نفاس سے یعنی جو زندہ نفاس والی عورت سے پیدا ہوا ہے۔ وہ آج سے سو برس کے بعد زندہ نہ رہے گا خیال رہے کہ اس فرمان عالی سے مراد ہے کہ جو انسان ظاہری زمین پر موجود ہے وہ سو برس کے اندر وفات پا جائے گا۔ جنات' انسان نہیں حضرت عیسیٰ و ادریس علیہم السلام زمین پر نہیں آسمان یا جنت میں ہیں حضرت خضر زمین پر نہیں رہتے پانی میں رہتے ہیں الیاس علیہ السلام اور اصحاب کہف ظاہری زمین پر نہیں جو سب کو نظر آویں۔ سانپ

marfat.com

گدھ وغیرہ جانور نفس تو ہیں مگر منفوسہ یعنی نفاس والی عورت سے پیدا نہیں لہٰذا یہ سب چیزیں اس فرمان سے علیحدہ ہیں۔ چار نبی زندہ ہیں دو زمین میں حضرت خضر و الیاس کہ خضر پانی میں اور الیاس خشکی میں رہتے ہیں دو آسمان میں حضرت عیسیٰ چوتھے آسمان پر اور ادریس جنت میں علیہم السلام (مرقات، اشعہ) حضور غوث پاک کبھی دوران وعظ فرماتے تھے اے اسرائیل ٹھہریئے ایک محمدی کلام سنتے جانا یعنی حضرت خضر سے فرماتے تھے (اشعہ) ۳۔ یعنی آج کی تاریخ سے سو برس بعد یہ فرق ختم ہو جائے گا اگرچہ بعض صحابہ کی عمریں سو برس سے زیادہ ہوئیں۔ جیسے حضرت سلمان فارسی اور حضرت انس مگر آج کی تاریخ سے سو برس میں سب وفات پا چکیں گے معلوم ہوا کہ حضور انور کو سب کی موت کا علم دیا گیا۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَاْتِیْ مِائَۃُ سَنَۃٍ وَعَلَی الْاَرْضِ نَفْسٌ مَنْفُوْسَۃٌ الْیَوْمَ۔ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

(۵۲۶۹) روایت ہے حضرت ابو سعید سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرماتے ہیں کہ سو برس ایسے نہ گزریں گے کہ زمین پر کوئی جنی ہوئی ذات آج کی جو موجود رہے ۱۔ (مسلم)

(۵۲۶۹) ۱۔ ہم ابھی عرض کر چکے کہ منفوسہ سے مراد انسانی ذات ہے کہ نفاس والی عورتوں سے انسان ہی پیدا ہوتا ہے اور علی الارض فرما کر اصحاب کہف حضرت خضر و الیاس علیہم السلام کو مستثنیٰ فرمادیا کہ وہ اگرچہ زمین میں ہیں مگر زمین پر نہیں یعنی لوگوں پر ظاہر نہیں اور حضرت عیسیٰ و ادریس علیہم السلام نہ زمین میں ہیں نہ زمین پر وہ تو آسمان پر ہیں لہٰذا حدیث بالکل واضح ہے۔

وَعَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاَعْرَابِ یَاْتُوْنَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَسْئَلُوْنَہٗ عَنِ السَّاعَۃِ فَکَانَ یَنْظُرُ اِلٰی اَصْغَرِھِمْ فَیَقُوْلُ اِنْ یَّعِشْ ھٰذَا لَا یُدْرِکْہُ الْھَرَمُ حَتّٰی تَقُوْمَ عَلَیْکُمْ سَاعَتُکُمْ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

(۵۲۷۰) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ دیہاتی لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تھے تو آپ سے قیامت کے متعلق پوچھتے تھے ۱۔ تو آپ ان میں سے سب سے چھوٹے کی طرف نظر فرماتے تھے کہ اگر یہ زندہ رہا تو اسے بڑھاپا نہ آئے گا حتیٰ کہ تم پر تمہاری قیامت قائم ہو جاوے گی ۲۔ (مسلم بخاری)

(۵۲۷۰) ۱۔ وہ لوگ ساعت سے قیامت کبریٰ یعنی حشر و نشر کا دن مراد لیتے تھے پوچھتے تھے کہ اب سے کتنے عرصہ بعد قیامت کبریٰ قائم ہوگی۔ حضور انور جواب میں یہ نہ فرماتے تھے کہ تم مشرک ہو گئے کہ تم نے قیامت کا سوال مجھ سے کیا یہ تو اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے کسی اور کو اس کا علم ماننا شرک ہے کفر ہے بلکہ احسن طریقہ سے اس سوال کا جواب دیتے تھے ۲۔ یہاں ساعت سے مراد قیامت صغریٰ یعنی ہر ایک کی اپنی موت ہے یا قیامت وسطیٰ یعنی اس قرن کا ختم ہو جانا یہ جواب حکیمانہ ہے کہ تم بڑی قیامت کی فکر کیوں کرتے ہو تم اپنی قیامت کی فکر کرو یعنی موت کی وہ بہت قریب ہے اسی بچہ کے بڑھاپے سے پہلے تم سب مر جاؤ گے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

دوسری فصل

وَعَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ فِیْ نَفَسِ السَّاعَۃِ فَسَبَقْتُھَا کَمَا سَبَقَتْ ھٰذِہٖ مِنْ

(۵۲۷۱) روایت ہے حضرت مستورد ابن شداد سے ۱۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا میں قیامت کے اندر بھیجا گیا ہوں ۲۔ تو میں قیامت سے اس طرح پہلے ہوں جیسے یہ انگلی اس سے اور

marfat.com

هٰذِهٖ وَاَشَارَ بِاِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى اپنی دو انگلیوں کلمہ کی اور بیچ کی طرف اشارہ کیا ۳۔ (ترمذی)

(۵۲۷۱) ۱۔ آپ بہت کمسن صحابی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت چھوٹے بچے تھے مگر آپ سے بہت احادیث مروی ہیں اولاً کوفہ میں پھر مصر میں رہے۔ ۲۔ یعنی میری بعثت اس وقت ہوئی ہے جب علامات قیامت شروع ہو چکی ہیں بعض شارحین نے فرمایا کہ نفس سے مراد ابتداء ہے جب کہ اس کی نشانیاں ظاہر ہونے لگی ہیں اسی سے ہے **والصبح اذا تنفس** بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری علامت قیامت ہے۔ ۳۔ اس جملہ کی شرح ابھی گزر گئی اس میں اشارۃً فرمایا کہ ہم قیامت کے پڑوسی ہیں جیسے ایک پڑوسی دوسرے پڑوسی سے بے خبر نہیں ہوتا ایسے ہی ہم قیامت سے بے خبر نہیں اور جیسے بیچ کی انگلی کچھ ہی بڑی ہے پہلی انگلی سے یونہی قیامت کچھ ہی دور ہے ہم سے ہماری آمد ہو چکی اب قیامت ہی کا انتظار کرو۔

وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّیْ لَاَرْجُوْ اَنْ لَّا تَعْجِزَ اُمَّتِیْ عِنْدَ رَبِّهَا اَنْ يُّؤَخِّرَهُمْ نِصْفَ يَوْمٍ قِيْلَ لِسَعْدٍ وَكَمْ نِصْفُ يَوْمٍ قَالَ خَمْسُ مِائَةِ سَنَةٍ۔ (رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ)

(۵۲۷۲) روایت ہے حضرت سعد ابن ابی وقاص سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرماتے ہیں کہ میں امید کرتا ہوں کہ میری امت اپنے رب کے نزدیک اس سے عاجز نہیں ہوگی انہیں آدھے دن کی مہلت دے ۱۔ سعد سے کہا گیا کہ آدھا دن کتنا فرمایا پانچ سو سال ۲۔ (ابوداؤد)

(۵۲۷۲) ۱۔ اس فرمان کے بہت مطلب بیان کئے گئے ہیں ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ پانچ سو سال تک میری امت کو اعمال کرنے کی مہلت ضرور دے گا کہ اس سے پہلے قیامت نہ آوے گی اس سے زیادہ مہلت دیدے تو اس کی مہربانی ہے الحمدللہ یہ خبر بالکل درست ہوئی اب قریباً چودہ سو برس گزر چکے اور ابھی قیامت نہیں آئی دوسرے یہ کہ پانچ سو سال تک میری امت بڑے فتنوں بڑی آفتوں سے محفوظ رہے گی پھر بڑے بڑے فتنے آفتیں نمودار ہوں گی (مرقات، اشعہ) ۲۔ یعنی اس فرمان عالی میں دن سے مراد اللہ کا دن ہے اور اللہ کے دن کے متعلق رب فرماتے ہیں **ان یوما عند ربک کالف سنة مما تعدون** شیخ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے ایک ہزار سال کے بعد جو پانچ سو سال ہوں گے یہ امت اس سے آگے نہ بڑھے۔ قیامت اس دوران میں آجائے گی۔ اب پونے چودہ سو برس ہوئے ڈیڑھ سو سال باقی ہیں۔ (اشعہ) ایک روایت میں ہے انسانی دنیا کی عمر ساڑھے سات ہزار سال ہے حضور انور کی ولادت پاک حضرت آدم سے ساڑھے چھ ہزار سال بعد ہے۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ پانچ سو سال تک اسلامی نظام نہ بگڑنے پائے گا اس مدت کے بعد اس میں خلل پیدا ہو گا۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

تیسری فصل

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ هٰذِهِ الدُّنْيَا مَثَلُ ثَوْبٍ شُقَّ مِنْ اَوَّلِهٖ اِلٰى اٰخِرِهٖ فَبَقِیَ مُتَعَلِّقًا بِخَيْطٍ فِیْ اٰخِرِهٖ فَيُوْشِكُ ذٰلِكَ

(۵۲۷۳) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اس دنیا کی مثال اس کپڑے کی ہے جو اول سے آخر تک کاٹ دیا گیا پھر وہ آخر میں ایک دھاگے سے ہلکا رہ

marfat.com

الْخَيْطُ اَنْ يَّنْقَطِعَ۔ اَلْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ گیا قریب ہے کہ یہ دھاگہ ٹوٹ جاوے ا۔ (بیہقی شعب الایمان)

(۵۲۷۳) ا۔ یہ تشبیہ نہایت ہی بلیغ ہے جس میں بتایا گیا ہے دنیا اب قریب الختم ہے مگر یہ قرب رب تعالیٰ کے علم کے لحاظ سے ہے نہ کہ ہمارے حساب سے وہاں کا ایک دھاگہ بھی بہت دراز ہوتا ہے اس لئے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ قریباً اس فرمان کو چودہ سو برس ہو چکے اب تک وہ دھاگہ ٹوٹا ہی نہیں خیال رہے کہ آدم علیہ السلام تو آخری مخلوق ہیں اور انسان ان کی اولاد۔ دنیا آپ سے کروڑوں بلکہ اربوں سال پہلے پیدا ہو چکی تھی فرشتے آسمان زمین چاند ستارے سورج پھر زمین کے جانور وغیرہ سب پہلے ہی پیدا ہو چکے تھے اور قیامت میں یہ ساری مخلوق فنا کردی جاوے گی یا بیہوش اور قیامت حضرت آدم علیہ السلام کے بعد ساڑھے سات ہزار سال بعد قائم ہوگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم آدم علیہ السلام سے چھ ہزار سال سے بھی زیادہ عرصہ کے بعد پیدا ہوئے تو ظاہر ہے کہ اس فرمان عالی کے وقت دنیا دھاگے میں لگی رہ گئی تھی اب تو اس فرمان عالی کو بھی پونے چودہ سو سال گزرے اب تو قیامت بہت ہی قریب ہے رب تعالیٰ اس کا خوف نصیب کرے۔

بَابُ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا عَلٰى شِرَارِ النَّاسِ

قیامت قائم نہ ہوگی مگر یہ بدترین لوگوں پر

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

پہلی فصل

بدترین سے مراد کفار اور بدکار ہیں یعنی مومنین، صالحین قیامت سے پہلے ہی مرچکے ہوں گے جیسا کہ پہلے گزر چکا نیکوں کا وجود دنیا کا تعویذ ہے جب تک یہ لوگ ہیں قیامت نہیں آسکتی۔

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى لَا يُقَالَ فِي الْاَرْضِ اَللّٰهُ اَللّٰهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ عَلٰى اَحَدٍ يَقُوْلُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ

(۵۲۷۴) روایت ہے حضرت انس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت حتیٰ کہ زمین میں اللہ اللہ نہ کہا جاوے گا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اس شخص پر قیامت نہ قائم ہوگی جو اللہ اللہ کہتا ہو ۲۔ (مسلم)

(۵۲۷۴) ا۔ اللہ اللہ کی تکرار تاکید کے لئے ہے یعنی اس وقت کوئی ایسا آدمی نہ رہے گا جو اللہ کا نام لے اس وقت سارے انسان بت پرست کفار ہوں گے معلوم ہوا کہ عالم کا بقا علماء و عاملین اور صالحین کی برکت سے ہے معلوم ہوا کہ علماء صالحین کی برکت جن، فرشتے، حیوانات، جمادات، نباتات سب کو پہنچتی ہے کہ ان کی وجہ سے یہ تمام قیامت کی وحشت سے امن میں ہیں (مرقات) اس لئے حدیث شریف میں آیا ہے علماء کی بقاء کے لئے پانی میں مچھلیاں دعا کرتی ہیں۔ ۲۔ یہاں احد سے مراد انسان ہیں ورنہ فرشتے تو اس وقت بھی اللہ اللہ کرتے ہوں گے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ

(۵۲۷۵) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود سے فرماتے

marfat.com

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا عَلٰى شِرَارِ الْخَلْقِ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت قائم نہ ہوگی مگر بدترین مخلوق پر۔ (مسلم)

(۵۲۷۵) ۱۔ شرار سے مراد عقاید، اعمال، اخلاق میں بدترین، خلق سے مراد صرف انسان ہیں یعنی جن انسانوں پر قیامت قائم ہوگی وہ سارے کافر، بے حیا، بدکار، بے شرم ہوں گے نیکی کا نام بھی نہ لیں گے فرشتے اس وقت ہوں گے جو اللہ اللہ کرتے ہوں گے لہٰذا اس حدیث پر کوئی اعتراض نہیں گناہ انسان یا جنات ہی کرتے ہیں دوسری مخلوق نہیں کرتی۔

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَضْطَرِبَ اَلْيَاتُ نِسَآءِ دَوْسٍ حَوْلَ ذِي الْخَلَصَةِ وَذُو الْخَلَصَةِ طَاغِيَةُ دَوْسٍ الَّتِيْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۲۷۶) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ دوس کی عورتوں کے چوتڑ ذی الخلصہ کے اردگرد ہلتے ہوں گے ۱۔ اور ذوالخلصہ دوس کا وہ بت ہے جس کی وہ زمانہ جاہلیت میں پوجا کرتے تھے ۲۔ (مسلم، بخاری)

(۵۲۷۶) ۱۔ دوس یمن کے ایک قبیلہ کا نام ہے اس ہی قبیلہ کے حضرت ابو ہریرہ تھے دوسی کفار نے کعبہ معظمہ کے مقابلہ میں ایک بت خانہ بنایا تھا۔ جس میں ایک بت تھا خلصہ نام اس لئے اس گھر کو کعبہ یمانیہ بھی کہتے تھے اور ذوالخلصہ بھی اس ذوالخلصہ کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جریر ابن عبداللہ اور دیگر غازی صحابہ کرام کے ذریعہ آگ سے جلوا کر فنا کروا دیا تھا۔ یہاں ارشاد ہو رہا ہے کہ قریب قیامت دوس کے کفار پھر اس بت خانہ کو آباد کریں گے اور وہاں کے لوگ اس کا طواف کریں گے عورتوں کے چوتڑ ہلنے سے مراد ہے کہ ان کی عورتیں تک اس بت خانہ کے اردگرد طواف کعبہ کی طرح چکر لگائیں گی۔ حالانکہ مردوں کے مقابلہ میں عورتیں دین پر بہت پختہ ہوتی ہیں۔ اس وقت وہ بھی بہک جائیں گی۔ ۲۔ خلصہ بت کا نام تھا اور ذوالخلصہ بتخانہ کا نام یعنی خلصہ والا گھر، یہ تفسیر یا تو حضرت ابو ہریرہ کی ہے یا کسی اور راوی کی۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَذْهَبُ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ حَتّٰى يُعْبَدَ اللَّاتُ وَالْعُزّٰى فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُ لَاَظُنُّ حِيْنَ اَنْزَلَ اللّٰهُ هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ اَنْ ذٰلِكَ تَامًّا قَالَ اِنَّهٗ سَيَكُوْنُ مِنْ ذٰلِكَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ رِيْحًا طَيِّبَةً فَتَوَفّٰى كُلَّ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِّنْ خَيْرٍ اَوْ اِيْمَانٍ فَيَبْقٰى مَنْ لَا خَيْرَ فِيْهِ فَيَرْجِعُوْنَ اِلٰى دِيْنِ اٰبَآئِهِمْ۔

(۵۲۷۷) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ رات و دن ختم نہ ہوں گے حتی کہ لات و عزیٰ کی پرستش کی جانے لگے ۱۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں گمان کرتا تھا کہ جب یہ آیت کریمہ اتری کہ وہ اللہ وہ ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور حق دین کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے تمام دینوں پر غالب کرے اگرچہ مشرکین ناپسند کریں کہ یہ لازوال ہے ۲۔ فرمایا کہ جس قدر اللہ چاہے گا تب تک رہے گا ۳۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا تو ہر وہ شخص وفات دے دیا جاوے گا ۴۔ جس کے دل میں رائی برابر ایمان ہے تو وہ باقی رہ جائیں گے جن میں بھلائی نہیں وہ اپنے باپ دادوں کے دین کی طرف لوٹ

marfat.com

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

جائیں گے ۵۔ (مسلم)

(۵۲۷۷) ۱۔ لات بنا ہے لت سے ۔ بمعنی ستو گوندھنا لات ایک شخص تھا جو حاجیوں کے لئے ستو گھولا اور گوندھا کرتا تھا۔ اس کے مرے بعد قبیلہ ثقیف نے ایک بت رکھ لیا۔ عزیٰ قبیلہ غطفان کا بت تھا یہ دونوں پہلے کعبہ معظمہ میں تھے۔ قریب قیامت جب کعبہ معظمہ ڈھا دیا گیا ہوگا مکہ کے لوگ مشرک ہو کر پھر لات و عزیٰ بت بنا کر اسے پوجنے لگیں گے خیال رہے کہ جب تک دنیا میں اسلام، قرآن کعبہ معظمہ ہے تب تک حجاز مقدس میں بت پرستی ہرگز نہیں ہو سکتی جب روئے زمین سے یہ چیزیں اٹھ جائیں گی تب حجاز میں بھی مشرکین اور بت پرستی ہوگی۔ لہٰذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ شیطان حجاز والوں سے شرک نہیں کرا سکتا۔ کیونکہ قریب قیامت تو روئے زمین پر کہیں ایک مسلمان نہ ہوگا تو حجاز میں مومن کہاں سے آئیں گے۔ ۳۔ یعنی میں نے **لیظھرہ** کے معنی یہ سمجھے تھے کہ اب دنیا سے اسلام کبھی بھی ختم نہ ہوگا مگر حضور والا کے فرمان عالی سے معلوم ہو رہا ہے کہ قریب قیامت اسلام بھی ختم ہو جاوے گا میرا یہ خیال درست نہ نکلا مجھے اس پر تعجب ہے ۳۔ سبحان اللہ کیسا پیارا محققانہ جواب ہے یعنی اسلام دین تام بھی ہے غالب بھی مگر اسی غلبہ کی ایک حد ہے جس پر پہنچ کر ختم کر دیا جاوے گا سورج یقیناً منور ہے مگر بعد غروب سورج کالا نہیں ہو جاتا بلکہ زمین اس کا فیض لینے سے محروم ہو جاتی ہے نقصان سورج میں نہیں آیا زمین کے فیض لینے میں آیا لہٰذا اسلام تام ہی ہے۔ ۴۔ جب اس طیب ہوا سے تمام روئے زمین کے مسلمان وفات پا جائیں گے تو حجاز مقدس میں مسلمان کیسے رہ سکتے ہیں وہاں بھی مشرکین ہی رہ جائیں گے۔ خیال رہے کہ رائی بھر ایمان سے یہ بتایا کہ فاسق سے فاسق مسلمان جس نے کبھی کوئی نیکی نہ کی ہو صرف عقائد کا درست ہو وہ بھی وفات پا جاوے گا نیک و صالحین کا تو ذکر ہی کیا ۵۔ اس فرمان عالی کا مطلب یہ ہے کہ جو عند اللہ مومن ہے جن کا خاتمہ ایمان پر ہونے والا ہے وہ تو اس ہوا سے وفات پا جائیں گے اور جو دنیا میں کلمہ گو تھے مگر اللہ کے علم میں کافر مرنے والے تھے وہ مرتد ہو کر باپ دادوں کا دین اختیار کر لیں گے یعنی مرتد ہو جائیں گے لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ جب سارے مسلمان فوت ہو گئے تو مرتد کون ہوا۔ لطیفہ مولوی اسماعیل صاحب دہلوی نے تقویۃ الایمان میں لکھا کہ وہ ہوا چل چکی اور سارے مسلمان مشرک ہو چکے جس سے لازم آیا کہ مولوی اسماعیل اور ان کی ذریت بھی مرتد مشرک ہو چکے کیونکہ وہ بھی زمین پر ہی رہتے تھے وہ کیسے مسلمان رہ گئے۔ مسلمانوں کو مشرک بنانے کا شوق میں اپنے اور اپنوں پر بھی ہاتھ صاف کر گئے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فَيَمْكُثُ اَرْبَعِيْنَ لَا اَدْرِيْ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا اَوْ شَهْرًا اَوْ عَامًا فَيَبْعَثُ اللّٰهُ عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ كَاَنَّهٗ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ فَيَطْلُبُهٗ فَيُهْلِكُهٗ ثُمَّ يَمْكُثُ فِي النَّاسِ سَبْعَ سِنِيْنَ لَيْسَ بَيْنَ اثْنَيْنِ عَدَاوَةٌ ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ رِيْحًا بَارِدَةً مِّنْ قِبَلِ الشَّامِ فَلَا يَبْقٰى عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ اَحَدٌ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ خَيْرٍ

(۵۲۷۸) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمرو سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال نکلے گا تو چالیس تک پھرے گا میں نہیں جانتا کہ چالیس دن یا مہینے یا سال ۱۔ پھر اللہ تعالیٰ عیسیٰ ابن مریم کو بھیجے گا گویا وہ عروہ ابن مسعود ہیں ۲۔ آپ اسے تلاش کریں گے ہلاک کر دیں گے پھر آپ لوگوں میں سات سال ٹھہریں گے ۳۔ کہ دو شخصوں کے درمیان دشمنی نہ ہوگی ۴۔ پھر اللہ ایک ٹھنڈی ہوا شام کی طرف سے بھیجے گا ۵۔ تو روئے زمین پر کوئی نہ رہے گا جس کے دل میں ذرہ برابر بھلائی یا ایمان ہو مگر وہ ہوا

marfat.com

اَوْ اِیْمَانٍ اِلَّا قَبَضَتْهُ حَتّٰی لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ دَخَلَ فِیْ كَبِدِ جَبَلٍ لَدَخَلَتْهُ عَلَیْهِ حَتّٰی تَقْبِضَهٗ قَالَ فَیَبْقٰی شِرَارُ النَّاسِ فِیْ خِفَّةِ الطَّیْرِ وَ اَحْلَامِ السِّبَاعِ لَا یَعْرِفُوْنَ مَعْرُوْفًا وَلَا یُنْكِرُوْنَ مُنْكَرًا فَیَتَمَثَّلُ لَهُمُ الشَّیْطَانُ فَیَقُوْلُ اَلَا تَسْتَجِیْبُوْنَ فَیَقُوْلُوْنَ فَمَا تَاْمُرُنَا فَیَاْمُرُهُمْ بِعِبَادَةِ الْاَوْثَانِ وَهُمْ فِیْ ذٰلِكَ دَارٌ رِزْقُهُمْ حَسَنٌ عَیْشُهُمْ ثُمَّ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ فَلَا یَسْمَعُهٗ اَحَدٌ اِلَّا اَصْغٰی لِیْتًا وَرَفَعَ لِیْتًا قَالَ وَاَوَّلُ مَنْ یَّسْمَعُهٗ رَجُلٌ یَّلُوْطُ حَوْضَ اِبِلِهٖ فَیَصْعَقُ وَیَصْعَقُ النَّاسُ ثُمَّ یُرْسِلُ اللّٰهُ مَطَرًا كَاَنَّهُ الطَّلُّ فَتَنْبُتُ مِنْهُ اَجْسَادُ النَّاسِ ثُمَّ یُنْفَخُ فِیْهِ اُخْرٰی فَاِذَا هُمْ قِیَامٌ یَّنْظُرُوْنَ ثُمَّ یُقَالُ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ هَلُمُّوْۤا اِلٰی رَبِّكُمْ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَسْئُوْلُوْنَ ثُمَّ یُقَالُ اَخْرِجُوْا بَعْثَ النَّارِ فَیُقَالُ مِنْ كَمْ كَمْ فَیُقَالُ مِنْ كُلِّ اَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعِیْنَ قَالَ ذٰلِكَ یَوْمٌ یَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِیْبًا وَّذٰلِكَ یَوْمٌ یُّكْشَفُ عَنْ سَاقٍ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَذُكِرَ حَدِیْثُ مُعَاوِیَةَ لَا تَنْقَطِعُ الْهِجْرَةُ فِیْ بَابِ التَّوْبَةِ)

اسے وفات دے دی گی حتیٰ کہ اگر تم میں سے کوئی وسط پہاڑ میں داخل ہو جائے تو وہ اس تک داخل ہو گی کہ اسے وفات دیدے گی ۶۔ فرمایا پھر بدترین لوگ ہی رہ جائیں گے چڑیوں کی طرح ہلکے درندوں کی سی والے ۷۔ نہ کسی اچھی بات کو جانیں گے نہ کسی برائی کو برا جانیں گے ۸۔ ان کے پاس شیطان انسانی شکل اختیار کر کے آوے گا کہے گا تم شرم کیوں نہیں کرتے ۹۔ وہ کہیں گے تو ہمیں کیا حکم دیتا ہے وہ انہیں بت پرستی کا حکم دے گا ۱۰۔ وہ اس حال میں ہوں گے ان کا رزق بہتا ہو گا ان کا عیش خوب ہو گا ۱۱۔ پھر صور پھونکا جاوے گا تو اسے کوئی نہیں سنے گا مگر گردن کبھی جھکائے گا اور کبھی اٹھائے گا ۱۲۔ فرمایا پہلے جو شخص سنے گا وہ شخص ہو گا جو اپنے اونٹ کا حوض پیتا ہو گا ۱۳۔ پھر لوگ بیہوش ہو جائیں گے ۱۴۔ پھر اللہ شبنم کی طرح بارش بھیجے گا تو اس سے لوگوں کے جسم اگیں گے ۱۵۔ پھر صور میں دوبارہ پھونکا جاوے گا تو اچانک سب لوگ کھڑے دیکھتے ہوں گے ۱۶۔ پھر کہا جاوے گا اے لوگو اپنے رب کی طرف چلو انہیں ٹھہراؤ ان سے پوچھ گچھ کی جاوے گی ۱۷۔ پھر کہا جاوے گا کہ آگ کی رسد نکالو تو کہا جاوے گا کتنی سے کتنی تو فرمایا جاوے گا ہر ہزار سے نو سو ننانوے ۱۸۔ فرمایا کہ وہ وقت ہو گا جو بچوں کو بڑھا کر دے گا اور یہ وہ دن ہو گا جب پنڈلی کھولی جاوے گی ۱۹۔ (مسلم) اور جناب معاویہ کی حدیث **لا تنقطع الهجرة** توبہ کے باب میں ذکر کر دی گئی ۲۰۔

(۵۲۷۸) ۱۔ یہ شک ان راوی کو ہے کہ حضور انور نے کیا فرمایا کہ چالیس دن فرمائے یا چالیس ماہ یا سال ورنہ حضور انور نے چالیس دن فرمایا ایک دن ایک سال کی برابر وغیرہ ۲۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت عروہ ابن مسعود کے ہم شکل ہوں گے عروہ ابن مسعود سیدنا عبداللہ ابن مسعود کے بھائی ہیں بعض شارحین نے فرمایا کہ یہ عروہ ابن مسعود ثقفی ہیں جو صلح حدیبیہ کے دن کفار کی طرف سے حضور انور کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے پھر ۹ھ میں غزوہ طائف کے بعد یہ اسلام لائے پھر اپنی قوم کو دعوت اسلام دی جس پر قوم نے انہیں قتل کر دیا یہ عبداللہ ابن مسعود کے بھائی نہیں کہ وہ تو عبداللہ ابن مسعود ابن غافل ہذلی ہیں یہ ہی صحیح ہے۔ (مرقات) ۳۔ اس کی تحقیق پہلے کی جا چکی ہے کہ بعض روایات میں ہے چالیس سال بعض میں ہے سات سال والی روایت

marfat.com

میں آپ کا پہلا قیام جو ۳۳ سال تھا اور سات سال یہ قیام بعد نزول والا ملا کر مراد ہے اور بھی زیادہ کی روایات ہیں۔ ۴۔ یعنی ان سات سال میں تمام دنیا میں اسلام ہی ہوگا سب مسلمان متقی ہوں گے سب کے سینے کینہ سے پاک و صاف ہوں گے ۵۔ حضرت عیسیٰ کے پردہ فرمانے کے بعد کچھ عرصہ تو یہ ہی خیر و برکت رہے گی پھر انسان کافر بھی ہونے لگیں گے حتیٰ کہ کچھ عرصہ بعد دنیا میں کفار بھی بہت ہو جائیں گے لہٰذا حدیث شریف واضح ہے اس پر یہ اعتراض نہیں کہ جب سارے انسان مسلمان ہو چکے تھے تو اس ہوا کے چلنے پر کافر کہاں سے آئے جو زندہ رہے۔ ۶۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس ہوا سے کوئی مسلمان کسی طرح بچے گا نہیں جہاں بھی ہوگا وفات پا جائے گا یہ موت اللہ تعالیٰ کی بڑی رحمت ہوگی کہ بدترین لوگوں میں مسلمان نہ رہیں گے ہم کو اس دعا کی تعلیم دی گئی ہے۔ **وتوفنا مع الابرار** ۷۔ یعنی وہ لوگ بالکل بے عقل ہوں گے اور سخت خونخوار چڑیا ہر کام میں جلدی کرتی ہے ایسے ہی وہ ہر برائی بغیر سوچے سمجھے جلدی کریں گے گویا گناہ پر اڑ کر پہنچیں گے اور بے رحمی، غصہ، وحشت، بربریت طیش میں خونخوار درندوں کی طرح ہوں گے بغیر سوچے سمجھے ایک دوسرے کو بات بات پر قتل و غارت کریں گے ۸۔ بلکہ برعکس اچھائیوں کو برا سمجھیں گے اور برائیوں کو اچھا سمجھیں گے عقل و علم سے خالی ہوں گے اور ساتھ ہی بڑے مالدار ہوں گے جب مال ہو مگر عقل، دین، علم نہ ہو تو مال زہر ہے مال سانپ ہے جس کا تریاق دین ہے ۹۔ شیطان کا انسان کے دل میں وسوسہ ڈالنا اس کا ادنیٰ فریب ہے مگر شکل انسانی میں آکر بہکانا اس کا بڑا ہی سخت فریب ہے جس سے بچنا مشکل ہے اس لئے قرآن مجید میں انسان شیطان کو جن شیطان سے سخت تر فرمایا کہ شیاطین الانس والجن (مرقاۃ) وہ کہے گا کہ تم خدا رسی کا ذریعہ کیوں اختیار نہیں کرتے اللہ کی راہ سے کیوں بہکے ہوئے ہو۔ ۱۰۔ یعنی تم لوگ بت پرسی کرو خدا رسی کے لئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ اولاً کسی چیز کی عبادت نہ کرتے ہوں گے نہ خدا تعالیٰ کی نہ بتوں کی جانوروں کی طرح یوں ہی زندگی گزارتے ہوں گے شیطان انہیں برے راستہ پر لگا دے گا ۱۱۔ یعنی ان پر بڑا عذاب یہ ہوگا کہ اس بے علمی بے عقلی بے دینی کے ساتھ ان کے پاس مال دولت رزق بہت ہی وسیع ہوگا کہ اس سے ان پر گناہوں کے دروازے کھل جائیں گے۔ ۱۲۔ لیت لام کے کسرہ سے گردن کی ایک طرف ایک حصہ کو کہتے ہیں یعنی وہ گھبراہٹ میں کبھی گردن کی داہنی کروٹ اونچی کرے گا بائیں نیچی کبھی اس کے برعکس اس کی یہ حرکت انتہائی گھبراہٹ میں ہوگی کہ کبھی وہ صور کی آواز داہنے کان سے سنے گا کبھی بائیں سے۔ ۱۳۔ صور کی آواز اولاً نہایت ہلکی اور باریک ہوگی جسے سوا اس شخص کے کوئی نہ سنے گا پھر آہستہ آہستہ تیز ہوتی جائے گی ۱۴۔ پہلے بیہوش ہوں گے پھر فنا یا بے ہوشی سے مراد ہلاکت ہے اشعۃ اللمعات نے یہ ہی معنی کئے ۱۵۔ یہ واقعہ پہلے نفخہ سے چالیس سال بعد ہوگا اس دوران میں ان مردوں کے جسم گل چکے ہوں گے اس بارش سے لوگوں کے جسم ایسے اگیں گے جیسے کھیت میں سبزہ اگتا ہے۔ ۱۶۔ اس فرمان عالی سے معلوم ہوا کہ جسموں کی پایدگی تو اس ہلکی بارش سے ہوگی اور سب کا زندہ ہونا صور کی آواز سے ہوگا۔ ۱۷۔ پہلا خطاب زندہ ہونے والے لوگوں سے تھا کہ اے زندہ ہونے والو یہاں سے میدان حشر کی طرف یعنی شام کی زمین کی طرف چلو جب یہ لوگ وہاں پہنچ جائیں گے تب فرشتوں سے کہا جائے گا کہ انہیں یہاں کھڑا کرو یہاں ہی ان کا حساب ہوگا اس فرمان عالی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ فرشتوں کی نگرانی میں محشر تک جائیں گے اور انہیں فرشتے وہاں کھڑا کریں گے۔ ۱۸۔ یہ سوال جواب رب تعالیٰ اور ان فرشتوں کے درمیان ہوگا یعنی اے فرشتو! تمام لوگوں میں سے آگ کے مستحقین کو الگ کرو تب وہ یہ سوال کریں گے کہ آگ کا حصہ کتنا ہے فرمایا جائے گا ہزار میں سے نو سو ننانوے اس فرمان عالی کی دو شرحیں ہیں ایک یہ کہ نو سو ننانوے میں کفار گناہ گار جو بھی دوزخ کے لائق ہیں سب ہوں گے پھر سارے گنہگار حضور کی شفاعت

marfat.com

سے بخش دیئے جائیں گے بعض تو یہاں ہی اور بعض دوزخ میں سزا پاکر صرف کفار وہاں رہیں گے دوسری شرح یہ ہے کہ محشر کی اس جماعت میں یاجوج و ماجوج بھی ہوں گے ان کی تعداد کا یہ حال ہے کہ یہاں بیرونی زمین کے انسان ان کے مقابلے میں فی ہزار ایک ہیں۔ (اشعۃ اللمعات) بہرحال یہ خطاب بہت ہی ہولناک ہوگا۔ ۱۹۔ یعنی اس دن کی وحشت و دہشت کا یہ حال ہوگا کہ اگر اس دن بچے ہوتے تو بڈھے ہو جاتے غم و اندوہ کی وجہ سے۔ پنڈلی کھلنے سے مراد ہے سخت پریشان ہونا یعنی لوگوں کو اس وقت انتہائی پریشانی ہوگی مرقات نے فرمایا کہ جب حاملہ اونٹنی کے پیٹ میں بچہ مرجاتا ہے تو آدمی ہاتھ ڈال کر اسے نکالتا ہے پہلے اس بچہ کی پنڈلی نمودار ہوتی ہے یہ اونٹنی پر سخت تر وقت ہوتا ہے۔ پھر محاورہ میں ہر مشکل میں پھنسنے کو پنڈلی کھل جانے سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں جو ارشاد ہوا کہ **یوم یکشف عن ساق ویدعون الی السجود** وہاں پنڈلی کھولے جانے سے مراد بعض کے نزدیک یہ ہے کہ رب تعالیٰ اپنی ساق قدرت کھولے گا۔ لوگوں کو حکم دے گا کہ ہماری ساق کو سجدہ کرو۔ ۲۰۔ وہ حدیث مصابیح میں اسی جگہ تھی ہم نے وہاں بیان کی وہاں کے زیادہ مناسب ہے۔

بَابُ النَّفْخِ فِي الصُّوْرِ۔ صور پھونکے جانے کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ پہلی فصل

صور سینگ کے اس بگل کا نام ہے جو قیامت میں حضرت اسرافیل علیہ السلام پھونکیں گے پہلی پھونک جانداروں کو بے جان کرنے کے لئے دوسری پھونک مردوں کو زندہ کرنے کے لئے ان دونوں نفخوں میں چالیس سال کا فاصلہ ہوگا کہ اگر سورج ہوتا اور دن رات نکلتے تو چالیس سال کی مدت ہوتی اس صور کی بڑائی اس کی آواز کی ہیبت ہمارے خیال و وہم سے وراء ہے آج ایٹم بم اور چیخنے والے بم کی آواز ہی لوگوں کو مار دیتی ہے۔ بستیوں میں زلزلے ڈال دیتی ہے وہ تو صور ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ اَرْبَعُوْنَ قَالَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ اَرْبَعُوْنَ يَوْمًا قَالَ اَبَيْتُ قَالُوْا اَرْبَعُوْنَ شَهْرًا قَالَ اَبَيْتُ قَالُوْا اَرْبَعُوْنَ سَنَةً قَالَ اَبَيْتُ ثُمَّ يُنْزِلُ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا يَنْبُتُ الْبَقْلُ قَالَ وَلَيْسَ مِنَ الْاِنْسَانِ شَيْءٌ اِلَّا يَبْلٰى اِلَّا عَظْمًا وَاحِدًا وَهُوَ عَجْبُ الذَّنَبِ وَمِنْهُ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ كُلُّ ابْنِ اٰدَمَ يَاْكُلُهُ التُّرَابُ اِلَّا عَجْبَ

(۵۲۷۹) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دو نفخوں کے درمیان چالیس کا فاصلہ ہے لوگوں نے عرض کیا اے ابو ہریرہ کیا چالیس دن فرمایا میں نہیں کہہ سکتا لوگوں نے عرض کیا چالیس مہینے فرمایا میں نہیں کہہ سکتا لوگوں نے عرض کیا چالیس سال فرمایا میں نہیں کچھ کہہ سکتا۔ پھر اللہ آسمان سے پانی اتارے گا تو لوگ ایسے اگیں گے جیسے ساگ اگتا ہے ۲۔ اور نہیں ہے انسان کی کوئی چیز مگر وہ گل جاوے گی سواء ایک ہڈی کے اور وہ ریڑھ کی ہڈی ہے ۳۔ اس سے قیامت کے دن مخلوق کی ترکیب دی جاوے گی ۴۔ (مسلم بخاری) اور مسلم کی روایت میں یوں بھی ہے کہ سارے انسان مٹی کھالے گی سواء

marfat.com

الذَّنَبِ مِنْهُ خُلِقَ وَفِيْهِ يُرَكَّبُ۔ ریڑھ کی ہڈی کے اس سے پیدا کیا گیا ۵۔ اور اس میں ترکیب دیا جاوے گا۔

(۵۲۷۹) ۱۔ یعنی مجھے یاد نہیں کہ حضور انور نے دن فرمایا یا مہینے یا سال اس لئے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ مگر دوسری روایات میں چالیس سال وارد ہے۔ ۲۔ یعنی اس غیبی بارش سے یہ گلے جسم درست ہو جائیں گے روح پڑنے کے لائق ہو جائیں گے پھر صور پھونکنے پر یہ اجسام زندہ ہو جائیں گے۔ ۳۔ عجب الذنب کے لفظی معنی ہیں دم کچھ عجب۔ بمعنی اصل ذنب۔ بمعنی دم جانور کی دم اس ہڈی کے کنارہ سے شروع ہوتی ہے اس کا نام ہے ریڑھ کی جو گردن سے شروع ہوتی ہے چوتڑ پر ختم ہوتی ہے اسی پر انسان بیٹھتا ہے یہ اس کے لئے ایسی ہے جیسے دیوار کے لئے بنیاد اگر یہاں یہ ہی ہڈی مراد ہے تو حدیث کے معنی یہ ہیں کہ یہ ہڈی جلد فنا نہیں ہوتی اسے خاک سو برس کے بعد گلاتی ہے اور اگر اس سے مراد ہیں اجزاء اصلیہ جو انسان کی جسم کی اصل ہیں تو وہ واقعی کبھی نہیں فنا ہوتے یہ ایسے باریک اجزاء ہیں جو خوردبین سے بھی دیکھنے میں نہیں آتے انہیں انگریزی میں ایٹم کہتے ہیں عربی میں **اجزاء لا یتجزی** انسان جل جاوے اسے شیر کھا جاوے اور پاخانہ بن کر اس کے پیٹ سے نکل جاوے وہ اجزاء ویسے ہی رہتے ہیں حتیٰ کہ غذا خون نطفہ میں یہ اجزاء ہوتے ہیں انہیں اجزاء سے انسان پہلے بھی بنا تھا اور آئندہ بھی بنے گا اس لئے ہم بڈھے کو کہتے ہیں کہ یہ وہ ہی ہے جو پہلے بالشت بھر کا بچہ بلکہ نطفہ تھا وہ ہی کیسے کہا جاتا ہے انہیں اصلی اجزاء کو یہ خوب یاد رہے۔ زائد اجزا میں فرق ہوتا رہتا ہے کہ بیماری میں گل کر نکل جاتے ہیں آدمی دبلا ہو جاتا ہے۔ عیش میں اور اجزاء بڑھ جاتے ہیں مگر اصل اجزاء اسی طرح رہتے ہیں۔ ۴۔ لہٰذا اگرچہ جنت میں سارے انسان جوان اور ساٹھ ہاتھ کے ہوں گے دوزخی انسان اتنا بڑا کہ اس کی ایک ڈاڑھ پہاڑ کی برابر مگر ہوں گے وہ ہی دنیا کے انسان کیونکہ ان کے اصل اجزاء وہ ہی ہوں گے روح وہ ہی ہوگی جو دنیا میں تھی لہٰذا اسلام کا محشر اور ہے آریوں کا تناسخ کچھ اور حتیٰ کہ جو لوگ دنیا میں بندر سور بنا دیئے گئے ان کے بھی اجزاء اصلیہ وہ ہی تھے اور روح وہ ہی تھی لہٰذا وہ بھی تناسخ نہیں۔ ۵۔ ہمارا جسم پہلے مٹی تھا پھر دانہ بنا پھر آٹا پھر غذا پھر خون پھر نطفہ پھر گوشت کا ٹکڑا پھر یہ انسانی جسم مگر اصلی اجزاء ہر جگہ وہ ہی رہے۔ شعر:۔

☆ ہفت صد ہفتاد قالب دیدہ ام ☆ ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام ☆

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبِضُ اللّٰهُ الْاَرْضَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَطْوِى السَّمَآءَ بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ اَيْنَ مُلُوْكُ الْاَرْضِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۲۸۰) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن زمین کو سمیٹ لے گا ۱۔ اور آسمان کو اپنے داہنے ہاتھ پر لپیٹ لے گا ۲۔ پھر فرمائے گا کہ میں بادشاہ ہوں زمین کے بادشاہ کہاں ہیں ۳۔ (مسلم، بخاری)

(۵۲۸۰) ۱۔ آج سائنس والے کہتے ہیں کہ اصل زمین ایک انچ کی تھی جسے پھیلا کر اتنا فراخ کر دیا گیا ہے ان کے قول پر تو یہ حدیث بالکل ہی ظاہر ہے کہ زمین جتنی پہلے تھی اتنی ہی چھوٹی سی کر دی جاوے اسلام بھی کہتا ہے کہ پہلے زمین پانی پر جھاگ تھی یہ جھاگ کعبہ معظمہ کی جگہ محفوظ ہے وہ ہی زمین کی اصل ہیں قیامت میں بھی ایسی ہی کر دی جاوے گی اس کی کیفیت رب تعالیٰ ہی جانے۔ ۲۔ قرآن کریم میں ہے **والارض جميعا قبضته يوم القيمة والسمٰوت مطويت بيمينه** یہ حدیث اس

marfat.com

آیت کا بیان ہے یمین کے معنی اگر داہنا ہاتھ ہے تو وہ آیت اور یہ حدیث متشابہات میں سے ہے کہ اس پر ایمان لاؤ اس میں بحث نہ کرو اور اگر اس سے مراد قدرت ہے تو معنی ظاہر ہیں کہ آسمان و زمین اللہ تعالیٰ کی قدرت سے حقیر و ذلیل ہوں گے جیسے مٹھی کی چیز مٹھی والے کے ہاتھ میں یا ہاتھ پر لپٹی ہوئی چیز ہاتھ والے کے قبضے میں ہوتی ہے۔ ایسے ہی آسمان و زمین اس کے قبضہ میں حقیر ہوں گے۔ ۳۔ یعنی تمام بادشاہوں کی بادشاہت عارضی فانی تھی جو ختم ہو گئی۔ ہماری بادشاہت اصلی دائمی ہے اس لئے فنا نہیں ہوئی۔ خیال رہے کہ بادشاہ زمین ہی میں تھے وہ ہی تکبر و غرور کرتے تھے اس لئے **الارض** کی قید ارشاد ہوئی۔ آسمان کی مخلوق فرشتے وغیرہ نہ بادشاہ تھے نہ متکبر انہیں علیحدہ فرمادیا۔ نیز صرف بادشاہوں کا ذکر فرمایا۔ حضرات انبیاء اولیاء کا ذکر نہ فرمایا کہ ان حضرات نے تکبر کبھی نہیں کیا۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَطْوِى اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ يَاْخُذُهُنَّ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ اَيْنَ الْجَبَّارُوْنَ اَيْنَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ ثُمَّ يَطْوِى الْاَرَضِيْنَ بِشِمَالِهٖ وَفِىْ رِوَايَةٍ يَّاْخُذُهُنَّ بِيَدِهِ الْاُخْرٰى ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ اَيْنَ الْجَبَّارُوْنَ اَيْنَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ - (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۲۸۱) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آسمانوں کو لپیٹ دے گا۔ پھر انہیں اپنے داہنے ہاتھ میں لے گا پھر فرمائے گا کہ میں بادشاہ ہوں کہاں ہیں جابر لوگ کہاں ہیں تکبر والے لوگ پھر زمینوں کو اپنے بائیں ہاتھ میں لپیٹ لے گا ۲۔ اور ایک روایت میں ہے کہ انہیں اپنے دوسرے ہاتھ میں لے گا ۳۔ پھر کہے گا کہ میں بادشاہ ہوں کہاں ہیں جابر لوگ کہاں ہیں تکبر و غرور والے لوگ ۴۔ (مسلم)

(۵۲۸۱) ۱۔ آسمان ایسے لپیٹے جائیں گے جیسے دفتر لپیٹ دیئے جاتے ہیں۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے **نطوی السماء کطی السجل للکتب** ۲۔ ہاتھ سے مراد قدرت ہے لپیٹنے سے مراد ان سب کو مسخر اور تابع فرمان بنالینا ہے اگرچہ آج بھی آسمان و زمین تابع فرمان ہیں مگر قیامت میں اس کا پورا ظہور ہو گا۔ آسمان کے لئے داہنا ہاتھ فرمانا اور زمین کے لئے بایاں ہاتھ فرمانا اس لئے ہے کہ آسمان پر کبھی کسی کی بادشاہت نہ ہوئی زمین پر بادشاہتیں لوگوں کی رہی ہیں اس لئے زمین کے لئے شمال فرمایا تاکہ اس کی زیادہ مقہوری ظاہر ہو۔ (مرقات) کہا جاتا ہے کہ یہ کام تو میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے یعنی نہایت معمولی ہے میرے قبضہ میں ہے۔ ۳۔ یہ الفاظ اس حدیث کے زیادہ مناسب ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ داہنے ہیں اور شمال کے جو معنی ابھی ہم نے عرض کئے اس معنی سے یہ مضمون اس حدیث کے خلاف نہیں۔ ۴۔ یہ فرمانا اظہار غضب کے لئے ہو گا اس وقت جواب دینے والا کوئی نہ ہو گا۔ حضور انور نے آج ہم کو یہ سب کچھ سنادیا تاکہ ہم لوگوں میں تکبر و غرور پیدا نہ ہو۔ خیال رہے کہ ملک بمقابلہ مالک کے عظیم تر ہے مگر بعض لحاظ سے مالک عظیم تر ہے ملک سے مالک اور ملک کے بہت نفیس فرق ہماری تفسیر نعیمی **مالک یوم الدین** کی تفسیر میں ملاحظہ کرو۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ جَآءَ حِبْرٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ اِلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ

(۵۲۸۲) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود سے فرماتے ہیں کہ یہود کا ایک بڑا عالم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو

marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى اِصْبَعٍ وَالْاَرَضِيْنَ عَلٰى اِصْبَعٍ وَالْجِبَالَ وَالشَّجَرَ عَلٰى اِصْبَعٍ وَالْمَآءَ وَالثَّرٰى عَلٰى اِصْبَعٍ وَسَائِرَ الْخَلْقِ عَلٰى اِصْبَعٍ ثُمَّ يَهُزُّهُنَّ فَيَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ اَنَا اللّٰهُ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَجُّبًا مِّمَّا قَالَ الْحِبْرُ تَصْدِيْقًا لَهٗ ثُمَّ قَرَاَ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

بولا اے محمد اللہ قیامت کے دن آسمانوں کو ایک انگلی پر اور زمینوں کو ایک انگلی پر اور پہاڑوں کو درختوں کو ایک انگلی پر اور پانی مٹی کو ایک انگلی پر اور ساری مخلوق کو ایک انگلی پر رکھے گا پھر انہیں ملائے گا۔ پھر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں میں اللہ ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم کے قول پر تعجب کرتے ہوئے اس کی تصدیق کرتے ہوئے ہنسے ۲؎ پھر آپ نے تلاوت کی کہ ان لوگوں نے اللہ کی قدر نہ جانی ۳؎ جو اسکا حق ہے اور زمین ساری اس کے قبضہ میں ہے قیامت کے دن اور آسمان لپٹے ہوئے ہیں اس کے داہنے ہاتھ میں پاک ہے وہ اور برتر ہے اس سے جسے یہ شریک ٹھہراتے ہیں ۴؎۔ (مسلم، بخاری)

(۵۲۸۲) ۱؎ اس عالم نے غالبًا یہ مضمون توریت شریف یا کسی اور اپنی دینی کتاب سے بیان کیا ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تردید نہ کی بلکہ تصدیق فرمائی لہٰذا درست ہے ان چیزوں کو انگلیوں پر رکھنے سے مراد نہایت ہی اعلیٰ درجہ کی تسخیر ہے یہ ہی بتانا مقصود ہے اردو میں کہتے ہیں کہ تم تو مجھ کو اپنی انگلیوں پر گھماتے ہو یعنی مجھ پر پورے پورے قابض ہو تمہارے اشاروں پر میں کام کرتا ہوں لہٰذا یہ بالکل واضح ہے اگرچہ آج بھی ہر چیز رب کے قبضہ میں ہے مگر اس دن اس کا ظہور ہوگا۔ ۲؎ اس تبسم اور تردید نہ فرمانے سے معلوم ہوا کہ حضور انور نے اس یہودی عالم کی اس بات کی تصدیق فرمادی لہٰذا یہ درست ہے۔ ۳؎ ظاہر یہ ہے کہ یہ آیت کریمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاوت کی اور ممکن ہے کہ حضرت ابن مسعود نے تلاوت کی ہو اس پوپ کی تصدیق کے لئے **ما قدروا اللہ** الخ اسی طرف اشارہ ہے کہ یہود و نصاریٰ اور مشرکین نے اللہ تعالیٰ کی شان نہ جانی کہ اس کی یہ قدرتیں جانتے ہوئے اس کے لئے اولاد یا شریک مانا ایسی قدرتوں والا اولاد، شریک سے پاک ہے کہ اولاد اور شریک اختیار کرنا مجبوری کی بنا پر ہوتا ہے فانی اور کمزور کو بقاء نسل اور دشمنوں کے مقابلہ کے لئے اولاد کی ضرورت ہوتی ہے یوں ہی شریک وہ اختیار کرتا ہے جو اکیلا کچھ نہ کرسکے۔ ۴؎ زمین کے قبضہ میں ہونے اور آسمانوں کے لپٹے ہوئے ہونے کے معنی ابھی کچھ پہلے عرض کئے گئے کہ یہ حدیث یا تو متشابہات میں سے ہے یا یمین سے مراد قدرت ہے اور مطویات کے معنی ہیں قبضہ میں ہونا اس صورت میں معنی ظاہر ہے۔

وَعَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهٖ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ فَاَيْنَ يَكُوْنُ النَّاسُ يَوْمَئِذٍ قَالَ عَلَى الصِّرَاطِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۲۸۳) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رب تعالیٰ کے اس فرمان کے متعلق پوچھا کہ جس دن زمین دوسری زمین سے اور آسمان بدل دیئے جائیں گے ۱؎ کہ اس دن لوگ کہاں ہوں گے فرمایا پلصراط پر ۲؎۔ (مسلم)

(۵۲۸۳) ۱؎ خیال رہے کہ تبدیلی ذات جیسے کہا جاتا ہے کہ میں نے روپیہ کو پیسوں سے بدل لیا اور صفات کی تبدیلی جیسے کہا جاتا

marfat.com

ہے کہ میں نے اس چھلے کو انگوٹھی سے بدل لیا یعنی اسے پگھلا کر انگوٹھی کی شکل میں بنالیا قیامت کے دن تبدیلی زمین و آسمان کے متعلق دو قول ہیں ایک یہ کہ زمین و آسمان کی ذات بدل دی جاوے گی کہ زمین چاندی کی اور آسمان سونے کے کردیئے جائیں گے دوسرے یہ کہ ذات تو یہ ہی رہے گی مگر ان کے اوصاف بدل دیئے جائیں گے کہ زمین میں نہ پہاڑ رہیں گے نہ غار نہ دریا نہ نہریں ساری زمین روٹی کی طرح صاف ہو جاوے گی۔ پہلا احتمال قوی ہے کہ ذات ہی بدل دی جاوے گی (مرقات' اشعہ) ۲۔ سوال کا مقصد یہ ہے کہ زمین بدلنے کی حالت میں زمین پر رہنے والے انسان کہاں جائیں گے وہ اس پر تو رہ نہیں سکتے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ام المومنین تبدیلی ذات ہی سمجھی ہیں حضور انور نے بھی اس کی تائید کی کہ فرمایا ہاں واقعی اس وقت لوگ اس زمین پر نہ ہوں گے بلکہ پل صراط پر ہوں گے (مرقات) یا کسی اور راستے پر ہوں گے (اشعہ)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ مُكَوَّرَانِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

(۵۲۸۴) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سورج و چاند قیامت کے دن سیاہ کردیئے جائیں گے ا۔ (بخاری)

(۵۲۸۴) ا۔ مکوران کے دو معنی کئے گئے ہیں ایک یہ کہ ان دونوں کو ایسا لپیٹ دیا جاوے گا جیسے گیلا دھلا کپڑا لپیٹ کر گھر کے گوشہ میں ڈال دیا جاتا ہے دوسرے یہ کہ چاند سورج بے نور کردیئے جائیں گے مگر سورج کی گرمی باقی رہے گی چنانچہ میدان حشر میں تجلی نور الٰہی کی ہوگی گرمی سورج کی رب تعالیٰ فرماتا ہے **واشرقت الارض بنور ربها** غرضیکہ عجیب نظارہ ہوگا۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

دوسری فصل

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَیْفَ اَنْعَمُ وَصَاحِبُ الصُّوْرِ قَدِ الْتَقَمَهُ وَاَصْغٰى سَمْعَهُ وَحَنٰى جَبْهَتَهُ یَنْتَظِرُ مَتٰى یُؤْمَرُ بِالنَّفْخِ فَتَنْفُخُ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا تَاْمُرُنَا قَالَ قُوْلُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

(۵۲۸۵) روایت ہے حضرت ابو سعید خدری سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں کیسے خوشی کروں حالانکہ صور والا فرشتہ ہاتھ میں لئے ہوئے ہے اور اپنے کان لگائے ہوئے ہے ا۔ اور اپنی پیشانی جھکائے ہوئے ہے انتظار کر رہا ہے کہ کب پھونکنے کا حکم دیا جاوے ۲۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو آپ کیا حکم دیتے ہیں ۳۔ فرمایا کہو ہم کو اللہ کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے ۴۔ (ترمذی)

(۵۲۸۵) ا۔ یعنی میں دیکھ رہا ہوں کہ حضرت اسرافیل منہ میں صور لئے عرش اعظم کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ کب پھونکنے کا حکم ملے اور میں بلا تاخیر صور پھونک دوں جب میری آنکھیں یہ نظارہ کر رہی ہیں تو میرے دل کو چین و خوشی کیسے ہو۔ اور ہر خوف لگا ہوا ہے معلوم ہوا کہ حضور کی نظریں سب کچھ دیکھتی ہیں۔ شعر:۔

☆ اے فروغت صبح آثار و ضحور ☆ چشم تو بیندہ مافی الصدور ☆

خیال رہے کہ یہ فرمان عالی اظہار خوف و خشیت کے لئے ہے اس لئے نہیں کہ ابھی صور پھونک جانے قیامت آجانے کا اندیشہ ہے

marfat.com

قیامت تو اپنے وقت پر آوے گی اس سے پہلے بہت سی علامات ہوں گی خروج دجال نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ یہ ایسا ہی ہے جیسے آندھی بادل آنے پر سرکار پر خوف کے آثار ظاہر ہو جاتے تھے۔ ہیبت الٰہی کی وجہ سے اس لئے نہیں کہ عذاب الٰہی آنے کا اندیشہ ہے، رب تعالیٰ وعدہ فرما چکا ہے کہ **وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم** ۲۔ کان لگانا' سر جھکانا تیار رہنے کی علامت ہے خیال رہے کہ یہ تیاری قیامت کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے ہے۔ اور حضرت اسرافیل علیہ السلام کی فرمانبرداری سے بندہ وقت سے پہلے کام کے لئے تیار رہتا ہے۔ ۳۔ یعنی ہم قیامت قائم ہونے پر یا مصیبتوں پر یا ہر وقت یا اب ہمارے دلوں پر بہت گھبراہٹ ہے کیا کریں کونسا عمل کریں جس سے دل کو چین ہو آپ ہم کو کیا حکم دیتے ہیں۔ ۴۔ خیال رہے کہ یہ کلمات بڑے مبارک ہیں جب حضرت خلیل اللہ نمرود کی آگ میں جا رہے تھے تو آپ کی زبان شریف پر یہ ہی کلمات تھے اور جب صحابہ کرام کو خبر پہنچی کہ کفار ہمارے مقابلہ کے لئے بڑی تعداد میں جمع ہوئے ہیں تو انہوں نے بھی یہ ہی کلمات کہے۔ یہ کلمات مصیبتوں تکلیفوں میں بہت ہی کام آتے ہیں (مرقات) ہر مصیبت میں یہ کلمات پڑھنے چاہئیں۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصُّوْرُ قَرْنٌ يُنْفَخُ فِيْهِ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِيُّ)

(۵۲۸۶) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمرو سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا صور ایک سینگ ہے جس میں پھونکا جاوے گا۔ (ترمذی' ابوداؤد' دارمی)

(۵۲۸۶) ۱۔ رب جانے کہ وہ سینگ کتنا بڑا ہے اس کا سرا جو منہ میں لیا جاوے گا اس کی فراخی آسمان کے برابر ہے (مرقات) قیامت میں یہ دوبار پھونکا جاوے گا ایک بار دنیا کو فنا کرنے کے لئے دوبارہ مردے زندہ کرنے کے لئے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

تیسری فصل

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ الصُّوْرِ قَالَ الرَّاجِفَةُ النَّفْخَةُ الْاُوْلٰى وَالرَّادِفَةُ الثَّانِيَةُ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِيْ تَرْجَمَةِ بَابٍ)

(۵۲۸۷) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرمایا آپ نے رب تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں **فاذانقر فی الناقور** فرمایا صور ہے ۱۔ اور راجفہ پہلی بار پھونکنا ہے اور رادفہ دوسری پھونک ۲۔ (بخاری) ایک باب کے عنوان میں

(۵۲۸۷) ۱۔ یعنی اس آیت کریمہ میں ناقور کے معنی ہیں صور اور نقر کے معنی صور میں پھونکنا لہٰذا آیت کے معنی ہوئے جب صور میں پھونکا جاوے گا ناقور کے لغوی معنی ہیں کریدنے والا کھودنے والا چونکہ صور دوبارہ پھونکنے پر قبریں اکھیڑ کر مردے باہر ہو جائیں گے اس لئے ناقور کہتے ہیں۔ ۲۔ یعنی قرآن مجید کا فرمان **یوم ترجف الراجفۃ تتبعہا الرادفہ** میں راجفہ سے مراد صور کا پہلا نخہ ہے اور رادفہ سے مراد دوسرا نخہ' راجفہ بنا ہے رجف سے ۔ بمعنی کانپنا تھرتھرانا رادفہ کے معنی ہیں پیچھے آنے والا چونکہ پہلے نخہ پر تمام زمین آسمان تھرتھرا کر پھٹیں گے اس لئے اس کا نام راجفہ ہے دوسرا نخہ اس کے بعد ہے لہٰذا وہ رادفہ ہے۔

وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاحِبَ الصُّوْرِ وَقَالَ عَنْ

(۵۲۸۸) روایت ہے حضرت ابوسعید سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صور والے کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ ان کی

marfat.com

بِيَمِيْنِهٖ جِبْرَئِيْلُ وَعَنْ يَسَارِهٖ مِيْكَائِيْلُ۔

داہنی طرف حضرت جبریل ہیں اور ان کی بائیں طرف جناب میکائیل ا۔

(۵۲۸۸) ا۔ یعنی جس وقت حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے اس وقت حضرت جبریل علیہ السلام آپ کے داہنے ہاتھ کی طرف ہوں گے اور حضرت میکائیل علیہ السلام بائیں طرف اس حالت میں آپ صور پھونکیں گے اس کی وجہ رب تعالیٰ ہی جانے۔

وَعَنْ اَبِیْ رَزِیْنٍ الْعُقَیْلِیِّ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ يُعِيْدُ اللّٰهُ الْخَلْقَ وَمَا اٰيَةُ ذٰلِكَ فِيْ خَلْقِهٖ قَالَ اَمَا مَرَرْتَ بِوَادِيْ قَوْمِكَ جَدْبًا ثُمَّ مَرَرْتَ بِهٖ يَهْتَزُّ خَضِرًا قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَتِلْكَ اٰيَةُ اللّٰهِ فِيْ خَلْقِهٖ كَذٰلِكَ يُحْيِي اللّٰهُ الْمَوْتٰى۔

(رَوَاهُمَا رَزِيْنٌ)

(۵۲۸۹) روایت ہے حضرت ابو رزین عقیلی سے ا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ خدا تعالیٰ مخلوق کو کیسے لوٹائے گا اور اس کی خلقت میں اس کی نشانی کیا ہے ۲۔ فرمایا کیا تم اپنی قوم کے جنگل میں خشک سالی میں نہیں گزرے تھے وہاں اس وقت نہ گزرے جب سبزہ سے لہلہا رہی ہیں میں نے عرض کیا ہاں فرمایا تو یہ اللہ کی نشانی ہے اسکی مخلوق میں اسی طرح اللہ مردے زندہ کردے گا ان دونوں کو رزین نے روایت کیا ۳۔

(۵۲۸۹) ا۔ آپ کا نام لقیط ابن عامر ہے طائف والوں سے ہیں مؤلف نے آپ کا ذکر اسماء الرجال میں نہیں کیا (اشعہ، مرقات) ۲۔ یعنی دنیا آخرت کا نمونہ ہے آخرت میں مرے ہوئے لوگ زندہ کئے جاویں گے اس کی مثال دنیا میں کیا ہے جسے ہم اس کی دلیل بنا سکیں۔ ۳۔ سبحان اللہ کیسی پاکیزہ دلیل ہے کہ خشک زمین میں بارش سے تر ہو کر سوکھے سبزہ کے ریزہ دوبارہ ہرے ہو جاتے ہیں ایسے ہی صور کی آواز سے مردوں میں جان بھی پڑ جاوے گی قرآن مجید میں اسی مثال سے قیامت میں اٹھنے کو سمجھایا گیا ہے۔ دنیا کی چیزیں عالم غیب کی دلیلیں ہیں ان میں غور کرنا ضروری ہے۔

بَابُ الْحَشْرِ

حشر کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

پہلی فصل

قیامت کے بہت نام ہیں جن سے ایک نام حشر بھی ہے جس کے معنی ہیں جمع کرنا یا جمع ہونا اسے حشر یا تو اس لئے کہتے ہیں کہ اس دن سارے اولین و آخرین ایک وقت میں ایک جگہ جمع ہو جائیں گے بخلاف دنیا کے یہاں مختلف جگہ میں لوگ پیدا ہوتے مرتے رہتے ہیں یا اس لئے کہتے ہیں کہ اسی دن ہر شخص اپنے اعمال اپنے احباب کے ساتھ جمع ہو گا مومن مومنین کے ساتھ کافر کفار کے ساتھ **المرء مع من احب** اس دن محبت جامع ہو گی قیامت تک کے حضور کے شیدائی انشاء اللہ حضور کے ساتھ ہوں گے اس کا مقابل ہے نشر۔ معنی بکھیرنا یا جدا ہونا جدا کرنا چونکہ قیامت میں بعض وقت لوگ جمع ہوں گے بعض وقت ایک دوسرے سے الگ بلکہ بیزار اس لئے اسے یوم حشر و نشر کہتے ہیں **یوم یفر المرء من اخیہ وامہ وابیہ**

marfat.com

اس لئے اسے یوم الفصل بھی کہتے ہیں کہ اس دن مومن و کافر الگ الگ کر دیئے جاویں گے۔

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى اَرْضٍ بَيْضَآءَ عَفْرَآءَ كَقُرْصَةِ النَّقِيِّ لَيْسَ فِيْهَا عَلَمٌ لِاَحَدٍ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۲۹۰) روایت ہے حضرت سہل ابن سعد سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لوگ قیامت کے دن اس سفید زمین میں جمع کئے جائیں گے ۱۔ جو میدہ کی روٹی کی طرح ہے ۲۔ جس میں کسی کا نشان نہ ہوگا ۳۔ (مسلم بخاری)

(۵۲۹۰) ۱۔ بیضاء۔ یعنی سفید، عفراء۔ یعنی مائل بہ سرخی یعنی زمین ہوگی تو سفید مگر خالص تیز سفیدی نہ ہوگی بلکہ سفیدی میں سرخی کی جھلک ہوگی۔ ۲۔ قرصہ۔ یعنی ٹکیہ یا روٹی یہ قرص سے بنا ہے شیخ سعدی نے گلستان میں فرمایا۔ شعر:۔

☆ قرص خورشید در سیاہی شد ☆ یونس اندر دہان ماہی شد ☆

نقی۔ یعنی میدہ قرصہ میں ت وحدت کی ہے یعنی ایک روٹی ۳۔ یعنی اس دن ساری روئے زمین پر نہ کسی کا مکان ہوگا نہ باغ نہ کھیت نہ پہاڑ نہ ٹیلہ صاف شفاف میدان ہوگا جس میں نہ کسی کو ٹھوکر لگے نہ کوئی غار میں گرے سب کی نظریں آسمان کی طرف ہوں گی اور زمین طے کرتے ہوں گے اس طرح سب زمین شام تک پہنچیں گے جہاں قیامت کا اجتماع ہوگا۔

وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكُوْنُ الْاَرْضُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ خُبْزَةً وَّاحِدَةً يَتَكَفَّاُهَا الْجَبَّارُ بِيَدِهٖ كَمَا يَكْفَاُ اَحَدُكُمْ خُبْزَتَهٗ فِي السَّفَرِ نُزُلًا لِاَهْلِ الْجَنَّةِ فَاَتٰى رَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ بَارَكَ الرَّحْمٰنُ عَلَيْكَ يَا اَبَا الْقَاسِمِ اَلَا اُخْبِرُكَ بِنُزُلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ بَلٰى قَالَ تَكُوْنُ الْاَرْضُ خُبْزَةً وَّاحِدَةً كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْنَا ثُمَّ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ ثُمَّ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكَ بِاِدَامِهِمْ بَالَامٌ وَّنُوْنٌ قَالُوْا وَمَا هٰذَا قَالَ ثَوْرٌ وَّنُوْنٌ يَاْكُلُ مِنْ زَائِدَةِ كَبِدِهَا سَبْعُوْنَ اَلْفًا۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۲۹۱) روایت ہے حضرت ابو سعید خدری سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت کے دن زمین ایک روٹی ہو جاوے گی جسے اللہ تعالیٰ اپنے دست قدرت سے تیار کرے گا ۱۔ جیسے تم میں سے کوئی سفر میں اپنی روٹی تیار کرتا ہے جنت والوں کی مہمانی کیلئے ۲۔ پھر ایک یہودی شخص حاضر ہوا بولا اے ابو القاسم اللہ آپ پر برکت نازل کرے کیا میں آپ کو جنتیوں کی مہمانی جو قیامت کے دن ہوگی اس کے متعلق خبر نہ دوں ۳۔ فرمایا ہاں بولا زمین ایک روٹی ہو جاوے گی جیسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف دیکھا پھر تبسم فرمایا حتیٰ کہ آپ کی کلیلیں مبارک نمودار ہو گئیں ۴۔ پھر بولا کیا میں آپ کو ان کے سالن کی خبر نہ دوں بالام اور مچھلی ۵۔ صحابہ نے کہا وہ کیا چیز ہے بولا بیل اور مچھلی کہ ان دونوں کی کلیجی کے ٹکڑے سے ستر ہزار کھائیں گے ۶۔ (مسلم، بخاری)

(۵۲۹۱) ۱۔ یعنی ساری زمین کو رب تعالیٰ صرف کلمہ کن سے بغیر واسطہ فرشتہ روٹی بنا دے گا چونکہ روٹی ہاتھ سے پکتی ہے اس لئے یہاں یہ ارشاد ہوا مراد دوست قدرت ہے ظاہر یہ ہے کہ حدیث شریف اپنے ظاہری معنی پر ہے واقعی یہ زمین روٹی میں تبدیل ہو جائے گی جو جنتیوں کو اولاً ہی کھلا دی جائے گی۔ زمین سے یہ پھل پھول، میوہ پیدا ہوتے ہیں اس لئے اس روٹی میں یہ سارے

marfat.com

مزے ہوں گے اگرچہ کڑوی زہریلی خاردار چیزیں بھی زمین سے ہی نکلتی ہیں مگر ان کی آمیزش اس روٹی میں بالکل نہ ہوگی کریلے کڑواہٹ نکال کر پکائے جاتے ہیں کوار گندل کا جب حلوہ بناتے ہیں تو اس کی کڑواہٹ دور کر دیتے ہیں ۲۔ یعنی جنتیوں کو پہلے یہ غذا دی جاوے گی پھر وہ غذا سے مستغنی ہوں گے پھل فروٹ لذت کے لئے کھایا کریں گے بعض شارحین نے فرمایا کہ یہ کلام شریف بطور تشبیہ ہے کہ روٹی قدرتی ہوگی مگر زمین کی سی ہوگی ان کی دلیل وہ حدیث ہے کہ قیامت کے بعد اس زمین اور سمندر کو آگ سے پر کر دیا جاوے گا اور دوزخ کے ساتھ اسے ملا دیا جائے گا ۳۔ یعنی ہماری توریت شریف میں اہل جنت کی پہلی غذا کے متعلق جو لکھا ہے کیا میں حضور کی خدمت میں عرض کروں معلوم ہوا کہ وہ یہودی ادب والا تھا کہ حضور سے اجازت لے کر کچھ سنا رہا ہے بزرگوں سے اجازت لے کر عرض کرنا ہی ادب کا تقاضا ہے۔ ۴۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تبسم خوشی کے طور پر تھا کہ حضور کے فرمان عالی کی تصدیق ایک یہودی عالم نے کر دی معلوم ہوا کہ توریت و انجیل کی وہ باتیں جو اسلام کے موافق ہوں قبول کی جاسکتی ہیں اسلام کی تائید کے لئے نہ کہ محض ان کی تصدیق کے لئے۔ ۵۔ بلام عبرانی زبان کا لفظ ہے۔ بمعنی بیل یا گائے چونکہ حضرات صحابہ اسے سمجھے نہیں اس لئے اس نے ترجمہ کیا۔ ۶۔ ستر ہزار سے مراد بے حساب بے اندازہ لوگ ہیں یا ستر ہزار وہ حضرات ہیں جو بغیر حساب جنت میں جائیں گے سب سے پہلے جائیں گے انہیں یہ غذا دی جائے گی (مرقات) شاید یہ بیل وہ ہوگا جس پر زمین قائم ہے اور مچھلی وہ جس پر بیل قائم ہے زائدہ کہہ کر یہ بتایا کہ یہ ستر ہزار جنتی اس بیل کی پوری کلیجی نہ کھائیں گے بلکہ کلیجی کا اوپر والا حصہ اسی سے سب سیر ہو جائیں گے خیال رہے کہ یہ غذا جنت میں آگ سے نہ پکے گی کہ وہاں آگ نہیں بلکہ قدرتی طور پر پکی ہوئی ہو گی جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمانی دستر خوان میں بھونی ہوئی مچھلی اور روٹی آسمان سے اتری تھی یہ بھی خیال رہے کہ اہل جنت اس کے بعد پھر کبھی غذا نہ کھائیں گے آئندہ پھل ہی کھایا کریں گے صرف لذت کے لئے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی ثَلٰثِ طَرَآئِقَ رَاغِبِیْنَ رَاهِبِیْنَ وَاثْنَانِ عَلٰی بَعِیْرٍ وَثَلٰثَةٌ عَلٰی بَعِیْرٍ وَاَرْبَعَةٌ عَلٰی بَعِیْرٍ وَعَشَرَةٌ عَلٰی بَعِیْرٍ وَتَحْشُرُ بَقِیَّتَهُمُ النَّارُ تَقِیْلُ مَعَهُمْ حَیْثُ قَالُوْا وَتَبِیْتُ مَعَهُمْ حَیْثُ بَاتُوْا وَتُصْبِحُ مَعَهُمْ حَیْثُ اَصْبَحُوْا وَتُمْسِیْ مَعَهُمْ حَیْثُ اَمْسَوْا۔

(۵۲۹۲) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لوگ تین طریقوں سے جمع کئے جائیں گے ۱۔ رغبت کرتے خوف کرتے ۲۔ اور دو ایک اونٹ پر ۳۔ اور تین ایک اونٹ پر اور چار ایک اونٹ پر اور دس ایک اونٹ پر ۴۔ باقیوں کو آگ جمع کرے گی ان کے ساتھ قیلولہ کرے گی جہاں وہ لوگ قیلولہ کریں گے اور رات گزاریں گے اور ان کے ساتھ صبح کرے گی جہاں صبح کریں گے اور ان کے ساتھ شام کریں گے ۵۔ (مسلم بخاری)

(۵۲۹۲) ۱۔ یعنی مردے زندہ ہو کر اپنی قبروں سے میدان قیامت کی طرف تین طرح جائیں گے اس دراز راستہ کو تین طریقہ سے طے کریں گے ان طریقوں کا ذکر اگلی حدیثوں میں آرہا ہے کہ بعض تو سواریوں پر بعض پیدل اور بعض منہ کے بل گھسٹتے ۲۔ یہ ان طریقوں کا بیان نہیں بلکہ اس کے علاوہ دوسرے حالات کا بیان ہے کہ حضرات اولیاء اللہ تو خوشی خوشی راغب ہو کر جائیں گے جن کے متعلق رب تعالیٰ فرماتا ہے **لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون** اور فرماتا ہے **لا یحزنہم الفزع الاکبر** اور فرمایا

marfat.com

یوم نحشر المتقین الی الرحمٰن وفدان حضرات پر قیامت کی گھبراہٹ بالکل طاری نہ ہوگی رہے خائفین یہ وہ لوگ ہیں جو گنہگار ہیں ان کی بخشش کی امید ہے خوف سے مراد پکڑے جانے کا خوف ہے پہلے لوگ طیارین ہیں دوسرے سیارین ۳۔ واشان کا واؤ حالیہ ہے یہ راغبین راہبین کی ضمیر سے حال ہے۔ ۴۔ یہ اونٹ قربانی کے جانور نہ ہوں گے بلکہ قدرتی ہوں گے اور ان میں سے ایک ایک پر چند کا سوار ہونا یا تو اجتماعاً ہوگا کہ سب یک دم اس پر سوار ہوں گے یا باری باری والے کہ ایک سوار ہو گا باقی پیدل چلیں گے پھر دوسرے کی باری جتنا درجہ زیادہ اتنی ہی شرکت تھوڑی ہوگی۔ ۵۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ اس حشر سے مراد وہ اجتماع ہے جو قیامت سے پہلے ہوگا کہ لوگ اپنی زندگی میں زمین شام میں پہنچ جائیں گے اور اس طرح پہنچیں گے مگر ترجیح اس کو ہے کہ یہ حشر قبروں سے اٹھنے کے بعد ہوگا جو کہ علاوہ شام کے اور زمین میں دفن ہوئے ان کو میدان حشر میں ان طریقوں سے پہنچایا جائے گا (اشعہ، مرقات) خیال رہے کہ یہاں محشر تک جانے کا ذکر ہے اور اگلی حدیث میں قبروں سے اٹھنے کا تذکرہ لہٰذا مطلب واضح ہے اس کے متعلق اور بہت قول ہیں اس جگہ صبح شام سے مراد حقیقی صبح و شام نہیں بلکہ اتنا وقت مراد ہے کیونکہ اس دن رات و دن صبح شام نہ ہوں گے۔ یہاں مرقات نے بہت تحقیق کی ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّكُمْ مَحْشُوْرُوْنَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ثُمَّ قَرَأَ كَمَا بَدَاْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيْدُهٗ وَعْدًا عَلَيْنَا اِنَّا كُنَّا فَاعِلِيْنَ وَاَوَّلُ مَنْ يُكْسٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِبْرَاهِيْمُ وَاِنَّهٗ سَيُؤْخَذُ بِهَاتٍ ذَاتَ الشِّمَالِ فَاَقُوْلُ اُصَيْحَابِيْ اُصَيْحَابِيْ فَيُقَالُ اِنَّهُمْ لَنْ يَّزَالُوْا مُرْتَدِّيْنَ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ فَاَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ اِلٰى قَوْلِهِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۲۹۳) روایت ہے حضرت ابن عباس سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا کہ تم حشر کئے جاؤ گے ننگے پاؤں ننگے بدن بے ختنہ ۱۔ پھر آپ نے تلاوت فرمائی کہ جیسے ہم نے اولا پیدائش کی ابتدا کی تھی ویسے ہی لوٹائیں گے ہمارے ذمہ یہ وعدہ ہے ہم کرنے والے ہیں ۲۔ اور پہلے جسے لباس پہنایا جاوے گا قیامت کے دن وہ ابراہیم علیہ السلام ہیں ۳۔ اور میرے ساتھ والوں میں سے کچھ لوگ بائیں طرف پکڑ لئے جائیں گے ۴۔ تو میں فرماؤں گا کہ میرے ساتھ والے ہیں میرے ساتھ والے ۵۔ تو کہیں گے کہ یہ لوگ جب سے آپ ان سے جدا ہوئے اپنی ایڑیوں پر لوٹے رہے ۶۔ تو جو اس نیک بندے نے کہا ہے وہ ہی میں کہوں گا کہ میں ان کا نگہ دار نگران تھا۔ جب میں ان میں رہا عزیز الحکیم تک ۷۔ (مسلم، بخاری)

(۵۲۹۳) ۱۔ اس فرمان عالی میں **انکم** فرما کر بتایا گیا کہ تم عوام لوگ اس حالت میں اٹھو گے ننگے بدن ننگے پاؤں بے ختنہ مگر تمام انبیاء کرام اپنے کفنوں میں اٹھیں گے حتیٰ کہ بعض اولیاء اللہ بھی کفن پہنے اٹھیں گے تاکہ ان کا ستر کسی اور پر ظاہر نہ ہو جامع صغیر کی روایت میں ہے کہ حضور نے فرمایا کہ میں قبر انور سے اٹھوں گا اور فوراً مجھے جنتی جوڑا پہنا دیا جاوے گا لہٰذا یہاں اس فرمان عالی سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ تمام انبیاء بعض اولیاء مستثنیٰ ہیں (مرقات، اشعہ) اس لئے یہاں **انتم** فرمایا **نحن** نہیں فرمایا یہ خوب خیال رہے۔ ۲۔ یعنی جیسے تم اپنی ماؤں کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے ایسے ہی اپنی قبروں کے پیٹ سے اٹھو گے خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ننگے نہیں پیدا ہوئے تھے حریر میں لپٹے ہوئے پیدا ہوئے **شعر:۔**

marfat.com

☆ آنکھوں میں سرمہ بالوں میں شانہ دیا ہوا ☆ لپٹے ہوئے حریر میں ختنہ کیا ہوا۔ ☆
حضور فرماتے ہیں کہ ہم حضرت ابوبکر و عمر کے ساتھ اپنی اپنی قبروں سے اٹھیں گے پھر جنت البقیع والوں کا انتظار فرمائیں گے پھر مکہ معظمہ والے جنت معلیٰ کے مردوں کا۔ پھر محشر کی طرف اس برات کے ساتھ جائیں گے ایسی حالت میں حضور بغیر لباس کیسے ہو سکتے ہیں (مرقات) ۳۔ یعنی کفن اتار کر جنتی جوڑا پہلے حضرت خلیل اللہ کو پہنایا جاوے یا تو اس حکم سے حضور علیحدہ ہیں متکلم مستثنیٰ ہوتا ہے یا یہ بدلہ ہے اس کا کہ نمرودی آگ میں جاتے وقت آپ کے کپڑا اتار لئے گئے تھے یہ خصوصی فضیلت ہے (مرقات) نیز آپ ننگوں کو کپڑے پہناتے تھے نیز آپ حضور انور کے جد امجد ہیں ان وجوہ سے آپ کا یہ اکرام فرمایا گیا۔ ۴۔ اصحاب تصغیر ہے اصحاب کی یہاں شرعی صحابہ مراد نہیں کہ شرعاً" صحابی وہ ہیں جنہیں بحالت ایمان حضور انور کی صحبت نصیب ہو اور ان کا خاتمہ ایمان پر ہو بلکہ لغوی اصحاب مراد ہیں یعنی میرے پاس بیٹھنے والے لوگ یہ وہ لوگ ہیں جو حضور انور کے پردہ فرمانے کے بعد مرتد ہو گئے تھے۔ جیسے منکرین زکوٰۃ یا مسیلمہ کذاب پر ایمان لے آنے والے بن گئے تھے۔ خوارج کہتے ہیں کہ اس سے مراد حضرت علی و فاطمہ ہیں روافض کہتے ہیں کہ ان سے مراد سواء تین چار شخصوں کے باقی تمام صحابہ ہیں جیسے ابوبکر صدیق وغیرہم دونوں فرقے جھوٹے ہیں اگر حضرت علی یا صدیق اکبر مرتد ہیں تو دنیا میں مسلمان کوئی نہیں رہ سکتا کہ ہم تک حضور کا دین پہنچانے والے تو وہی حضرات ہیں۔ ۵۔ یعنی یہ لوگ میرے ساتھی ہیں انہیں میرے پاس آنے دو حضور انور کا یہ فرمان عالی بطور عتاب ہو گا۔ جیسے رب تعالیٰ دوزخی کافر سے فرمائے گا۔ **ذق انک انت العزیز الکریم** اس کا یہ مطلب نہیں کہ حضور کو اپنے پرائے کی پہچان نہ ہو گی یہاں تو بتا رہے ہیں وہاں کیسے بھول جائیں گے نیز قیامت میں کافر و مومن چہروں اور دوسری علامات سے پہچانے جائیں گے رب فرماتا ہے **یعرف المجرمون لبسیمھم** نیز دوسری روایت میں ہے **اعرفھم ویعرفوننی** میں انہیں پہچانتا ہوں وہ مجھے جانتے ہیں لہٰذا اس فرمان عالی سے وہابی حضور کی بے علمی پر دلیل نہیں پکڑ سکتے۔ ۶۔ یعنی یہ لوگ آپ کے پردہ فرمانے کے بعد یا منکر زکوٰۃ ہو کر یا مسیلمہ کذاب کے امتی بن کر مرتد ہو گئے تھے۔ فرشتوں کا یہ عرض کرنا ان مردودوں کو رسوا کرنے کے لئے ہو گا نہ کہ حضور انور کو مطلع کرنے کے لئے حضور کو رب نے ہر غیب پر مطلع فرما دیا۔ شعر:۔

☆ خدا مطلع ساخت برجملہ غیب ☆ **علی کلی شیئی خبیر** آمدی ☆

جو کہتے ہیں کہ یہ لوگ حضرت صدیق و فاروق ہوں گے وہ یہ نہیں سوچتے کہ اگر صدیق و فاروق مرتد ہیں تو ان کے ہاتھ پر بیعت کر لینے والے اہل بیت اطہار پر کیا فتویٰ ہو گا۔ امام حسین نے یزید فاسق کی بیعت نہ کی تو ان حضرات نے حضرت صدیق و فاروق کی کیوں کر لی۔ ۷۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان عالی اپنی بیزاری ظاہر فرمانے کے لئے ہے یعنی جب تک میں ان میں رہا ان کی نگرانی کرتا رہا انہیں کفر سے بچاتا رہا میری وفات کے بعد میری نگرانی ختم ہو گئی پھر تو جانے وہ جانے یہ عرض حضرت عیسیٰ علیہ السلام عیسائی کفار کے متعلق کریں گے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح عرض کریں گے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ

(۵۲۹۴) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ قیامت کے دن لوگ ننگے پاؤں، ننگے بدن، بے ختنہ جمع کئے جائیں گے ۱۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مرد و عورتیں سارے بعض بعض کو دیکھیں گے ۲۔

marfat.com

جَمِيْعًا يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ الْاَمْرُ اَشَدُّ مِنْ اَنْ يَّنْظُرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

تو فرمایا اے عائشہ وہ حال اس سے سخت تر ہو گا کہ بعض بعض کی طرف نظر بھی کریں ۳۔ (مسلم بخاری)

(۵۲۹۴) ۱۔ ناس فرما کر بتایا کہ یہ حالت عام لوگوں کی ہو گی حضرات انبیاء و خاص اولیاء کی یہ حالت نہیں جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا نیز جنات جانوروں کے جمع ہونے کی اور نوعیت ہو گی وہ بھی الناس سے خارج ہیں۔ ۲۔ یعنی رب تعالیٰ پاکباز نیک بی بیوں کی بے پردگی کیوں فرمائے گا وہ مردوں کے سامنے صرف بے پردہ ہی نہیں بلکہ ننگی ہوں بڑا پیارا سوال ہے خیال رہے کہ ازواج پاک اور فاطمہ زہرا پردہ انھیں گی جیسا کہ عرض کیا گیا کہ وہ خاص اولیاء اللہ میں داخل ہیں۔ ۳۔ یعنی اس دن جلال و ہیبت حجاب بن جاوے گی کوئی کسی کو نہ دیکھے گا سب کی نظر آسمان پر ہو گی قدم زمین پر آج بھی بڑی آفت میں سامنے والا آدمی پاس کی چیز نظر نہیں آتی۔

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلٰى وَجْهِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ اَلَيْسَ الَّذِيْ اَمْشَاهُ عَلَى الرِّجْلَيْنِ فِي الدُّنْيَا قَادِرٌ عَلٰى اَنْ يُّمْشِيَهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۲۹۵) روایت ہے حضرت انس سے ایک شخص نے عرض کیا یا نبی اللہ قیامت کے دن کافر اپنے چہرے کے بل کس طرح محشر میں لایا جائے گا۔ فرمایا کہ جس نے دنیا میں دو پاؤں پر چلایا وہ اس پر قادر نہیں کہ اسے قیامت کے دن اس کے منہ کے بل چلائے ۲۔ (مسلم بخاری)

(۵۲۹۵) ۱۔ ان صاحب نے یہ سوال جب کیا جبکہ حضور انور نے خبر دی کہ کفار اپنے قبروں سے زمین حشر تک منہ کے بل گھسٹتے یا رینگتے ہوئے جائیں گے ۲۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی قدرت سے یہ بعید نہیں کہ اس دن کفار کو سانپ کی طرح رینگتا ہوا زمین شام تک لے جاوے اس پر شبہ یا تعجب نہ کرو۔

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَلْقٰى اِبْرَاهِيْمُ اَبَاهُ اٰزَرَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَعَلٰى وَجْهِ اٰزَرَ قَتَرَةٌ وَّغَبَرَةٌ فَيَقُوْلُ لَهٗ اِبْرَاهِيْمُ اَلَمْ اَقُلْ لَكَ لَا تَعْصِنِيْ فَيَقُوْلُ لَهٗ اَبُوْهُ فَالْيَوْمَ لَا اَعْصِيْكَ فَيَقُوْلُ اِبْرَاهِيْمُ يَا رَبِّ اِنَّكَ وَعَدْتَّنِيْ اَلَّا تُخْزِيَنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ فَاَيُّ خِزْيٍ اَخْزٰى مِنْ اَبِيَّ الْاَبْعَدِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنِّيْ حَرَّمْتُ الْجَنَّةَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ يُقَالُ يَا اِبْرَاهِيْمُ مَا تَحْتَ رِجْلَيْكَ فَيَنْظُرُ فَاِذَا هُوَ بِذِيْخٍ مُتَلَطِّخٍ فَيُؤْخَذُ بِقَوَائِمِهٖ فَيُلْقٰى فِي النَّارِ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۲۹۶) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا حضرت ابراہیم اپنے باپ آزر سے قیامت کے دن کہیں گے آزر کے منہ پر سیاہی اور مٹیلا رنگ ہو گا۔ اس سے ابراہیم فرمائیں گے کہ کیا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ میری نافرمانی نہ کر ان کا باپ کہے گا کہ اب میں آپ کی نافرمانی نہ کروں گا ۲۔ جناب ابراہیم کہیں گے اے رب تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ جس دن لوگ اٹھائے جائیں گے تو مجھے رسوا نہ کرے گا تو میرے ہلاکت والے باپ سے بڑھ کر کونسی رسوائی بڑی ہے۔ ۳۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے کفار پر جنت حرام کر دی ہے ۴۔ پھر حضرت ابراہیم سے کہا جاوے گا کہ تمہارے پاؤں کے نیچے کیا ہے وہ دیکھیں گے ۵۔ کہ وہ ایک لتھڑے ہوئے بھیڑیے پر ہے ۶۔ پھر آزر کے ہاتھ پاؤں پکڑ لئے جائیں گے اسے آگ میں ڈال دیا جاوے گا ۷۔

marfat.com

(بخاری)

(۵۲۹۶) ۱۔ تحقیق یہ ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا ہے قرآن کریم یا حدیث شریف میں اسے باپ کہنا مجازاً ہے ان کے والد کا نام تارخ ہے وہ مومن موحد تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤاجداد از آدم علیہ السلام تاحضرت عبداللہ سارے ہی مومن موحد ہیں کوئی مشرک کافر زانی نہیں یہ نسب پاک ان دونوں عیبوں سے منزہ ہے قیامت کے دن کفار کے چہرے کالے ہوں گے مومنوں کے منہ اجیالے یہ چہروں کے رنگ دلوں کے رنگ کے مطابق ہوں گے حضرت بلال کا حسن وہاں دیکھنا۔ انشاء اللہ یہاں باپ کہہ کر آزر فرمادیا گیا تاکہ کوئی حقیقی والد نہ سمجھ لے چچا ہی سمجھے (اشعہ) ۲۔ آزر یہ الفاظ بطور توبہ کہے گا کہ میں نے گزشتہ زمانہ میں غلطی کی اب ہر طرح تمہاری اطاعت کروں گا۔ مجھے بچالو مگر توبہ کی جگہ دنیا ہے اس لئے اب یہ سب کچھ بے کار ہو گا۔ ۳۔ یعنی آزر کا دوزخ میں جانا میرے لئے بدنامی کا باعث ہے تو اسے بخش دے بعد فرما کر یہ بتایا کہ یہ تیری رحمت سے یا مجھ سے بہت دور رہا متقی مومن اللہ سے نبی سے قریب ہے **ان رحمته الله قريب من المحسنين** اور گنہگار مومن ان سے کچھ دور ہے مگر کافر ان سے بہت ہی دور ہے کہ عملاً بھی دور ہے عقیدہ بھی دور یا یہ مطلب ہے کہ یہ میری محبت سے دور ہے مجھے اس سے محبت نہیں بلکہ اپنی بدنامی کا خوف ہے قیامت میں کسی مسلمان کو کسی کافر قرابتدار سے مطلقاً محبت نہ ہو گی۔ ۳۔ یعنی اے میرے پیارے خلیل اس کے دوزخی ہونے میں آپ کی رسوائی قطعاً نہیں اگر یہ مومن متقی ہوتا پھر دوزخی ہوتا تو آپ کی بدنامی ہوتی کہ نبی کی خبر غلط نکلی انہوں نے متقی مومنوں سے جنت کا وعدہ کیا تھا غلط ہوا یہ تو اپنے کفر کی وجہ سے دوزخ میں جارہا ہے نہ کہ آپ کا عزیز قریبی ہونے کی وجہ سے یہ ہے رب تعالیٰ کا کرم اپنے خلیل پر۔ ۴۔ معلوم ہوا کہ حضرت خلیل کی نگاہ بچاکر آزر کو دوزخ میں پھینکا جائے گا آپ کے سامنے نہیں اس میں بھی جناب خلیل اللہ کا احترام ہے یا یہ مطلب ہے کہ حضرت خلیل خود آزر کو اپنے پاؤں کے نیچے دیکھیں گے یہ ہی ظاہر ہے۔ ۵۔ ذیخ کا ترجمہ ہے بھیڑیا متلطخ بمعنی لتھڑا ہوا گارے کیچڑ وغیرہ میں یعنی اب حضرت خلیل دیکھیں گے کہ آزر بجائے شکل انسانی کے بھیڑیئے کی شکل میں ہے ڈراؤنا ہیبت ناک اور وہ بھی کیچڑ میں لتھڑا ہوا گھناؤنا اس حالت کو دیکھ کر آپ کے دل میں سخت نفرت پیدا ہو گی خیال رہے کہ وہاں **شکلوں** پر دلوں کا حال نمودار ہو گا۔ چونکہ آزر دنیا میں حضرت ابراہیم لئے بھیڑیا یا موذی تھا اور اس کا دل کفر میں لتھڑا ہوا تھا اس لئے اس کی شکل یہ ہو گی۔ ۶۔ خیال رہے کہ اس واقعہ میں نہ تو حضرت خلیل نے آزر کی شفاعت فرمادیا ورنہ رب تعالیٰ نے آپ کی شفاعت روکی بلکہ آپ نے اپنی عزت کا سوال فرمایا رب تعالیٰ نے آپ کو مطمئن فرماکر آپ کی عزت کی حفاظت فرماکر آزر کو اس کے اصلی روپ میں دکھاکر حضرت خلیل اللہ کو اس سے متنفر فرماکر اسے دوزخ میں ڈالا لہٰذا حدیث شریف پر نہ تو یہ اعتراض ہے کہ نبی نے کافر کی شفاعت کیوں فرمائی نہ یہ کہ نبی کی شفاعت منظور کیوں نہ ہوئی۔ آپ نے اس کی شفاعت یا دعا کا ایک لفظ بھی یہاں نہ فرمایا اپنے متعلق عرض کیا جیسے حضرت نوح نے کنعان بیٹے کے متعلق فرمایا تھا **ان ابنی من اهلی** یہ شفاعت نہ تھی بلکہ ایک مسئلہ کا جواب پوچھنا تھا کہ اگر کفار مجھ پر سوال کریں تو میں کیا جواب دوں اسی لئے کنعان کے ڈوبنے کے چھ ماہ بعد یہ عرض کیا جب کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہر گئی۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْرَقُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى تَذْهَبَ عَرَقُهُمْ فِي الْاَرْضِ سَبْعِيْنَ ذِرَاعًا

(۵۲۹۷) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت کے دن لوگ پسینہ پسینہ ہو جائیں گے حتیٰ کہ ان کا پسینہ زمین میں ستر گز چلا جاوے گا اور ان کی لگام بن

marfat.com

وَيُلْجِمُهُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ اَذَانَهُمْ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

جاوے گا حتی کہ ان کے کانوں تک پہنچ جاوے گا۔ (مسلم بخاری)

(۵۲۹۷) ۱۔ یہ حال ان لوگوں کا ہو گا جنہیں عرش اعظم کا سایہ میسر نہ ہو گا سایہ والے لوگ بڑے آرام سے ٹھنڈی چھاؤں میں ہوں گے وہاں پسینہ کیسا عادل بادشاہ' جوان صالح' اکیلے میں اپنے گناہ یاد کر کے رونے والا عرش کے سایہ میں ہوں گے پھر اولیاء انبیاء کا کیا پوچھنا دنیا ان کے سایہ میں ہو گی وہ خود سایہ ہوں گے۔ شعر:۔

☆ ای و دقیقہ داں عالم ☆ بے سایہ و سائبان عالم ☆

یہ پسینہ سورج اور دوزخ کی گرمی' انتہائی پریشانی و فکر اور ندامت کی وجہ سے ہو گا۔ (مرقات) اور مطابق اپنے اعمال کے ہو گا زیادہ گناہ کئے تو پسینہ زیادہ بعض شارحین نے فرمایا کہ ہر ایک کا پسینہ الگ ہو گا دو سروں کے پسینہ سے مل کر دریا نہ بنے گا۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مچھلی سے پانی میں طاق بن گیا بعض نے فرمایا کہ تمام پسینوں کا دریا بن جاوے گا مگر یہ دریا کسی کے ٹخنوں تک کسی کے منہ تک جیسے ایک ہی قبر میں مومن مردہ جنت میں ہے کافر مردہ دوزخ میں ایک چارپائی پر دو آدمی سو رہے ہیں ایک اچھی خواب سے خوش ہے دوسرا بری خواب سے پریشان (مرقات)

وَعَنِ الْمِقْدَادِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تُدْنَى الشَّمْسُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْخَلْقِ حَتّٰى تَكُوْنَ مِنْهُمْ كَمِقْدَارِ مِيْلٍ فَيَكُوْنُ النَّاسُ عَلٰى قَدْرِ اَعْمَالِهِمْ فِي الْعَرَقِ فَمِنْهُمْ مَنْ يَكُوْنُ اِلٰى كَعْبَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُوْنُ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُوْنُ اِلٰى حَقْوَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يُلْجِمُهُ الْعَرَقُ اِلْجَامًا وَاَشَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ اِلٰى فِيْهِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۲۹۸) روایت ہے حضرت مقداد سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ قیامت کے دن سورج مخلوق سے قریب کر دیا جاوے گا حتی کہ ان سے میل کی مقدار رہ جاوے گا ۱۔ تو لوگ اپنے اعمال کے مطابق پسینہ میں ہوں گے ۲۔ بعض وہ ہوں گے کہ ان کے ٹخنوں تک پسینہ ہو گا بعض وہ جن کے گھٹنوں تک ہو گا۔ اور بعض وہ جن کی کمر تک ہو گا اور ان میں بعض وہ ہوں گے کہ پسینہ ان کی لگام بن جاوے گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ شریف سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا ۳۔ (مسلم)

(۵۲۹۸) ۱۔ ظاہر یہ ہے کہ میل سے مراد راستہ کا میل ہے کوس کا تہائی حصہ آج کل ہمارے ہاں آٹھ فرلانگ کا میل ہوتا ہے عرب میں پانچ فرلانگ کا جسے کیلو کہتے ہیں۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ یہاں میل سے مراد سرمہ کی سلائی ہے۔ بہرحال ہو گا نہایت ہی قریب۔ ۲۔ اعمال سے مراد گناہ' میں یعنی بداعمال خواہ کفر ہو یا دوسرے گناہ اس پسینہ کی تحقیق ابھی ابھی ہو چکی ۳۔ اس تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اس پسینہ میں ڈوبا نہ ہو گا۔ بعض قریب ڈوبنے کے ہوں گے اس اختلاف حال کی وجہ ابھی کچھ پہلے عرض کر دی گئی خیال رہے کہ فم منہ کو کہتے ہیں اور وجہ چہرہ کو بھی بنا ہے فم سے۔ بمعنی منہ۔

وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا اٰدَمُ فَيَقُوْلُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهٗ

(۵۲۹۹) روایت ہے حضرت ابو سعید خدری سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدم وہ عرض کریں گے حاضر ہوں خدمت گزار ہوں اور ساری بھلائی تیرے

marfat.com

فِيْ يَدَيْكَ قَالَ اَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ قَالَ وَمَا بَعْثُ النَّارِ قَالَ مِنْ كُلِّ اَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ فَعِنْدَ ذٰلِكَ يَشِيْبُ الصَّغِيْرُ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارٰى وَمَا هُمْ بِسُكَارٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاَيُّنَا ذٰلِكَ الْوَاحِدُ قَالَ اَبْشِرُوْا فَاِنَّ مِنْكُمْ رَجُلًا وَمِنْ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ اَلْفٌ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا فَقَالَ اَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا فَقَالَ اَرْجُوْا اَنْ تَكُوْنُوْا نِصْفَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا فَقَالَ مَا اَنْتُمْ فِي النَّاسِ اِلَّا كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِيْ جِلْدِ ثَوْرٍ اَبْيَضَ اَوْ كَشَعْرَةٍ بَيْضَاءَ فِيْ جِلْدِ ثَوْرٍ اَسْوَدَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

قبضہ میں ہے ۱۔ فرمائے گا آگ کا حصہ نکالو ۲۔ عرض کریں گے آگ کا حصہ کیا ہے فرمائے گا ہر ہزار سے نو سو ننانوے ۳۔ تو اس وقت بچے بڈھے ہو جائیں گے اور ہر حمل والی اپنا حمل گرا دے گی ۴۔ اور تم لوگوں کو نشہ میں دیکھو گے حالانکہ وہ نشہ میں نہ ہوں گے ۵۔ لیکن اللہ کا عذاب سخت ہے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ ایک ہم میں سے کون ہو گا ۶۔ فرمایا خوش ہو جاؤ کہ تم میں سے ایک شخص اور یاجوج ماجوج میں سے ایک ہزار ۷۔ پھر فرمایا اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں امید کرتا ہوں کہ تم لوگ جنتیوں کے چوتھائی ہو گے تو ہم نے تکبیر کہی پھر فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ تم جنتیوں کے تہائی ہو گے ہم نے تکبیر کہی پھر فرمایا مجھے امید ہے کہ تم جنتیوں میں آدھے ہو گے ۸۔ ہم نے تکبیر کہی ۹۔ پھر فرمایا تم لوگوں میں نہیں مگر ایسے جیسے سفید بیل کی کھال میں ایک کالا بال یا جیسے کالے بیل کی کھال میں ایک سفید بال ۱۰۔ (مسلم، بخاری)

(۵۲۹۹) ۱۔ یہ فرمان عالی قیامت کے دن ہو گا حساب سے پہلے شاہی آستانہ کا ادب یہ ہے کہ نداء کے جواب میں صرف بلی یا لبیک نہ کہا جاوے بلکہ اپنی وفاداری، سلطان کی اور دربار کی خدمت گزاری کا بھی ذکر کیا جائے بادشاہ کی تعریف بھی کی جاوے ۲۔ یعنی اپنی اولاد میں سے کفار کو جو آگ کا حصہ ہیں مومنین سے الگ کرو معلوم ہوا کہ یہ چھانٹ حضرت آدم علیہ السلام سے کرائی جاوے گی۔ ۳۔ یہاں فی ہزار ایک جنتی فرمایا گیا باقی دوزخی حضرت ابو ہریرہ کی روایت فی سینکڑہ ایک جنتی تھا باقی دوزخی اس فرق کی چند وجہ ہو سکتی ہیں یا تو وہاں یاجوج ماجوج کے سواء کے باقی انسانوں کا ذکر تھا اور یہاں مع یاجوج ماجوج کا ذکر ہے یا وہاں صرف کفار کا ذکر تھا جو ہمیشہ کے دوزخی ہیں اور یہاں کفار اور مومن گنہگار سب شامل ہیں۔ مومن گنہگار عارضی دوزخی ہیں یا وہاں صرف انسان کفار کا ذکر تھا یہاں جن وانس سارے کافروں کا ذکر ہے اور ممکن ہے کہ دونوں عدد کثرت و زیادتی بیان کرنے کے ہوں خاص تعداد مراد نہ ہو جیسے ہم کہتے ہیں جلسہ میں بیسیوں آدمی تھے۔ ۴۔ یعنی اگر اس دن نومولود بچے اور عورتوں کے حمل ہوتے تو اس صدمہ سے بچے تو بڈھے ہو جاتے اور عورتیں حمل گرا دیتیں اس فرمان کی دہشت سے۔ ۵۔ یہاں حقیقت مراد ہے یعنی یہ سن کر لوگوں کے ہوش اڑ جاویں گے جیسے انہوں نے نشہ پیا ہے مگر یہ نشہ نہ ہو گا ہیبت الٰہی ہو گی۔ اس سے بھی حضرات انبیاء کرام اور خاص اولیاء اللہ علیحدہ ہیں اور تمہیں اس دن نہ گھبراہٹ ہو گی نہ خوف رب فرماتا ہے۔ **لا یحزنہم الفزع الاکبر** اور فرماتا ہے **لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون** ۶۔ حضرات سامعین پر خوف الٰہی ایسا طاری ہوا کہ وہ سمجھے ہم مومنین یا ہم صحابہ میں سے ایک فی ہزار جنتی ہو گا۔ تب یہ عرض کی ۷۔ یعنی یہ تعداد صرف تم میں سے پوری نہ کی جاوے گی بلکہ اولین و آخرین جس میں قوم یاجوج اور قوم ماجوج بھی داخل ہے انہیں ملا کر پوری کی جاوے گی اس لحاظ سے واقعی مومن ایک ہے۔ اور کافر نو سو ننانوے تم کو اس کا کیا خوف ۸۔ یعنی

marfat.com

اولا" تم لوگ تمام اولین و آخرین جنتیوں میں چہارم ہو گے کہ تین حصوں میں سارے جنتی انسان از آدم تا عیسیٰ علیہ السلام اور چوتھائی تم۔ پھر تم نصف تہائی ہو جاؤ گے پھر آدھے دوسری روایات میں ہے کہ دو تہائی جنتی حضور کی امت ایک تہائی میں سارے لوگ۔ مگر اس طرح کہ مسلمان جنت میں آگے پیچھے پہنچیں گے جب سارے مسلمان وہاں داخل ہو جائیں گے تب حضور کی امت ۲/۳ اور باقی امتیں ۱/۳ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دوزخی انسان زیادہ ہیں جنتی تھوڑے **وقلیل من عبادی الشکور** لیکن جنت میں فرشتے اور حور و غلمان بھی ہوں گے ان کا مجموعہ دوزخی جن و انسانوں سے بڑھ جاوے گا۔ **غلبت رحمتی علی غضبی** اس طرح ہو گا۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ وعظ و تقریریں اچھی خوشخبری اعلیٰ نکتہ سن کر نعرہ تکبیر لگانا سنت صحابہ ہے جو آج کل بھی رائج ہے۔ ۱۰۔ یعنی سارے مومنین یا میری امت کے سارے مومنین تمام کفار جن و انس کے مقابلہ ایسی نامعلوم نسبت رکھتے ہیں جیسے کالے بیل کی کھال میں ایک سفید بال۔ خیال رہے کہ یہ نسبت سارے کفار کے لحاظ سے ہے مجموعہ کفار سے مسلمان واقعی تھوڑے ہیں ورنہ آج دنیا میں مسلمانوں کی مردم شماری ہر کافر قوم سے زیادہ ہے آج مسلمان دنیا میں قریباً ایک ارب ہیں ان کے بعد عیسائیوں کی تعداد ہے پھر دوسری قوموں کی لیکن اگر سب کافر ملائے جاویں اور قوم یاجوج ماجوج بھی ملالی جاوے تو اس مجموعہ میں مسلمان کالی گائے کی کھال میں ایک سفید بال ہی ہیں۔

وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَكْشِفُ رَبُّنَا عَنْ سَاقِهٖ وَيَسْجُدُ لَهٗ كُلُّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ وَيَبْقٰى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ فِي الدُّنْيَا رِيَآءً وَسُمْعَةً فَيَذْهَبُ لِيَسْجُدَ فَيَعُوْدُ ظَهْرُهٗ طَبَقًا وَّاحِدًا۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۳۰۰) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ہمارا رب اپنی پنڈلی قدرت کھولے گا۔ اور اسے ہر مومن مرد و عورت سجدہ کریں گے ۲۔ وہ لوگ باقی رہ جائیں گے جو دنیا میں دکھلاوے یا شہرت کے لئے سجدہ کرتے تھے وہ سجدہ کرنے لگیں گے تو ان کی پیٹھ ایک تختہ بن جاوے گی ۳۔ (مسلم، بخاری)

(۵۳۰۰) ۱۔ احتیاط یہ ہے کہ اس حدیث کو متشابہات میں سے مانو اس پر ایمان لاؤ مگر اس کا مطلب رب کے حوالہ کرو کیونکہ رب تعالیٰ پنڈلی وغیرہ اعضاء سے پاک ہے بعض نے فرمایا کہ اپنے نور کی تجلی فرمائے گا تجلی نور کو ساق سے تعبیر فرمایا گیا۔ قرآن کریم میں ہے **یوم یکشف عن ساق ویدعون الی السجود** وہاں پنڈلی سے مراد انسانوں کی پنڈلی ہو سکتی ہے کہ ان پر ایسی مصیبت طاری ہو گی کہ ان کی پنڈلی کھل جاوے گی مگر یہاں یہ مطلب نہیں ہو سکتا کیونکہ یہاں ساقہ فرمایا گیا کہ رب اپنی پنڈلی ظاہر فرمائے گا۔ ۲۔ یہ اس وقت ہو گا جب کھلے کافر چھانٹ کر الگ کئے جا چکے ہوں گے یہاں صرف مومنین مخلصین اور منافقین رہ جائیں گے یہ سجدہ مخلصین اور منافقین میں چھانٹ کے لئے ہو گا۔ ۳۔ یعنی مخلصین تو درست سجدے کر لیں گے مگر ریاکار اور منافقین سجدہ کرنے کی کوشش کریں گے مگر نہ کر سکیں گے ان کی پیٹھ تختہ کی طرح اکڑ جاوے گی جس سے وہ بجائے سجدہ کے اوندھے گر جاویں گے یہ سجدہ مخلص و منافق میں چھانٹ کے لئے ہو گا مگر ان مخلصین میں متقی و گنہگار شامل ہوں گے یہ سب اپنے رب کو سجدہ کریں گے اور صحیح کریں گے وہ سجدہ بڑے مزے کا ہو گا یار سامنے ہے گنہگار سجدہ میں گر رہا ہے اللہ وہ سجدہ ہمیں بھی نصیب کرے۔

شعر:۔

☆ کبھی اے حقیقت منتظر آلباس مجاز میں ☆ کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں میری جبیں نیاز میں ☆

marfat.com

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَاْتِيَنَّ الرَّجُلُ الْعَظِيْمُ السَّمِيْنُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يَزِنُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ وَقَالَ اقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۳۰۱) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک بڑا موٹا آدمی قیامت کے دن آوے گا۱؎ اللہ کے نزدیک مچھر کے پر برابر وزن نہ دے گا۲؎ اور فرمایا کہ یہ تلاوت کرو کہ ہم قیامت کے دن ان کا وزن نہ رکھیں گے ۳؎۔ (مسلم، بخاری)

(۵۳۰۱) ۱؎ عظیم سے مراد ہے دنیا میں درجہ کا بڑا سمین سے مراد ہے جسم کا موٹا تازہ فربہ یعنی وہ دنیا میں سردار مالدار بھی تھا اور تندرست و توانا بھی مگر تھا منافق یا کافر۔ ۲؎ یعنی وہ کافر و منافق اور اس کے اعمال مچھر کے پر برابر بھی وزن نہ دیں گے کیونکہ ان میں ایمان نہیں وزن ایمان و اخلاص کا ہوتا ہے۔ ۳؎ اس آیت کریمہ کے دو معنی کئے گئے ہیں ایک یہ کہ وزن بمعنی میزان ہے یعنی ہم قیامت میں کفار کے لئے میزان قائم ہی نہیں کریں گے کیونکہ وہاں وزن ہلکے سے نہ ہوگا بلکہ نیکیوں کا بدیوں سے ہوگا کافر کے پاس نیکیاں ہی نہیں پھر وزن کیسا دوسرے یہ کہ وزن بمعنی بوجھ ہے اور معنی یہ ہیں کہ کفار کی نیکیوں میں ہم وزن نہیں رکھیں گے کہ ان کی نیکیاں صدقات خیرات وغیرہ تولے جائیں گے مگر بہت ہی ہلکے ہوں گے یہ دوسرے معنی زیادہ قوی ہیں کیونکہ قرآن کریم دوسری جگہ فرماتا ہے **واما من خفت موازینه فامه هاویه** جس سے معلوم ہوا کہ کفار کی نیکیاں تولی جائیں گی مگر نہ اٹھیں گی۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

دوسری فصل

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا اَخْبَارُهَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ اَخْبَارَهَا اَنْ تَشْهَدَ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ وَاَمَةٍ بِمَا عَمِلَ عَلٰى ظَهْرِهَا اَنْ تَقُوْلَ عَمِلَ عَلَيَّ كَذَا وَكَذَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَهٰذِهٖ اَخْبَارُهَا۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ) وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ۔

(۵۳۰۲) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی کہ اس دن زمین اپنی خبریں دے گی فرمایا کہ جانتے ہو کہ زمین کی خبریں کیا ہیں ۱؎ لوگوں نے عرض کیا اللہ رسول ہی خوب جانتے ہیں فرمایا اس کی خبریں یہ ہیں کہ ہر بندے اور بندی پر گواہی دے گی اس کی جو اس نے اس کی پشت پر عمل کئے ۲؎ کہ کہے گی کہ مجھ پر فلاں فلاں دن فلاں فلاں عمل کئے فرمایا کہ زمین کی خبریں یہ ہیں ۳؎ (احمد، ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

(۵۳۰۲) ۱؎ حضور انور کا یہ سوال خود جواب دینے کے لئے ہے جو بات پوچھ کر بتائی جاوے وہ خوب یاد رہتی ہے۔ اس لئے اس طرح بتایا خود سائل خود مجیب۔ ۲؎ زمین کی پیٹھ عام ہے خود زمین، مکان کی چھت، پہاڑ کی چوٹی سمندر کی سطح ہوائی جہاز کی سیٹ جہاں بھی کوئی عمل کیا جاوے وہ زمین کی پیٹھ پر ہی ہے کیونکہ پہاڑ بھی زمین پر ہے اور پانی و ہوا بھی زمین پر ان میں سے جہاں بھی کچھ

marfat.com

کیا جاوے وہ زمین کی پیٹھ پر ہی ہے قبر کو زمین کا پیٹ کہا جاتا ہے اور ظاہری زمین کو زمین کی پیٹھ۔ ۳۔ اس فرمان عالی سے معلوم ہوا کہ زمین میں حواس ہیں یہ عمل کرنے والوں کو بھی پہچانتی ہے۔ ان کے عملوں کو بھی اس کی یہ جان پہچان تفصیل وار ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ زمین کو قیامت کے دن ہر ایک کی پہچان ہوگی ان کا ہر عمل یاد ہوگا۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَحَدٍ يَمُوْتُ اِلَّا نَدِمَ قَالُوْا وَمَا نَدَامَتُهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنْ كَانَ مُحْسِنًا نَدِمَ اَنْ لَّا يَكُوْنَ ازْدَادَ وَاِنْ كَانَ مُسِيْئًا نَدِمَ اَنْ لَا يَكُوْنَ نَزَعَ۔ (رواہ الترمذی)

(۵۳۰۳) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کوئی نہیں جو مرے مگر شرمندہ ہوگا۔ عرض کیا یا رسول اللہ اس کی شرمندگی کیا ہوگی فرمایا اگر نیک کار ہوگا تو شرمندہ ہوگا کہ اس نے زیادہ نیکیاں کیوں نہ کیں ۲۔ اور گنہگار ہوا تو شرمندہ ہوگا کہ وہ کیوں نہ باز آیا ۳۔ (ترمذی)

(۵۳۰۳) ۱۔ لہٰذا ہر شخص کو چاہیے کہ موت سے پہلے زندگی کو بیماری سے پہلے تندرستی کو مشغولیت سے پہلے فراغت کو غنیمت جانے جتنا موقع ملے کر گزرے۔ شعر:۔

☆ اترتے چاند ڈھلتی چاندنی جو ہو سکے کرلے ☆ اندھیرا پاکھ آتا ہے یہ دو دن کی اجالی ہے ☆

☆ اس دنیا کا ایک ہی پھیرا مڑ نہیں آنا دوجی وار ☆ جو کرنا ہے کر لے یار ہو جا سمجھدار ☆

۲۔ حتی کہ اگر کوئی شخص اپنی ساری زندگی سجدہ سجود میں گزار دے وہ یہ کہے گا کہ میری عمر اور زیادہ کیوں نہ ہوئی کہ میں سجدے سجود اور زیادہ کرلیتا اور آج اس سے بھی اونچا درجہ پاتا اس فرمان عالی سے بھی حضرت انبیاء کرام علیحدہ ہیں انہیں وہاں ندامت کیسی وہ تو عظمت کے انتہائی درجہ میں ہوں گے۔ ۳۔ اس فرمان میں کفار اور گنہگار سب داخل ہیں کفار کو شرمندگی ہوگی کہ ہم مسلمان کیوں نہ بنے۔ گنہگاروں کو شرمندگی ہوگی ہم نیک کار پرہیزگار کیوں نہ بنے۔ گناہوں سے باز کیوں نہ آئے مگر کفار کو اس وقت کی یہ ندامت کام نہ دے گی۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلٰثَةَ اَصْنَافٍ صِنْفًا مُشَاةً وَصِنْفًا رُكْبَانًا وَصِنْفًا عَلٰى وُجُوْهِهِمْ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ يَمْشُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ قَالَ اِنَّ الَّذِيْ اَمْشَاهُمْ عَلٰى اَقْدَامِهِمْ قَادِرٌ عَلٰى اَنْ يُّمْشِيَهُمْ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اَمَا اِنَّهُمْ يَتَّقُوْنَ بِوُجُوْهِهِمْ كُلَّ حَدَبٍ وَّشَوْكٍ۔ (رواہ الترمذی)

(۵۳۰۴) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لوگ قیامت کے دن تین طرح جمع کئے جائیں گے ۱۔ ایک قسم پیدل ایک قسم سوار ۲۔ اور ایک قسم اپنے چہروں پر۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ وہ اپنے چہروں پر کیسے چلیں گے فرمایا جس نے انہیں ان کے قدموں پر چلایا ہے وہ اس پر قادر ہے کہ انہیں ان کے چہروں پر چلائے ۳۔ آگاہ رہو کہ وہ اپنے چہروں سے ہر ٹیلے اور کانٹے سے بچیں گے (ترمذی)

(۵۳۰۴) ۱۔ غالباً یہ تین جماعتیں محشر سے جنت دوزخ جاتے وقت ہوں گی کہ مسلمان گنہگار تو پیدل ہوں گے متقی حضرات سوار کفار اوندھے منہ پیٹ کے بل رینگتے ہوئے چلیں گے قبروں سے محشر کی طرف سب پیدل جائیں گے جیسا کہ پچھلی حدیث میں گزرا۔ ممکن ہے کہ قبروں سے محشر ہی کی طرف ان مختلف طریقوں سے لوگ جائیں دوسرا احتمال اس لئے قوی ہے کہ یہاں محشر

marfat.com

فرمایا گیا یعنی جمع کئے جائیں گے یا محشر کی طرف جائیں گے۔ ۲۔ یہ دوسری جماعت اپنی قربانیوں نیک اعمال پر سوار ہوں گے خیال رہے کہ مومن اپنے اعمال پر سوار ہوں گے اور کفار پر ان کا مال ان کے اعمال سوار ہوں گے رب تعالیٰ فرماتا ہے **ولیحملن اثقالھم واثقالا مع اثقالھم** جیسے تندرست آدمی غذا پر سوار ہوتا ہے اور پیٹ کے مریض پر غذا سوار ہوتی ہے۔ چونکہ پیدل لوگوں کی تعداد زیادہ ہوگی سواروں کی کم اس لئے پیدل لوگوں کا ذکر پہلے فرمایا درجہ ان سواروں کا زیادہ ہوگا۔ ۳۔ یعنی یہ بات اللہ کی قدرت سے کوئی بعید نہیں وہ بڑی قدرتوں والا ہے وہ اس دن انہیں سانپ کی طرح چلائے گا یعنی اس طرح چلنے میں اس کا سر آگے ہوگا باقی حصہ پیچھے اب اگر ٹیلے روڑے وغیرہ کی ٹھوکر کھائے گا تو کٹنا لگے گا تو سر میں غرضیکہ راستہ کی ہر آفت سر برداشت کرے گا۔ جیسے دنیا میں راستہ کی ہر مصیبت پاؤں برداشت کرتے ہیں اس فرمان عالی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سفر محشر سے دوزخ کی طرف ہے کیونکہ قبروں سے محشر کی طرف جاتے وقت ساری زمین میدہ کی روٹی کی طرح صاف کر دی جاوے گی کہ وہاں نہ خار نہ غار نہ ٹیلہ نہ کنکر وغیرہ جیسا کہ پہلے احادیث میں گزر گیا۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَاَنَّهٗ رَاْيُ عَيْنٍ فَلْيَقْرَاْ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَاِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ وَاِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ (احمد، ترمذی)

(۵۳۰۵) روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسے یہ پسند ہو کہ قیامت کا دن آنکھوں دیکھے کی طرح دیکھے ا۔ تو **اذ الشمس کورت** اور **اذ السماء انشقت** کی تلاوت کرے ۲۔ (احمد، ترمذی)

(۵۳۰۵) ا۔ سن کر یقین کو علم الیقین کہتے ہیں۔ دیکھ کر یقین عین الیقین کہلاتا ہے اندر داخل ہو کر آزما کر یقین حق الیقین کہلاتا ہے ابھی ہم لوگوں کو قیامت اور وہاں کے حالات کا یقین ہے مگر علم الیقین سرکار فرما رہے ہیں کہ اگر تم قیامت کا عین الیقین چاہتے ہو تو یہ سورتیں پڑھو ان میں قیامت کا ایسا نقشہ کھینچا گیا ہے جیسے کہ بندہ اسے دیکھ ہی رہا ہے بعض بیان ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے سننے سے خبر گویا سامنے آجاتی ہے۔ ۲۔ ان سورتوں میں قیامت کا بیان اس کے حالات ایسے طریقہ سے بیان ہوئے ہیں کہ قیامت گویا سامنے آجاتی ہے بعض وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کا ذکر ایسے ہی فرماتے تھے کہ قیامت کا نقشہ نگاہوں کے سامنے کھچ جاتا تھا۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

تیسری فصل

وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ اِنَّ الصَّادِقَ الْمَصْدُوْقَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنِيْ اَنَّ النَّاسَ يُحْشَرُوْنَ ثَلٰثَةَ اَفْوَاجٍ فَوْجًا رَاكِبِيْنَ طَاعِمِيْنَ كَاسِيْنَ وَفَوْجًا يَسْحَبُهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ وَتَحْشُرُهُمُ النَّارُ وَفَوْجًا يَمْشُوْنَ وَيَسْعَوْنَ وَيُلْقِي اللّٰهُ الْاٰفَةَ عَلَى الظَّهْرِ فَلَا يَبْقٰى حَتّٰى

(۵۳۰۶) روایت ہے حضرت ابوذر سے فرماتے ہیں کہ سچ کہنے والے سچی خبر دینے والے ا۔ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خبر دی کہ لوگ تین فوجوں میں جمع کئے جائیں گے ۲۔ ایک فوج سوار عیش والے لباس پہنے ہوئے ۳۔ اور ایک فوج فرشتے ان کے چہروں پر گھسیٹیں گے اور انہیں آگ جمع کر لے ۴۔ اور ایک فوج جو چلیں گے اور دوڑیں گے ۵۔ اللہ تعالیٰ ان کی سواری پر آفت ڈال دے

marfat.com

اَنَّ الرَّجُلَ لَتَكُوْنُ لَهُ الْحِدْيَقَةُ يُعْطِيْهَا بِدَاتِ الْقَتَبِ لَا يَقْدِرُ عَلَيْهَا۔
(رَوَاهُ النَّسَائِيُّ)

گا۔ وہ باقی نہ رہے گی حتیٰ کہ ایک شخص جس کے پاس باغ ہو گا وہ ایک قابل سواری اونٹ کے عوض دے گا مگر وہ اس پر قادر نہ ہو گا ۶۔(نسائی)

(۵۳۰۶) ۱۔ یعنی حضور انور کی دو صفتیں ہیں۔ ایک یہ کہ آپ ہم کو سچی خبریں دیتے ہیں دوسرے یہ کہ رب تعالیٰ انہیں سچی خبریں دیتا ہے سچ سننے والے سچ بولنے والے صلی اللہ علیہ وسلم۔ ۲۔ حشر کی تین صورتیں ہیں ایک یہ کہ قریب قیامت عدن سے ایک عالمگیر آگ اٹھے گی۔ جو تمام دنیا کو فلسطین میں پہنچادے گی یہ حشر اول ہے۔ دوسرے یہ کہ دو سرا صور پھونکنے پر مردے قبروں سے اٹھ کر فلسطین پہنچیں گے۔ تیسرے یہ کہ فیصلہ ہو چکنے پر لوگ اپنے ٹھکانوں کی طرف چلیں گے۔ غالب یہ ہے کہ یہاں پہلا حشر مراد ہے جیسا کہ آگے والے مضمون سے ظاہر ہے ممکن ہے کہ دوسرا یا تیسرا حشر مراد ہو۔ ۳۔ یعنی یہ لوگ اطمینان سے اپنی سواریوں پر سوار ہو کر سفر کریں گے اعلیٰ لباس پہنے ہوئے۔ اگر پہلا حشر مراد ہے تو سواریوں سے مراد ان کی اپنی مملوکہ سواریاں جو اس وقت ان کے قبضے میں ہوں گی۔ اور اگر تیسرا حشر مراد ہے تو قربانی یا اپنے اعمال کی سواریوں مراد ہیں۔ اور اگر دوسرا حشر مراد ہے تو سواری پر خاص خاص لوگ ہوں گے۔ باقی لوگ پیدل پر سواری ان خاص لوگوں کو رب کی طرف سے مہیا کی جاوے گی۔ ۴۔ ظاہر یہ ہے کہ یہاں آگ سے مراد وہ ہی عالمگیر آگ ہے جو عدن سے اٹھ کر تمام لوگوں کو حشر کے میدان تک پہنچادے گی اس صورت میں **ملئکہ** کے کھینچنے سے مراد ہے ان کا نہایت ذلت کے ساتھ چلنا فرشتے انہیں نظر نہیں آئیں گے مگر کام کریں گے جیسے آج فرشتے ہمارے ساتھ رہتے اپنا کام کرتے ہیں ہم کو نظر نہیں آتے یہ اس صورت میں ہے کہ حشر سے مراد پہلا حشر ہو یعنی زندہ لوگوں کا زمین فلسطین میں پہنچنا جمع ہونا۔ اور اگر دوسرا یا تیسرا حشر مراد ہے تو فرشتوں کا انہیں کھینچنا ظاہر ہے اس صورت میں ۔یحشر کا فاعل فرشتے ہیں اور النار کو فتح ہے اصل میں الی النار تھا یعنی فرشتے انہیں دوزخ کی طرف گھسیٹیں گے (اشعہ) ۵۔ یعنی یہ پیادہ لوگ اطمینان سے نہیں جائیں گے بلکہ بھاگتے ہوئے جائیں گے ۶۔ اس فرمان عالی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پہلا حشر مراد ہے یعنی اپنی قبروں سے زمین فلسطین کی طرف جانا اور مطلب یہ ہے کہ اس وقت سواریاں بہت زیادہ ہلاک ہو چکی ہوں گی جب اس بھاگڑ کا وقت آوے گا تو باغ یا کھیت یا باغ کا مالک چاہے گا کہ کوئی میری یہ زمین لے لے اور مجھے ایک اونٹ قابل سواری دیدے مگر کوئی نہ دے گا کیونکہ اب باغ کھیت بے کار ہو چکے ہوں گے۔ جب یہاں سے بھاگ جانا ہی ہے تو باغ یا کھیت کا کیا فائدہ یہ حدیث علامات قیامت میں آنی چاہیے تھی نہ کہ حشر کے بیان میں مگر صاحب مصابیح کی اتباع میں صاحب مشکوۃ نے یہاں ہی بیان کر دی بعض نے فرمایا کہ اس پوری حدیث میں دوسرے یا تیسرے حشر کا ذکر ہے مگر بعض راویوں نے **ویلقی اللّٰہ الافۃ** الخ ایک دوسری حدیث کا ٹکڑا اس میں داخل کر دیا ہے اس صورت میں مطلب ظاہر ہے (مرقات) خیال رہے کہ قبروں سے محشر کی طرف سب لوگ پیدل جائیں گے مگر حضرات انبیاء اور خاص اولیاء اس وقت بھی سواریاں پر ہوں گے (مرقات) پھر محشر سے جنت کی طرف جاتے ہوئے اور پلصراط پر عام متقی مسلمان سواریوں پر ہوں گے اور سواریوں کی رفتار مختلف ہو گی یہ سواریاں قربانیاں اور اعمال کی ہوں گی (از مرقات)

marfat.com

بَابُ الْحِسَابِ وَالْقِصَاصِ وَالْمِيْزَانِ حساب، بدلہ، ترازو کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ پہلی فصل

حساب کے معنی، میں گنتی و شمار یہاں **مکلف** جن و انس کے اعمال کی گنتی مراد ہے جو قیامت میں بندے کے سامنے کی جائے گی سزا و جزا کے لئے اس حساب کا ثبوت قرآن و حدیث سے ہے اس پر اعتقاد رکھنا ضروری ہے قصاص بنا ہے قص سے بمعنی برابری یہاں مراد ہے اعمال کا بدلہ جو اعمال کے برابر ہو حساب سب کا نہ ہو گا مگر قصاص سب سے لیا جاوے گا اسی لئے قیامت میں جانوروں کو بھی اٹھا کر قصاص دلوا کر مٹی کر دیا جاوے گا (اشعہ)

وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ اَحَدٌ يُحَاسَبُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا هَلَكَ قُلْتُ اَوَلَيْسَ يَقُوْلُ اللّٰهُ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا فَقَالَ اِنَّمَا ذٰلِكَ الْعَرْضُ وَلٰكِنْ مَنْ نُوْقِشَ فِي الْحِسَابِ يَهْلِكْ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۳۰۷) روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ہے کہ کوئی جس کا قیامت کے دن حساب لیا جاوے گا، مگر وہ ہلاک ہو جاوے گا میں نے عرض کیا کہ کیا اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتا کہ اس کا حساب آسان لیا جاوے گا۔ ۲۔ فرمایا یہ تو صرف پیشی ہو گی لیکن جس سے حساب میں جرح کر لی گئی ۳۔ وہ ہلاک ہو جاوے گا۔ ۴۔ (مسلم، بخاری)

(۵۳۰۷) ۱۔ میزان یعنی اعمال تولنے کی ترازو حق ہے اس کا ثبوت قرآنی آیات اور احادیث سے ہے اس پر بھی ایمان لانا ضروری ہے اس کے دو پلڑے، ڈنڈی، زبان سب کچھ ہے دو پلڑوں کا فاصلہ اتنا ہے جتنا مشرق و مغرب میں فاصلہ ہے اعمال نامے یا خود اعمال اس میں وزن کئے جائیں گے حضرات انبیاء کرام اور بعض اولیاء کے اعمال کا وزن نہ کیا جائے گا وہاں وزنی پلڑا اونچا ہو گا۔ ہلکا پلڑا نیچے کیونکہ نور اوپر کو اٹھتا ہے نیچے نہیں جھکتا وہاں وزن ہاتھ سے نہ ہو گا بلکہ نیکیوں کا گناہوں سے ہو گا۔ ۲۔ حساب سے مراد ہے جرح والا حساب تو نے کیا کیا اور گناہ کیوں کئے ہلاکت سے مراد ہے عذاب میں گرفتاری جس سے کیوں پوچھ لیا وہ گیا۔ ۳۔ یعنی حضور کا یہ فرمان عالی قرآن مجید کی اس آیت کے مطابق کیونکر ہوا کہ جب حساب آسان ہو گا تو سزا کیسے ہو سکتی ہے۔ ۴۔ یعنی ہمارے فرمان عالی میں حساب سے مراد ہے تحقیق و جرح والا حساب جس میں ہر عمل کی پوچھ گچھ ہو کوئی گناہ نظر انداز نہ کیا جاوے پھر وجہ گناہ بھی پوچھی جاوے اور قرآن مجید میں حساب سے مراد صرف پیشی کا حساب ہے جس میں بعض موٹے موٹے گناہ پیش ہوں اور اکثر نظر انداز کر دیئے جاویں ان پیش فرمودہ اعمال کو دکھا کر اقرار کرا کر معاف کر دیا جاوے وہاں بخشش ہی بخشش ہے اعلیٰ حضرت نے عرض کیا۔ شعر:۔

☆ صدقہ پیارے کی حیا کا کہ نہ لے میرا حساب ☆ بخش بے پوچھے لجائے کا لجانا کیا ہے ☆

وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ

(۵۳۰۸) روایت ہے حضرت عدی ابن حاتم سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں ہے تم میں سے کوئی

marfat.com

إِلَّا سَيُكَلِّمُهُ رَبُّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ وَلَا حِجَابٌ يَحْجُبُهُ فَيَنْظُرُ أَيْمَنَ مِنْهُ فَلَا يَرَى إِلَّا مَا قَدَّمَ مِنْ عَمَلِهِ وَيَنْظُرُ أَشْأَمَ مِنْهُ فَلَا يَرَى إِلَّا مَا قَدَّمَ وَيَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَا يَرَى إِلَّا النَّارَ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

مگر اس سے اس کا رب کلام کرے گا اس کے اور رب کے درمیان نہ کوئی ترجمان ہو گا اور نہ پردہ جو اس کے لئے آڑ ہو تو وہ اپنے دائیں دیکھے گا تو نہ دیکھے گا مگر وہی عمل جو آگے بھیجے اور بائیں دیکھے گا تو نہ دیکھے گا مگر وہ ہی جو آگے بھیجے اور اپنے سامنے دیکھے گا تو آگ کے سوا نہ دیکھے گا اپنے سامنے تو تم آگ سے بچو اگرچہ کھجور کی قاش سے (مسلم، بخاری)

(۵۳۰۸) ۱۔ اس فرمان عالی سے معلوم ہوا کہ قیامت میں ہر ایک کو رب کا دیدار بھی ہو گا اور ہر ایک رب کا کلام بھی سنے گا مگر صالحین کو رحمت کا دیدار و کلام ہو گا بدکاروں سے غضب و قہر کا قرآن مجید میں جو ارشاد باری ہے کہ ہم سے کلام نہ کریں گے ہم ان کو دیکھیں گے نہیں وہاں رحمت و کرم کا دیدار و کلام مراد ہے۔ ۲۔ یعنی ہر چہار طرف اعمال ہوں گے بیچ میں عامل ہو گا اپنے ہر عمل کا نظارہ کرے گا ۳۔ یعنی حساب یہاں ہو رہا ہو گا۔ اور دوزخ کی آگ سامنے سے نظر آ رہی ہو گی کیسا بھیانک نظارہ ہو گا خدا کی پناہ ۴۔ یعنی دوزخ سے بچنے کا اعلیٰ ذریعہ صدقہ و خیرات ہے صدقہ اگرچہ معمولی ہو اخلاص سے وہ بھی آگ سے بچالے گا وہاں صدقہ کی مقدار نہیں دیکھی جاتی وہاں صدقہ والے کی نیت پر نظر ہوتی ہے کھجور کی قاش کی ہی خیرات کر دو شاید وہ ہی دوزخ سے بچالے یا یہ مطلب ہے کہ کسی کا معمولی حق بھی نہ مارو کہ وہ بھی دوزخ میں بھیج دے گا کسی کی کھجور کی قاش اس کی بغیر اجازت نہ لو (اشعۃ اللمعات)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ يُدْنِي الْمُؤْمِنَ فَيَضَعُ عَلَيْهِ كَنَفَهُ وَيَسْتُرُهُ فَيَقُولُ أَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا أَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا فَيَقُولُ نَعَمْ أَيْ رَبِّ حَتّٰى قَرَّرَهُ بِذُنُوبِهِ وَرَأَى فِي نَفْسِهِ أَنَّهُ قَدْ هَلَكَ قَالَ سَتَرْتُهَا عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا وَأَنَا أَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ فَيُعْطَى كِتَابَ حَسَنَاتِهِ وَأَمَّا الْكُفَّارُ وَالْمُنَافِقُونَ فَيُنَادٰى بِهِمْ عَلٰى رُءُوسِ الْخَلَائِقِ هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلٰى رَبِّهِمْ أَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظَّالِمِينَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۳۰۹) روایت ہے ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ مسلمان کو قریب کرے گا تو اس پر اپنا پردہ رکھے گا اور اسے چھپائے گا پھر فرمائے گا کیا تو فلاں گناہ پہچانتا ہے۔ کیا تو فلاں گناہ پہچانتا ہے۔ وہ کہے گا ہاں یا رب! حتیٰ کہ اس سے اس کے سارے گناہوں کا اقرار کرالے گا اور وہ اپنے دل میں سمجھے گا کہ ہلاک ہوا رب فرمائے گا کہ میں نے یہ عیوب دنیا میں چھپالئے تھے اور آج انہیں بخشتا ہوں پھر اس کی نیکیوں کی تحریر اسے دے دی جاوے گی لیکن کفار و منافقین ان کو مخلوق کے سامنے پکارا جاوے گا کہ یہ وہی لوگ ہیں جو اپنے رب پر جھوٹ بولے آگاہ رہو! کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے (مسلم بخاری)

(۵۳۰۹) ۱۔ کنف کے کئی معنی ہیں۔ پردہ۔ حفاظت۔ پناہ۔ نگہبانی۔ سایہ۔ پرندے کے بازو جن سے وہ اڑتا ہے یہاں پردہ کے معنی ہیں (اشعہ) چونکہ پرندہ انہیں بازوؤں پروں سے اپنے انڈوں بچوں کو چھپاتا بھی ہے ان کی حفاظت بھی کرتا ہے اسلئے اسے کنف کہتے ہیں۔ ۲۔ یعنی مومن کو گناہوں کے حساب کے وقت محشر والوں سے چھپایا جاوے گا کسی کو خبر نہ ہو گی کہ رب نے کیا حساب لیا

marfat.com

اور بندے نے کیا حساب دیا ۳۔ اس فرمان عالی سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ مومن اپنے گناہوں کا فوراً اقرار کرے گا وہاں بہانے نہ بنائے گا کفار جھوٹ بولیں گے **واللہ ربنا ماکنا مشرکین**۔ دوسرے یہ کہ مومنوں کی نیکیوں کا حساب علانیہ ہو گا گناہوں کا حساب خفیہ ہو گا بلکہ نیکوں کی نیکی چہروں پر نمودار ہو گی کہ ان کے منہ چمکتے ہوں گے مگر بدوں کی برائیاں چہروں پر ظاہر نہ ہوں گی ان کے منہ نہ بگڑیں گے کیوں نہ ہو کہ یہ لوگ پردہ پوش لج پال محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہیں ان کی پردہ پوشی دنیا میں بھی ہے آخرت میں بھی ہو گی۔ ۴۔ یعنی اب میں پکڑا گیا عذاب میں گرفتار ہوا وہ شخص دل میں یہ سوچتا ہو گا کسی سے کہے گا نہیں اس لئے فی نفسہ فرمایا گیا رب بھی اس کے عیب چھپائے گا بندہ بھی خاموش رہے گا۔ ۵۔ اس فرمان عالی سے ہی معلوم ہو رہا ہے کہ یہاں دنیا کے چھپے گناہوں کو بندہ خود ہی علانیہ کر تا رہا ہو ان کا وہاں بھی اعلان ہو گا لہٰذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ غدار کے چوتڑوں پر اس کی غداری کے مطابق جھنڈا لگایا جائے گا جس سے وہ سارے محشر میں مشہور ہو گا کہ وہ غداری بھی علانیہ تھی اس لئے اس کی سزا بھی علانیہ ہوئی۔ ۶۔ مومن کی بخشش ضرور ہو گی کسی کی اول ہی سے کسی کی کچھ سزا دے کر کسی کی شفاعت کے پانی سے گناہ دھو کر کسی کی بخشش دوزخ کی آگ میں کچھ روز تپا کر بہر حال ہر گنہگار کی بخشش یقینی ہے کیوں نہ ہو کہ محبوب کی امت تو ہے اعلیٰ حضرت نے کیا خوب فرمایا۔ شعر:۔

☆ واعظ ان کا میں گنہگار وہ میرے شافع ☆ اتنی نسبت مجھے کیا کم ہے تو سمجھا کیا ہے ☆

۷۔ یہ تحریر گویا جنت کا پروانہ وہاں کا ویزا ہو گا۔ اس میں اس بندے کی نیکیوں کا ذکر تو ہو گا مگر گناہوں کا تذکرہ نہ ہو گا کہ وہ تو معاف کر دیئے گئے۔ ۸۔ یعنی کفار و منافقین کی نیکیوں کا ذکر تک نہ ہو گا کیونکہ وہ سب رد ہو چکیں بغیر ایمان کوئی صدقہ وغیرہ قبول نہیں نیز وہ لوگ ان نیکیوں کی عوض دنیا میں اللہ کی نعمتیں استعمال کر چکے ہاں ان کے گناہوں کا اعلان بھی ہو گا اور حساب علانیہ بھی کیونکہ وہ پردہ پوش نبی کے دامن سے دور رہے۔

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَۃِ دَفَعَ اللّٰہُ اِلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ یَھُوْدِیًّا اَوْ نَصْرَانِیًّا فَیَقُوْلُ ھٰذَا فِکَاکُکَ مِنَ النَّارِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ

(۵۳۱۰) روایت ہے حضرت ابو موسیٰ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب قیامت کا دن ہو گا تو اللہ ہر مسلمان کو ایک یہودی یا عیسائی عطا فرمائے گا تو کہے گا کہ یہ تیرا فدیہ ہے آگ سے ا۔ (مسلم)

(۵۳۱۰) ۱۔ فک کے معنی ہیں گروی چیز کو چھڑانا فکاک وہ مال ہے جو دے کر گروی چیز چھڑائی جاوے ہر شخص کے لئے ایک ٹھکانہ دوزخ میں ہے دوسرا جنت میں مومن جنت میں اپنا ٹھکانا بھی لے گا اور کسی کافر کا بھی اور کافر دوزخ میں اپنا مقام بھی لے گا اور کسی مومن کا بھی یہاں یہ ہی مطلب ہے کہ اے مومن تو جنت میں اپنا ٹھکانا بھی لے اور اس یہودی عیسائی کا بھی یہ تیرے لئے ایسا ہے۔ جیسے گروی چیز کا فکاک چونکہ عیسائی یہودی مسلمانوں سے قریب ہوتے ہوئے بھی دور رہے تھے اس لئے خصوصیت سے ان کا ذکر ہوا یہ مطلب نہیں کہ مسلمان کے گناہوں کے عوض کافر دوزخ میں جاوے گا کہ یہ اسلامی قانون کے خلاف ہے **لا تزروا وازرۃ اخری**

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

(۵۳۱۱) روایت ہے حضرت ابو سعید سے فرماتے ہیں فرمایا رسول

marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَاءُ بِنُوْحٍ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُقَالُ لَهٗ هَلْ بَلَّغْتَ فَيَقُوْلُ نَعَمْ يَا رَبِّ فَتُسْئَلُ اُمَّتُهٗ هَلْ بَلَّغَكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ مَا جَاءَنَا مِنْ نَّذِيْرٍ فَيُقَالُ مَنْ شُهُوْدُكَ فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ وَّاُمَّتُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُجَاءُ بِكُمْ فَتَشْهَدُوْنَ اَنَّهٗ قَدْ بَلَّغَ ثُمَّ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت کے دن حضرت نوح کو لایا جائے گا۔ ان سے کہا جائے گا کہ آپ نے تبلیغ کی تھی وہ عرض کریں گے ہاں یا رب! پھر ان کی امت سے پوچھا جائے گا کہ کیا تم کو تبلیغ کی گئی تھی وہ کہیں گے کہ ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا نہ آیا فرمایا جاوے گا اے نوح! تمہارے گواہ کون ہیں؟ عرض کریں گے محمد مصطفیٰ اور ان کی امت حضور نے فرمایا کہ پھر تمہیں کہہ دیا جاوے گا تم گواہی دو گے کہ انہوں نے تبلیغ کی تھی ۳۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی کہ اسی طرح ہم نے تم کو بہترین امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور یہ رسول تمہارے نگران گواہ ہوں ۴۔ (بخاری)

(۵۳۱۱) ۱۔ چونکہ نوح علیہ السلام پہلے وہ نبی ہیں جو کفار کی طرف بھیجے گئے اس لئے ابتداءً انہیں سے ہوگی گزشتہ کافر امتیں اپنے نبیوں کی تبلیغ کا انکار کریں گی اس لئے مقدمہ چلے گا اور اس مقدمہ کی نوعیت یہ ہوگی ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ کا کوئی کافر انکار نہ کرسکے گا۔ ۲۔ یعنی تم تبلیغ کردینے کے مدعی ہو تمہاری امتیں اس کی منکر اور مدعی کے ذمہ گواہ پیش کرنا ہوتا ہے وہ اگر گواہ قائم نہ کرسکے تو مدعی علیہ قسم کھا کر مقدمہ جیت لیتا ہے معلوم ہوا کہ مقدمہ کا فیصلہ اس قانون کے ماتحت ہوتا ہے حاکم کے ذاتی علم پر فیصلہ نہیں ہوتا دیکھو رب تعالیٰ علیم و خبیر ہے مگر تحقیقات ہو رہی ہے۔ ۳۔ تشہدون میں خطاب صحابہ سے نہیں بلکہ ساری امت رسول اللہ سے ہے اولین و آخرین صالحین اور ہم جیسے گنہگار اور یہ گواہی صرف نوح علیہ السلام کے حق میں نہیں ہوگی بلکہ قریباً تمام نبیوں کے حق میں ہوگی کیونکہ سب کی کافر امتیں ان حضرات کی تبلیغ کا انکار کریں گی یہ امت ان انبیاء کرام کی گواہ ہوگی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی تصدیق فرمائیں گے کہ واقعی یہ سچ کہہ رہے ہیں میں نے ان کو ان حضرات انبیاء کرام کی تبلیغ کی خبر دی تھی اور حضور اسی امت کی صفائی بھی یہاں بیان فرمائیں گے کہ الٰہی میری امت گواہی دینے کے قابل ہے مدعی کو گواہ بڑا پیارا ہوتا ہے تمام نبیوں کو یہ امت پیاری ہے ہم کو بھی چاہیے کہ مسلمان بن کر رہیں کہ کل قیامت میں ہم نے نبیوں کی گواہی دینی ہے فاسق کی گواہی قبول نہیں ہوتی رب تعالیٰ توفیق دے۔ ۴۔ اس آیت کریمہ کی نفیس و لذیذ تحقیق ہماری تفسیر نعیمی میں ملاحظہ کرو اور شان حبیب الرحمٰن میں دیکھو۔ یہاں دو باتیں سمجھ لو کہ اس آیت میں وسط کے معنی بہترین ہے رب فرماتا ہے **قال اوسطهم** درمیانی زمانہ والی مراد نہیں کیونکہ یہ امت تو آخری ہے دوسرے یہ کہ یہاں **یکون الرسول علیکم شهیدا** میں شہید بمعنی گواہ نگران ہے اسی لئے یہاں **علیکم** ارشاد ہوا یہاں مرقات میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس میدان میں حاضر و ناظر ہیں (مرقات) بے خبر نہ گواہ بن سکتا ہے نہ کسی کی صفائی بیان کرسکتا ہے حضور اپنے ہر امتی کے ہر عمل سے خبردار ہیں اسی لئے آپ ان کی صفائی بیان فرمائیں گے اس لئے وہ انبیاء کرام عرض کریں گے۔ محمد و امتہ۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ (۵۳۱۲) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں ہم رسول اللہ

marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَحِكَ فَقَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مِمَّا اَضْحَكُ قَالَ قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ مِنْ مُخَاطَبَةِ الْعَبْدِ رَبَّهٗ يَقُوْلُ يَا رَبِّ اَلَمْ تُجِرْنِيْ مِنَ الظُّلْمِ قَالَ يَقُوْلُ بَلٰى قَالَ فَيَقُوْلُ فَاِنِّيْ لَا اُجِيْزُ عَلٰى نَفْسِيْ اِلَّا شَاهِدًا مِنِّيْ قَالَ فَيَقُوْلُ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ شَهِيْدًا وَّبِالْكِرَامِ الْكَاتِبِيْنَ شُهُوْدًا قَالَ فَيُخْتَمُ عَلٰى فِيْهِ فَيُقَالُ لِاَرْكَانِهٖ اَنْطِقِيْ قَالَ فَتَنْطِقُ بِاَعْمَالِهٖ ثُمَّ يُخَلّٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْكَلَامِ قَالَ فَيَقُوْلُ بُعْدًا لَّكُنَّ وَسُحْقًا فَعَنْكُنَّ كُنْتُ اُنَاضِلُ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے تو حضور ہنسے پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ میں کس چیز سے ہنستا ہوں! فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول خوب جانیں ا۔ فرمایا بندے کے اپنے رب سے عرض معروض کرنے پر، عرض کرے گا اے رب کیا تو نے مجھے ظلم سے امان نہیں دی۔ فرمائے گا ہاں۔ فرمایا تو بندہ کہے گا کہ میں اپنی ذات پر کوئی گواہی روا نہیں رکھتا مگر اپنے میں سے گواہ ۲۔ فرمایا کہ رب فرمائے گا آج تو ہی اپنے نفس پر کافی گواہ ہے اور کراماً کاتبین فرشتے گواہ ہیں ۳۔ فرمایا پھر اس کے منہ پر مہر کردی جائے گی ۴۔ پھر اس کے اعضاء سے کہا جاوے گا بولو! فرمایا وہ اس کے اعمال کے متعلق کلام کریں گے ۵۔ پھر بندے اور اس کے کلام کے درمیان خلوت کردی جائے گی ۶۔ فرمایا کہ وہ کہے گا کہ تمہیں دوری اور ہلاکت ہو میں تم ہی سے دفع کرتا رہا۔ تھا (مسلم)

(۵۳۱۲) ا۔ یعنی ہم کو خبر نہیں کہ حضور انور کس چیز سے ہنس رہے ہیں اس مجلس میں کوئی ہنسی کی بات تو ہو نہیں رہی ہے اس کی حقیقت حضور کو معلوم ہے نہ معلوم کیا خیال آگیا کہ حضور ہنس پڑے ۲۔ یہ بندہ کافر ہوگا اور کافر بھی وہ جو اپنے کفر و گناہوں کا انکار کرے گا کہ میں نہ مشرک و کافر تھا نہ گنہگار میں تو نہایت ہی نیک اعمال والا مومن تھا تیرے فرشتوں نے میرے نامہ اعمال غلط بھرے ان میں غلط اندراج کیا ہے یعنی سخت ڈھیٹ کافر ہوگا کہے گا مجھے تو میرے جسم میں سے گواہ چاہئیں میں تو ان کی گواہی مانوں گا مجھے انہیں کا اعتبار ہے۔ ۳۔ رب تعالیٰ فرمائے گا کہ ہم تیرے ان ہی اعضاء سے گواہی لے لیتے ہیں جن سے تو گناہ کرتا تھا اور اس گواہی کی تائید میں کراماً کاتبین فرشتوں کی تحریریں پیش کرتے ہیں تو اپنے ان اعضاء کا بیان سن اور وہ تحریریں دیکھ دونوں کو یکساں پائے گا سبحان اللہ، کون ہے جو رب کے حساب پر جرح کرسکے یا بہانہ بنا سکے رب تعالیٰ رحم فرمائے۔ شعر:۔

☆ صدقہ پیارے کی حیا کا کہ نہ لے میرا حساب ☆ بخش بے پوچھے لجائے کو لجانا کیا ہے ☆

۴۔ اس طرح کہ اس کے دونوں ہونٹ ملا کر ان پر مہر لگادی جائے گی تاکہ ہونٹ ہل نہ سکیں اور بندہ بول نہ سکے معلوم ہوا کہ کافر انسان کی زبان بڑی ہی بے حیا ہے رب تعالیٰ کے بارگاہ میں بھی جھوٹ بولنے دھوکہ دینے کی کوشش سے باز نہ آوے گی سارے اعضاء سچ بول دیں گے مگر زبان جھوٹ ہی بولتی رہے گی۔ سب کی پناہ۔ ۵۔ یعنی اس کا ہر عضو اپنے اعمال کی خبر اور دوسرے عضو کے اعمال کی گواہی دے گا لہٰذا یہ ہی اعضاء زبان کے کفر و شرک جھوٹ غیبت کی بھی گواہی دیں گے لہٰذا اس فرمان عالی پر یہ اعتراض نہیں کہ زبان کے گناہوں کی گواہی کون دے گا بہرحال سارے گناہ سامنے آجائیں گے۔ سائیں بلھے شاہ فرماتے ہیں۔ شعر:۔

☆ جندڑی تینوں یار دے اگے نچنا پیناں ☆ جندڑیئے گھنڈ چک کے ☆

۶۔ یعنی اعضاء کی ان گواہیوں کے بعد اسے تنہا چھوڑ دیا جائے گا کہ وہ اپنے اعضاء سے باتیں کرے اسے کلام کا موقعہ دیا جائے گا

marfat.com

جہاں کوئی دوسرا نہ ہو۔ ۷۔ یعنی تمہارا بیڑا غرق ہو میں تمہاری ہی مدد سے تو گناہ کرتا تھا لوگوں کو دفع کرتا تھا اور تم نے ہی میرے خلاف گواہی دے دی تم نے یہ کیا کیا میں تم سے لوگوں کی تکالیف دور کرتا تھا۔ تم کو ہر شر اور ہر تکلیف سے بچاتا تھا مگر تم نے مجھ سے دشمنی کی مجھے نہ بچایا بلکہ پھنسا دیا۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ نَرٰی رَبَّنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ قَالَ هَلْ تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَةِ الشَّمْسِ فِی الظَّهِیْرَةِ لَیْسَتْ فِیْ سَحَابَةٍ قَالُوْا لَا قَالَ فَهَلْ تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَةِ الْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ لَیْسَ فِیْ سَحَابَةٍ قَالُوْا لَا قَالَ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَةِ رَبِّكُمْ اِلَّا كَمَا تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَةِ اَحَدِهِمَا قَالَ فَیَلْقَی الْعَبْدَ فَیَقُوْلُ اَیْ فُلْ اَلَمْ اُكْرِمْكَ وَاُسَوِّدْكَ وَاُزَوِّجْكَ وَاُسَخِّرْ لَكَ الْخَیْلَ وَالْاِبِلَ وَاَذَرْكَ تَرْاَسُ وَتَرْبَعُ فَیَقُوْلُ بَلٰی قَالَ فَیَقُوْلُ اَفَظَنَنْتَ اَنَّكَ مُلَاقِیَّ فَیَقُوْلُ لَا فَیَقُوْلُ فَاِنِّیْ اَنْسَاكَ كَمَا نَسِیْتَنِیْ ثُمَّ یَلْقَی الثَّانِیْ فَیَذْكُرُهٗ مِثْلَهٗ ثُمَّ یَلْقَی الثَّالِثَ فَیَقُوْلُ لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ اٰمَنْتُ بِكَ وَبِكِتَابِكَ وَبِرُسُلِكَ وَصَلَّیْتُ وَصُمْتُ وَتَصَدَّقْتُ وَیُثْنِیْ بِخَیْرٍ مَا اسْتَطَاعَ فَیَقُوْلُ هٰهُنَا اِذًا ثُمَّ یُقَالُ اَلْاٰنَ نَبْعَثُ شَاهِدًا عَلَیْكَ وَیَتَفَكَّرُ فِیْ نَفْسِهٖ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْهَدُ عَلَیَّ فَیُخْتَمُ عَلٰی فِیْهِ وَیُقَالُ لِفَخِذِهٖ اِنْطِقِیْ فَتَنْطِقُ فَخِذُهٗ وَلَحْمُهٗ وَعِظَامُهٗ بِعَمَلِهٖ وَذٰلِكَ لِیُعْذِرَ مِنْ نَفْسِهٖ وَذٰلِكَ

(۵۳۱۳) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں ۱۔ گے فرمایا کیا تم دوپہری میں جب کہ سورج بادل میں نہ ہو اس کے دیکھنے میں کچھ تردد کرتے ہو لوگ بولے نہیں ۲۔ تو کیا تم چودھویں رات چاند کے دیکھنے میں شک کرتے ہو جب کہ وہ بادل میں نہ ہو عرض کیا نہیں فرمایا تو اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم اپنے رب کے دیکھنے میں نہیں شک کرو گے مگر جیسا کہ شک کرتے ہو تم ۳۔ ان دونوں میں سے ایک کے دیکھنے میں فرمایا رب بندے سے ملے گا ۴۔ فرمائے گا اے فلاں کیا میں نے تجھے عزت نہیں دی تجھے سردار نہیں بنایا تجھے بیوی نہیں دی گھوڑے اونٹ کو تیرا فرمانبردار نہیں کیا اور تجھے نہ کہا کہ تو سردار بنے چہارم غنیمت سے وہ کہے گا ۵۔ ہاں پھر فرمائے گا کیا تجھے یقین تھا کہ تو مجھ سے ملے گا عرض کرے گا نہیں ۶۔ فرمائے گا میں تجھے بھولا ہوا چھوڑتا ہوں ۷۔ جیسے تو نے مجھے بھلا دیا تھا پھر دوسرے بندے سے ملے گا اس طرح ذکر فرمایا ۸۔ پھر تیسرے بندے سے ملے گا اس کی مثل فرمائے گا وہ عرض کرے گا الٰہی میں تجھ پر تیری کتاب پر تیرے رسولوں پر ایمان لایا تھا میں نے نمازیں پڑھی ہیں روزے رکھے خیرات کی۔ جہاں تک ہو سکے گا اپنی تعریفیں کرے گا ۹۔ تو رب فرمائے گا اچھا تو تو یہاں ہی ٹھہر ۱۰۔ پھر فرمایا جاوے گا اب ہم تجھ پر گواہ لائیں گے وہ اپنے دل میں سوچے گا کہ ایسا کون ہے جو میرے خلاف گواہی دے گا ۱۱۔ تب اس کے منہ پر مہر کر دی جاوے گی اور اس کی ران سے کہا جاوے گا کہ تو بول۔ اس کی ران اس کا گوشت اور اس کی ہڈیاں اس کے اعمال بتائیں گی۔ ۱۲۔ یہ اس لئے ہو گا تاکہ بندہ کے عذر دور کر

marfat.com

الْمُنَافِقُ وَذٰلِكَ الَّذِیْ سَخِطَهُ اللّٰهُ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) وَذُكِرَ حَدِیْثُ اَبِیْ هُرَیْرَةَ یَدْخُلُ مِنْ اُمَّتِیَ الْجَنَّةَ فِیْ بَابِ التَّوَكُّلِ بِرِوَایَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ۔

دے ۱۳۔ یہ بندہ منافق ہو گا یہ وہ ہو گا جس سے اللہ ناراض ہے ۱۴۔ (مسلم) اور حضرت ابو ہریرہ کی حدیث کی میری امت میں سے جنت میں جائیں گے (باب توکل میں بروایت حضرت ابن عباس روایت کر دی گئی) ۱۵۔

(۵۳۱۳) ۱۔ دیدار الٰہی قیامت میں بھی ہو گا اور جنت میں بھی قیامت میں تو ہر کافر و مومن دیکھے گا مگر کافر کو دیدار غضب و قہر والا ہو گا جیسا کہ ابھی کچھ پہلے گزر چکا مومن کو رحمت والا یہاں محشر والے دیدار کے متعلق یہ سوال ہے۔ ۲۔ سبحان اللہ کیسا پیارا پاکیزہ جواب ہے کہ سورج جیسی چمک دار چیز جب حجاب میں نہ ہو تو اس کے دیدار میں کوئی تردد نہیں ہوتا۔ اسی طرح وہاں دیدار میں کوئی شک و شبہ نہ ہو گا۔ ۳۔ یعنی جیسے تم ان حالات میں سورج اور چاند کو دیکھنے میں شک نہیں کرتے ایسے ہی رب تعالیٰ کا دیدار کرو گے کہ تمہیں اس میں کسی قسم کا تردد نہ ہو گا یقین سے دیکھو گے **خیال رہے** کہ **تضارون** اگر ر کے شد سے ہے تو یہ ضرف معنی نقصان سے بنا ہے اور اگر ر پر پیش سے ہے تو خبر۔ معنی مضائقہ و مناظرہ سے بنا ہے معنی یہ ہیں کہ تم لوگ رب تعالیٰ کے دیدار میں تم ایک دوسرے سے جھگڑو گے نہیں سب مان لیں گے کہ واقعی رب کا دیدار ہوا مطلب یہ ہی ہے کہ اس دیدار میں کسی کو شک نہ ہو گا شک سے ہی تو مناظرے اور جھگڑے ہوتے ہیں چودھویں کے چاند دوپہر کے سورج میں کوئی مناظرہ نہیں کرتا سب مان لیتے ہیں سبحان اللہ کیا نفیس تشبیہ ہے۔ ۴۔ ظاہر یہ ہے کہ اس بندہ سے مراد بندہ کافر و مشرک ہے جیسا کہ اگلے مضمون سے واضح ہے اور ملنے سے مراد ہے رب تعالیٰ کو دیکھنا قیامت میں رب کا دیدار اس سے ہم کلام کفار بھی ہوں گے مگر یہ دیدار اور کلام غضب کے ہوں گے نہ کہ رحمت کے دوزخ میں پہنچ کر نہ انہیں رب کا دیدار ہو گا نہ اس سے کلام مسلمانوں کو یہ دونوں چیزیں قیامت میں بھی میسر ہوں گی دیدار و کلام رحمت والا میسر ہو گا اور جنت میں میسر ہوا کرے گا لہٰذا یہ حدیث نہ تو اس آیت کے خلاف ہے **انہم عن ربہم یومئذ لمحجوبون** اور نہ اس فرمان کے خلاف ہے **لا یکلمھم اللہ ولا ینظر الیہم** قرآن کریم میں رحمت کے دیدار و کلام کی نفی ہے یہاں غضب کے دیدار و کلام کا ثبوت ہے یا قرآن مجید میں دوزخ میں پہنچنے کے بعد دیدار و کلام کی نفی ہے یہاں قیامت میں دیدار و کلام کا ثبوت دونوں برحق ہیں۔ ۵۔ زمانہ جاہلیت میں سرداران قوم جنگوں میں اگرچہ شریک نہ ہوتے مگر وہاں کے لوٹے ہوئے مال میں سے چہارم حصہ خود لیتے تھے اپنی سرداری کا حق یہاں اسی کا ذکر ہے یعنی ہم نے تجھ کو دنیا میں عمومی نعمتیں بھی عطا کی تھیں اور خصوصی نعمتیں بھی۔ خیال رہے کہ اسلام میں صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غنیمت کا پانچواں حصہ پیش کیا جاتا تھا اور حضور انور اس میں سے بھی بقدر ضرورت خود لے کر باقی مسلمانوں کی ضرورتوں میں خرچ فرما دیتے تھے لہٰذا اس چہارم اور اس خمس میں بڑا فرق ہے۔ ۶۔ اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہ کلام کافر سے ہے جو قیامت کا منکر تھا۔ ۷۔ یہ فرمان اس آیت کی شرح ہے **وکذلک الیوم تنسی** یہاں بھولنے سے مراد ہے چھوڑ دینا کیونکہ اللہ تعالیٰ بھول چوک سے پاک ہے۔ ۸۔ یعنی اس دوسرے کافر بندے سے بھی وہ ہی سوال ہو گا اور وہ بندہ وہی جواب دے گا یعنی اپنے کفر و عناد کا اقرار کرے گا۔ ۹۔ یہ تیسرا بندہ بھی کافر بلکہ منافق ہو گا مگر ڈھیٹ کافر کہ اپنے کفر و شرک اور تمام گناہوں کا انکار کر دے گا اور اپنے تقویٰ و طہارت کے دعویٰ کرے گا رب تعالیٰ سے بھی شرم نہ کرے گا ۱۰۔ پچھلے دونوں بندوں کو دوزخ میں بھیج دیا جاوے گا مگر ان کا عذاب اس ڈھیٹ سے ہلکا ہو گا کیونکہ عدالت کو دھوکا دینا جرم ہے یہ جرم اس تیسرے نے کیا۔ ان دونوں نے نہیں کیا اسے اس دھوکے کی سزا بھی ملے گی

marfat.com

یعنی جب تو یہ کہتا ہے تو ٹھہر جا تیرا فیصلہ گواہی وغیرہ کے بعد ہو گا کیونکہ تو اپنے جرموں کا انکاری ہے جرم کے اقراری پر گواہ قائم نہیں کئے جاتے **ھھنا** سے پہلے واقف پوشیدہ ہے یعنی تو اسی حساب کی جگہ ٹھہرا رہے ۱۱۔ کیونکہ میں نے کفر و شرک اور صدہا گناہ لوگوں سے چھپ کر کئے تھے میرے خلاف گواہی کون دے سکتا ہے گواہ باخبر چاہیے لوگ بے خبر ہیں۔ لوگوں کو تو میرے کلمہ نمازوں کی خبر ہے۔ ۱۲۔ یعنی اس کے سارے اعضاء جن سے اس نے گناہ کئے تھے وہ اپنے عمل کا اقرار کریں گے اور دوسرے اعضاء اس پر گواہ ہوں گے مثلاً آنکھ کان کے خلاف گواہ اور کان آنکھ کے خلاف گواہ ۱۳۔ **لیعذر** باب افعال کا مضارع ہے اس کا مصدر اعذار ہے۔ بمعنی دفع عذر یعنی رب تعالیٰ بندے کے سارے عذر ختم کر کے پھر سزا کا فیصلہ سنائے گا ۱۴۔ اس فرمان عالی سے معلوم ہوا کہ یہ بندہ اپنی دانست میں سچ کے گا واقعی وہ دنیا میں ریاکاری کے لئے نماز وغیرہ ادا کرتا تھا۔ منافقت سے کلمہ پڑھتا تھا مگر اس کے یہ اعمال قابل قبول نہ تھے اس لئے رد ہو گئے۔ خفیہ طور پر کفر و فسق کرتا تھا ان پر پکڑا گیا۔ ۱۵۔ یعنی صاحب مصابیح امام بغوی نے وہ حدیث یہاں روایت کی تھی بروایت ابو ہریرہ اور باب التوکل میں بھی بیان کی تھی بروایت حضرت ابن عباس گویا مکرر بیان کی تھی۔ ہم نے یہاں سے ابو ہریرہ والی روایت حذف کر دی اور باب التوکل میں بروایت ابن عباس نقل کر دی (مرقات) اس عبارت میں بظاہر اشکال دور ہو گیا۔ کہ حدیث ایک ہے مگر دو راویوں سے دو جگہ مصابیح میں ذکر کی گئی تھی۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

دوسری فصل

وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ وَعَدَنِیْ رَبِّیْ اَنْ یُّدْخِلَ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِیْ سَبْعِیْنَ اَلْفًا لَّا حِسَابَ عَلَیْهِمْ وَلَا عَذَابَ مَعَ کُلِّ اَلْفٍ سَبْعُوْنَ اَلْفًا وَثَلٰثُ حَثَیَاتٍ مِنْ حَثَیَاتِ رَبِّیْ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

(۵۳۱۴) روایت ہے حضرت ابوامامہ سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ مجھ سے میرے رب نے وعدہ فرمالیا ہے کہ میری امت میں سے ستر ہزار کو جنت میں اس طرح داخل فرمائے گا کہ نہ ان کا حساب ہو گا نہ عذاب ۱۔ ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار ۲۔ اور میرے رب کے لپوں میں سے تین لپ ۳۔ (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

(۵۳۱۴) ۱۔ عربی زبان میں لفظ سبعین یا لفظ سبعین الف زیادتی بیان کرنے کے لئے آتا ہے وہ ہی مراد ہے لاحساب کے معنی ہیں کہ ان سے مطلقاً حساب نہ ہو گا نہ حساب یسیر نہ حساب مناقشہ مگر مرقات نے فرمایا کہ یہاں حساب مناقشہ کی نفی ہے پیشی والا حساب تو ہو گا مگر قوی یہ ہی ہے کہ مطلقاً حساب نہ ہو گا اور جب حساب ہی نہ ہوا تو عذاب کا سوال ہی نہیں حساب سے مراد حساب قیامت ہے اور ہو سکتا ہے کہ حساب قیامت اور حساب قبر دونوں مراد ہوں۔ نہ حساب قبر سب کے لئے ہے نہ عذاب محشر سب کے لئے بعض حضرات ان حسابوں سے علیحدہ ہیں۔ ۲۔ پہلے ستر ہزار تو وہ تھے جو اپنے نیک اعمال کی وجہ سے بے حساب جنتی ہوئے اور دوسرے ستر ہزار وہ ہیں جو ان پہلوں کی طفیل ان کی خدمت ان کے قرب کی وجہ سے بے حساب جنت میں گئے گلدستہ میں پھولوں کے ساتھ گھاس بندھ جاتی ہے تو وہ بھی عزت پا جاتی ہے یعنی ان میں سے ہر ایک کے ساتھ بے شمار لوگ ہوں گے۔ جو ان کے طفیل بخشے جائیں گے۔ شعر:۔

marfat.com

☆ شنیدم کہ درروز امید وبیم ☆ بداں رابہ نیکاں بہ بخشد کریم ☆

۳۔ ظاہر یہ ہے کہ ثلث معطوف ہے سبعون الفا پر مطلب یہ ہے کہ ہر شخص کے ساتھ ستر ہزار اور رب تعالیٰ کے تین لپ بعض نے فرمایا کہ یہ معطوف ہے سبعین الفا" پر اور یہ دخل کا مفعول ہے یعنی مجھ سے رب نے وعدہ فرمایا کہ تین لپ بھر اور بھی جنت میں بے حساب بھیجے گا مگر پہلے معنی زیادہ قوی ہیں لپ سے مراد ہے بے اندازہ کیونکہ جب کسی کو بغیر گنے بغیر تولے ناپے دنیا ہوتا ہے تو وہاں لپ بھر بھر کر دیتے ہیں یا کہو کہ یہ حدیث متشابہات میں سے ہے ورنہ رب تعالیٰ مٹھی اور لپ سے پاک ہے۔

وَعَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُعْرَضُ النَّاسُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ثَلٰثَ عَرَضَاتٍ فَاَمَّا عَرْضَتَانِ فَجِدَالٌ وَمَعَاذِیْرُ وَاَمَّا الْعَرْضَةُ الثَّالِثَةُ فَعِنْدَ ذٰلِكَ تَطِیْرُ الصُّحُفُ فِی الْاَیْدِیْ فَاٰخِذٌ بِیَمِیْنِهٖ وَاٰخِذٌ بِشِمَالِهٖ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ لَا یَصِحُّ هٰذَا الْحَدِیْثُ مِنْ قِبَلِ اَنَّ الْحَسَنَ لَمْ یَسْمَعْ مِنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَقَدْ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی۔

(۵۳۱۵) روایت ہے حضرت حسن سے ا۔ وہ حضرت ابو ہریرہ سے راوی فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت کے دن لوگوں کی تین پیشیاں ہوں گی۔ دو پیشیاں تو بحث اور معذرت کی ہیں ۲۔ اور رہی تیسری پیشی تو اس وقت نامہ اعمال ہاتھوں میں اڑ کر پہنچ جائیں گے ۳۔ بعض داہنے ہاتھوں میں لیں گے۔ بعض بائیں ہاتھوں میں ۴۔ (احمد، ترمذی) اور ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث اس وجہ سے صحیح نہیں کہ حسن نے حضرت ابو ہریرہ سے سنا نہیں ۵۔ بعض محدثین نے یہ حدیث بروایت حسن عن ابی موسیٰ روایت کی ہے۔ ۶۔

(۵۳۱۵) ا۔ حسن سے مراد حضرت خواجہ حسن بصری ہیں آپ تابعی ہیں آپ کی والدہ حضرت ام سلمہ کی خادمہ تھیں ایک بار آپ رو رہے تھے آپ کی ماں ام سلمہ کا کام کر رہی تھیں ام المومنین نے آپ کو گود میں لے کر اپنا پستان آپ کے منہ میں دے دیا۔ اس پستان شریف کی برکت تھی کہ آپ علوم کے دریا بے پایاں ہو گئے تمام طریقت کے سلسلوں کے مرکز ہیں رضی اللہ عنہ۔ ۲۔ جدال سے مراد کفار و منافقین کا اپنے جرموں سے انکار کر دینا پھر ان کے اعضاء کی گواہی ان کے خلاف معاذیر سے مراد ہے اپنے گناہوں کا اقرار کرنا ساتھ ہی اپنی مجبوری و معذوری پیش کرنا کہ میں نے فلاں مجبوری سے یہ گناہ کیا تھا۔ پہلے گناہوں کا انکار کریں گے پھر اقرار مع ان بہانوں کے مگر گنہگار مسلمان بغیر حیل و حجت اپنے گناہوں کا اقرار کر لے گا اس پر رحمت ہو گی۔ ۳۔ یعنی اس بار سب کے نامہ اعمال نہایت تیزی سے اچانک تقسیم ہو جائیں گے گویا اڑ کر ہاتھوں میں پہنچ گئے پل بھر میں تقسیم ہو گی۔ ۴۔ یعنی نامہ اعمال بعض کو داہنے ہاتھ میں دیئے جائیں گے وہ بائیں میں نہ پکڑ سکیں گے یہ مومنین ہوں گے بعض کو بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے یہ داہنے میں نہ لے سکیں گے یہ کفار و منافقین ہوں گے اس سے ہی مومنین و کفار کی پہچان ہو جائے گی۔ جو کہے کہ حضور انور کو اپنے پرائے کی پہچان نہ ہو گی وہ جھوٹا ہے۔ ۵۔ لہٰذا یہ حدیث منقطع ہے اس میں کوئی راوی رہ گیا ہے خیال رہے کہ بخاری نے تین حدیثیں عن الحسن عن ابی ہریرہ روایت کیں مسلم نے روایت نہیں کیں۔ بخاری کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ حسن بصری کی ملاقات حضرت ابو ہریرہ سے ہے یہ تو سب مانتے ہیں کہ آپ نے حضرت ابو ہریرہ کا زمانہ پایا ہے غالب ہے کہ ملاقات بھی کی ہو۔ (مرقات، اشعہ) ۷۔ صاحب مشکوٰۃ نے اکمال میں لکھا کہ خواجہ حسن بصری نے حضرت انس ابن مالک سے۔ ابو موسیٰ

marfat.com

اشعری۔ اور عبداللہ ابن عباس وغیرہم سے ملاقات کی ہے لہٰذا حسن عن ابی موسیٰ والی روایت ان کے نزدیک متصل ہے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ سَيُخَلِّصُ رَجُلًا مِّنْ اُمَّتِيْ عَلٰى رُءُوْسِ الْخَلَآئِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَنْشُرُ عَلَيْهِ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ سِجِلًّا كُلُّ سِجِلٍّ مِثْلُ مَدِّ الْبَصَرِ ثُمَّ يَقُوْلُ اَتُنْكِرُ مِنْ هٰذَا شَيْئًا اَظَلَمَكَ كَتَبَتِيَ الْحَافِظُوْنَ فَيَقُوْلُ لَا يَارَبِّ فَيَقُوْلُ اَفَلَكَ عُذْرٌ فَيَقُوْلُ لَا يَا رَبِّ فَيَقُوْلُ بَلٰى اِنَّ لَكَ عِنْدَنَا حَسَنَةً وَّاِنَّهٗ لَا ظُلْمَ عَلَيْكَ الْيَوْمَ فَتُخْرَجُ بِطَاقَةٌ فِيْهَا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فَيَقُوْلُ احْضُرْ وَزْنَكَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ مَا هٰذِهِ الْبِطَاقَةُ مَعَ هٰذِهِ السِّجِلَّاتِ فَيَقُوْلُ اِنَّكَ لَا تُظْلَمُ قَالَ فَتُوْضَعُ السِّجِلَّاتُ فِيْ كَفَّةٍ وَالْبِطَاقَةُ فِيْ كَفَّةٍ فَطَاشَتِ السِّجِلَّاتُ وَثَقُلَتِ الْبِطَاقَةُ فَلَا يَثْقُلُ مَعَ اسْمِ اللّٰهِ شَيْءٌ

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

(۵۳۱۶) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمرو سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ میری امت میں سے ایک شخص کو قیامت کے دن مخلوق کے سامنے چھانٹے گا۔ تو اس کے سامنے ننانوے دفتر پھیلائے جائیں گے۔ ہر دفتر حد بصر ہو گا ۲۔ پھر فرمائے گا کیا تو ان میں سے کسی چیز انکار کرتا ہے ۳۔ کیا تجھ پر میرے نگران **کاتبین** نے ظلم کیا ہے عرض کرے گا نہیں یا رب پھر فرمائے گا کیا تیرے پاس کوئی عذر ہے عرض کرے گا نہیں ۵۔ یا رب تو فرمائے گا ہمارے پاس تیری ایک نیکی بھی ہے اور تجھ پر ظلم آج نہ ہو گا ۶۔ تو ایک ورقہ نکالا جاوے گا جس میں ہو گا **اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ و رسولہ** ۷۔ رب فرمائے گا جا اپنے تول پر حاضر ہو ۸۔ وہ کہے گا یا رب یہ ورقہ ان دفتروں کے مقابل کیا ہے ۹۔ رب فرمائے گا کہ تو ظلم نہیں کیا جائے گا فرمایا کہ پھر یہ دفتر ایک پلے میں اور یہ پرچہ دوسرے پلہ میں رکھا جائے گا ۱۰۔ تو یہ دفتر ہلکے ہو جائیں گے اور وہ پرچہ بھاری ہو جاوے گا ۱۱۔ اللہ کے نام کے مقابل کوئی چیز وزنی نہ ہو گی ۱۲۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

(۵۳۱۶) ۱۔ یعنی ایک شخص کو دوسرے لوگوں سے علیحدہ کر دیا جاوے گا۔ جس کے ساتھ وہ معاملہ کیا جائے گا جو آگے مذکور ہے۔ ۲۔ سجل سین اور جیم کے کسرہ لام کے شد سے بڑی کتاب یعنی دفتر قرآن کریم میں دفتر کے محافظ فرشتے کو سجل فرمایا گیا ہے **کطی السجل للکتب** یعنی اس شخص کے سامنے اس کے گناہوں کے ننانوے دفتر پیش کئے جائیں گے اسے دکھائے جائیں گے یہ ہے پیشی والا حساب جسے یسیر کہا جاتا ہے (مرقات) ۳۔ خیال رہے کہ قیامت میں کوئی شخص اندھا، کانا، بے پڑھا نہ ہو گا۔ ہر جاہل سے جاہل شخص بھی اس دن سب کچھ پڑھے گا۔ ۴۔ خیال رہے کہ بندہ کا یہ اقرار جرم ہی رب تعالیٰ کو آج بھی پیارا ہے کل قیامت میں بھی پیارا ہو گا اللہ تعالیٰ نے اقرار جرم کی توفیق دے بہانہ بازیاں اور انکار جرم بڑی سخت پکڑ ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے کیا خوب کہا۔ شعر:۔

☆ عذر بدتر از گنہ کا ذکر کیا ☆ ہم پہ بے پوچھے ہی رحمت کیجئے ☆

۵۔ یہاں عذر سے مراد اپنی معذوری یا بہانہ ہے جو گناہ کا باعث ہو یعنی کیا تیرے پاس کوئی وجہ گناہ موجود ہے۔ مجبوری، بے خبری وغیرہ بندہ اس کا انکار کرے گا۔ عرض کرے گا میں نے بغیر کسی مجبوری بے علمی کے گناہ کئے ہیں میں گناہ گار ہوں معافی دیدے جس

marfat.com

لائق میں تھا میں نے کر لیا جو تیری شان عالی کے لائق ہے وہ تو کر۔ میں گناہگار تو ستار و غفار ہے مہربانی فرما۔ یا ببول کے درخت میں کانٹے ہی ہوں گے پھل نہیں۔ ۶۔ بندے کے اس عذر پر دریائے رحمت جوش میں آجاوے گا۔ بطاقہ وہ چھوٹا سا پرچہ جو حفاظت کے لئے کپڑے میں لپیٹ رکھا جاوے **طاقة** کہتے ہیں کپڑے کی تہ کو بکثرت زائد ہے (قاموس' ولمعات) معلوم ہوتا ہے کہ مومن کا کلمہ طیبہ رب کی بارگاہ میں بڑی حفاظت سے رہتا ہے۔ ۷۔ یہ کلمہ طیبہ وہ ہوگا جسے مومن زندگی میں صدق دل سے پڑھا کرتا تھا اور جو اس نے مرتے وقت پڑھا تھا۔ اسی پر جان' رب کے سپرد کی تھی اللہ تعالیٰ ہم سب کو کلمہ طیبہ پر خاتمہ نصیب کرے ہم نے عرض کیا ہے۔ شعر:۔

☆ وہ ہی موت ہے وہ زندگی جو خدا نصیب کرہمیں ☆ کہ مرے تو انکے ہی نام پر جو جیئے تو ان پہ نثار ہے ☆

۷۔ یعنی میزان اعمال پر جا اپنے ان دفتروں کو اس پرچہ سے وزن کرا معلوم ہوا کہ وہاں وزن باٹوں سے نہ ہوگا بلکہ نیک اعمال کا بڑے اعمال سے ہوگا۔ اس لئے حضرات انبیاء کرام اور خاص اولیاء اللہ کے لئے وزن نہیں کہ وہاں گناہ کوئی نہیں پھر وزن کس چیز سے ہو۔ ۸۔ یعنی یا رب اس وزن سے سوائے میری رسوائی کے اور کیا ہوگا ابھی تو میرا معاملہ تیرے حضور ہے اور جب وزن ہوا تو اس وزن کو سب دیکھیں گے وہاں یہ پرچہ یقیناً ہلکا ہوگا تو میری رسوائی ہی ہوگی۔ اس لئے وزن نہ کرا میرا پردہ رکھ لے۔ ۹۔ اس طرح کہ نیکیوں کے پلے میں یہ پرچہ رکھا جاوے گا۔ اور گناہوں کے پلہ میں وہ لاکھوں من کے دفتر اس سے معلوم ہوا کہ وزن خود اعمال کا نہ ہوگا بلکہ اعمال کی تحریروں کا ہوگا۔ بعض علماء کا یہ ہی قول ہے۔ ۱۰۔ خیال رہے کہ قیامت کے دن وزن بقدر اخلاص ہوگا منافقین بھی کلمہ پڑھتے تھے آج مرزائی' چکڑالوی وغیرہ بھی کلمہ پڑھتے ہیں ان کے کلمہ کا کوئی وزن نہیں گویا یہ۔ بے معنی الفاظ ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا جب یہ وزن ہے تو سمجھو کہ حضور کے اعمال کا وزن کیسا ہوگا حضور کا ایک سجدہ ہم جیسے کروڑوں گنہگاروں کے گناہوں سے زیادہ وزنی ہوگا۔ خدا تعالیٰ ہماری بدکاریوں کو ہماری نیکیوں سے نہ تولے بلکہ اس راتوں کا رونے والے گنہگاروں کا غم کھانے والے امت کے رکھوالے کے سجدہ سے وزن فرمادے تاکہ ہم ڈوبتوں کا بیڑا پار لگ جاوے۔ ۱۱۔ بعض صوفیاء فرماتے ہیں کہ حضور کے اعمال کا وزن نہ ہوگا کیونکہ کارخانہ قدرت میں کوئی ترازو ایسی نہیں بنی جو حضور کے اعمال تول سکے جیسے آج کوئی ترازو ایسی نہیں جو سمندر کا پانی یا ہوا تول سکے سورج کی روشنی کا کوئی میٹر نہیں۔

وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا ذَكَرَتِ النَّارَ فَبَكَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يُبْكِيْكِ قَالَتْ ذَكَرْتُ النَّارَ فَبَكَيْتُ فَهَلْ تَذْكُرُوْنَ اَهْلِيْكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا فِيْ ثَلٰثَةِ مَوَاطِنَ فَلَا يَذْكُرُ اَحَدٌ اَحَدًا عِنْدَ الْمِيْزَانِ حَتّٰى يَعْلَمَ يَخِفُّ مِيْزَانُهٗ اَمْ يَثْقُلُ وَعِنْدَ الْكِتَابِ حِيْنَ يُقَالُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ حَتّٰى يَعْلَمَ اَيْنَ يَقَعُ كِتَابُهٗ اَفِيْ يَمِيْنِهٖ اَمْ فِيْ شِمَالِهٖ مِنْ

(۵۳۱۷) روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ انہیں دوزخ یاد آگئی تو رونے لگیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں کون سی چیز رلاتی ہے بولیں مجھے آگ یاد آگئی تو میں رو پڑی ۱۔ اے مردو! کیا تم قیامت میں اپنے گھر والوں کو یاد کرو گے ۲۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین موقعوں میں کوئی کسی کو یاد نہ کرے گا۔ میزان کے پاس حتیٰ کہ جان لے کہ اس کا وزن ہلکا ہے یا بھاری۔ اور نامہ اعمال ملنے کے وقت جب کہا جاوے آؤ اپنا نامہ اعمال پڑھو حتیٰ کہ جان لے کہ اس کا نامہ اعمال کہاں پڑتا ہے اس کے داہنے

marfat.com

وَرَآءِ ظَهْرِهٖ وَعِنْدَ الصِّرَاطِ اِذَا وُضِعَ بَيْنَ ظَهْرَيْ جَهَنَّمَ - (رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ)

ہاتھ میں یا بائیں میں پیٹھ کے پیچھے اور پلصراط کے نزدیک جب کہ وہ دوزخ کے کناروں کے درمیان رکھا جاوے گا۔ (ابوداؤد)

(۵۳۱۷) ۱۔ یہاں ذکر سے مراد زبان سے ذکر کرنا نہیں بلکہ دل میں سوچنا مراد ہے۔ یہ بہت کمال ایمان کی دلیل ہے ورنہ آپ کے جنتی ہونے پر آیات قرآنیہ احادیث نبویہ دال ہیں آپ یقیناً جنتی ہیں مگر خوف خدا رلا رہا ہے۔ ۲۔ اس میں خطاب عام خاوندوں سے ہے یعنی اے خاوندو! تم لوگ قیامت میں اپنے بال بچوں کو بخشواؤ گے یا نہیں اس خطاب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم علیحدہ ہیں حضور کی شفاعت تو ہر مسلمان کو پہنچے گی چہ جائیکہ خاص اپنے گھر والے لہٰذا مطلب واضح ہے اس سے شفاعت کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ۳۔ یعنی کوئی خاوند اس وقت تک اپنے بیوی بچوں کو یاد نہ کرے گا جب تک اسے اپنے متعلق ان تین باتوں کا اطمینان نہ ہو جائے وزن کے وقت نیکیوں کا پلہ بھاری ہو جائے۔ نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں مل جائے پلصراط سے بخیریت پار لگ جائے ان تین منزلوں سے گزر کر مطمئن ہو کر اپنے بال بچوں کو یاد کرے گا۔ جواب شریف سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہ ان خاوندوں کے متعلق ہے جن کو یہ تین الجھنیں ہوں انہیں اپنی فکریں ہوں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دن گنہگاروں کی فکر ہو گی اپنی فکر نہ ہو گی۔ حضرت انس نے حضور انور سے سوال کیا تھا کہ یا رسول اللہ قیامت میں آپ کے ملنے کے مقامات کون کون سے ہیں وہاں آپ کو کہاں ڈھونڈھوں تو حضور نے اپنے ملنے کے یہ ہی مقامات بیان فرمائے۔ میزان، حوض کوثر، پلصراط غرضیکہ یہ سوال و جواب عوام کے متعلق ہے نہ کہ حضور کے متعلق، خیال رہے کہ قیامت میں پلصراط دوزخ پر رکھی جاوے گی جس پر گزرنا ہر ایک کے لئے ضروری ہے کفار وہاں ہی گر جائیں گے مومن بخیریت گزر جائیں گے وہاں سے گزرنا ضروری ہے کہ جنت کے راستہ میں یہ پل ہے **ان منکم الا واردھا**

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

تیسری فصل

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَعَدَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِيْ مَمْلُوْكِيْنَ يَكْذِبُوْنَنِيْ وَيَخُوْنُوْنَنِيْ وَيَعْصُوْنَنِيْ وَاَشْتِمُهُمْ وَاَضْرِبُهُمْ فَكَيْفَ اَنَا مِنْهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ يُحْسَبُ مَا خَانُوْكَ وَعَصَوْكَ وَكَذَبُوْكَ وَعِقَابُكَ اِيَّاهُمْ فَاِنْ كَانَ عِقَابُكَ اِيَّاهُمْ بِقَدْرِ ذُنُوْبِهِمْ كَانَ كَفَافًا لَا لَكَ وَلَا عَلَيْكَ فَاِنْ كَانَ عِقَابُكَ اِيَّاهُمْ دُوْنَ ذُنُوْبِهِمْ كَانَ فَضْلًا لَكَ وَاِنْ كَانَ عِقَابُكَ اِيَّاهُمْ

(۵۳۱۸) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ ایک شخص حاضر ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا۔ عرض کرنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے کچھ غلام ہیں جو مجھ سے جھوٹ بولتے ہیں اور میری خیانت کرتے ہیں میری نافرمانی کرتے ہیں میں انہیں گالیاں دیتا ہوں مارتا ہوں اب تو ان کے متعلق میرا کیا حال ہو گا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہو گا تو ان خیانتوں نافرمانیوں اور جھوٹوں کا اور تیرا انہیں سزا دینے کا حساب لگایا جاوے گا ۲۔ پھر اگر تیرا انہیں سزا دینا ان کے جرموں کے بقدر ہو گی تو اولا "بدلا" ہو جاوے گا نہ تجھے مفید نہ مضر ۳۔ اور اگر تیرا انہیں سزا دینا ان کے قصوروں سے کم ہو گا تو

marfat.com

فَوْقَ ذُنُوْبِهِمْ اُقْتُصَّ لَهُمْ مِنْكَ الْفَضْلُ فَتَبْقَى الزَّجْلُ وَجَعَلَ يَهْتِفُ وَيَبْكِي فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا تَقْرَأُ قَوْلَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حَاسِبِيْنَ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَجِدُ لِيْ وَلِهٰؤُلَاءِ شَيْئًا خَيْرًا مِنْ مُفَارَقَتِهِمْ اُشْهِدُكَ اَنَّهُمْ كُلَّهُمْ اَحْرَارٌ۔

(رواہ الترمذی)

تجھے ان پر بزرگی حاصل ہوگی ۴۔ اور اگر تیرا انہیں سزا دینا ان کے قصور سے زیادہ ہوا تو زیادتی کا تجھ سے بدلہ لیا جاوے گا ۵۔ تو وہ آدمی الگ ہٹ گیا اور چیخیں مارنے رونے لگا ۶۔ تو اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو رب کا یہ فرمان نہیں پڑھتا کہ ہم قیامت کے دن انصاف والی ترازو رکھیں گے ۷۔ تو کوئی جان کچھ بھی ظلم نہیں کی جاوے گی۔ اگر رائی کے دانہ کے برابر عمل ہوگا تو ہم اسے بھی لائیں گے۔ ہم کافی حساب لینے والے ہیں ۸۔ تو وہ شخص بولا یا رسول اللہ میں اپنے اور ان غلاموں کے لئے ان کی جدائی سے بہتر کوئی چیز نہیں پاتا میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ یہ سارے آزاد ہیں ۹۔ (ترمذی)

(۵۳۱۸) ۱۔ یعنی اس عمل کی وجہ سے میرا کیا حال ہوگا۔ آیا میں اس مار پیٹ گالی گلوچ میں حق بجانب ہوں یا نہیں۔ اور اس کی وجہ سے میری کوئی پکڑ تو نہیں ہوگی۔ ۲۔ یعنی ان غلاموں کے جرم اور تیری سزا کا حساب لگایا جاوے گا کہ دونوں برابر ہیں یا ایک دوسرے سے کچھ کم وبیش' میں معلوم ہوا کہ سزا اور جرم کی حدود مقرر ہیں۔ ۳۔ یعنی چونکہ نہ ان کے جرم کم ہیں نہ تیری سزا زیادہ ہے اس لئے نہ تجھ پر کچھ وبال ہوگا نہ تجھے کوئی ثواب ملے گا حساب برابر رہے گا۔ ۴۔ یعنی اگر غلاموں کے جرم زیادہ ہوئے اور تیری سزا کم تو غلاموں کی پکڑ ہوگی تو تجھے ثواب ملے گا کہ تو نے ان غلاموں کو ان کے جرموں سے کم سزا دی ان کے بعض جرموں پر عفو و تحمل سے کام لیا ہے۔ ۵۔ اس فرمان عالی سے حکام' مدرسین و معلمین' خاوندوں' ماں باپ کو عبرت لینی چاہیے اگر یہ لوگ اپنے ماتحتوں کو ان کے جرم سے سزا زیادہ دیں گے تو یقیناً پکڑے جائیں گے کبھی استاد غصہ میں اپنے شاگردوں کو بے تحاشہ مار دیتا ہے اس کی بھی پکڑ ہے علامہ شامی نے فرمایا کہ تین طمانچہ سے زیادہ ہرگز نہ مارے اور طمانچہ بھی منہ پر نہ مارے۔ بلا قصور ہرگز نہ مارے بعض لوگ اپنی بیویوں کو بات بات پر مارتے ہیں اور بہت مارتے ہیں ان کی بھی پکڑ ہے ان کے اس عمل کا بھی حساب ہے ہر وقت اللہ کا خوف دل میں رکھو۔ ۶۔ یہ ہے اس زبان حق ترجمان کی تاثیر کہ دو لفظوں میں اس کے دل کی دنیا بدل دی رب تعالیٰ ہم کو بھی حضور کے فرمان پر عمل اور حضور کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے آمین۔ ۷۔ یعنی حضور انور نے اپنے فرمان کی تائید قرآن مجید سے پیش کی۔ ۸۔ یہ آیت کریمہ حضور کے فرمان عالی کی حرف بحرف تائید کر رہی ہے اس آیت میں چند چیزیں فرمائی گئیں ایک یہ کہ میزان اور اس کے ذریعہ اعمال کا وزن برحق ہے دوسرے یہ کہ اس ترازو کے وزن میں کمی بیشی کا شائبہ نہیں نہ اس میں پاسنگ ہے نہ تولنے والوں میں ڈنڈی مارنے کا اندیشہ' تیسرے یہ کہ غیر مجرم کو سزا دے دنیا یا مجرم کو جرم سے زیادہ سزا دے دنیا بھی ظلم ہے اللہ تعالیٰ اس ظلم سے پاک ہے ظلم کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ کسی کی چیز اس کی بغیر اجازت تصرف میں لانا۔ ظلم کے یہ معنی رب تعالیٰ کے لئے ممکن نہیں کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی ملک چوتھے یہ کہ حساب دانہ دانہ اور قطرہ قطرہ کا لیا جاوے گا یہ ہے قانون اگر اللہ تعالیٰ کسی کو معافی دیدے حساب نہ لے تو اس کی مہربانی ہے قانون اور چیز ہے مہربانی کچھ اور یہاں قانون کا ذکر ہے اس آیت میں ہے

marfat.com

یدخلون الجنة یرزقون فیها بغیر حساب لہٰذا آیتوں میں تعارض نہیں۔ ۹۔ آزاد کرنے کی دو وجہیں ہیں ایک یہ کہ یہ غلام نہ میرے پاس میری ملکیت میں رہیں گے نہ آئندہ مجھ سے ایسے قصور ہوں گے ان تمام قصوروں کی وجہ ان لوگوں کا میری ملکیت میں رہنا ہے دوسرے یہ کہ غلام آزاد کرنا بہت سے گناہوں کا کفارہ بھی ہے میں ان کو آزاد کرتا ہوں تاکہ گزشتہ کوتاہیوں کا کفارہ ہو جائے میں اس آزاد کرنے کی وجہ سے ان گناہوں سے دنیا میں ہی پاک ہو جاؤں۔

وَعَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ بَعْضِ صَلَاتِهٖ اَللّٰهُمَّ حَاسِبْنِيْ حِسَابًا يَسِيْرًا قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَا الْحِسَابُ الْيَسِيْرُ قَالَ اَنْ يَّنْظُرَ فِيْ كِتَابِهٖ فَيَتَجَاوَزَ عَنْهُ اِنَّهٗ مَنْ نُوْقِشَ الْحِسَابَ يَوْمَئِذٍ يَا عَائِشَةُ هَلَكَ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ)

(۵۳۱۹) روایت ہے انہی سے فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی بعض نمازوں میں فرماتے سنا الٰہی مجھ سے آسان حساب لے ا۔ میں نے عرض کیا یا نبی اللہ! آسان حساب کیا چیز ہے ۲۔ فرمایا یہ ہے کہ اس کے نامہ اعمال پر نظر کرا دی جاوے پھر اسے معافی دے دی جاوے ۳۔ جس سے حساب میں اس دن جرح کر لی گئی اے عائشہ وہ ہلاک ہو جاوے گا ۴۔ (احمد)

(۵۳۱۹) ا۔ یہ دعا اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ کر رہی ہے **فسوف یحاسب حسابا یسیرا** حضرت ام المومنین کے سوال نے یہ آیت حل کرا دی۔ خیال رہے کہ حضور انور کی یہ دعا امت کی تعلیم کے لئے ہے ورنہ حضور انور کا حساب نہ ہوگا ان محبوب اعظم کی شان تو بہت ارفع و اعلیٰ ہے ان کے خاص غلام بے حساب بخشے جائیں گے جیسا کہ ہماری پیش کردہ آیت اور دوسری احادیث سے ثابت ہے۔ ۲۔ یعنی جس حساب یسیر کی آپ دعا ہم کو سکھا رہے ہیں اور رب تعالیٰ اپنے کلام میں خبر دے رہا ہے یہ حساب یسیر ہے کیا چیز' اپنے فرمان عالی کی شرح اور رب کی آیت کی تفسیر حضور ہی فرمادیں۔ ۳۔ یعنی جرم دکھانا اور معافی دے دینا۔ حساب یسیر ہے اور جرم دکھانا اور ان پر جرح فرمانا کہ تم نے یہ گناہ کیوں کئے یہ سخت حساب ہے۔ ۴۔ یعنی جرموں پر جرح کی ہی اس سے جاوے گی جس کو سزا دینا ہوگی جسے بخشنا ہو گا اسے دکھا کر معافی دے دی جائے گی بعض وہ بندے بھی ہوں گے جن کا حساب مطلقاً نہ ہوگا نہ جرح کا نہ پیشی کا بلا حساب جنت میں بھیج دیئے جائیں گے۔

وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّهٗ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَخْبِرْنِيْ مَنْ يَّقْوٰى عَلٰى الْقِيَامِ يَوْمَ اَنْفَعِهٖ الَّذِيْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ فَقَالَ يُخَفَّفُ عَلَى الْمُؤْمِنِ حَتّٰى يَكُوْنَ عَلَيْهِ كَالصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ۔

(۵۳۲۰) روایت ہے حضرت ابو سعید خدری سے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا مجھے خبر دیجئے کہ قیامت کے دن کھڑے ہونے پر کون قدرت رکھے گا جس کے متعلق اللہ عزوجل نے فرمایا کہ جس دن لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے ا۔ تو فرمایا کہ وہ دن مومن پر ہلکا کر دیا جاوے گا حتیٰ کہ اس پر ایک فرض نماز کی طرح ہو جاوے گا ۲۔

(۵۳۲۰) ا۔ یعنی قرآن کریم کی ایک آیت فرما رہی ہے کہ قیامت کا دن پچاس ہزار برس کا ہوگا **خمسین الف سنة** دوسری یہ آیت فرما رہی ہے کہ اس دن کسی کو بیٹھنے لیٹنے کی اجازت نہ ہوگی سب کھڑے ہی ہوں گے تو اتنی دراز مدت تک کون کھڑا رہ سکے گا حضرت عبداللہ ابن عمر نے یہ ہی سورت تلاوت کی جب اس آیت پر پہنچے تو پھوٹ کر رونے لگے حتیٰ کہ آگے نہ پڑھ سکے (مرقات)

marfat.com

۲۔ یہاں نماز فرض سے مراد نماز کا وقت نہیں بلکہ اداء نماز مراد ہے نماز بھی چار رکعت والی یعنی مومن متقی کو قیامت کا دن ایسا معلوم ہوگا جیسے اس نے چار رکعت نماز فرض پڑھی فرض کی قید اس لئے لگائی کہ بمقابلہ سنت و نفل کے فرض جلد ادا کئے جاتے ہیں کہ اس کی آخری دو رکعت خالی ہوتی ہیں نیز اس میں قومہ اور جلسہ سے دعائیں نہیں ہوتیں خیال رہے کہ غم کی تھوڑی مدت بہت محسوس ہوتی ہے اور خوشی کی دراز مدت کا کم احساس ہوتا ہے۔ وصال کی رات منٹوں میں فراق کی رات گھنٹوں میں درد و بیماری کی بے خوابی کی رات سالوں میں گزرتی معلوم ہوتی ہے مومن دیدار مصطفیٰ دیدار خدا کی خوشی میں پھولا نہ سمائے گا اسے قیامت کیا معلوم ہو۔

وَعَنْهُ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ مَا طُوْلُ هٰذَا الْيَوْمِ فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّهٗ لَيُخَفَّفُ عَلَى الْمُؤْمِنِ حَتّٰى يَكُوْنَ اَهْوَنَ عَلَيْهِ مِنَ الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ يُصَلِّيْهَا فِي الدُّنْيَا۔

رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ

(۵۳۲۱) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس دن کے متعلق پوچھا گیا۔ جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے کہ اس دن کی کتنی درازی ہے ۲۔ تو فرمایا اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ وہ دن مومن پر ہلکا کر دیا جاوے گا حتی کہ اس پر اس فرض نماز سے بھی زیادہ آسان ہو جاوے گا جسے وہ دنیا میں پڑھتا تھا ۳۔ (بیہقی کتاب البعث والنشور)

(۵۳۲۱) ا۔ یعنی میری موجودگی میں یہ سوال کسی اور نے کیا میں نے سوال بھی سنا حضور کا جواب بھی۔ ۲۔ یعنی کتنی دراز مدت ہے اللہ اکبر یہ مااظہار تعجب کے لئے ہے یا رسول اللہ اس مدت میں لوگوں کا کیا حال ہوگا کیسے کھڑے رہ سکیں گے (مرقات) ۳۔ قرآن مجید میں قیامت کو ایک ہزار سال بھی فرمایا گیا ہے اور پچاس ہزار سال بھی اس حدیث شریف نے اسے چار رکعت نماز سے بھی کم فرمایا یہ اختلاف احساس کا ہے دن تو پچاس ہزار برس ہی کا ہے مگر کسی کو ایک ہزار سال محسوس ہوگا کسی کو چار رکعت نماز کی بقدر۔ شعر:۔

☆ کسی کی شب وصل سوتے کٹے ہے ☆ کسی کی شب ہجر روتے کٹے ہے ☆
☆ الٰہی ہماری یہ شب کیسی آئی ☆ نہ سوتے کٹے ہے نہ روتے کٹے ہے ☆

وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُحْشَرُ النَّاسُ فِيْ صَعِيْدٍ وَاحِدٍ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُنَادِيْ مُنَادٍ فَيَقُوْلُ اَيْنَ الَّذِيْنَ كَانَتْ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ فَيَقُوْمُوْنَ وَهُمْ قَلِيْلٌ فَيَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ ثُمَّ يُؤْمَرُ بِسَائِرِ النَّاسِ اِلَى الْحِسَابِ۔

رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ

(۵۳۲۲) روایت ہے حضرت اسماء بنت یزید سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا لوگ قیامت کے دن ایک میدان میں جمع کئے ا۔ جاویں گے تو پکارنے والا پکارے گا کہ وہ لوگ کہاں ہیں جن کے پہلو اپنی خواب گاہوں سے الگ رہتے تھے ۲۔ پس وہ لوگ کھڑے ہو جائیں گے اور وہ تھوڑے ہوں گے ۳۔ تو وہ جنت میں بغیر حساب داخل ہوں گے ۴۔ پھر باقی تمام لوگوں کو حساب کی طرف جانے کا حکم دیا جاوے گا ۵۔ (بیہقی شعب الایمان)

(۵۳۲۲) ا۔ صعید چٹیل سفیدہ ہموار زمین کو کہتے ہیں یہ زمین شام یا زمین فلسطین ہوگی جہاں قیامت قائم ہوگی اس جگہ سب

marfat.com

اچھے برے اکٹھے ہوں گے یعنی سارے مومن، رہے کفار تو وہ پہلے ہی چھانٹ دیئے گئے ہوں گے **وامتازوا الیوم ایھا المجرمون** فرما کر۔ ۲۔ یعنی پابندی سے نماز تہجد پڑھنے والے مسلمان پہلے حاضر ہوں جن کا حال یہ تھا کہ رات کے آخری حصہ میں جب سب سوتے ہیں تو یہ مصلوں پر روتے تھے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو عشاء اور فجر جماعت سے پڑھتے ہیں مگر پہلا قول قوی ہے کیونکہ تہجد والے لوگ تھوڑے ہوں گے یہاں ارشاد ہے **وھم قلیل** ۳۔ یعنی مسلمانوں میں تہجد پر پابند تھوڑے ہی ہوں گے رب فرماتا ہے **وقلیل من الیل مایھجعون** اور فرماتا ہے **وقلیل من عبادی الشکور** اور فرماتا ہے **الا الذین امنوا وعملوا الصلحت وقلیل ماھم** (مرقات) ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ تہجد کی نماز پر پابندی ذریعہ ہے قیامت کے حساب سے بچنے کا رب فرماتا ہے **انما یوفی الصبرون اجرھم بغیر حساب** خیال رہے کہ یہ لوگ اس وقت جنت کے دروازے پر تو پہنچ جائیں گے مگر ابھی وہاں داخل نہ ہوں گے کیونکہ جنت کا دروازہ پہلے حضور کے لئے کھولا جائے گا اور حضور گنہگاروں کو بخشوا کر حساب دلوا کر جنت کی طرف روانہ ہوں گے۔ **یدخلون** کے معنی ہیں دخول کے مستحق ہو جائیں گے لہٰذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں ۵۔ یعنی تہجد والوں کو یہ حکم روانگی سنا کر پھر دوسروں کا حساب شروع ہو گا۔

بَابُ الْحَوْضِ وَالشَّفَاعَةِ۔ حوض اور شفاعت کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ پہلی فصل

حوض کے معنی ہیں پانی کا جمع ہونا اور بہنا اسی سے ہے حیض، رحم سے خون بہنا۔ اصطلاح میں پانی کے تالاب کو حوض کہا جاتا ہے حضور کے حوض دو ہیں ایک میدان محشر میں دوسرا جنت میں دونوں کا نام کوثر ہے محشر والے حوض کا پانی مومنوں کو وزن اعمال سے پہلے ملے گا تمام نبیوں کے الگ الگ حوض ہوں گے حضور کے حوض کا نام کوثر ہے کوثر کے معنی ہیں بہت ہی زیادہ (مرقات) بعض شارحین نے فرمایا کہ حوض کوثر ایک ہی ہے جنت میں وہاں سے ایک نہر میدان محشر میں آوے گی۔ شفاعت بنا ہے شفع سے۔ بمعنی ملنا اور جوڑا ہوا اس کا مقابل ہے وتر رب فرماتا ہے **والشفع والوتر** الخ شفیع وہ جو قیامت میں گنہگاروں سے مل کر انہیں اپنے سینے سے لگا لے گا اب اس کا ترجمہ ہوتا ہے سفارش، شفاعت دو قسم کی ہے شفاعت کبریٰ اور شفاعت صغریٰ شفاعت کبریٰ صرف حضور کریں گے اس شفاعت کا فائدہ ساری خلقت حتیٰ کہ کفار کو بھی پہنچے گا کہ اس شفاعت کی برکت سے حساب کتاب شروع ہو جاوے گا اور قیامت کے میدان سے نجات ملے گی یہ شفاعت قیامت کے اول وقت جبکہ عدل خداوندی کا ظہور ہو گا حضور ہی کریں گے اس وقت کوئی نبی اس شفاعت کی جرأت نہ فرمائیں گے شفاعت صغریٰ ظہور فضل کے وقت ہو گی یہ شفاعت بہت لوگ بلکہ قرآن، رمضان، خانہ کعبہ، بھی کریں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رفع درجات کے لئے صالحین حتیٰ کہ نبیوں کی بھی شفاعت فرمائیں گے اور گناہوں کی معافی کے لئے ہم گنہگاروں کی شفاعت کریں گے لہٰذا آپ کی شفاعت سے انبیاء اکرام بھی فائدہ اٹھائیں گے۔ **اللھم ارزقنا شفاعۃ حبیبک صلی اللہ علیہ وسلم** حضور کی شفاعت ہم گنہگاروں کا سہارا ہے۔ شعر:۔

marfat.com

☆ گرتے ہوؤں کو مژدہ سجدے میں گرے مولیٰ ☆ رو رو کے شفاعت کی تمہید اٹھائی ہے۔ ☆

حضور کی شفاعت نو قسم کی ہے۔

- حساب شروع کرانے کے لئے جس کا فائدہ سب کو ہو گا۔
- بے حساب جنتیوں کو جنت میں پہنچانے کے لئے
- جن کی نیکیاں بدیاں برابر ہوں ان کی نیکی کا پلہ وزنی کرانے کے لئے
- ہم جیسے دوزخ کے لائق لوگوں کو چھڑانے کے لئے۔
- صالحین کے درجے بلند کرانے کے لئے۔
- دوزخ میں گرے ہوئے گنہگاروں کو وہاں سے نکلوانے کے لئے۔
- جنت کا دروازہ کھلوانے کے لئے۔
- اہل مدینہ اور زائرین روضہ رسول کو اپنا قرب دلوانے کے لئے (اشعہ)
- بعض کفار کا عذاب ہلکا کرنے کے لئے۔ (اشعہ، اللمعات)

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا اَنَا اَسِيْرُ فِي الْجَنَّةِ اِذَا اَنَا بِنَهَرٍ حَافَتَاهُ قِبَابُ الدُّرِّ الْمُجَوَّفِ قُلْتُ مَا هٰذَا يَا جِبْرَئِيْلُ قَالَ هٰذَا الْكَوْثَرُ الَّذِيْ اَعْطَاكَ رَبُّكَ فَاِذَا طِيْنُهٗ مِسْكٌ اَذْفَرُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

(۵۳۲۳) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب ہم جنت میں سیر فرما رہے تھے تو ایک نہر پر پہنچے جس کے کناروں پر کھوکھل موتی کے خیمے تھے ۱؎ ہم نے کہا اے جبریل یہ کیا ہے انہوں نے عرض کیا یہ وہ کوثر ہے جو آپ کے رب نے آپ کو عطا فرمایا اس کی مٹی خالص مشک تھی ۲؎ (بخاری)

(۵۳۲۳) ۱؎ ظاہر یہ ہے کہ یہ واقعہ شب معراج کا ہے جب حضور نے سارا عالم غیب دیکھا غالباً یہ وہ ہی نہر ہے جو حوض کوثر سے نکل کر محشر کی طرف پہنچائی جائے گی۔ ۲؎ کوثر کے معنی ہیں خیر کثیر حوض کوثر بھی اس کی ایک فرد ہے حضور کے بے شمار فضائل حضور کے اہل بیت اطہار، علماء، اولیاء سب ہی کوثر میں داخل ہیں یہاں حوض کوثر کو کوثر فرمایا گیا (اشعہ)

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَوْضِيْ مَسِيْرَةُ شَهْرٍ زَوَايَاهُ سَوَاءٌ وَمَاؤُهٗ اَبْيَضُ مِنَ اللَّبَنِ وَرِيْحُهٗ اَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ وَكِيْزَانُهٗ كَنُجُوْمِ السَّمَآءِ مَنْ يَّشْرَبُ مِنْهَا فَلَا يَظْمَأُ اَبَدًا۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۳۲۴) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمرو سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرا حوض ایک مہینہ کی مسافت کا ہے ۱؎ اور اس کے گوشے برابر ہیں ۲؎ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے ۳؎ اس کی خوشبو مشک سے زیادہ اچھی ہے ۴؎ اس کے کوزے آسمان کے تاروں کی طرح ہیں ۵؎ جو اس سے پئے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہو گا ۶؎۔ (مسلم، بخاری)

(۵۳۲۴) ۱؎ یعنی حوض کوثر جو میرا حوض ہے اس کی لمبائی چوڑائی کا یہ حال ہے کہ اگر اس کے ایک گوشہ سے دوسرے گوشہ کی

marfat.com

طرف چلا جاوے تو چلنے والا ایک مہینہ میں وہاں پہنچے ۲۔ یعنی حوض کوثر مربع ہے لمبائی چوڑائی برابر اور اس کا ہر گوشہ زاویہ قائمہ ہے حادہ یا منفرجہ نہیں بلکہ گہرائی بھی ہر جگہ یکساں ہے یہ نہیں کہ کنارہ پر کم گہرائی میں زیادہ گہرا۔ ۳۔ نحوی قاعدہ سے اشد بیاضا چاہیے کیونکہ رنگت اور عیب سے فعل تعجب اور تفضیل بروزن افعل نہیں آتا مگر اس فرمان سے معلوم ہوا کہ یہ بھی جائز ہے حضور تو نحویوں صرفیوں عربیوں کے امام اعظم ہیں نحو ان کی پابند ہے۔ ۴۔ یعنی اس حوض میں دودھ بلکہ دودھ سے بھی اعلیٰ چیز جس کی خوشبو مشک خالص سے بھی اچھی اللہ تعالیٰ ہم سب کو نصیب کرے۔ ۵۔ تعداد اور چمک دمک میں تاروں کی طرح ہیں۔ ۶۔ کوثر کا پانی اولاً تو پیاس بجھانے کے لئے ہم لوگ پئیں گے قبروں سے پیاسے اٹھیں گے پھر جنت میں پہنچ کر وہی کوثر پیا کریں گے مگر پیاس بجھانے کے لئے نہیں صرف لذت کے لئے رب فرماتا ہے **وانک لا تظمأ فیھا ولا تضحی** مگر بغیر پیاس بھی اس کے پینے میں لذت آئے گی جیسے بغیر بھوک وہاں کے پھل کھانے میں مزہ آوے گا دنیا میں بغیر بھوک پیاس غذا و شربت میں مزہ نہیں آتا۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ حَوْضِیْ اَبْعَدُ مِنْ اَیْلَةَ مِنْ عَدَنٍ لَهُوَ اَشَدُّ بَیَاضًا مِنَ الثَّلْجِ وَاَحْلٰی مِنَ الْعَسَلِ بِاللَّبَنِ وَلَاٰنِیَتُهٗ اَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ النُّجُوْمِ وَاِنِّیْ لَاَصُدُّ النَّاسَ عَنْهُ كَمَا یَصُدُّ الرَّجُلُ اِبِلَ النَّاسِ عَنْ حَوْضِهٖ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَعْرِفُنَا یَوْمَئِذٍ قَالَ نَعَمْ لَكُمْ سِیْمَاءُ لَیْسَتْ لِاَحَدٍ مِّنَ الْاُمَمِ تَرِدُوْنَ عَلَیَّ غُرًّا مُّحَجَّلِیْنَ مِنْ اَثَرِ الْوُضُوْءِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۳۲۵) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرا حوض زیادہ بڑا ہے ایلہ سے عدن تک کے فاصلہ سے ۱۔ وہ برف سے زیادہ سفید ہے شہد سے زیادہ میٹھا جو دودھ سے مخلوط ہو ۲۔ اس کے برتن تاروں کے شمار کے ہیں اور میں دوسرے لوگوں کو اس سے روکوں گا جیسے کوئی شخص دوسرے لوگوں کے اونٹ کو اپنے حوض سے روکتا ہے ۳۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا اس دن آپ ہم کو پہچان لیں گے فرمایا ہاں تمہاری وہ نشانی ہوگی جو کسی دوسری امت کی نہ ہوگی ۴۔ تم میرے پاس آثار وضو کی وجہ سے روشن منہ ہاتھ پاؤں کلیاں آؤ گے ۵۔ (مسلم)

وَفِیْ رِوَایَةٍ لَهٗ عَنْ اَنَسٍ قَالَ تُرْبَتُهٗ فِیْهِ اَبَارِیْقُ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ كَعَدَدِ نُجُوْمِ السَّمَاءِ وَفِیْ اُخْرٰی لَهٗ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ سُئِلَ عَنْ شَرَابِهٖ فَقَالَ اَشَدُّ بَیَاضًا مِنَ اللَّبَنِ وَاَحْلٰی مِنَ الْعَسَلِ یَغُتُّ فِیْهِ مِیْزَابَانِ یَمُدَّانِهٖ مِنَ الْجَنَّةِ اَحَدُهُمَا مِنْ ذَهَبٍ وَالْاٰخَرُ مِنْ وَرِقٍ۔

اور مسلم کی روایت حضرت انس سے یوں ہے کہ فرمایا اس میں سونے چاندی کے لوٹے آسمان کے ستاروں کی شمار میں دیکھے جائیں گے ۶۔ اور اس کی دوسری روایت میں حضرت ثوبان سے مروی ہے فرمایا حضور سے کے پانی کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ دودھ سے زیادہ سفید ہے شہد سے زیادہ میٹھا اس میں جنت سے دو پرنالے گرتے ہیں جو اسے بڑھاتے ہیں ۷۔ ایک سونے کا ہے دوسرا چاندی کا۔

(۵۳۲۵) ۱۔ ایلہ شام اور یمن کا سرحدی شہر ہے کوہ طور کے پاس واقع ہے یہاں شام کا علاقہ ختم ہو جاتا ہے اور عدن وسط شام میں ہے وہاں کا دار الخلافہ ہے۔ بحر ہند پر واقع ہے ان دونوں شہروں میں بڑا فاصلہ ہے۔ خیال رہے بعض روایات میں عدن و عمان کا ذکر ہے بعض میں صنعاء اور مدینہ منورہ فرمایا گیا یہ تمام فرمان سمجھانے کے لئے ہیں قطعی حد بندی کے لئے نہیں جیسا آدمی ویسے اس

marfat.com

سے خطاب جن صاحبوں کو ایلہ اور عدن کے فاصلہ کی خبر تھی ان سے ان دونوں شہروں کا ذکر فرمایا جنہیں دوسرے مذکورہ شہروں کی خبر تھی ان سے وہ شہر بیان فرمائے لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں۔ ۲۔ برف سفید بھی ہوتی ہے ٹھنڈی بھی وہاں کا پانی بھی ایسا ہی ہوگا اس لئے برف سے تشبیہ دی دودھ شہد سے مخلوط ہو کر بڑا لذیذ ہوتا ہے اس لئے اس سے تشبیہ دی یہ تشبیہیں صرف سمجھانے کے لئے ہیں ورنہ دنیا کی کوئی چیز حوض کوثر کے پانی کی طرح نہیں ہو سکتی۔ ۳۔ ظاہر یہ ہے کہ یہاں دوسرے لوگوں سے مراد مرتدین و منافقین ہیں جو مسلمانوں کے علاوہ ہیں اور ہو سکتا ہے کہ اس سے دوسری امتوں کے مومنین مراد ہوں کیونکہ ہر نبی کا حوض الگ ہوگا ان میں اپنی امت ہی ان کے حوض پر پہنچے گی فقیر کے نزدیک دوسرے معنی قوی ہیں یعنی دنیا میں کوئی شخص دوسرے کے اونٹوں کو اپنے حوض پر پانی نہیں پینے دیتا تاکہ جانور مخلوط نہ ہو جاویں ایسے ہی وہاں ہوگا۔ ۴۔ یعنی قیامت میں ساری امتوں کے مومنین جمع ہوں گے پھر کیا آپ اپنی امت کے مومنوں کو پہچانیں گے اس سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں دوسری امتوں کو دور فرمانے کا ذکر ہے۔ ۵۔ اگرچہ ساری امتوں کے مومنین وضو کرتے تھے مگر آثار وضو اعضاء کا چمکتا صرف تمہارے لئے ہوگا خیال رہے کہ حضور کا پہچاننا اس پر موقوف نہ ہوگا یہ علامت تو عام پہچاننے کی ہے حضور کی امت میں بعض وہ لوگ ہیں جو وضو فرض ہونے سے پہلے فوت ہو گئے۔ جیسے اولین مومنین یا چھوٹے بچے یا دیوانے یا بے نماز مسلمان یا وہ لوگ جو مسلمان ہوتے ہی فوت ہو گئے حضور انہیں بھی پہچانیں گے۔ حالانکہ نہ انہوں نے کبھی وضو کیا تھا نہ ان کے چہروں پر وضو کا پانی پہنچا تھا ان کی پہچان نور نبوت سے فرمائیں گے یہ حدیث باب فضل الوضو میں گزر چکی حق یہ ہے کہ گزشتہ نبوتوں میں وضو تھا مگر وضو کا یہ اثر صرف امت مصطفوی کے لئے ہے جیسا قاسم دیسی تقسیم 'ڈول کی تقسیم اور رہٹ کی اور ٹیوب ویل کی تقسیم اور ہے پانی ایک ہے تقسیم مختلف نماز وضو ایک ہے مگر نتیجہ مختلف۔ ۶۔ پچھلی حدیث میں کیزان ارشاد ہوا معلوم ہوا کہ کوزے بھی بہت ہوں گے لوٹے بھی بے شمار لہٰذا ان دونوں حدیثوں میں تعارض نہیں۔ ۷۔ یعنی پہلے سے بھی حوض کوثر میں پانی ہے اور جنت سے دو پرنالے اس میں گریں گے تاکہ پانی کم نہ ہونے پائے' میزاب بنا ہے ذب سے۔ بمعنی بہنا۔ غث بنا ہے غث سے۔ بمعنی گرنا اور پے در پے پانی پینا' پیٹ میں ڈالنا۔

وَعَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ مَنْ مَّرَّ عَلَيَّ شَرِبَ وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَأْ اَبَدًا لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ اَقْوَامٌ اَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُوْنَنِيْ ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَاَقُوْلُ اِنَّهُمْ مِنِّيْ فَيُقَالُ اِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ فَاَقُوْلُ سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِيْ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۳۲۶) روایت ہے حضرت سہل ابن سعد سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں حوض پر تمہارا پیش رو ہوں اب جو مجھ پر گزرے گا وہ پئے گا اور جو پئے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا ۲۔ میرے پاس کچھ قومیں آئیں گی جنہیں میں پہچانتا ہوں اور وہ مجھے پہچانتے ہیں ۳۔ پھر میرے ورا ان کے درمیان آڑ کر دی جاوے گی ۴۔ تو میں کہوں گا یہ تو میرے ہیں ۵۔ تو فرمایا جاوے آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا باتیں پیدا کیں ۶۔ میں کہوں گا اسے دوری ہو جو میرے بعد تبدیلی کرلے ۷۔ (مسلم بخاری)

(۵۳۲۶) ۱۔ فرط صفت مشبہ ہے اس کا مصدر فرط۔ بمعنی آگے ہونا پیشوائی کرنا فرط کے معنی ہیں پیشرو یعنی حوض کوثر پر تم لوگ میرے پیچھے پیچھے حوض کوثر پہنچو گے۔ حوض کوثر پر رہبری بھی ہم ہی کریں گے یا مطلب یہ ہے کہ حوض کوثر پر پہلے ہم پہنچ چکے

marfat.com

ہوں گے وہاں کا انتظام فرمانے کے لئے بعد میں تم پہنچو گے۔ غالب یہ ہے کہ یہاں حوض سے مراد وہ حوض ہے جو میدان حشر میں ہو گا کہ پیاس یہاں ہی بجھے گی۔ ۲۔ ظاہر یہ ہے کہ پینا حساب کتاب سے فارغ ہو کر نصیب ہو گا۔ (مرقات) بعض شارحین نے فرمایا کہ مومن میدان حشر میں شیخ کر میزان و حساب سے پہلے یہ پانی پئیں گے اللہ نصیب کرے۔ ۳۔ یعنی تاقیامت جتنے مرتدین وہاں حوض کوثر سے روکے جانے والے ہیں انہیں میں آج ہی پہچانتا ہوں اور اس دن بھی پہچانتا ہوں گا وہ مجھے دنیا میں پہچانیں گے اور آخرت میں بھی یا اس سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات شریف میں موجود مرتدین جو بعد پردہ فرمانے کے مرتد ہو گئے تھے جیسے منکرین زکوٰۃ اور مسیلمہ کذاب پر ایمان لے آنے والے مرتد ہیں جن سے حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق نے جہاد کئے ۴۔ اس طرح کہ انہیں دھکے دے کر وہاں سے نکال دیا جاوے گا اتنی دور کہ وہ مجھے نظر نہ آئیں میں انہیں نظر نہ آؤں۔ یہ مطلب نہیں کہ انہیں وہاں ہی رکھا جاوے اور بیچ میں پردہ حائل کر دیا جاوے خیال رہے کہ ان مرتدین کو یہاں لا کر سب کچھ دکھا کر انہیں دور کیا جاوے گا تاکہ انہیں بہت ہی افسوس ہو۔ ۵۔ یعنی میرے دوست یا میرے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والے میرا نام لینے والے ہیں حضور انور کا یہ فرمان ان کو زیادہ ذلیل کرنے کے لئے ہو گا۔ جیسے رب تعالیٰ دوزخیوں سے فرمائے گا **ذق انک انت العزیز الکریم** تو چکھ تو تو بڑا عزت والا کرم والا ہے یہ مطلب نہیں کہ حضور انور پہچانیں گے نہیں ابھی فرمان عالی گزرا **اعرفھم** میں انہیں پہچانتا ہوں نیز یہ واقعہ حضور کو آج تو معلوم ہے کل کیسے بھول جاوے گا۔ نیز ان کے منہ کالے ہاتھ بندھے ہوئے بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال لئے ہوئے ہوں گے رب فرماتا ہے **یعرف المجرمون لبسیمھم**۔ ۶۔ فرشتوں کا یا رب تعالیٰ کا یہ کہنا کہ تم نہیں جانتے ان مرتدین پر اظہار غضب کے لئے ہے جیسے بلاشبہ باپ بیٹے کو مارنے لگے ماں جو اس سے سخت نالاں تھی محبت مادری میں بچانا چاہے باپ کہے تو اس خبیث کو نہیں جانتی اسے تو میں ہی جانتا ہوں اس کا مقصد یہ ہے کہ اسے مت بچا مجھے سزا دے لینے دے رب تعالیٰ منافقین کے متعلق فرماتا ہے **لا تعلمھم نحن نعلمھم** انہیں تم نہیں جانتے ہم جانتے ہیں حالانکہ حضور منافقین کو خوب جانتے تھے فرماتا ہے **ولتعرفنھم فی لحن القول** تم انہیں کلام کی روش سے ہی پہچان لیتے ہو۔ ۷۔ یعنی میری وفات کے بعد اپنا دین بدلے کہ اسلام چھوڑ کر کافر ہو جائے۔ خیال رہے کہ اس حدیث کی بنا پر روافض کہتے ہیں کہ سارے حضرات صحابہ مرتد ہو گئے تھے نعوذ باللہ اگر یہ مطلب ہے تو حضرت علی وغیرہم بھی صحابی ہیں ان پر بھی الزام آجائے گا اگر وہ حضرات مرتد ہوتے تو حضرت علی نہ ان سے بیعت کرتے نہ ان کے پیچھے نمازیں پڑھتے نہ ان کے ہدایا لیتے اور دیوبندی کہتے ہیں کہ حضور انور کو قیامت میں بھی مخلص مومن اپنے پرائے کی پہچان نہ ہو گی اس کے جواب ابھی عرض کئے گئے۔

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یُحْبَسُ الْمُؤْمِنُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ حَتّٰی یُھَمُّوْا بِذٰلِکَ فَیَقُوْلُوْنَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا اِلٰی رَبِّنَا فَیُرِیْحُنَا مِنْ مَکَانِنَا فَیَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَیَقُوْلُوْنَ اَنْتَ اٰدَمُ اَبُو النَّاسِ خَلَقَکَ بِیَدِہٖ وَاَسْکَنَکَ جَنَّتَہٗ وَاَسْجَدَ لَکَ

(۵۳۲۷) روایت ہے حضرت انس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومنین قیامت کے دن روکے جائیں گے ۱۔ حتیٰ کہ اس کی وجہ سے سخت غمگین ہوں گے تو کہیں گے کہ ہم اپنے رب کی بارگاہ کو شفیع لاتے کہ وہ کہیں اس جگہ سے راحت دے چنانچہ وہ حضرت آدم کے پاس حاضر ہو جائیں گے ۲۔ عرض کریں گے آپ انسانوں کے باپ ہیں اللہ نے آپ کو اپنے دست قدرت

marfat.com

مَلٰٓئِكَتَهٗ وَعَلَّمَكَ اَسْمَآءَ كُلِّ شَيْءٍ اِشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ حَتّٰى يُرِيْحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هٰذَا فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ اَصَابَ اَكْلَهٗ مِنَ الشَّجَرَةِ وَقَدْ نُهِيَ عَنْهَا وَلٰكِنِ ائْتُوْا نُوْحًا اَوَّلَ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ اِلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ فَيَاْتُوْنَ نُوْحًا فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ اَصَابَ سُؤَالَهٗ رَبَّهٗ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلٰكِنِ ائْتُوْا اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلَ الرَّحْمٰنِ قَالَ فَيَاْتُوْنَ اِبْرٰهِيْمَ فَيَقُوْلُ اِنِّيْ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ ثَلٰثَ كَذِبَاتٍ كَذَبَهُنَّ وَلٰكِنِ ائْتُوْا مُوْسٰى عَبْدًا اٰتَاهُ اللّٰهُ التَّوْرٰةَ وَكَلَّمَهٗ وَقَرَّبَهٗ نَجِيًّا قَالَ فَيَاْتُوْنَ مُوْسٰى فَيَقُوْلُ اِنِّيْ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ اَصَابَ قَتْلَهُ النَّفْسَ وَلٰكِنِ ائْتُوْا عِيْسٰى عَبْدَ اللّٰهِ وَرَسُوْلَهٗ وَرُوْحَ اللّٰهِ وَكَلِمَتَهٗ قَالَ فَيَاْتُوْنَ عِيْسٰى فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَلٰكِنِ ائْتُوْا مُحَمَّدًا عَبْدًا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ فَيَاْتُوْنِيْ فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰى رَبِّيْ فِيْ دَارِهٖ فَيُؤْذَنُ لِيْ عَلَيْهِ فَاِذَا رَاَيْتُهٗ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِيْ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّدَعَنِيْ فَيَقُوْلُ اِرْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَهْ قَالَ فَاَرْفَعُ رَاْسِيْ فَاُثْنِيْ عَلٰى رَبِّيْ بِثَنَآءٍ وَتَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِيْهِ ثُمَّ اَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا فَاُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ اَعُوْدُ الثَّانِيَةَ فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰى رَبِّيْ فِيْ دَارِهٖ فَيُؤْذَنُ لِيْ عَلَيْهِ فَاِذَا رَاَيْتُهٗ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِيْ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّدَعَنِيْ ثُمَّ يَقُوْلُ اِرْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ تُسْمَعْ

سے بنایا آپ کو اپنی جنت میں رکھا۔ آپ کو اپنے فرشتوں سے سجدہ کرایا آپ کو ہر چیز کے نام بتائے اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کریں ۳۔ کہ وہ ہم کو اس جگہ سے نجات دے وہ فرمائیں گے کہ میں تمہارے اس مقام میں نہیں ہوں ۴۔ اور اپنی وہ خطا یاد کریں گے جو انہوں نے کی تھی یعنی درخت سے کھانا حالانکہ اس سے منع کیا گیا تھا ۵۔ لیکن تم حضرت نوح کے پاس جاؤ کہ وہ پہلے نبی ہیں جنہیں اللہ نے زمین والے کفار کی طرف بھیجا۔ ۶۔ تو وہ حضرت نوح کے پاس آئیں گے وہ فرمائیں گے کہ میں تمہارے اس مقام میں نہیں ہوں اور اپنی وہ خطا یاد کریں گے جو کی تھی یعنی اپنے رب سے بغیر جانے سوال کرنا ۷۔ لیکن تم اللہ کے خلیل حضرت ابراہیم کے پاس جاؤ فرمایا تو لوگ جناب ابراہیم کے پاس آئیں گے وہ کہیں گے کہ میں تمہارے اس مقام کا نہیں اور اپنی تین خلاف واقعہ باتیں یاد کریں گے ۸۔ لیکن تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ بندے جنہیں اللہ نے توریت بخشی اور ان سے کلام کیا اور انہیں مشورہ کے لئے قرب بخشا فرمایا تو لوگ جناب موسیٰ کے پاس جائیں گے وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس مقام کا نہیں اور اپنی وہ خطا یاد کریں گے جو انہوں نے کی یعنی ایک کا قتل ۹۔ لیکن تم حضرت عیسیٰ کے پاس جاؤ اللہ کے بندے اس کے رسول اللہ کی طرف سے روح اس کا کلمہ فرمایا پھر لوگ جناب عیسیٰ کے پاس جائیں گے وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس مقام کا نہیں ۱۰۔ لیکن تم حضور محمد مصطفیٰ کے پاس جاؤ وہ بندے جن کی طفیل اللہ نے ان کے گنہگاروں کے سارے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے ۱۱۔ فرمایا تو سب میرے پاس آئیں گے تو میں اپنے رب کے پاس اس کے مقرر گھر میں حاضری کی اجازت مانگوں گا ۱۲۔ مجھے اجازت دی جاوے گی میں جب رب کو دیکھوں گا تو سجدہ میں گر جاؤں گا پھر جتنا اللہ چاہے گا مجھے چھوڑے رکھے گا ۱۳۔ پھر فرمائے گا اے محمد سر اٹھاؤ کہو تمہاری سنی جائے گی

marfat.com

وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَهْ قَالَ فَأَرْفَعُ رَأْسِيْ فَأُثْنِيْ عَلٰى رَبِّيْ بِثَنَاءٍ وَتَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِيْهِ ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا فَأُخْرِجُ فَأُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَعُوْدُ الثَّالِثَةَ فَأَسْتَأْذِنُ عَلٰى رَبِّيْ فِيْ دَارِهٖ فَيُؤْذَنُ لِيْ عَلَيْهِ فَإِذَا رَأَيْتُهٗ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِيْ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَّدَعَنِيْ ثُمَّ يُقَالُ ارْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَهْ قَالَ فَأَرْفَعُ رَأْسِيْ فَأُثْنِيْ عَلٰى رَبِّيْ بِثَنَاءٍ وَتَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِيْهِ ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا فَأُخْرِجُ فَأُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ حَتّٰى مَا يَبْقٰى فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ قَدْ حَبَسَهُ الْقُرْاٰنُ أَيْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُوْدُ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ عَسٰى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُوْدًا قَالَ وَهٰذَا الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ الَّذِيْ وَعَدَهٗ نَبِيُّكُمْ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

شفاعت کرو قبول کی جاوے مانگو تم کو دیا جاوے گا ۱۴۔ فرمایا تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا تو اللہ کی وہ حمد و ثنا کروں گا جو وہ مجھے سکھائے گا ۱۵۔ پھر شفاعت کروں گا میرے لئے ایک حد مقرر کی جاوے گی میں وہاں سے چلوں گا انہیں آگ سے نکالوں گا اور جنت میں داخل کروں گا ۱۶۔ پھر دوسری بار لوٹوں گا اپنے رب سے اس کے گھر میں اجازت مانگوں گا ۱۷۔ مجھے وہاں کی اجازت دی جاوے گی جب میں رب کو دیکھوں گا تو سجدہ میں گر جاؤں گا جتنا سجدے میں رہنا رب چاہے گا اتنا مجھے سجدے میں چھوڑے گا پھر فرمائے گا محمد سر اٹھاؤ اور کہو تمہاری سنی جائے گی شفاعت کرو قبول کی جاوے گی مانگو دیئے جاؤ گے فرمایا تب میں سر اٹھاؤں گا اپنے رب کی ایسی حمد و ثنا کروں گا جو مجھے سکھائے گا پھر شفاعت کروں گا تو میرے لئے ایک حد مقرر کی جاوے گی۔ میں روانہ ہوں گا۔ انہیں آگ سے نکالوں گا جب جنت میں داخل کروں گا ۱۸۔ پھر میں تیسری بار لوٹوں گا اپنے رب سے اس کی جگہ میں اجازت مانگوں گا مجھے اس پر اجازت دی جاوے گی تو جب میں رب کو دیکھوں گا تو سجدہ میں گر جاؤں گا۔ جب تک اللہ مجھے چھوڑے رکھنا چاہے گا چھوڑے رکھے گا ۱۹۔ پھر فرمائے گا محمد سر اٹھاؤ کہو تمہاری سنی جاوے گی شفاعت کرو قبول کی جاوے گی مانگو تمہیں دیا جاوے گا فرمایا تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا تو اپنے رب کی وہ حمد و ثنا کروں گا جو وہ مجھے سکھائے گا پھر شفاعت کروں گا۔ ۲۰۔ تو میرے لئے ایک حد مقرر کی جاوے گی پھر میں وہاں سے روانہ ہوں گا انہیں آگ سے نکالوں گا۔ جنت میں داخل کروں گا حتیٰ کہ آگ میں صرف وہ ہی رہ جائیں گے جنہیں قرآن نے روکا یعنی جن پر ہمیشگی ضروری ہو گئی ۲۱۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی قریب ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر اٹھائے فرمایا یہ مقام محمود وہ ہے جس کا تمہارے نبی سے وعدہ فرمایا ہے ۲۲۔ (مسلم بخاری)

(۵۳۲۷) مومنین سے مراد آدم علیہ السلام روز قیامت سارے اہل ایمان ہیں روکے جانے سے مراد میدان حشر میں کھڑا رہنا اور

marfat.com

حساب کتاب کا انتظار کرنا ہے اس سے حضرات انبیاء علیحدہ ہیں۔ ۲۔ طلب شفیع کا ولولہ مسلمانوں کے دلوں میں پیدا ہو گا مگر تلاش میں کفار ساتھ ہوں گے سارے انسان ڈھونڈھیں گے معلوم ہوا کہ اللہ کے بندوں کا وسیلہ پکڑنا یہ وہ کام ہے جس سے قیامت کے کاموں کی ابتداء ہو گی وہاں پہلے یہ ہی کام وسیلہ والا ہو گا بعد میں دوسرے کام۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ کسی سے کچھ مانگنا ہو تو پہلے اس کی تعریف کی جاوے بعد میں عرض و معروض اس لئے آج بھی پہلے ہم لوگ اللہ کی حمد حضور کی نعت و درود کے بعد دعا مانگتے ہیں مطلب یہ ہے کہ آپ اپنے ان فضائل و کمالات کے ذریعہ ہماری شفاعت کریں۔ ۴۔ یعنی تمہاری شفاعت کبریٰ فرمانا میرا منصب میرا درجہ نہیں یہ دروازہ کسی اور ہی کے ہاتھ پر کھلنے والا ہے ۵۔ آپ کا یہ قول رب تعالیٰ سے انتہائی ہیبت و خوف کی بنا پر ہے کہ آپ اپنی وہ خطا یاد کر کے رب کے حضور جانے سے جھجکتے ہیں کہ کبھی میری اس خطا کا تذکرہ نہ آجاوے تو میں شفاعت کیسے کروں گا ورنہ رب تعالیٰ نے معافی دے کر انہیں زمین کا خلیفہ بنایا ان کی معافی کا اعلان توریت و زبور و انجیل و قرآن میں کیا گیا خوف و خشیت اور چیز ہے رب تعالیٰ کے وعدوں پر بے اعتباری کچھ اور لہٰذا اس حدیث سے مسئلہ امکان کذب پر دلیل نہیں پکڑی جا سکتی۔ ۶۔ زمین سے مراد نوح علیہ السلام کی قوم کی زمین ہے جہاں وہ آباد تھی اور ساری کافر تھی سارے کفار کی طرف رسول پہلے آپ ہی ہیں۔ حضرت آدم و شیث اور ادریس صالح علیہم السلام مومنین یا مومن و کافر مخلوط کی طرف بھیجے گئے بعض شارحین نے فرمایا کہ آپ سے پہلے حضرات نبی تھے رسول و مرسل نہ تھے پہلے رسول آپ ہی ہیں۔ ۷۔ یعنی میں نے اپنے کافر بیٹے کنعان کے متعلق رب تعالیٰ سے عرض کیا تھا ان ابنی من اھلی وہ میرا اہل بیت ہے اس پر رب نے فرمایا تھا انہ لیس من اھلک الخ اگر اس کا تذکرہ آگیا تو میں تمہاری شفاعت کیسے کروں گا۔ خیال رہے کہ نوح علیہ السلام نے کنعان کی شفاعت نہیں کی تھی۔ کیونکہ آپ کا یہ عرض کرنا اس وقت تھا۔ جب کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہر چکی تھی کنعان کو ڈوبے ہوئے عرصہ گزر چکا تھا جیسا کہ قرآن کریم سے صراحۃً معلوم ہو رہا ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ موسیٰ میں نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ میرے اہل طوفان سے محفوظ رہیں گے اور کنعان ڈوب گیا میں لوگوں کو کیا جواب دوں مگر چونکہ اس کے جواب پر ظاہر عتاب تھا اس لئے آج انہیں یہ خوف ہے سوال بغیر علم کا مطلب یہ ہے کہ تم کو علم ہے کہ تمہارا اہل نہیں ورنہ سوال تو اس چیز کا ہوتا ہے جس کا علم نہ ہو ۸۔ ایک یہ کہ میں بیمار ہوں۔ دوسرے یہ کہ یہ کام اس بڑے نے کیا۔ تیسرے یہ کہ سارہ میری بہن ہے۔ خیال رہے کہ یہ تینوں کلام سچے ہیں مگر ظاہر کے خلاف اس لئے آپ نے رب کے سامنے پیش ہونے سے انکار فرمایا ہماری مراد دل کی بیماری یعنی کفار سے بیزاری ہے اور **کبیرھم** کا مقصد یہ ہے کہ اس بڑے بت نے دوسرے بت توڑے ہوں گے یہ کلام بطور استہزاء ہے بت پرستوں کی حماقت ظاہر کرنے کو اور حضرت سارہ کو دینی بہن فرمایا نہ کہ نسبی بہن۔ ۹۔ اس قتل سے مراد ہے قبطی کو گھونسہ مار کر ہلاک کر دینا۔ خیال رہے کہ موذی کافر کو مار ڈالنا گناہ نہیں بلکہ عبادت ہے نیز آپ نے قتل کا ارادہ نہیں کیا تھا نیز اس خطا کی معافی کا اعلان بھی ہو چکا مگر ہیبت الٰہی کے باعث حاضر دربار نہیں ہوتے کہ حکم الٰہی آنے سے پہلے مجھ سے یہ قتل واقع ہو گیا ورنہ بعد میں تو آپ کی دعا سے سارے قبطی ہلاک کر دیئے گئے یہ بات خوب خیال رہے ۱۰۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی کوئی خطا بیان نہ فرمائیں گے مگر پھر بھی شفاعت کی ہمت نہ کریں گے یا تو اس لئے کہ آپ کو عیسائیوں نے خدا کا بیٹا کہا تھا چنانچہ آپ سے سوال ہو گا **انت قلت للناس اتخذونی** الخ یا اس لئے کہ آپ جانتے ہیں شفاعت کبریٰ صرف حضور انور فرمائیں گے۔ ۱۱۔ یہاں چند باتیں خیال رہیں۔ ایک یہ کہ یہاں حضور کے طفیل لوگوں کے گناہ معاف کرنا مراد ہے حضور انور نے کبھی گناہ کرنے کا ارادہ بھی نہیں کیا ورنہ مغفرت تو سارے نبیوں کی ہو چکی ہے خصوصیت سے

marfat.com

حضور انور کے لئے یہ کیوں فرمایا گیا۔ دوسرے یہ کہ دنیا میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضور انور کی تشریف آوری کی بشارت دی **مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد** قیامت میں بھی حضور کا پتہ آپ ہی دیں گے۔ حضرت مسیح صبح کا وہ تارا ہیں جو سورج کی خبر دیتا ہے۔ تیسرے یہ کہ ان تلاش کرنے والوں میں سارے محدثین و فقہاء ہوں گے جنہوں نے یہ حدیث روایت کی ہم کو سمجھائی۔ مگر کسی کو یاد نہ آئے گا کہ حضور شفیع المذنبین ہیں چلو وہاں چلیں حتیٰ کہ حضرات انبیاء کرام کو بھی یاد نہ رہے گا یہ لوگ اپنے خیال سے آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور حضرات انبیاء کرام کے بھیجنے سے ایک دوسرے کے پاس یہ سب کچھ اس لئے ہے تاکہ حضور کی شان معلوم ہو اگر پہلے ہی لوگ حضور کے پاس پہنچ جاتے اور شفاعت ہو جاتی تو کون کہہ سکتا تھا کہ شفاعت ہر جگہ ہو سکتی تھی ہم اتفاقاً" یہاں آگئے اور حضور نے شفاعت کر دی یہ خیال دفع فرمانے کے لئے اسی طرح پھرایا گیا یہ بات مرقات نے بیان کی اعلیٰ حضرت نے فرمایا۔ شعر:۔

☆ خلیل و نجی مسیح و صفی سبھی سے کہیں نہ نبی ☆ یہ بے خبری کہ خلق پھری کہاں سے کہاں تمہارے لئے ☆

چوتھے یہ کہ اس وقت تو مخلوق حضور کو ڈھونڈھے گی بعد میں حضور انور اپنے ہر گنہگار کو تلاش فرمائیں گے شعر:۔

☆ ہیں جن کی جستجو میں ہوں وہ مجھ کو آپ ڈھونڈیں گے ☆ خداوندا میں تیرے حشر کے میدان کے صدقے ☆

۱۲۔ دارہ میں ہ کی ضمیر یا تو رب تعالیٰ کی طرف ہے تو یہ اضافت عزت و شرف کی ہے یا شفاعت کی طرف یعنی میں اس شفاعت کی جگہ تشریف فرما ہوں گا یہ جگہ یا تو مقام محمود ہے یا مقام وسیلہ ہے یا عرش کے نیچے کوئی جگہ یا کوئی اور خاص جگہ جہاں صرف حضور کی رسائی ہے خیال رہے کہ لوگ تلاش کرتے کرتے حضور تک ایک ہزار سال میں پہنچیں گے ۱۳۔ رب تعالیٰ بے حجاب حضور انور کو اپنا دیدار عطا کرے گا حضور سجدہ کریں گے یہ سجدہ شفاعت کبریٰ کی چابی ہے جس سے دروازہ شفاعت کھلے گا اور رب تعالیٰ عدل سے فضل کی طرف توجہ فرمائے گا حضور کا سجدہ میں گرنا ہم گرتے ہوئے گنہگاروں کے سنبھلنے کا ذریعہ ہو گا یہ سجدہ عرض معروض کی اجازت حاصل کرنے کے لئے ہو گا جیسے شاہی دربار میں جب کچھ عرض کرنا ہو تو پہلے سلامی مجرا ادا کیا جاتا ہے حضور کا وہاں سے ہٹ کر یہاں آنا اس لئے ہے کہ وہ جگہ حساب کی تھی اور یہ جگہ اکرام و احترام کی یہ عرض اسی جگہ ہونی چاہیے تھی (مرقات) یہ سجدہ ایک ہفتہ کی برابر رہے گا ۱۴۔ اس سجدے سے دربار رحمت جوش میں آجاوے گا حکم ہو گا پہلے سر اٹھاؤ تم ہم کو دیکھو ہم تم کو دیکھیں پھر عرض کرو آج ہماری تمہاری بات آمنے سامنے ہو گی **اللھم صل علی سیدنا محمد وسلم** ۱۵۔ یعنی وہ حمد و ثنا مجھے بطور الہام مجھے وہاں ہی سکھائی جاوے گی ابھی ہم کو معلوم نہیں خیال رہے کہ رب تعالیٰ کے اوصاف دنیا کے واقعات نہیں حضور کا علم دنیا کے واقعات کو محیط ہے نہ کہ صفات **الٰہیہ** کو لہٰذا یہ واقعہ علم غیب کے خلاف نہیں ۱۷۔ یعنی یہ جگہ تو شفاعت کی تھی بخشش کی جگہ دوسری ہو گی چنانچہ ہم یہاں سے چل کر وہاں پہنچیں گے جہاں بخشش کا ظہور ہو گا حد مقرر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ حکم ہو گا اپنی اتنی امت کو جنت میں داخل کر دو معلوم ہوا کہ لوگ جنت کے پہنچائے پہنچیں گے اپنے آپ نہ جائیں گے۔ ۱۷۔ دارہ کی تحقیق ابھی کی جا چکی ہے کہ اس سے مراد ہے شفاعت کی جگہ یا اللہ کا گھر جو شفاعت کے لئے خاص کیا گیا۔ وسیلہ یا اور جگہ۔ ۱۸۔ خیال رہے اس حدیث میں اختصار ہے حضور کی شفاعتیں چند ہوں گی پہلی شفاعت جس کی تمام دنیا طلبگار ہو گی وہ تو ہے حساب کتاب شروع کرانا لوگوں کو میدان محشر سے نجات دلانا یہ اس وقت ہو گی جب کہ کوئی جنت یا دوزخ میں نہ گیا ہو گا کہ ابھی تو حساب ہی نہیں ہوا ہے وہاں جانا کیسا اسی مطالبہ اور عرض معروض کا ذکر اول حدیث میں ہوا شفاعت، دوزخ میں گرے ہوئے مسلمانوں کو

marfat.com

وہاں سے نکالنا اس کا ذکر یہاں ہو رہا ہے یہ شفاعت سب سے آخر میں ہوگی۔ درمیان میں بہت سی شفاعتیں ہوں گی۔ کسی کا ہلکا پلہ بھاری کرنا۔ صراط پر گرتے ہوں کو سہارا دے کر گزار دینا بندھے ہوئے گنہگاروں کو کھولا دینا پکڑے ہوئے گنہگاروں کو چھڑوا دینا ہم جیسے روسیاہوں کے منہ کی کالک صاف کرا کر چہرے اوجیالے کرا دینا وغیرہ ان شفاعتوں کا یہاں ذکر نہیں فرمایا گیا۔ ابتداء انتہاء کا ذکر ہے اس کی اور تو جیسیں بھی کی گئی ہیں مگر مرقات نے اس کو ترجیح دی غرضیکہ حدیث میں اختصار ہے ایسے اختصار قرآن مجید میں بہت ہیں۔ ۱۹۔ ہم پہلے بہ حوالہ مرقات عرض کر چکے کہ حضور انور کے یہ سجدے ایک ایک ہفتہ کی بقدر ہوں گے یعنی اگر دن رات ہوتے تو فی سجدہ ایک ہفتہ گزرتا نہ معلوم اتنے دراز سجدوں میں حضور کیا کیا اور کیسی کیسی حمد کریں گے اور رب تعالیٰ حضور کے کیسے کیسے درجے بلند فرمائے گا یہ تو یا دینے والا رب جانے یا لینے والے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم۔ ۲۰۔ معلوم ہوا کہ اس آخری شفاعت کے تین حصے ہوں گے ہر حصہ میں تہائی گنہگار دوزخ سے نکالے جائیں گے۔ خیال رہے کہ **فاستاذن علی ربی** میں اس مقام شفاعت میں داخلہ کی اجازت مراد ہے اور یہاں سجدہ کے بعد جو اجازت ہے وہ شفاعت کی اجازت ہے لہٰذا فرمان عالی میں تکرار نہیں یہ بھی خیال رہے کہ حضور انور کا ان دوزخیوں کو نکالنا بلاواسطہ بھی ہوگا اور بالواسطہ بھی یعنی بعض کو خود حضور انور نکالیں گے بعض کو حضور انور کے غلام یعنی مومنین لہٰذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں کہ جنتی مومن دوزخ میں جا کر وہاں دوزخی مومنین کو نکالیں گے اولاً انہیں جن کے دل میں درہم برابر ایمان ہے پھر انہیں جن میں نصف درہم برابر ایمان ہے حتیٰ کہ آخر میں انہیں جن میں رائی برابر ایمان ہے۔ ۲۱۔ یعنی جن کے متعلق قرآن کریم نے فرمایا کہ **خالدین فیھا ابدا** اس حدیث کے ظاہر سے معلوم ہو رہا ہے کہ دوزخ میں پہنچے ہوئے گنہگار مومنین کو صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا حضور کی امت کے اولیاء و علماء نکالیں گے یہ مومنین خواہ امت محمدیہ کے ہوں یا دوسری امتوں کے سب کی رہائی حضور کی شفاعت سے ہوگی۔ دوسرے نبیوں کا گنہگاروں کو دوزخ سے نکالنا کسی حدیث سے ثابت نہیں ہوتا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس امت کے گنہگاروں کو تو حضور انور اور آپ کے خدام نکالیں گے دوسری امتوں کے دوزخی گنہگاروں کو وہ حضرات نکالیں واللہ ورسولہ اعلم۔ ۲۲۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ فرمان عالی خود حضور انور کا اپنا ہے **نبیکم** فرمانا ایسا ہی ہے جیسے رب تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے **ھذا یوم ینفع الصادقین صدقھم** یعنی کبھی متکلم اپنا نام یا اپنے القاب سے اپنا ذکر کرتا ہے اور ممکن ہے یہ کلام کسی راوی کا ہو تب **نبیکم** فرمانا بالکل ظاہر ہے۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ مَاجَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ فِيْ بَعْضٍ فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ اشْفَعْ اِلٰى رَبِّكَ فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِاِبْرَاهِيْمَ فَاِنَّهٗ خَلِيْلُ الرَّحْمٰنِ فَيَاْتُوْنَ اِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُوْسٰى فَاِنَّهٗ كَلِيْمُ اللّٰهِ فَيَاْتُوْنَ مُوْسٰى فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِعِيْسٰى فَاِنَّهٗ رُوْحُ اللّٰهِ وَ

(۵۳۲۸) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو لوگ بعض بعض میں مخلوط ہو جائیں گے ۱۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ عرض کریں گے اپنے رب کی بارگاہ میں شفاعت کیجئے وہ فرمائیں گے میں اس کے لئے نہیں لیکن تم حضرت ابراہیم کا دامن پکڑو ۱۔ وہ اللہ کے خلیل ہیں ۲۔ تو وہ حضرت ابراہیم کے پاس جائیں گے۔ وہ بھی کہیں گے میں اس کے لئے نہیں لیکن تم جناب موسیٰ کو پکڑو کہ وہ اللہ کے کلیم ہیں تو وہ حضرت موسیٰ کے پاس جائیں گے وہ

marfat.com

كَلِمَتُهُ فَيَأْتُوْنَ عِيْسٰى فَيَقُوْلُ لَسْتُ بِهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُحَمَّدٍ فَيَأْتُوْنِيْ فَأَقُوْلُ أَنَا لَهَا فَأَسْتَأْذِنُ عَلٰى رَبِّيْ فَيُؤْذَنُ لِيْ وَيُلْهِمُنِيْ مَحَامِدَ أَحْمَدُهُ بِهَا لَا تَحْضُرُنِيْ الْآنَ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ وَأَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُوْلُ يَا رَبِّ أُمَّتِيْ أُمَّتِيْ فَيُقَالُ فَأَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ شَعِيْرَةٍ مِنْ إِيْمَانٍ فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ ثُمَّ أَعُوْدُ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُوْلُ يَا رَبِّ أُمَّتِيْ أُمَّتِيْ فَيُقَالُ انْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ أَوْ خَرْدَلَةٍ مِنْ إِيْمَانٍ فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ ثُمَّ أَعُوْدُ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُوْلُ يَا رَبِّ أُمَّتِيْ أُمَّتِيْ فَيُقَالُ انْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ أَدْنٰى أَدْنٰى أَدْنٰى مِثْقَالِ حَبَّةِ خَرْدَلَةٍ مِنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرِجْهُ مِنَ النَّارِ فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ ثُمَّ أَعُوْدُ الرَّابِعَةَ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُوْلُ يَا رَبِّ ائْذَنْ

بھی کہیں گے اس کے لئے میں نہیں ۳۔ لیکن تم حضرت عیسیٰ کو پکڑو کہ وہ روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں تو لوگ حضرت عیسیٰ کے پاس جائیں گے وہ کہیں گے اس کے لئے میں نہیں ہوں لیکن تم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کرو ۴۔ تو وہ میرے پاس آئیں گے میں فرماؤں گا ہاں میں اس کے لئے ہوں پھر میں اپنے رب سے اجازت مانگوں گا ۵۔ مجھے اجازت ملے گی اور ایسی حمدیں مجھے الہام کرے گا جو ابھی میرے علم میں حاضر نہیں ۶۔ میں ان حمدوں سے حمد کروں گا اور رب کے لئے سجدہ میں گر جاؤں گا پھر کہا جائے گا اے محمد اپنا سر اٹھاؤ کہو فرمایا تمہاری سنی جاوے گی مانگو دیئے جاؤ گے شفاعت کرو قبول کی جاوے گی میں عرض کروں گا یا رب میری میری امت ۷۔ تو فرمایا جاوے گا جاؤ اس کو نکالو جس کے دل میں جو برابر ایمان ہو تو میں چلوں گا اور یہ عمل کروں گا ۸۔ پھر واپس لوٹوں گا انہی حمدوں سے رب کی حمد کروں گا پھر اس کے لئے سجدہ میں گروں گا تو کہا جاوے گا اے محمد اپنا سر اٹھاؤ کہو سنی جاوے گی مانگو تمہیں وہ دیا جاوے گا شفاعت کرو قبول کی جاوے گی تو میں عرض کروں گا یا رب میری امت میری امت تو کہا جاوے گا چلو اسے نکال لو جس کے دل میں ذرہ یا رائی کے دانہ برابر ایمان ہو ۹۔ چنانچہ میں چلوں گا یہ عمل کروں گا پھر لوٹ کر آؤں گا تو رب کی انہیں حمدوں سے ثنا کروں گا۔ پھر اس کے لئے سجدہ میں گر جاؤں گا تو کہا جاوے گا اے محمد اپنا سر اٹھاؤ کہو سنی جاوے گی مانگو تمہیں دیا جاوے گا شفاعت کرو قبول کی جاوے گی تو میں کہوں گا یا رب میری امت میری امت فرمایا جاوے گا ۱۰۔ جاؤ اسے نکال لو جس کے دل میں رائی کے دانہ سے کمتر ایمان ہو چنانچہ میں جاؤں گا اسے آگ سے نکال لاؤں گا چنانچہ ہم جائیں گے اور یہ کام کریں گے ۱۱۔ پھر میں چوتھی بار لوٹوں گا اور رب تعالیٰ کی حمد و ثنا انہیں محامد سے کروں گا۔ پھر میں اس کے حضور سجدہ کناں عرض کروں گا تو کہا جاوے گا۔ اے

marfat.com

لِيْ فِيْمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ لَيْسَ ذٰلِكَ لَكَ وَلٰكِنْ وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ وَكِبْرِيَائِيْ وَعَظَمَتِيْ لَأُخْرِجَنَّ مِنْهَا مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

محمد سر اٹھاؤ کہو سنی جاوے گی مانگو دیئے جاؤ گے شفاعت کرو قبول کی جاوے گی ۱۲۔ تو میں عرض کروں گا یا رب مجھے اس کے متعلق اجازت دے جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو ۱۳۔ رب فرماوے گا یہ تمہارا نہیں لیکن میری عزت و جلالت اور کبریائی کی اور میری عظمت کی قسم میں وہاں سے اسے نکال دوں گا جس نے کہا لا الہ الا اللہ ۱۴۔ (مسلم بخاری)

(۵۳۲۸) ۱۔ ماج بنا ہے موج سے ۔ بمعنی مخلوط ہونا بے قرار ہونا یعنی اولا" تو لوگ محشر میں اکیلے اکیلے حیران کھڑے ہوں گے بہت دراز عرصہ گزرنے پر بعض بعض سے ملیں گے اور مشورہ کریں گے اس ناس میں از آدم علیہ السلام تا روز قیامت سارے انسان داخل ہیں کافر ہوں یا مومن سواء حضرات انبیاء کرام کے تلاش شفیع کے لئے سب ہی نکلیں گے حضرات انبیاء کرام نہ نکلیں گے اور ممکن ہے کہ ان لوگوں میں وہ لوگ شامل نہ ہوں گے جو عرش الٰہی کے سایہ میں ہوں گے کیونکہ انہیں کوئی تکلیف نہ ہوگی جس کو دفع کرانے کے لئے شفیع کو تلاش کریں مگر پہلا احتمال قوی ہے کہ یہ سارے لوگ ہی تلاش شفیع میں پھریں گے جو محشر میں گرفتار بلا ہیں وہ تو رہائی کے لئے شفیع ڈھونڈیں گے دوسرے لوگ رسائی کے لئے کہ حساب شروع ہو رب کا دیدار اس سے ہم کلامی نصیب ہو۔ ۲۔ یہاں ایک واسطہ کا ذکر نہیں فرمایا یعنی نوح علیہ السلام کا حضرت آدم علیہ السلام بھیجیں گے نوح علیہ السلام کے پاس وہ بھیجیں گے ابراہیم علیہ السلام کے پاس مگر چونکہ حضرت آدم کے بھیجنے سے نوح علیہ السلام کے پاس گئے ہوں گے اس لئے نوح علیہ السلام کا بھیجنا بالواسطہ آدم علیہ السلام کا بھیجنا ہے لہٰذا یہ حدیث گزشتہ کے خلاف نہیں وہاں تفصیل تھی اور یہاں اجمال ہے۔ ۳۔ یہاں بھی کچھ اجمال ہے پہلے لوگ ان سے شفاعت کے لئے کہیں گے اس کے جواب میں آپ یہ فرمائیں گے **لست لها** کا مطلب یہ ہے کہ شفاعت کبریٰ میرا کام نہیں اس درجہ میں نہیں ہوں یہ کوئی اور ہی کرے گا ہم شفاعت صغریٰ کریں گے۔ ۴۔ حضور تک پہنچتے پہنچتے لوگوں کو ہزار سال تک لگ جائیں گے اتنی بڑی بھیڑ میں تلاش کرنا آسان نہیں ہے نہ معلوم یہ حضرات کہاں کہاں ملیں گے ۵۔ پہلے کہا جا چکا ہے کہ یہ اجازت اس جگہ داخل ہونے کی ہے نہ کہ عرض و معروض کرنے کی عرض و معروض کی اجازت تو سجدہ کر کے حاصل کی جاوے گی۔ ۶۔ یعنی وہ صفات جن سے میں اس سجدے میں اللہ کی حمد کروں گا وہ مجھے ابھی نہیں بتائے گئے اس وقت ہی بتائے جائیں گے۔ خیال رہے کہ ہم بذات خود رب تعالیٰ کی حمد نہیں کر سکتے جب تک کہ ہم کو حضور نہ سکھائیں ہماری حمد حضور کے سکھانے سے ہے اور حضور کی حمد رب تعالیٰ کے سکھانے اور رب کی جیسی حمد حضور انور نے کی ہے اور کریں گے مخلوق میں کسی نے ایسی حمد نہ کی اسی لئے آپ کا نام احمد ہے اس سجدہ میں حضور انور رب کی بے مثال حمد کریں گے اور مقام محمود پر رب تعالیٰ حضور انور کی ایسی حمد کرے گا جو کوئی نہ کر سکا ہوگا اس لئے حضور انور کا نام محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم خیال رہے کہ حضور انور کا علم واقعات کو گھیرے ہوئے ہے کہ ہر واقعہ حضور کے علم میں ہے مگر اللہ تعالیٰ کے اوصاف کوئی نہیں گھیر سکتا کہ اس کے اوصاف غیر محدود ہیں۔ لہٰذا یہ واقعہ حضور کے علم غیب کلی کے خلاف نہیں۔ ۷۔ یعنی میری امت کو بخش دے میری امت کو بخش دے اللہ تعالیٰ نے ہر نبی رسول کو ایک خصوصی دعا عطا فرمائی تھی۔ جس کی قبولیت کا پورا وعدہ فرمایا تھا سارے

marfat.com

نبیوں نے اپنی دعائیں دنیا ہی میں مانگ لیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وہ دعاء خاص محفوظ رکھی ہے اس دعا سے امت کی شفاعت فرمائیں گے یہ وہ ہی دعا ہے جس سے آپ شفاعت فرما رہے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔ ۸۔ خیال رہے کہ ایمان و اسلام میں حقدار کی زیادتی کمی ناممکن ہے کیونکہ یہ ایک بسیط چیز ہے جس کے اجزا نہیں ہاں کیفیات میں یا نتائج میں زیادتی کمی ہو سکتی ہے جیسے علم الیقین سے عین الیقین اور عین الیقین سے حق الیقین اعلیٰ ہے مگر کیفیت میں نیز بعض مومنین کو اعمال کی توفیق ملتی ہے بعض کو عرفان الٰہی یہ نتیجہ میں فرق ہے جو وغیرہ کا ذکر اسی فرق کی بنا پر ہے لہٰذا احادیث واضح ہیں۔ ۹۔ ذرہ سے مراد یا چھوٹی چیونٹی ہے یا ریت کا ذرہ یا ہباء مسور یعنی جو اندھیری کوٹھری میں کسی روزن سے دھوپ آنے سے اس میں باریک باریک روئیں اڑتے نظر آتے ہیں بہرحال مقصود ایمان کا ادنیٰ درجہ ہے جس کے ساتھ اور کوئی نیکی نہ ہو۔ ۱۰۔ حمد الٰہی وہ ہی ہوگی شفاعت کے الفاظ بھی وہ ہی ہوں گے مگر ان سے فائدہ اٹھانے والے جداگانہ پہلی بار اور لوگ نکالے گئے اس بار دوسرے لوگ ہر بار میں مختلف گنہگار بخشے جائیں گے جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہے۔ ۱۱۔ اس پوری حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گنہگاروں کو نکالنے کے لئے دوزخ میں تشریف لے جائیں گے جس سے پتہ لگا کہ حضور ہم گنہگاروں کی خاطر ادنیٰ جگہ پر تشریف لے جائیں گے اگر آج میلاد شریف یا مجلس ذکر میں حضور تشریف لاویں تو ان کے کرم سے بعید نہیں اس سے ان کی شان نہیں گھٹتی ہمارے اور ہمارے گھروں کی شان بڑھ جاتی ہے۔ شعر:۔

☆ زشان و شوکت سلطان نہ گشت چیزے کم ☆ زالتفات بہماں سرائے دہقانے ☆
☆ کلاہ گوشہ دہقان بہ آفتاب رسید ☆ کہ سایہ برسرش افگند چوں تو سلطانے ☆

ہم نے عرض کیا ہے شعر:۔

☆ جو کرم سے اپنے شاہ امم رکھیں مجھ غریب کے گھر قدم ☆ مرے شاہ کی نہ ہو شان کم کہ گدا یہ ان کا پیار ہے ☆
☆ ولے مجھ غریب کا غمکدہ بنے رشک خلد بریں شما ☆ کرے ناز اپنے نصیب پر بلے شاہ وہ جو نگوار ہے ☆

دوسرے یہ کہ دوزخ کی آگ نور میں اثر نہیں کر سکتی حضور نور ہیں آگ سے تکلیف حضور کو نہیں پہنچ سکتی ہمارا نور نظر آگ سے نہیں جلتا۔ بلکہ حضور کے خاص خدام بھی شفاعت کرنے دوزخ سے نکالنے کے لئے دوزخ میں کود جائیں گے انہیں بھی آگ نقصان نہیں دے گی تیسرے یہ کہ رب تعالیٰ ہے بخشنے والا رحمت فرمانے والا مگر اپنی ساری نعمتیں حضور کی معرفت دیتا ہے دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے ان لوگوں کو دوزخ سے رہائی دی دنیا میں بھی ہم کو قرآن، ایمان، اسلام عرفان جو کچھ دیا سب رب نے دیا مگر حضور انور کے ذریعہ دیا بغیر ان کے واسطے کے کسی کو کچھ نہیں دیتا۔ شعر:۔

☆ بے ان کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے ☆ حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے ☆

حضور کی شفاعت پہلے ہوئی گنہگار کی رہائی بعد میں بلکہ رہائی شفاعت کے وجہ سے ہوئی۔ چوتھے یہ کہ شرعی ایمان والوں کی حضور صرف شفاعت ہی نہیں کریں گے بلکہ شفاعت بھی کریں گے اور دستگیری بھی سجدہ کر کے عرض معروض کرنا شفاعت ہے دوزخ میں جا کر انہیں نکالنا دستگیری ہے۔ حضور دستگیر دو جہاں ہیں جو انہیں دستگیر مددگار نہ مانے وہ اس فرمان عالی کا منکر ہے۔ پانچویں یہ کہ ایمان شرعی والوں کی حضور شفاعت و دستگیری دونوں کریں گے جن کا ایمان شرعی نہ تھا ان کی شفاعت تو فرمائیں گے دستگیری نہیں جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے۔ ۱۲۔ خیال رہے کہ یہ چوتھی شفاعت ان لوگوں کے لئے ہے جو دنیا میں شرعی مومن نہ تھے عند اللہ

marfat.com

مومن تھے ورنہ شرعی مومن تو ادنیٰ سے ادنیٰ بھی پہلی تین شفاعتوں سے دوزخ سے رہا کر دیئے گئے ہیں اب یہ وہ ہی لوگ ہیں جو شرعاً مومن تھے ہی نہیں عند اللہ مومن تھے۔ ۱۳۔ اس کے متعلق بڑی گفتگو ہے کہ یہ لا الہ الا اللہ کہنے والے کون لوگ ہیں بعض شارحین نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو عمر بھر کافر رہے مرتے وقت مومن ہو کر مرے عمل کوئی نہ کیا بعض نے فرمایا کہ یہ گزشتہ امتوں کے کلمہ گو گنہگار لوگ ہیں نہ کہ حضور کی امت کے یہ مرقات نے فرمایا مگر یہ دونوں تو جیسیں کچھ ضعیف سی ہیں کیونکہ یہ دونوں تو مومن ہیں بلکہ پہلا شخص بے گناہ مومن ہے کہ اسے گناہ کا وقت نہیں ملا فقیر کے نزدیک یہ وہ لوگ ہیں جن کے دل میں ایمان تھا مگر زبان سے اس کا اقرار نہیں کیا یہ لوگ اللہ کے نزدیک مومن ہیں شریعت میں کافر۔ جیسے ابو طالب وغیرہ انہیں شریعت میں ساتر کہتے ہیں اور جس کی زبان پر ایمان ہو دل میں کفر اسے منافق کہتے ہیں اور جو دل و زبان دونوں کا مومن ہو اسے مخلص مومن اور جو دل و زبان دونوں کا کافر ہو اسے مجاہر کہا جاتا ہے **فیمن قال** میں قول سے مراد دلی قول ہے یعنی ماننا اور لا الہ الا اللہ سے مراد سارے اسلامی عقیدے ہیں لہٰذا حدیث بالکل واضح ہے اس میں منافقین یا دوسرے توحیدی عقیدہ رکھنے والے کفار داخل نہیں صرف ساترین مراد ہیں لہٰذا موجودہ مرزائی چکڑالوی وغیرہ اس سے خارج ہیں۔ ۱۴۔ یعنی ان ساترین کے متعلق تمہاری یہ چوتھی شفاعت قبول ہے مگر انہیں نکالنے کے لئے آپ کو تکلیف نہیں دی جائے گی کیونکہ وہ صراحۃ آپ کی امت میں داخل نہیں ہوئے اور دنیا میں ان پر شریعت کے احکام جاری نہیں ہوئے حتیٰ کہ ان کا اسلامی کفن دفن نہ کیا گیا آج بھی مخلص مومن اور یہ ساترین تمہاری شفاعت سے تو نکلیں گے مگر تمہارے ہاتھوں سے نہیں کیونکہ دنیا میں ان کے ہاتھ میں تمہارا ہاتھ نہ تھا ہماری اس شرح سے پتہ لگا کہ یہ لوگ بھی حضور کی شفاعت سے ہی نکلے شفاعت سے کوئی بے نیاز نہیں اس لئے انہیں اس سجدہ سے اور شفاعت سے پہلے دوزخ سے نہیں نکالا گیا۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِهٖ اَوْ مِنْ نَفْسِهٖ۔ (رواہ البخاری)

(۵۳۲۹) روایت ہے جناب ابو ہریرہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا لوگوں میں زیادہ کامیاب میری شفاعت سے قیامت کے دن ا۔ وہ ہو گا جس نے اپنے خالص دل یا خالص نفس سے کہا لا الہ الا اللہ ۲۔ (بخاری)

(۵۳۲۹) ا۔ یعنی میری شفاعت سے ہر انسان کو حصہ ملے گا کافر ہو یا مومن مخلص ہو یا منافق مگر پورا بہرہ ور میری شفاعت سے مومن ہی ہوں گے کہ وہ اس کی برکت سے دوزخ سے نجات پا جائیں گے عام کفار شفاعت کی وجہ سے محشر کی تکلیف سے نجات پائیں گے اور بعض کفار کے عذاب ہلکے ہو جائیں گے اس لئے یہاں اسعد فرمایا گیا (مرقات) اس کی اور بہت شرحیں کی گئی ہیں۔ ۲۔ لا الہ الا اللہ کہنے سے مراد ہے سارے عقائد اسلامیہ کا اقرار کرنا جیسے کہا جاتا ہے نماز میں الحمد پڑھنا واجب ہے یعنی پوری سورہ فاتحہ پڑھنا خالصاً فرما کر منافقین کو علیحدہ فرما دیا کہ وہ صرف زبان سے اسلام مانتے ہیں دل میں کافر ہوتے ہیں اخلاص کے ساتھ قلب کا ذکر صرف تاکید کے لئے ہے ورنہ اخلاص تو دل سے ہی ہوتا ہے جیسے رب فرماتا ہے **اثم قلبه** (مرقات)

marfat.com

وَعَنْهُ قَالَ اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ فَرُفِعَ اِلَیْهِ الذِّرَاعُ وَکَانَتْ تُعْجِبُهٗ فَنَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً ثُمَّ قَالَ اَنَا سَیِّدُ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَتَدْنُو الشَّمْسُ فَیَبْلُغُ النَّاسَ مِنَ الْغَمِّ وَالْکَرْبِ مَالَا یُطِیْقُوْنَ فَیَقُوْلُ النَّاسُ اَلَا تَنْظُرُوْنَ مَنْ یَّشْفَعُ لَکُمْ اِلٰی رَبِّکُمْ فَیَاْتُوْنَ اٰدَمَ وَذَکَرَ حَدِیْثَ الشَّفَاعَةِ وَقَالَ فَاَنْطَلِقُ فَاٰتِیْ تَحْتَ الْعَرْشِ فَاَقَعُ سَاجِدًا لِرَبِّیْ ثُمَّ یَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَیَّ مِنْ مَّحَامِدِهٖ وَحُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَیْهِ شَیْئًا لَمْ یَفْتَحْهُ عَلٰی اَحَدٍ قَبْلِیْ ثُمَّ قَالَ یَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاْسَکَ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَرْفَعُ رَاْسِیْ فَاَقُوْلُ اُمَّتِیْ یَا رَبِّ اُمَّتِیْ یَا رَبِّ اُمَّتِیْ یَا رَبِّ فَیُقَالُ یَا مُحَمَّدُ اَدْخِلْ مِنْ اُمَّتِکَ مَنْ لَّا حِسَابَ عَلَیْهِمْ مِنَ الْبَابِ الْاَیْمَنِ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَکَاءُ النَّاسِ فِیْمَا سِوٰی ذٰلِکَ مِنَ الْاَبْوَابِ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنَّ مَا بَیْنَ الْمِصْرَاعَیْنِ مِنْ مَصَارِیْعِ الْجَنَّةِ کَمَا بَیْنَ مَکَّةَ وَهَجَرَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

(۵۳۳۰) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوشت لایا گیا تو آپ کی خدمت میں دستی پیش کی گئی حضور کو دستی پسند تھی ۱؎ تو آپ نے اس میں سے نوچ کر کھایا ۲؎ پھر فرمایا میں قیامت کے دن لوگوں کا سردار ہوں ۳؎ جس دن لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے ۴؎ اور سورج قریب ہو گا لوگوں کو اس قدر غم و تکلیف پہنچے گی جس کی وہ طاقت نہ رکھیں گے ۵؎ پھر لوگ کہیں گے تم کسی ایسے شخص کو کیوں نہیں دیکھتے جو تمہارے رب کی بارگاہ میں تمہاری شفاعت کرے ۶؎ چنانچہ وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور شفاعت کی حدیث ذکر فرمائی اور فرمایا کہ پھر میں چلوں گا۔ تو عرش کے نیچے پہنچوں گا پھر اپنے رب کے حضور سجدہ میں گروں گا ۷؎ پھر اللہ مجھ پر اپنی وہ حمد و اچھی ثنائیں کھولے گا جو مجھ سے پہلے کسی پر نہ کھولی تھیں ۸؎ پھر فرمائے گا اے محمد اپنا سر اٹھاؤ مانگو دیئے جاؤ گے شفاعت کرو قبول کی جاوے گی ۹؎ تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا عرض کروں گا یا رب میری امت میری امت تو کہا جاوے گا ۱۰؎ اے محمد اپنی امت میں سے ان لوگوں کو جن پر حساب نہیں ۱۱؎ جنت کے دروازوں میں سے داہنے دروازے سے داخل کرو اور یہ لوگ دوسرے دروازوں میں لوگوں کے ساتھ برابر کے حقدار ہیں ۱۲؎ پھر فرمایا اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے جنت کے دروازوں میں سے ایک کی دو چوکھٹوں کے درمیان ۱۳؎ اتنا فاصلہ ہے جتنا مکہ معظمہ اور ہجر کے درمیان ہے ۱۴؎ (مسلم بخاری)

(۵۳۳۰) ۱؎ دستی کا گوشت بے ریشہ ہوتا ہے اور نرم بھی مزے دار بھی جلد گل جاتا ہے سارے جانور میں یہ ہی گوشت بہت اچھا ہوتا ہے ۲؎ نھس خالی سین سے اگلے دانتوں سے نوچنا اور نہش نقطہ والے شین سے ڈاڑھوں سے گوشت نوچنا یعنی ہڈی سے بوٹی چھوڑانا دونوں لفظ روایات میں وارد ہیں۔ ۳؎ اس ناس میں سارے انسان داخل ہیں حضرات انبیاء کرام اور ان کی ساری امتیں اگرچہ حضور ہمیشہ سے ہی ساری مخلوق کے سردار ہیں مگر اس سرداری کا ظہور قیامت کے دن ہو گا کہ سارے لوگ آپ سے شفاعت کی درخواست کریں گے اور سب حضور کا منہ تکیں گے کوئی آپ کی سرداری کے انکار کرنے کی ہمت نہ کر سکے گا کفار بھی اس کا اقرار کریں گے اور نادم ہوں گے اس لئے یوم القیامۃ کا ذکر فرمایا۔ ۴؎ یہ یوم القیامۃ کا بیان ہے چونکہ یہ حاضری بارگاہ

marfat.com

قیامت کا مقصود ہے اس لئے اس کا ذکر پہلے فرمایا ورنہ قیامت میں اور بھی کام ہوں گے جیسے کہ آگے معلوم ہو رہا ہے۔ ۵۔ گرمی کی شدت کا یہ حال ہوگا کہ انسان کا پسینہ ستر گز زمین میں جذب ہو کر اس کے منہ کی لگام بن جائے گا یعنی منہ تک پسینہ میں آدمی ڈوبا ہو گا۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ قیامت کے کاروبار کی ابتداء توسل یعنی وسیلہ کی تلاش سے ہوگی آج جو حضور کے وسیلہ کے منکر ہیں وہ بھی یہ ہی کام پہلے کریں گے۔ اعلیٰ حضرت نے کیا خوب فرمایا۔ شعر:۔

☆ ہم بھی محشر میں سیر دیکھیں گے ☆ بھدی آج ان سے التجا نہ کرے ☆

۷۔ یہاں جہاں مجھے لوگ پائیں گے اور ساری مخلوق مجھے گھیرے گی وہاں سے روانہ ہو کر اپنے مقام شفاعت میں پہنچوں گا۔ جو میرے لئے خاص تیار کیا گیا ہے غالب یہ ہے کہ حضور انور ان سب کو لے کر وہاں پہنچیں گے واللہ و رسولہ اعلم وہ نظارہ عجیب ہوگا۔ ۸۔ یعنی اس دن جیسی حمد اپنے رب کی میں کروں گا ایسی حمد مخلوق الٰہی میں کسی نے نہیں کی ہوگی۔ یہ حمد مجھے میرا رب بطور الہام سکھائے گا۔ ۹۔ اسے کہتے ہیں عرض سے پہلے قبولیت ابھی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدعا کے لئے لب نہیں ہلائے کہ قبولیت کا رب نے وعدہ فرمالیا۔ ۱۰۔ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں یہاں عبارت میں اجمال ہے ابتداء ہوئی شفاعت عامہ کے ذکر سے اور انتہا ہوئی شفاعت خاصہ کے ذکر پر یہ شفاعت اپنی امت کو جنت میں پہنچانے کی ہے عام لوگوں کے لئے شفاعت محشر سے نجات دلانے کی ہوگی۔ ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں سب کا حساب نہ ہوگا بعض بے حساب جنت میں بھیجے گا جو دنیا میں اپنا حساب خود لیتا رہے گا اس کا حساب یا تو ہوگا نہیں ہوگا تو ہلکا ہوگا۔ ۱۲۔ یعنی ان بے حساب جنتیوں کے لئے ایک دروازہ خاص ہے جس سے دوسرے جنتی داخل نہیں ہو سکتے مگر یہ حضرات ان دروازوں سے جا سکتے ہیں جیسے ریل کا فسٹ کلاس کا مسافر ہر درجہ میں سفر کر سکتا ہے مگر تھرڈ والے فسٹ میں سفر نہیں کر سکتے۔ ۱۳۔ ایک دروازے کے حصے ہوں تو ہر حصہ مصرع کہلاتا ہے اس سے مقصود ہے دروازہ جنت کی چوڑائی بیان کرنا۔ ۱۴۔ ہجر مدینہ منورہ کے علاقہ میں ایک گاؤں کا نام بھی ہے اور بحرین کے ایک شہر کا نام بھی یہاں یہ ہی شہر مراد ہے جو بحرین میں ہے۔ اس تشبیہ سے مقصود ہے اس دروازے کی فراخی بیان فرمانا حد بندی فرمانا مقصود نہیں (اشعہ، مرقات)

وَعَنْ حُذَيْفَةَ فِيْ حَدِيْثِ الشَّفَاعَةِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَتُرْسَلُ الْاَمَانَةُ وَالرَّحِمُ فَتَقُوْمَانِ جَنْبَتَيِ الصِّرَاطِ يَمِيْنًا وَشِمَالًا فَيَمُرُّ اَوَّلُكُمْ كَالْبَرْقِ قَالَ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ اَيُّ شَيْءٍ كَمَرِّ الْبَرْقِ قَالَ اَلَمْ تَرَوْا اِلَى الْبَرْقِ كَيْفَ يَمُرُّ وَيَرْجِعُ فِيْ طَرْفَةِ عَيْنٍ ثُمَّ كَمَرِّ الرِّيْحِ ثُمَّ كَمَرِّ الطَّيْرِ وَشَدِّ الرِّجَالِ تَجْرِيْ بِهِمْ اَعْمَالُهُمْ وَنَبِيُّكُمْ قَائِمٌ عَلَى الصِّرَاطِ يَقُوْلُ رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ حَتّٰى تَعْجَزَ اَعْمَالُ الْعِبَادِ حَتّٰى يَجِيْءَ الرَّجُلُ لَا يَسْتَطِيْعُ اِلَّا زَحْفًا وَفِيْ حَافَتَيِ الصِّرَاطِ كَلَالِيْبُ مُعَلَّقَةٌ مَاْمُوْرَةٌ بِاَخْذِ مَنْ اُمِرَتْ بِهٖ فَمَخْدُوْشٌ نَاجٍ وَمَكْدُوْسٌ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسُ حُذَيْفَةَ بِيَدِهٖ اِنَّ قَعْرَهَا لَسَبْعُوْنَ خَرِيْفًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۵۳۳۱) روایت ہے حضرت حذیفہ سے شفاعت کی حدیث کے بارے میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ا۔ فرمایا کہ امانت اور رحمی رشتے بھیجے جائیں گے ۲۔ وہ پلصراط کے دونوں طرف داہنے بائیں کھڑے ہوں گے ۳۔ (مسلم)

(۵۳۳۱) ا۔ حضرت حذیفہ نے پوری حدیث شفاعت بیان کی اس طرح جو بھی ذکر کی گئی مگر اس حدیث میں یہ زیادتی اور ہے۔ ۲۔ امانت داری مومن کی ایک پاکیزہ صفت ہے اس کی بہت قسمیں ہیں بات کی مال کی عزت و آبرو کی۔ امانت داری کا مقابل ہے خیانت جو انسان کا بڑا عیب ہے رحم سے مراد ہے آپس کی نسبی قرابت داریاں یہ بہت قسم کی ہیں یہ دونوں شکل والی چیزیں ہوں گی وہاں لوصاف اعراض کی شکلیں ہوں گی وہ کلام کریں گی۔ ۳۔ یہ ان دونوں وصفوں کی انتہائی تعظیم ہوگی کہ ان دونوں کو پل صراط کے آس پاس کھڑا کیا جاوے گا شفاعت اور شکایت کے لئے کہ ان کی شفاعت پر نجات ان کی شکایت پر پکڑ ہوگی۔ اس فرمان عالی سے معلوم ہوا کہ انسان امانت داری اور رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی ضرور اختیار کرے کہ ان دونوں میں کوتاہی کرنے پر سخت پکڑ

marfat.com

ہے ان کی شفاعت پر دوزخ سے نجات ہے ان کی شکایت پر وہاں گرتا ہے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَا قَوْلَ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْ اِبْرَاهِيْمَ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ وَقَالَ عِيْسٰى اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ وَبَكٰى فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا جِبْرَئِيْلُ اذْهَبْ اِلٰى مُحَمَّدٍ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ فَسَلْهُ مَا يُبْكِيْهِ فَاَتَاهُ جِبْرَئِيْلُ فَسَاَلَهٗ فَاَخْبَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا قَالَ فَقَالَ اللّٰهُ لِجِبْرَئِيْلَ اذْهَبْ اِلٰى مُحَمَّدٍ فَقُلْ اِنَّا سَنُرْضِيْكَ فِيْ اُمَّتِكَ وَلَا نَسُوْءُكَ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۳۳۲) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن عاص سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رب تعالیٰ کا یہ کلام تلاوت کیا جو حضرت ابراہیم کے متعلق ہے ۱؎ یا رب ان بتوں نے بہت لوگوں کو گمراہ کیا تو جس نے میری پیروی کی وہ تو میرا ہو گیا ۲؎ اور جناب عیسیٰ کہیں گے اگر تو انہیں عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں ۳؎ تو حضور نے اپنے ہاتھ اٹھائے عرض کیا الٰہی میری امت اور روئے ۴؎ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبریل جناب محمد کے پاس جاؤ تمہارا رب خوب جانتا ہے مگر ان سے پوچھو انہیں کیا چیز رلا رہی ہے ۵؎ تو حضور کے پاس حضرت جبریل آئے حضور سے پوچھا انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عرض معروض کی خبر دی ۶؎ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل سے فرمایا تم جناب محمد کے پاس جاؤ کہو کہ ہم تم کو تمہاری امت کے معاملہ میں راضی کرلیں گے تمہیں غمگین نہ کریں گے ۷؎۔ (مسلم)

(۵۳۳۲) ۱؎ ظاہر یہ ہے کہ حضور انور نے نماز کے باہر یہ آیت کریمہ سورہ ابراہیم کی تلاوت فرمائی جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے۔ ۲؎ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وہ عرض معروض بیان فرما رہا ہے۔ جو آپ قیامت میں بطور شفاعت عرض کریں گے کہ خدایا جن لوگوں نے میری اطاعت کی وہ تو میرے ہو چکے تو انہیں میرے طفیل بخش دے اور جنہوں نے میری نافرمانی کی تو مولیٰ تو گنہگاروں کا بخشنے والا ہے غرضیکہ شکایت ان کی بھی نہیں کی انہیں بھی بددعا نہ دی یہ ہے شان جمالی۔ ۳؎ اس پوری آیت میں عیسیٰ علیہ السلام کی شفاعت کا ذکر ہے وہ بھی جمال الٰہی کا مظہر ہیں۔ آپ کی عرض بھی یہ ہے کہ میرے مولیٰ اگر تو ان گنہگاروں کو عذاب دے تو تو ان کا رب ہے وہ تیرے بندے کون تجھے عذاب سے روک سکتا ہے اور تو انہیں معافی دیدے تو تو عزیز ہے حکیم ہے تیرے ہر کام میں حکمت ہے تو سب پر غالب ہے جسے جو چاہے دیدے تجھ سے کوئی پوچھ نہیں سکتا۔ ۴؎ یعنی ان دو محبوب نبیوں کی شفاعت کا ذکر پڑھا تو شفیع المذنبین کا دریائے رحمت جوش میں آگیا اپنی گنہگار امت یاد آگئی اور اس وقت شفاعت فرمائی معلوم ہوا کہ قرآن مجید میں جیسی آیت تلاوت کرے اسی طرح کی دعا مانگے یہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے دعا کے وقت رونا علامت قبولیت ہے پھر حضور انور کا رونا حضور کے آنسو سبحان اللہ حضور کا رونا ہماری ہنسی و خوشی کا ذریعہ ہے بادل روتا ہے تو چمن ہنستا ہے۔ شعر:۔

☆ تانہ گرید ابر کے خند د چمن ☆ تانہ گرید طفل کے جوشد لبن ☆

۵؎ سبحان اللہ کس ناز کا سوال ہے خود جانتا ہے مگر پوچھتا ہے تاکہ محبوب صراحۃ زبان پاک سے شفاعت کریں اور امت گنہگار کی

marfat.com

مشکلیں حل ہوں دریائے بخشش الٰہی جوش میں آئے۔ ۶۔ کہ امت کی فکر ان کا غم میرے رونے کا سبب ہے۔ خیال رہے کہ رونا بہت قسم کا ہے ان تمام قسموں میں افضل حضور کا شفاعت امت کے لئے رونا ہے۔ ۷۔ یعنی آپ اپنی امت کے متعلق جو چاہیں گے جو کہیں گے ہم وہ ہی کریں گے احادیث میں ہے کہ اس پر حضور انور نے عرض کیا کہ تیری عزت کی قسم میں اس وقت تک راضی نہ ہوں گا جب تک کہ میرا ایک امتی بھی دوزخ میں ہو خدا کرے ہم امتی رہیں (اشعہ) مرقات نے بھی اسی کے قریب فرمایا یہاں مرقات نے شفاعت ابراہیمی شفاعت عیسوی اور شفاعت محمدی میں بہت شاندار فرق بیان فرمایا کہ ان حضرات نے اجمالی شفاعت کی مگر حضور انور نے اپنی امت کا نام لے کر تفصیلی شفاعت فرمائی کہ گنہگار ہو مگر میرا امتی ہو اسے بخش دے۔ شعر:۔

☆ خاک اوباش وبا د شاہی کن ☆ آن اوباش ہرچہ خواہی کن ☆

نیز اس شفاعت میں اگر مگر نہیں جزم کے ساتھ دعا ہے کہ اسے ضرور بخش دے اس حدیث سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی شان امت پر بڑا کرم امت محمدیہ کا بڑا خوش نصیب ہونا معلوم ہوا سارے بندے اللہ کی رضا چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ حضور کو راضی کرنا چاہتا ہے اس کی تائید یہ آیت کر رہی ہے **ولسوف یعطیک ربک فترضی** حضرت ابوبکر صدیق کے لئے بھی فرمایا **ولسوف یرضی**

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ نَاسًا قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلْ نَرٰی رَبَّنَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَعَمْ ھَلْ تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَۃِ الشَّمْسِ بِالظَّھِیْرَۃِ صَحْوًا لَیْسَ مَعَھَا سَحَابٌ وَھَلْ تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَۃِ الْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ صَحْوًا لَیْسَ فِیْھَا سَحَابٌ قَالُوْا لَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَا تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَۃِ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِلَّا کَمَا تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَۃِ اَحَدِھِمَا اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ لِّیَتْبَعْ کُلُّ اُمَّۃٍ مَا کَانَتْ تَعْبُدُ فَلَا یَبْقٰی اَحَدٌ کَانَ یَعْبُدُ غَیْرَ اللّٰہِ مِنَ الْاَصْنَامِ وَالْاَنْصَابِ اِلَّا یَسَّاقَطُوْنَ فِی النَّارِ حَتّٰی اِذَا لَمْ یَبْقَ اِلَّا مَنْ کَانَ یَعْبُدُ اللّٰہَ مِنْ بَرٍّ وَّفَاجِرٍ اَتَاھُمْ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ قَالَ فَمَاذَا تَنْظُرُوْنَ یَتْبَعُ کُلُّ اُمَّۃٍ مَا کَانَتْ تَعْبُدُ قَالُوْا یَا رَبَّنَا فَارَقْنَا النَّاسَ فِی الدُّنْیَا اَفْقَرَ مَا کُنَّا اِلَیْھِمْ وَلَمْ نُصَاحِبْھُمْ وَنَحْنُ نَنْتَظِرُ رَبَّنَا الَّذِیْ کُنَّا نَعْبُدُ قَالَ اَنَا رَبُّکُمْ فَیَقُوْلُوْنَ ھٰذَا مَکَانُنَا حَتّٰی یَاْتِیَنَا رَبُّنَا فَاِذَا جَاءَ رَبُّنَا عَرَفْنَاہُ

(۵۳۳۳) روایت ہے حضرت ابو سعید خدری سے کہ کچھ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ۱۔ کیا تم صاف دوپہری میں جب سورج کے ساتھ بادل نہ ہو سورج کے دیکھنے میں شک کرتے ہو ۲۔ اور کیا تم چودھویں صاف رات میں جبکہ چاند کے ساتھ بادل نہ ہو چاند دیکھنے میں شک کرتے ہو عرض کیا یا رسول اللہ نہیں ۳۔ فرمایا تم قیامت کے دن اللہ کے دیدار میں شک نہیں کرو گے مگر ایسا جیسے ان دونوں میں سے ایک کے دیکھنے میں شک کرتے ہو ۴۔ جب قیامت کے دن ہو گا تو اعلانچی اعلان کرے گا کہ ہر گروہ اس کے پیچھے جائے جس کی وہ پرستش کرتا تھا ۵۔ تو جو بھی اللہ کے سوا بتوں اور پتھروں کی عبادت کرتے تھے اس میں سے کوئی نہ بچے گا مگر دوزخ میں گر جائیں گے ۶۔ حتیٰ کہ جب ان نیک و بدوں کے سواء جو اللہ کی عبادت کرتے تھے کوئی نہ بچے گا تو ان کے پاس رب العالمین آئے گا ۷۔ فرمائے گا تم کیا انتظار کر رہے ہو ہر امت اپنے معبود کے ساتھ جا رہی ہے ۸۔ پھر عرض کریں گے یا رب ہم نے دنیا میں ان لوگوں کو چھوڑے رکھا جب کہ

marfat.com

وَ فِیْ رِوَایَۃٍ اَبِیْ سَعِیْدٍ فَیَقُوْلُ هَلْ بَیْنَکُمْ وَ بَیْنَهٗ اٰیَۃٌ تَعْرِفُوْنَهٗ فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَیُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ فَلَا یَبْقٰی مَنْ کَانَ یَسْجُدُ لِلّٰهِ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِهٖ اِلَّا اَذِنَ اللّٰهُ لَهٗ بِالسُّجُوْدِ وَلَا یَبْقٰی مَنْ کَانَ یَسْجُدُ اتِّقَاءً وَّ رِیَاءً اِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ ظَهْرَهٗ طَبَقَةً وَّاحِدَةً کُلَّمَا اَرَادَ اَنْ یَّسْجُدَ خَرَّ عَلٰی قَفَاهُ ثُمَّ یُضْرَبُ الْجِسْرُ عَلٰی جَهَنَّمَ وَتَحِلُّ الشَّفَاعَةُ وَیَقُوْلُوْنَ اللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ فَیَمُرُّ الْمُؤْمِنُوْنَ کَطَرْفِ الْعَیْنِ وَ کَالْبَرْقِ وَکَالرِّیْحِ وَکَالطَّیْرِ وَکَاَجَاوِیْدِ الْخَیْلِ وَالرِّکَابِ فَنَاجٍ مُّسَلَّمٌ وَمَخْدُوْشٌ مُّرْسَلٌ وَّمَکْدُوْسٌ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ حَتّٰی اِذَا خَلَصَ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ النَّارِ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ مَا مِنْ اَحَدٍ مِنْکُمْ بِاَشَدَّ مُنَاشَدَةً فِی الْحَقِّ قَدْ تَبَیَّنَ لَکُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ لِلّٰهِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِیْنَ فِی النَّارِ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا کَانُوْا یَصُوْمُوْنَ مَعَنَا وَیُصَلُّوْنَ وَ یَحُجُّوْنَ فَیُقَالُ لَهُمْ اَخْرِجُوْا مَنْ عَرَفْتُمْ فَتُحَرَّمُ صُوَرُهُمْ عَلَی النَّارِ فَیُخْرِجُوْنَ خَلْقًا کَثِیْرًا ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا مَا بَقِیَ فِیْهَا اَحَدٌ مِمَّنْ اَمَرْتَنَا بِهٖ فَیَقُوْلُ ارْجِعُوْا فَمَنْ وَجَدْتُّمْ فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ دِیْنَارٍ مِّنْ خَیْرٍ فَاَخْرِجُوْهُ فَیُخْرِجُوْنَ خَلْقًا کَثِیْرًا ثُمَّ یَقُوْلُ ارْجِعُوْا

ہم ان کے بہت حاجت مند تھے اور ہم ان کے ساتھ نہ رہے ۹؎ اور جناب ابو ہریرہ کی روایت میں ہے کہ کہیں گے یہ ہی ہماری جگہ ہے حتی کہ ہمارے پاس ہمارا رب آوے پھر جب ہمارا رب جلوہ گر ہوگا ہم اسے پہچان لیں گے ۱۰؎ اور جناب ابو سعید کی روایت میں ہے کہ رب فرمائے گا کہ کیا تمہارے اور اس کے درمیان کوئی نشانی کہ تم اسے پہچان لوگے وہ کہیں گے ۱۱؎ ہاں تو رب پنڈلی کھولے گا ۱۲؎ تو ان میں سے جو دل کے اخلاص سے رب کو سجدہ کرتے تھے کوئی نہ رہے گا مگر اللہ اسے سجدہ کی اجازت دے گا ۱۳؎ اور جو لوگ اپنے بچاؤ اور دکھلاوے کے لئے سجدہ کرتے تھے ان میں سے کوئی نہ بچے گا مگر اللہ اس کی پیٹھ ایک تختہ بنا دے گا ۱۴؎ وہ جب بھی سجدہ کا ارادہ کرے گا اپنی پیٹھ پر گر جاوے گا ۱۵؎ پھر دوزخ پر پل رکھا جاوے گا ۱۵؎ اور شفاعت واقع ہوگی ۱۶؎ اور کہیں گے الٰہی سلامت رکھ سلامت رکھ ۱۷؎ تو مسلمان پلک جھپکنے کی طرح اور بجلی کی طرح اور ہوا کی طرح پرندے کی طرح اور تیز گھوڑے کی طرح اونٹ کی طرح ۱۸؎ گزریں گے بعض تو نجات پائیں گے سلامت رہیں گے بعض زخمی ہو کر چھوڑ دیئے جائیں گے ۱۹؎ بعض دوزخ کی آگ میں گرا دیئے جائیں گے ۲۰؎ حتی کہ جب مسلمان آگ سے خلاصی پالیں گے تو اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے نہیں ہے تم میں سے کوئی زیادہ جھگڑنے والا اپنے اس حق میں جو تمہیں ظاہر ہو جاوے بمقابلہ مسلمانوں کے جو وہ اللہ سے جھگڑیں گے قیامت کے دن اپنے دوزخی بھائیوں کے لئے ۲۱؎ عرض کریں گے یا رب وہ لوگ ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے نمازیں پڑھتے تھے اور حج کرتے تھے ۲۲؎ تو ان سے کہا جاوے گا کہ جنہیں تم پہچانتے ہو نکال لو ان کی صورتیں آگ پر حرام کردی جائیں گی ۲۳؎ یہ لوگ بڑی خلقت کو نکال لائیں گے پھر کہیں گے یا رب جن کے متعلق تو نے ہم کو حکم دیا تھا ان میں سے تو کوئی باقی نہ رہا ۲۴؎ رب

marfat.com

فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ نِصْفِ دِيْنَارٍ مِّنْ خَيْرٍ فَاَخْرِجُوْهُ فَيُخْرِجُوْنَ خَلْقًا كَثِيْرًا ثُمَّ يَقُوْلُ ارْجِعُوْا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِّنْ خَيْرٍ فَاَخْرِجُوْهُ فَيُخْرِجُوْنَ خَلْقًا كَثِيْرًا ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا لَمْ نَذَرْ فِيْهَا خَيْرًا فَيَقُوْلُ اللّٰهُ شَفَعَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ وَشَفَعَ النَّبِيُّوْنَ وَشَفَعَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَلَمْ يَبْقَ اِلَّا اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ فَيَقْبِضُ قَبْضَةً مِّنَ النَّارِ فَيُخْرِجُ مِنْهَا قَوْمًا لَمْ يَعْمَلُوْا خَيْرًا قَطُّ قَدْ عَادُوْا حُمَمًا فَيُلْقِيْهِمْ فِيْ نَهَرٍ فِيْ اَفْوَاهِ الْجَنَّةِ يُقَالُ لَهٗ نَهَرُ الْحَيٰوةِ فَيَخْرُجُوْنَ كَمَا تَخْرُجُ الْحَبَّةُ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ فَيَخْرُجُوْنَ كَاللُّؤْلُؤِ فِيْ رِقَابِهِمُ الْخَوَاتِمُ فَيَقُوْلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ هٰٓؤُلَآءِ عُتَقَاءُ الرَّحْمٰنِ اَدْخَلَهُمُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ عَمَلٍ عَمِلُوْهُ وَلَا خَيْرٍ قَدَّمُوْهُ فَيُقَالُ لَهُمْ لَكُمْ مَا رَاَيْتُمْ وَمِثْلُهٗ مَعَهٗ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

فرمائے گا واپس جاؤ جس کے دل میں دینار برابر بھلائی پاؤ اسے نکال لو تو وہ بڑی خلقت کو نکال لائیں گے پھر فرمائے گا واپس جاؤ جس کے دل میں آدھی دینار برابر بھلائی پاؤ اسے نکال لو ۲۵۔ چنانچہ وہ بہت بڑی خلقت کو نکال لائیں گے پھر فرمائے گا لوٹ جاؤ جس کے دل میں ذرہ برابر بھلائی پاؤ اسے نکال لو وہ بڑی خلقت کو نکالا لائیں گے ۲۶۔ پھر عرض کریں گے یا رب ہم نے دوزخ میں کسی بھلائی والے کو نہ چھوڑا ۲۷۔ تب اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ فرشتوں نے شفاعت کر لی رسولوں نے شفاعت فرمائی مومنوں نے شفاعت کر لی ۲۸۔ اب سوائے ارحم الراحمین کے اور کوئی باقی نہ رہا ۲۹۔ تب آگ میں سے ایک مٹھی بھرے گا تو ان لوگوں کو وہاں سے نکال دے گا جنہوں نے کبھی کوئی بھلائی نہیں کی ۳۰۔ جو کوئلے ہو چکے ہوں گے ۳۱۔ انہیں اس نہر میں ڈالے گا جو جنت کے دہانوں میں ہے جسے زندگی کی نہر کہا جاتا ہے۔ تو وہ یوں اگیں گے جیسے دانہ سیلاب کے اوپر کے کوڑا میں اگتا ہے ۳۲۔ پھر وہ نکلیں گے موتی کی طرح ان کی گردنوں میں مہریں ہوں گی ۳۳۔ انہیں لوگ کہیں گے کہ یہ اللہ کے آزاد کردہ ہیں جنہیں رب نے بغیر عمل کئے ہوئے بغیر بھلائی آگے بھیجے ہوئے جنت میں داخل فرما دیا ۳۴۔ تو ان سے کہا جاوے گا کہ تمہارے لئے وہ ہے جو تم نے دیکھا اور اس کی مثل ۳۵۔ (مسلم، بخاری)

(۵۳۳۳) ۱۔ خیال رہے کہ قیامت میں حساب کے وقت سارے بندے رب کو دیکھیں گے مومن ہو یا کافر مگر مومن بہ شان رحمت دیکھیں گے اور کافر بہ شان غضب جیسا کہ پچھلی حدیث میں گزر چکا۔ پھر اس کے بعد جنتی تو رب تعالیٰ کو دیکھا کریں گے کوئی تو جب چاہیں اور کوئی روز ایک بار کوئی ہفتہ میں ایک بار کوئی مہینہ میں کوئی سال میں ایک بار کوئی اس سے زیادہ عرصہ میں مگر دوزخی لوگ دیدار سے محروم رہیں گے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے **انھم عن ربھم یومئذ لمحجوبون** جنتیوں کے بارے میں فرماتا ہے **الی ربھم ناظرۃ**، غالباً یہاں سوال قیامت کے دن کے دیدار کے متعلق ہے جنتی عورتوں، فرشتوں، مغفور جنات کے متعلق اختلاف ہے بعض کہتے ہیں انہیں بھی دیدار ہو گا۔ بعض کہتے ہیں نہیں ہو گا۔ (مرقات) ۲۔ تضارون باب مفاعلت کا مضارع معروف ہے ضار یضار مضاراۃ کے معنی ہیں اژدھام اور بھیڑ میں پھنس جانا پھر شک کے معنی میں استعمال ہونے لگا۔ کیونکہ بھیڑ میں کوئی چیز صحیح نہیں دیکھی جاتی سہو کے معنی ہیں صاف جبکہ آسمان پر بادل نہ ہو تو اسے صحو کہتے ہیں۔ ۳۔ سبحان اللہ کیسی پیاری تشبیہ

marfat.com

ہے۔ جس میں یقینی دیدار کی مثال دے کر سمجھایا گیا۔ خیال رہے کہ قمر عام ہے اور ہلال' بدر' خاص ہے۔ ۴۔ مطلب یہ ہے کہ ان دونوں کے دیکھنے میں تو شک ہوتا نہیں تو یقیناً رب تعالیٰ کے دیدار میں بھی شک نہیں ہوگا۔ ۵۔ خیال رہے کہ قیامت میں رب کا دیدار دوبار ہوگا پہلی بار تو حساب کے وقت جیسا کہ پہلے گزر چکا دوسری بار حساب سے فارغ ہو کر یہ دوسرا دیدار صرف مسلمانوں کو ہی ہوگا کفار کو نہ ہوگا جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے لہٰذا یہ حدیث پچھلی احادیث کے خلاف نہیں اس موقعہ پر بت پرستوں کے تمام بت حتیٰ کہ سورج۔ چاند بھی وہاں موجود ہوں گے۔ خیال رہے کہ حضرت عیسیٰ و مریم کو عیسائیوں نے اور حضرت عزیر کو یہود نے نہیں پوجا بلکہ ان کے فوٹوؤں کو اور صلیب کو پوجا تھا وہ لوگ ان تصویروں اور صلیب کے ساتھ دوزخ میں جائیں گے لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ پھر تو چاہیے کہ یہ حضرات بھی دوزخ میں جائیں کہ انہیں یہود یا عیسائیوں نے پوجا تھا۶۔ بتوں میں سورج' چاند بھی داخل ہیں کہ ان کی پرستش بھی ہوتی تھی خیال رہے کہ یہ چیزیں دوزخ میں جائیں گی مگر سزا پانے کے لئے نہیں بلکہ دوزخیوں کو سزا دینے کے لئے حتیٰ کہ سورج کی گرمی آگ کی گرمی سے مل کر ان لوگوں کی تکلیف کو اور بھی زیادہ کردے گی لہٰذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ ان پتھروں بتوں کو بلا قصور دوزخ میں کیوں ڈالا گیا اسی طرح دوزخ میں مقرر شدہ فرشتے عذاب دیں گے عذاب پائیں گے نہیں۔ ۷۔ رب تعالیٰ کے آنے سے مراد ہے اس کا حکم آنا یہ متشابہات میں سے ہے اس ظاہری آنے جانے سے رب پاک ہے۔ ۸۔ یعنی تم لوگ بھی ان سے کسی کے ساتھ کیوں نہیں جاتے رب تعالیٰ کا یہ سوال اس کی بے علمی کی بنا پر نہیں بلکہ اس جواب کے لئے ہے جو وہ دے رہے ہیں خیال رہے کہ مشرکین تو اپنے معبودوں کے ساتھ دوزخ میں جائیں گے مومن اپنے نبیوں کے ساتھ اور یہ امت اپنے حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنت میں جاوے گی۔ رہے توحیدی کفار یا دہرے کفار جو بت پرستی نہیں کرتے تھے انہیں فرشتے ہانک کر دوزخ میں ڈالیں گے لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ دہریئے اور توحیدیئے کفار کس کے ساتھ جائیں۔ ۹۔ یعنی جب ہم دنیا میں کفار سے الگ رہے تو اب بھی ان سے الگ ہی رہیں گے وہاں تو ہم کو ان کے ساتھ رہنے کی ضرورت بھی تھی یہاں تو ہم ان سے بے نیاز ہیں ان کے ساتھ ہم کیوں جائیں۔ ۱۰۔ یہاں آنے سے مراد تجلی فرمانا اپنا جمال دکھانا ہے خیال رہے کہ مسلمان قبر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اور قیامت میں رب تعالیٰ کو تعلق ایمان سے پہچانیں گے اگرچہ اس سے پہلے انہوں نے کبھی دیدار نہ کیا تھا وہاں پہچان رشتہ ایمان سے ہوگی۔ ۱۱۔ وہ علامت و نشانی محبت الٰہی ہے جو ایمان و عرفان کا نتیجہ ہے اس ذریعہ سے ہم رب تعالیٰ کو پہچان لیں گے۔ ۱۲۔ پنڈلی کھولنے کی بہت توجیہیں کی گئی ہیں مگر صحیح تر یہ ہے کہ یہ متشابہات میں سے ہے رب تعالیٰ پنڈلی وغیرہ سے پاک ہے۔ بعض نے فرمایا کہ اس سے ان لوگوں کی پنڈلی مراد ہے۔ یعنی ان پر ایسی تکلیف نازل ہوگی کہ ان کی پنڈلی کھل جائے گی۔ بعض نے فرمایا کہ اس سے رب تعالیٰ کی پنڈلی مراد ہے۔ جو اس کے شان کے لائق ہے۔ بعض نے فرمایا کہ اس سے رب تعالیٰ کی تجلی صفات مراد ہے واللہ اعلم بمراد حبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۳۔ سبحان اللہ مزے دار سجدہ یہ ہوگا اب تک بغیر دیکھے سجدے کیے تھے آج محبوبہ کی تجلی دیکھ کر سجدے کریں گے۔

☆ کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں ☆ کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبیں نیاز میں ☆

۱۴۔ یعنی ان ریاکار منافقوں کی پیٹھ اکڑ جاوے گی ٹیڑھی نہ ہو سکے گی اور سجدہ میں پیٹھ خم ہونا ضروری ہے اس لئے بجائے سجدہ کے اوندھے گریں گے ۱۵۔ یہ سجدہ مخلصین و منافقین میں چھانٹ ہوگا۔ جو درست سجدہ کرلے گا۔ وہ مخلص مومن ہے جو نہ کر سکے گا وہ منافق اس سے معلوم ہوا کہ یہ دیدار الٰہی منافقین کو بھی ہوگا (مرقات) مگر مومنوں کو محبت والا دیدار ہوگا منافقوں کو ہیبت بلکہ

marfat.com

وحشت والا۔ ۱۶۔ اس فرمان عالی سے معلوم ہوتا ہے کہ پل صراط آج قائم نہیں ہے قیامت میں اس وقت قائم کیا جائے گا اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو دوزخی اس سے پہلے دوزخ میں پہنچائے گئے وہ پل صراط سے نہ گزارے گئے کہ پل تو ان کے دوزخ میں پہنچنے کے بعد قائم کیا گیا۔ ۱۷۔ اس شفاعت سے مراد ہے دوزخ سے گزارنے کی شفاعت ورنہ بہت سی شفاعتیں اس سے پہلے ہو چکیں اب جب دوزخ پر سے گزرنے کا وقت آیا تو اللہ کے مقبول بندے شفاعت میں مشغول ہو گئے اسی شفاعت سے ہم گنہگار انشاء اللہ بخریت گزریں گے۔ ۱۸۔ جب تک سارے مومنین بخیریت گزر نہ جائیں گے تب تک انبیاء کرام سلم سلم کہتے رہیں گے صرف دو بار ہی نہ کہیں گے اعلیٰ حضرت نے کیا خوب فرمایا شعر:۔

☆ پل سے گزار و راہ گزر کو خبر نہ ہو ☆ جبریل پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو ☆

۱۹۔ یعنی مومن اپنے اعمال و تقویٰ و اخلاص کے مطابق پل سے گزریں گے رکاب جمع ہے مگر اس کا واحد کوئی نہیں (مرقاۃ) جیسے نساء کا واحد کوئی نہیں اور امراۃ کی جمع کوئی نہیں یعنی پل سے پار لگنے والوں کی رفتاریں مختلف ہوں گی بعض رفتار ایسی تیز جیسے نگاہ کی رفتار بعض کی ہوا کی سی رفتار آج ایسے ہوائی جہاز تیار ہو چکے ہیں جن کی رفتار آواز سے زیادہ ہے لہٰذا ان رفتاروں پر حیرت نہیں کرنی چاہیے۔ ۲۰۔ پلصراط کے کنارے پر دو طرفہ جگہ جگہ ٹیڑھے کانٹے یعنی کنڈے لٹکے ہوئے ہیں جو بار بار اوپر آتے اور گزرنے والوں کو لگتے ہوں گے بعض لوگوں کو یہ کنڈے لگیں گے زخمی کر کے چھوڑ دیں گے بعض لوگوں کے جسم میں داخل ہو کر انہیں نیچے کی طرف کھینچیں گے جس سے وہ دوزخ میں گر جاویں گے مخدوش سے یہ ہی مراد ہے۔ عضوں کو یہ چھوئیں گے بھی نہیں وہ صحیح سلامت یہاں سے گزر جاویں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم گنہگاروں کو بخیریت پار لگائے۔ ۲۱۔ مکدوش بنا ہے کدش سے۔ بمعنی دفع یعنی پیچھے سے دھکیلنا یہ حال صرف کفار کا ہو گا جنہیں دوزخ میں ہمیشہ رہنا ہے (مرقات) بعض روایتوں میں مکدوش شین سے۔ بمعنی ٹکڑے ٹکڑے کر دینا۔ بعض میں مکروس رے سے۔ بمعنی اوپر تلے ڈالنا۔ خیال رہے کہ گنہگار مسلمانوں کو دوزخ میں اور طرح پہنچایا جاوے گا جس سے ان کی پردہ دری نہ ہو انہیں سزا خفیہ دی جاوے گی رسوا نہ کیا جاوے گا ۲۲۔ یعنی نجات یافتہ مسلمان ان مسلمانوں کی سفارش میں رب تعالیٰ سے جھگڑیں گے جو دوزخ میں پہنچ گئے ان کا اپنے رب سے جھگڑنا اس سے بھی زیادہ ہو گا کہ جب کوئی مقدمہ میں جیت جائے تو اپنا حق ہارے ہوئے مدعی علیہ سے مانگے بتاؤ وہ کیسی جلدی کرتا ہے ایسے ہی یہ جنتی رب تعالیٰ سے جھگڑ جھگڑ کر کہیں گے کہ مولیٰ انہیں سب کو جلدی سے دوزخ سے نکال دے یہ جھگڑنا ناز کا ہو گا نہ کہ بے ادبی کا۔ ۲۳۔ یعنی وہ دوزخی مسلمان دنیا میں ان عبادات میں ہمارے ساتھ رہے آج ہمارے ساتھ جنت میں کیوں نہیں مولیٰ تو ان کے گناہ معاف فرما دے جنت میں پہنچا دے ۲۴۔ یعنی ان دوزخی مسلمانوں کی صورتیں نہ بگڑیں گی نہ جل کر کوئلہ ہوں گی ان شفاعت کرنے والوں جنتیوں کو حکم ہو گا کہ اچھا تم خود دوزخ میں جاؤ پہچان پہچان کر انہیں نکال لاؤ ۲۵۔ یعنی جو نمازی روزہ دار حاجی حضرات اپنے گناہوں کی وجہ سے دوزخ میں گئے تھے انہیں تو ہم نکال لائے اب بے عمل لوگ جو صرف گناہ کرتے تھے وہ ہی رہ گئے معلوم ہوا کہ ان جنتیوں کو دوزخ کی آگ تکلیف نہ دے گی اور یہ حضرات لوگوں کے دلوں کے ایمان کو پہچانیں گے تو حضور انور کے علم کا کیا کہنا۔ ۲۶۔ اس کی شرح پہلے ہو چکی کہ ایمان کی زیادتی کمی مقدار کی نہیں بلکہ کیفیت کی زیادتی کمی مراد ہے یہ تشبیہ صرف سمجھانے کے لئے ہے ۲۷۔ یہ ذرہ برابر ایمان والے وہ لوگ ہوں گے جن کے عقیدے تو درست تھے باقی ان کے پاس کوئی نیک عمل نہ تھا اور گناہ ان سے بچانہ تھا۔ ہر قسم کے گناہ کرتے رہے مگر مرے مومن۔ ۲۸۔ یہاں خیر سے مراد اہل خیر ہیں اور اہل خیر سے مراد شرعی ایمان والے حضرات

marfat.com

ہیں یعنی جس کے دل میں رائی برابر شرعی ایمان تھا ہم اسے نکال لائے۔ ۲۹۔ یعنی جو لوگ شفاعت کے لائق تھے ان کی شفاعت ہو چکی اور وہ شفاعت کے ذریعہ دوزخ سے نکل کر جنت میں پہنچ چکے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں انسانوں کی شفاعت فرشتے بھی کریں گے جیسے آج حاملین عرش فرشتے مومن انسانوں کے لئے دعائیں کر رہے ہیں جیسے رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ ۳۰۔ اگرچہ اس سے پہلے بھی دوزخیوں کو رب تعالیٰ نے ہی بخشا تھا مگر شفاعت کے وسیلہ سے اور ان نکالنے والوں کی معرفت سے اب ان کے نکلنے کی باری آئی جن کی بخشش کے لئے شفاعت مصطفوی کا وسیلہ تو ہے مگر انہیں دوزخ سے نکالنے میں کسی کا وسیلہ نہیں خود رب تعالیٰ انہیں نکالے گا۔ ۳۱۔ اس کی شرح پہلے گزر گئی کہ بعض شارحین فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے سواء کلمہ پڑھنے ایمان لانے کے اور کوئی نیکی نہیں کی مگر مرقات اور نووی شرح مسلم نے فرمایا کہ ان کے پاس صرف دل کے چھپے ایمان کے اور کچھ نہیں تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کا ایمان شرعی نہ تھا یعنی ساترین۔ خیال رہے کہ حضور کے والدین کریمین بلکہ سارے آباؤ اجداد جو ظہور نبوت سے پہلے وفات پا گئے دوزخ میں قطعاً نہیں جائیں گے کہ وہ حضرت اہل توحید تھے اور اس زمانہ میں صرف عقیدہ توحید نجات کے لئے کافی تھا ان سے کوئی گناہ سرزد نہ ہوا گناہ وہ کام ہے جس سے رب تعالیٰ منع کرے ان تک ممانعت پہنچی نہیں کہ انہوں نے زمانہ نبوت پایا نہیں۔ ۳۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ دوزخ میں جلتے رہنا موت نہ آنا کفار و مشرکین کے لئے ہو گا مومن گنہگار اور وہ لوگ جن کو دوزخ سے نکالا جانا ہے وہ جل کر کوئلہ ہو جائیں گے ان کی جان نکال لی جاوے گی انہیں دائمی عذاب نہ ہو گا۔ ۳۳۔ یعنی جو کوڑا سیلاب میں بہتا ہوا آجائے اس میں کوئی دانہ ہو وہ پانی کے اثر سے بہت جلد اگ پڑتا ہے اس طرح وہ بڑھیں گے۔ ۳۴۔ یعنی پہلے وہ کالے کوئلے تھے اب جو بڑھیں گے تو موتیوں کی طرح سفید چمکیلے ہوں گے ان کی گردنوں میں سونے کا زیور پڑا ہو گا جس سے وہ پہچانے جائیں گے کہ یہ لوگ بغیر عمل جنت میں آئے یا یہ لوگ عند اللہ مومن تھے شرعی ساتر تھے۔ ۳۵۔ یعنی ان لوگوں کا لقب ہو گا عتیق الرحمٰن نام ان کے وہ دنیا والے ہوں گے وہ لوگ اسی لقب سے بڑے خوش ہوا کریں گے۔ ۳۶۔ یعنی جہاں تک تمہاری نظر کام کرتی ہے وہ بھی اور اس کی مثل انتہا ہی اور علاقہ بھی ہے ان نعمتوں کے تم کو دیا گیا خیال رہے کہ ان لوگوں کو صرف فضل کی جنت ملے گی اور مومنوں عاملین کو عمل کی جنت بھی ملے گی اور فضل کی بھی رب فرماتا ہے **ولمن خاف مقام ربه جنتان** اور دو جنتوں سے یہ ہی عدل و فضل کی جنتیں مراد ہیں (مرقات)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَاَهْلُ النَّارِ النَّارَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ اِيْمَانٍ فَاَخْرِجُوْهُ فَيُخْرَجُوْنَ قَدِ امْتُحِشُوْا وَعَادُوْا حُمَمًا فَيُلْقَوْنَ فِيْ نَهَرِ الْحَيٰوةِ فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِيْ جَمِيْلِ السَّيْلِ اَلَمْ تَرَوْا اَنَّهَا تَخْرُجُ صَفْرَاءَ مُلْتَوِيَةً۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۳۴۴) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جس کے دل میں رائی برابر ایمان ہو اسے نکال لو۔ چنانچہ وہ نکال لیں گے ۱۔ حالانکہ جل چکے ہوں گے اور کوئلے ہو گئے ہوں گے پھر وہ نہر حیوۃ میں ڈالے جائیں گے ۲۔ تو ایسے اگیں گے جیسے دانہ سیلاب کے اوپر کوڑے میں اگتا ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ دانہ اولاً پیلا ٹیڑھا نکلتا ہے ۳۔ (مسلم بخاری)

marfat.com

(۵۳۳۴) ۱۔ یہ خطاب حضرات انبیاء کرام، فرشتوں اور جنتی مومنوں سے ہو گا کہ دوزخ میں جاؤ گنہگاروں کو نکال کر لاؤ کہ یہ سارے حضرات ہی یہ کام کریں گے ۲۔ نہر حیوۃ وہ ہی چشمہ ہے۔ جس کا ذکر ابھی گزرا کہ یہ جنت کے دروازے پر واقع ہے چونکہ اس پانی میں ان مردوں کو زندہ کرنے کی تاثیر ہو گی اس لئے اسے نہر حیوۃ کہتے ہیں ۳۔ یعنی جیسے دانہ جب اگتا ہے تو نہایت کمزور پیلا اور ٹیڑھا ہوتا ہے پھر ہوا پانی دھوپ پاکر بہتر قوی اور سیدھا ہو جاتا ہے یہ ہی حال ان لوگوں کا ہو گا کہ اس پانی سے اولاً جئیں گے اگیں گے مگر کمزور زرد رنگ بعد میں قوت پائیں گے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّاسَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ نَرٰی رَبَّنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ قَالَ هَلْ تُضَآرُّوْنَ فِی رُؤْیَةِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ اِذَا کَانَتْ صَحْوًا قَالُوْا لَا قَالَ فَاِنَّکُمْ لَا تُضَآرُّوْنَ فِیْ رُؤْیَةِ رَبِّکُمْ یَوْمَئِذٍ اِلَّا کَمَا تُضَآرُّوْنَ فِیْ رُؤْیَةِ اَحَدِهِمَا ثُمَّ یُنَادِیْ مُنَادٍ لِیَذْهَبْ کُلُّ قَوْمٍ اِلٰی مَا کَانُوْا یَعْبُدُوْنَ فَیَذْهَبُ اَصْحَابُ الصَّلِیْبِ مَعَ صَلِیْبِهِمْ وَاَصْحَابُ الْاَوْثَانِ مَعَ اَوْثَانِهِمْ وَاَصْحَابُ کُلِّ اٰلِهَةٍ مَعَ اٰلِهَتِهِمْ حَتّٰی یَبْقٰی مَنْ کَانَ یَعْبُدُ اللّٰهَ مِنْ بَرٍّ وَّفَاجِرٍ وَّغُبَّرَاتِ اَهْلِ الْکِتٰبِ ثُمَّ یُؤْتٰی بِجَهَنَّمَ تُعْرَضُ کَاَنَّهَا سَرَابٌ فَیُقَالُ لِلْیَهُوْدِ مَا کُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ قَالُوْا کُنَّا نَعْبُدُ عُزَیْرَ ابْنَ اللّٰهِ فَیُقَالُ کَذَبْتُمْ لَمْ یَکُنْ لِلّٰهِ صَاحِبَةٌ وَّلَا وَلَدٌ فَمَا تُرِیْدُوْنَ قَالُوْا نُرِیْدُ اَنْ تَسْقِیَنَا فَیُقَالُ اشْرَبُوْا فَیَسْقُطُوْنَ فِیْ جَهَنَّمَ ثُمَّ یُقَالُ لِلنَّصَارٰی مَا کُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ قَالُوْا کُنَّا نَعْبُدُ الْمَسِیْحَ ابْنَ اللّٰهِ فَیُقَالُ کَذَبْتُمْ لَمْ یَکُنْ لِلّٰهِ صَاحِبَةٌ وَّلَا وَلَدٌ فَمَا تُرِیْدُوْنَ قَالُوْا نُرِیْدُ اَنْ تَسْقِیَنَا فَیُقَالُ اشْرَبُوْا فَیَسْقُطُوْنَ فِیْ جَهَنَّمَ حَتّٰی یَبْقٰی مَنْ کَانَ یَعْبُدُ اللّٰهَ مِنْ بَرٍّ وَّفَاجِرٍ فَیُقَالُ لَهُمْ مَا یَحْبِسُکُمْ وَقَدْ ذَهَبَ النَّاسُ قَالُوْا فَارَقْنَاهُمْ وَنَحْنُ اَحْوَجُ مِنَّا الْیَوْمَ اِلٰی رَبٍّ نَسْمَعُهُ الْیَوْمَ وَاِنَّا نَنْتَظِرُ رَبَّنَا قَالَ اَنَا رَبُّکُمْ فَیَقُوْلُوْنَ لَا نُشْرِکُ بِاللّٰهِ شَیْئًا مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلٰثًا حَتّٰی اِنَّ بَعْضَهُمْ لَیَکَادُ اَنْ یَّنْقَلِبَ فَیَقُوْلُ هَلْ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَهُ اٰیَةٌ فَتَعْرِفُوْنَهُ بِهَا فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَیُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ فَلَا یَبْقٰی مَنْ کَانَ یَسْجُدُ لِلّٰهِ مِنْ تِلْقَآءِ نَفْسِهٖ اِلَّا اَذِنَ اللّٰهُ لَهٗ بِالسُّجُوْدِ وَلَا یَبْقٰی مَنْ کَانَ یَسْجُدُ اتِّقَآءً وَّرِیَآءً اِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ ظَهْرَهٗ طَبَقًا وَّاحِدًا کُلَّمَا اَرَادَ اَنْ یَّسْجُدَ خَرَّ عَلٰی قَفَاهُ ثُمَّ یُؤْتٰی بِالْجِسْرِ فَیُجْعَلُ بَیْنَ ظَهْرَیْ جَهَنَّمَ قَالُوْا وَمَا الْجِسْرُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَدْحَضَةٌ مَّزِلَّةٌ عَلَیْهِ خَطَاطِیْفُ وَکَلَالِیْبُ وَحَسَکَةٌ مُّفَلْطَحَةٌ لَهَا شَوْکَةٌ عُقَیْفَآءُ تَکُوْنُ بِنَجْدٍ یُقَالُ لَهَا السَّعْدَانُ فَیَمُرُّ الْمُؤْمِنُ عَلَیْهَا کَطَرْفِ الْعَیْنِ وَکَالْبَرْقِ وَکَالرِّیْحِ وَکَاَجَاوِیْدِ الْخَیْلِ وَالرِّکَابِ فَنَاجٍ مُّسَلَّمٌ وَنَاجٍ مَّخْدُوْشٌ وَمَکْدُوْسٌ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ حَتّٰی یَمُرَّ اٰخِرُهُمْ یُسْحَبُ سَحْبًا فَمَا اَنْتُمْ بِاَشَدَّ لِیْ مُنَاشَدَةً فِی الْحَقِّ قَدْ تَبَیَّنَ لَکُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِ یَوْمَئِذٍ لِلْجَبَّارِ اِذَا رَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ نَجَوْا فِیْ اِخْوَانِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اِخْوَانُنَا کَانُوْا یُصَلُّوْنَ مَعَنَا وَیَصُوْمُوْنَ مَعَنَا وَیَعْمَلُوْنَ مَعَنَا فَیَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی اذْهَبُوْا فَاَخْرِجُوْا مَنْ عَرَفْتُمْ مِنْهُمْ فَتُحَرَّمُ صُوَرُهُمْ عَلَی النَّارِ فَیَاْتُوْنَ نَاسًا قَدْ غَابَ فِی النَّارِ اَحَدُ قَدَمَیْهِ وَاَحَدُ کَعْبَیْهِ فَیُخْرِجُوْنَ مَنْ عَرَفُوْا ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ ثُمَّ یَقُوْلُ اذْهَبُوْا فَاَخْرِجُوْا مَنْ عَرَفْتُمْ فَیَعُوْدُوْنَ فَمَنْ وَجَدَ فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ دِیْنَارٍ مِّنْ اِیْمَانٍ فَاَخْرِجُوْهُ وَیُحَرِّمُ اللّٰهُ صُوَرَهُمْ عَلَی النَّارِ فَیَاْتُوْنَ نَاسًا قَدْ غَابَ فِی النَّارِ اَحَدُ قَدَمَیْهِ وَاَحَدُ کَعْبَیْهِ فَیُخْرِجُوْنَ مَنْ عَرَفُوْا ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ ثُمَّ یَقُوْلُ اذْهَبُوْا فَاَخْرِجُوْا مَنْ عَرَفْتُمْ فَیَعُوْدُوْنَ فَمَنْ وَجَدَ فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ نِصْفِ دِیْنَارٍ مِّنْ اِیْمَانٍ فَاَخْرِجُوْهُ وَیُحَرِّمُ اللّٰهُ صُوَرَهُمْ عَلَی النَّارِ فَیَاْتُوْنَ نَاسًا قَدْ غَابَ فِی النَّارِ اَحَدُ قَدَمَیْهِ وَاَحَدُ کَعْبَیْهِ فَیُخْرِجُوْنَ مَنْ عَرَفُوْا ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ ثُمَّ یَقُوْلُ اذْهَبُوْا فَاَخْرِجُوْا مَنْ عَرَفْتُمْ فَیَعُوْدُوْنَ فَمَنْ وَجَدَ فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ ذَرَّة

قِبَلَ النَّارِ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اصْرِفْ وَجْهِيْ عَنِ النَّارِ قَدْ قَشَبَنِيْ رِيْحُهَا وَاَحْرَقَنِيْ ذَكَاؤُهَا فَيَقُوْلُ هَلْ عَسَيْتَ اِنْ اَفْعَلَ ذٰلِكَ اَنْ تَسْئَلَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِكَ فَيُعْطِي اللّٰهُ مَا شَآءَ اللّٰهُ مِنْ عَهْدٍ وَّمِيْثَاقٍ فَيَصْرِفُ اللّٰهُ وَجْهَهٗ عَنِ النَّارِ فَاِذَا اَقْبَلَ بِهٖ عَلَى الْجَنَّةِ وَرَاٰى بَهْجَتَهَا سَكَتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّسْكُتَ ثُمَّ قَالَ يَا رَبِّ قَدِّمْنِيْ عِنْدَ بَابِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اَلَيْسَ قَدْ اَعْطَيْتَ الْعُهُوْدَ وَالْمِيْثَاقَ اَنْ لَّا تَسْئَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنْتَ سَاَلْتَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ لَا اَكُوْنُ اَشْقَى خَلْقِكَ فَيَقُوْلُ فَمَا عَسَيْتَ اِنْ اُعْطِيْتَ ذٰلِكَ اَنْ تَسْئَلَ غَيْرَهٗ فَيَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِكَ لَا اَسْاَلُكَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَيُعْطِيْ رَبَّهٗ مَا شَآءَ مِنْ عَهْدٍ وَّمِيْثَاقٍ فَيُقَدِّمُهٗ اِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَاِذَا بَلَغَ بَابَهَا فَرَاٰى زَهْرَتَهَا وَمَا فِيْهَا مِنَ النَّضْرَةِ وَالسُّرُوْرِ فَسَكَتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّسْكُتَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَيْلَكَ يَا ابْنَ اٰدَمَ مَا اَغْدَرَكَ اَلَيْسَ قَدْ اَعْطَيْتَ الْعُهُوْدَ وَالْمِيْثَاقَ اَنْ لَّا تَسْئَلَ غَيْرَ الَّذِيْ اُعْطِيْتَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ لَا تَجْعَلْنِيْ اَشْقٰى خَلْقِكَ فَلَا يَزَالُ يَدْعُوْ حَتّٰى يَضْحَكَ

کوڑے میں آتا ہے اور ایک شخص جنت و دوزخ کے درمیان باقی رہے گا ۱۲۔ اور وہ تمام دوزخیوں میں سب سے آخری جنت میں داخل ہونے والا ہو گا ۱۳۔ اپنا منہ آگ کی طرف کئے ہو گا ۱۴۔ عرض کرے گا یا رب میرا منہ آگ سے پھیر دے مجھے اس کی لو نے جھلس دیا اور اس کی تیزی نے مجھے جلا دیا ۱۵۔ تو رب فرمائے گا کیا ممکن ہے کہ اگر میں یہ کر دوں تو اس کے علاوہ اور مانگے ۱۶۔ وہ کہے گا نہیں قسم تیری عزت کی تو اللہ تعالیٰ کو عہد و پیمان دے جو اللہ چاہے چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کا منہ آگ سے پھیر دے گا ۱۷۔ پھر جب اس کو جنت کے سامنے کرے گا اور یہ اس کی تر و تازگی دیکھے گا ۱۸۔ تو جب تک رب اس کی خاموشی چاہے یہ خاموش رہے گا ۱۹۔ پھر کہے گا یا رب مجھے جنت کے دروازے کے پاس پہنچا دے ۲۰۔ رب تعالیٰ فرمائے گا کہ کیا واقعہ یہ نہیں ہے کہ تو عہد و پیمان دے چکا ہے کہ پہلی مانگی چیز کے سوا اور کچھ نہ مانگے گا وہ عرض کرے گا یا رب میں تیری مخلوق میں برا بد نصیب نہ رہوں ۲۱۔ تو رب فرمائے گا کہ کیا ممکن ہے کہ تجھے یہ دیدیا جاوے تو تو اسکے سوا کچھ اور مانگے گا تیری عزت کی قسم اسکے سواء میں اور کچھ نہ مانگوں گا ۲۲۔ چنانچہ وہ اپنے رب وہ عہد و پیمان دے گا جو رب چاہے اسے اللہ تعالیٰ جنت کے دروازے تک بڑھائے گا پھر جب وہ اس کے دروازے تک بڑھا دے گا پھر جب وہ اس کے دروازہ پر پہنچے گا وہاں کی تر و تازگی اور جو کچھ وہاں بہار اور خوشی دیکھے گا ۲۳۔ تو جب تک اس کا خاموش رہنا اللہ چاہے وہ خاموش رہے گا پھر عرض کرے گا یا رب مجھے جنت میں داخل فرما دے ۲۴۔ تو اللہ تعالیٰ فرما دے گا افسوس تجھ پر اے ابن آدم تو کتنا عہد شکن ہے ۲۵۔ کیا تو نے عہد و پیمان نہیں دیا تھا کہ تو اس کے سوا نہ مانگے گا جو تجھے دے دیا گیا ۲۶۔ تو عرض کرے گا یا رب مجھے اپنی خلقت میں بد نصیب نہ بنا ۲۷۔ تو وہ دعا کرتا رہے گا حتیٰ کہ اس سے اللہ تعالیٰ خوش ہو جاوے گا ۲۸۔ تو جب خوش ہو

marfat.com

اللّٰهُ مِنْهُ فَإِذَا ضَحِكَ أَذِنَ لَهُ فِي دُخُولِ الْجَنَّةِ فَيَقُولُ تَمَنَّ فَيَتَمَنَّى حَتَّى إِذَا انْقَطَعَ أُمْنِيَّتُهُ قَالَ اللّٰهُ تَمَنَّ مِنْ كَذَا أَوْ كَذَا أَقْبَلَ يُذَكِّرُهُ رَبُّهُ حَتَّى إِذَا انْتَهَتْ بِهِ الْأَمَانِيُّ قَالَ اللّٰهُ لَكَ ذَالِكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ وَفِي رِوَايَةٍ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ اللّٰهُ لَكَ ذَالِكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

جاوے گا تو اسے جنت میں داخل ہونے کی اجازت دے دے گا پھر فرمائے گا تمنا کر وہ تمنا کرے گا حتی کہ جب اس کی تمنائیں ختم ہو جائیں گی تو رب فرمائے گا فلاں فلاں تمنا کر خود رب تعالیٰ اسے یاد دلانے لگے گا ۲۹۔ حتی کہ جب اسکی آرزوئیں ختم ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تیرے لئے یہ ہے اور اس کی مثل اور ۳۰۔ اور حضرت ابو سعید کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیرے لئے یہ ہے اور اس سے دس گنا اور ۳۱۔ (مسلم بخاری)

(۵۳۳۵) ۱۔ یعنی انہوں نے وہ ہی حدیث بیان فرمائی جو ابھی گزری مگر اس کے الفاظ مختلف ہیں مضمون یکساں ہے صرف پنڈلی کھلنے کا ذکر نہیں باقی سارا مضمون وہی ہے اس حدیث میں یہ مضمون زیادہ ہے جو ابھی بیان ہو رہا ہے۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ پل صراط آج نہیں ہے کیونکہ وہ تو گزرگاہ ہے جب گزرنے والے ہی ابھی نہیں ہیں تو اس پل کی کیا ضرورت ہے قیامت کے دن یہ پل قائم کیا جائے گا بدوں کے لئے تنگ ہو گا نیکوں کے لئے وسیع ہو گا جیسا کہ دوسری روایات میں ہے۔ ۳۔ قیامت کے حساب سے فارغ ہو کر اپنی امت کو لے کر پہلے وہاں سے میں گزروں گا اس طرح کہ امت کو اپنے آگے رکھوں گا میں پیچھے ان کی حفاظت فرماتا روانہ ہوں گا تاکہ ساری امت میرے سامنے رہے حضور اس موقعہ پر گرتوں کو سہارا دیتے ہوں گے ہر نبی اپنی امت کے ساتھ اس طرح ہوں گے کہ آگے امت پیچھے نبی ۴۔ کلالیب جمع ہے کلوب کی لوہے کی لمبی سیخ اوپر سے خم دار کلوب کہلاتی ہے اردو میں اوکھنڈی کہتے ہیں۔ ۵۔ سعدان عرب میں یک خاص قسم کی گھاس ہوتی ہے خار دار جس کے شاخوں پتوں میں بڑے بڑے کانٹے ہوتے ہیں اسے اونٹ شوق سے کھاتا ہے اس کے کانٹوں کو خشک السعدان کہا جاتا ہے اس کے پتے پستان کی گھنڈی کی طرح ہوتے ہیں (اشعہ مرقات) ۶۔ اس طرح کہ لوگ گزرتے ہوں گے اور یہ کانٹے حرکت میں بارہا آتے ہوں گے کسی کو تو چھوئیں گے بھی نہیں کسی کو چھو کر زخمی کر کے الگ ہو جائیں گے کسی کو چھو کر نیچے گرا دیں گے خدا کی پناہ یہ فرق لوگوں کے ایمان و اعمال کے وجہ سے ہو گا۔ ۷۔ کسی کو صرف خراش آوے گی کسی کو زخم کاری لگے گا مگر بچ جائے گا ۸۔ اس طرح کہ دوزخیوں کو دوزخ میں اور جنتیوں کو جنت میں داخل فرمادے گا یہ فیصلہ سے مراد عملی فیصلہ ہے کیونکہ قولی فیصلہ یعنی احکام کا صدور تو کب کا ہو چکا ہو گا۔ ۹۔ یا تو یہ فرشتے وہ ہیں جو لوگوں کے نامہ اعمال لکھا کرتے تھے یا حاملین عرش اور ان کے اردگرد کے جو مسلمانوں کے لئے دعائیں کیا کرتے تھے ہم کو بھی چاہیے کہ ان فرشتوں کے لئے دعا کیا کریں ہر ختم و ایصال کے موقعہ پر ان کا نام لیا کریں۔ ۱۰۔ یعنی دوزخ کی آگ ان لوگوں کے سارے اعضاء کو جلا دے گی مگر اس کی پیشانی خصوصاً سجدہ گاہ کو نہ جلا سکے گی کہ یہ نور الٰہی کی جگہ ہے نور کو نار نہیں جلا سکتی بعض شارحین نے فرمایا کہ سجدہ کے ساتوں عضو بھی محفوظ رہیں گے (اشعہ) بعض شارحین نے فرمایا کہ اس سے مراد پورا چہرہ ہے اس قول کی تائید بخاری شریف جلد دوم ص ۱۱۰۷ باب رد عمل **الجهيه** میں کی اس حدیث سے ہوتی ہے **ويحرم الله صورهم على الناس** بہرحال اس کے متعلق کئی احتمال ہیں۔ ۱۱۔ یہ لفظ بنا ہے امتحاش سے بمعنی جل کر کوئلہ سیاہ ہو جانا۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ گنہگار مومن دوزخ میں جا کر مردہ بلکہ جل کر کوئلہ ہو جائیں گے وہاں جلنا اور نہ مرنا کفار کے لئے ہو گا۔ ۱۲۔ اس ایک شخص

marfat.com

سے مراد یا تو نوعاً" ایک ہے یعنی ایک قسم کے لوگ جنہوں نے اس قسم کے جرم کئے تھے یا شخصاً" ایک ہے یعنی ایک آدمی۔ ۱۳۔ یعنی جو لوگ دوزخ سے نکال کر جنت میں بھیجے جائیں گے ان میں سب سے آخر میں یہ نکالا جائے اور سب سے آخر میں یہ جنت میں پہنچایا جائے گا اسے راستہ میں بہت دیر لگے گی۔ ۱۴۔ یعنی اسے دوزخ سے نکال کر کنارہ پر بٹھال دیا جائے گا کہ جنت کی طرف اس کی پیٹھ ہوگی اور دوزخ کی طرف اس کا منہ ہوگا۔ جہاں اس کی تپش پہنچ رہی ہوگی۔ جیسا کہ **اگلے** مضمون سے واضح ہے۔ جنت تو ابھی دور ہوگی۔ ۱۵۔ **قثبنی** بنا ہے **قتب** سے۔ بمعنی جسم میں زہر کا سرایت کر جانا یا آگ کا جسم میں اثر کر کے اسے بگاڑ دینا اس کا ترجمہ جھلسانا بہت موزوں ہے۔ ۱۶۔ یعنی ہم تیری یہ عرض پوری کردیں گے مگر شرط یہ ہے کہ تو اس کے سواء اور کچھ نہ مانگے اسی منہ پھیر دینے پر قناعت کرے۔ ۱۷۔ مگر رکھے گا منہ اسی طرف وہاں سے ہٹائے گا نہیں اب بجائے منہ کے اس کی پیٹھ کو تپش پہنچے۔ جیسا کہ مضمون سے ظاہر ہے اور ہو سکتا ہے کہ یہاں سے اسے دور کر دیا جائے۔ مگر پہلا احتمال قوی ہے۔ ۱۸۔ اس دن ہر شخص کی نظر بہت تیز ہوگی یہاں سے جنت بہت دور ہوگی مگر یہ دیکھ لے گا قرآن کریم فرمایا ہے **فکشفنا عنک غطاءک فبصرک الیوم حدید** ہاں بعض کفار قیامت میں اٹھتے وقت اندھے اٹھیں گے مگر بعد میں نہ کوئی اندھا رہے گا نہ کانا۔ ۱۹۔ اس فرمان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس بندے کا خاموش رہنا پھر دعا کرنا رب تعالیٰ کی طرف سے ہوگا آج بھی ہمارا عبادات کرنا دعائیں مانگنا اس کی ہی توفیق سے ہے وہ ہی ذوق دیتا ہے وہ الفاظ دعا القاء کرتا ہے وہ ہی بھیک کے لئے ہم کو جھولی دیتا ہے وہ ہی بھر دیتا ہے۔ ۲۰۔ اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ ابتک اس کا صرف منہ پھیرا گیا تھا۔ جنت تک پہنچایا نہ گیا تھا اس نے دور سے یہاں کی تروتازگی دیکھی تھی۔ ۲۱۔ یہاں خلق سے مراد جنتی لوگ ہیں یعنی اے مولیٰ جو جنت میں آرام کر رہے ہیں وہ بھی تیری مخلوق تیرے بندے ہیں اور میں بھی تیری مخلوق ہوں تیرا بندہ ہوں میں ان سب سے بدتر کیوں رہوں مجھ پر کرم فرمادے ان کے پاس پہنچادے۔ ۲۲۔ اس حدیث میں بڑی حوصلہ افزائی ہے اس بندے کا قسمیں کھا کھا کر توڑتے رہنا بھی رب تعالیٰ کو پسند ہوگا کہ یہ قسم توڑنا سرکشی کے لئے نہ ہوگا بلکہ اللہ کی رحمت کی لالچ میں حضرت جندع ابن ضمیرہ نے مدینہ منورہ حاضر ہونے کے لئے کفار کے مجبور کرنے پر کفریہ باتیں منہ سے نکال دی تھیں جن کے متعلق یہ آیت کریمہ آئی **الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان** ایسے گناہوں پر ریاکاری کی نیکیاں قربان ہو جائیں ان گناہوں کی بنا عشق و محبت یا ناز پر ہے۔ ۲۳۔ یہ شخص دروازہ جنت پر پہنچ کر اندر جھانک جھانک کر دیکھنے لگے گا وہاں کی نعمتیں دیکھ کر دنگ رہ جاوے گا رب تعالیٰ ہی صبر دے گا تو کچھ روز خاموش رہے گا ورنہ وہ فوراً ہی چیخ پڑتا یہ صبر و خاموشی بھی رب کی طرف سے ہوگی۔ ۲۴۔ یہ اس کی آخری عرض ہوگی اور یہ شخص بہت عرصہ میں یہاں تک پہنچ سکے گا اور یہ عرض کر سکے گا رب جانے کتنا عرصہ لگے گا۔ ۲۵۔ ویل دوزخ کے ایک طبقہ کا نام ہے مگر کبھی ہلاک و خرابی کے معنی میں آتا ہے یہاں۔ بمعنی افسوس ہے یہ فرمان عالی انتہائی کرم کا ہوگا جیسا کہ **اگلے** فرمان سے معلوم ہو رہا ہے **ما اغدرک** فعل تعجب ہے یعنی تو کیسا عہد شکن ہے وعدہ توڑنے والا ہے اللہ تعالیٰ افسوس اور تعجب سے پاک ہے یہ دونوں فرمان تعجب دلانے افسوس دلانے کے لئے ہیں نہ کہ تعجب یا افسوس کرنے کے لئے۔ ۲۶۔ یعنی تو مجھ سے کتنے عہد کر چکا ہے ہر دفعہ عہد توڑ دیتا ہے یہ تیری آخری بار ہے خیال رہے کہ اگر گناہ کر کے یار کو منالیا جاوے تو وہ گناہ نہیں ہوتا ہزار ہا نیکیوں سے افضل ہوتا ہے۔ ۲۷۔ اس عرض کا مقصد یہ ہے کہ میں بارہا توڑ کر دیکھ چکا کہ میری ہر عہد شکنی پر تیرا کرم ہے پھر میں کیوں نہ عہد توڑوں۔ شعر:۔

☆ چوں طمع خواہد زمن سلطان دین ☆ خاک برفرق قناعت بعد ازیں ☆

marfat.com

اس عمد شکنی پر ہزارہا وفاء عہد قربان ہو جائیں میں سمجھ گیا کہ میں بدنصیب خلق یعنی دائمی دوزخی نہیں ہوں میں نصیب ور ہوں یعنی مومن ہوں ورنہ دوزخ سے نکالا نہ جاتا (مرقات) ۲۸۔ یعنی اس کی اس عرض پر دریائے کرم جوش میں آجائے گا یہاں ضحک سے معنی ہنسا نہیں اللہ تعالیٰ ہنسنے رونے سے پاک ہے۔ ۲۹۔ اس کرم کی ترتیب یہ ہوگی کہ پہلے اسے جنت میں داخلہ کی اجازت دی جاوے گی پھر جب وہ داخل ہو جائے گا تب اسے آرزوئیں کرنے کا حکم ہوگا۔ جب اس کی آرزوئیں ختم ہو جائیں گی تب رب تعالیٰ اس سے خود فرمائے گا کہ بندے یہ بھی مانگ لے۔ خیال رہے کہ مانگنے میں ہماری اپنی بندگی کا اظہار ہے رب چاہتا ہے کہ بندہ مجھ سے مانگتا رہے میں دیتا رہوں اور مانگنا سکھاتا ہے پھر دیتا ہے ہمارا مانگنا بھی اس کی رحمت سے ہے۔ شعر:۔

☆ مری طلب بھی تمہارے کرم کا صدقہ ہے ☆ قدم یہ اٹھتے نہیں ہیں اٹھائے جاتے ہیں ☆

۳۰۔ وہ تیری طلب پر تجھیں مثل میری عطاو فضل سے اپنی منہ مانگی مرادیں بھی لے اور میرا فضل و کرم بھی لے سبحان اللہ۔ ۳۱۔ یعنی یہ زیادتی مقدار میں تو اس سے ایک گنا ہوگا مگر کیفیت میں دس گنا لہٰذا احادیث میں کوئی تعارض نہیں مقدار اور کیفیت میں بڑا فرق ہے (مرقات)

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اٰخِرُ مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ رَجُلٌ فَهُوَ يَمْشِيْ مَرَّةً وَيَكْبُوْ مَرَّةً وَتَسْفَعُهُ النَّارُ مَرَّةً فَاِذَا جَاوَزَهَا الْتَفَتَ اِلَيْهَا فَقَالَ تَبَارَكَ الَّذِيْ نَجَّانِيْ مِنْكِ لَقَدْ اَعْطَانِيَ اللّٰهُ شَيْئًا مَا اَعْطَاهُ اَحَدًا مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ فَتُرْفَعُ لَهٗ شَجَرَةٌ فَيَقُوْلُ اَيْ رَبِّ اَدْنِنِيْ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ فَلَاَسْتَظِلَّ بِظِلِّهَا وَاَشْرَبَ مِنْ مَائِهَا فَيَقُوْلُ اللّٰهُ يَا ابْنَ اٰدَمَ لَعَلِّيْ اِنْ اَعْطَيْتُكَهَا سَاَلْتَنِيْ غَيْرَهَا فَيَقُوْلُ لَا يَا رَبِّ وَيُعَاهِدُهٗ اَنْ لَّا يَسْاَلَهٗ غَيْرَهَا وَرَبُّهٗ يَعْذِرُهٗ لِاَنَّهٗ يَرٰى مَا لَا صَبْرَ لَهٗ عَلَيْهِ فَيُدْنِيْهِ مِنْهَا فَيَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَائِهَا ثُمَّ تُرْفَعُ لَهٗ شَجَرَةٌ هِيَ اَحْسَنُ مِنَ الْاُوْلٰى فَيَقُوْلُ اَيْ رَبِّ

(۵۳۳۶) روایت ہے حضرت ابن مسعود سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخری وہ شخص جو جنت میں داخل ہو گا وہ شخص ہو گا جو کبھی چلے گا اور کبھی گرے گا۔ اور کبھی اسے آگ جھلسائے گی۔ ۲۔ پھر جب اس سے نکل جاوے گا تو اس کی طرف دیکھے گا کہے گا مبارک ہے وہ جس نے مجھے تجھ سے نجات دی ۳۔ اللہ نے مجھے وہ شی دی ہے جو اگلوں پچھلوں میں سے کسی کو نہیں دی ۴۔ پھر اس کے سامنے ایک درخت پیش کیا جاوے گا ۵۔ وہ کہے گا اے میرے رب مجھے اس درخت سے قریب کر دے میں اسکا سایہ لوں گا اور اس کا پانی پیوں ۶۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے ابن آدم ممکن ہے کہ اگر میں تجھے یہ دیدوں تو تو مجھ سے اس کے سواء بھی مانگے ۷۔ وہ عرض کرے گا نہیں اے رب اور اس سے وعدہ کرے گا کہ اس کے سواء اور نہ مانگے ۸۔ رب اسے معذور جانے گا کیونکہ وہ ایسی چیز دیکھ رہا ہو گا جس پر صبر نہیں ہو سکتا تو اسے اس درخت سے قریب کر دے گا وہ اس کا سایہ لے گا اور اس کا پانی پئے گا ۹۔ پھر دوسرا درخت اس کے سامنے کیا جاوے جو پہلے سے اچھا ہو گا تو کہے گا اے میرے رب مجھے اسی درخت سے قریب کر دے ۱۰۔ تاکہ میں اس کا پانی پیوں اور اس کا سایہ لوں میں تجھ سے

marfat.com

اَدْنِنِیْ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ لِاَشْرَبَ مِنْ مَائِهَا وَاَسْتَظِلَّ بِظِلِّهَا لَا اَسْئَلُكَ غَيْرَهَا فَيَقُوْلُ يَا ابْنَ اٰدَمَ لَعَلِّیْ اِنْ اَدْنَيْتُكَ مِنْهَا تَسْاَلُنِیْ غَيْرَهَا فَيُعَاهِدُهٗ اَنْ لَّا يَسْاَلَهٗ غَيْرَهَا وَرَبُّهٗ يَعْذِرُهٗ لِاَنَّهٗ يَرٰی مَا لَا صَبْرَ لَهٗ عَلَيْهِ فَيُدْنِيْهِ مِنْهَا فَيَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّآءِهَا ثُمَّ تُرْفَعُ لَهٗ شَجَرَةٌ عِنْدَ بَابِ الْجَنَّةِ هِیَ اَحْسَنُ مِنَ الْاُوْلٰی فَيَقُوْلُ اَیْ رَبِّ اَدْنِنِیْ مِنْ هٰذِهِ فَلِاَسْتَظِلَّ بِظِلِّهَا وَاَشْرَبَ مِنْ مَّآءِهَا لَا اَسْاَلُكَ غَيْرَهَا فَيَقُوْلُ يَا ابْنَ اٰدَمَ اَلَمْ تُعَاهِدْنِیْ اَنْ لَّا تَسْاَلَنِیْ غَيْرَهَا قَالَ بَلٰی يَا رَبِّ هٰذِهٖ لَا اَسْاَلُكَ غَيْرَهَا وَرَبُّهٗ يَعْذِرُهٗ لِاَنَّهٗ يَرٰی مَا لَا صَبْرَ لَهٗ عَلَيْهِ فَيُدْنِيْهِ مِنْهَا فَاِذَا اَدْنَاهُ مِنْهَا سَمِعَ اَصْوَاتَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ اَیْ رَبِّ اَدْخِلْنِيْهَا فَيَقُوْلُ يَا ابْنَ اٰدَمَ مَا يَصْرِيْنِیْ مِنْكَ اَيُرْضِيْكَ اَنْ اُعْطِيَكَ الدُّنْيَا وَمِثْلَهَا مَعَهَا قَالَ اَیْ رَبِّ اَتَسْتَهْزِئُ مِنِّیْ وَاَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ فَضَحِكَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ اَلَا تَسْاَلُوْنِیْ مِمَّ اَضْحَكُ فَقَالُوْا مِمَّ تَضْحَكُ فَقَالَ هٰكَذَا ضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا مِمَّ تَضْحَكُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مِنْ ضَحِكِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ حِيْنَ قَالَ اَتَسْتَهْزِئُ مِنِّیْ وَاَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ فَيَقُوْلُ اِنِّیْ لَا اَسْتَهْزِئُ مِنْكَ

اس کے سواء نہ مانگوں گا۱۱۔ تو رب فرمائے گا اے ابن آدم کیا تو نے مجھ سے معاہدہ نہ کیا تھا کہ تو اس کے سواء اور مجھ سے نہ مانگے گا پھر فرمائے گا ممکن ہے کہ اگر میں تجھے اس سے قریب کر دوں تو تو مجھ سے اس کے سواء مانگے ۱۲۔ وہ رب سے وعدہ کرے گا کہ اس کے سواء نہ مانگے گا اور اس کا رب اسے معذور جانے گا کیونکہ وہ ایسی چیز دیکھے گا جس پر صبر ناممکن ہے رب اسے اس درخت سے قریب کر دے گا ۱۳۔ وہ اس کا سایہ لے گا اس کا پانی پئے گا پھر اسکے سامنے جنت کے دروازے کے پاس ایک درخت ظاہر ہو گا جو پہلے دو سے اچھا ہو گا ۱۴۔ تو کہے گا اے میرے رب اب مجھے اس سے قریب کر دے تاکہ میں اس کا سایہ لوں اور اس کا پانی پیوں ۱۵۔ اس کے سواء تجھ سے کچھ نہ مانگوں گا تو فرمائے گا اے ابن آدم کیا تو نے مجھ سے یہ عہد نہ کیا تھا کہ تو مجھ سے اسکے سواء کچھ نہ مانگے گا عرض کرے گا ہاں یا رب یہ ہی آخری سوال ہے ۱۶۔ اس کے سواء تجھ سے اور نہ مانگوں گا اور اس کا رب اسے معذور رکھے گا کیونکہ وہ ایسی چیز دیکھے گا جس پر اس سے صبر نہ ہو گا ۱۷۔ تو اس کو اس سے قریب کر دے گا تو جب اس سے قریب کر دے گا وہ جنت والو کی آواز سنے گا ۱۸۔ تو کہے گا اے رب مجھے اس میں داخل فرما رب فرمائے گا ابن آدم مجھے تجھ سے فراغت نہیں ہوتی ۱۹۔ کیا تجھے یہ بات راضی کرے گی کہ میں تجھے دنیا اور دنیا کی مثل اس کے ساتھ دوں ۲۰۔ عرض کرے گا اے رب مجھ سے تو مذاق کرتا ہے تو رب العالمین ہے ۲۱۔ حضرت ابن مسعود ہنس پڑے پھر فرمایا تم مجھ سے پوچھتے کیوں نہیں کہ میں کس چیز سے ہنستا ہوں لوگوں نے عرض کیا کہ آپ کس چیز سے ہنستے ہیں فرمایا ایسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے تھے صحابہ نے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ حضور سرکار کس چیز سے ہنستے ہیں فرمایا رب العالمین کے ہنسنے سے جب وہ بندہ کہے گا ۲۲۔ کہ کیا تو مجھ سے مذاق فرماتا ہے حالانکہ تو رب العالمین ہے تو فرمائے گا میں تجھ سے

marfat.com

پھر جب صبر کا جام چھلک جائے گا تب یہ عرض کرے گا جیسا کہ دوسری روایات میں ہے۔ ۱۲۔ سبحان اللہ یہ ارشاد عالی اسے مانگنے پر ابھارنے کے لئے ہے کہ تو مجھ سے اور مانگ یہ سارے کلام محبت و کرم پر ہیں۔ ۱۳۔ بعض علماء کو میں نے فرماتے سنا کہ یہ وہ شخص ہو گا جو تھا تو مومن مگر اپنے والدین کی خدمت میں کوتاہی کرتا تھا وہ جوان تھا کماؤ تھا اس کے ماں باپ بوڑھے اور معذور تھے یہ انہیں خرچہ دیتا تو تھا مگر ترساتر ساکر بہت انتظار دکھا کر اس کی سزا کا ظہور اس طرح ہو گا کہ اسے جنت ملے گی تو مگر دکھا دکھا کر ترساتر ساکر واللہ اعلم غرضیکہ ہو گا اسی طرح کا مجرم کہ اسے بہت انتظار کے بعد جنت دی جاوے ورنہ اور لوگ تو جنت میں بغیر انتظار داخل کئے جائیں گے۔ ۱۴۔ وہ دونوں درخت تو راستہ جنت میں تھے اب یہ درخت دروازہ جنت سے متصل ہو گا جو ان دونوں سے بہتر ہو گا اور یہاں سے جنت کا اندرونی حصہ دیکھنے میں آوے گا یہاں بہار ہی کچھ اور ہو گی۔ جو بیان نہیں کی جاسکتی۔ ۱۵۔ وہ سمجھے گا کہ ان دونوں درختوں کی طرح وہاں بھی صرف سایہ اور پانی ہے اسے کیا خبر کہ وہاں جنت کے نظارے بھی ہیں اس لئے صرف سایہ لینے پانی پینے ہی کا ذکر کرے گا۔ ۱۶۔ یہاں **ھذہ** یا تو مبتداء ہے جس کی خبر پوشیدہ ہے یا مفعول ہے جس کا فعل پوشیدہ ہے یعنی آخری سوال میرا یہ ہی ہے اس کے بعد اور سوال نہ کروں گا یا تجھ سے آخری یہ ہی چیز مانگتا ہوں اب نہ مانگوں گا وہ سمجھتا ہو گا کہ اس سے اعلیٰ تو کوئی چیز ہو سکتی ہی نہیں پھر سوال کیا۔ ۱۷۔ لہٰذا یہ وعدہ خلافیاں بے صبری کی وجہ سے ہوں گی۔ ۱۸۔ یا تو جنتی لوگوں کی آپس کی بات چیت سنے گا یا ان کی تسبیح تہلیل تلاوت قرآن مجید کی آواز کہ جنت میں ذکر اللہ اور تلاوت وغیرہ ہوں گے۔ خیال رہے کہ قیامت میں کوئی اندھا بہرا نہ ہو گا سب کی یہ قوتیں بہت ہی تیز ہوں گی اس لئے یہ شخص جنت کے اندر کی آوازیں دروازے سے سن لے گا رب فرماتا ہے **فکشفنا عنک غطاءک فبصرک الیوم حدید** ۱۹۔ **یطرینی** باب ضرب کا مضارع ہے یہ بنا ہے صری سے بمعنی ختم ہونا منقطع ہونا چھٹکارا ملنا یعنی تیرا مجھ سے مانگنا ختم نہیں ہو تا تیری داد و حش سے فارغ نہیں ہو تا بعض شارحین نے فرمایا کہ یہاں ما استفہامیہ ہے معنی یہ ہیں کہ کون چیز مجھے تجھ سے فارغ کرے گی بتا کس چیز پر تیری مانگ ختم ہوتی ہو گی مرقات نے فرمایا کہ یہاں عبارت الٹی ہے اصل میں یہ تھا **ما یصرینی منک** میری کونسی عطا پر تیری طلب ختم ہو گی تو کس عطا پر مانگنے سے فارغ ہو گا یہ فرمان عالی نہایت ہی کرم و رحم کا ہے۔ ۲۰۔ یعنی اگر تجھے جنت کا انبار قبہ دے دوں جو ساری دنیا کے رقبہ سے دوگنا ہے تو کیا تو سوالات اور مانگ ختم کر دے گا لے تو اتنا لے اور اپنی مانگ ختم کر۔ ۲۱۔ یہ شخص انتہائی خوشی میں دربار عالیہ کے آداب بھی اور عرض کرنے کا طریقہ بھی بھول جاوے گا وہ سمجھے گا کہ جنت میں اتنی جگہ کہاں سے آئی مجھ سے یوں ہی میرے دل لگانے کے لئے فرمایا جا رہا ہے استہزاء کے لغوی معنی ہیں دل لگی جو مخاطب کے دل کو لگ جاوے اللہ تعالیٰ دل اور دل لگنے سے پاک ہے اور دل لگی کے ظاہر معنی سے بھی پاک ہے کہ کچھ دینا تو نہ ہو صرف اس کا دل لبھانے کے لئے یہ فرمادے (اشعہ) مرقات نے فرمایا کہ اس کی یہ عرض و معروض ایسی بے خودی میں ہو گی جیسی اس گم شدہ اونٹ والے نے اونٹ مل جانے پر کہا الٰہی **انت عبدی وانا ربک** خدایا تو میرا بندہ ہے میں تیرا رب اسے خبر ہی نہ رہی کہ میرے منہ سے نکل کیا رہا ہے ایسی جوش کی حالت کی بے ادبی معاف ہوتی ہے یہ بے ادبی نہیں بلکہ بے خودی کی بدحواسی ہے۔ ۲۲۔ رب تعالیٰ کے ہنسنے سے مراد ہے اس کا خوش ہو جانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہنسنا ہے آپ کا تبسم فرمانا یہ تبسم بھی اظہار خوشی کے لئے ہے حضرت ابن مسعود کا ہنسنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل فرماتے ہوئے ہے حضرات صحابہ کرام حضور کے افعال کریمہ کی روایت بالعمل بھی کرتے تھے جب غضب ہو تو بندہ کی عبادت پر ناراض ہو جائے اور جب کرم ہو تو اس کے گناہ پر خوش ہو جائے بلا تشبیہ شیخ سعدی کا وہ مقولہ دیکھو گے برسلامے بر بخندو ہمہ گے

marfat.com

بہ دشنامے خلعت دہندہ اس کی تحقیق یہاں مرقات میں دیکھو۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا اس میں روضہ کا سجدہ ہو کہ طواف ☆ ہوش میں جو نہ ہو وہ کیا نہ کرے ☆ رب ہم سے زیادہ ہم پر مہربان ہے۔ ۲۳۔ یعنی تو نے میری قدرت جانی نہیں تیری طلب سے میری رحمتیں زیادہ ہیں میری عطائیں تیرے وہم و گمان سے ورا ہیں۔ ۲۴۔ یعنی مسلم کی روایت میں اتنی عبارت نہیں اور دوسری دراز عبارت ہے جو دوسری روایت میں مذکور ہے۔ ۲۴۔ سبحان اللہ کیسا کریم رحیم ہے کہ خود ہی مانگنا سکھائے اور خود ہی عطائیں فرمائے جب حاکم فرمائے کہ تم فلاں مضمون کی درخواست ہم کو دے دو مطلب یہ ہوتا ہے کہ نوکر رکھ لیا ہے قانونی کارروائی کے لئے درخواست مانگی ہے یہ ہی وہاں بنے گا بلکہ دنیا میں بھی ایسا ہی ہے وہ ہی دعا سکھاتا ہے وہ ہی عطائیں فرماتا ہے۔ ۲۶۔ اس کا مطلب پہلے بیان ہو چکا کہ اولاً ایک مثل کی عطا ہو گی پھر دس گنا کی لہٰذا روایات میں کوئی تعارض نہیں ۲۷۔ اس کی یہ بیسیاں اس کی منتظر تھیں۔ خیال رہے کہ اس جنتی کو دو بیویاں تو حور عین ملیں گی اور اس کی دنیا کی وہ بیوی جو اس کے نکاح میں فوت ہوئی اگر اس کا خاتمہ ایمان پر ہوا ہے وہ بھی ملے گی ان کے سواء اور وہ عورتیں جو کنواری فوت ہوئیں یا وہ جن کے خاوند کافر مرے وہ بھی اسے ملے گی ہر جنتی کا یہ ہی حال ہو گا۔ چنانچہ حضرت مریم اور حضرت بی بی آسیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں ہوں گی یہاں دو فرمانا صرف حوروں کے لئے ہے لہٰذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں کہ **ولہم فیہا ازواج مطہرۃ** وہاں ازواج جمع ارشاد ہوا ہے یہاں دو حوریں فرمایا گیا دونوں درست ہیں۔ ۲۸۔ یعنی اس رب نے تم کو ہمارے لئے اور ہم کو تمہارے لئے دائمی زندگی بخشی کہ اب نہ مرنا ہے نہ یہاں سے نکلنا نہ ہماری تمہاری جدائی تجھے ہم تک پہنچایا۔ ۲۹۔ یا تو اس شخص کو اعلیٰ درجات والے جنتیوں کی عطاؤں کی خبر نہ ہو گی وہ سمجھے گا سب سے اعلیٰ نعمتیں مجھے ہی دی گئی ہیں یا اسے ان حضرات کے عطیوں کی طرف دھیان نہ جاوے گا اپنی نعمتوں پر ہی دھیان رہے گا تاکہ اسے رنج نہ ہو کہ جنت میں رنج و غم نہیں مرقات نے پہلی توجیہ اختیار کی غرضیکہ اس کی خوشی کی انتہا نہ ہو گی۔

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیُصِیْبَنَّ اُنَاسًا سَفْعٌ مِّنَ النَّارِ بِذُنُوْبٍ اَصَابُوْھَا عُقُوْبَۃً ثُمَّ یُدْخِلُھُمُ اللّٰہُ الْجَنَّۃَ بِفَضْلِہٖ وَرَحْمَتِہٖ فَیُقَالُ لَھُمُ الْجَھَنَّمِیُّوْنَ۔ (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

(۵۳۳۷) روایت ہے حضرت انس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ قوموں کو ان کے کئے ہوئے گناہوں کی وجہ سے آگ کی لپٹ پہنچے گی ۱؎ سزا کے طور پر پھر اللہ انہیں جنت میں داخل فرماوے گا اپنے فضل اپنی رحمت سے انہیں جہنمی کہا جاوے گا ۲؎۔ (بخاری)

(۵۳۳۷) ۱؎ ایسی لپٹ پہنچے کہ جس سے ان کے چہرے جھلس تو جائیں گے مگر بالکل جلیں گے نہیں سفع کے معنی ہیں حرق قلیل تھوڑی سی جلن۔ ۲؎ مگر انہیں اس نام سے خوشی ہو گی کہ رب تعالیٰ کی بخشش رحمت انہیں یاد آئے گی۔ رنج مطلقاً نہ ہو گا کہ جنت میں رنج کیسا۔

وَعَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَیْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ قَوْمٌ مِّنَ النَّارِ بِشَفَاعَۃِ مُحَمَّدٍ فَیَدْخُلُوْنَ

(۵۳۳۸) روایت ہے حضرت عمران ابن حصین سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ محمد مصطفیٰ کی شفاعت سے ایک قوم آگ سے نکالی جاوے جو جنت میں داخل ہوں گے اور

marfat.com

الْجَنَّةَ وَيُسَمَّوْنَ الْجَهَنَّمِيِّيْنَ - (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) وَفِيْ رِوَايَةٍ يُخْرِجُ قَوْمًا مِنْ اُمَّتِيْ مِنَ النَّارِ بِشَفَاعَتِيْ يُسَمَّوْنَ الْجَهَنَّمِيِّيْنَ -

ان کا نام **جہنمیں** رکھا جاوے گا۔ (بخاری) اور ایک روایت میں ہے کہ میری امت میں سے ایک قوم میری شفاعت کی بنا پر آگ سے نکالی جاوے گی جو جہنمی نام دیئے جائیں گے ۲۔

(۵۳۳۸) ۱۔ ان میں سے وہ لوگ بھی داخل ہیں جنہوں نے صرف کلمہ پڑھا۔ اچھے عقیدے اختیار کئے مگر کوئی نیکی نہ کی اور وہ بھی داخل ہیں جنہوں نے کلمہ بھی نہیں پڑھا ان کا ایمان شرعی نہ تھا مگر وہ عند اللہ مومن تھے۔ دل میں ایمان رکھتے ہیں زبان سے ظاہر نہ کرتے تھے کسی وجہ سے ان پر دنیا میں نماز جنازہ بھی نہ ہوئی انہیں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن بھی نہیں کیا گیا۔ انہیں رب تعالیٰ اپنی قدرت والی مٹھی میں بھر کر جنت میں ڈالے گا۔ یہ سب حضور کی شفاعت سے ہی دوزخ سے نکلیں گے اس کی تحقیق ابھی کچھ پہلے کی جا چکی ہے۔ ۲۔ یہ وہ لوگ ہیں جو کلمہ پڑھ کر مسلمان تو ہو گئے مگر غفلت میں زندگی گزار گئے کوئی نیکی نہیں کی کیونکہ انہیں امتی فرمایا گیا۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ اٰخِرَ اَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِنْهَا وَاٰخِرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ حَبْوًا فَيَقُوْلُ اللّٰهُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَاْتِيْهَا فَيُخَيَّلُ اِلَيْهِ اَنَّهَا مَلْاٰى فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ وَجَدْتُهَا مَلْاٰى فَيَقُوْلُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَاِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَعَشَرَةَ اَمْثَالِهَا فَيَقُوْلُ اَتَسْخَرُ مِنِّيْ اَوْ تَضْحَكُ مِنِّيْ وَاَنْتَ الْمَلِكُ فَلَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَاحِكًا حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ وَكَانَ يُقَالُ ذٰلِكَ اَدْنٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً - (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۳۳۹) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں جانتا ہوں دوزخ والوں میں سے آخری نکلنے والے کو اور جنت میں آخری داخل ہونے والے کو ۱۔ ایک شخص آگ سے گھسٹتا ہوا نکلے گا تو رب فرمائے گا جا جنت میں داخل ہو جا وہ وہاں جاوے گا اسے خیال بندھے کہ جنت بھری ہوئی ہے ۲۔ وہ کہے گا یا رب میں نے جنت بھری ہوئی پائی ۳۔ تو رب فرمائے گا جا جنت میں داخل ہو جا کیونکہ تیری ملکیت دنیا کی برابر اور اس کا دس گنا ہے ۴۔ وہ کہے گا کیا تو مجھ سے تمسخر کرتا ہے یا مجھ سے ہنسی فرماتا ہے حالانکہ تو بادشاہ ہے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور ہنسے حتیٰ کہ آپ کی ڈاڑھیں مبارک چمک گئیں ۵۔ اور کہا جاتا تھا کہ یہ جنت والوں میں ادنیٰ درجہ کا ہوگا ۶۔ (مسلم بخاری)

(۵۳۳۹) ۱۔ رجل سے مراد صرف ایک شخص نہیں ہے بلکہ اس قسم کے لوگ ہیں۔ حضور ان سب کو تفصیلاً جانتے ہیں ان کے نام ان کے خاندان ان کی شکل و صورت وغیرہ جیسا کہ اعلم سے معلوم ہوا۔ **شعر:۔**

ہم نے عرض کیا ہے۔

☆ ایک ماہ مدن گورا سا بدن نیچی نظریں کل کی خبریں ☆

۲۔ کیونکہ جہاں تک اس کی نگاہ کام کرے گی وہاں تک آدمی ہی آدمی نظر آئیں گے کوئی جگہ جنتیوں سے خالی اسے نظر نہ آوے گی۔ ۳۔ میرے مولیٰ اب میں کہاں جاؤں گا جنت میں تو کوئی جگہ خالی ہی نہیں۔ ۴۔ اس دس گنا فرمانے میں عجیب حکمت ہو گی

marfat.com

کیونکہ مومن کا دنیا میں رہنا بھی نیکی ہے اور نیکی کا بدلہ دس گنا ہے۔ **من جاء بالحسنة فله عشر امثالها** لہٰذا اس قانون سے اسے دنیا کا دس گنا رقبہ عطا ہوا۔ (مرقات) ۶۔ یہ قول یا تو حضرت ابن مسعود کا ہے یا کسی اور راوی کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نہیں۔ اس لئے کان یقال فرمایا گیا۔ یعنی لوگوں میں یہ مشہور تھا کہ یہ ادنیٰ درجہ کا جنتی ہوگا جس کی املاک اس قدر وسیع ہوں گی۔ اعلیٰ جنتیوں کی ملکیت کا رقبہ تو ہمارے خیال سے باہر ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ اٰخِرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ وَاٰخِرَ اَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِنْهَا رَجُلٌ يُؤْتٰى بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُقَالُ اعْرِضُوْا عَلَيْهِ صِغَارَ ذُنُوْبِهٖ وَارْفَعُوْا عَنْهُ كِبَارَهَا فَتُعْرَضُ عَلَيْهِ صِغَارُ ذُنُوْبِهٖ فَيُقَالُ عَمِلْتَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا وَكَذَا وَعَمِلْتَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا وَكَذَا فَيَقُوْلُ نَعَمْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّنْكِرَ وَهُوَ مُشْفِقٌ مِنْ كِبَارِ ذُنُوْبِهٖ اَنْ تُعْرَضَ عَلَيْهِ فَيُقَالُ لَهٗ فَاِنَّ لَكَ مَكَانَ كُلِّ سَيِّئَةٍ حَسَنَةً فَيَقُوْلُ رَبِّ قَدْ عَمِلْتُ اَشْيَآءَ لَا اَرَاهَا هٰهُنَا وَلَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۳۴۰) روایت ہے حضرت ابوذر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں جانتا ہوں جنتیوں میں سے آخری داخل ہونے والے کو جنت میں اور دوزخیوں میں سے وہاں سے آخری نکلنے والے کو۔ کہ یہ شخص ہوگا جسے قیامت کے دن لایا جائے گا کہا جائے گا کہ اس پر اس کے چھوٹے گناہ پیش کرو اور اس سے اس کے بڑے گناہ اٹھا رکھو ۲۔ چنانچہ اس پر اس کے چھوٹے گناہ پیش کئے جائیں گے کہا جاوے گا تو نے فلاں فلاں دن فلاں فلاں گناہ کئے اور فلاں فلاں دن فلاں فلاں گناہ کئے وہ کہے گا ہاں ۳۔ انکار کرنے کی طاقت نہ رکھے گا ۴۔ اور وہ اپنے بڑے گناہوں سے ڈر رہا ہوگا کہ اس پر وہ پیش کر دیئے جاویں ۵۔ کہا جاوے گا کہ تیرے لئے ہر گناہ کے عوض ایک نیکی ہے ۶۔ تب وہ کہے گا کہ میں نے تو اور بڑے کام کئے تھے جنہیں میں یہاں نہیں دیکھ رہا ہوں ۷۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور سرکار ہنس پڑے حتی کہ آپ کی داڑھیں چمک گئیں ۸۔ (مسلم)

(۵۳۴۰) ۱۔ یہ دونوں چیزیں لازم ملزوم ہیں جو دوزخ سے آخر میں نکلے گا وہ ہی جنت میں آخر میں جائے گا۔ مرد سے مراد نوع مرد ہے نہ کہ شخصی مرد اس قسم کے بہت لوگ ہوں گے جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تفصیلاً جانتے ہیں۔ ۲۔ یعنی اس کے سامنے اس کے چھوٹے گناہ اقرار کرانے کے لئے پیش کرو ابھی بڑے گناہ اسے نہ دکھاؤ۔ خیال رہے کہ ابھی ان بڑے گناہوں کی معافی نہیں ہے بلکہ اس سے چھپانا ہے جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے۔ ۳۔ اس دن اپنے گناہ مان لینا سعادت کی نشانی ہوگی اور بخشش کا پیش خیمہ کہ انکار کرنے پر مصیبت آجاوے گی۔ مسلمان یہ بات یاد رکھیں ۴۔ یعنی اس کے دل میں اس میں سے کسی گناہ کے انکار کی ہمت نہ ہوگی یہ بے ہمتی نیک بختی کی علامت ہے اللہ تعالیٰ یہاں گناہ کرنے کی ہم کو ہمت ہی نہ دے یہ ہمت ہارنا انشاء اللہ جنتے کا پیش خیمہ ہے۔ یہ ہمت عذاب ہے کم ہمتی رحمت۔ ۵۔ معلوم ہوا کہ اس دن ہر شخص کو اپنا ایک ایک عمل یاد ہوگا۔ نامہ اعمال اس کی یاد کی تصدیق کرے گا۔ رب فرماتا ہے **اقرا کتابک کفی بنفسک الیوم علیک حسیبا** بلکہ مرتے وقت بھی انسان کے سامنے اپنے ہر نیک و بد اعمال آجاتے ہیں بہتر ہے کہ ہر شخص روزانہ سوتے وقت اپنے اعمال کا حساب کر لیا کرے۔

marfat.com

۶۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ وہ شخص ہوگا جس نے اپنے ان گناہوں سے توبہ نہیں کی تھی بغیر توبہ مرگیا تھا اور یہ تبدیلی محض کرم و فضل سے ہوگی اس تبدیلی کا مطلب یہ نہیں کہ گناہ نیکیاں بن جاویں گے کہ زنا جہاد بن جاوے اور جھوٹ سچ ہو جاوے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اسے فی گناہ ایک عطیہ دیدو اگر وہ نیکی کرتا تو یہ پاتا اسے ویسے ہی دیدو۔ خیال رہے کہ توبہ، ایمان، نیک اعمال کی برکت سے گناہوں کی تبدیلی قانون ہے۔ رب فرماتا ہے **الا من تاب وامن وعمل عملا صالحا فاولئک یبدل اللہ سیاتھم حسنٰت** وہاں یہ تبدیلی صرف فضل و مہربانی ہے۔ شعر:۔

☆ گنہگار پہ جب لطف آپ کا ہو گا ☆ کیا بغیر کیا بے کیا کیا ہو گا ☆
☆ بنیانہ کیتی کیتی ٹھکرائی! ☆ بن کیتی لکھ دین برائی ☆

اللہ تعالیٰ انصاف نہ کرے رحم فرمادے کہ ہماری کی ہوئی برائیاں بے کی ہوئی بنادے یعنی محو فرمادے۔ سب پر مہربانی و معافی کا قلم پھیر دے۔ شعر:۔

☆ من نہ گویم کہ طاعم بہ پذیر ☆ قلم عفو برگنا ہم کش ☆

۷۔ یعنی اس کرم کریمانہ کو دیکھ کر پکار اٹھے گا کہ مولیٰ میرے بڑے گناہ تو یہاں موجود ہی نہیں وہ بھی لائے جاویں اور ان بڑے گناہوں پر بڑے **عطیے** دیئے جاویں۔ تو بخش بے حساب کہ ہیں جرم بے حساب۔ ۸۔ حضور نے اس کے انقلاب حال پر تبسم فرمایا کہ ابھی تو گناہ کبیرہ سے ڈر رہا تھا اب خود مانگ رہا ہے۔ رب کا فضل تو آن کی آن میں کایا پلٹ دیتا ہے وہ اگر چاہے تو ہم جیسے لاکھوں گنہگار پرہیزگار بن جاویں وہاں کیا کمی ہے۔ پانچ منٹ کی بارش مردہ زمین کو زندہ کر دیتی ہے۔

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یُخْرَجُ مِنَ النَّارِ اَرْبَعَۃٌ فَیُعْرَضُوْنَ عَلَی اللّٰہِ ثُمَّ یُؤْمَرُ بِھِمْ اِلَی النَّارِ فَیَلْتَفِتُ اَحَدُھُمْ فَیَقُوْلُ اَیْ رَبِّ لَقَدْ کُنْتُ اَرْجُوْا اِذْ اَخْرَجْتَنِیْ مِنْھَا اَنْ لَّا تُعِیْدَنِیْ فِیْھَا قَالَ فَیُجِیْبُہُ اللّٰہُ مِنْھَا۔

رَوَاہُ مُسْلِمٌ

(۵۳۴۱) روایت ہے حضرت انس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آگ سے چار آدمی نکالے جائیں گے ا۔ پھر بارگاہ الٰہی میں پیش کئے جائیں گے پھر انہیں آگ کی طرف جانے کا حکم دیا جاوے گا ۲۔ تو ان میں سے ایک مڑ مڑ کو دیکھے گا عرض کرے گا یا رب میں امیدوار تھا جب تو نے مجھے وہاں سے نکال لیا تو اب دوبارہ نہ لوٹائے گا۔ فرمایا تو رب اسے آگ سے نجات دیدے گا ۳۔ (مسلم)

(۵۳۴۱) ا۔ یعنی چار قسم کے لوگ نکالے جائیں گے یا ہر بار میں چار چار افراد نکالے جائیں گے اور ہو سکتا ہے کہ یہ واقعہ شخصی ہو۔ خیال رہے کہ یہ سب لوگ بخشے جائیں گے۔ حضور کی شفاعت سے ہی کوئی آگے کوئی پیچھے کوئی کسی طرح کوئی کسی طرح شفاعت سے پہلے تو رب نہ کسی سے کلام فرمائے گا نہ قیامت کا کاروبار شروع فرمائیگا ۲۔ سبحان اللہ کیسا پیارا حکم ہے دوزخ سے نکل کر ہمارے حضور آؤ۔ اچھا پھر وہاں ہی لوٹ جاؤ اس حکم حکیمانہ پر دل و جان فدا اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے کیا خوب فرمایا۔ شعر:۔

☆ جملہ عالم بندہ اکرام تو ☆ صدچو جان من فدائے نام تو ☆

۳۔ معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ سے امید بھی بڑی عبادت ہے ایسی عبادت کہ مشکلیں حل کر دیتی ہے۔ امید ہی وہ عبادت ہے جو اس

marfat.com

عالم میں بھی ہو گا اور کام آوے گی امید ہی وہ عبادت ہے جو ہم جیسے گنہگاروں کا سہارا ہے۔ شعر:۔

☆ زطاعت نہ آور دم الا امید ☆ خدایا گمرواں مرانا امید ☆

اس فرمان عالی سے معلوم ہوتا ہے کہ ان چار میں سے ایک شخص یہ عرض کرے گا باقی تین بھی اسی کی عرض سے بخش دیئے جائیں گے رحمت والے کا ساتھ بھی رحمت سے حصہ دلا دیتا ہے۔ یا وہ چاروں باری باری سے یہ عرض کریں گے یہاں صرف ایک کا ذکر ہوا ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْلُصُ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ النَّارِ فَیُحْبَسُوْنَ عَلٰی قَنْطَرَۃٍ بَیْنَ الْجَنَّۃِ وَالنَّارِ فَیُقْتَصُّ لِبَعْضِھِمْ مِنْ بَعْضٍ مَظَالِمُ کَانَتْ بَیْنَھُمْ فِی الدُّنْیَا حَتّٰی اِذَا ھُذِّبُوْا وَنُقُّوْا اُذِنَ لَھُمْ فِیْ دُخُوْلِ الْجَنَّۃِ فَوَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَاَحَدُھُمْ اَھْدٰی بِمَنْزِلِہٖ فِی الْجَنَّۃِ مِنْہُ بِمَنْزِلِہٖ کَانَ لَہٗ فِی الدُّنْیَا۔

(رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

(۵۳۴۲) روایت ہے حضرت ابو سعید سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مسلمان آگ سے نجات پائیں گے تو وہ جنت دوزخ کے درمیان ایک پل پر روکے جائیں گے ۱۔ تو بعض کا بعض ان ظلموں کا بدلہ لیا جاوے گا جو ان کے درمیان دنیا میں تھے ۲۔ حتیٰ کہ جب پاک و صاف کر دیئے جائیں گے تو انہیں جنت میں داخل ہونے کی اجازت دی جاوے گی ۳۔ تو اس کی قسم جس کے قبضہ میں محمد مصطفیٰ کی جان ہے ان میں سے ہر ایک اپنے جنتی گھر کا اس سے زیادہ ہدایت یافتہ ہو گا جو اپنے دنیاوی گھر کا ہدایت یافتہ تھا ۴۔ (بخاری)

(۵۳۴۲) ۱۔ غالب یہ ہے کہ یہ پل جنت دوزخ کے درمیان کوئی اور پل ہے سواء پلصراط کے کیونکہ پلصراط تو دوزخ کے اوپر واقع ہے جنت کے درمیان نہیں۔ نیز یہاں ارشاد ہے کہ مومن آگ سے نجات پا کر اس پل پر پہنچے گے۔ یعنی پلصراط سے گزر جانے کے بعد اور اگر اس سے پلصراط ہی مراد ہو تو اس کا دوسرا کنارہ مراد ہو گا جو دوزخ کے دوسری طرف جنت کی جانب اس کا پہلا کنارہ میدان حشر کی طرف عام شارحین نے اس سے پلصراط مراد لیا ہے واللہ اعلم۔ ۲۔ یعنی ظالموں سے مظلوموں کو بدلہ دلوایا جاوے گا خواہ جانی ظلم ہو یا مالی یا عزت و آبرو کا ظلم غالباً اس سے معمولی ظلم مراد ہیں۔ بڑے ظلم جیسے قتل۔ مال مار لینا وغیرہ کی سزا میں تو دوزخ میں رکھا جاوے گا۔ یہاں قصاص یا تو اس طرح لیا جاوے گا کہ مظلوم سے معاف کرا دیا جاوے یا مظلوم کا درجہ بڑھا دیا جاوے یا ظالم کا درجہ گھٹا دیا جاوے قصاص کی بہت صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی گندا جنت میں نہ جائے گا وہاں تو پاک و صاف کی جگہ ہے۔ مومن بعض گناہوں سے تو دنیاوی تکالیف فکریں بیماریوں وغیرہ کے ذریعہ صاف کر دیئے جاتے ہیں۔ بعض گناہوں سے سکرات موت کی وجہ سے بعض گناہوں سے عذاب قبر کی وجہ سے مگر بعض گناہ ایسے ہیں جنہیں کچھ دن دوزخ کی آگ میں رکھ کر دور کئے جائیں گے جیسے سونے چاندی کے معمولی میل صابن برش سے صاف کئے جاتے ہیں مگر بعض میل آگ میں تپا کر ہی دور کئے جا سکتے ہیں۔ یہ ہی ہمارے میلوں کا حال ہے (اشعہ) ۴۔ چنانچہ کوئی جنتی جنت میں پہنچ کر کسی سے اپنے گھر کا پتہ نہ پوچھے گا۔ بلکہ خود بخود بے تکلف وہاں ایسے پہنچ جاوے گا جیسے وہاں کا پرانا باشندہ ہے۔ کیونکہ گناہ دھل جانے کی وجہ سے اس کا دل نورانی خالص ہو گیا نور سے کچھ نہیں چھپتا (اشعہ) رب فرماتا ہے **یھدیھم ربھم بایمانھم**... اللہ تعالیٰ دنیا میں

marfat.com

بھی ہم کو کامل نور ایمانی عطا فرمادے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ اَحَدٌ الْجَنَّةَ اِلَّا اُرِیَ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ لَوْ اَسَاءَ لِیَزْدَادَ شُكْرًا وَلَا یَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ اِلَّا اُرِیَ مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ لَوْ اَحْسَنَ لِیَكُوْنَ عَلَیْهِ حَسْرَةً۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

(۵۳۴۳) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی جنت میں داخل نہ ہوگا مگر پہلے اسے اس کا دوزخی ٹھکانہ دکھایا جاوے گا اگر وہ جرم کرتا۔ تاکہ وہ زیادہ شکر کرے اور کوئی آگ میں نہ جاوے گا مگر اسے اس کا جنتی ٹھکانہ دکھایا جاوے گا اگر وہ نیکیاں کرتا تاکہ اس پر حسرۃ ہو جاوے ۲۔ (بخاری)

(۵۳۴۳) ۱۔ ہر شخص کے لئے دو ٹھکانے مقرر ہیں ایک دوزخ میں دوسرا جنت میں مومن اپنا اور کافر کا جنتی مقام لے گا۔ اور کافر دوزخ میں اپنا اور مسلمان کے مقام کو سنبھالے گا۔ یہاں قبر کے امتحان میں کامیاب ہو جانے پر دکھایا جاوے گا۔ پھر قیامت میں دکھانا مراد ہے جیسا کہ مضمون ہے اور عذاب قبر کے باب میں خود قبر میں دکھانے کا ذکر تھا۔ ۲۔ مومن کی خوشی کی انتہاء نہ رہے گی اور کافر کے رنج و غم بے حد ہو جائیں گے۔ آگ کی تکلیف اور جنت کا گھر چھوٹ جانے کا صدمہ۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَارَ اَهْلُ الْجَنَّةِ اِلَى الْجَنَّةِ وَاَهْلُ النَّارِ اِلَى النَّارِ جِیْئَ بِالْمَوْتِ حَتّٰى یُجْعَلَ بَیْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ثُمَّ یُذْبَحُ ثُمَّ یُنَادِیْ مُنَادٍ یَا اَهْلَ الْجَنَّةِ لَا مَوْتَ وَیَا اَهْلَ النَّارِ لَا مَوْتَ فَیَزْدَادُ اَهْلُ الْجَنَّةِ فَرَحًا اِلٰى فَرَحِهِمْ وَیَزْدَادُ اَهْلُ النَّارِ حُزْنًا اِلٰى حُزْنِهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

(۵۳۴۴) روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں چلے جاویں گے تو موت لائی جاوے گی حتی کہ جنت و دوزخ کے درمیان رکھی جاوے گی ۱۔ پھر ذبح کر دی جاوے ۲۔ پھر پکارنے والا پکارے گا اے جنتیو اب موت نہیں اور اے دوزخیو اب موت نہیں ۳۔ تو جنتی لوگوں کو خوشی پر خوشی پڑ جاوے اور دوزخی لوگوں کو غم پر غم زیادہ ہو جاوے گا ۴۔ (مسلم، بخاری)

(۵۳۴۴) ۱۔ دنبہ کی شکل میں موت اعراف پر کھڑی کی جاوے گی۔ خیال رہے کہ دنیا کے اعراض صفات وغیرہ سب کی صورتیں ہیں جو آخرت میں ظاہر ہوں گی۔ آج ہم خواب میں حالات کو اجسام کی شکل میں دیکھ لیتے ہیں شاہ مصر نے سات سال کا قحط سات بالیوں سات گایوں کی شکل میں دیکھا تھا۔ ۲۔ اس فرمان عالی سے معلوم ہوا کہ موت وجودی چیز ہے محض عدم نہیں۔ رب فرماتا ہے خلق الموت والحیوۃ' لہٰذا موت فنا ہو سکتی ہے کہ وہ بھی مخلوق ہے۔ ۳۔ لہٰذا اب ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہو نہ مرنا ہے نہ یہاں سے نکلنا نہ بیماری نہ کوئی تکلیف تمہیں بھی یہاں ہمیشگی ہے اور تمہارے عیش و آرام کو بھی دوام۔ ۴۔ اس خوشی اور غم کا بیان نہیں ہو سکتا اگر وہاں موت ہوتی تو جنتی تو خوشی سے مرجاتے اور دوزخی غم سے ہلاک ہو جاتے

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

دوسری فصل

وَعَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

(۵۳۴۵) روایت ہے حضرت ثوبان سے وہ نبی صلی اللہ علیہ

marfat.com

قَالَ حَوْضِیْ مِنْ عَدْنٍ اِلٰی عَمَّانَ الْبَلْقَاءِ مَآءُہٗ اَشَدُّ بَیَاضًا مِنَ اللَّبَنِ وَاَحْلٰی مِنَ الْعَسَلِ وَاَکْوَابُہٗ عَدَدُ نُجُوْمِ السَّمَآءِ مَنْ شَرِبَ مِنْہُ شَرْبَۃً لَمْ یَظْمَأْ بَعْدَھَا اَبَدًا اَوَّلُ النَّاسِ وُرُوْدًا فُقَرَاءُ الْمُھَاجِرِیْنَ الشُّعْثُ رُءُوْسًا الدُّنْسُ ثِیَابًا الَّذِیْنَ لَا یَنْکِحُوْنَ الْمُتَنَعِّمَاتِ وَلَا یُفْتَحُ لَھُمُ السُّدَدُ۔ (رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ)

وسلم سے راوی فرماتے ہیں کہ میرا حوض عدن سے لے کر اعمان بلقاء تک ہے ۲۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے اور شہد سے زیادہ میٹھا ۳۔ اور اس کے کوزے آسمان کے تاروں کے برابر ہیں جو ایک گھونٹ پئے گا اسکے بعد پھر کبھی پیاسا نہ ہوگا ۵۔ لوگوں میں سب سے پہلے وہاں پہنچنے والے وہ مہاجر فقیر ہیں جن کے بال پراگندہ ہیں کپڑے میلے جو امیر عورتوں سے نکاح نہ کر سکیں ان کے دروازے نہ کھولے جاویں ۶۔ (احمد، ترمذی، ابن ماجہ) اور ترمذی نے فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۳۴۵) ۱۔ عدن آج کل یمن کا دارالخلافہ ہے۔ مشہور شہر ہے۔ بحر ہند کے کنارہ پر واقع ہے حجاج کا جہاز پہلے عدن ٹھہرتا ہے پھر جدہ پہنچتا ہے۔ ۲۔ عمان عین کے فتحہ میم کے شد سے اردن کا مشہور شہر ہے وہاں کا دارالخلافہ ہے اور عمان عین کے پیش میم کے شد سے یمن کا ایک شہر بھی ہے شام کا ایک مقام بھی اور بلقاء شام کی مشہور جگہ عمان کو بلقاء کی طرف مضاف فرما کر بتایا کہ یہاں شام والا عمان مراد ہے۔ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ یہ بیان حد بندی کے لئے نہیں بلکہ سننے والے کو وسعت سمجھانے کے لئے ہے۔ اسی واسطے مختلف احادیث میں مختلف شہروں کے نام لئے گئے جو شخص جن شہروں سے واقف تھا اسے وہ ہی شہر بتائے گئے۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ حوض کوثر بعض لوگوں کی نگاہ میں دراز ہوگا بعض کی نگاہ میں بہت دراز بعض کی نگاہ میں بہت ہی دراز جیسے مومن کی قبر کی فراخی مختلف ہے (مرقات) ۳۔ مٹھاس کے بیان کے لئے شہد کا ذکر فرمایا کہ شہد میٹھا بھی ہوتا ہے لذیذ بھی اور اس میں شفاء بھی ہے دیگر شیرینی میں یہ خوبیاں جمع نہیں۔ ۴۔ کوزوں اور تاروں کی گنتی حضور کو معلوم ہے۔ دوسروں کے علم سے وراء ہے چونکہ تارے بہت بھی ہیں چمکدار بھی خوشنما بھی اس لئے ان کا ذکر فرمایا ذرات یا قطرات کا ذکر نہیں فرمایا ان کوزوں میں کثرت بھی ہے چمک دمک بھی بیمثال حسن بھی۔ ۵۔ حوض کوثر جنت میں ہے اس کی ایک نہر میدان حشر میں اسی میں تاثیر یہ ہے کہ نہ اب پیاس رہے نہ آئندہ پیاس محسوس ہو۔ سبحان اللہ۔ ۶۔ یہاں فقراء سے مراد وہ فقراء ہیں جو صالحین مومنین ہوں جو علم و عبادت میں مشغولیت کی وجہ سے مال و عزت حاصل نہ کر سکے اپنے کو خدمت دین کے لئے وقف رکھا دوسری روایت میں بھی اسے یوں واضح فرمایا کہ دنیا میں بھوکے رہنے والے آخرت میں سیر ہوں گے (مرقات) جنہیں دنیا والے نہیں پوچھتے انہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پوچھتے ہیں خیال رہے کہ یہاں اشعث وغیرہ کا مطلب یہ نہیں کہ وہ گندے رہتے تھے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ ہر وقت جسمانی صفائی کے پیچھے نہیں لگتے۔ اس صفائی میں مشغول ہو کر آخرت کو نہیں بھولتے۔ لہٰذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں ارشاد ہے کہ صفائی و طہارت بہت اعلیٰ چیزیں ہیں فرمایا گیا۔ طہارت نصف ایمان ہے نیز اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ وہ لوگوں کے دروازہ پر جاتے ہیں مگر ان کے لئے دروازے نہیں کھلتے یہ فرض و تقدیر کا بیان ہے کہ اگر بالفرض وہ کسی دنیادار کے دروازہ پر جائیں تو وہ ان بیچاروں کی طرف التفات نہ کریں ورنہ یہ فقراء تمام عالم سے غنی ہوتے ہیں۔ مصرع

☆ کیوں نہ وہ بے نیاز ہو تجھ سے جسے نیاز ہو ☆

marfat.com

وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فَقَالَ مَا اَنْتُمْ جُزْءًا مِنْ مِائَةِ اَلْفِ جُزْءٍ مِمَّنْ يَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ قِيْلَ كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ قَالَ سَبْعُمِائَةٍ اَوْ ثَمَانُمِائَةٍ۔ (ابوداؤد)

(۵۳۴۶) روایت ہے حضرت زید ابن ارقم سے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ایک منزل پر اترے تو فرمایا کہ تم ان کالاکھواں حصہ بھی نہیں ہو جو میرے پاس حوض پر پہنچیں گے ا۔ کہا گیا تم اس دن کتنے تھے فرمایا سات سو یا آٹھ سو ۲۔

(۵۳۴۶) ا۔ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری امت مراد ہے کہ انشاء اللہ ہر امتی حوض کوثر پر حاضر ہوگا۔ وہاں کا پانی پئے گا کیوں نہ پئے کہ وہ اس کے نبی کا حوض ہے صلی اللہ علیہ وسلم ۲۔ یہ فقط سمجھانے کے لئے ہے ورنہ حضور کی امت تو اربوں کھربوں کی تعداد میں ہے آج مسلمان دنیا میں قریباً ایک ارب ہیں پھر تاقیامت کتنے ہوں گے ہم اندازہ نہیں کر سکتے۔

وَعَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوْضًا وَاِنَّهُمْ لَيَتَبَاهَوْنَ اَيُّهُمْ اَكْثَرُ وَارِدَةً وَاِنِّيْ لَاَرْجُوْا اَنْ اَكُوْنَ اَكْثَرَهُمْ وَارِدَةً۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

(۵۳۴۷) روایت ہے حضرت سمرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر نبی کا حوض ہے اور وہ حضرت اس پر فخر کریں گے کہ ان میں سے کس کے پاس زیادہ آنے والے ہیں ا۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ میں ان سب میں زیادہ ہوں گا آنے والوں میں ۲۔ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۳۴۷) ا۔ ہر نبی کا حوض علیحدہ ہوگا۔ مگر ہمارے حضور کا حوض جس کا نام کوثر ہے ان سب سے بڑا سب سے خوبصورت اور سب سے لذیذ ہوگا۔ ۲۔ کیونکہ ہر نبی کے حوض پر ان کی امت ہی حاضر ہوگی۔ امت کی زیادتی نبی کے لئے شاگردوں کی زیادتی استاد کے لئے مریدین کی زیادتی شیخ کے لئے رعایا کی کثرت بادشاہ کے لئے باعث فخر ہوتی ہے۔ اس زیادتی کا ذکر دوسری حدیث میں ہے کہ جنتی لوگوں کی کل صفیں ایک سو بیس ہوں گی جن میں سے اسی صفیں حضور کی امت باقی چالیس صفوں میں ساری امتیں۔ خیال رہے کہ ایسے موقعہ پر لعل اور جاء شک کے لئے نہیں بلکہ یقین کے لئے ہوتا ہے جیسے قرآن مجید میں بہت جگہ لعل فرمایا گیا ہے۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّشْفَعَ لِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَقَالَ اَنَا فَاعِلٌ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَيْنَ اَطْلُبُكَ قَالَ اُطْلُبْنِيْ اَوَّلَ مَا تَطْلُبُنِيْ عَلَى الصِّرَاطِ قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ اَلْقَكَ عَلَى الصِّرَاطِ قَالَ فَاطْلُبْنِيْ عِنْدَ الْمِيْزَانِ قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ اَلْقَكَ عِنْدَ الْمِيْزَانِ قَالَ فَاطْلُبْنِيْ عِنْدَ الْحَوْضِ فَاِنِّيْ لَا اُخْطِئُ هٰذِهِ الثَّلٰثَ الْمَوَاطِنَ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

(۵۳۴۸) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا قیامت کے دن میری شفاعت فرما دیں ا۔ فرمایا میں شفاعت کروں گا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں حضور کو کہاں تلاش کروں ۲۔ فرمایا تم مجھے پہلے تو تلاش کرنا پل صراط پر میں نے عرض کیا اگر آپ کو پل صراط پر نہ پاؤں فرمایا پھر مجھے میزان کے پاس ڈھونڈھنا ۳۔ میں نے عرض کیا اگر میں حضور کو میزان کے پاس نہ پاؤں ۴۔ فرمایا پھر مجھے حوض کے پاس تلاش کرنا ۵۔ کیونکہ میں ان تین جگہوں سے علاوہ میں نہ ہوں گا ۶۔ ترمذی اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

marfat.com

(۵۳۴۸) ۱۔ یہاں شفاعت سے مراد خاص شفاعت ہے جو خاص غلاموں کی ہوگی۔ شفاعت عامہ تو ہر مومن کی ہوگی۔ خیال رہے کہ حضرت انس نے ایک شفاعت مانگ کر ایمان، تقویٰ، حسن خاتمہ قبر کے امتحان میں کامیابی سب کچھ مانگ لی کہ یہ چیزیں شفاعت خاصہ کی تمہیدیں ہیں۔ شعر:۔

☆ تجھ سے تجھی کو مانگ کر مانگ لی دو جہاں کی خیر ☆ مجھ سا کوئی گدا نہیں تجھ سا کوئی سخی نہیں ☆

اس ایک کلمہ میں بہت سے وعدے ہیں تم ایمان پر جیوگے تمہاری زندگی تقویٰ میں گزرے گی۔ تمہارا خاتمہ ایمان پر ہوگا۔ تمہاری خطائیں قابل معافی ہوں گی۔ تمہاری شفاعت میرے ذمہ ہوگی کیونکہ کفر حقوق العباد کی شفاعت نہیں ہوگی۔ آج بھی مسلمان روضہ اطہر پر عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ ہم آپ سے شفاعت کی بھیک مانگتے ہیں۔ یہ حدیث اس مانگنے کی اصل ہے معلوم ہوا کہ حضور سے بھیک مانگنا جائز ہے کہ دنیا کی ہر چیز شفاعت سے نیچے ہے۔ حضور کسی سائل کو محروم نہیں کرتے **واما السائل فلا تنھر** حضور سے اولاد مانگو دین و دنیا مانگو، دنیا کی ہر نعمت مانگو، جو مانگو گے پاؤ گے وہاں سے محروم کوئی نہیں پھرتا۔ ۲۔ خیال رہے کہ قیامت میں ایک وقت تو وہ ہوگا جب سارا جہاں حضور کو ڈھونڈے گا۔ پھر وقت وہ آوے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گنہگار کو ڈھونڈیں گے۔ شعر:۔

☆ عزیز بچے کو ماں جس طرح تلاش کرے ☆ خدا گواہ یہ ہی حال آپ کا ہو گا ☆

☆ وہ لیں گے چھانٹ اپنے نام لیواؤں کو محشر میں ☆ غضب کی بھیڑ میں انکی میں اس پہچان کے صدقے ☆

حضرت انس کا سوال غالباً پہلے وقت کے متعلق ہے کبھی ایسا بھی ہوگا کہ گنہگار حضور کو اور غمخوار محبوب اپنے گنہگار کو تلاش کریں گے دو طرفہ تلاش ہوگی۔ حضور پلصراط کے کنارے پر کھڑے ہوں گے تاکہ گرتوں کو سہارا دیں۔ شعر:۔

☆ سیس پہ گٹھڑی ڈگر گھائل میرے پاؤں ☆ پیارے تمہیں سنبھالیو جب ڈگمگ میں ہو جاؤں ☆

۳۔ حضور میزان پر اپنی امت کے عمل کا وزن اپنے اہتمام سے کرائیں گے کہ اگر کسی امتی کی نیکیاں ہلکی ہوں اور وہ دوزخ میں لے جایا جانے لگے تو اپنا کوئی عمل اپنا قدم رکھ کر شفاعت فرما کر اس کی نیکیاں وزنی کرادیں، دوزخ سے بچالیں کیونکہ حضور کے اعمال کا وزن نہ ہوگا۔ ۴۔ سبحان اللہ کیا پیارا سوال ہے۔ یعنی آپ کو اس دن ایک جگہ تو مستقل قرار ہوگا نہیں کبھی ان مجرموں کے پاس کبھی دوسروں کے پاس۔

☆ کوئی قریب ترازو کوئی لب کوثر ☆ کوئی صراط پہ ان کو پکارتا ہو گا ☆

☆ کسی طرف سے صدا آئے گی حضور آؤ ☆ نہیں تو دم میں غریبوں کا فیصلہ ہو گا ☆

☆ کوئی کہے گا دہائی یا رسول اللہ ☆ تو کوئی تھام کے دامن مچل رہا ہو گا ☆

غرضیکہ ایک جان اور فکر جہان۔ **اللھم صل علی سیدنا محمد والہ وصحبہ وسلم** تو اگر آپ میزان پر نہ ملیں تو پھر کہاں تلاش کروں۔ ۵۔ غالباً یہاں حوض سے مراد حوض کوثر کی وہ نہر ہے جو میدان حشر میں ہوگی۔ اصل حوض کوثر تو جنت میں ہے محشر میں پیاسے پانی پئیں گے حضور اپنے اہتمام سے انہیں پلوائیں گے یہاں وہ ہی موجودگی مراد ہے۔ ۶۔ اس حدیث کے متعلق چار باتیں خیال میں رکھو ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خصوصی شفاعت کے اوقات میں ان تین جگہ ہوں گے ورنہ عمومی شفاعت کی جگہ تو مقام محمود ہے رب فرماتا ہے۔ **عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا** حاکم کا مقام مقدمات کے وقت

marfat.com

کچہری ہوتا ہے۔ کھانے وغیرہ کے وقت گھر، نماز کے وقت مسجد، لہٰذا یہ حدیث نہ تو قرآن مجید کے خلاف ہے نہ دوسری احادیث کے دوسرے یہ کہ یہاں ان تین مقاموں کا ذکر وہاں کی ترتیب کے مطابق نہیں۔ کیونکہ میزان پہلے ہے حوض کی نہر اس سے آگے، پلصراط اس کے آگے تیسرے یہ کہ حضور کی شفاعت سے ہمارے نیک اعمال ایسے بھاری ہو جائیں گے جیسے روئی پانی میں بھیگ کر وزنی ہو جاتی ہے۔ چوتھے یہ کہ یہ حدیث اس حدیث حضرت عائشہ کے خلاف نہیں کہ حضور نے فرمایا کہ ان تین مقام پر کوئی کسی کو یاد نہ کرے گا۔ وہاں عام شوہروں کا ذکر ہے نہ کہ حضور انور کا صلی اللہ علیہ وسلم۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْلَ لَهٗ مَا الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ قَالَ ذٰلِكَ يَوْمٌ يَنْزِلُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى كُرْسِيِّهٖ فَيَاطُ كَمَا يَاطُ الرَّحْلُ الْجَدِيْدُ مِنْ تَصَايُقِهٖ وَهُوَ كَسَعَةِ مَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَيُجَآءُ بِكُمْ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا فَيَكُوْنُ اَوَّلُ مَنْ يُّكْسٰى اِبْرَاهِيْمُ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اكْسُوْا خَلِيْلِيْ فَيُؤْتٰى بِرِيْطَتَيْنِ بَيْضَاوَيْنِ مِنْ رِيَاطِ الْجَنَّةِ ثُمَّ اُكْسٰى عَلٰى اِثْرِهٖ ثُمَّ اَقُوْمُ عَنْ يَمِيْنِ اللّٰهِ مَقَامًا يَغْبِطُنِيْ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۳۴۹) روایت ہے حضرت ابن مسعود سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرماتے ہیں حضور سے عرض کیا گیا کہ مقام محمود کیا چیز ہے فرمایا قیامت وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنی کرسی پر نزول فرمائے گا تو وہ ایسی چرائے گی جیسے نیا کجاوا چرچراتا ہے۔ اپنی تنگی کی وجہ سے ۲۔ حالانکہ وہ آسمانوں و زمین کی فراخی کی طرح ہے ۳۔ اور تم کو ننگے پاؤں ننگے بدن بے ختنہ لایا جاوے گا ۴۔ تو جنہیں پہلے پہنایا جاوے گا وہ حضرت ابراہیم ہوں گے اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے خلیل کو پہناؤ تو دو سفید حلے لائے جائیں گے پھر ان کے بعد مجھے پہنایا جاوے گا۔ ۵۔ پھر میں اللہ تعالیٰ کے داہنے طرف اس جگہ کھڑا ہوں گا کہ مجھ پر اگلے اور پچھلے رشک کریں گے ۶۔ (دارمی)

(۵۳۴۸۹) ۱۔ حق یہ ہے کہ یہ عبارت متشابہات میں سے ہے کرسی پر اللہ تعالیٰ کا نزول اس معنی سے ہے جو وہی جانے بعض نے فرمایا کہ اس کے احکام وہاں نازل ہوں گے۔ اور وہاں سے نافذ ہوں گے اور کرسی کا چرچرانا ذات الٰہی کے بوجھ سے نہیں بلکہ ہیبت سے ہو گا یہاں مرقات نے فرمایا کہ یہاں اللہ تعالیٰ کے کرسی پر نازل ہونے سے مراد ہے حضور انور کا اس پر قدم رنجہ ہونا جیسے اگر اولا" حضور نہ ہوتے تو افلاک اور املاک نہ ہوتے یونہی اگر آخر حضور نہ ہوتے تو ہلاکت لوگوں میں واقع ہو جاتی۔ لہٰذا حضور اول ہیں حضور آخر ہیں حضور باطن ہیں حضور ظاہر مظہر کل ہیں جس سے ذات جامع صفات جسے اللہ کہتے ہیں وہ ظاہر ہے۔ (مرقات) ۲۔ یعنی باوجودیکہ کرسیہ کی وسعت سارے آسمانوں اور زمینوں کے برابر ہے مگر اس دن رب کے عدل یا اس کی حکومت یا اس کے فرشتوں یا حضور انور کی جلوہ گری کی وجہ سے تنگ ہو جاوے گی۔ دوسری جگہ ارشاد ہے کہ اگر سارے آسمان اور زمین کرسی میں رکھے جاویں تو ایسے معلوم ہوں جیسے میدان میں سات چھلے ان دونوں احادیث میں تعارض نہیں کہ مقصود ہے کرسی کی وسعت دکھانا نہ کہ معین کرنا۔ ۳۔ بکم، فرمانے سے معلوم ہوا کہ یہ پابرہنہ بدن برہنہ یا بے ختنہ ہونا عوام کا حال ہو گا۔ حضرات انبیاء کرام خصوصا سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اس سے مستثنیٰ ہیں۔ ۴۔ حضرات انبیاء کرام پر ستر کا لباس تو پہلے ہی ہو گا زینت کا لباس اب ترتیب وار پہنایا جاوے گا۔ اس لئے یہاں لباس کا حسن مذکور ہوا ۵۔ یعنی یہ لباس زینت، لباس فاخرہ سب سے پہلے حضرت خلیل کو پھر مجھے پہنایا جاوے گا۔ خیال رہے کہ یہ حضرت خلیل اللہ کی جزوی فضیلت ہے کلی فضیلت حضور ہی کو حاصل ہے۔ ہر

marfat.com

جگہ اولیت کا سہرہ حضور کے سر ہے جیسا کہ قرآن و احادیث سے ثابت ہے اور حضرت خلیل کی یہ عظمت خصوصی بھی اس لئے ہے کہ آپ حضور کے والد ہیں اور دین اسلام ان کی ملت کے مطابق ہے۔ ۶۔ یعنی مقام محمود عرش اعظم کے داہنے طرف ہے وہ خاص ہمارا مقام ہے جس پر سارے انبیاء اولیاء رشک فرمائیں گے۔ خیال رہے کہ دینی عظمت پر رشک کرنا اچھی چیز ہے حسد بری چیز۔ خیال رہے کہ اس فرمان عالی میں جواب ہو گیا سائل نے پوچھا تھا۔ کہ مقام محمود کیا چیز ہے جواب عطا ہوا کہ مقام محمود عرش اعظم کے داہنے ہاتھ ایک خاص عظمت والی جگہ جہاں صرف ہم جلوہ گر ہوں گے اس سے معلوم ہوا کہ بعد از خدا حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام ملائکہ انسان وغیرہ ساری مخلوق سے افضل ہیں۔ (مرقات)

وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شِعَارُ الْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلَى الصِّرَاطِ رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

(۵۳۵۰) روایت ہے حضرت مغیرہ ابن شعبہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مومنوں کی علامت ۱۔ قیامت کے دن صراط پر یہ ہوگی الٰہی سلامت رکھ سلامت رکھ ۲۔ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۳۵۰) ۱۔ مومنین سے مراد دوسری امتوں کے مومنین لوگ ہیں۔ اس دن سب کی زبان عربی ہوگی۔ حضرات انبیاء کرام بھی فرمائیں گے، سلم سلم یعنی مولیٰ ان گزرنے والوں کو سلامت رکھ مومن بھی کہیں گے۔ رب سلم اے اللہ ہم کو سلامت رکھ۔ لہٰذا حضرات انبیاء کا یہ کلام شفاعت ہو گا ان کا یہ کلام اپنے لئے دعا۔ کفار گھبرائے ہوئے گزریں گے اور پھسل کر گریں گے یہ عرض مومنوں کی علامت ہوگی۔ ۲۔ خیال رہے کہ دوسری امتوں کے منہ میں رب سلم ہو گا حضور کی امت مومنین کی زبان پر لا الہ الا انت ہو گا۔ لہٰذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں جس میں فرمایا گیا کہ مومنین لا الہ الا انت کہتے گزریں گے کیونکہ وہاں حضور کی امت مراد ہے اور یہاں دوسری امتیں (مرقات) ابن مردویہ میں حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ مومنین یہ کہتے ہوئے گزریں گے لا الہ الا انت و علی اللہ فلیتوکل المومنون امام شیرازی نے حضرت ام المومنین سے روایت کی کہ مومنین اس اندھیری میں کہیں گے لا الہ الا انت (مرقات) ہو سکتا ہے کہ مختلف طبقہ کے مومنین یہ مختلف دعائیں عرض کریں گے۔

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ شَفَاعَتِيْ لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِيْ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

(۵۳۵۱) روایت ہے حضرت انس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری شفاعت میری امت کے گناہ کبیرہ والوں کے لئے ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، بروایت جابر)

(۵۳۵۱) ۱۔ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ حضور کی شفاعت بہت قسم کی ہے جن میں سے ایک شفاعت گناہ کبیرہ والوں کے لئے ہے یہاں وہ ہی شفاعت مراد ہے یعنی معافی گناہ کی شفاعت اس سے معلوم ہوا کہ جس کا خاتمہ بالخیر ہو گیا وہ شفاعت کا حقدار ہو گیا اگرچہ کیسا ہی گنہگار ہو۔ جس حدیث میں ہے کہ ہم زکوٰۃ نہ دینے والوں کی شفاعت نہ کریں گے وہاں منکرین زکوٰۃ مراد ہیں جو کافر و مرتد ہیں کہ فرض کا انکار کفر ہے جب گناہ کبیرہ والوں کی شفاعت ہو گی تو زکوٰۃ نہ دینا گناہ صغیرہ ہے اس کی شفاعت کیوں نہ ہو گی۔ خیال رہے کہ سواء چند گناہوں کے باقی گناہ صغیرہ ہیں۔ دیکھو مرات جلد اول باب الکبائر۔ یہ حدیث بڑی ہمت افزا ہے۔ حضرت فاطمہ سے فرمایا کہ میں تم سے عذاب دفع نہیں کر سکتا وہاں یہ ہی مطلب ہے کہ اگر تم نے ایمان قبول نہ کیا تو شفاعت سے محروم رہو

marfat.com

گی۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ شفاعت عقلاً جائز ہے اور شرعاً واجب کہ اس پر بہت آیات و احادیث وارد ہیں ہم نے شفاعت کی مکمل بحث تفسیر نعیمی میں **من ذالذی یشفع عندہ الا باذنہ** میں کی ہے وہاں ملاحظہ کرو۔

وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَانِيْ اٰتٍ مِنْ عِنْدِ رَبِّيْ فَخَيَّرَنِيْ بَيْنَ اَنْ يُّدْخِلَ نِصْفَ اُمَّتِيْ الْجَنَّةَ وَبَيْنَ الشَّفَاعَةِ فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ وَهِيَ لِمَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا۔
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

(۵۳۵۲) روایت ہے حضرت عوف ابن مالک سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے پاس رب تعالیٰ کے پاس سے آنے والا آیا تو مجھے اختیار دیا۔ اس کا کہ میری آدھی امت جنت میں داخل فرمائے اور درمیان شفاعت کے ۲۔ تو میں نے شفاعت اختیار فرمائی یہ شفاعت اس شخص کے لئے ہے جو کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ ٹھہرائے ۳۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

(۵۳۵۲) ۱۔ یعنی حضرت جبریل امین یا کوئی اور فرشتہ یہ حکم رب العالمین کا ہمارے پاس پیغام لایا جس میں مجھے اختیار دیا۔ سبحان اللہ اللہ تعالیٰ ہمارے حضور کو ان سے پوچھ کر دیتا ہے۔ یہ ہے محبوبیت **ولسوف یعطیک ربک فترضی** شعر:۔

☆ خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم ☆ خدا چاہتا ہے رضاء محمد ☆

۲۔ اس طرح کہ محبوب تم جنتوں کی شفاعت کرو انتوں کو بخش دوں پہلے صورت میں حد بندی ہے اس میں بے حد عطا کا وعدہ ہے اس لئے حضور انور نے اسی کو اختیار فرمایا کہ میرے مولیٰ میں بخشوا تا جاؤں تو بخشتا جا۔ شعر:۔

☆ قدرت کی تحریریں جانے ☆ امی اور تقریریں جانے ☆ بخشش کی تدبیریں جانے ☆ وہ ہے رحمت والا ☆
☆ جن کا نام ہے محمد ان سے دو جگ ہے اجیالا ☆

۳۔ یہاں شرک سے مراد کفر ہے کسی یقینی عقیدہ اسلامیہ کا انکار کفر ہے خیال رہے کہ خوارج، بعض معتزلہ اور اسمٰعیلی وہابی شفاعت کے انکاری ہیں۔ وہ بالکل ٹھیک کہتے ہیں۔ واقعی ان بد نصیبوں کی شفاعت نہ ہوگی۔ خوارج اور معتزلہ کا انکار شفاعت تو مرقاۃ میں اس جگہ ہے اور اسماعیلیہ کا انکار تقویۃ الایمان میں دیکھو۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي الْجَدْعَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَةِ رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِيْ اَكْثَرُ مِنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ

(۵۳۵۳) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن ابی الجدعاء سے ۱۔ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میرے ایک امتی کی شفاعت سے ۲۔ قبیلہ بنی تمیم سے زیادہ لوگ جنت میں جائیں گے ۳۔ (ترمذی، دارمی، ابن ماجہ)

(۵۳۵۳) ۱۔ آپ صحابی ہیں قبیلہ بنی کنانہ سے ہیں۔ آپ سے صرف دو حدیثیں مروی ہیں ایک یہ دوسری **کنت نبیا و آدم فی الروح والجسد** (اشعہ و مرقات) ۲۔ وہ صاحب حضرت عثمان غنی ہیں رضی اللہ عنہ۔ بعض نے فرمایا حضرت اویس قرنی ہیں جو تابعی ہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ میری امت کے ایک ایک بزرگ کی شفاعت سے اتنے اتنے لوگ بخشے جائیں گے (پہلی دو باتیں مرقات نے فرمائیں آخری بات اشعۃ اللمعات نے۔ ۳۔ خیال رہے کہ اس شفاعت سے مراد شفاعت صغریٰ ہے کیونکہ شفاعت کبریٰ صرف حضور ہی کریں گے بنی تمیم عرب کا بہت بڑا قبیلہ ہے۔ جب حضور کے امتی ایسی شفاعت کریں گے تو

marfat.com

حضور کی شفاعت تو عالم کے خیال سے وراء ہے۔ ان کی شفاعت سے تقدیریں بدل جاویں گی۔ سب کی مشکلیں حل ہو جاویں گی۔ شعر:۔

☆ ایسی بندھی نصیب کھلے مشکلیں کھلیں ☆ دونوں جہاں میں دھوم تمہاری کمر کی ہے ☆

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّشْفَعُ لِلْفِئَامِ وَمِنْہُمْ مَنْ یَّشْفَعُ لِلْقَبِیْلَۃِ وَمِنْہُمْ مَنْ یَّشْفَعُ لِلْعُصْبَۃِ وَمِنْہُمْ مَنْ یَّشْفَعُ لِلرَّجُلِ حَتّٰی یَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ۔

(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

(۵۳۵۴) روایت ہے حضرت ابی سعید سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سے بعض وہ ہیں جو ایک جماعت کی شفاعت کریں گے بعض وہ جو ایک خاندان کی شفاعت کریں گے بعض وہ ہیں جو ایک کنبہ کی شفاعت کریں گے ۱۔ بعض وہ ہیں جو صرف ایک آدمی کی شفاعت کریں گے حتیٰ کہ یہ لوگ جنت میں داخل ہو جائیں گے ۲۔ (ترمذی)

(۵۳۵۴) ۱۔ فئام جمع ہے اس کا واحد کوئی نہیں' اس کے معنی ہیں جماعت بعض نے فرمایا یہ جمع ہے **فئۃ** کی قبیلہ وہ جماعت جو ایک دادا کی اولاد ہو۔ عصبۃ بھی جمع ہے جس کا واحد کوئی نہیں' یہ دس سے چالیس تک پر بولی جاتی ہے اس حدیث کی تفصیل دوسری احادیث میں وارد ہے کہ حافظ پانچ پشت کی' عالم چودہ پشت کی۔ شہید اتنی جماعت کی شفاعت کریں گے وغیرہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ قیامت میں اولا" عدل الٰہی کا ظہور ہو گا۔ اس وقت حضور کے سوا کوئی شفاعت نہ کرے گا۔ بعد میں فضل الٰہی کا ظہور ہو گا اس وقت اور حضرات بھی شفاعت کریں گے۔ یہاں دوسرے وقت کا ذکر ہے اس وقت مومنین بھی شفاعت کریں گے۔ من امتی' فرمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شفاعتیں امت محمدیہ کے لئے ہیں کہ ان کے علماء صالحین شفاعت کریں دوسری امتوں کے علماء و صلحاء کو یہ درجے نہ ملیں گے واللہ اعلم و رسولہ اعلم۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور انور کی ساری امت جنتی ہے کوئی پہلے ہی سے جنت میں پہنچ جاوے گا کوئی کچھ سزا بھگت کر یہ ہی مطلب ہے اس حدیث کا کہ من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ' حتیٰ شفاعت کی انتہاء کے لئے ہے یعنی یہ شفاعت ہوتی رہے گی یہاں تک کہ سارے مسلمان جنت میں پہنچ جاویں۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ وَعَدَنِیْ اَنْ یُّدْخِلَ الْجَنَّۃَ مِنْ اُمَّتِیْ اَرْبَعِمِائَۃِ اَلْفٍ بِلَا حِسَابٍ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ زِدْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ ھٰکَذَا فَمَحَثَا بِکَفَّیْہِ وَجَمَعَھُمَا فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ زِدْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ ھٰکَذَا فَقَالَ عُمَرُ دَعْنَا یَا اَبَا بَکْرٍ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ وَمَا عَلَیْکَ اَنْ یُّدْخِلَنَا اللّٰہُ کُلَّنَا الْجَنَّۃَ فَقَالَ عُمَرُ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ اِنْ شَاءَ اَنْ یُّدْخِلَ خَلْقَہُ الْجَنَّۃَ

(۵۳۵۵) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ عزوجل نے مجھ سے وعدہ فرمایا کہ میری امت میں سے چار لاکھ کو بغیر حساب جنت میں داخل کرے گا ۱۔ تو جناب ابوبکر نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو اور زیادہ دیجئے فرمایا اور اس طرح پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ ملائے ان کا لپ بھرا ۲۔ اور حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمیں زیادہ دیجئے ۳۔ فرمایا اور ایسے تو حضرت عمر نے فرمایا اے ابوبکر ہمیں چھوڑو بھی ۴۔ تو ابوبکر نے فرمایا تمہارا کیا حرج ہے کہ ہم سب کو اللہ جنت میں داخل فرمائے ۵۔ تو حضرت عمر نے فرمایا کہ اگر اللہ چاہے تو ایک

marfat.com

بِكَفٍّ وَاحِدٍ فَعَلَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ عُمَرُ۔
(رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ)

مٹھی میں ساری خلقت کو جنت میں داخل کردے وہ کر سکتا ہے ۶۔ تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمر نے سچ کہا ۷۔ (شرح سنہ)

(۵۳۵۵) ۱۔ یہ تعداد حضور کی امت کی ہے جو احکام شرعیہ کے **مکلف** تھے۔ حضرات انبیاء کرام مومنوں کے فوت شدہ ناسمجھ بچے دیوانے جو دیوانگی میں فوت ہوئے ان کا کچھ حساب نہیں۔ حضرات انبیاء کرام کا بھی حساب نہیں اس کی تائید وہ آیت فرمارہی ہے **یدخلون الجنته ویر زقون فیها بغیر حساب** ۲۔ یعنی ان چار لاکھ کے علاوہ رب تعالیٰ کے لپ (بک) بھر اور بھی بغیر حساب جنت میں جائیں گے کہ حق تعالیٰ ان مومنوں کو اپنے دونوں دست قدرت میں لے کر وہاں پہنچادے گا۔ خدا کرے ہم بھی اس میں آجاویں۔ منہ چھوٹا ہے طلب بڑی ہے۔ وہ قدرتوں والا ہے۔ حضور نے دونوں ہاتھ جمع فرما کر یہ بتایا کہ رب تعالیٰ مٹھی بھر کر نہیں۔ بلکہ دونوں ہاتھوں سے لپ بھر کر بخشے گا۔ ۳۔ یعنی اور زیادہ بخشش کی خبر دیجئے یا اور زیادہ بخشش کرایئے کہ حضور دعا فرمائیں کہ رب اس سے بھی زیادہ کو بے حساب بے عذاب بخشے۔ کیونکہ رب تعالیٰ آپ کی بات ٹالتا نہیں جو تم کہتے ہو وہ ہی رب کرتا ہے۔ **ولسوف یعطیک ربک فترضی** ۴۔ یعنی اے ابوبکر یہ اجمال رہنے دو زیادہ کی تصریح نہ کراؤ تاکہ ہم خوف و امید پر رہیں اعمال کئے جاویں۔ ۵۔ یعنی اے عمر ذرا خاموش تو رہو۔ میں حضور سے ساری امت رسول کے لئے بے حساب جنتی ہونے کا وعدہ لے لیتا ہوں اے عمر تمہارا اس میں کیا بگڑتا ہے کہ سارے امتی رسول اللہ بے حساب جنتی ہو جاویں۔ خیال رہے کہ اللہ رسول کے بعد حضرت ابوبکر صدیق سب سے بڑھ کر رحیم و کریم ہیں۔ ان کا رحم و کرم تو مجھ سے پوچھو اللہ ان کی قبر نور سے بھردے مجھ پر ان کا ان کی دختر جمیلہ ام المومنین عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ سورہ نور والی نورانی کا بہت ہی احسان ہے۔ ۶۔ یعنی اے ابوبکر تم جو کچھ چاہتے ہو وہ تو حاصل ہو گیا کہ صرف چار لاکھ کا حضور نے ذکر نہیں فرمایا ساتھ ہی رب کے لپ بھر کا بھی ذکر ہے یہ لپ بڑا ہی وسیع ہے۔ ۷۔ خیال رہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کی عرض و معروض میں غلبہ امید کی جھلک ہے اور حضرت عمر فاروق کی عرض معروض میں رضا بالقضاء کا ظہور ہے۔ اس لئے حضرت عمر کے قول کی تائید بارگاہ نبوت سے ہوئی۔ نیز سب لوگ بغیر حساب بخش دیئے جائیں تو شفیعوں کی شفاعت محبوبوں کی محبوبیت گرتوں کے سہارے دینے والے ڈوبتوں کے ترانے بگڑتوں کو بنانے گرتوں کے سنبھالنے کا ظہور کیسے ہو اس لئے حضرت عمر کے قول کو ترجیح دی گئی اور بھی بہت وجوہ ہو سکتی ہیں قیامت میں گنہگاروں کو بخشنا بھی مگر محبوبیت کی شان بندہ نوازی بھی تو دکھانی ہے۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَفُّ أَهْلُ النَّارِ فَيَمُرُّ بِهِمُ الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ يَا فُلَانُ أَمَا تَعْرِفُنِيْ أَنَا الَّذِيْ سَقَيْتُكَ شَرْبَةً وَقَالَ بَعْضُهُمْ أَنَا الَّذِيْ وَهَبْتُ لَكَ وَضُوْءً فَيَشْفَعُ لَهُ فَيُدْخِلُهُ الْجَنَّةَ۔

(۵۳۵۶) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دوزخی لوگ صف بستہ ہوں گے ۱۔ تو جنتیوں میں سے ایک شخص ان پر گزرے گا تو ان میں سے ایک دوزخی کہے گا اے فلاں کیا تو مجھے پہچانتا نہیں میں وہ ہی ہوں جس نے تجھے ایک گھونٹ پانی پلایا تھا اور بعض دوزخی کہے گا کہ میں وہ ہوں جس نے وضو کا پانی دیا تھا ۲۔ یہ جنتی انکی شفاعت کرے گا پھر

marfat.com

(رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ) اسے جنت میں داخل کرے گا ۳۔ (ابن ماجہ)

(۵۳۵۶) ۱۔ یعنی جنتیوں کے راستے میں گنہگار مومن دوزخ میں جانے کے لئے ایسے صف بستہ کھڑے ہوں گے جیسے امیر و غنی کے راہ میں بھکاری صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں (مرقات) ان سے آس لگائے کہ کوئی ہمیں پہچان لے اور چھڑائے ادھر جنتی آگے پیچھے گزر رہے ہوں گے۔ ۲۔ یا میں نے تجھے فلاں وقت کھانا کھلایا یا میں نے تجھے فلاں وقت سلام کیا تھا یا فلاں وقت کپڑا دیا تھا یا فلاں وقت تیرے پاس محبت سے کچھ معمولی ہدیہ پیش کیا تھا۔ غرضیکہ ڈوبتا ہوا تنکے کا سہارا لیتا ہے یہ بھی اسی طرح سہارا لے گا یہ دو چیزیں بطور مثال ارشاد ہوئی ہیں (مرقات) ۳۔ اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ صالحین، علماء، شہداء کی شفاعت برحق ہے دوسرے یہ کہ شفاعت سے ہم جیسے گنہگاروں کی تقدیریں پلٹ جائیں گی۔ دیکھو یہ پکارنے والا دوزخیوں کی صف میں آگیا تھا شفاعت کی برکت سے وہاں سے نکل کر جنتی ہو گیا دنیا میں بھی یہ ہی حال ہے دعا سے قضا بدل جاتی ہے تیسرے یہ کہ ہم جیسے گنہگاروں کو چاہیے کہ صالحین مقبولین کی خدمت کیا کریں۔ ان کی خدمت بڑی کام آوے گی۔ ان سے تعلق رکھیں ان سے تعلق بہت فائدہ دے گا انہیں ہدیہ پیش کریں اگرچہ کھجور کی کھانپ یا اچھی بات ہی ہو۔ یہ تیسری بات مرقات اور اشعہ نے فرمائی۔ چوتھے یہ کہ رب تعالیٰ کی قدرت یہ ہے کہ ہر ایک کو براہ راست بغیر وسیلہ ہر چیز دے مگر قانون یہ ہے کہ گنہگاروں کو نیک کاروں کے وسیلہ سے دے دیکھو ان دوزخی صفوں والوں کو رب تعالیٰ ہی بخشے گا مگر جنتی راہ گزروں کی شفاعت سے بلکہ ان لوگوں کو جنتیوں کے راستہ میں اسی لئے کھڑا کرے گا کہ انہیں ان کے ہاتھوں شفاعت کی بھیک ملے۔ پانچویں یہ کہ دنیا میں اللہ والوں سے تعلق چاہیے۔ ان کا دیکھنا بھی کل قیامت میں کام آوے گا۔ شعر:۔

☆ اٹھ جاگ فریدا ستیا خلقت ویکھن جا ☆ مت کوئی بخشیا مل پوے تے تو وی بخشیا جا ☆

دیکھو قیامت میں یہ جان پہچان کام آوے گی **یدخلہ الجنۃ** فرما کر یہ بتایا کہ وہ جنت اس دوزخی کو اپنے ساتھ جنت میں لے جاوے گا شعر:۔

☆ میں مجرم ہوں آقا مجھے ساتھ لے لو ☆ کہ رستہ میں ہیں جا بجا تھانے والے ☆

چھٹے یہ کہ قیامت میں لوگوں کو اپنے اچھے برے اعمال یاد ہوں گے یہاں کی دوستیاں آپس کے سلوک یاد ہوں گے ایک دوسرے کی پہچان ہو گی۔ ساتویں یہ کہ وفات یافتہ بزرگوں کی فاتحہ بزرگوں کی فاتحہ ختم وغیرہ انشاء اللہ قیامت میں کام آوے گی کہ اس میں بھی ان حضرات کی خدمت میں کھانے پانی وغیرہ کا ثواب ہدیہ کیا جاتا ہے۔ ممکن ہے کہ ان کے ذریعہ ہم کو ان کی شفاعت نصیب ہو جاوے **سقیتک شربۃ** یہ الفاظ یاد رکھو۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ رَجُلَیْنِ مِمَّنْ دَخَلَ النَّارَ اشْتَدَّ صِیَاحُهُمَا فَقَالَ الرَّبُّ تَعَالٰی اَخْرِجُوْهُمَا فَقَالَ لَهُمَا لِاَیِّ شَیْءٍ اِشْتَدَّ صِیَاحُکُمَا قَالَا فَعَلْنَا ذٰلِکَ لِتَرْحَمَنَا قَالَ فَاِنَّ رَحْمَتِیْ لَکُمَا اَنْ تَنْطَلِقَا فَتُلْقِیَا

(۵۳۵۷) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو دوزخ میں جا چکے ہوں گے ان میں سے دو کا شور و پکار بہت زیادہ ہو گا تو رب تعالیٰ فرمائے گا کہ ان دونوں کو نکالو پھر ان سے فرمائے گا کہ کس مقصد کے لئے تمہارا شور زیادہ ہے ۱۔ وہ عرض کریں گے کہ ہم نے یہ اس لئے کیا کہ تو ہم پر رحم کرے ۲۔ فرمائے گا کہ تم پر میری رحمت یہ ہی ہے کہ چلو اپنے کو وہاں ہی

marfat.com

اَنْفُسَكُمَا حَيْثُ كُنْتُمَا مِنَ النَّارِ فَيُلْقِيْ اَحَدُهُمَا نَفْسَهٗ فَيَجْعَلُهَا اللّٰهُ عَلَيْهِ بَرْدًا وَّ سَلَامًا وَيَقُوْمُ الْاٰخَرُ فَلَا يُلْقِيْ نَفْسَهٗ فَيَقُوْلُ لَهُ الرَّبُّ تَعَالٰى مَا مَنَعَكَ اَنْ تُلْقِيَ نَفْسَكَ كَمَا اَلْقٰى صَاحِبُكَ فَيَقُوْلُ رَبِّ اِنِّيْ لَاَرْجُوْا اَنْ لَّا تُعِيْدَنِيْ فِيْهَا بَعْدَ مَا اَخْرَجْتَنِيْ مِنْهَا فَيَقُوْلُ لَهُ الرَّبُّ تَعَالٰى لَكَ رَجَاءُكَ فَيُدْخِلَانِ جَمِيْعًا الْجَنَّةَ بِرَحْمَةِ اللّٰهِ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

ڈال دو جہاں تم دونوں تھے ۳۔ چنانچہ ان میں سے ایک تو اپنے کو ڈال دے گا تو اللہ اس پر آگ کو ٹھنڈی سلامتی والی کر دے گا ۴۔ اور دوسرا کھڑا رہے گا وہ اپنے کو نہ ڈالے گا اس سے رب فرمائے گا کہ تجھے اپنے کو گرانے سے کس چیز نے روکا جیسا کہ تیرے ساتھی نے اپنے کو گرا دیا ۵۔ وہ کہے گا الٰہی میں امید کرتا ہوں کہ تو مجھے وہاں سے نکالنے کے بعد نہ لوٹائے گا ۶۔ تو اس سے رب تعالیٰ فرمائے گا کہ تیرے لئے تیری امید ہے پھر دونوں اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل کئے جاویں گے ۷۔ (ترمذی)

(۵۳۵۷) ۱۔ یہ دونوں شخص گنہگار مومن ہوں گے جو اپنی شامت نفس سے دوزخ میں گئے۔ نکالنے کا حکم ان فرشتوں کو ہو گا جو دوزخ پر مقرر ہیں یہ دونوں شخص یا تو آہ و بکا کرتے ہوں گے یا ارحم الراحمین سے فریاد۔ ۲۔ کیونکہ ہم نے سنا تھا کہ زاری پر رحمت باری ہوتی ہے دنیا میں ہم اس سے غافل رہے آج کفارہ کر رہے ہیں۔ ۳۔ میرے اس حکم اطاعت کر دیہ اطاعت رحمت کا ذریعہ ہو گی۔ لہٰذا اس فرمان پر یہ اعتراض نہیں کہ اپنے کو دوزخ میں ڈالنا رحمت کیسے ہوا۔ ۴۔ جیسے دنیا میں نار نمرودی کو حضرت خلیل کے لئے معتدل ٹھنڈا کر دیا تھا سبحان اللہ اس کریم کے قہر میں بھی مہر ہے غضب میں بھی کرم ہے ۵۔ یعنی کیا تو نے آج بھی اطاعت سے سرتابی کی دنیا میں میرے فرمانے پر مسجد نہ گیا آج میرے فرمانے پر دوزخ میں اپنے کو نہ گرایا۔ ۶۔ سبحان اللہ کیا پیاری عرض و معروض ہے یعنی الٰہی سرتابی کی میری مجال نہیں۔ امید رحمت نے مجھے یہاں کھڑا رکھا رحم و کرم کا انتظار کر رہا ہوں غرضیکہ عمل اس کے پاس ہے اور امید میرے پاس کرم فرما تو کریم ہے بخش دے ۷۔ یعنی ایک اطاعت کی وجہ سے دوسرا امید کی وجہ سے رب کی رحمت کے مستحق ہو جائیں گے مگر دونوں جنت میں جائیں گے اللہ کی رحمت سے ان رحمت اللہ قریب من المحسنین۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرِدُ النَّاسُ النَّارَ ثُمَّ يَصْدُرُوْنَ مِنْهَا بِاَعْمَالِهِمْ فَاَوَّلُهُمْ كَلَمْحِ الْبَرْقِ ثُمَّ كَالرِّيْحِ ثُمَّ كَحُضْرِ الْفَرَسِ ثُمَّ كَالرَّاكِبِ فِيْ رَحْلِهٖ ثُمَّ كَشَدِّ الرَّجُلِ ثُمَّ كَمَشْيِهٖ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ)

(۵۳۵۸) روایت ہے حضرت ابن مسعود سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لوگ آگ پر حاضر ہوں گے ۱۔ پھر وہاں سے گزریں گے اپنے اعمال کے مطابق ۲۔ تو ان میں سے اگلے لوگ بجلی کی کوند کی طرح پھر ہوا کی طرح پھر گھوڑے کی دوڑ طرح پھر اس کی طرح جو اپنے کجاوے میں سوار ہو پھر مرد کی دوڑ کی طرح پھر اس کے چلنے کی طرح ۳۔ (ترمذی، دارمی)

(۵۳۵۸) ۱۔ اس طرح کہ پلصراط سے گزریں گے۔ جو جنت کے راستہ میں ہے اور دوزخ پر قائم ہے جیسے ہمارے لئے لاہور کے رستہ چناب یا راوی کا پل چونکہ اس پل پر سے آگ اور وہاں کے تمام احوال نظر آئیں گے اس لئے اس گزرنے کو دوزخ پر وارد ہونا فرمایا گیا۔ اس کی تائید قرآن مجید کی اس آیت سے ہے **وان منکم الا واردھا** عربی میں وارد کہتے ہیں پانی پر پہنچنے کو چونکہ یہ گزرنا حوض کوثر پر پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ اس لئے اسے ورود فرمایا۔ ۲۔ صدر کے لفظی معنی ہیں لوٹنا مگر یہاں مراد ہے آگے بڑھ جانا وہاں سے

marfat.com

گزر جانا۔ کیونکہ جنت وہاں سے آگے ہے پیچھے نہیں وہاں ان کی رفتار اپنے اعمال کے مطابق ہوگی' قربانی دینے والے لوگ اپنی قربانیوں پر سوار ہوں گے مگران جانوروں کی رفتار اخلاص کے مطابق ہوگی۔ ۳۔ غرضیکہ بعض لوگ وہاں سے جلد گزر کر جلد جنت میں پہنچ جاویں گے' بعض لوگ دیر سے گزریں گے اور دیر سے جنت میں پہنچیں گے۔ اللہ تعالیٰ وہ سفر آسان فرمادے۔ یعنی صراط سے آگے جنت میں حوض کوثر ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

تیسری فصل

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَمَامَكُمْ حَوْضِيْ مَا بَيْنَ جَنْبَيْهِ كَمَا بَيْنَ جَرْبَآءَ وَاَذْرُحَ قَالَ بَعْضُ الرُّوَاةِ هُمَا قَرْيَتَانِ بِالشَّامِ بَيْنَهُمَا مَسِيْرَةُ ثَلٰثِ لَيَالٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ فِيْهِ اَبَارِيْقُ كَنُجُوْمِ السَّمَآءِ مَنْ وَرَدَهٗ فَشَرِبَ مِنْهُ لَمْ يَظْمَأْ بَعْدَهَا اَبَدًا۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۳۵۹) روایت ہے حضرت ابن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے آگے میرا حوض ہے ۱۔ اس کے دو کناروں کے درمیان ایسا فاصلہ ہے جیسا جرباء اور اذرح کے درمیان بعض راویوں نے کہا کہ یہ دو بستیاں ہیں شام میں جن کے درمیان تین رات کی مسافت ہے ۲۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اس میں لوٹے آسمان کے تاروں کی برابر ہیں ۳۔ جو وہاں جائے گا اس سے پئے گا تو اس کے بعد کبھی پیاسا نہ ہوگا ۴۔ (مسلم بخاری)

(۵۳۵۹) ۱۔ اس فرمان عالی کے دو معنی کئے گئے ہیں ایک یہ کہ جتنا فاصلہ مدینہ منورہ اور جرباء کے درمیان ہے یا مدینہ منورہ اور اذرح کے درمیان ہے اتنا فاصلہ حوض کوثر کے دو کناروں کے درمیان ہے دوسرے یہ کہ جتنا فاصلہ خود ان دونوں شہروں جرباء اور اذرح کے درمیان ہے اتنا فاصلہ کوثر کے دو گوشوں کے درمیان ہے۔ دوسرے معنی کو ترجیح ہے (مرقاۃ) بعض نے فرمایا کہ جرباء اور اذرح بالکل قریب قریب ہیں۔ لہٰذا فاصلہ مدینہ منورہ سے وہاں تک مراد ہے۔ ۲۔ صفائی' چمک' حسن اور تعداد میں وہاں کے لوٹے آسمانوں کے تاروں کی طرح ہیں۔ (مرقات) ۳۔ خیال رہے کہ جنت میں جتنی دودھ شراب طہور وغیرہ پیا کریں گے مگر پیاس کی وجہ سے نہیں بلکہ لذت کے لئے پیا کریں گے۔ (مرقات) پیاس تو ہمیشہ کے لئے حوض کوثر کا پانی پیتے ہی بجھ چکی ہوگی۔ اگر یہ حوض جنت کے اندر ہے تو اس کا پانی بھی پیا کریں گے مگر وہ بھی لذت کے لئے۔

وَعَنْ حُذَيْفَةَ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى النَّاسَ فَيَقُوْمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى تُزْلَفَ لَهُمُ الْجَنَّةُ فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ يَا اَبَانَا اسْتَفْتِحْ لَنَا الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ وَهَلْ اَخْرَجَكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ اِلَّا خَطِيْئَةُ اَبِيْكُمْ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ اذْهَبُوْا اِلٰى ابْنِيْ اِبْرَاهِيْمَ

(۵۳۶۰) روایت ہے حضرت حذیفہ اور ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو جمع کرے گا ۱۔ تو مومن لوگ کھڑے ہوں گے ۲۔ حتیٰ کہ جنت ان کے سامنے قریب کی جاوے گی ۳۔ تو آدم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے عرض کریں گے اے والد صاحب ہمارے لئے جنت کھلوایئے ۴۔ وہ فرمائیں گے کہ تم کو جنت سے نہیں نکالا مگر

marfat.com

خَلِيْلِ اللّٰهِ قَالَ فَيَقُوْلُ اِبْرَاهِيْمُ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ اِنَّمَا كُنْتُ خَلِيْلًا مِّنْ وَّرَاءَ وَرَاءَ اِعْمِدُوْا اِلٰى مُوْسَى الَّذِىْ كَلَّمَهُ اللّٰهُ تَكْلِيْمًا فَيَاْتُوْنَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقُوْلُ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ اِذْهَبُوْا اِلٰى عِيْسٰى كَلِمَةِ اللّٰهِ وَرُوْحِهٖ فَيَقُوْلُ عِيْسٰى لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ فَيَاْتُوْنَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْمُ فَيُؤْذَنُ لَهٗ وَتُرْسَلُ الْاَمَانَةُ وَالرَّحِمُ فَيَقُوْمَانِ جَنْبَتَيِ الصِّرَاطِ يَمِيْنًا وَشِمَالًا فَيَمُرُّ اَوَّلُكُمْ كَالْبَرْقِ قَالَ قُلْتُ بِاَبِىْ اَنْتَ وَاُمِّىْ اَىُّ شَىْءٍ كَمَرِّ الْبَرْقِ قَالَ اَلَمْ تَرَوْا اِلَى الْبَرْقِ كَيْفَ يَمُرُّ وَيَرْجِعُ فِىْ طَرْفَةِ عَيْنٍ ثُمَّ كَمَرِّ الرِّيْحِ ثُمَّ كَمَرِّ الطَّيْرِ وَشَدِّ الرِّجَالِ تَجْرِىْ بِهِمْ اَعْمَالُهُمْ وَنَبِيُّكُمْ قَائِمٌ عَلَى الصِّرَاطِ يَقُوْلُ يَا رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ حَتّٰى تَعْجَزَ اَعْمَالُ الْعِبَادِ حَتّٰى يَجِيْئَ الرَّجُلُ فَلَا يَسْتَطِيْعُ السَّيْرَ اِلَّا زَحْفًا وَقَالَ وَفِىْ حَافَتَيِ الصِّرَاطِ كَلَالِيْبُ مُعَلَّقَةٌ مَّاْمُوْرَةٌ تَاْخُذُ مَنْ اُمِرَتْ بِهٖ فَمَخْدُوْشٌ نَاجٍ وَمَكْدُوْسٌ فِى النَّارِ وَالَّذِىْ نَفْسُ اَبِىْ هُرَيْرَةَ بِيَدِهٖ اِنَّ قَعْرَ جَهَنَّمَ لَسَبْعِيْنَ خَرِيْفًا۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

تمہارے والد کی خطا نے میں اس کام والا نہیں ہوں ۵۔ تم میرے فرزند ابراہیم خلیل اللہ کے پاس جاؤ ۶۔ فرمایا کہ حضرت ابراہیم فرمائیں گے اس کام والا میں نہیں ہوں میں تو دور کا دوست ہوں ۷۔ ان موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جن سے خوب ہی باتیں کیں ۸۔ تو وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ فرمائیں گے میں اس کام والا نہیں ہوں جاؤ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جو اللہ کا کلمہ اللہ کی روح ہیں تو حضرت عیسیٰ فرمائیں گے میں اس کام کا نہیں ہوں تب سب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں گے ۹۔ آپ انہیں گے تو آپ کو اجازت دی جاوے گی ۱۰۔ اور امانت رحمت بھیجے جائیں گے وہ پلصراط کے دو طرف کھڑے ہو جائیں گے ۱۱۔ دائیں بائیں ان کی پہلی جماعت بجلی کی طرح گزرے گی فرماتے ہیں میں نے عرض کیا آپ پر میرے ماں باپ فدا بجلی کے گزرنے کی طرح کون چیز ہے ۱۲۔ فرمایا کیا تم بجلی کو نہیں دیکھتے کہ وہ پلک جھپکنے میں کیسے گزرتی ہے اور کی جاتی ہے ۱۳۔ پھر ہوا کی گزر کی طرح پھر پرندے کی طرح اور تیز مردوں کے دوڑ کی طرح ان کے اعمال انہیں لے جائیں گے ۱۴۔ اور تمہارے نبی صراط پر کھڑے ہوئے فرماتے ہوں گے الٰہی سلامت رکھ سلامت رکھ ۱۵۔ حتیٰ کہ بندوں کے اعمال عاجز رہ جائیں گے ۱۶۔ یہاں تک کہ ایک شخص آئے گا جو چل نہ سکے گا سواء گھسٹنے کے فرمایا کہ صراط سے دونوں کناروں پر کنڈے لٹکے ہوئے ہیں جو تابع حکم جس کے پکڑنے کا حکم دیئے جائیں گے ۱۷۔ اسے پکڑ لیں گے تو بعض زخمی ہو کر نجات پا جائیں گے اور بعض آگ میں ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے ۱۸۔ اس کی قسم جس کے قبضہ میں ابو ہریرہ کی جان ہے کہ دوزخ کی گہرائی ستر سال کی ہے ۱۹۔ (مسلم)

(۵۳۶۰) ۱۔ محشر میں ساری مخلوق جمع ہو گی صرف انسانوں کا ذکر ان کی فضیلت کی بنا پر ہے نیز آگے جنت کے داخلہ کا ذکر ہے جو صرف انسانوں کو میسر ہو گا۔ ۲۔ میدان محشر سے نجات دلانے کی درخواست تو سارے انسان کریں گے۔ مومن ہوں یا کافر مگر جنت

marfat.com

کے داخلہ کی شفاعت کی درخواست صرف مومن کریں گے کہ یہ نعمت صرف مومن انسانوں کو میسر ہوگی اس لئے یہاں مومنوں کا ذکر فرمایا۔ ۳۔ جنت میدان محشر سے بہت ہی دور ہوگی مگر مسلمانوں کو وہاں سے نظر بھی آوے گی۔ اور قریب بھی محسوس ہوگی جیسے دوربین کے ذریعہ دور کی چیز قریب نظر آتی ہے۔ اس لئے تزلف فرمایا گیا۔ لہٰذا اس فرمان عالی پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ شفاعت کی درخواست محشر میں ہے۔ جنت پلصراط سے وراء ہے۔ پل صراط کروڑوں میل لمبا پل ہے۔ پھر جنت قریب کیسے ہوگی۔ ۴۔ یعنی جنت کا بند دروازہ کھلوایئے معلوم ہوا کہ انہیں وہ دروازہ بھی نظر آوے گا۔ اس کا بند ہونا بھی محسوس ہوگا۔ نگاہ بہت تیز ہوگی یا یہ مطلب ہے کہ ہم کو جنت میں داخل کرایئے کہ ہم پر وہ دروازہ آپ کی شفاعت سے کھل جاوے۔ ۵۔ یعنی تم لوگ میری پشت میں تھے اور میرے ذریعہ جنت میں تھے۔ میں نے خطاء گندم کھالیا۔ باہر آیا تم بھی میری پشت میں باہر آگئے میں تو تم کو وہاں سے لانے والا ہوں اب وہاں پہنچانے والا کوئی اور ہی ہے۔ خیال رہے حضرت آدم صفی اللہ کا یہ فرمان تواضع وانکسار کی بنا پر ہوگا ورنہ واقعہ اصل یہ ہے کہ انہیں جنت سے باہر لانے والے مردود انسان ہیں کہ ان کی پشت میں کفار منافقین سب ہی تھے۔ رب کی منشا یہ تھی کہ حضرت آدم جنت سے باہر جاویں ان مردودوں کو اپنی پشت سے نکال آویں پھر یہاں خالص ہو کر آویں رہیں بسیں۔ اگر آپ جنت میں رہ گئے تو یہ مردود بھی یہاں ہی پیدا ہو جاویں گے۔ ۶۔ اس حدیث میں حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر نہیں یہاں اجمال ہے دوسری حدیث میں تفصیل ہے کہ آپ تو حضرت نوح علیہ السلام کے پاس بھیجیں گے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس ان دونوں میں تعارض نہیں صرف اجمال و تفصیل کا فرق ہے۔ ۷۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ بات مومنین کی اس عرض کے جواب میں فرمائیں گے کہ آپ تو اللہ کے خلیل ہیں فرمائیں گے کہ خلیل کہتے ہیں باہر کے دوست کو یہ شفاعت کبریٰ باہر کا دوست نہیں کر سکتا یہ تو اندرونی دوست جسے کہتے ہیں حبیب اللہ وہ ہی کر سکتے ہیں۔ **شعر:۔**

☆ تم تو مغز ہو پوست اور ہیں باہر کے دوست ☆ تم ہو درون سرا تم پر کروڑوں درود ☆

خیال رہے کہ ہم کو دوستوں سے بھی محبت ہوتی ہے۔ اپنے عزیز و قرابت داروں سے بھی اپنے بچوں سے بھی اپنی بیوی سے بھی دوست یار بیٹھک میں ملتے ہیں یہ ہیں بیرونی دوست عزیز و اقارب دار عام حالات میں گھر میں آکر ملتے ہیں یہ ہیں درون خانہ کے دوست مگر گھر کے اندر رہنے سہنے والے اپنے بال بچے ہوتے ہیں یہ ہیں اندرونی دوست خلوت صرف بیوی سے ہوتی ہے یہ ہے خاص الخاص محبوبہ راز دار دوست سارے انبیاء کرام اللہ کے پیارے ہیں مگر حضور خلوت خاص کے راز دار محبوب ہیں۔ اس لئے موسیٰ علیہ السلام سے رب تعالیٰ نے وادی سینا میں جو کلام کیا سب کچھ محبوب کو بتادیا **وما تلک بیمینک** یا موسیٰ الخ مگر جو کلام معراج کے خلوت خانہ میں اپنے اندرونی محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا وہ کسی کو نہ بتایا۔ **فاوحی الی عبدہ ما اوحی** وہاں اپنے بندہ کو جو وحی کی وہ کسی یہ ہے اندرون خانہ کی محبت' **اللھم صلی علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ وسلم** ۸۔ لطف یہ ہے کہ جناب خلیل کو اس وقت یہ یاد نہ رہے گا کہ وہ اندرونی دوست حبیب اللہ ہے کون' تاکہ لوگوں کو تلاش کرنے کا لطف تو آوے اور سب جان لیں کہ آج سواء حضور کے دروازے کے اور کہیں بھیک نہیں مل سکتی یہ بھلانا ہزارہا حکمتوں سے ہوگا۔ ۹۔ لوگوں کا حضور انور کی بارگاہ میں پہنچنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رہبری سے ہوگا۔ حضور بشارت مسیح ہیں دنیا میں بھی آخرت میں بھی ہماری جانیں حضرت مسیح علیہ السلام پر فدا کہ وہ ہمارے حضور کے بشیر خاص ہیں اور ہوں گے یہاں بھی فرمایا تھا **ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد** ۱۰۔ حضور کو کلام کرنے عرض و معروض پیش کرنے کی اجازت دی جاوے گی۔

marfat.com

شفاعت کی اجازت تو ازل سے دی جا چکی یہ سہرا ان کے سر پر باندھا جا چکا۔ آپ کا لقب شفیع المذنبین ہو چکا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا شعر:۔

☆ جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا بندھ رہا ☆ اس جبیں سعادت پہ لاکھوں سلام ☆

۱۱۔ صلہ رحمی کرنے والوں امانت داری کرنے والوں کی شفاعت کے لئے ان میں سے دوزخ گرتوں کو سنبھالنے کے لئے یہ دونوں وہاں کھڑے ہوں گے مگر شفاعت کبریٰ حضور ہی کریں گے۔ دروازہ شفاعت کھل جانے کے بعد پھر دوسرے لوگ دوسری چیزیں شفاعت صغریٰ کریں گی۔ ۱۲۔ یعنی یا حبیب اللہ حضور انور انکی رفتار کو بجلی کی کوند سے تشبیہ کس چیز میں دے رہے ہیں۔ ان میں کون سی چیز بجلی کی طرح ہو گی' یہ پہلا طبقہ انبیاء کرام خاص اولیاء و علماء ہوں گے۔ ۱۳۔ یعنی ہم تیز رفتاری میں بجلی سے تشبیہ دے رہے ہیں۔ مگر سبحان اللہ بجلی میں تیزی کے ساتھ ساتھ چمک دمک نورانیت بھی تو ہوتی ہے۔ ان حضرات کے چہرے چمکتے ہوں گے سجدے کے داغ بیڑی کا کام دیں گے پلصراط انکی وجہ سے منور ہو جاوے گا۔ ۱۴۔ یعنی ان کی رفتاروں میں یہ فرق ان کے نیک اعمال اور اخلاص کے فرق کی وجہ سے ہو گا۔ جیسا عمل جیسا اخلاص ویسی وہاں کی رفتار یہاں اشعۃ اللمعات نے فرمایا کہ اعمال سبب رفتار ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ کرم اصلی وجہ رفتار کی ہے جتنا کہ حضور سے قرب زیادہ اتنی رفتار تیز۔ ۱۵۔ ظاہر یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پلصراط کے اس محشر والے کنارہ پر قیام فرما ہوں گے اپنے گرتوں کو سنبھالتے ہوں گے۔ آپ آخر میں وہاں سے تشریف لائیں گے مکہ معظمہ سے پہلے مسلمانوں کو ہجرت کرادی آخر میں وہاں سے آپ روانہ ہوئے اس کا ظہور وہاں ہو گا۔ ۱۶۔ یعنی آخر میں وہ لوگ آئیں گے جن کو ان کے اعمال چلا نہ سکیں گے یا تو ان کے پاس اعمال نیک ہوں گے ہی نہیں یا ان میں اخلاص وغیرہ نہ ہو گا۔ عمل میں قوت پرواز اخلاص سے ہوتی ہے۔ ۱۷۔ اس طرح کہ جنہیں زخمی کر دینے کا حکم ہے انہیں زخمی کر کے چھوڑ دیں گے اور جنہیں دوزخ میں گرانے کا حکم ہے انہیں چھید کر گرا دیں گے۔ خدا کی پناہ ۱۸۔ مکدوس اسم مفعول ہے کردستہ 'کا' بمعنی ہاتھ باندھنا مکدوس دست و پابستہ یعنی اس کندے سے ان کے ہاتھ پاؤں بندھ بھی جائیں گے اور دوزخ میں گر بھی جائیں گے۔ ۱۹۔ لہٰذا جو دوزخ میں گرایا جاوے گا وہ ستر سال میں اپنے ٹھکانے پر پہنچے گا۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ قَوْمٌ بِالشَّفَاعَةِ كَأَنَّهُمُ الْعَارِيرُ قُلْنَا مَا الْعَارِيرُ قَالَ الضَّغَابِيسُ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۳۶۱) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک قوم شفاعت کے ذریعہ آگ سے ایسی نکلی جاوے گی جیسے کہ وہ عاریر ہوں ہم نے عرض کیا کہ عاریر کیا چیز ہے فرمایا وہ پتلی ککڑیاں ہیں ا۔ (مسلم بخاری)

(۵۳۶۱) ا۔ ضغابیس جمع ضغبوس کی جس کا ترجمہ پنجابی زبان میں ہے گلے اردو میں چھوٹی ککڑی جس پر رواں ہو وہ بہت نرم اور نازک ہوتی ہے چونکہ ککڑی بہت جلد بڑھتی ہے۔ اس لئے انہیں اس سے تشبیہ دی گئی کہ وہ بہت جلد بڑھیں گے۔ خیال رہے کہ ان کی جسم کی سفیدی بھی شفاعت سے ہو گی لہٰذا یہ حدیث اس گزشتہ حدیث کے خلاف نہیں جس میں فرمایا گیا کہ وہ کوئلے ہوں گے یعنی کالے کیونکہ دوزخ سے نکلتے وقت تو وہ کالے ہوں گے مگر جنت میں پہنچتے پہنچتے سفید اور گورے ہو جائیں گے۔

وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ

(۵۳۶۲) روایت ہے حضرت عثمان ابن عفان سے فرماتے ہیں

marfat.com

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَشْفَعُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ثَلَاثَۃٌ اَلْاَنْبِیَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّھَدَاءُ (رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے دن تین جماعتیں شفاعت کریں گی انبیاء پھر علماء پھر شہید لوگ ا۔ (ابن ماجہ)

(۵۳۶۲) ا۔ اس ترتیب میں علماء کو شہداء پر مقدم رکھا گیا ہے کیونکہ علماء کے دوات کی روشنائی جس سے وہ دینی تحریر و تصنیف کریں وہ شہیدوں کے خون سے افضل ہے جیسا شیرازی نے حضرت انس سے ابن عبد البر نے حضرت ابو الدرداء سے ابن جوزی نے حضرت نعمان ابن بشیر سے مرفوعاً روایت کی (مرقات) شہید اپنے ستر عزیزوں دوستوں کی شفاعت کرے گا خیال رہے کہ یہاں خاص شفاعت مراد ہے ورنہ ہر نیک مسلمان گنہگاروں کی شفاعت کرے گا (اشعۃ اللمعات) بلکہ مسلمانوں کے چھوٹے بچے کعبہ معظمہ قرآن، ماہ رمضان بھی شفاعت کریں گے۔

بَابُ صِفَۃِ الْجَنَّۃِ وَاَھْلِھَا۔ جنت اور جنت والوں کی صفات کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ پہلی فصل

جنت کے معنی ہیں گھنا باغ جس میں درختوں کی وجہ سے زمین چھپی ہو۔ جیم نون ملیں تو اس میں پوشیدگی کے معنی ہوتے ہیں اسی سے ہے جن، جنوں، جنتی، جنہ چونکہ جنت میں گھنے درخت ہیں نیز وہ دنیا میں نگاہوں سے چھپی ہے۔ عالم غیب میں ہے۔ اس لئے اسے جنت کہتے ہیں (مرقات و اشعہ) جنتی تین قسم ہیں۔ کسبی، وہبی، عطائی کسبی جنتی وہ ہیں۔ جو اعمال سے جنت میں جاویں، وہبی وہ جو کسی جنتی کے طفیل جنت میں جاویں، جیسے مسلمانوں کے چھوٹے بچے، عطائی جنتی وہ مخلوق جو جنت کو پر کرنے کے لئے پیدا کی جاوے گی۔ مگر دوزخ صرف کسبی ہے۔ اپنی کرنی اپنی بھرنی۔

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَعْدَدْتُّ لِعِبَادِیَ الصّٰلِحِیْنَ مَا لَا عَیْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ وَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَھُمْ مِّنْ قُرَّۃِ اَعْیُنٍ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

(۵۳۶۳) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ا۔ وہ نعمتیں تیار کی جو نہ آنکھ نے دیکھیں اور نہ کانوں نے سنیں اور نہ کسی انسان کے دل پر انکا خطرہ گزرا ۲۔ اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو کہ کوئی نفس نہیں جانتا کہ ان کے لئے کیسی آنکھ کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے ۳۔ (مسلم بخاری)

(۵۳۶۳) ا۔ صالحین یا تو بنا ہے صلاح سے یا صلاحیت سے یعنی نیک اعمال والے بندوں کے لئے یا جنت کے قابل لوگوں کے لئے۔ پہلی صورت میں جنت کسبی مراد ہے دوسری صورت میں عام جنت کسبی ہو یا وہبی یا عطائی لہٰذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ سواء نیک اعمال والوں کے کوئی جنت میں نہ جاوے گا شفاعت وغیرہ کچھ نہیں۔ ۲۔ یعنی وہاں کی نعمتیں نہ تو بیان میں آسکتی ہیں نہ گمان میں وہ تو دیکھ کر ہی معلوم ہوں گی، اللہ تعالیٰ خیریت سے دکھائے اپنے فضل و کرم سے۔ خیال رہے کہ یہاں آنکھ، کان، دل

marfat.com

سے مراد عوام مسلمانوں کے آنکھ، کان دل ہیں۔ ورنہ حضرت آدم علیہ السلام تو وہاں رہ کر آئے۔ ہمارے حضور نے معراج میں وہاں کی سیر فرمائی۔ حضرت ادریس علیہ السلام تو وہاں موجود ہی ہیں یا یہ مطلب ہے کہ دنیا میں ان جیسی نعمتیں کسی آنکھ نے نہ دیکھیں نہ سنیں۔ واقعی دنیا میں نہ ایسی نعمتیں ہیں نہ کسی کے دیکھنے میں آئیں۔ ۳۔ اس آیت کریمہ میں بھی نفس سے مراد عام لوگ ہیں۔ آنکھ کی ٹھنڈک سے مراد دل کی خوشی و سرور کے اسباب ہیں جن سے دل چین میں رہیں۔ آج بیٹے کو کہا جاتا ہے قرۃ العین، اس آیت و حدیث سے معلوم ہو جاتا ہے کہ جنت اور وہاں کی نعمتیں پیدا ہو چکی ہیں۔ کیوں نہ ہو کہ حضرت آدم و حوا، وہاں رہ چکے ہیں اور ہمارے حضور دیکھ آئے ہیں۔ وہاں کی بہت سی نعمتیں اب دنیا میں بھی آ رہی ہیں۔ نیل و فرات وہاں سے آ رہی ہیں حجر اسود جنت سے ہی آیا ہے۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْضِعُ سَوْطٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۳۶۴) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جنت میں ایک کوڑے کی جگہ دنیا اور دنیا کی چیزوں سے بہتر ہے ا۔ (مسلم بخاری)

(۵۳۶۴) ا۔ کوڑے کی جگہ سے مراد ہے وہاں کی تھوڑی سی جگہ واقعی جنت کی نعمتیں دائمی ہیں دنیا کی فانی پھر دنیا کی نعمتیں تکالیف سے مخلوط وہاں کی نعمتیں خالص۔ پھر دنیا کی نعمتیں ادنیٰ وہ اعلیٰ اس لئے دنیا کو وہاں کی ادنیٰ جگہ سے کوئی نسبت ہی نہیں۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدْوَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَلَوْ اَنَّ امْرَاَةً مِّنْ نِّسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَتْ اِلَى الْاَرْضِ لَاَضَاءَتْ مَا بَيْنَهُمَا وَلَمَلَاَتْ مَا بَيْنَهُمَا رِيْحًا وَلَنَصِيْفُهَا عَلٰى رَاْسِهَا خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۳۶۵) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ کی راہ میں صبح یا شام چلنا، دنیا سے اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہے ۲۔ اور اگر جنت والی عورتوں میں سے کوئی عورت ۳۔ زمین کی طرف جھانکے تو ان دونوں کے درمیان کو چمکا دے ۴۔ اور ان کے درمیان کو خوشبو سے بھر دے ۵۔ اور اس کے سر کی مانگ دنیا اور دنیا کی چیزوں سے بہتر ہے ۷۔ (بخاری)

(۵۳۶۵) ا۔ یہاں او، شک کے لئے نہیں بلکہ بیان نوعیت کے لئے ہے۔ اللہ کی راہ میں چلنے کی صدہا قسمیں ہیں۔ نماز کے لئے مسجد میں جانا، طلب علم دین کے لئے جانا، جہاد کے لئے نکلنا۔ حج و عمرہ کے لئے جانا۔ کسی زندہ یا وفات یافتہ کی زیارت کے لئے جانا حلال روزی کی تلاش کے لئے جانا سنت سمجھ کر (اشعہ) ۲۔ دنیا سے مراد ہے نفس کے لئے کاروبار و اشغال اگر خدا کرم کرے تو کھانا پینا سونا بھی دین بن جاوے اگر کرم نہ کرے تو نماز و حج جہاد بھی دنیا بن جاوے یا مراد ہے دنیا کے عیش و آرام۔ ۳۔ یعنی حور جو آج موجود ہے یا جنت، میں پہنچ چکنے کے بعد دنیا کی جنتی عورت بلکہ جنتی عورتوں کا حسن حوروں سے زیادہ ہو گا کہ ان پر عبادات کا حسن بھی ہو گا۔ ۴۔ یا تو مشرق و مغرب کے درمیان کو چمکا دے یا جنت اور زمین کے درمیان کے تمام علاقہ کو چمکا دے دوسرے معنی زیادہ ظاہر ہیں کہ یہاں جنت اور زمین ہی کا ذکر ہو رہا ہے (مرقات بلکہ اشعۃ اللمعات نے اس آخری معنی کو اختیار فرمایا۔ جنتی عورتوں کا حسن دیکھنے کے لئے آنکھیں بھی دوسری ہی عطا ہوں گی جو اس تابش کو جھیل سکیں ہم تو ان آنکھوں سے سورج کو نہیں دیکھ سکتے

marfat.com

مخلوق تو ان آنکھوں سے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اصل رنگ روپ نہیں دیکھ سکتے اس لئے معراج رات میں لوگوں سے چھپا کر کرائی گئی یعنی سارے معجزے دکھائے گئے مگر یہ بڑا معجزہ معراج دکھایا نہ گیا چھپالیا صرف سنایا گیا۔ کیونکہ اس دن حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصلی رنگ میں تھا۔ ۵۔ یعنی جنت اور زمین کے درمیانی علاقہ کو مہکا دے وہ مہک بھی ایسی ہو جس کی دنیا والے تاب نہ لاسکیں ہم خالص مشک سونگھیں تو ناک سے خون جاری ہو جاتا ہے وہ مہک تو اللہ اکبر۔ ۶۔ ضعیف سے مراد یا تو جنتی عورت کی مانگ ہے مانگ میں موتیوں کی لڑی لگائی جاتی ہے اس لڑی کے موتیوں کی قیمت دنیا کے سارے خزانوں سے زیادہ ہے یا سر پر باندھنے کا رومال جو امیر عورتیں دوپٹے کے نیچے رکھتی ہیں۔ یا دوپٹہ جو معنی بھی ہوں مطلب یہ ہی ہے۔ جنتی حوروں کی یہ چیزیں اتنی بیش قیمت ہیں کہ دنیا بھر کے سونے چاندی ہیرے جواہرات، لعل گوہر اس ایک کی قیمت نہیں بن سکتے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِی الْجَنَّةِ شَجَرَةً یَسِیْرُ الرَّاكِبُ فِیْ ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا یَقْطَعُهَا وَلَقَابُ قَوْسِ اَحَدِكُمْ فِی الْجَنَّةِ خَیْرٌ مِّمَّا طَلَعَتْ عَلَیْهِ الشَّمْسُ اَوْ تَغْرُبُ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

(۵۳۶۶) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جنت میں ایک درخت ہے جس کے سایہ میں سوار سو برس چلے گا۔ اور وہ طے نہ کر سکے گا اور تم میں سے ایک کے کمان کی جگہ جنت میں اس سے بہتر ہے جس پر سورج طلوع یا غروب ہوگا ۲۔ (مسلم بخاری)

(۵۳۶۶) ۱۔ یہ درخت شجرہ طوبیٰ ہے جس کے ہر پتہ پر لکھا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سایہ سے مراد اس کے نیچے کا ایریا وہاں کا علاقہ ہے۔ یا تجلی الٰہی اور وہاں کی نورانیت، اس کا سایہ ہوگا۔ یا خود اس درخت کا نور۔ ظل دھوپ اور روشنی کو بھی کہتے۔ غرضیکہ یہ سورج والا سایہ مراد نہیں کہ وہاں سورج نہیں ہوگا۔ سو اس سے مراد اتنا عرصہ ہے کہ اگر وہاں دن رات مہینے و سال ہوتے تو سو سال لگتے۔ ۲۔ اس کی شرح ابھی کچھ پہلے گزر چکی قاب کے معنی ہیں برابر یا اندازہ رب فرماتا ہے۔ فکان قاب قوسین او ادنیٰ کنارہ کمان کو بھی قاب کہتے ہیں (اشعہ) اس سے مراد ہے کم سے کم جگہ ورنہ وہاں کسی جنتی کو اتنی چھوٹی جگہ نہ ملے گی وہاں تو ادنیٰ جنتی کا علاقہ دنیا بھر سے زیادہ ہوگا۔

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلْمُؤْمِنِ فِی الْجَنَّةِ لَخَیْمَةً مِّنْ لُّؤْلُؤَةٍ وَّاحِدَةٍ مُجَوَّفَةٍ عَرْضُهَا وَفِیْ رِوَایَةٍ طُوْلُهَا سِتُّوْنَ مِیْلًا فِیْ كُلِّ زَاوِیَةٍ مِّنْهَا اَهْلٌ مَا یَرَوْنَ الْاٰخَرِیْنَ یَطُوْفُ عَلَیْهِمُ الْمُؤْمِنُ وَجَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ اٰنِیَتُهُمَا وَمَا فِیْهِمَا وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ اٰنِیَتُهُمَا وَمَا فِیْهِمَا وَمَا بَیْنَ الْقَوْمِ وَبَیْنَ اَنْ یَّنْظُرُوْا اِلٰی رَبِّهِمْ اِلَّا رِدَآءُ الْكِبْرِیَآءِ عَلٰی وَجْهِهٖ فِیْ جَنَّةِ عَدْنٍ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

(۵۳۶۷) روایت ہے حضرت ابو موسیٰ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مومن کا جنت میں ایک کھوکھل موتی کا خیمہ ہوگا جس کی چوڑائی اور ایک روایت میں ہے کہ اس کی لمبائی ساٹھ میل کی ہے ۱۔ اس کے ہر گوشہ میں اس کے گھر والے ہوں گے کہ دوسروں کو نہ دیکھ سکیں گے ۲۔ جن پر مومن گشت کرے گا ۳۔ اور اس کے دو باغ ہوں گے جن کے برتن اور سامان چاندی کے ہوں گے ۴۔ اور دو باغ ہوں گے جن کے برتن اور سامان سونے کے ہوں گے ۵۔ وہاں کی ہر چیز اور قوم اور رب تعالیٰ کو دیکھنے کے درمیان صرف کبریائی کی چادر ہوگی ۶۔ رب کی ذات

marfat.com

پر جنت عدن میں ۷۔ (مسلم بخاری)

(۵۳۶۷) ۱۔ اندازہ لگاؤ کہ اگر وہ موتی دنیا میں آجاوے تو اس کی قیمت کیا ہو۔ یہاں تو آدھے ماشے کا ایک سچا موتی کئی ہزار روپیہ کا ہوتا ہے۔ وہاں تو ساٹھ میل چوڑا ساٹھ میل لمبا ایک موتی ہے پھر اس کی صفائی اسکی چمک دمک کیسی ہے وہ خیال میں بھی نہیں آ سکتی۔ انشاء اللہ دیکھ کر ہی پتہ چلے گا۔ اللہ نصیب کرے۔ ۲۔ یعنی اس موتی کے مکان کے چاروں گوشوں میں اس کے مختلف گھر والے آباد ہوں گے کہیں اپنی دنیاوی بیوی بچے کہیں وہ دنیاوی عورتیں جن کے خاوند کافر مرے اور ان کے نکاح میں دی گئیں وہ کنواری لڑکیاں جو دنیا میں بغیر شادی فوت ہوئیں کہیں حوریں خدام ان کے علاوہ انہیں ایک دوسرے کو نہ دیکھنا فاصلہ کی وجہ سے نہ ہو گا کہ جنتی مومن کی نگاہ بہت دور سے دیکھے گی بلکہ ان جگہوں میں عمارتیں مختلف ہوں گی۔ کوٹھیاں، بنگلے، خیال رہے کہ جنت میں پردہ ہو گا رب فرماتا ہے حور مقصورات فی الخیام اور فرماتا ہے قاصرات الطرف، پردہ اس لئے نہیں ہو گا کہ وہاں لوگ فاسق و فاجر ہوں گے بلکہ اس لئے کہ شرم و حیاء اچھی چیز ہے بے پردگی میں بے شرمی ہے ہاں دوزخ میں پردہ نہیں ہو گا۔ وہاں ننگے مرد و عورت ایک ہی تنور میں جلیں گے۔ ۳۔ کہ مومن کبھی اپنے اس گھر میں جاوے گا کبھی اس گھر میں اس جانے میں نہ اسے سواری کی ضرورت پڑی گی نہ دیر لگے گی۔ آن کی آن میں ہر جگہ پہنچ جاوے گا ہر گھر میں گشت لگائے گا۔ ۴۔ خیال رہے کہ جنت پوری جنت کو بھی کہتے ہیں اور وہاں کے ہر باغ کو بھی دوسرے معنی سے یہ سیہ بھی ہوتی ہے جمع بھی مگر پہلے معنی سے ہمیشہ واحد ہی آتی ہے جیسے زمین پورے روئے زمین کو بھی کہتے ہیں اور زمین کے حصوں کو بھی یعنی جنتی کو چار باغ ملیں گے دو باغ وہ جن کے در و دیوار برتن سامان درخت وغیرہ سب چاندی کے ہوں گے اور دو وہ جن کی ہر چیز سونے کی ہو گی۔ ۵۔ خیال رہے جیسے دنیا کے پھلوں کو جنت کے پھلوں سے کوئی نسبت ہی نہیں صرف نام یکساں ہیں یوں ہی دنیا کے سونے چاندی کو وہاں کے سونے چاندی سے کوئی نسبت نہیں وہاں کا ایک ماشہ ہونا دنیا کے منوں سونے سے زیادہ قیمتی ہو گا یہ ہی حال وہاں کے موتیوں وغیرہ تمام چیزوں کا ہے۔ چنانچہ وہاں کا سونا چاندی شیشے کی طرح شفاف ہو گا یہاں یہ بات کہاں ۶۔ اس کی بحث انشاء اللہ دیدار الٰہی کی تحقیق میں آوے گی۔ یہاں اتنا سمجھ لو کہ کبریائی کی چادر دیدار کرانے کے لئے ہو گی نہ کہ آڑ کے لئے جیسے سورج پر بخارات کی چادر ہو تو بخوبی دیکھ لیا جاتا ہے۔ اگر یہ چادر نہ ہو تو کوئی اسے نہیں دیکھ سکتا۔ ۷۔ ظاہر یہ ہے کہ یہاں جنت عدن لغوی معنی میں ہے یعنی پوری جنت کیونکہ ساری جنت دائمی قیام کی جگہ ہے یعنی دیدار الٰہی جنت ہی میں نصیب ہو گا۔ قیامت میں یہ دیدار نہ ہو گا وہاں دیدار کی دوسری نوعیت ہو گی۔

وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجَنَّةِ مِائَةُ دَرَجَةٍ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَالْفِرْدَوْسُ أَعْلَاهَا دَرَجَةً مِنْهَا تَفَجَّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ الْأَرْبَعَةُ وَمِنْ فَوْقِهَا يَكُوْنُ الْعَرْشُ فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْئَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

وَلَمْ أَجِدْهُ فِي الصَّحِيْحَيْنِ وَلَا فِي كِتَابِ الْحُمَيْدِيِّ

(۵۳۶۸) روایت ہے حضرت عبادہ ابن صامت سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جنت میں سو منزلیں ہیں ہر دو منزلوں کے درمیان فاصلہ ایسا ہے جیسے آسمان و زمین کے درمیان ۱۔ اور فردوس اعلیٰ درجہ ہے جس سے جنت کی چاروں نہریں پھوٹتی ہیں ۲۔ اور اس کے اوپر عرش ہوتا ہے ۳۔ تو تم جب بھی اللہ سے مانگو تو اس سے فردوس مانگو ۴۔ (ترمذی) اور یہ حدیث میں نے نہ مسلم بخاری میں پائی نہ کتاب حمیدی میں ۵۔

marfat.com

(۵۳۶۸) ۱۔ اب تک دنیا میں پچاس منزلہ عمارتیں بن سکی ہیں یہ بھی سنا ہے رب جانے غلط ہے یا درست۔ یہ منزلیں چھوٹی چھوٹی ہیں وہاں سو منزلہ عمارتیں ہر منزل کی چھت آسمان کی طرح اونچی۔ بعض روایات میں ہے کہ جنت کی منزلیں قرآن مجید کی آیات کی برابر ہیں ہو سکتا ہے کہ یہ سو منزلیں ایک جنتی کی ملک ہوں (مرقات) یا یہ مطلب ہے کہ جنت کے اوپر تلے سو طبقات ہیں۔ ہر دو طبقات کے درمیان فاصلہ اتنا ہے جتنا فاصلہ زمین و آسمان کے درمیان ہے۔ ۲۔ شارحین فرماتے ہیں کہ فردوس میں تمام وہ نعمتیں جمع ہیں جو دوسری جنتوں میں ہیں۔ ان سب کے علاوہ اور بہت نعمتیں ہیں اس طبقہ میں ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہاں سے جنت کی چاروں نہریں پانی، دودھ، شہد اور شراب طہور کی نہریں جاری ہیں۔ سب نہروں کا سرچشمہ یہاں ہے۔ خیال رہے کہ جنت میں جتنا درجہ اونچا اتنا وہاں آرام زیادہ اور دوزخ میں جتنا طبقہ نیچا اتنی تکلیف زیادہ۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ سب سے اونچا طبقہ یہ ہی فردوس ہے جس پر جنت ختم ہے۔ اس لئے اسی کی طلب کا حکم دیا جارہا ہے یہ حکم سب کو ہے۔ ۴۔ رب تعالیٰ دے گا اپنی مرضی سے مگر ہم مانگنے میں کمی کیوں کریں خوب بلند حوصلہ کر کے مانگیں کبھی کریم کی عطا مانگنے والے کے حوصلے کے مطابق ہوتی ہے۔ ۵۔ یہ صاحب مصابیح پر اعتراض ہے کہ انہوں نے پہلی فصل میں وہ حدیث بیان کی جو ترمذی کی ہے نہ تو بخاری میں ہے نہ مسلم میں نہ ان دونوں کی جامع یعنی کتاب حمیدی میں ہے مگر یہ حدیث بخاری میں دو جگہ ہے کتاب الجہاد میں اور باب 'کان عرشہ علی الماء' میں اور مسلم میں باب فضل الجہاد میں۔ بخاری میں بروایت ابو ہریرہ تھوڑے فرق سے ہے (مرقات و اشعہ) غالباً صاحب مشکوۃ کو ملی نہیں اسی لئے کہا لم اجد مجھے نہ ملی۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَسُوْقًا يَأْتُوْنَهَا كُلَّ جُمُعَةٍ فَتَهُبُّ رِيْحُ الشَّمَالِ فَتَحْثُوْا فِيْ وُجُوْهِهِمْ وَثِيَابِهِمْ فَيَزْدَادُوْنَ حُسْنًا وَ جَمَالًا فَيَرْجِعُوْنَ اِلٰى اَهْلِيْهِمْ وَقَدِ ازْدَادُوْا حُسْنًا وَجَمَالًا فَيَقُوْلُ لَهُمْ اَهْلُوْهُمْ وَاللّٰهِ لَقَدِ ازْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَجَمَالًا فَيَقُوْلُوْنَ وَ اَنْتُمْ وَاللّٰهِ لَقَدِ ازْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَ جَمَالًا۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۳۶۹) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جنت میں ایک بازار ہے جہاں جنتی ہر جمعہ کو آئیں گے ۱۔ تو شمالی ہوا چلے گی ان کے چہروں ان کے کپڑوں میں بھر جاوے گی جس سے ان کا حسن و جمال اور بڑھ جاوے گا ۲۔ پھر یہ اپنے گھر والوں کی طرف لوٹیں گے جو حسن و جمال میں بڑھ چکے ہوں گے ۳۔ ان سے ان کے گھر والے کہیں گے اللہ کی قسم تم تو ہمارے پیچھے حسن و جمال میں بہت بڑھ گئے تو یہ کہیں گے رب کی قسم تم لوگ بھی ہمارے پیچھے حسن و جمال میں بہت بڑھ گئے ۴۔ (مسلم)

(۵۳۶۹) ۱۔ وہاں یہ بازار کاروبار یا خرید و فروخت کا نہیں بلکہ آپس کی ملاقات کا ہے اور رب کے دیدار کا وہاں سارے جنتی جمع ہوا کریں گے اور وہاں دیدار یار کے سودے ملیں گے۔ حضور کا دیدار صحابہ کرام کی ملاقات بلکہ رب العالمین کا دیدار یہاں ہوا کرے گا۔ جمعہ سے مراد پورا ہفتہ ہے۔ اور اسی سے ہفتہ بھر کی مقدار مراد ہے کہ جنت میں نہ دن رات ہے نہ ہفتہ مہینہ وغیرہ مرقات نے فرمایا کہ جنت کے بعض وقت دوسرے وقتوں سے افضل ہوں گے جسے علماء دین ہی پہچانیں گے۔ اس افضل وقت کا نام جمعہ ہو گا۔ جنتی لوگ علماء سے وہ وقت معلوم کر کے اس بازار میں جایا کریں گے۔ وہاں ان سے رب تعالیٰ فرمائے گا جو چاہو مانگو یہ لوگ علماء

marfat.com

سے پوچھ کر مانگیں گے لہٰذا علماء کی ضرورت وہاں بھی ہو گی (مرقات) گویا جنت میں یہ جمعہ کا دن رب کی نعمتوں کی زیادتی کا دن ہو گا جیسے دنیا میں جمعہ زیادتی عطا کا دن ہے اس میں ایک نیکی کا ثواب ستر گنا ہے۔ ۲۔ یعنی تم دنیا میں جس ہوا کو شمالی (اتر والی) ہوا کہتے ہو جو بارش لاتی ہے۔ وہاں ایسی ہوا چلے گی جو خوشبو عطر وغیرہ ان کے جسموں سے بھر دے گی۔ خیال رہے کہ جب ہم مغرب کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوں تو داہنے ہاتھ کا رخ شمال ہے وہاں چونکہ مشرق و مغرب نہ ہو گا۔ لہٰذا شمال و جنوب بھی نہ ہو گا۔ اہل عرب بلکہ تمام دنیا والے شمالی ہوا کو بہت مبارک سمجھتے ہیں اسے مون سون کہتے ہیں یہ بارش لاتی ہے۔ اس لئے اسے شمالی ہوا فرمایا (مرقات) ۳۔ یعنی یہ جنتی جب اس بازار سے اپنے گھر واپس ہوں گے تو ان کا حسن و جمال ان کی مہک خوشبو وغیرہ اور بھی زیادہ ہو چکی ہو گی جس پر ان کے گھر والے یہ کہیں گے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس بازار میں صرف مرد جایا کریں گے۔ عورتیں اپنے گھروں میں رہا کریں گی تاکہ عورتوں مردوں کا خلط ملط نہ ہو پردہ وہاں بھی ہو گا مگر عورتوں کو یہاں ہی وہ سب کچھ دے دیا جایا کرے گا جو مردوں کو بازار میں بلا کر دیا جائے گا جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے۔ ۴۔ یعنی اے بیویو ہم تو اس بازار میں جا کر یہ حسن و جمال خوشبو، مہک، بھڑک لائے تم کو یہاں گھر بیٹھے ہی یہ سب کچھ مل گیا یا تو وہ ہوا ان بیویوں کو یہاں ہی پہنچ جایا کرے گی۔ یا ان مردوں کی قرب سے انہیں سے بھی وہ حسن و مہک ملے گا یا مردوں کو اپنا حسن اپنے گھر والوں میں نظر آوے گا۔ اپنی خوشبو ان سے بھی محسوس ہو گی (مرقات) جس کا ہاتھ عطر سے مہک رہا ہو وہ جس سے مصافحہ کرے اسے بھی مہکا دیتا ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ زُمْرَةٍ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ عَلٰی صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ كَاَشَدِّ كَوْكَبٍ دُرِّیٍّ فِی السَّمَآءِ اِضَآءَةً ثُمَّ هُمْ عَلٰی قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ لَا اخْتِلَافَ بَیْنَهُمْ وَلَا تَبَاغُضَ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ زَوْجَتَانِ مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ یُرٰی مُخُّ سُوْقِهِنَّ مِنْ وَّرَآءِ الْعَظْمِ وَاللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ یُسَبِّحُوْنَ اللّٰهَ بُكْرَةً وَّعَشِیًّا لَا یَسْقَمُوْنَ وَلَا یَمْرَضُوْنَ وَلَا یَبُوْلُوْنَ وَلَا یَتَغَوَّطُوْنَ وَلَا یَتْفُلُوْنَ وَلَا یَمْتَخِطُوْنَ اٰنِیَتُهُمُ الذَّهَبُ وَالْفِضَّةُ وَاَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ وَوُقُوْدُ مَجَامِرِهِمُ الْاَلُوَّةُ وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ عَلٰی خَلْقِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ عَلٰی صُوْرَةِ اَبِیْهِمْ اٰدَمَ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا فِی السَّمَآءِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

(۵۳۷۰) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پہلا گروہ جو جنت میں جاوے گا ۱۔ وہ چودھویں رات کے چاند کی شکل پر ہو گا ۲۔ پھر جو ان سے متصل ہوں گے آسمان کے تیز چمک دار تارے کی روشنی میں ہوں گے ۳۔ ان سب کے دل ایک آدمی کے دل کے موافق ہوں گے کہ نہ ان میں مخالفت نہ بغض ہو گا ۴۔ ان میں سے ہر شخص کی دو بیویاں ہوں گی بڑی آنکھوں والی حوروں میں سے ۵۔ جن کی پنڈلیوں کی مینگ حسن کی وجہ سے ہڈی و گوشت کے اوپر سے دیکھی جاوے گی ۶۔ صبح شام اللہ کی تسبیح پڑھیں گے ۷۔ نہ کبھی بیمار ہوں گے نہ پیشاب پاخانہ کریں گے اور نہ تھوکیں گے نہ ناک صاف کریں گے ۸۔ ان کے برتن سونے چاندی کے ہوں گے ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی ان کی انگیٹھیوں کا ایندھن لوبان اور ان کا پسینہ مشک ہو گا ۹۔ ایک آدمی کے عادت پر ۱۰۔ اپنے باپ حضرت آدم کے شکل پر ساٹھ گز بلند ۱۱۔ (مسلم، بخاری)

(۵۳۷۰) ۱۔ پہلے گروہ سے مراد یا حضرات انبیاء کرام ہیں یا انبیاء کرام اور خاص اولیاء اللہ (مرقات) ظاہر یہ ہے کہ صرف انبیاء

marfat.com

کرام مراد ہیں۔ کہ جنت میں پہلے وہ ہی تشریف لے جائیں گے۔ ۲۔ جنت میں سارے نبی چاند کی طرح حسین ہوں گے ہمارے حضور سورج کی طرح حسین ہوں گے (مرقات) کیوں نہ ہو کہ حضور نبوت کے آسمان کے سورج رب فرماتا ہے و سراجا منیرا۔ ۳۔ یعنی حضرات انبیاء کرام کے بعد والے حضرات اولیاء۔ علماء۔ شہداء۔ صالحین۔ چمک دار تاروں کی شکل میں ہوں گے۔ خصوصاً صحابہ کرام کہ وہ تو دنیا میں بھی آسمان ہدایت کے تارے ہیں۔ اصحابی کالنجوم۔ ۴۔ یعنی جیسے اگر گھر میں اکیلا ایک آدمی ہو تو وہاں لڑائی جھگڑا ناممکن ہے ایسے ہی جنت میں بیشمار مخلوق ہو گی مگر لڑائی جھگڑا ناممکن ہو گا۔ ۵۔ حور جمع ہے حورا کی۔ بمعنی صاف و سفید عین جمع ہے عیناء کی۔ بمعنی بڑی آنکھ والی یعنی خاص حسن کی بیویاں جنس حور سے صرف دو ہوں گی اس کے علاوہ اور بہت سی ہوں گی۔ لہٰذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں کہ ان جنتیوں کی بیویاں ستر سے زیادہ ہوں گی کہ وہاں دوسرے درجے کی بیویاں مراد ہیں (اشعہ) ۶۔ یعنی انکا گوشت پوست ہڈیاں سب نورانی اور شفاف ہوں گی کہ ان میں کوئی چیز کسی کے لئے حجاب نہ ہو گی یہ نورانیت اور شفافی ان کے حسن کا باعث ہو گی دنیا میں اگر گوشت پھٹ جاوے اور مینگ نظر آجاوے تو برا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں یہ چیز نفرت انگیز ہے۔ ۷۔ یعنی ہر وقت بلکہ ہر سانس میں رب کی حمد اور قدوسی ہو گی۔ صبح شام سے مراد ہے ہمیشگی۔ ۸۔ یعنی یہ فضلات جنت میں نہ ہوں گے کہ یہ چیزیں گھن اور نفرت کا باعث ہیں۔ وہاں نفرت کہاں۔ غل تھوک کو کہتے ہیں اور تنخاط رینٹ کو۔ ۹۔ خیال رہے کہ جنت میں کنگھی ہو گی جو بالوں میں کی جاوے گی مگر میل دور کرنے کے لئے نہیں۔ کہ وہاں میل جوں، کھٹمل نہیں بلکہ بال نکھارنے حسن بڑھانے کے لئے یوں ہی وہاں انگیٹھی بھی ہو گی۔ اس میں لوبان بھی سلگے گا۔ مگر آگ کے بغیر کہ جنت میں آگ نہیں۔ جیسے وہاں پرندوں کا بھنا ہوا گوشت ملے گا مگر یہ گوشت آگ پر نہ پکے گا۔ رب فرماتا ہے **ولحم طیر مما یشتھون** نیز جنتیوں کو پسینہ آوے گا مگر گرمی سے نہیں کہ جنت میں نہ سورج کی گرمی نہ آگ کی تپش یہ پسینہ بہت ہی آرام دہ ہو گا۔ ان الفاظ سے دھوکا نہیں کھانا چاہیے۔ ۱۰۔ اگر خلق خ کے پیش سے ہے تو اس کی شرح ابھی ہو چکی کہ وہاں لڑائی جھگڑا بغض و حسد نہ ہو گا۔ اور اگر خ کے فتحہ سے ہے تو معنی یہ ہیں کہ سب جنتی ایک ہی قد کے ہوں گے ہم عمر ہوں گے۔ تیس یا تینتیس سالہ، جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے جیسا کہ معلوم ہو گا۔ ۱۱۔ یعنی سارے جنتی ساٹھ ہاتھ کے ہوں گے شرعی گز ایک ہاتھ یعنی ڈیڑھ فٹ کا ہوتا ہے۔ وہ ہی یہاں مراد ہے آدم کا قد اتنا ہی تھا فی السماء فرما کر بتایا گیا کہ اس سے لمبائی مراد ہے نہ کہ چوڑائی، یہاں مرقات نے فرمایا کہ سارے نبی نہایت حسین اور بہت ہی خوش آواز ہوں گے۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ يَاْكُلُوْنَ فِيْهَا وَيَشْرَبُوْنَ وَلَا يَتْفُلُوْنَ وَلَا يَبُوْلُوْنَ وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ قَالُوْا فَمَا بَالُ الطَّعَامِ قَالَ جُشَاءٌ وَرَشْحٌ كَرَشْحِ الْمِسْكِ يُلْهَمُوْنَ التَّسْبِيْحَ وَالتَّحْمِيْدَ كَمَا تُلْهَمُوْنَ النَّفَسَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۵۳۷۱) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جنت میں کھائیں گے پئیں گے ۱۔ اور نہ تو تھوکیں گے نہ پیشاب پاخانہ کریں گے اور نہ ناک جھاڑیں گے ۲۔ صحابہ نے عرض کیا تو ان کے کھانے کا کیا حال ہو گا ۳۔ فرمایا ڈکار اور مشک کی طرح پسینہ ۴۔ تسبیح و حمد الٰہی ان کے دل میں ڈالی جاوے گی جیسے تم سانس لئے جاتے ہو ۵۔ (مسلم)

(۵۳۷۱) ۱۔ جنتی جنت میں پرندوں کے گوشت اور اعلیٰ درجہ کے بے شمار پھل کھائیں گے۔ اور دودھ شہد، پانی شراب طہور

marfat.com

پئیں گے یہ کھانا پینا بھوک سے نہ ہوگا۔ صرف لذت کے لئے ہوگا کہ وہاں نہ بھوک ہوگی نہ پیاس۔ ۲۔ یعنی جنتیوں کے کھانے پینے کے لئے نعمتیں ہوں گی مگر بدن سے اس کے خارج کرنے کے لئے وہ ذریعہ نہ ہوں گے جو دنیا میں ہوتے ہیں پیشاب پاخانہ، تھوک، رینٹ وغیرہ۔ ۳۔ یعنی یا رسول اللہ پھر کھانے کا فضلہ بدن سے کیسے خارج ہوگا۔ اگر خارج نہ ہوگا تو وہاں تندرستی کیسے قائم ہوگی۔ نہایت نفیس سوال ہے۔ ۴۔ یعنی کھانا تو ڈکار سے ہضم ہوگا اور پانی وغیرہ پسینہ کے ذریعہ خارج ہوگا۔ خیال رہے کہ جنت میں دنیا کی سی ڈکار نہ ہوگی جس کی حدیث شریف میں برائی آئی ہے۔ **اقسرنا حشاء ک** مگر وہ آواز کسی قدر اس میں بدبو بلکہ وہ ڈکار ہی اور قسم کی ہوگی۔ نیز وہاں پسینہ دنیا کا سا نہ ہوگا جو گرمی کی وجہ سے بدبو دار تکلیف دہ ہوتا ہے وہ پسینہ اور ہی طرح کا ہوگا نہایت خوشبو دار آرام دہ۔ ۵۔ سبحان اللہ کس نفیس طریقہ سے سمجھایا ہے کہ جیسے دنیا میں تم سانس لیتے تھکتے نہیں۔ ایسے ہی وہاں تسبیح و تہلیل کرتے تھکو گے نہیں جیسے کہ یہاں سانس ہر وقت ہر حال میں جاری رہتی ہے ایسے ہی وہاں جنت میں تسبیح و تہلیل ہر حال ہر وقت میں جاری ہوگی جیسے یہاں سانس کسی کام سے روکتی نہیں، ایسے ہی وہاں ذکر اللہ کسی کام سے روکے گا نہیں، بعض عارفین پاس انفاس کرتے ہیں یعنی ذکر اللہ ان کی سانس میں جاری ہو جاتا ہے جو سوتے جاگتے کھاتے پیتے جاری رہتا ہے۔ وہ لوگ ایک اعتبار سے دنیا میں ہی جنت میں ہیں۔ مرقات نے فرمایا کہ **ولمن خاف مقام ربه جنتان** دو جنتوں سے مراد ایک دنیاوی جنت ہے۔ دوسری اخروی جنت، دنیاوی جنت ذکر الٰہی ہے اخروی جنت اس کا نتیجہ ہے ارشاد باری ہے **ان الابرار لفی نعیم** نیک لوگ دنیا میں ہی جنت میں ہیں۔ یعنی ذکر اللہ کی جنت میں **وان الفجار لفی جحیم** کفار دنیا میں ہی دوزخ میں ہیں یعنی غفلت کی دوزخ میں جس کا نتیجہ آخرت کی دوزخ ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ یَّدْخُلُ الْجَنَّةَ یَنْعَمُ وَلَا یَبْاَسُ وَلَا یَبْلٰی ثِیَابُهٗ وَلَا یَفْنٰی شَبَابُهٗ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۳۷۲) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جنت میں جائے گا خوش رہے گا کبھی غمگین نہ ہوگا۔ نہ اس کے کپڑے گلیں نہ اس کی جوانی ختم ہو۔ (مسلم)

(۵۳۷۲) ۱۔ کسی قسم کا غم جنتی کو نہ ہوگا۔ اور ہر طرح کی خوشی اسے میسر ہوگی حتیٰ کہ اپنی کافر اولاد کے دوزخ میں جانے کا بھی غم نہ ہوگا۔ اس سے قطعاً محبت نہ رہے گی کوئی اپنے کو دوسرے سے ہلکا نہ سمجھے گا۔ ۲۔ غرضیکہ جنت میں ہر چیز کو قرار ہے تبدیلی کسی چیز میں نہیں۔ فنا کسی کو نہیں، جوانی، لباس، خوشی عیش ہر چیز ہمیشہ کی ہے کوئی فنانہ ہوگا۔ حتیٰ کہ وہاں کے پھل کھالینے کے بعد بھی فنا نہیں وہ ہی پھل جو کھایا ویسا ہی باقی، اکلہا دائم جیسے ہوا، دھوپ استعمال کرنے کے بعد بھی ویسے ہی باقی رہتی ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یُنَادِیْ مُنَادٍ اِنَّ لَكُمْ اَنْ تَصِحُّوْا فَلَا تَسْقَمُوْا اَبَدًا وَاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَحْیَوْا فَلَا تَمُوْتُوْا اَبَدًا وَاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَشِبُّوْا فَلَا تَهْرَمُوْا اَبَدًا وَاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَنْعَمُوْا فَلَا تَبْاَسُوْا اَبَدًا۔

(۵۳۷۳) روایت ہے حضرت ابو سعید و ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پکارنے والا پکارے گا کہ تمہارے لئے یہ ہے کہ تندرست رہو گے کبھی بیمار نہ ہو گے اور تمہارے لئے یہ ہے کہ زندہ رہو گے کبھی نہ مرو گے اور تمہارے لئے یہ ہے کہ جوان رہو گے کبھی بوڑھے نہ ہو گے اور تمہارے

marfat.com

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

لئے یہ ہے کہ خوش رہو گے کبھی غمگین نہ ہو گے ۲۔(مسلم)

(۵۳۷۳) ۱۔ یا تو خود رب تعالیٰ پکار کر فرمائے گا یا اس کی طرف سے کوئی فرشتہ پکارے گا۔ ایک دفعہ یا بار بار۔ ۲۔ ان بشارتوں سے جنتیوں کی خوشی میں اور بھی اضافہ ہوتا رہے گا۔ خوشی کا لطف ہے اور خوشی کی بشارت کا لطف کچھ اور ہی ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَھْلَ الْجَنَّۃِ یَتَرَاءَوْنَ اَھْلَ الْغُرَفِ مِنْ فَوْقِھِمْ کَمَا تَتَرَاءَوْنَ الْکَوْکَبَ الدُّرِّیَّ الْغَابِرَ فِی الْاُفُقِ مِنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لِتَفَاضُلِ مَا بَیْنَھُمْ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ تِلْکَ مَنَازِلُ الْاَنْبِیَاءِ لَا یَبْلُغُھَا غَیْرُھُمْ قَالَ بَلٰی وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ رِجَالٌ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَصَدَّقُوا الْمُرْسَلِیْنَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

(۵۳۷۴) روایت ہے حضرت ابو سعید خدری سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنتی لوگ اپنے اوپر بالاخانہ والوں کو اس طرح ایک دوسرے کو دکھائیں گے جیسے تم چمک دار تارے کو جو شرقی غربی کنارے میں ہو ایک دوسرے کو دکھاتے ہو۔ ان کے درمیان فضیلت کی وجہ سے ۲۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو انبیاء کرام کی منزلیں ہوں گی۔ جن تک ان کے سواء کوئی نہ پہنچ سکے گا ۳۔ فرمایا ہاں کیوں نہیں اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے وہ لوگ وہاں پہنچیں گے جو اللہ پر ایمان لائے رسولوں کی تصدیق کی ۴۔(مسلم بخاری)

(۵۳۷۴) ۱۔ یعنی جنت کے نیچے درجے والے جنتی اعلیٰ جنتیوں کو اس طرح ایک دوسرے کو دکھائیں گے جیسے دنیا میں مشرق سے نکلتے چاند تاروں کو ڈوبتے ہوئے دکھاتے ہیں کہ وہ ہی حضرت ابوبکر صدیق وہ ہیں۔ حضرت بلال دیکھو وہ رہے حضرت حسین رضی اللہ عنہم یا یہاں کی عورتیں ایک دوسرے سے کہیں گی۔ دیکھو وہ ہیں خاتون جنت فاطمہ زہرا ہیں۔ جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہن ان حضرات کا دیدار بھی بڑی نعمت ہو گی۔ آج مدینہ کی گلیوں کو ہم ترستے ہیں۔ مدینہ دیکھ کر سب رنج و غم بھول جاتے ہیں جب مدینہ والے محبوب اور ان کے خدام کو دیکھیں گے تو خوشی کا کیا حال ہو گا۔ شعر:۔

☆ میرا دل زار مدینہ میں ہے ☆ میں ہوں یہاں یار مدینہ میں ہے ☆
☆ خلد کا بازار مدینہ میں ہے ☆ احمد مختار مدینہ میں ہے ☆

۲۔ یعنی سب جنتی ایک درجہ کے نہ ہوں گے ان کے درجے مختلف ہوں گے۔ اعلیٰ درجہ کے جنتی اوپر کے طبقوں میں مگر نیچے والوں کو اپنے ادنی ہونے کا خیال بھی نہ آوے گا بلکہ اوپر والوں کو دیکھ کر خوشی ہو گی ایسی خوشی بیان نہیں ہو سکتی۔ ۳۔ سائل کا مقصد یہ ہے کہ ایسے بلند درجات والے جو آسمانی تاروں کی طرح نظر آویں۔ وہ حضرات انبیاء کرام ہی ہو سکتے ہیں۔ ہم امیوں میں سے تو کوئی ہو گا نہیں۔ ۴۔ یہاں ایمان باللہ سے مراد عیانی ایمان ہے اور تصدیق رسل سے مراد فنا والی تصدیق ہے۔ یعنی ایمان و تصدیق کا اعلیٰ درجہ لہٰذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ سارے ہی جنتی مومن ہوں گے وہاں کافر تو کوئی جائے گا نہیں تو پھر نیچے درجوں میں کون رہے گا۔ عیانی ایمان کی دلیل وہ آیت ہے **قال بلی ولکن لیطمئن قلبی** سن کر تصدیق دیکھ کر تصدیق داخل ہو کر تصدیق فنا ہو کر تصدیق ان سب میں بڑا فرق ہے یہاں یہ آخری درجہ والی تصدیق مراد ہے ہم نے عرض کیا شعر:۔

marfat.com

ہماری عقل میں یہ بات نہیں آتی کہ ان نعمتوں سے بہتر اور کونسی نعمت ہو سکتی ہے اعلیٰ سے اعلیٰ نعمتیں تو تو نے ہم کو عطا فرمادی ہیں ۵۔ اس فرمان عالی سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رضا تمام نعمتوں سے اعلیٰ ہے کہ یہ رضا ہی بقاء کا دیدار کا ذریعہ ہے جس سے مالک خوش ہو گیا تو ہر چیز اس کی ہو گئی۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کے راضی ہونے کی علامت یہ ہے کہ بندہ اس سے راضی ہو جاتا ہے بندہ کے راضی ہو جانے کی علامت یہ ہے کہ وہ رب کے احکام اس کی بھیجی ہوئی تکالیف سے راضی رہتا ہے کبھی اس کی شکایت نہیں کرتا دیکھو یہاں رب تعالیٰ نے پہلے بندوں سے ان کی رضا پوچھی پھر اپنی رضا کی خبر دی۔ اس حدیث کی تائید وہ آیات کرتی ہیں **ورضوان من اللہ اکبر** اور رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ اگر بندہ یہ جاننا چاہے کہ رب مجھ سے راضی ہے یا نہیں تو وہ غور کرے کہ وہ رب سے راضی ہے یا نہیں راضی ہو جاؤ' راضی کر لو اس کا ذکر کرو اپنا ذکر کراؤ۔ مولانا فرماتے ہیں۔ شعر:۔

☆ گفت اللہ اگنت لبیک ماست ☆ ایں گداز و سوز و دراز بیک ماست

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَدْنٰى مَقْعَدِ اَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ اَنْ يَقُوْلَ لَهٗ تَمَنَّ فَيَتَمَنّٰى وَيَتَمَنّٰى فَيَقُوْلُ لَهٗ هَلْ تَمَنَّيْتَ فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيَقُوْلُ لَهٗ فَاِنَّ لَكَ مَا تَمَنَّيْتَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۳۷۷) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے ادنیٰ ٹھکانے والے جنتی سے رب فرمائے گا۔ آرزو کر وہ آرزو کرے گا اور آرزو کرے گا۔ تو اس سے فرمائے گا کیا تو نے آرزو کر لی وہ کہے گا ہاں تو اس سے فرمائے گا کہ جو تو نے آرزوئیں کیں وہ اور اس کے ساتھ اتنا ہی اور تیرے لئے ۲۔ (مسلم)

(۵۳۷۷) ۱۔ تیمنی دوبار فرمانا زیادتی بیان کرنے کے لئے ہے یعنی بندہ آرزو کرے گا اور خوب ہی کرے گا۔ بار بار کرے گا۔ جہاں تک اس کا خیال پہنچے وہاں تک کی تمنائیں کر لے گا۔ خیال رہے کہ تمنا اور امید میں بڑا فرق ہے۔ امید تو صرف ہو سکنے والی بات کی ہوتی ہے مگر تمنا ان ہونے والی بات کی بھی ہو سکتی ہے۔ ایک بڈھا تمنا کر سکتا ہے کہ کاش میری جوانی لوٹ آتی نہ معلوم بندہ تمنا کیا کیا کرے گا مجھ گنہگار کی تمنا تو یہ ہے اور ہو گی۔ شعر:۔

☆ جو دل بخشا ہے مولیٰ بخش دے الفت محمد کی ☆ جو آنکھیں دی ہیں دکھلا دے مجھے صورت محمد کی

۲۔ یعنی وہ تمنائیں پوری ہوئیں تیری مانگ سے اور اتنا ہی اور دیا اپنے رحم خسروانہ کرم شاہانہ سے پہلے ایک گنا ساتھ ہی دے گا آخر میں دس گنا لہٰذا یہ حدیث دس گنا والی حدیث کے خلاف نہیں۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيْحَانُ وَجَيْحَانُ وَالْفُرَاتُ وَالنِّيْلُ كُلٌّ مِّنْ اَنْهَارِ الْجَنَّةِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۳۷۸) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سیحان و جیحان ۱۔ فرات و نیل یہ سب جنت کی نہروں میں سے ہیں ۲۔ (مسلم)

(۵۳۷۸) ۱۔ خیال رہے کہ سیحون اور جیحون ملک ارمن میں دو نہریں ہیں۔ یعنی ترکستان اور خراسان میں اور فرات و نیل ملک شام کی دو نہریں ہیں (اشعہ) ۲۔ فرات کوفہ میں ہے نیل مصر میں' ان چاروں نہروں کا جنت سے ہونا۔ اس کی بہت تو جیہیں کی گئی

marfat.com

ہیں مگر قوی یہ ہے کہ کوئی تاویل نہ کی جاوے اسے اپنے ظاہر پر رکھا جاوے کہ جنت سے ان کا پانی پہاڑوں میں بھیجا گیا۔ اور پہاڑوں سے ان میدانوں میں جاری کیا گیا۔ چنانچہ یہ پانی بہت شیریں ہیں ہاضم ہیں۔ ان نہروں پر حضرات انبیاء کرام بزرگان دین بہت ہی کثرت سے تشریف فرمائے ہوئے ہیں۔ قریب قیامت جب قوم یاجوج وماجوج کا خروج ہو گا۔ تو قرآن مجید، علم دین، حجر اسود، مقام ابراہیم اور یہ چاروں نہریں دنیا سے غائب کر دی جائیں گی۔ رب فرماتا ہے **وانا علی ذھاب بہ لقادرون** (مرقاۃ)

وَعَنْ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدٍ وَاِنْ قَالَ ذُكِرَ لَنَا اَنَّ الْحَجَرَ يُلْقٰى مِنْ شَفَةِ جَهَنَّمَ فَيَهْوِيْ فِيْهَا سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا لَا يُدْرِكُ لَهَا قَعْرًا وَاللّٰهِ لَتُمْلَأَنَّ وَلَقَدْ ذُكِرَ لَنَا اَنَّ مَا بَيْنَ مِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيْعِ الْجَنَّةِ مَسِيْرَةُ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً وَلَيَاْتِيَنَّ عَلَيْهَا يَوْمٌ وَهُوَ كَظِيْظٌ مِنَ الزِّحَامِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۵۳۷۹) روایت ہے حضرت عتبہ ابن غزوان سے ا۔ فرماتے ہیں کہ ہم سے ذکر کیا گیا ۲۔ کہ دوزخ کے کنارہ سے پتھر ڈالا جاوے گا تو اس میں ستر سال گرے گا اس کی تہہ نہ پائے گا ۳۔ رب کی قسم وہ بھری جاوے گی اور ہم سے ذکر کیا گیا کہ جنت کی چوکھٹوں میں سے دو چوکھٹوں کے درمیان چالیس سالوں کا فاصلہ ہے اور اس پر ایک ایسا دن آوے گا جب وہ بھیڑ کی وجہ سے نمسا ہو گا ۴۔ (مسلم)

(۵۳۷۹) ا۔ عتبہ ابن غزوان صحابی ہیں بدری ہیں ساتویں مسلمان ہیں کہ ان سے پہلے صرف چھ حضرات ایمان لائے تھے۔ بڑے تیرانداز تھے۔ ۲۔ یا تو حضور انور نے فرمایا یا کسی صحابی نے، خیال رہے کہ صحابی کی مرسل حدیث بالاتفاق قبول ہے بعد والوں کے مرسلات میں اختلاف ہے۔ (مرقات) ۳۔ اللہ اکبر یہ ہے دوزخ کی گہرائی پتھر اگر آسمان سے پھینکا جاوے تو صبح سے چلا ہوا شام تک زمین پر پہنچ جاوے مگر دوزخ کے کنارے سے چلا ہوا ستر سال میں اسکی تہ تک نہ پہنچے۔ سوچ لو گہرائی کتنی ہے۔ اتنی گہرائی دوزخ کو کفار انسانوں سے بھرنا ہے۔ ۴۔ یعنی جنت کے ہر دروازہ کی چوڑائی چالیس سال کی راہ ہے اس قدر وسعت کے بعد جب جنتی اس میں داخل ہوں گے تو ان کے کھوے سے کھوے چھلتے ہوں گے اژدحام اور بھیڑ کا یہ حال ہو گا۔ خیال رہے کہ یہ ٹھنا جب ہو گا جبکہ عام جنتی داخل ہوں گے سب سے پہلے ہمارے حضور داخل ہوں گے دروازہ کھلے گا انہیں کے لئے پھر دوسرے انبیاء کرام پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ترتیب وار پھر دوسری امتیں جس جماعت کے داخلہ کی باری آوے گی دروازہ ٹھس جاوے گا۔ اللہ ہم کو بھی نصیب کرے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

دوسری فصل

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِمَّ خُلِقَ الْخَلْقُ قَالَ مِنَ الْمَاءِ قُلْنَا الْجَنَّةُ مَا بِنَاؤُهَا قَالَ لَبِنَةٌ مِنْ ذَهَبٍ وَلَبِنَةٌ مِنْ فِضَّةٍ وَمَلَاطُهَا الْمِسْكُ الْاَذْفَرُ وَحَصْبَاؤُهَا اللُّؤْلُؤُ وَالْيَاقُوْتُ وَتُرْبَتُهَا الزَّعْفَرَانُ مَنْ يَدْخُلُهَا يَنْعَمُ وَلَا يَبْاَسُ وَيَخْلُدُ وَلَا يَمُوْتُ وَلَا يَبْلٰى ثِيَابُهُمْ وَلَا يَفْنٰى شَبَابُهُمْ۔

(۵۳۸۰) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مخلوق کس چیز سے پیدا کی گئی فرمایا پانی سے ا۔ ہم نے عرض کیا جنت کا مسیریل کیا ہے ۲۔ فرمایا ایک اینٹ سونے کی ایک اینٹ چاندی کی اور اس کا گارا خالص مشک کا ہے اور اس کی بجری موتی اور یاقوت ہے اس کی مٹی زعفران ہے ۳۔ جو وہاں داخل ہو گا خوش رہے گا غمگین نہ ہو گا ہمیشہ رہے گا کبھی نہ مرے گا۔ ان کے کپڑے گلیں گے نہیں اس کی جوانی فنا نہ ہو گی ۴۔ (احمد،

marfat.com

رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ (ترمذی، دارمی)

(۵۳۸۰) ا۔ اگر خلق سے مراد جاندار مخلوق ہے' انسان و جانور وغیرہ تو پانی سے مراد نطفہ ہے۔ اس صورت میں حضرت آدم' حوا' عیسیٰ علیہ السلام اور وہ کیڑے مکوڑے اس حکم سے علیحدہ ہیں جو اولاً سرپا چارپائی یا برسات کے موسم میں پیدا ہوتے ہیں کہ ان کی پیدائش نطفہ سے نہیں اس معنی کی تائید قرآن کریم کی اس آیت سے ہے۔ **وجعلنا من الماء کل شئی حی** ہم نے ہر جاندار چیز کو نطفہ سے پیدا فرمایا۔ اور اگر خلق سے مراد عالم اجسام ہے۔ تو ماء سے مراد یہ ہی پانی ہے اللہ تعالیٰ نے پہلے ایک جوہر پیدا فرمایا اس پر نظر ڈالی تو ہیبت سے وہ جوہر پگھل گیا پانی بن گیا۔ اس پانی میں قدرتی گرمی پیدا کی گئی اس سے ہوا بنی کہ پانی گرمی پاکر ہوا بن جاتا ہے ہوا نے پانی کو حرکت دی اس سے جھاگ پیدا ہوئے وہ جما دیئے گئے تو زمین بنی گویا زمین پانی کا جما ہوا جھاگ ہے یہ پانی اور زیادہ گرم کیا گیا تو اس سے آگ بنی آگ سے دھواں پیدا ہوا وہ جم کر آسمان بنے توریت شریف کے پہلے دفتر میں پیدائش کی یہ ہی ترتیب فرمائی گئی ہے۔ زمین پانی پر ٹھہر نہ سکی ہلتی تھی تو اس پر پہاڑ کے لنگر ڈالے گئے جس سے اسے قرار ہوا (اشعۃ اللمعات و لمعات)۔ ۲۔ جس سامان سے مکان بناتے ہیں۔ اسے انگریزی' اردو میں میریل کہتے ہیں جیسے اینٹ گارا چونا لوہا سیمنٹ وغیرہ یعنی یا رسول اللہ جنت کی تعمیر کس سامان سے ہوئی معلوم ہوا کہ حضرات صحابہ کا ایمان تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر چیز کی حقیقت سے واقف ہیں حضورؐ سے ایسے باریک سوال کرتے ہیں اور سرکار یہ نہیں فرماتے کہ اچھا جبرئیل امین آئیں گے تو ان سے پوچھ لیں گے یہ باتیں تو حضرت جبرئیل کو بھی معلوم نہ تھیں جو حضور بیان فرما رہے ہیں۔ مولانا فرماتے ہیں۔ شعر:۔

☆ اے ہزاراں جبرئیل اندر بشر ☆ بہر حق سوئے غریباں یک نظر ☆

۳۔ دیکھو یہ ہے اس غیب داں صلی اللہ علیہ وسلم کا علم کہ جنت کی ساری حقیقت بیان فرمادی جس کی نگاہ سے جنت کی حقیقت نہیں چھپی انہیں سب کی حقیقت بھی معلوم ہے۔ خیال رہے سونا پیلا ہوتا ہے۔ چاندی سفید جو دیوار ان اینٹوں سے بنے وہ کیسی خوشنما ہوگی۔ پھر زعفران پیلا ہوتا ہے۔ مشک سیاہ جو مٹی اس سے مخلوط ہو وہ کیسی حسین اور کیسی خوشبودار ہوگی۔ پھر موتی سفید چمکیلے ہوتے ہیں یا قوت رنگ برنگے جو بجری ان سے مخلوط ہو وہ کیسی خوبصورت اور قیمتی ہوگی' پھر وہاں کے درخت گہرے رنگ کے سبز ان رنگتوں کے ملنے سے جو حسن پیدا ہوا ہے وہ بغیر دیکھے سمجھ میں نہیں آسکتا۔ انشاء اللہ دیکھ کر ہی سمجھیں گے اور سمجھائیں گے۔ خدا تعالیٰ اس قال کو حال کردے۔ ۴۔ یعنی جنت میں رنج' غم' تکلیف' بیماریاں' موت' بڑھاپا' کپڑے میلے ہونے وغیرہ کوئی چیز نہ ہوگی۔ مرقات نے فرمایا کہ کپڑے فرما کر سارا سامان مراد لیا گیا ہے کہ وہاں نہ کپڑے میلے ہوں نہ پھٹیں نہ کوئی سامان ٹوٹے پھوٹے نہ مرمت کرایا جاوے۔ دیکھ لو چاند سورج کی مرمت کون کرتا ہے۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةٌ اِلَّا وَسَاقُهَا مِنْ ذَهَبٍ - رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ

(۵۳۸۱) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جنت میں کوئی درخت نہیں مگر اس کا تنا سونے کا ہے ا۔ (ترمذی)

(۵۳۸۱) ا۔ جنت کے درختوں کا تنا سونے کا اس کی شاخیں چاندی کی سونے کی یا قوت و زمرد سے جڑی ہوئی ہر طرح کی کلیوں پھولوں سے بھری ہوئی میووں' پھلوں سے لدی ہوئی۔ نیچے نہریں جاری۔ سمجھو ہر طرح بہار ہی بہار ہے۔ شعر:۔

marfat.com

☆ وہ تو نہایت سستا سودا بیچ رہے ہیں جنت کا ☆ ہم مجرم کیا مول چکائیں ہاتھ ہی اپنا خالی ہے ☆
اچھا اللہ تعالیٰ کسی کے طفیل ہم کو بھی بخش دے۔ شعر:۔

☆ شنیدم کہ در روز امید و بیم ☆ بدان رابہ نیکاں بہ بخشد کریم ☆

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ مِائَةُ عَامٍ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ)

(۵۳۸۲) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جنت میں ایک سو درجے ہیں ہر دو درجوں کے درمیان سو سال کی مسافت ہے ا۔ (ترمذی) اور فرمایا یہ حسن غریب ہے۔

(۵۳۸۲) ا۔ اگر درجہ سے مراد زینہ سیڑھی کے درجے ہیں۔ تب تو مطلب یہ ہے کہ جنت کی ایک منزل سے دوسری منزل کا فاصلہ اتنا ہے کہ وہاں سو درجوں والا زینہ ہو جس کے ہر دو درجوں کے درمیان سو برس کے فاصلہ کی مسافت ہو اور اگر ان درجوں سے مراد جنت کی منزلیں ہیں تو مطلب ظاہر ہے۔ دوسرے معنی زیادہ قوی ہیں دیکھو مرقات یہی مقام۔

وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ لَوْ اَنَّ الْعَالَمِيْنَ اجْتَمَعُوْا فِيْ اِحْدٰهُنَّ لَوَسِعَتْهُمْ۔ (التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

(۵۳۸۳) روایت ہے حضرت ابوسعید سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جنت میں سو درجے ہیں۔ اگر تمام جہانوں کے لوگ ان میں سے ایک درجے میں جمع ہوں تو وہ ان سب کو کافی ہو ا۔ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۳۸۳) ا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ایک جنتی کو بہت بڑا علاقہ دیا جاوے گا کہ اتنی جنت صرف انسانوں کے لئے اور انسانوں میں بھی صرف مومنوں کے لئے خاص کر دی گئی ہے۔ اگر ہر ایک کا علاقہ بہت وسیع نہ ہو تو پوری امتوں کی کھپت کیسے ہو۔

وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ قَالَ اِرْتِفَاعُهَا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

(۵۳۸۴) روایت ہے انہیں سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی اللہ تعالیٰ کے فرمان کے بارے میں **وفرش مرفوعة** فرمایا ان بستروں کی بلندی ایسی ہے جیسے آسمان و زمین کا فاصلہ پانچ سو سال کی مسافت ا۔ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۳۸۴) ا۔ اس فرش کی بہت تفسیریں کی گئی ہیں نمبر ا جنت کے ایک درجے کا فرش زمین دوسرے درجے کے فرش زمین سے اتنا اونچا ہے جتنا آسمان زمین سے اونچا نمبر ۲ جنتی لوگوں کے گھروں میں جو چارپائیاں ہوں گی جن پر ان کے بستر ہوں گے ان کے پائے اتنے اتنے اونچے نمبر ۳ فرش سے مراد وہاں کی حوریں اور دوسری بیویاں ہیں بلندی سے مراد درجے کی بلندی ہے یعنی دنیا کی عورتوں کو ان عورتوں سے کچھ نسبت ہی نہیں جیسے زمین و آسمان میں فرق ہے ویسے ہی ان کے درجوں میں فرق ہے۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ زُمْرَةٍ يَدْخُلُوْنَ

(۵۳۸۵) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پہلا گروہ جو قیامت کے دن جنت میں

marfat.com

الْجَنَّةَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ضَوْءُ وُجُوْهِهِمْ عَلٰى مِثْلِ ضَوْءِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَالزُّمْرَةُ الثَّانِيَةُ عَلٰى مِثْلِ اَحْسَنِ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَآءِ لِكُلِّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ زَوْجَتَانِ عَلٰى كُلِّ زَوْجَةٍ سَبْعُوْنَ حُلَّةً يُرٰى مُخُّ سَاقِهَا مِنْ وَّرَآءِ ذٰلِكَ. (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

جائے گا ان کے چہروں کی چمک چودھویں رات کے چاند کی چمک کی طرح ہوگی۔ اور دوسرا گروہ آسمان میں بہترین چمک دار تارے کی طرح ا۔ ان میں ہر شخص کی دو بیویاں ہوں گی۔ ہر بیوی پر ستر جوڑے ہوں گے۔ ان کی پنڈلی کی مینگ ان سب کے اوپر سے دیکھی جاوے گی ۲۔ (ترمذی)

(۵۳۸۵) ا۔ پہلا گروہ حضرات انبیاء کرام ہیں دوسرا گروہ حضرات اولیاء اللہ شہداء صالحین کا ہے قلب کی حالت ان کے چہروں پر ظاہر ہوگی۔ ۲۔ یعنی اس کی بیویاں تو بہت ہوں گی مگر ان میں سے دو بیویاں اسی لطافت والی ہوں گی کہ ستر جوڑے پہنیں گی۔ پھر بھی ان کی پنڈلی کی ہڈی کی مینگ اوپر سے نظر آوے گی۔ مگر خیال رہے کہ وہ بیویاں صرف اپنے خاوندوں کے سامنے ہی آویں گی۔ کوئی اور نہیں نہ دیکھ سکے گا۔ رب فرماتا ہے **قصرت الطرف** لہٰذا اس پر نہ تو یہ اعتراض ہے کہ پھر ان کے سارے پوشیدہ اعضاء سب کو نظر آئیں گے لباس ستر کا فائدہ نہ دے گا اس لئے کہ وہاں کل بیویوں کا ذکر ہے۔ اور یہاں ایسی لطافت والی بیویوں کا کل بیویاں بہتر ہیں جن میں سے دو ایسی لطیف اور انہیں سوا ان کے خاوندوں کے کوئی نہ دیکھے گا۔

وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُعْطَى الْمُؤْمِنُ فِي الْجَنَّةِ قُوَّةَ كَذَا وَكَذَا مِنَ الْجِمَاعِ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوَيُطِيْقُ ذٰلِكَ قَالَ يُعْطٰى قُوَّةَ مِائَةٍ۔ (التِّرْمِذِيُّ)

(۵۳۸۶) روایت ہے حضرت انس سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا جنت میں مومن کو جماع کی اتنی اتنی طاقت دی جاوے گی ا۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ کیا وہ اس کی طاقت رکھے گا ۲۔ فرمایا سو آدمیوں کی طاقت دی جاوے گی ۳۔ (ترمذی)

(۵۳۸۶) ا۔ یعنی جنتی مرد کو اپنی بیویوں سے صحبت کرنے کی بہت ہی طاقت دی جاوے گی۔ اسکو صحبت سے کوئی کمزوری نہ ہو گی۔ خیال رہے کہ وہاں صحبت میں منی خارج نہیں ہوگی کہ یہ گندگی ہے۔ جیسے وہاں پیشاب، پاخانہ نہیں ایسے ہی وہاں منی نہیں۔ صرف ہوا خارج ہوگی مگر اس ہوا میں لذت منی سے زیادہ ہوگی ہکذا قال بعض مشائخنا ۲۔ یعنی اتنی قوت مرد کی ایک مرد کیسے سنبھالے گا۔ دنیا میں بعض لوگوں میں یہ طاقت اتنی ہوتی ہے کہ وہ ایک بیوی پر صبر نہیں کر سکتے اور عورت کی پلیدی کا زمانہ بمشکل گزار سکتے ہیں۔ پھر وہاں ضبط کیسے ہوگا۔ ۳۔ یعنی اللہ تعالیٰ ایک جنتی کو دنیا کے سو مردوں کی برابر قوت شہوانی عطا فرمائے گا ساتھ ہی اس کو تحمل کی طاقت بھی دے گا اور مصرف بھی عطا فرمائے گا۔ خیال رہے کہ از روئے علم طب اعلیٰ درجے کے جوان میں چوبیس گھنٹے میں پانچ بار صحبت کرنے کی طاقت ہوتی ہے۔ درمیانہ درجے والے میں تین بار کی مگر وہ اسے نبھا نہیں سکتا اور وہاں طاقت ہے سو مردوں کی تو گویا اس میں چوبیس گھنٹہ کی پانچ سو بار صحبت کی طاقت ہوگی۔ یہ بھی خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے سو جنتیوں کی طاقت دی تھی یعنی چار ہزار دنیاوی مردوں کی نو بیویوں پر حضور کا قناعت فرمانا انتہائی صبر تھا حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک ہزار بیویاں تھیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی ننانوے بیویاں تھیں۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ دوسری طاقتوں کا بھی یہ ہی حال ہوگا۔ بہرحال ہر طرح اللہ تعالیٰ کا فضل ہوگا۔

وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

(۵۳۸۷) روایت ہے حضرت سعد ابن ابی وقاص سے وہ نبی

marfat.com

وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ لَوْ اَنَّ مَا يُقِلُّ ظُفُرٌ مِّمَّا بَدَا لَتَزَخْرَفَتْ لَهٗ مَا بَيْنَ خَوَافِقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَوْ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَ فَبَدَا اَسَاوِرُهٗ لَطَمَسَ ضَوْءُهٗ ضَوْءَ الشَّمْسِ كَمَا تَطْمِسُ الشَّمْسُ ضَوْءَ النُّجُوْمِ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا جنت کی وہ نعمتیں جو جنتی کا ناخن اٹھائے ہو گا۔ ظاہر ہو جاوے تو اس سے آسمانوں اور زمین کناروں کے درمیان کی جڑیں بج جاویں ۲۔ اور اگر کوئی جنتی آدمی جھانک لے تو اس کے کنگن ظاہر ہو جاویں تو ان کی روشنی سورج کی روشنی کو مٹا دے ۳۔ جیسے سورج تاروں کی روشنی کو مٹا دیتا ہے ۴۔ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۳۸۷) ۱۔ دنیا میں انسانوں کے ناخن میں میل بھرا ہوتا ہے۔ جو گندا ہوتا ہے وہاں جنتیوں کے ناخنوں میں جو چیز ہو گی اس کا یہ حال ہو گا' خیال رہے کہ یہ فرمان عالی سمجھانے کے لئے ہے۔ یعنی وہاں کی معمولی چیز کا یہ حال ہو گا۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ جنتیوں کے ناخنوں بڑے بڑے ہوں گے اس میں کچھ بھرا ہوا ہو گا۔ ۲۔ خوافق بنا ہے خفق سے ۔ بمعنی حرکت کرنا بیقرار ہونا اسی سے ہے خفقان دل۔ مشرق و مغرب کو خوافق اس لئے کہتے ہیں کہ وہاں سے ہی دن و رات طلوع و غروب ہوتے ہیں۔ چاند تارے سورج حرکت کرتے ہوئے نکلتے ڈوبتے ہیں۔ ۳۔ اساور جمع ہے اسورہ کی اور اسورہ جمع ہے سوار کی۔ سوار کنگن کو کہتے ہیں۔ دنیا میں مردوں کو زیور پہننا حرام ہے کہ یہاں جہاد وغیرہ کرتے ہیں وہاں مباح ہو گا۔ ہر جنتی زیوروں سے لدا پھدا ہو گا۔ پھر زیور کی قیمت کا یہ حال ہو گا۔ ۴۔ اس کی شرح ابھی کچھ پہلے گزر گئی جنتیوں کے چہرے دنیا کے سورج سے کہیں روشن ہوں گے۔ ان کے مقابل سورج تارا ہے ان کے چہروں کو دیکھنے کے لئے آنکھ بھی اور ہی قسم کی عطا ہو گی۔ جو ان کی جھلک برداشت کر سکے۔

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهْلُ الْجَنَّةِ جُرْدٌ مُّرْدٌ كُحْلٌ لَا يَفْنٰى شَبَابُهُمْ وَلَا يَبْلٰى ثِيَابُهُمْ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ)

(۵۳۸۸) روایت ہے حضرت ابی ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جنتی لوگ بغیر بال والے صاف بدن ۱۔ بے داڑھی والے' سرمہ کی آنکھ والے ہوں گے ۲۔ نہ ان کی جوانی ختم ہو۔ نہ ان کے کپڑے گھسیں ۳۔ (ترمذی' دارمی)

(۵۳۸۸) ۱۔ جنتیوں کا جسم بغیر رونگٹے والا ہو گا مگر سر بغیر بال والا نہ ہو گا کہ بغیر رونگٹے جسم حسین معلوم ہوتا ہے مگر بغیر بال کے سر گنجا برا معلوم ہوتا ہے جرد جمع ہے اجرد کی۔ ۲۔ سواء ابراہیم علیہ السلام کے جنت میں کسی کے منہ پر داڑھی نہ ہو گی۔ خیال رہے کہ بے داڑھی ہونا اور چیز ہے اور ڈاڑھی منڈانا کچھ اور ہے۔ جنتی لوگ قدرتی طور پر بے ڈاڑھی ہوں گے۔ قدرتی طور پر ان کی آنکھیں سرگیں ہوں گی یہ سرمہ کبھی ان کی آنکھوں سے زائل نہ ہو گا۔ ۳۔ لہٰذا وہ ہمیشہ تیس سالہ رہیں گے چونکہ جنت میں سورج نہیں' دن رات نہیں' مہینے سال نہیں' اس لئے انکی عمروں میں اضافہ بھی نہ ہو گا۔

وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَدْخُلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ جُرْدًا مُّرْدًا مُّكَحَّلِيْنَ اَبْنَاءَ ثَلٰثِيْنَ اَوْ ثَلٰثٍ وَّثَلٰثِيْنَ سَنَةً۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۳۸۹) روایت ہے حضرت معاذ ابن جبل سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنتی جنت میں جائیں گے۔ بغیر رونگٹے والے صاف بدن بے داڑھی سرمہ گیں آنکھ۔ تیس سالہ یا تینتیس سالہ ۱۔ (ترمذی)

marfat.com

(۵۳۸۹) ا۔ یہ شک راوی کو ہے کہ حضور انور نے تیس سالہ فرمایا یا تینتیس سالہ اور ہو سکتا ہے کہ جنتی مرد تینتیس سالہ ہوں اور جنتی عورتیں تیس سالہ یہ عمر اعلیٰ درجہ کے جوان کی ہوتی ہے۔

وَعَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَذُکِرَ لَہٗ سِدْرَۃُ الْمُنْتَھٰی قَالَ یَسِیْرُ الرَّاکِبُ فِیْ ظِلِّ الْفَنَنِ مِنْھَا مِائَۃَ سَنَۃٍ اَوْ یَسْتَظِلُّ بِظِلِّھَا مِائَۃُ رَاکِبٍ شَکَّ الرَّاوِیْ فِیْھَا فَرَاشُ الذَّھَبِ کَاَنَّ ثَمَرَھَا الْقِلَالُ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ

(۵۳۹۰) روایت ہے حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق سے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا حضور کی خدمت میں سدرۃ المنتہی کا ذکر ہوا۔ فرمایا کہ اس کی شاخوں کے سایہ میں سوار سو برس چلے گا یا اس کے سایہ میں سو سوار سایہ لیں گے راوی کو شک ہے ۲۔ اس میں سونے کے پتنگے ہیں اس کے پھل گویا مٹکے ہیں ۳۔ (چاٹیاں) ترمذی اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۳۹۰) ا۔ یہ بیری کا درخت ہے ساتوں آسمانوں کے اوپر یہاں فرشتوں کی انتہا ہے کہ کوئی فرشتہ جو زمین پر آتا ہے۔ اس سے آگے نہیں بڑھتا اور عرشی فرشتے اس سے نیچے نہیں آتے حتیٰ کہ لوگوں کے اعمال فرشی فرشتے یہاں تک پہنچاتے ہیں پھر وہاں اوپر والے فرشتے لے لیتے ہیں اور اوپر پہنچاتے ہیں۔ اس لئے اسے منتہی کہا جاتا ہے۔ اس کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے یا اس کی انتہا جنت میں ہے یا اس کے آگے کسی کا علم نہیں بڑھتا کہ اوپر کیا ہے ان وجوہ سے اسے منتہی کہا جاتا ہے (از مرقات) ۲۔ یعنی بی بی اسماء کو شک ہے کہ حضور انور نے ان دو باتوں میں سے کیا بات فرمائی پہلی بات زیادہ ظاہر ہے یا یہ کہ بعض لوگوں کو وہ سایہ اس قدر محسوس ہو گا۔ بعض کو اس قدر (از مرقات) ۳۔ یہ پتنگے وہاں پر مقرر شدہ فرشتے ہیں جن کے پر چمکیلے ہیں (اشعہ) اس بیری کے پھل بڑے مٹکوں کے برابر ہیں جو ٹھنڈے میٹھے مکھن جیسے گودے سے بھرے ہوئے ہیں۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا الْکَوْثَرُ قَالَ ذَاکَ نَھَرٌ اَعْطَانِیْہِ اللّٰہُ یَعْنِیْ فِی الْجَنَّۃِ اَشَدُّ بَیَاضًا مِنَ اللَّبَنِ وَاَحْلٰی مِنَ الْعَسَلِ فِیْہِ طَیْرٌ اَعْنَاقُھَا کَاَعْنَاقِ الْجُزُرِ قَالَ عُمَرُ اِنَّ ھٰذِہٖ لَنَاعِمَۃٌ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰکِلُھَا اَنْعَمُ مِنْھَا۔ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ

(۵۳۹۱) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کوثر کیا ہے۔ فرمایا یہ ایک نہر ہے جو اللہ نے مجھے عطا فرمائی یعنی جنت میں دودھ سے زیادہ سفید شہد سے زیادہ میٹھی ا۔ اس میں پرندے جن کی گردنیں اونٹوں کی گردنوں کی طرح ہیں ۲۔ عمران بولے یہ تو خوب ہی ہے ۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہاں کے کھانے ان سے بھی زیادہ خوب ہیں ۴۔ (ترمذی)

(۵۳۹۱) ا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حوض کوثر جنت کے اندر ہے وہاں کی شاخیں جنت کے باہر بلکہ میدان محشر میں پہنچی ہوں گی جیسا کہ پچھلی احادیث میں گزرا۔ ۲۔ گویا وہ وہاں کے شتر مرغ ہیں۔ مگر ان کا حسن و جمال رب ذوالجلال ہی جانتا ہے۔ ۳۔ یعنی یہ نعمتیں بہت اچھی ہیں یا وہ شتر مرغ بہت عمدہ موٹے خوشنما ہوں گے ۴۔ یعنی یہ پرندے تو فقط دیکھنے کی نعمت ہے جو بڑی بھلی معلوم ہو گی اگر وہاں کے کھانے دیکھو تو وہ ان سے کہیں زیادہ اچھے ہیں۔

وَعَنْ بُرَیْدَۃَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

(۵۳۹۲) روایت ہے حضرت بریدہ سے کہ ایک شخص نے عرض

marfat.com

هَلْ فِي الْجَنَّةِ مِنْ خَيْلٍ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ أَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ فَلَا تَشَاءُ أَنْ تَحْمِلَ فِيهَا عَلٰى فَرَسٍ مِنْ يَاقُوتَةٍ حَمْرَاءَ يَطِيرُ بِكَ فِي الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْتَ إِلَّا فَعَلْتَ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلْ فِي الْجَنَّةِ مِنْ إِبِلٍ قَالَ فَلَمْ يَقُلْ لَهُ مَا قَالَ لِصَاحِبِهِ فَقَالَ إِنْ يُدْخِلْكَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ يَكُنْ لَكَ فِيهَا مَا اشْتَهَتْ نَفْسُكَ وَلَذَّتْ عَيْنُكَ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

کیا یا رسول اللہ کہ جنت میں گھوڑے ہوں گے ا۔ فرمایا کہ اگر تجھے اللہ جنت میں داخل فرمادے تو تو وہاں نہ چاہے گا کہ سرخ یاقوت کے گھوڑے پر سوار کیا جاوے جو تجھے جنت میں وہاں اڑا کر پہنچادے جہاں تو چاہے مگر ایسا کیا جاوے گا ۲۔ اور حضور سے ایک شخص نے پوچھا عرض کیا یا رسول اللہ کیا جنت میں اونٹ ہوں گے راوی کہتے ہیں کہ اس سے وہ نہ فرمایا جو اس کے ساتھی سے فرمایا تھا ۳۔ بلکہ فرمایا اللہ اگر تجھے جنت میں داخل فرمادے تو وہاں تیرے لئے ہر وہ چیز ہوگی جو تیرا دل چاہے اور تیری آنکھیں پسند کریں ۴۔ (ترمذی)

(۵۳۹۲) ا۔ شاید ان سائل صاحب کو گھوڑے پسند ہوں گے اس لئے وہ یہ سوال فرمارہے ہیں کہ میری مرغوب چیز بھی وہاں ہو گی یا نہیں، خیال رہے کہ جنت میں جو چاہو گے وہ ملے گا جو چیز وہاں کے لائق نہ ہو اس کی خواہش دل میں پیدا ہی نہ ہوگی کوئی وہاں حقہ، چائے پان وغیرہ کی خواہش ہی نہ کرے گا۔ ۲۔ یعنی اگر تم وہاں گھوڑے کی خواہش کرو گے تو تم کو یہ لید پیشاب کرنے والا اور زمین پر دوڑنے والا گھوڑا نہیں بلکہ یاقوتی گھوڑا دوڑانے والا عطا ہو گا۔ خیال رہے کہ وہاں جنتی کی اپنی رفتار بہت تیز ہوگی کہ اس کا گھر صدہا میل کے علاقہ میں ہو گا اور اس کا اپنا مملوکہ رقبہ تو دنیا بھر سے زیادہ ہو گا مگر وہ آن کی آن میں جہاں چاہے گا پہنچے گا یہ گھوڑے وغیرہ کی عطا اظہار عزت اور زینت کے لئے ہوگی۔ حضور معراج میں براق پر گئے مگر اس دن حضور کی خود اپنی رفتار براق سے کہیں تیز تھی اس لئے اس رات حضرات انبیاء براق کے پہنچنے سے پہلے آسمانوں میں اپنے مقامات پر پہنچ چکے تھے۔ حالانکہ ان سب نے نماز بیت المقدس میں حضور کے پیچھے پڑھی تھی۔ اور حضور کے بعد وہاں سے روانہ ہوئے تھے۔ ۳۔ بلکہ اسے ایک جامع جواب عطا فرمایا جس سے اس کے تمام سوالات حل ہو گئے ورنہ اور لوگ بھیڑ بکریوں وغیرہ کے متعلق سوال کرتے۔ ۴۔ اس حدیث کی تائید اس آیت سے ہے **وفیھا ما تشتھیہ الانفس وتلذ الاعین** ان فرمانوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت میں منہ سے مانگنے کی بھی ضرورت نہ پڑے گی بلکہ دل میں خیال آوے گا کہ چیز سامنے ہوگی حتی کہ وہاں سے پھل توڑنے کے لئے درختوں پر چڑھنا یا بانس سے ہلانا نہ پڑے گا۔ بلکہ شاخیں خود جھک کر پھل اس کے منہ سے لگادیں گی۔

وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أُحِبُّ الْخَيْلَ أَفِي الْجَنَّةِ خَيْلٌ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ أُدْخِلْتَ الْجَنَّةَ أُتِيتَ بِفَرَسٍ مِنْ يَاقُوتَةٍ لَهُ جَنَاحَانِ فَحُمِلْتَ عَلَيْهِ ثُمَّ طَارَ بِكَ حَيْثُ شِئْتَ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ

(۵۳۹۳) روایت ہے حضرت ابو ایوب سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بدوی حاضر ہوا عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں گھوڑے پسند کرتا ہوں تو کیا جنت میں گھوڑے ہوں گے ا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو جنت میں داخل کیا گیا تو تیرے پاس ایک یاقوت کا گھوڑا لایا جاوے گا جس کے دو پر ہوں گے ۲۔ تو اس پر سوار کیا جاوے گا پھر وہ تجھے وہاں اڑا کر لے جاوے گا جہاں تو چاہے ۳۔ (ترمذی) اور فرمایا اس

marfat.com

وَاَبُوْ سُوْرَةَ الرَّاوِیْ یُضَعَّفُ فِی الْحَدِیْثِ وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِیْلَ یَقُوْلُ اَبُوْ سُوْرَةَ هٰذَا مُنْكَرُ الْحَدِیْثِ یَرْوِیْ مَنَاكِیْرَ۔

حدیث کی سند قوی نہیں اور ابو سورہ راوی حدیث میں ضعیف مانا جاتا ہے میں نے محمد ابن اسماعیل کو فرماتے سنا کہ یہ ابو سورہ منکر الحدیث ہے منکر احادیث روایت کرتا ہے۔ ۱۲

(۵۳۹۳) ۱۔ اس کے سوال کا مقصد یہ تھا کہ جنت میں گھوڑے کا وجود عبث ہے۔ مجھے دنیا میں گھوڑے کا شوق ہے اگر وہاں گھوڑا نہ ہوا تو میرا یہ شوق کیسے پورا ہوگا۔ اور اگر میرا یہ شوق پورا ہوا تو ایک عبث بلکہ جنت کے شان کے خلاف چیز موجود ہوگی۔ پھر وہاں وہ گندگی کرے گا۔ گھاس دانہ چاہے گا۔ یہ چیزیں وہاں کہاں حضور انور نے جواب ایسا شاندار دیا کہ سبحان اللہ۔ ۲۔ یعنی تو جنتی گھوڑے کی فکر نہ کر بلکہ اپنے جنتی ہونے کی فکر کر اگر تو اللہ کے فضل سے جنتی ہو گیا تو جو تو چاہے گا تجھے ملے گا۔ مگر وہاں کی شان کے لائق۔ وہاں کا گھوڑا یاقوت کا ہوگا۔ ۳۔ یعنی وہ گھوڑا نہ تو مستی کرے گا نہ اڑیل ہوگا نہ اسے لگام وغیرہ کی ضرورت ہوگی۔ تیرا چاہنا اور اس کا اڑنا اور پل بھر میں مقصود منزل پر پہنچ جانا ہوگا۔ ۴۔ طبرانی نے بروایت حضرت ابو ایوب انصاری مرفوعاً نقل فرمایا کہ جنتی لوگ اعلیٰ درجہ کے یاقوتی اونٹوں پر سوار ہو کر اپنے دوست و احباب سے ملنے جایا کریں گے۔ جنت میں صرف اونٹ اور پرندے ہوں گے۔ (مرقات) خیال رہے کہ وہاں یہ دنیا کے اونٹ یا پرندے نہ ہوں گے بلکہ خود جنت کی مخلوق ہوں گے جیسے حور و غلمان کہ جنت تو صرف انسانوں کے لئے ہے ہاں چند جانور وہاں جائیں گے حضور کی اونٹنی قصوا، اصحاب کہف کا کتا، صالح علیہ السلام کی اونٹنی حضرت عیسیٰ کا دراز گوش جیسا کہ بعض روایات میں ہے شیخ سعدی فرماتے ہیں شعر:۔

☆ سگ اصحاب کہف روزے چند ☆ پے نیکاں گرفت مردم شد ☆

اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ یہ کتا شکل انسانی میں ہوگا۔

وَعَنْ بُرَیْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَهْلُ الْجَنَّةِ عِشْرُوْنَ وَمِائَةُ صَفٍّ ثَمَانُوْنَ مِنْهَا مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَاَرْبَعُوْنَ مِنْ سَائِرِ الْاُمَمِ۔ اَلتِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ

(۵۳۹۴) روایت ہے حضرت بریدہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت والے ایک سو بیس صفیں ہیں ۱۔ جن میں سے اسی صفیں اس امت کی ہیں اور چالیس صفیں باقی ساری امتوں کی ۲۔ (ترمذی، دارمی، بیہقی کتاب البعث والنشور)

(۵۳۹۴) ۱۔ صفیں کتنی بڑی ہیں یہ ہمارے خیال و وہم سے وراء ہے ان ایک سو بیس صفوں میں از آدم تا روز قیامت سارے مومن آجائیں گے ۲۔ خلاصہ یہ ہے کہ کل جنتیوں میں دو تہائی حضور کی امت ہوگی اور ایک تہائی میں ساری پچھلی امتیں نوع میں وہ لوگ زیادہ کہ وہ ایک لاکھ تئیس ہزار نو سو ننانوے نبیوں کی امتیں ہوں گی۔ مگر تعداد اشخاص میں یہ امت زیادہ۔ خیال رہے کہ اولاً یہ امت تمام جنتیوں کی نصف ہوگی پھر بعد میں اور زیادہ ہو کر دو تہائی ہو جاوے گی۔ لہٰذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں جس میں اس امت کو تمام جنتیوں کا آدھا فرمایا گیا۔ اس کے اور بھی بہت جواب دیئے گئے ہیں۔ یہ جواب قوی ہے واللہ اعلم دیکھو قرآن مجید میں بدری فرشتوں کی تعداد ایک ہزار بھی فرمائی گئی۔ تین ہزار بھی، پانچ ہزار بھی کہ وہاں اولاً ایک ہزار آئے، پھر دو ہزار اور آئے جس سے تین ہزار ہو گئے پھر دو ہزار اور آئے جس سے پانچ ہزار ہو گئے۔ ایسے ہی یہاں ہے۔

وَعَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

(۵۳۹۵) روایت ہے حضرت سالم سے وہ اپنے والد سے راوی

marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَابُ أُمَّتِيَ الَّذِيْنَ يَدْخُلُوْنَ مِنْهُ الْجَنَّةَ عَرْضُهُ مَسِيْرَةُ الرَّاكِبِ الْمُجَوِّدِ ثَلٰثًا ثُمَّ إِنَّهُمْ لَيُفْتَطُوْنَ عَلَيْهِ حَتّٰى تَكَادَ مَنَاكِبُهُمْ تَزُوْلُ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ ضَعِيْفٌ وَسَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمٰعِيْلَ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَلَمْ يَعْرِفْهُ وَقَالَ يَخْلَدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ يَرْوِي الْمَنَاكِيْرَ۔

۱۔ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری امت کا وہ دروازہ جس سے وہ جنت میں داخل ہوں گے اس کی چوڑائی تیز سوار کی رفتار سے تین سال کا ہے ۲۔ پھر وہ اس پر تنگ ہوں گے حتیٰ کہ قریب ہو گا کہ ان کے کندھے مل جاویں ۳۔ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث ضعیف ہے ۴۔ اور میں نے محمد ابن اسمٰعیل سے اس حدیث کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے اسے نہ پہچانا۔ فرمایا **یخلد** ابن ابی بکر منکر حدیثیں روایت کرتا ہے ۵۔

(۵۳۹۵) ۱۔ حضرت سالم جلیل القدر تابعی ہیں۔ سیدنا عبداللہ ابن عمر کے فرزند ہیں۔ اور حضرت فاروق اعظم عمر رضی اللہ عنہ کے پوتے امام مالک فرماتے ہیں کہ سالم کے زمانہ میں ان سے بہتر کوئی نہ تھا۔ نہایت حق گو' بے خوف بڑے عالم عابد' زاہد' حجاج ابن یوسف جیسے ظالم حاکم سے بہت سختی سے بات کرتے تھے۔ ۱۰۶ ایک سو چھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی (اشعۃ والکمال و مرقات) وغیرہ آپ کی اکثر روایات اپنے والد حضرت عبداللہ ابن عمر سے ہیں ۲۔ ظاہر یہ ہے کہ یہاں تین سے مراد تین سال ہیں نہ کہ تین دن حضور کی امت کے داخلہ کے بہت دروازے ہیں جن کی فراخی مختلف ہے۔ یہاں ایک دروازے کی فراخی کا ذکر ہے اور چالیس سال والی روایت میں دوسرے دروازے کا تذکرہ ہے لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں ۳۔ یعنی وہ دروازہ اس قدر وسعت کے باوجود ان جنتیوں پر تنگ ہو گا کہ ان کے کندھے گویا مل جاویں۔ ۴۔ کیونکہ اس حدیث کے الفاظ دوسری صحیح احادیث کے خلاف ہیں۔ ۵۔ یہاں صاحب مشکوۃ سے خطا ہوئی۔ ان کا نام خالد ابن ابی بکر ہے نہ کہ مخلد ترمذی اور اسماء الرجال کی کتابوں میں ان کا نام خالد ہی ہے (مرقات)

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَسُوْقًا مَا فِيْهَا شَرًى وَلَا بَيْعٌ إِلَّا الصُّوَرُ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ فَإِذَا اشْتَهَى الرَّجُلُ صُوْرَةً دَخَلَ فِيْهَا۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

(۵۳۹۶) روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جنت میں ایک بازار ہے۔ جس میں خرید و فروخت نہیں ہے۔ مگر یہ مردوں عورتوں کی صورتیں ہیں تو جب کوئی شخص کوئی صورت پسند کرے گا تو اس میں داخل ہو جاوے گا۔ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۳۹۶) ۱۔ ظاہر یہ ہی ہے کہ یہاں صورت سے مراد مردانی و زنانی صورتیں ہیں۔ جو نہایت حسین و جمیل و آراستہ ہوں گی جو جنتی مرد اور جنتی عورت جس صورت کو پسند کرے گا خود اس کی اپنی شکل و صورت ایسی ہو جاوے گی مگر یہ تبدیلی ذات نہ ہو گی بلکہ تبدیلی صفت ہو گی جو دنیا میں بھی ہوتی رہتی ہے گورے کالے ہو جاتے ہیں کالے گورے بچہ کی صورت اور ہوتی ہے جوانی کی صورت اور بڑھاپے کی کچھ اور۔

وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ لَقِيَ أَبَا هُرَيْرَةَ فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ أَسْأَلُ اللّٰهَ أَنْ

(۵۳۹۷) روایت ہے حضرت سعید ابن مسیب سے کہ وہ حضرت ابو ہریرہ سے ملے تو جناب ابو ہریرہ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ

marfat.com

يَجْمَعُ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ فِيْ سُوْقِ الْجَنَّةِ فَقَالَ سَعِيْدٌ أَفِيْهَا سُوْقٌ قَالَ نَعَمْ أَخْبَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ إِذَا دَخَلُوْهَا نَزَلُوْا فِيْهَا بِفَضْلِ أَعْمَالِهِمْ ثُمَّ يُؤْذَنُ لَهُمْ فِيْ مِقْدَارِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ مِنْ أَيَّامِ الدُّنْيَا فَيَزُوْرُوْنَ رَبَّهُمْ وَيُبَرِّزُ لَهُمْ عَرْشَهُ وَيَتَبَدّٰى لَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ فَيُوْضَعُ لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُوْرٍ وَمَنَابِرُ مِنْ لُؤْلُؤٍ وَمَنَابِرُ مِنْ يَاقُوْتٍ وَمَنَابِرُ مِنْ زَبَرْجَدٍ وَمَنَابِرُ مِنْ ذَهَبٍ وَمَنَابِرُ مِنْ فِضَّةٍ وَيَجْلِسُ أَدْنَاهُمْ وَمَا فِيْهِمْ دَنِيٌّ عَلٰى كُثْبَانِ الْمِسْكِ وَالْكَافُوْرِ مَا يُرَوْنَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَرَاسِيِّ بِأَفْضَلَ مِنْهُمْ مَجْلِسًا قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَهَلْ نَرٰى رَبَّنَا قَالَ نَعَمْ هَلْ تَتَمَارَوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ قُلْنَا لَا قَالَ كَذٰلِكَ لَا تَتَمَارَوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ رَبِّكُمْ وَلَا يَبْقٰى فِيْ ذٰلِكَ الْمَجْلِسِ رَجُلٌ إِلَّا حَاضَرَهُ اللّٰهُ مُحَاضَرَةً حَتّٰى يَقُوْلَ لِلرَّجُلِ مِنْهُمْ يَا فُلَانُ بْنَ فُلَانٍ أَتَذْكُرُ يَوْمَ قُلْتَ كَذَا وَكَذَا فَيُذَكِّرُهُ بِبَعْضِ غَدَرَاتِهِ فِي الدُّنْيَا فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ أَفَلَمْ تَغْفِرْ لِيْ فَيَقُوْلُ بَلٰى فَبِسَعَةِ مَغْفِرَتِيْ بَلَغْتَ مَنْزِلَتَكَ هٰذِهٖ فَبَيْنَمَا هُمْ عَلٰى ذٰلِكَ غَشِيَتْهُمْ سَحَابَةٌ مِنْ فَوْقِهِمْ فَأَمْطَرَتْ عَلَيْهِمْ طِيْبًا لَمْ يَجِدُوْا مِثْلَ رِيْحِهٖ شَيْئًا قَطُّ وَيَقُوْلُ رَبُّنَا قُوْمُوْا إِلٰى مَا أَعْدَدْتُ لَكُمْ مِنَ الْكَرَامَةِ فَخُذُوْا مَا اشْتَهَيْتُمْ فَنَأْتِيْ سُوْقًا قَدْ حَفَّتْ بِهِ الْمَلٰئِكَةُ فِيْهَا مَا لَمْ تَنْظُرِ الْعُيُوْنُ إِلٰى مِثْلِهٖ وَلَمْ تَسْمَعِ الْآذَانُ وَلَمْ يَخْطُرْ عَلَى الْقُلُوْبِ فَيُحْمَلُ لَنَا مَا اشْتَهَيْنَا

سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے تمہیں جنت کے بازار میں ملائے ۱۔ تو جناب سعید نے کہا کہ اس میں بازار ہے ۲۔ فرمایا ہاں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ جنت والے جب جنت میں داخل ہوں گے ۳۔ تو وہاں اپنے اعمال کے مطابق داخل ہوں گے ۴۔ پھر انہیں دنیا میں کے دنوں کے حساب سے ایک ہفتہ میں اجازت دے دی جاوے گی تو اپنے رب سے ملاقات کریں گے ۵۔ اور عرش الٰہی ان پر ہو گا ۶۔ اور رب ان پر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ میں تجلی فرمائے گا ۷۔ تو ان کے لئے نور کے منبر موتیوں کے منبر یاقوت کے اور زبرجد کے منبر سونے کے منبر چاندی کے منبر رکھے جائیں گے ۔ ۸۔ ان میں سے ادنی (حالانکہ ان میں ادنی کوئی نہیں) مشک و کافور کے ٹیلہ پر ہوں گے ۹۔ وہ یہ تصور نہ کریں گے کہ کرسیوں والے ان سے اعلیٰ جگہ میں ہیں ۱۰۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم اپنے رب کو دیکھیں گے فرمایا ہاں کیا تم سورج کے اور چودھویں شب میں چاند کے دیکھنے میں شک کرتے ہو ہم نے کہا نہیں فرمایا ایسے تم اپنے رب کے دیکھنے میں شک نہ کرو گے ۱۱۔ اس مجلس میں کوئی باقی نہ رہے گا مگر اللہ تعالیٰ اس کے سامنے بے حجاب موجود ہو گا ۱۲۔ حتی کہ ان میں سے ایک شخص سے کہے گا اے فلاں کے بیٹے فلاں کیا تجھے وہ دن یاد ہے جب تو نے ایسا ایسا کہا تھا۔ اسے اس کی بعض دنیاوی بد عہدیاں یاد دلائے گا ۱۳۔ بندہ عرض کرے گا الٰہی کیا تو مجھے بخش نہ دے گا ۱۴۔ فرمائے گا ہاں تو میری وسعت رحمت کی وجہ سے اپنے اس درجہ میں پہنچا تو جبکہ وہ اسی حالت میں ہوں گے کہ ان کے اوپر بادل چھا جائے گا ۱۵۔ تو ان پر ایسی خوشبو برسائے گا کہ اس جیسی خوشبو کبھی کسی چیز میں نہ پائی ہو گی ۱۶۔ اور ہمارا رب فرمائے گا کہ اس اعزاز کی طرف جاؤ جو میں نے تمہارے لئے تیار کیا ہوا ہے جو چاہو لو ۱۷۔ تب ہم اس بازار میں پہنچیں گے جسے فرشتوں نے گھیرا ہو گا اس میں وہ چیزیں

marfat.com

لَيْسَ يُبَاعُ فِيهَا وَلَا يُشْتَرٰى وَفِي ذٰلِكَ السُّوْقِ يَلْقٰى اَهْلُ الْجَنَّةِ بَعْضُهُمْ بَعْضًا قَالَ فَيُقْبِلُ الرَّجُلُ ذُو الْمَنْزِلَةِ الْمُرْتَفِعَةِ فَيَلْقٰى مَنْ هُوَ دُوْنَهٗ وَمَا فِيْهِمْ دَنِيٌّ فَيَرُوْعُهٗ مَا يَرٰى عَلَيْهِ مِنَ اللِّبَاسِ فَمَا يَنْقَضِيْ اٰخِرُ حَدِيْثِهٖ يَتَخَيَّلُ عَلَيْهِ مَا هُوَ اَحْسَنُ مِنْهُ وَذٰلِكَ اَنَّهٗ لَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ اَنْ يَّحْزَنَ فِيْهَا ثُمَّ نَنْصَرِفُ اِلٰى مَنَازِلِنَا فَيَتَلَقَّانَا اَزْوَاجُنَا فَيَقُلْنَ مَرْحَبًا وَاَهْلًا لَقَدْ جِئْتَ وَاِنَّ بِكَ مِنَ الْجَمَالِ اَفْضَلَ مِمَّا فَارَقْتَنَا عَلَيْهِ فَنَقُوْلُ اِنَّا جَالَسْنَا الْيَوْمَ رَبَّنَا الْجَبَّارَ وَيَحِقُّ لَنَا اَنْ نَّنْقَلِبَ بِمِثْلِ مَا انْقَلَبْنَا۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

ہوں گی کہ انکی مثل آنکھوں نے نہ دیکھی نہ کانوں نے سنی اور نہ دلوں پر انکا خطرہ گزرا ۱۸؎ تب ہم جو چاہیں گے ہم کو پہنچا دیا جاوے گا ۱۹؎ وہاں نہ تو خرید ہوگی نہ فروخت اور اس بازار میں بعض جنتی بعض سے ملیں گے ۲۰؎ فرمایا کہ ایک اونچے درجے والا آوے گا وہ اپنے سے نیچے درجے والے سے ملے گا۔ حالانکہ ان میں نیچا کوئی نہیں تو اس پر جو لباس یہ دیکھے گا وہ اسے پسند آوے گا ابھی اس کی آخری بات ختم نہ ہوگی کہ اسے اپنے پر اس سے اچھا محسوس ہوگا ۲۱؎ یہ اس لئے ہوگا کہ جنت میں کسی کا غمگین ہونا ممکن نہیں پھر ہم اپنے گھروں کی طرف لوٹیں گے تو ہم سے ہماری بیویاں ملیں گی کہیں گی ۲۲؎ خوب آئے اپنے گھر میں پہنچے تم اس حالت میں آئے ہو کہ تمہارا حسن و جمال اس سے اچھا ہے جس پر تم ہم سے جدا ہوئے تھے ۲۳؎ تب ہم کہیں گے کہ آج ہم نے اپنے رب جبار کے پاس ہم نشینی کی ہے ہمارا حق یہ ہی تھا کہ اس طرح لوٹیں مومنین جیسے لوٹے ۲۴؎ (ترمذی' ابن ماجہ) ترمذی نے فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۳۹۷) ۱؎ یعنی جیسے آج ہم تم بازار مدینہ میں ملے ہیں ایسے ہی بازار جنت میں ملیں۔ مدینہ منورہ اس دنیا کی جنت ہے خلد اس دنیا کی بلکہ آج زمین مدینہ جنت سے افضل ہے کہ یہاں محبوب آرام فرما ہیں۔ جب حضور جنت میں تشریف لے جائیں گے تو وہ جگہ افضل ہو جائے گی۔ جیسے ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ مدینہ منورہ سے افضل تھا اور ہجرت کے بعد امام مالک کے ہاں مدینہ منورہ مکہ معظمہ سے افضل ہو گیا۔ اور قبر انور تو بالاتفاق سارے جہاں عرش و فرش سے افضل ہے۔ افضلیت ان کے قدم سے وابستہ ہے۔ شعر:۔

☆ خاک طیبہ از دو عالم خوشتر است ☆ اے خنک شہرے کہ دروے دلبر است ☆

۲؎ حضرت سعید کو تو تعجب اس پر ہوا کہ جنتیوں کی ساری ضروریات تو ان کے گھروں میں ہی موجود ہوں گی پھر بازار سے کیا خریدیں گے وہ یہ نہ سمجھے کہ وہاں بازار دیدار کا ہے نہ کہ کاروبار کا وہاں جنتی ایک دوسرے کا اور رب کا دیدار کریں گے۔ ۳؎ اس طرح کہ اعلیٰ اعمال والے اونچے درجے میں ہوں گے اور معمولی اعمال والے نیچے درجہ میں' غرضیکہ جنت میں تفریق و تقسیم ہوگی اجتماع نہ ہوگا۔ جیسے دنیا میں امیر لوگ کوٹھیوں میں رہتے ہیں فقیر جھونپڑیوں میں اگرچہ وہاں جھونپڑیاں کوئی نہیں۔ بہرحال ایک جگہ اجتماع نہ ہوگا۔ ۴؎ یعنی جیسے دنیا میں جمعہ کے دن سارے محلے بلکہ ساری بستی کے امیر و غریب شاہ و گدا مسلمان جامع مسجد میں جمع ہو جاتے ہیں رب کا ذکر کرتے ہیں نماز جمعہ پڑھتے ہیں۔ ایسے ہی جنت میں تمام ادنیٰ و اعلیٰ جنتی اس بازار میں ہفتہ میں ایک بار جمع ہو کر

marfat.com

رب کا دیدار کیا کریں گے۔ دنیا میں جامع مسجد جامع المسافرین ہوتی ہے۔ ایسے ہی جنت یہ بازار جامع المسافرین ہوگا۔ اسی بازار میں ہم جیسے گنہگار انشاء اللہ شفیع روز شمار کی زیارت سے مشرف ہوا کریں گے۔ رب کا دیدار گھروں میں خلوت میں ہوا کرے گا۔ یہاں جلوت میں ہوگا۔ ۵۔ یہ ظہور خصوصی ہوا کرے گا ورنہ عرش الٰہی تو جنت کی چھت ہے۔ ہر وقت نظر آیا کرے گا مگر اس بازار میں بہت قریب سے نظر آوے گا۔ اس کے اور معنی بھی کئے گئے ہیں۔ ۶۔ یعنی اس بازار میں ایک خصوصی باغ ہوگا۔ جس میں رب کا دیدار ہوگا۔ یوں سمجھو کہ بازار میں ایک دوسرے سے ملاقات ہوا کرے گی اور اس باغ میں رب تعالیٰ سے۔ ۷۔ منبر سے مراد کرسیاں ہیں جن پر جنتی بیٹھیں گے۔ چونکہ جنتی لوگ مختلف درجے والے ہوں گے اس لئے یہ کرسیاں بھی مختلف ہوں گی کتنی کرسیاں ہوں گی اتنی جنتی گنتی میں نہ آسکیں وہاں عدد کام نہیں کرتا۔ ۸۔ ان ٹیلوں کا حسن ان کی ساخت' ان کی خوشبو ان کی عظمت بیان نہیں ہو سکتی انشاء اللہ دیکھ کر ہی بتائیں گے کہ دیکھو وہ ٹیلے یہ ہیں۔ ۹۔ یعنی یہ ٹیلے والے یہ تو محسوس کریں گے کہ کرسیوں والے ہم سے اعلیٰ ہیں مگر یہ احساس نہ کریں گے کہ ہم ان سے گھٹیا ہیں۔ ان سے اعلیٰ ہونے پر انہیں خوشی ہوگی۔ جیسے آج حضور انور کی شان دیکھ کر ہم کو خوشی ہوتی ہے ہم خوشی سے پھولے نہیں سماتے۔ ۱۰۔ حضرت ابو ہریرہ کو تعجب یہ ہوا کہ یہ آنکھیں رب کو کیسے دیکھ سکیں گی یہاں تو ہم سورج میں نظر نہیں جما سکتے۔ جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ تم دیدار الٰہی بغیر کیف کیا کرو گے اور خوب اچھی طرح کہ شک و شبہ نہ رہے جیسے دوپہری میں سورج اور چودھویں شب میں چاند میں شک نہیں ہوتا۔ ایسے ہی وہاں دیدار میں شک نہ ہوا کرے گا۔ خیال رہے کہ دنیا میں سورج بذریعہ دھوپ نظر آتا ہے اور چاند بغیر کسی ذریعہ کے مگر ہوتا ہے۔ دونوں پر یقین دونوں کا مشاہدہ۔ ۱۱۔ محاضرۃ کے معنی ہیں منہ در منہ بغیر واسطہ کلام کرنا۔ رب تعالیٰ جنتیوں سے کلام بھی کرے گا تو بالشافیہ بغیر واسطہ دیدار گفتار سب ایک ساتھ نصیب ہوا کرے گی۔ ۱۲۔ کہ تو نے فلاں فلاں وقت فلاں فلاں گناہ کئے تھے۔ تجھے یاد ہیں۔ یہ ذکر بطور تذکرہ ہوگا سرزنش یا ناراضی کے طریقہ پر نہیں۔ اس ذکر سے بندہ کو مطلقاً رنج نہ ہوگا کہ جنت رنج کی جگہ نہیں۔ ۱۳۔ سبحان اللہ یہ بخشش ہی یاد دلائی تھی جس سے بندہ کی خوشی اور دوبالا ہو جاوے گی حضور کی شفاعت رب تعالیٰ کی بخشش کی یاد دنیا میں بھی دل کا چین ہے وہاں بھی دل کا چین ہوگی اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں۔ **شعر:۔**

☆ اے کہ نامت راحت جان ودلم ☆ اے کہ فضل تو کفیل **مشکلم** ☆

۱۴۔ یعنی تو اپنے اعمال سے یہاں نہیں پہنچا بلکہ میرے رحم و کرم سے پہنچا کوئی شخص بغیر فضل رب العالمین کے جنت میں نہیں پہنچ سکتا۔ ۱۵۔ یہ بادل رحمت خاص اللہ تعالیٰ کی ہوگی جو بادل کی شکل میں نمودار ہوگی۔ جیسے دنیا میں بادل چھا جائیں تو عجیب سماں بندھ جاتا ہے۔ موسم بدل جاتا ہے ایسے ہی وہاں اس بادل کے آتے ہی مجلس کی حالت بدل جاوے گی اور وہ سماں بندھے گا جو بیان نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ دیکھنا نصیب فرمائے۔ ۱۶۔ یعنی اس بادل سے پانی نہیں برسے گا عطر اور خوشبو برسے گی وہ بھی ایسی بے مثال کہ دنیا میں تو کیا اسے پہلے جنت میں بھی کبھی ان لوگوں نے نہیں دیکھی تھی۔ ۱۷۔ یہ بازار یا تو وہ ہی ہوگا جس سے گزر کر ابھی یہ لوگ اس جہان میں پہنچے تھے یا دوسرا اور کوئی بازار یہاں نعمتوں کے ڈھیر ہوں گی جو انہیں بغیر قیمت عطا ہوں گے غرضیکہ یہ فروخت کا نہیں بلکہ تقسیم اور عطاء کا بازار ہوگا کچھ نعمتیں گھروں میں ملیں گی خاص نعمتیں یہاں تاکہ یہ لوگ خالی ہاتھ اپنے گھر نہ جائیں بھرے پھرے جائیں۔ ۱۸۔ جن فرشتوں نے اس بازار کو گھیرا ہوگا وہ وہاں کے منتظم اور جنتیوں کی خدمت کرنے والے فرشتے ہوں گے۔ جو شخص جس نعمت کی رغبت کرے گا وہ اسے اٹھا کر دیں گے بلکہ گھر تک پہنچائیں گے۔ ان نعمتوں کے نام ان کی خوبی بیان کرنے کے لئے

marfat.com

الفاظ نہیں بنے ہمارے الفاظ تو آگرہ کا تاج محل دہلی کا لال قلعہ بیان نہیں کر سکتے تو ان نعمتوں کو بیان کیسے کر سکتے ہیں وہ دیکھ کر ہی معلوم ہو سکیں گی۔ ۱۹۔ عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ اس بازار کی یہ نعمتیں ہم کو یہاں ہی نہیں دی جائیں گی بلکہ یہ فرشتے جو اس بازار کو گھیرے ہوئے تھے وہ یہ سامان اٹھا کر ان کے گھر پہنچائیں گے۔ ۲۰۔ یعنی لفظ بازار سے یہ نہ سمجھنا کہ وہاں قیمتاً چیزیں ملیں گی۔ بلکہ بازار کا وہ مطلب ہے جو حضور انور نے خود ارشاد فرمایا یہ چیزیں حضور ہی بیان کر سکتے ہیں دوسروں کو تو بیان کرنا بھی نہیں آتیں۔ ۲۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنت میں ہر امید صرف دل میں خیال آتے ہی پوری ہو جاوے گی۔ منہ سے بولنے کی بھی ضرورت نہ ہوا کرے گی یہاں جو اللہ رسول چاہیں وہ ہم کریں انشاء اللہ وہاں جو ہم چاہیں گے وہ رب کرے گا اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ خیال رہے کہ لفظ روع کبھی گھبرانے کے معنی میں آتا ہے کبھی خوش ہونا خوش کرنا پسند آنے پسند کرنے کے معنی میں آتا ہے یہاں معنی پسند آنا ہے (اشعۃ اللمعات) حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ اپنے زفاف کے متعلق فرماتی ہیں۔ **فلم یرعنی الا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** وہاں بھی روع کے معنی خوش کرنا ہیں۔ ۲۲۔ اس حدیث کے راوی حضرت ابو ہریرہ نے سارے صیغے جمع متکلم کے ارشاد فرمائے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اپنے اور سعید ابن مسیب کے بلکہ سارے صحابہ کے جنتی ہونے کا یقین ہے کیوں نہ ہو رب تعالیٰ نے ان سے وعدہ فرمالیا ہے **کلا وعد اللہ الحسنی** حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بشارات دیں پھر شبہ یا دغدغہ کیسے ہو مشکوک معاملہ تو ہمارا ہے اللہ تعالیٰ ان حضرات صحابہ کے دامن سے ہم کو وابستہ کر کے یہ نعمتیں بخشے۔ ۲۳۔ یعنی جب ہم اپنے گھروں کو واپس ہوں گے تو ہماری دنیا کی بیویاں اور حوریں دروازے پر ہمارا استقبال کریں گی اور ہم سے یہ کہیں گی۔ ۲۴۔ یعنی ہمارا یہ حسن و جمال اور اس کی زیادتی اپنی طرف سے نہیں بلکہ اس قرب الٰہی کا نتیجہ ہے جو ہم کو خصوصی طور پر میسر ہوا یہ غازہ اس قرب سے نصیب ہوا ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَدْنٰی اَھْلِ الْجَنَّۃِ الَّذِیْ لَہٗ ثَمَانُوْنَ اَلْفَ خَادِمٍ وَّ اثْنَتَانِ وَسَبْعُوْنَ زَوْجَۃً وَّ تُنْصَبُ لَہٗ قُبَّۃٌ مِّنْ لُؤْلُؤٍ وَّزَبَرْجَدٍ وَّیَاقُوْتٍ کَمَا بَیْنَ الْجَابِیَۃِ اِلٰی صَنْعَآءَ وَبِھٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ مَنْ مَّاتَ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ مِنْ صَغِیْرٍ اَوْ کَبِیْرٍ یُرَدُّوْنَ بَنِیْ ثَلٰثِیْنَ فِی الْجَنَّۃِ لَا یَزِیْدُوْنَ عَلَیْھَا اَبَدًا وَکَذٰلِکَ اَھْلُ النَّارِ وَبِھٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ اِنَّ عَلَیْھِمُ التِّیْجَانَ اَدْنٰی لُؤْلُؤَۃٍ مِّنْھَا تُضِیْءُ مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَبِھٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ الْمُؤْمِنُ اِذَا اشْتَھَی الْوَلَدَ فِی الْجَنَّۃِ کَانَ حَمْلُہٗ وَوَضْعُہٗ وَسِنُّہٗ فِیْ سَاعَۃٍ کَمَا یَشْتَھِیْ وَقَالَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ فِیْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ اِذَا اشْتَھٰی

(۵۳۹۸) روایت ہے حضرت ابو سعید سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ادنیٰ جنتی وہ ہوگا جس کے اسی ہزار خادم ہوں۔ اور بہتر بیویاں ۲۔ اور اس کے لئے موتیوں زبرجد اور یاقوت کا خیمہ لگایا جاوے گا ۳۔ جیسا کہ جابیہ اور صنعاء کے درمیان کا فاصلہ ہے ۴۔ اور اسی اسناد سے ہے فرمایا جو جنتی چھوٹا یا بوڑھا مرجاوے گا وہ جنت میں تیس سال کا بنا دیا جاوے گا۔ یہ لوگ اس عمر سے کبھی نہ زیادہ ہوں گے ۵۔ اسی طرح آگ والے لوگ ۶۔ اور اسی اسناد سے ہے فرمایا مومن جب جنت میں اولاد کی خواہش کرے گا ۷۔ تو اس کا حمل اس کا جننا اس کا عمر رسیدہ ہونا پل بھر میں ہو جاوے گا جیسا وہ چاہے ۸۔ اور کہا اسحاق ابن ابراہیم نے اس حدیث کے متعلق کہ جب مومن جنت میں اولاد چاہے گا تو ایک پل میں ہو جاوے گی مگر وہ چاہے گا نہیں ۹۔ (ترمذی) اور فرمایا یہ

marfat.com

الْمُؤْمِنُ فِي الْجَنَّةِ الْوَلَدَ كَانَ فِي سَاعَةٍ وَ لٰكِنْ لَا يَشْتَهِي التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

حدیث غریب ہے اور ابن ماجہ نے چوتھی حدیث اور دارمی نے آخری حدیث نقل فرمائی۔

(۵۳۹۸) ۱۔ یہاں ادنی سے مراد کم بیویوں والا کم خدام والا جنتی ہے۔ جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے ورنہ وہاں ادنیٰ کوئی نہیں سب اعلیٰ ہیں ہاں بعض بہت ہی اعلیٰ ہیں۔ دیکھو نبی سب اعلیٰ ہیں۔ مگر بعض بہت اعلیٰ۔ **تلک الرسل فضلنا بعضهم على بعض** اور فرمایا **ورفع بعضهم درجٰت** ۲۔ جن میں سے دو تو حورعین ہیں باقی دنیا کی وہ بیوی جو اس جنتی کے نکاح میں یا حق نکاح میں فوت ہوئی۔ اور وہ عورت جو کنواری مری یا جس کا خاوند کافر مرا یہ مومنہ مری۔ لہٰذا یہ حدیث اس گزشتہ حدیث کے خلاف نہیں کہ ایک جنتی کو دو حورعین عطا ہوں گی مگر یہاں مرقات نے کہا کہ دو بیویاں دنیا کی عورتیں اور ستر بیویاں حور اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ ان ستر حوروں میں دو حورعین باقی ارسٹھ دوسری حوریں۔ ۳۔ یعنی اس خیمہ کی ساخت تو زبرجد لکڑی کی ہوگی مگر اس میں موتی ویاقوت جڑے ہوں گے (مرقات) لہٰذا یہ حدیث غریب ہے۔ ۴۔ یعنی ۶۰ خیمہ کی لمبائی چوڑائی ایسی ہوگی کہ اس کے دو کناروں میں فاصلہ وہ ہوگا جو جابیہ اور صنعاء شہروں میں ہے۔ پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ جابیہ شام کا ایک شہر ہے اور صنعاء یمن کی مشہور بستی ہے ان میں فاصلہ بہت ہی دراز ہے ۵۔ یعنی دنیا میں مومن کسی عمر میں فوت ہو بچہ یا بوڑھا جنت میں تیس سالہ جوان ہوگا اور اسی عمر پر ہمیشہ رہے گا کیونکہ وہاں دن رات مہینے سال نہیں۔ جس سے عمر بڑھے خیال رہے کہ یہاں یردون کے معنی ہیں ہو جائیں گے۔ یہ معنی نہیں کہ لوٹائے جائیں گے ورنہ بچے کے لئے کلمہ درست کیسے ہو (مرقات) ۶۔ یعنی دوزخی بھی ہمیشہ تیس سالہ رہیں گے۔ اگرچہ ان کے قد بہت بڑے ہوں گے۔ یہ عمر اس لئے تجویز کی گئی تاکہ عیش و تکلیف پوری پوری ہوں۔ خیال رہے کہ یہاں چھوٹے دوزخیوں سے مراد کفار کے بچے نہیں بلکہ کم عمر بالغ کافر مراد ہیں ان کے بچوں کے متعلق دوسری حدیث میں ہے **هم عصافير الجنة** وہ جنت کی چڑیاں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کفار کے بے سمجھ بچوں کو دوزخ نہ دے گا (مرقات) کیونکہ دوزخیوں سے کہا **وما تجزون الا ما كنتم تعملون** تم کو اپنے اعمال ہی کی سزا دی جاوے گی۔ چھوٹے بچے کے پاس بدعقیدگی بدعملی ہے ہی نہیں۔ ۷۔ یعنی اگر وہ موتی دنیا میں آجاوے تو پورب پچھم کو روشن کردے۔ آفتاب کی روشنی پر اسکی روشنی غالب آجاوے۔ ۸۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعض جنتی اولاد چاہیں گے اور ان کے اولاد ہوگی مگر اولاد کی پیدائش اس کی پرورش اس کا تیس سالہ جوان ہو جانا ایک ہی گھڑی میں ہوگا۔ وہ بچے یا تو دنیاوی عورتوں سے ہوں گے یا حور کے شکم سے معلوم ہوا کہ حور سے اولاد ہو سکتی ہے کہ جنتی نورانی ہیں اور حوریں نور مگر اولاد کی خواہش پر انہیں اولاد ملے گی اسی نوری مخلوق سے ۹۔ یہ فرمان اسحاق ابن ابراہیم کا اپنی رائے سے ہے کہ مومن وہاں چاہے گا نہیں۔ حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ چاہے گا اور اس کے اولاد ہوگی بہرحال امکان یا وقوع بتا رہا ہے کہ جنتی لوگوں کے حوروں سے اولاد ہوگی یا ہو سکے گی جو لوگ کہتے ہیں کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں تو آپ کے اولاد کیسے ہوئی نور کے اولاد نہیں ہوتی وہ اس حدیث پر غور کریں کہ جنتی لوگ اور حوریں نورانی مخلوق ہیں مگر ان کے اولاد ہوگی۔ حوریں تو اولاد آدم بھی نہیں ہیں مگر اولاد ہوگی۔

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَمُجْتَمَعًا لِلْحُوْرِ الْعِيْنِ يَرْفَعْنَ بِاَصْوَاتٍ لَمْ تَسْمَعِ

(۵۳۹۹) روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جنت میں آنکھ والی حوروں کا مجمع ہوتا ہے جو اپنی آوازیں بلند کرتی ہیں ایسی آواز مخلوق نے کبھی نہ سنی ۲۔

marfat.com

الْخَلَائِقُ مِثْلَهَا يَقُلْنَ نَحْنُ الْخَالِدَاتُ فَلَا نَبِيدُ وَنَحْنُ النَّاعِمَاتُ فَلَا نَبْأَسُ وَ نَحْنُ الرَّاضِيَاتُ فَلَا نَسْخَطُ طُوبٰى لِمَنْ كَانَ لَنَا وَكُنَّا لَهٗ۔

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

کہتی ہیں کہ ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں کبھی نہ فنا ہوں اور ہم خوش رہنے والیاں ہیں کبھی غمگین نہ ہوں گے ہم راضی رہنے والیاں کبھی ناراض نہ ہوں گی ۳۔ اے خوشخبری ہو جو ہمارا ہو اور ہم اسکے ہوں ۴۔ (ترمذی)

(۵۳۹۹) ۱۔ یہاں مرقات میں ہے کہ حوروں کی پیدائش جنتی زعفران اور فرشتوں کی تسبیح سے یہ پیدا ہو چکی ہیں ان کے مجمعے وقتاً فوقتاً ہوتے ہیں۔ ان مجمعوں میں وہ یہ کہتی ہیں جو یہاں مذکور ہے۔ (مرقات) ۲۔ یعنی ایسی خوش آوازی سے وہ یہ کہتی ہیں کہ مخلوق نے کبھی ایسی دلکش و پیاری آواز کبھی نہ سنی۔ معلوم ہوا کہ حضور نے وہ آواز سنی ہے۔ ۳۔ یعنی ہم میں تین صفات ہیں۔ ہمیشہ کی زندگی۔ ہمیشہ کا چین، ہمیشہ اپنے خاوند سے خوش رہنا۔ اور ہم تین عیبوں سے پاک ہیں۔ فنا یعنی موت، محتاجی اور دوسری تکالیف بیماری وغیرہ ناراضی خاوند سے لڑائی جھگڑا۔ ہم کو جان پہچان لو۔ ۴۔ خیال رہے کہ ہر حور کو خبر ہے کہ میں کسی مسلمان کی بیوی ہوں جیسا کہ کتاب النکاح باب معاشرۃ النکاح میں گزرا کہ جب کسی مومن سے اس کی بیوی لڑتی جھگڑتی ہے تو اس کی بیوی یعنی جنتی حور پکارتی ہے کہ اس سے مت لڑیہ تیرے پاس مہمان ہے میرے پاس آنے والا ہے لہٰذا یہاں من کان لنا کہنا ایک قاعدہ بیان کرنے کے لئے ہے۔ نہ کہ حور کی بے علمی کی بناء پر۔ یہ بھی خیال رہے کہ حوروں کا یہ کلام انسانوں کو سنانے کے لئے ہے اور واقعی وہ کلام ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معرفت سن لیا۔ جیسے فرشتوں اور رب تعالیٰ کے فرمان ہم کو سنانے کے لئے ہیں۔ اور واقعی ہم نے وہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سن لئے۔ حضور کی ذات برزخ کبریٰ ہے۔ اس عالم اجسام اور عالم انوار وغیرہ کے درمیان حوروں کو اپنے خاوندوں کی خبر ہے مگر خاوندوں کو ان کی خبر نہیں کہ کونسی حور میرے نکاح میں ہوگی ہم کو تو ابھی اپنے خاتمہ کی بھی خبر نہیں۔ حوریں قیامت کے بعد عطا ہوں گی۔ حضرت آدم کچھ عرصہ جنت میں رہے۔ حضور معراج میں جنت میں تشریف لے گئے۔ حضرت ادریس علیہ السلام جنت میں رہتے ہیں مگر یہ کوئی حضرات حوروں سے تعلق نہیں رکھتے بعد قیامت ان سے تعلق ہوگا۔ یہ حضرات اور شہداء جنت کے پھل فروٹ وغیرہ کھاتے رہے اور کھا رہے ہیں۔

وَعَنْ حَكِيمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَحْرَ الْمَاءِ وَبَحْرَ الْعَسَلِ وَبَحْرَ اللَّبَنِ وَبَحْرَ الْخَمْرِ ثُمَّ تَشَقَّقُ الْاَنْهَارُ بَعْدُ۔ التِّرْمِذِيُّ وَ

(۵۴۰۰) روایت ہے حضرت حکیم ابن معاویہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جنت میں پانی کا دریا ہے۔ اور شہد کا دریا ہے اور دودھ کا دریا ہے اور شراب کا دریا ہے پھر اس سے آگے نہریں نکلتی ہیں ۱۔ (ترمذی)

(۵۴۰۰) ۱۔ یعنی جیسے دنیا میں بحر سے نہریں نکلتی ہیں۔ ایسے ہی وہاں جنت میں پانی، دودھ، شراب طہور اور شہد کے الگ الگ دریا ہیں جو ان چیزوں کا مرکزی خزانہ ہیں وہاں سے چھوٹی چھوٹی نہریں نکلتی ہیں جو ہر جنتی کے گھروں میں پہنچتی ہیں جیسے دہلی کے لال قلعہ میں جمنا تک نہریں لائی گئی ہیں۔ جو وہاں کے کمروں میں پہنچتی ہیں جن کا فرش اور دیواریں سنگ مرمر کی ہیں۔ بحر اور نہر میں بہت فرق ہیں۔ جو ہم نے اپنی تفسیر میں عرض کئے ہیں **تجری من تحتہا الانہر** کے ماتحت خیال رہے کہ اس حدیث کی تائید اس آیت سے ہے **فیہا انہر من ماء غیر اسن وانہر من لبن لم یتغیر طعمہ وانہار من خمر لذۃ للشار**

marfat.com

بین وانہار من عسبل مصفی وہ آیت اسی کی تائید ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

تیسری فصل

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ فِی الْجَنَّۃِ لَیَتَّکِئُ فِی الْجَنَّۃِ سَبْعِیْنَ مَسْنَدًا قَبْلَ اَنْ یَتَحَوَّلَ ثُمَّ تَاْتِیْہِ امْرَاَتُہٗ فَتَضْرِبُ عَلٰی مَنْکِبِہٖ فَیَنْظُرُ وَجْھَہٗ فِیْ خَدِّھَا اَصْفٰی مِنَ الْمِرْاٰۃِ وَاِنَّ اَدْنٰی لُؤْلُؤَۃٍ عَلَیْھَا تُضِیْئُ مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ فَتُسَلِّمُ عَلَیْہِ فَیَرُدُّ السَّلَامَ وَیَسْاَلُھَا مَنْ اَنْتِ فَتَقُوْلُ اَنَا مِنَ الْمَزِیْدِ وَاِنَّہٗ لَیَکُوْنُ عَلَیْھَا سَبْعُوْنَ ثَوْبًا فَیَنْفُذُھَا بَصَرُہٗ حَتّٰی یَرٰی مُخَّ سَاقِھَا مِنْ وَّرَآءِ ذٰلِکَ وَاِنَّ عَلَیْھَا مِنَ التِّیْجَانِ اِنَّ اَدْنٰی لُؤْلُؤَۃٍ مِنْھَا لَتُضِیْئُ مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ۔

(رَوَاہُ اَحْمَدُ)

(۵۴۰۱) روایت ہے حضرت ابو سعید سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا کہ جنت کا ایک شخص جنت میں ستر مسندوں پر تکیہ لگائے ہوگا۔ اس کے کروٹ لینے سے پہلے ۲۔ پھر اس کے پاس ایک عورت آئے گی جو اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے ۳۔ یہ شخص اس کے رخسار میں اپنا منہ دیکھے گا آئینہ سے زیادہ صاف ہوگا ۴۔ اس پر ادنی موتی پورب پچھم کے درمیان کو چمکا دے گا وہ اسے سلام کرے گی یہ اس کا جواب دے گا۔ اور اس سے پوچھے گا تو کون ہے وہ کہے گی میں زائد نعمتوں سے ہوں ۵۔ اس پر ستر جوڑے ہوں گے جنہیں اس کی نظر آر پار کر جاوے گی۔ حتی کہ اس کی پنڈلی کی مینگ ان کے اوپر سے دیکھے گا ۶۔ اس عورت پر ایسے تاج ہوں گے کہ ان کا ادنی موتی پورب پچھم کے درمیان کو چمکا دے گا ۷۔ (احمد)

(۵۴۰۱) ۱۔ یہ حدیث ترمذی نے حکیم ابن معاویہ سے روایت کی اور دارمی نے معاویہ ابن ابو سفیان سے احمد نے معاویہ ابن عبدہ سے (مرقات)۔ ۲۔ یعنی جنت میں نیند نہیں بیٹھنا لیٹنا چلنا پھرنا آرام کرنا سب کچھ ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ مومن اپنے پلنگ پر جب بیٹھے گا تو اس کے نیچے اوپر تلے ستر مسندیں تکیوں کی طرح ہوں گی۔ یہ حالت تو لیٹنے اور کروٹ لینے سے پہلے ہوگی پھر اس کا لیٹنا کروٹ لینا کیسے بستروں پر ہوگا وہ تو رب ہی جانتا ہے اشعہ اور لمعات میں اس کا یہی مطلب بیان کیا مرقات نے فرمایا کہ یہ ستر مسندیں آگے پیچھے بچھائی جائیں گی۔ رنگ برنگی کبھی کیسی کبھی کیسی۔ ۳۔ یہ عورت اس کی بیوی ہوگی اور ہاتھ رکھنا اسے اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے ہوگا۔ یہ مار پیٹ لڑائی جھگڑے کی ضرب نہ ہوگی۔ ۴۔ یعنی جیسے تم دنیا میں آئینہ میں اپنا چہرہ صاف دیکھتے ہو ایسے ہی وہاں اس بیوی کے چہرہ میں اپنا چہرہ بلکہ ہر چیز صاف صاف دیکھو گے کہ اس کا چہرہ دنیاوی آئینہ سے زیادہ شفاف ہوگا۔ ۵۔ یعنی تجھ کو دوسری نعمتیں اور دوسری بیویاں تیرے اعمال کے عوض دی گئی ہیں اور میں تیری وہ خصوصی بیوی ہوں جو محض رب ذوالجلال کے فضل سے زائد دی گئی ہوں رب فرماتا ہے **لھم ما یشاءون فیھا ولدنیا مزید** اور فرماتا ہے **للذین احسنوا الحسنی وزیادۃ** حسنی تو جنت ہے اور وہاں کی نعمتیں زیادتی اللہ کا دیدار ہے اور یہ خالص بیوی جو عطیہ خاص ہے۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ یہ بیوی دوسری بیویوں سے زیادہ حسین اور شفاف و پاکیزہ ہوگی کیوں نہ ہو کہ وہ تو رب کا خاص عطیہ ہے ۷۔ یہ مختلف تاج وہ

marfat.com

بیوی بہ یک وقت نہ پہنے گی۔ بلکہ آگے پیچھے کبھی وہ تاج دوسرا اور تاج ہر تاج دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ہوگا۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یَتَحَدَّثُ وَعِنْدَهٗ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْبَادِیَةِ اِنَّ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ اسْتَاْذَنَ رَبَّهٗ فِی الزَّرْعِ فَقَالَ لَهٗ اَلَسْتَ فِیْمَا شِئْتَ قَالَ بَلٰی وَلٰكِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ اَزْرَعَ فَبَذَرَ فَبَادَرَ الطَّرْفَ نَبَاتُهٗ وَاسْتِوَاءُهٗ وَاسْتِحْصَادُهٗ فَكَانَ اَمْثَالَ الْجِبَالِ فَیَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی دُوْنَكَ یَا ابْنَ اٰدَمَ فَاِنَّهٗ لَا یُشْبِعُكَ شَیْءٌ فَقَالَ الْاَعْرَابِیُّ وَاللّٰهِ لَا تَجِدُهٗ اِلَّا قُرَشِیًّا اَوْ اَنْصَارِیًّا فَاِنَّهُمْ اَصْحَابُ زَرْعٍ وَاَمَّا نَحْنُ فَلَسْنَا بِاَصْحَابِ زَرْعٍ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

(۵۴۰۲) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم باتیں کر رہے تھے اور آپ کے پاس دیہات والوں میں سے ایک شخص تھا کہ جنتیوں میں سے ایک آدمی اپنے رب سے کھیتی باڑی کی اجازت مانگے گا۔ رب اس سے فرمائے گا کہ کیا تو اپنی چاہی نعمتوں میں نہیں ہے ۲؎ عرض کرے گا ہاں لیکن میں کھیتی کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ وہ بیج بوئے گا ۳؎ تو پلک جھپکنے سے پہلے اس کا اگنا پورا ہو گا کٹ جانا ہو جاوے گا اور پہاڑوں کی طرح ہو جاوے گا ۴؎ تب اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے ابن آدم کوئی چیز تیرا پیٹ نہیں بھرتی ۵؎ تو وہ بدوی بولا رب کی قسم ایسا آدمی آپ قریشی یا انصاری ہی کو پائیں گے کہ وہ لوگ کھیتی باڑی والے ہیں ۶؎ رہے ہم ہم تو کھیتی والے ہیں ہی نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے ۷؎۔ (بخاری)

(۵۴۰۲) ۱؎ یہ شخص دنیا میں کھیتی باڑی کرتا تھا۔ اسے اس کا شوق وہ اپنا شوق پورا کرنے کو یہ عرض کرے گا کسی کمی کی وجہ سے نہیں ۲؎ یعنی باغات تو لذت کے لئے ہوتے ہیں وہ جنت میں موجود ہیں۔ جن کے پھل کھا رہا ہے سیر کر رہا ہے۔ آرام کی زندگی گزار رہا ہے۔ کھیت ضرورت کے لئے دنیا میں ہوتے ہیں۔ یہاں تیری ساری ضرورتیں پوری ہیں کھیت کی ضرورت نہیں پھر تو یہ مصیبت کیوں مانگتا ہے۔ ۳؎ اس کی خواہش پر اسے بیج دیئے جائیں گے وہ اسی طرح زمین جنت میں یہ بیج پھینک دے گا اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ ہل بیل سے زمین نرم کرے گا وہاں بیل اور ہل نہ ہوں گے دنیا میں بعض پہاڑی علاقوں میں یوں ہی بیج پھینک دینے سے جم جاتے ہیں وہ زمین جنت میں ہے۔ ۴؎ یعنی ان تمام کاموں میں نہ وقت لگے گا نہ اسے محنت کرنا پڑے گی۔ بیج ڈالے گا اور سامنے کھیتی کٹی ہوئی نہیں بلکہ دانہ صاف کئے ہوئے کے پہاڑ کے پہاڑ سامنے ہوں گے۔ ۵؎ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لوگ جس حال میں جئیں گے اس حال میں مریں گے اور جس حال میں مریں گے اسی حال میں قیامت میں اٹھیں گے یہ شخص زندگی میں کھیتی کرتا تھا۔ کرتا مرا تھا۔ وہاں بھی یہ شوق و خیال رہا (مرقات) سنا ہے کہ حضرت بلال اذان کہتے ہوئے اٹھیں گے۔ عشاق رسول عشق میں سرشار جھومتے ہوئے اٹھیں گے۔ شعر:۔

☆ نہ ہم جنت میں جائیں گے نہ ہم دوزخ میں جائیں گے ☆ کھڑے دیکھا کریں گے حشر میں صورت محمد کی ☆

ایسے لوگوں کی حرص جنت میں بھی نہ جائے گی (اشعہ) ۶؎ یعنی مکہ والے کچھ لوگ اور مدینہ والے عام لوگ ہی کھیتی باڑی کرتے ہیں انہیں کو یہ شوق وہاں بھی ہو گا ہم لوگ بدوی نہ کھیتی کریں نہ ہم کو یہ شوق ہو خیال رہے کہ بدوی لوگ عموماً جانور پالتے تھے۔ ۷؎ آپ کی یہ ہنسی اس بدوی کی حاضر جوابی اور عقلمندی کی وجہ سے تھی۔ خیال رہے کہ حضور کو خوش کرنا ہنسانا بھی عبادت ہے۔ ایک لونڈی نے حضور انور کے سامنے دف بجانے کی منت مانی تھی جیسا کہ انشاء اللہ مناقب حضرت عمر کے باب میں اس کا ذکر آوے گا۔

marfat.com

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَنَامُ أَهْلُ الْجَنَّةِ قَالَ النَّوْمُ أَخُو الْمَوْتِ وَلَا يَمُوْتُ أَهْلُ الْجَنَّةِ. (رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ)

(۵۴۰۳) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا جنتی سویا کریں گے فرمایا نیند موت کی جنس ہے اور جنتی مریں گے نہیں ا۔ (بیہقی شعب الایمان)

(۵۴۰۳) ا۔ یہ جواب عالی مع دلیل کے ہے۔ حضور انور نے لا نہیں فرمایا بلکہ اتنی دراز عبارت فرمائی تاکہ اسکی سمجھ میں آ جاوے وہاں موت' اونگھ' غشی' بیہوشی' نشہ غرضیکہ غفلت پیدا کرنے والی عقل خراب کرنے والی کوئی چیز نہ ہوگی۔ سرور و خوشی ہو گی مگر سرور کی مستی نہ ہوگی۔ ورنہ عشاق وہاں رب کو دیکھ کر حضور سے ملاقات کر کے جان دے دیتے۔

بَابُ رُؤْيَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى — اللہ تعالیٰ کے دیدار کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ — پہلی فصل

دیدار الٰہی کے متعلق چند مسائل اعتقادیہ یاد رکھو نمبر ا دنیا میں بندے اللہ تعالیٰ کو بصیرت یعنی نور قلبی سے دیکھتے ہیں اسے جانتے پہچانتے ہیں۔ آخرت میں اسے بصارت یعنی نور نگاہ سے دیکھیں گے کہ وہاں بصارت میں بصیرت ہو گی نمبر ۲ دنیا میں آنکھوں سے خدا تعالیٰ کا دیدار ممکن ہے مگر واقع نہیں اس لئے موسیٰ علیہ السلام نے دیدار کی دعا کی ناممکن کی دعا ناجائز ہے نبی ناجائز کام نہیں کرتے۔ نمبر ۳ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج میں اللہ تعالیٰ کا دیدار انہیں آنکھوں سے کیا اور خوب اچھی طرح کیا۔ اس مسئلہ میں اختلاف ہے مگر صحیح یہ ہی ہے۔ نمبر ۴ جو شخص دعویٰ ولایت کرتے ہوئے کہے کہ میں نے خدا تعالیٰ کو آنکھوں سے دیکھا ہے یا دیکھتا ہوں وہ کافر ہے کہ اپنے کو وہ نبیوں سے افضل کہتا ہے۔ نمبر ۵ قیامت میں ہر مومن و کافر کو رب کا دیدار ہو گا۔ مومن کو رحمت کی شان میں اور کافر کو غضب و قہر کی شان میں نمبر ۶ قیامت کے بعد صرف مومنوں کو جنت میں دیدار الٰہی ہوا کرے گا۔ کفار کو دوزخ میں نہ ہو گا **انهم عن ربهم يومئذ لمحجوبون** نمبر ۷ حق یہ ہے کہ جنت میں ہر مومن کو دیدار الٰہی ہوا کرے گا۔ مرد ہوں یا جنتی عورتیں' عورتوں کے متعلق اختلاف ہے مگر حق یہ ہی ہے کہ انہیں بھی دیدار ہو گا۔ نمبر ۸ دنیا میں خواب میں دیدار الٰہی ہو سکتا ہے بلکہ ہوتا ہے ہمارے امام اعظم نے ایک سو بار رب کو خواب میں دیکھا امام احمد ابن حنبل نے خواب میں دیکھا پوچھا الٰہی کونسی عبادت افضل ہے فرمایا تلاوت قرآن' دوسری بار پھر دیکھا پوچھا الٰہی معنی سمجھ کر تلاوت افضل ہے یا بغیر سمجھے بھی فرمایا ہر طرح افضل ہے۔ (اشعۃ اللمعات)

وَعَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ عِيَانًا وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ رَسُوْلِ

(۵۴۰۴) روایت ہے حضرت جریر ابن عبداللہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم اپنے رب کو ظاہر ظہور دیکھو گے ا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ

marfat.com

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ اِلَی الْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ فَقَالَ اِنَّکُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّکُمْ کَمَا تَرَوْنَ ھٰذَا الْقَمَرَ لَا تُضَامُّوْنَ فِیْ رُؤْیَتِہٖ فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَا تُغْلَبُوْا عَلٰی صَلٰوۃٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِھَا فَافْعَلُوْا ثُمَّ قَرَأَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِھَا۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ حضور انور نے چودھویں شب میں چاند کو دیکھا ۲۔ پھر فرمایا کہ تم اپنے رب کو ایسے دیکھو گے جیسے چاند کو دیکھ رہے ہو تم اس کے دیکھنے میں شک نہیں کرتے ۳۔ تو اگر تم یہ کر سکو کہ سورج نکلنے سے پہلے اور سورج ڈوبنے سے پہلی والی نماز پر مغلوب نہ ہو تو کرو ۴۔ پھر حضور نے یہ قرات کی سورج نکلنے سے پہلے اور سورج ڈوبنے سے پہلے اپنے رب کی تسبیح کرو اس کی حمد کے ساتھ ۵۔ (مسلم بخاری)

(۵۴۰۴) ۱۔ یہ حدیث عامۃ المسلمین کی دلیل ہے کہ مومن رب تعالیٰ کو محشر میں بھی آنکھوں سے دیکھیں گے اور جنت میں بھی دیکھا کریں گے خوارج اور معتزلہ اس کے منکر ہیں یہ حدیث ان کی سخت تردید کر رہی ہے اس پر سوالات و جوابات علم کلام کی کتب میں تفصیل وار مذکور ہیں۔ خیال رہے کہ یہ دیدار بغیر کسی جہت و سمت کے ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جہت و سمت سے پاک ہے ۲۔ یعنی رحمان کے چاند نے آسمان کے چاند کو دیکھا ڈوبنے والے گنے چاند کو اس چاند نے دیکھا جو نہ غروب ہو نہ گنے ظاہر کے چمکانے والے چاند کو اس چاند نے دیکھا جو دل و جان روح و ایمان کو چمکاتا ہے رات میں چمکنے والے چاند کو اس چاند نے دیکھا جو ابد الاباد تک ہر وقت دن رات چمکتا ہے۔ اور چمکے گا میں کیا کہوں مجھے الفاظ بھی نہیں ملتے۔ **اللھم صل وسلم وبارک علی بدر النبوۃ وشمس الرسالۃ صلی اللّٰہ علیہ وسلم** یوں کہہ لو کہ اس چاند کو جو سورج سے چمکتا ہے اس چاند نے دیکھا جو سورج کو چمکاتا ہے۔ جو دلوں پر دن نکال دیتا ہے۔ شعر:۔

☆ پاشمس نظرت الی لیلی چوبہ طیبہ رسی عرضے بکنی ☆ توری جوت کی جھل جھل جگ میں رچی موری شب نے نہ دن ہونا جاتا ☆

چاند بھی خوش نصیب ہے۔ جسے محبوب نے دیکھا یہ چاند وہ ہی ہے۔ جس پر حضور کی نگاہیں پڑی ہیں۔ ۳۔ **لا تضامون** یا تو بنا ہے ضیم سے۔ بمعنی ظلم و نقصان تو میم پر پیش ہے شد نہیں یا بنا ہے **ضم** سے۔ بمعنی ملنا بھیڑ کر تاب میم پر شد اور پیش ہے یعنی تم دیدار الٰہی میں نقصان میں نہ رہو گے کہ کسی کو دیدار ہو کسی کو نہ ہو کسی کو یقین سے ہو کسی کو مشکوک طریقہ سے یا تم رب تعالیٰ کو بھیڑ کر کے دشواری سے نہ دیکھو گے بلکہ آرام سے دیکھو گے۔ اطمینان کے ساتھ (اشعہ' مرقات) یہ دیدار قیامت میں تو ہوگا جنت میں ہمیشہ ہوا کرے گا۔ کسی کو جلد جلد کسی کو دیر سے۔ ۴۔ خیال رہے کہ جنت کی ساری نعمتیں نیک اعمال کا عوض ہوں گی۔ خواہ اپنے اعمال کا خواہ اس کے اعمال کا جس کی طفیل جنت میں گیا۔ مگر دیدار الٰہی کسی عمل کا عوض نہ ہوگا خالص عطاء ذوالجلال ہوگی۔ ان دو نمازوں پر پابندی اس دیدار کی لیاقت و قابلیت پیدا کرے گی۔ یعنی فجر و عصر کی پابندی دنیا میں نماز ایسے پڑھو کہ گویا تم خدا کو دیکھ رہے ہو کیونکہ یہاں حجاب ہے وہاں حجاب اٹھ جائے گا گویا ختم ہو جاوے گا۔ اسے دیکھ کر اس سے کلام کرو گے۔ (اشعہ) ۵۔ اس فرمان عالی سے معلوم ہوا کہ اس آیت میں تسبیح و تحمید سے مراد نماز ہے۔ چونکہ فجر و عصر کی نماز میں رات و دن کے محافظ فرشتے جمع ہو جاتے ہیں۔ نیز فجر کی نماز سونے کی غفلت کا وقت ہے اور نماز عصر کاروبار سیر و تفریح کی غفلت کا وقت ان وجوہ سے ان نمازوں کی

marfat.com

تاکید زیادہ کی ہے رب فرماتا ہے۔ ان قران الفجر کان مشھودا نماز عصر کے متعلق فرماتا ہے۔ حافظوا علی الصلوت والصلوۃ الوسطی

وَعَنْ صُهَيْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى تُرِيْدُوْنَ شَيْئًا أَزِيْدُكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ أَلَمْ تُبَيِّضْ وُجُوْهَنَا أَلَمْ تُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَتُنَجِّنَا مِنَ النَّارِ قَالَ فَيُرْفَعُ الْحِجَابُ فَيَنْظُرُوْنَ إِلٰى وَجْهِ اللّٰهِ فَمَا أُعْطُوْا شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ إِلٰى رَبِّهِمْ ثُمَّ تَلَا لِلَّذِيْنَ أَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۴۰۵) روایت ہے حضرت صہیب سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرماتے ہیں کہ جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم وہ چیز چاہتے ہو جو میں تم کو زائد دوں ا۔ وہ عرض کریں گے کیا تو نے ہمارے منہ اوجیالے نہ کر دیئے کیا تو نے ہم کو جنت میں داخل نہیں کر دیا اور ہم کو آگ سے نجات نہ دے دی ۲۔ فرمایا کہ رب حجاب اٹھاوے گا ۳۔ یہ رب کی ذات کے نظار کریں گے تو انہیں کوئی چیز رب کے دیدار سے زیادہ پیاری نہ دی گئی ۴۔ پھر حضور نے یہ تلاوت کی' نیک کاروں کے لئے اچھی چیز ہے اور زیادتی ہے ۵۔ (مسلم)

(۵۴۰۵) ا۔ یعنی ان نعمتوں کے علاوہ اور نعمت دوں یا تمہارے اعمال کی جزا سے زیادہ عطا کروں جو تمہارے کسی عمل کا بدلہ نہ ہو خاص میری عطا ہو یا تم کو وہ نعمت دوں جو ان سب سے زیادہ ہو سب سے افضل و اعلیٰ ہو ازید کی تین شرحیں ہیں۔ ۲۔ یعنی اے مولیٰ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ ان نعمتوں سے زیادہ ان سے بڑھ کر اور کون سی نعمت ہو گی تو نے ہمارا منہ اجیالا کیا تو نے ہم کو نعمتوں کے مرکز جنت میں داخل فرمایا جہاں ہر قسم کی راحتیں ہیں تو نے ہمیں دوزخ سے بچایا تیرے نام پر ہماری جانیں فدا۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا۔ شعر:۔

☆ جملہ عالم بندہ اکرام تو ☆ صد چو جان من فدائے نام تو ☆

۳۔ وہ حجاب اٹھاوے گا جو طالب و مطلوب کے درمیان آڑ تھا اور وہ حجاب باقی رکھا جاوے گا جو دیدار کا ذریعہ ہے جسے رداء کبریائی کہتے ہیں جیسے سورج پر ہلکے پتلے بادل کا حجاب جو سورج کو دکھا دیتا ہے اگر یہ حجاب نہ ہو تو سورج پر نظر نہیں ٹھہرتی۔ ۴۔ دیدار یار کی بہار یا تو مصری عورتوں سے پوچھو جنہوں نے جمال یوسفی کی ایک جھلک سے مست ہو کر اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے یا جناب ابوبکر صدیق سے پوچھو جو جمال محمدی سے مست ہو کر اپنا سب کچھ فدا کر بیٹھے آج مخلوق کے حسن پر گردنیں کٹ جاتی ہیں تو خالق کا حسن کیسا ہو گا۔ ۵۔ معلوم ہوا کہ زیادہ سے مراد دیدار الٰہی ہے زیادہ کی تین شرحیں ابھی پچھلی حدیث میں عرض کی گئیں یہ نعمت سب سے زیادہ ہے بقیہ نعمتوں میں عدل کا ظہور ہے۔ اس میں فضل کی جلوہ گری اس پوری حدیث کی شرح میں صوفیاء فرماتے ہیں کہ صفات ذات کا پردہ بھی ہیں' اور ذات کو دکھانے والی بھی یہاں جسم کو رنگت کے پردہ میں دیکھا جاتا ہے۔ اگر رنگ نہ ہو تو جسم نظر نہ آوے اللہ تعالیٰ ذات کا حجاب تو اٹھاوے گا مگر صفات کی چلمن میں ذات کا دیدار کرائے گا (اشعہ) دنیا میں رب نے ہم کو اپنا دیدار کرایا مگر رخسار یار میں یعنی جمال محمدی میں وہ بے صورت اسی صورت میں نظر آتا ہے۔ حضرت اعلیٰ فاضل گولڑوی نے فرمایا۔

شعر:۔

marfat.com

☆ ایسہ صورت ہے بے صورت دی بے صورت ظاہر صورت تھیں ☆
☆ پر کم نہیں بے سوجھت دا کوئی ورلیاں موتی لے تریاں ☆
☆ پر کام نہیں بے سوجھت دا کوئی ورلیاں موتی لے تریاں ☆

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

دوسری فصل

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَدْنٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً لَمَنْ يَّنْظُرُ اِلٰى جِنَانِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَنَعِيْمِهٖ وَخَدَمِهٖ وَسُرُرِهٖ مَسِيْرَةَ اَلْفِ سَنَةٍ وَاَكْرَمُهُمْ عَلَى اللّٰهِ مَنْ يَّنْظُرُ اِلٰى وَجْهِهٖ غُدْوَةً وَّعَشِيَّةً ثُمَّ قَرَاَ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ۔
(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ)

(۵۴۰۶) روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جنتیوں میں ادنی درجے والا وہ ہو گا جو اپنے باغات اپنی بیویوں اپنی نعمتوں اپنے خدام کو اور اپنے تختوں کو ایک ہزار سال کے پھیلاوے میں دیکھے گا۔ اور اللہ کے نزدیک بڑی عزت والا ہو گا وہ جو صبح شام اس کی ذات کے نظارے کرے ۲۔ پھر تلاوت فرمائی بعض چہرے اس دن تر و تازہ ہوں گے اپنے رب کو دیکھنے والے ۳۔ (احمد، ترمذی)

(۵۴۰۶) ۱۔ یعنی ادنی جنتی کا اپنا رقبہ اور اس رقبہ میں اپنا سامان پھیلا ہوا اتنا وسیع ہو گا کہ اس کنارہ سے اس کنارہ تک انسان ایک ہزار سال میں پہنچے یہ تو ادنی درجے کے جنتی کا رقبہ ہے تو سوچو کہ اعلیٰ درجے کا جنتی کا رقبہ کتنا ہو گا۔ پھر غور کرو کہ جنت کیسی وسیع ہے۔ ۲۔ جنتیوں کو رب کا دیدار حسب مراتب ہو گا کسی کو ہفتہ میں ایک بار کسی کو روزانہ دو بار کسی کو ہر وقت جیسے دنیا میں بعض لوگ ہر وقت عشق الٰہی میں محو رہتے ہیں بعض کبھی کبھی۔ ۳۔ یہاں وجوہ سے مراد ذات ہیں اور ناظرہ سے مراد وہ تر و تازگی ہے جو مومنوں پر نمودار ہو گی جب تک مومن رب کو دیکھیں گے کسی نعمت کی طرف التفات نہ کریں گے۔

وَعَنْ اَبِیْ رَزِیْنٍ الْعُقَيْلِیِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَكُلُّنَا يَرٰى رَبَّهٗ مُخْلِيًا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ بَلٰى قُلْتُ وَمَا اٰيَةُ ذٰلِكَ فِیْ خَلْقِهٖ قَالَ يَا اَبَا رَزِيْنٍ اَلَيْسَ كُلُّكُمْ يَرَى الْقَمَرَ لَيْلَةَ الْبَدْرِ مُخْلِيًا بِهٖ قَالَ بَلٰى قَالَ فَاِنَّمَا هُوَ خَلْقٌ مِّنْ خَلْقِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَجَلُّ وَاَعْظَمُ۔
(رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ)

(۵۴۰۷) روایت ہے حضرت ابو رزین عقیلی سے فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا قیامت کے دن سب اپنے رب کو خلوت میں دیکھیں گے ۱۔ فرمایا ہاں میں نے عرض کیا اللہ کی مخلوق میں اس کی نشانی کیا ہے فرمایا اے ابو رزین کیا تم سب چودھویں شب میں چاند کو خلوت میں نہیں دیکھتے۔ عرض کیا ہاں ۲۔ فرمایا یہ تو اللہ کی مخلوق میں سے ایک مخلوق ہے۔ اللہ تو بہت جلالت و عظمت والا ہے ۳۔ (ابوداؤد)

(۵۴۰۷) ۱۔ ظاہر یہ ہے کہ قیامت کے دن سے مراد وہ ہی فیصلہ کا دن ہے کہ اس دن مسلمان رب تعالیٰ کو بیک وقت دیکھیں گے مگر ہر ایک کو رب سے خلوت بھی ہو گی اور ہو سکتا ہے کہ یوم قیامت سے مراد جنت ہو جس کا فیصلہ قیامت میں ہو گا سوال کا

marfat.com

مقصد یہ ہے کہ خلوت اور جلوت دو ضدیں ہیں بیک وقت دونوں جمع کیسے ہوں گی۔ سبحان اللہ نہایت ہی قوی سوال ہے جس میں منطق کی جان موجود ہے۔ ۲۔ سبحان اللہ ایک مثال میں مسئلہ حل کر دیا کہ بدر کو تمام دنیا اپنے اپنے گھر میں اکیلے بیٹھ کر دیکھے تو وہاں بندے کی خلوت ہے اور چاند کی طرف سے جلوت خلوت جمع ہیں مگر دوسری طرف سے بندے کی طرف سے خلوت ہوگی رب کی طرف سے جلوت۔ شعر:۔

☆ جو نکتہ دروں سے حل نہ ہوئے اور فلسفیوں سے کھل نہ سکے ☆ وہ بھید اک کملی والے نے سمجھا دیئے چند اشاروں میں ☆

۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ خالق کی صفات کو مخلوق کے ذریعہ سمجھانا جائز ہے محض تمثیل سے تشبیہ نہیں رب تعالیٰ فرماتا ہے **لیس کمثلہ شئی** وہاں تشبیہ کی نفی ہے لہٰذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

تیسری فصل

وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھَلْ رَاَیْتَ رَبَّکَ قَالَ نُوْرٌ اَنّٰی اَرَاہُ۔ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

(۵۴۰۸) روایت ہے حضرت ابوذر سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا اپنے رب کو دیکھا۔ فرمایا میں نے اسے دیکھا ہے نور والا ہے ۱۔ (مسلم)

(۵۴۰۸) ۱۔ اس عبارت کی دو قراتیں ہیں ایک تو نور کی تنوین سے اور انی حرف استفہام ۔ بمعنی کیف اور معنی یہ ہیں کہ رب تعالیٰ عظیم الشان نور ہے میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں اس نور سے نگاہ خیرہ ہو جاتی ہے اس صورت میں یہ حدیث ان حضرات کی دلیل ہے جو دیدار کے منکر ہیں اور دوسری قرات ہے نورانی جیسے ربانی اور اراہ ۔ بمعنی ماضی ہے یعنی میں نے اسے دیکھا ہے ایسا دیکھا ہے گویا اب بھی دیکھ رہا ہوں وہ نورانی ہے فقیر کے نزدیک پہلی قرات بھی دیدار الٰہی کی نفی نہیں کرتی وہ صاحب سوال کر رہے تھے دنیا میں یعنی اس زمین پر رہتے ہوئے رب کے دیدار کے متعلق یا رسول اللہ کیا آپ نے مدینہ میں رہتے ہوئے کبھی ان آنکھوں سے خدا کو دیکھا ہے۔ فرمایا وہ نور عظیم ہے میں ان آنکھوں سے اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں۔ یہ آنکھیں اس کے نور کی تاب نہیں لاتیں۔ حضور نے رب کا دیدار کیا ہے معراج کی رات اس وقت آنکھ ہی دوسری تھی عالم ہی دوسرا تھا۔ معراج کی رات کا دیدار تو قرآن کریم سے ثابت ہے جیسا کہ آگے بیان ہو گا انشاء اللہ۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی قَالَ رَاٰہُ بِفُؤَادِہٖ مَرَّتَیْنِ۔ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ) وَفِیْ رِوَایَۃِ التِّرْمِذِیِّ قَالَ رَاٰی مُحَمَّدٌ رَبَّہٗ قَالَ عِکْرِمَۃُ قُلْتُ اَلَیْسَ اللّٰہُ یَقُوْلُ لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ

(۵۴۰۹) روایت ہے حضرت ابن عباس سے دل نے وہ نہیں جھٹلایا جو دیکھا ۱۔ اور بیشک اس کو دوسری بار دیکھا فرمایا حضور نے رب کو اپنے دل سے دوبار دیکھا ۲۔ (مسلم) اور ترمذی کی روایت میں ہے فرمایا حضور محمد نے اپنے رب کو دیکھا ۳۔ عکرمہ فرماتے ہیں میں نے کہا کیا اللہ تعالیٰ یہ نہیں کہتا کہ اسے آنکھیں نہیں پا سکتی اور وہ آنکھوں کو پاتا ہے ۴۔ فرمایا تم پر افسوس ہے یہ جب ہے جب

marfat.com

قَالَ وَيُحَكَ ذَاكَ إِذَا تَجَلَّى بِنُورِهِ الَّذِي هُوَ نُورُهُ وَقَدْ رَأَى رَبَّهُ مَرَّتَيْنِ۔

رب اپنے خاص نور سے تجلی فرمائے جو اس کا ذاتی نور ہے ۵۔ اور حضور نے یقیناً اپنے رب کو دو بار دیکھا۔

(۵۴۰۹) ۱۔ یہ سورہ نجم شریف کی آیت ہے جس میں معراج میں دیدار الٰہی کا اعلیٰ درجہ کا ثبوت ہے۔ جس میں فرمایا گیا ہے کہ حضور نے رب کو آنکھوں سے دیکھا اور دل نے اس دیکھنے کو جھٹلایا نہیں بلکہ اس کی تصدیق کی دیکھا آنکھ نے تصدیق کی دل نے دل کی مدد سے آنکھ نے دیکھا اگر دل آنکھ کو جھٹلادے تو دل سچا ہوتا ہے آنکھ جھوٹی چلتی ریل میں آنکھ دیکھتی ہے کہ سامنے کے درخت بھاگ رہے ہیں مگر دل کہتا ہے کہ نہیں بلکہ ریل بھاگ رہی ہے آنکھ جھوٹی ہوتی ہے دل سچا آیت میں فرمایا گیا کہ آنکھ نے رب کو دیکھا دل نے آنکھ کی تصدیق کی تصدیق کرنے والا دیکھنے والے کا غیر ہوتا ہے۔ ۲۔ اس فرمان میں ابن عباس کا مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی شب رب کو آنکھ سے دیکھا مگر دل کی مدد سے دیکھا اس طرح کہ دیدار کے وقت دل ہوش میں رہا آنکھ کی تائید کرتا رہا جناب کلیم اللہ کی طرح دل پر غشی طاری نہ ہوگئی مرتین کے معنی ہیں بار بار جیسے رب فرماتا ہے **فارجع البصر کرتین** یعنی حضور رب کی بارگاہ میں معراج کی رات بار بار حاضر ہوتے رہے اسے دیکھتے رہے ایک بار تو ملاقات اول کے وقت اور نو بار نمازیں کم کرانے کے لئے حضرت ابن عباس کا مذہب یہ ہے کہ حضور انور نے رب کو آنکھوں دیکھا معراج میں۔ شیخ نے مدارج میں فرمایا کہ اس رات یا تو آنکھ دل میں تھی یا دل آنکھ میں لہٰذا چاہیے یوں کہو کہ آنکھ سے دیکھا یا یوں کہو کہ دل سے دیکھا مطلب ایک ہی ہے۔ (اشعہ) قریباً سارے صحابہ کا یہ ہی قول ہے کہ حضور انور نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا سواء حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت انس کے وہ فرماتے ہیں حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھا۔ ۳۔ یعنی ترمذی کی روایت میں۔ مغالطہ نہیں کہ دل سے دیکھا بلکہ یہ ہے کہ اپنے رب کو دیکھا یعنی آنکھ سے دیکھا اسی لئے حضرت عکرمہ نے وہ سوال کیا جو آگے آرہا ہے۔ ۴۔ یعنی اے صحابی رسول اور اہل بیت نبی آپ تو کہتے ہیں کہ حضور انور نے رب تعالیٰ کو آنکھوں سے دیکھا مگر قرآن کریم یہ فرماتا ہے آپ کا کلام قرآن مجید کے خلاف معلوم ہوتا ہے خیال رہے کہ حضرت عکرمہ نے رؤیت بصر اور ادراک بصر میں فرق نہیں کیا آنکھ کا دیکھنا اور ہے آنکھ کا پانا یعنی اسے احاطہ کرنا گھیرنا کچھ اور ہم سمندر، زمین، آسمان کو دیکھتے تو ہیں مگر ان کا احاطہ نہیں کرسکتے کہ یہ چیزیں کی اتنی لمبی چوڑی ہیں حضور کی آنکھوں نے رب تعالیٰ کا دیدار کیا اس کا احاطہ نہیں کیا جنتی مومن رب کا دیدار کریں گے اس کا احاطہ نہیں کریں گے یا الابصار سے مراد دنیا کی آنکھ ہے یا اس سے مراد کفار کی آنکھیں ہیں غرضیکہ اس آیت کے بہت معنی کئے گئے ہیں۔ ۵۔ یعنی لوگ خدا تعالیٰ کو جب دیکھ سکتے ہیں جب وہ اپنی تجلی ان کی برداشت کے قابل فرمادے اگر اپنی ذاتی تجلی فرمادے جیسا وہ ہے ویسا ظاہر ہو تو لوگ کیا اور چیزیں بھی فنا ہو جاویں۔ خیال رہے کہ یہ گفتگو مومنین کے دیدار کے متعلق ہے حضور انور نے تو عین ذات دیکھی جیسا رب ہے ویسا دیکھا اگر وہ تجلی خدا ہے تو یہ دیدہ مصطفیٰ ہے صلی اللہ علیہ وسلم وہ سب کچھ جھیل سکتی ہے۔

وَعَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ لَقِيَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَعْبًا بِعَرَفَةَ فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ فَكَبَّرَ حَتَّى جَاوَبَتْهُ الْجِبَالُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّا بَنُو هَاشِمٍ فَقَالَ كَعْبٌ إِنَّ اللهَ قَسَمَ رُؤْيَتَهُ وَكَلَامَهُ

(۵۴۱۰) روایت ہے حضرت **شعبی** سے فرماتے ہیں حضرت ابن عباس کعب سے عرفہ میں ملے تو ان سے کسی چیز کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے تکبیر کہی جس سے پہاڑ گونج گئے ۱۔ تب حضرت ابن عباس نے فرمایا ہم بنی ہاشم ہیں ۲۔ تب حضرت کعب نے فرمایا

marfat.com

بَيْنَ مُحَمَّدٍ وَمُوْسٰى فَكَلَّمَ مُوْسٰى مَرَّتَيْنِ وَرَاٰهُ مُحَمَّدٌ مَرَّتَيْنِ قَالَ مَسْرُوْقٌ فَدَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ فَقُلْتُ هَلْ رَاٰى مُحَمَّدٌ رَبَّهٗ فَقَالَتْ لَقَدْ تَكَلَّمْتَ بِشَيْءٍ قَفَّ لَهٗ شَعْرِيْ قُلْتُ رُوَيْدًا اَتُمَّ فَقَرَءْتُ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى فَقَالَتْ اَيْنَ تَذْهَبُ بِكَ اِنَّمَا هُوَ جِبْرَءِيْلُ مَنْ اَخْبَرَكَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَاٰى رَبَّهٗ اَوْ كَتَمَ شَيْئًا مِّمَّا اُمِرَ بِهٖ اَوْ يَعْلَمُ الْخَمْسَ الَّتِيْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ فَقَدْ اَعْظَمَ الْفِرْيَةَ وَلٰكِنَّهٗ رَاٰى جِبْرَءِيْلَ لَمْ يَرَهٗ فِيْ صُوْرَتِهٖ اِلَّا مَرَّتَيْنِ مَرَّةً عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى وَمَرَّةً فِيْ اَجْيَادٍ لَهٗ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ قَدْ سَدَّ الْاُفُقَ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) وَرَوَى الشَّيْخَانِ مَعَ زِيَادَةٍ وَاخْتِلَافٍ وَفِيْ رِوَايَتِهِمَا قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ فَاَيْنَ قَوْلُهٗ ثُمَّ دَنٰى فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى قَالَتْ ذَاكَ جِبْرَءِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَاْتِيْهِ فِيْ صُوْرَةِ الرَّجُلِ وَاِنَّهٗ اَتَاهُ هٰذِهِ الْمَرَّةَ فِيْ صُوْرَتِهِ الَّتِيْ هِيَ صُوْرَتُهٗ فَسَدَّ الْاُفُقَ۔

کہ اللہ نے اپنا دیدار اور اپنا کلام محمد مصطفیٰ اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان تقسیم فرمادیا تو موسیٰ علیہ السلام سے دوبار کلام کیا ۳۔ اور محمد مصطفیٰ نے رب کو دوبار دیکھا ۴۔ مسروق کہتے ہیں کہ پھر میں حضرت عائشہ کے پاس گیا میں نے عرض کیا حضور نے اپنے رب کو دیکھا ۵۔ آپ بولیں تم نے ایسی بات کہی جس سے میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے ۶۔ میں نے عرض کیا پھر میں نے یہ آیت پڑھی کہ حضور نے اپنے رب کی بڑی نشانیاں دیکھیں ۷۔ آپ بولیں خیالات تمہیں کہاں لئے پھرتے ہیں وہ تو حضرت جبریل ہیں ۸۔ جو تمہیں خبر دے کہ حضور نے اپنے رب کو دیکھا یا جس کی تبلیغ کا حکم دیا گیا تھا اس میں سے کچھ چھپایا ۹۔ یا حضور ان پانچ باتوں کو جانتے ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ ہی کے پاس ہے قیامت کا علم اور اتارتا ہے بارش تو اس نے بڑا بہتان باندھا ۱۰۔ لیکن آپ نے حضرت جبریل کو دیکھا ان کی اصلی صورت کبھی نہ دیکھی سواء دوبار کے ایک بار سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اور دوسری بار محلہ اجیاد میں ان کے چھ سو پر تھے جنہوں کے کنارہ نے آسمان بند کر دیئے تھے ۱۱۔ (ترمذی) اور مسلم بخاری نے کچھ زیادتی اور کچھ اختلاف کے ساتھ روایت کی۔ ان دونوں کی روایت میں ہے فرمایا میں نے حضرت عائشہ سے عرض کیا تو رب کا یہ قول کہاں پھر قریب ہوا پھر دو کمانوں کی بلکہ اس سے بھی قریب تر آپ بولیں یہ جبریل علیہ السلام ہیں جو حضور کے پاس مرد کی صورت میں آئے تھے ۱۲۔ اور اس دفعہ آپ کے پاس اپنی اصلی صورت میں آئے جو ان کی اپنی صورت ہے تو کنارہ آسمان بھر دیئے ۱۳۔

(۵۴۱۰) ۱۔ یعنی نویں ذی الحجہ حج کے دن حضرت عبداللہ ابن عباس کی ملاقات جناب کعب احبار سے ہوئی حضرت ابن عباس نے کعب سے رب تعالیٰ کے دیدار کے متعلق پوچھا تو حضرت کعب نے اس سوال پر اتنی بلند آواز سے اللہ اکبر کہا کہ پہاڑ گونج گئے کعب نے یہ سوال بڑا ہی اہم سمجھا۔ ۲۔ یعنی ہم اہل بیت نبوت ہیں ہم کوئی غلط یا ناممکن بات نہیں پوچھتے۔ نیز امت پر ہمارا احترام ضروری

marfat.com

ہے اے کعب تم صرف تکبیر پر نہ ٹالو بلکہ جواب دو یا یہ کہ تم ہم سے جو چاہو پوچھو انشاء اللہ ہم جواب دیں گے۔ خیال رہے کہ حضرت کعب احبار تابعی ہیں پہلے یہود کے بڑے عالم تھے توریت شریف کے ماہر ہیں۔ حضرت ابن عباس نے یہ سوال ان سے اس لئے کیا تاکہ بذریعہ توریت ان سے تائید کرائیں۔ ۳۔ موسیٰ علیہ السلام نے ایک بار وادی ایمن میں رب سے کلام کیا عطاء نبوت کے وقت اور دوسری بار کوہ طور پر حضرت احبار نے یہ توریت شریف سے نقل کر کے بتایا (اشعہ) معلوم ہوا کہ حضور کے دیدار الٰہی کا ذکر توریت شریف میں بھی تھا خیال رہے کہ مرتین سے شخصی بار مراد نہیں بلکہ نوعی بار مراد ہے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام نے طور پر رب سے بارہا کلام کیا مگر یہ کلام تھا ایک ہی نوعیت کا اور وادی ایمن میں عطاء نبوت کے وقت کلام کیا وہ دوسری نوعیت کا تھا۔ ۴۔ یعنی دنیا میں رب سے بلاواسطہ کلام کرنا موسیٰ علیہ السلام کی خصوصی صفت ہے ورنہ حضور نے معراج میں رب تعالیٰ کا دیدار بھی بار بار کیا اس سے کلام بھی بار بار کیا **فاوحی الی عبدہ ما اوحی** ۵۔ غالباً حضرت مسروق وہاں موجود تھے۔ جہاں حضرت ابن عباس اور کعب احبار کی مذکورہ گفتگو ہوئی جس میں یہ ثابت کیا گیا کہ حضور نے رب کو دیکھا آپ نے اس کی تصدیق حضرت عائشہ صدیقہ سے کرانی چاہی اس لئے یہ سوال کیا مسروق **تابعی** ہیں امام شعبی کے استاذ ۶۔ یعنی تمہارے اس سوال سے میرے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے بھلا حضور رب تعالیٰ کو کیسے دیکھ سکتے ہیں خیال رہے کہ جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ جسمانی معراج کا انکار فرماتی ہیں پھر وہ دیدار الٰہی حضور کے لئے کیسے مان سکتی ہیں یہ دیدار تو معراج کا ایک حصہ ہے یہ دونوں انکار ان کے اجتہاد سے ہیں انہیں دیدار اور معراج کی روایات نہیں پہنچیں یہ واقعات تو آپ کے حضور کی زوجیت میں آنے سے پہلے کے ہیں۔ اس لئے آپ نے کوئی حدیث اس پر پیش نہیں کی صرف اپنا اجتہاد بیان فرمایا۔ ۷۔ یعنی میں نے سورہ والنجم کی وہ آیات پیش کیں جن میں یہ ہے **ولقد راہ نزلۃ اخری** صرف یہ آیت پیش نہ فرمائی صرف اس آیت سے ان کا مقصد پورا نہ ہو تاکہ یہاں آیات رب دیکھنے کا ذکر ہے نہ کہ رب کو دیکھنے کا (مرقات) ۸۔ سورہ النجم کی یہ آیات ہی بتا رہی ہیں کہ یہاں حضرت جبریل مراد نہیں رب تعالیٰ کا دیدار ہی مراد ہو سکتا ہے کہ آیت اولیٰ یہ ہے **علمہ شدید القوی** اس شدید القوی سے مراد اللہ تعالیٰ ہے کہ اس نے حضور کو قرآن سکھایا نہ کہ جبریل علیہ السلام نے۔ الرحمٰن علم القرآن آگے ہے **فاوحی الی عبدہ ما اوحی** حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں نہ کہ حضرت جبریل علیہ السلام کے جب کہ عبدہ کی ضمیر رب کی طرف ہے تو ساری ضمیریں اس کی طرف ہیں **ثم دنی فتدلی** سے لے کر **ولقد راہ نزلۃ اخری** تک کی ساری ضمیریں شدید القوی کی طرف ہیں یعنی رب کی طرف اس آیت سے جسمانی معراج اور رب کا دیدار دونوں ہی ثابت ہیں ام المومنین نے ادھر توجہ نہ فرمائی اس لئے صحابہ نے آپ کی یہ تفسیر قبول نہ کی۔ ۹۔ یعنی حضور انور نے تبلیغی شرعی احکام میں سے کوئی حکم کسی سے نہ چھپایا سب پہنچا دیئے اسی لئے **مما امر بہ** فرماتی ہیں رہے رموز و اسرار وہ اغیار سے ضرور چھپائے متشابہات کی تفسیر نہ بتائی۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور انور سے ایک برتن علم کا وہ ملا ہے کہ اگر میں ظاہر کروں تو میری گردن ماردی جائے۔ ۱۰۔ یعنی حضور انور یہ پانچ چیزیں بغیر تعلیم الٰہی نہیں جانتے ہاں اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے جانتے ہیں چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ نے حضور سے پوچھا کہ ہم ازواج میں سے پہلے حضور سے کون ملے گا کس کی وفات پہلے ہوگی فرمایا لمبے ہاتھ والی یعنی حضرت زینب انہیں ام المومنین نے پوچھا یا رسول اللہ کس کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر ہیں فرمایا عمر فاروق کی حضور نے جنگ بدر سے پہلے خطوط کھینچ کر بتا دیا کہ کل فلاں کافر یہاں مارا جائے گا فلاں کافر یہاں لہٰذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں اس کی تحقیق ہماری کتاب جاء الحق میں دیکھو۔ ۱۱۔ اجیاد مکہ مکرمہ کا مشہور

marfat.com

محلہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعی جبریل امین کو دوبار ان کی اصلی شکل میں دیکھا اس پر تمام امت کا اتفاق ہے مگر گفتگو اس میں ہے کہ سورہ والنجم میں یہ ہی دیدار جبریل مراد ہے یا دیدار الٰہی جمہور صحابہ اور عام مسلمانوں کا قول یہ ہے اس آیت میں دیدار الٰہی مراد ہے نہ کہ دیدار جبریل علیہ السلام۔ ۱۲۔ حضرت جبریل حضرت دحیہ کلبی کی شکل میں آتے تھے حضرت دحیہ کلبی بڑے ہی خوبصورت تھے جناب جبریل انہیں کی شکل اختیار کرتے تھے۔ ۱۳۔ خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ام المومنین حضور کے دیدار الٰہی کا انکار فرماتی ہیں کیونکہ آپ جسمانی معراج کی قائل نہیں بعض صحابہ نے دل سے دیدار مانا ہے مگر عام صحابہ اور سارے بعد کے مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ حضور انور نے رب کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اسی طرح کہ دل ہوش میں رہا اور ایسا ٹکٹکی باندھ کر دیکھا کہ پلک بھی نہ مارا۔ **مازاغ البصر ما طغی۔ الحمد للّٰہ** کہ فقیر بینوا بندہ گنہگار احمد یار نے دیدار کا مضمون آخر ماہ رمضان مبارک ۱۳۸۷ھ میں لکھا اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے اور اس گنہگار کو اپنے اور اپنے محبوب کے دیدار سے سرشار فرمادے کہ ہم فقیروں کی یہ معراج ہے۔ شعر:۔

☆ تیری معراج کہ تو لوح و قلم تک پہنچا ☆ میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا ☆

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ فِیْ قَوْلِہٖ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی وَفِیْ قَوْلِہٖ مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی وَفِیْ قَوْلِہٖ لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی قَالَ فِیْھَا کُلِّھَا رَاٰی جِبْرَئِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَہٗ سِتُّمِائَۃِ جَنَاحٍ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) وَفِیْ رِوَایَۃِ التِّرْمِذِیِّ قَالَ مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی قَالَ رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جِبْرَئِیْلَ فِیْ حُلَّۃٍ مِنْ رَفْرَفٍ قَدْ مَلَاَ مَا بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلَہٗ وَلِلْبُخَارِیِّ فِیْ قَوْلِہٖ لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی قَالَ رَاٰی رَفْرَفًا اَخْضَرَ سَدَّ اُفُقَ السَّمَآءِ وَسُئِلَ مَالِکُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی اِلٰی رَبِّھَا نَاظِرَۃٌ فَقِیْلَ تَرَوْنَ رَبَّکُمْ یَقُوْلُوْنَ اِلٰی ثَوَابِہٖ فَقَالَ مَالِکٌ کَذَبُوْا فَاَیْنَ ھُمْ عَنْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی

(۵۴۱۱) روایت ہے حضرت ابن مسعود سے رب کے اس فرمان کے بارے میں تو ہوا دو کمانوں کے فاصلہ یا اور زیادہ قریب ۱۔ اور رب کے اس فرمان کے بارے میں کہ نہیں جھٹلایا دل نے جو دیکھا اور رب کے اس قول کے بارے میں کہ بیشک اپنے رب کی بڑی نشانیاں دیکھیں فرمایا ان سب میں حضور نے حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھا جن کے چھ سو بازو تھے ۲۔ (مسلم بخاری) اور ترمذی کی روایت میں ہے فرمایا دل نے نہ جھٹلایا جو دیکھا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل کو باریک ریشم کے جوڑے میں دیکھا کہ انہوں نے آسمان و زمین کو بھر دیا تھا ۳۔ اور ترمذی و بخاری کی روایت میں ہے رب کے اس فرمان کے متعلق بیشک ریشمی جوڑے میں دیکھا کہ انہوں نے آسمان و زمین کے درمیان کو بھر دیا تھا اور بخاری کی روایت میں اس آیت کے متعلق ہے کہ بیشک اپنے رب کی بڑی نشانیاں دیکھیں۔ فرمایا آپ نے باریک سبز ریشم دیکھا۔ جس نے آسمان کا کنارہ بھر دیا تھا ۴۔ اور حضرت مالک ابن انس سے باری تعالیٰ کے قول **الیٰ ربھا** ناظرہ کے متعلق پوچھا گیا کہا گیا کہ ایک قوم کہتی ہے کہ لوگ رب کے ثواب کو دیکھیں گے ۵۔ امام مالک نے فرمایا جھوٹ کہا وہ اس فرمان باری سے جا رہے ہیں کہ

marfat.com

كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ قَالَ مَالِكُ النَّاسُ يَنْظُرُوْنَ اِلَى اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِاَعْيُنِهِمْ وَقَالَ لَوْ لَمْ يَرَ الْمُؤْمِنُوْنَ رَبَّهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَمْ يُعَيِّرِ اللّٰهُ الْكُفَّارَ بِالْحِجَابِ فَقَالَ كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ (رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ)

خبردار وہ اس دن اپنے رب سے حجاب میں ہوں گے۔ امام مالک نے فرمایا ۶۔ کہ قیامت کے دن لوگ اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے۔ فرمایا اگر قیامت کے دن مومن اپنے رب کو نہ دیکھتے تو اللہ تعالیٰ کفار کو حجاب سے عار نہ دلاتا ۷۔ اس نے فرمایا کہ وہ اس دن اپنے رب سے حجاب میں ہوں گے ۸۔ (شرح سنہ)

(۵۴۱۱) ۱۔ قاب قوسین کے متعلق صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ دو کمانیں مل کر دائرہ بن جاتا ہے جس کے بیچ میں مرکز ہوتا ہے جب کسی سے معانقہ کیا جائے گلے لگایا جائے تو دونوں ہاتھوں کا دائرہ اس کی پیٹھ پر بناتے ہیں۔ اور اسے گلے لگاتے ہیں مصافحہ میں قدرے دور کی ملاقات ہوتی ہے مگر معانقہ میں اتصال کی ملاقات نور الٰہی رحمت الٰہی نے اس رات اپنے محبوب کو اپنی آغوش میں اس طرح لیا کہ رحمت خداوندی دائرہ تھی اور محبوب اس کا مرکز کہ ہر طرف رب کی رحمت اس کا نور بیچ میں حضور مصطفیٰ کا ظہور صلی اللہ علیہ وسلم۔ ۲۔ یعنی ان آیات میں ساری ضمیریں حضرت جبریل علیہ السلام کی طرف ہیں وہ حضور سے قریب ہوئے انہیں حضور نے دیکھا وہ ہی دو کمانوں کے برابر ہوئے لیکن اس تفسیر میں مشکل یہ ہوگی کہ ان آیات میں ایک آیت ہے **فاوحی الی عبدہ ما اوحی**' **عبدہ** کی ضمیر حضور کی طرف نہیں لوٹ سکتی کیونکہ حضور انور اللہ کے بندے ہیں نہ کہ جبریل علیہ السلام کے وہ آیت بتا رہی ہے کہ یہ ساری ضمیریں اللہ تعالیٰ کی طرف ہیں جیسے **علمہ شدید القوی** میں بیان فرمایا ہم ابھی کچھ پہلے اس کی تحقیق کر چکے ہیں۔ نیز اس کی تحقیق ہماری کتاب شان حبیب الرحمٰن میں مطالعہ فرماؤ۔ ۳۔ تحقیق یہ ہے کہ رفرف جمع ہے اس کا واحد ہے رفرفۃ دوسری جمع رفارف ہے۔ اس کے لفظی معنی ہیں بستر رب فرماتا ہے **متکئین علی رفرف خضر** حضرت جبریل کے پر پھیلانے پر وسیع بستر محسوس ہوئے تھے اس سے رفرف کا لفظ فرمایا۔ اب پرندے کے پر کو کہتے ہیں لباس کے جوڑے نرم کپڑے وغیرہ کو بھی رفرف کہتے ہیں یہاں رفرف بمعنی سبز ہے کیونکہ ساتھ ہی حلہ فرمایا گیا ہے۔ ۴۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ دیدار الٰہی کے متعلق صحابہ کرام کے تین قول ہیں ایک یہ کہ معراج میں یا کبھی اور دیدار مطلقاً نہ ہوا یہ قول حضرت عائشہ صدیقہ کا ہے دوسرا یہ کہ دل سے رب کو دیکھا نہ کہ آنکھوں سے یعنی بصیرت سے دیکھا بصارت سے نہیں۔ یہ قول حضرت ابن مسعود کی طرف منسوب ہے۔ تیسرا یہ کہ حضور انور نے اپنی آنکھوں سے رب کا دیدار کیا یہ آخری قول جمہور صحابہ کا ہے حضرت ابن عباس سے یہ ہی مروی ہے وہ سورہ والنجم کی آیات کی تفسیر میں یہ ہی فرماتے ہیں حضرت عبداللہ ابن عمر پہلے اس دیدار کے منکر تھے بعد میں حضرت ابن عباس کے قول کی طرف رجوع فرمایا حضرت عائشہ صدیقہ نے اس انکار کی کوئی دلیل نہیں دی صرف اپنے اجتہاد سے انکار فرمایا حضرت ابن عباس یہ فرمان صرف اجتہاد سے نہیں فرما سکتے بلکہ کسی روایت کی بنا پر ہی کہہ سکتے ہیں۔ (اشعہ) ۵۔ معتزلہ' خوارج دیدار الٰہی کے انکاری ہیں کہ جنت میں کسی کو رب کا دیدار نہیں ہوگا۔ ان کا ہی یہ قول ہے وہ ہی حضرت امام مالک کے سامنے پیش کیا گیا کہ وہ اس آیت کے یہ ہی معنی کرتے ہیں یہ تاویل نہیں تحریف ہے۔ ۶۔ یعنی اگر اس آیت میں دیدار الٰہی سے مراد اللہ کا ثواب دیکھنا ہے تو اس آیت کے کیا معنی کریں گے کہ کفار رب سے حجاب میں ہوں گے جس سے معلوم ہو رہا ہے کہ مومنین حجاب میں نہ ہوں گے اس کا دیدار کریں گے سبحان اللہ کیسا پیارا جواب ہے۔ ۷۔ خلاصہ یہ ہے کہ جیسے جنتیوں کے لئے دیدار الٰہی ساری نعمتوں

marfat.com

سے افضل و اعلیٰ نعمت ہے ایسے ہی دوزخیوں کے لئے دیدار سے محرومی سارے عذابوں سے بدتر عذاب ہوگا کہ محبوب کا فراق بھی بڑا عذاب ہے۔ ۸۔ یہاں اس سے مراد یا دوزخ میں کفار کے داخلہ کے بعد کا دن ہے اس دن کی انتہاء کبھی نہیں تب تو آیت بالکل ظاہر ہے اور اگر قیامت کا دن مراد ہے تو مطلب یہ ہے کہ رب کی نظر کرم سے حجاب میں ہوں گے ورنہ قہر کا دیدار تو قیامت کے دن کفار کو بھی ہوگا۔ جیسا کہ پہلے عرض کیا جاچکا ہے۔

وَعَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا اَهْلُ الْجَنَّةِ فِيْ نَعِيْمِهِمْ اِذْ سَطَعَ لَهُمْ نُوْرٌ فَرَفَعُوْا رُءُوْسَهُمْ فَاِذَا الرَّبُّ قَدْ اَشْرَفَ عَلَيْهِمْ مِنْ فَوْقِهِمْ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ قَالَ وَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ قَالَ فَيَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَيَنْظُرُوْنَ اِلَيْهِ فَلَا يَلْتَفِتُوْنَ اِلٰى شَيْءٍ مِّنَ النَّعِيْمِ مَا دَامُوْا يَنْظُرُوْنَ اِلَيْهِ حَتّٰى يَحْتَجِبَ عَنْهُمْ وَيَبْقٰى نُوْرُهٗ وَبَرَكَاتُهٗ عَلَيْهِمْ فِيْ دِيَارِهِمْ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ

(۵۶۱۲) روایت ہے حضرت جابر سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی کہ جبکہ جنتی لوگ اپنی نعمتوں میں ہوں گے کہ اچانک ان کے سامنے ایک نور چمکے گا ۱۔ یہ اپنے سر اٹھائیں گے تو اچانک اللہ تعالیٰ ان پر ان کے اوپر سے متوجہ ہوگا ۲۔ فرمائے گا تم پر سلامتی ہو اے جنت والو ۳۔ فرمایا یہ ہی وہ رب کا فرمان ہے۔ سلام کا کلام ہوگا۔ مہربان رب کی طرف سے فرمایا پھر ان کی طرف نظر فرمائے گا وہ رب کو دیکھیں گے تو جب تک رب کو دیکھتے رہیں گے۔ کسی نعمت کی طرف التفات نہ کریں گے ۴۔ یہاں تک کہ ان سے حجاب فرمائے گا اور اس کا نور باقی رہے گا ۵۔ (ابن ماجہ)

(۵۶۱۲) ۱۔ یعنی جنتی لوگ پھل فروٹ کھانے اپنے بچوں میں شغل خدام سے خدمت لینے اور دیگر نعمتوں میں مشغول ہوں گے کہ ایک نئے قسم کا نور اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے۔ ۲۔ یہ نور اس کی تجلی کی جھلک ہوگی۔ خیال رہے کہ اللہ سمت سے یعنی اوپر نیچے ہونے سے پاک ہے اس کا اوپر تجلی فرمانا ایسا ہوگا جیسے موسیٰ علیہ السلام پر طور سے تجلی فرمانا یا وادی سینا میں درخت پر سے کلام فرمانا کہ طور اور درخت تجلی گاہ الٰہی تھے نہ کہ اس کا مکان۔ ۳۔ یہ کلام یا تو رب تعالیٰ کی طرف سے خوشخبری ہے کہ تم ہمیشہ ہر آفت سے سلامت ہو یا اظہار کرم ہے غرضیکہ دعا نہیں کہ اللہ تعالیٰ دعا مانگنے سے پاک ہے اس کے معنی ہیں تم پر سلامتی ہے یا تم پر سلامتی ہو عرب میں یہ دعائیہ کلمہ اظہار محبت کے لئے ہوتا ہے۔ ۴۔ مرقات نے فرمایا کہ یہ وہ معمولی درجے کے جنتی ہوں گے جو نعمتوں میں مشغول ہو کر اس طرف سے غافل ہو گئے تھے مست الست والے ہر وقت ادھر ہی متوجہ رہیں گے۔ ۵۔ جیسے کہ آفتاب غروب ہونے کے بعد اس کا نور بہت دیر تک رہتا ہے یا یہ مطلب ہے کہ ان کے جسم اور روح و دل پر اس نور کی تجلی رہے گی۔

بَابُ صِفَةِ النَّارِ وَاَهْلِهَا۔

آگ اور آگ والوں کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

پہلی فصل

نار اور نور دونوں کا مادہ ایک ہے نار کی جمع نیران ہے اور نور کی جمع انوار اور اینار ہے نار کے معنی ہیں آگ نور کے معنی ہیں روشنی شریعت میں جہاں نار آتا ہے اس سے مراد دوزخ کی آگ ہوتی ہے اہل نار سے مراد کفار ہوتے ہیں جو ہمیشہ دوزخ میں

marfat.com

رہیں گے۔ گنہگار مسلمان اگرچہ کچھ دن دوزخ میں رہیں گے مگر وہ اہل نار نہیں کہے جاتے اہل خانہ وہ ہوتے ہیں جو گھر میں ہمیشہ رہیں چند روزہ مہمان اہل خانہ نہیں ہوتا۔ ایسے ہی اہل نار وہ ہی ہے جو ہمیشہ دوزخ میں رہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَارُكُمْ جُزْءٌ مِّنْ سَبْعِیْنَ جُزْءً مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ كَانَتْ لَكَافِیَةً قَالَ فُضِّلَتْ عَلَیْهِنَّ بِتِسْعَةٍ وَسِتِّیْنَ جُزْءً كُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ) وَاللَّفْظُ لِلْبُخَارِیِّ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ نَارُكُمُ الَّتِیْ یُوْقِدُ ابْنُ اٰدَمَ وَفِیْهَا عَلَیْهَا وَكُلُّهَا بَدَلَ عَلَیْهِنَّ وَكُلُّهُنَّ۔

(۵۴۱۳) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری آگ دوزخ کی آگ کا ستر واں جزو ہے ۱؎ عرض کیا گیا یا رسول اللہ یہ ہی آگ کافی تھی ۲؎ فرمایا وہ آگ ان آگوں سے انہتر درجہ زیادہ تیز رکھی گئی ہے ہر درجہ اس آگ کی مثل ہے ۳؎۔ (مسلم بخاری) اور یہ الفاظ بخاری کے ہیں اور مسلم کی روایت میں ہے تمہاری وہ آگ ہے جو انسان جلاتا ہے اور اس روایت میں **علیہن** اور **کلھن** کی عوض علیہا اور کلہا ہے ۴؎۔

(۵۴۱۳) ۱؎ یعنی دوزخ کی آگ کی تیزی دنیا کی آگ سے ستر گنا ہے جیسے دنیا کی آگیں مختلف قسم کی گرم ہوتی ہیں۔ گھاس پھوس کی آگ ہلکی ہوتی ہے کیکر وغیرہ کی لکڑی کی آگ تیز ہوتی ہے ویلڈنگ کی آگ بہت ہی سخت تیز ہوتی ہے جو لوہے تانبہ کو بھی گلا دیتی ہے یوں ہی وہ آگ یہاں کی اعلیٰ سے اعلیٰ آگ سے ستر گنا زیادہ ہوگی۔ ۲؎ یعنی یہ ہی دنیا کی آگ لوگوں کو جلا دینے کے لئے کافی تھی یہ ہی آگ جلا کر راکھ کر ڈالتی ہے۔ جواب کا مقصد یہ ہے کہ دنیا کی آگ ضرورت پوری کرنے کے لئے ہے مگر وہ آگ سزا دینے کے لئے اس لئے اتنی سخت تیز رکھی گئی۔ ۴؎ ان دونوں روایتوں میں فرق صرف ضمیروں کا ہے کہ اس روایت میں تمام ضمیریں واحد مونث کی ہیں اور اس روایت میں جمع مونث کی باقی مطلب دونوں کا ایک ہی ہے امام غزالی نے احیاء العلوم میں فرمایا کہ دوزخ کی آگ سے کوئی نسبت نہیں حضور انور کا یہ فرمان عالی سمجھانے کے لئے ہے کہ دنیا میں سخت تر چیز آگ ہی ہے۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُؤْتٰی بِجَهَنَّمَ یَوْمَئِذٍ لَّهَا سَبْعُوْنَ اَلْفَ زِمَامٍ مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ یَجُرُّوْنَهَا۔ (مسلم)

(۵۴۱۴) روایت ہے ابن مسعود سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اس دن دوزخ لائی جائے گی۔ جس کی ۱؎ ستر ہزار لگامیں ہوں گی ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو اسے کھینچیں گے ۲؎۔ (مسلم)

(۵۴۱۴) ۱؎ اس فرمان عالی سے معلوم ہوتا ہے کہ دوزخ پیدا ہو چکی ہے نیز وہ اس وقت اس جگہ نہیں جہاں قیامت بعد ہوگی یعنی محشر اور جنت کے درمیان راستہ میں ابھی یہ کسی اور جگہ ہے اس دن **ملائکہ** اسے کھینچ کر وہاں پہنچائیں گے جہاں اس نے رہنا ہے اس کی تائید قرآن کریم کی اس آیت سے ہے **وجای یومئذ بجھنم** حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج میں دوزخ کی سیر فرمائی اس جگہ جہاں وہ تھی۔ آج اتنا سورج کس قدر تیزی سے حرکت کر رہا ہے یوں ہی دوزخ اپنی جگہ سے ہٹا کر لائی جائے گی۔ ۲؎ یہ فرمان عالی بالکل ظاہر ہے۔ کسی طرح کی تاویل کی ضرورت نہیں وہ لگامیں کتنی بڑی ہوں گی کتنی مضبوط ہوں گی یہ رب تعالیٰ ہی جانتا ہے اور ہر لگام پر کتنے کتنے فرشتے مقرر ہوں گے یہ بھی اللہ رسول ہی جانتے ہیں جنت اسی جگہ رہے گی جہاں پہلے سے تھی۔

marfat.com

وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَهْوَنَ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا مَنْ لَهٗ نَعْلَانِ وَشِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاغُهٗ كَمَا يَغْلِي الْمِرْجَلُ مَا يَرٰى اَنَّ اَحَدًا اَشَدُّ مِنْهُ عَذَابًا وَاَنَّهٗ لَاَهْوَنُهُمْ عَذَابًا۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۴۱۵) روایت ہے حضرت نعمان ابن بشیر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دوزخیوں میں سب سے ہلکے عذاب والا وہ ہو گا جس کے لئے آگ کا جوتا اور دو تسمے ہوں گے۔ جس سے اس کا دماغ کھولتا ہے جیسے ہانڈی کھولتی ہے۔ وہ نہ سمجھے گا کہ کوئی اس سے سخت تر عذاب والا ہے حالانکہ وہ ان سب میں ہلکے عذاب والا ہو گا ۲۔ (مسلم بخاری)

(۵۴۱۵) ۱۔ یعنی دوزخ کے مختلف طبقے ہیں ہر طبقہ کا عذاب مختلف ہے اونچے طبقہ کا عذاب نیچے سے ہلکا ہو گا اونچے طبقے کے دوزخیوں میں بعض لوگ ایسے ہوں گے جن کا ذکر یہاں ہے خیال رہے کہ اگر کلا دانہ پاؤں کی انگلی میں نکل آوے تو اس سے سر چکراتا ہے مریض کہتا ہے میری کھوپڑی پھٹی جا رہی ہے اس کا نمونہ دنیا میں ہی قائم ہے لہٰذا اس حدیث پر اعتراض نہ کرو کہ سر کا پاؤں سے کیا تعلق ہے آگ کی جوتی یا تو انگاروں سے بنی ہوئی جوتی ہو گی یا آگ سے تپائی ہوئی جوتی پہلے معنی زیادہ ظاہر ہیں یعنی اس کے صرف پاؤں میں آگ ہو گی باقی جسم میں نہیں ۲۔ یعنی یہ دوزخی سمجھے گا کہ سب سے زیادہ سخت عذاب مجھ پر ہی ہے مگر واقعہ یہ ہو گا کہ سب سے ہلکا عذاب اسے ہو گا۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهْوَنُ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا اَبُوْطَالِبٍ وَهُوَ مُنْتَعِلٌ بِنَعْلَيْنِ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاغُهٗ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۴۱۶) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دوزخیوں میں سب سے ہلکے عذاب والے ابو طالب ہوں گے وہ دو جوتے پہنے ہوں گے جن سے انکا دماغ کھولتا ہو گا۔ (بخاری)

(۵۴۱۶) ۱۔ کیونکہ ابو طالب اگرچہ شرعاً مسلمان نہ بنے مگر انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت ہی خدمت کی حتیٰ کہ حضور انور نے اپنی یتیمی کا زمانہ عبد المطلب کے بعد انہیں کے پاس گزارا رب نے فرمایا **الم یجدک یتیما فاوی** کے نتیجہ میں ان کا عذاب ہلکا ہو گا۔ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت وہ عمل ہے جو کافروں کے بھی کام آجاتا ہے مگر بغیر شرعی ایمان لائے جنت کا داخلہ میسر نہ ہو گا۔ لہٰذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں **وقد منا الی ماعملوا من عمل فجعلناہ ہباء منثورا** ہم نے کفار کے نیک اعمال کو بکھرے ہوئے ریزوں کی طرح برباد کر دیا کہ وہاں بخشش کی نفی ہے اور یہاں عذاب ہلکا ہونے کا ذکر ہے ابولہب کو دوشنبہ کے دن عذاب ہلکا کر دیا جاتا ہے اور اسے کلمہ کی انگلی چوسنے پر پانی ملتا ہے دیکھو بخاری شریف۔ کیونکہ اس نے حضور کی ولادت شریفہ کی خوشی منائی تھی۔ جب خدمت گار اور خوشی منانے والے کفار پر یہ کرم ہے تو جو مسلمان آج حضور کے دین کی خدمت کریں ان پر کرم کیوں نہ ہو گا۔ **شعر:**

☆ دوستاں را کجا کنی محروم ☆ تو کہ با دشمناں نظر داری ☆

یہ حدیث احمد نے بھی رویات کی (مرقات) خیال رہے کہ ابو طالب کے ایمان کے متعلق علماء اہل سنت میں اختلاف ہے علامہ احمد دحلان رحمتہ اللہ علیہ نے ایک کتاب لکھی ہے اسنی المطالب فی ایمان ابی طالب وہاں ان کا ایمان ثابت فرمایا ہے صاحب تفسیر روح

marfat.com

البیان نے فرمایا کہ وہ شرعاً مومن نہ تھے کہ انہوں نے صراحۃً "کلمہ نہ پڑھا مگر عند اللہ مومن تھے ان بزرگوں کے نزدیک ابو طالب کو یہ عذاب عارضی ہوگا جیسے بعض گنہگار مسلمانوں کو اور وہ اللہ تعالیٰ کے اس لپ کے ذریعہ دوزخ سے نکالے جائیں گے جو شفاعتیں ختم ہو جانے پر رب تعالیٰ دوزخیوں سے بھرا ہوا اپنا ایک لپ جنت میں ڈالے گا۔ عام علماء فرماتے ہیں کہ ان کا ایمان ثابت نہیں۔ خیال رہے کہ کوئی شخص ان پر زبان طعن دراز نہ کرے۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے ہی خدمت گزار ہیں حضور کو اپنے ساتھ لے کر سونے والے حضور کی خاطر کفار مکہ کے ہاتھوں بہت ہی دکھ درد سہنے والے ممکن ہے کہ ان پر طعن کرنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھ ہو ہم اپنی فکر کریں کہ ہمارا انجام کیا ہوگا۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتٰى بِاَنْعَمِ اَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُصْبَغُ فِى النَّارِ صَبْغَةً ثُمَّ يُقَالُ يَا ابْنَ اٰدَمَ هَلْ رَاَيْتَ خَيْرًا قَطُّ هَلْ مَرَّ بِكَ نَعِيْمٌ قَطُّ فَيَقُوْلُ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ وَيُؤْتٰى بِاَشَدِّ النَّاسِ بُؤْسًا فِى الدُّنْيَا مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيُصْبَغُ صَبْغَةً فِى الْجَنَّةِ فَيُقَالُ لَهٗ يَا ابْنَ اٰدَمَ هَلْ رَاَيْتَ بُؤْسًا قَطُّ وَهَلْ مَرَّ بِكَ شِدَّةٌ قَطُّ فَيَقُوْلُ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا مَرَّ بِىْ بُؤْسٌ قَطُّ وَلَا رَاَيْتُ شِدَّةً قَطُّ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۴۱۷) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے دن عیش والے دنیادار دوزخی کو لایا جاوے گا۔ اسے آگ میں ایک بار غوطہ دیا جاوے گا۔ پھر کہا جاوے گا اے انسان تو نے کبھی کوئی بھلائی دیکھی تھی کیا تجھ پر کبھی کوئی نعمت آئی تھی وہ کہے گا یا رب واللہ کبھی نہیں ۲۔ اور دنیا میں سخت مصیبت زدہ جنتی کو لایا جاوے گا اسے جنت میں ایک غوطہ دیا جاوے گا ۳۔ پھر اس سے کہا جاوے گا۔ اے انسان تو نے کبھی کوئی تکلیف دیکھی تھی۔ تجھ پر کبھی کوئی سختی آئی تھی وہ کہے گا یا رب واللہ کبھی نہیں ۴۔ نہ تجھ پر کبھی تکلف آئی نہ میں نے کبھی کوئی سختی دیکھی ۵۔ (مسلم)

(۵۴۱۷) ۱۔ یہ واقعہ بعد قیامت ہوگا نہ کہ قبر میں کیونکہ دوزخ میں داخلہ اس وقت ہے قبر میں تو صرف دوزخ یا جنت کی کھڑکی کھل جاتی ہے ۲۔ پتہ لگا کہ دنیا کے عمر بھر کے عیش و آرام وہاں کے منٹ بھر کے ایک غوطہ پر بھول جائیں گے وہ تو بڑی سخت جگہ ہے دنیا میں کوئی خاص مصیبت پڑے تو سارے عیش فراموش ہو جاتے ہیں۔ ۳۔ یا تو حوض کوثر میں یا وہاں کی ہوا اور دوسری نعمتوں میں۔ غوطہ دیئے جانے سے مراد ہے وہاں کی ہوا کا جھونکا دینا وہاں داخل فرما کر اس کی تجلی دکھانا۔ ۴۔ معلوم ہوا کہ وہاں کے عیش کی ایک جھلک وہاں کی ہوا کا ایک جھونکا عمر بھر کے دنیاوی غموں تکلیفوں کو بھلا دے گا انسان کو چاہیے کہ اس طرف دل لگائے۔ خیال رہے کہ یہ عرض معروض جھوٹ نہ ہوگی بلکہ واقعی وہ شخص ان مصیبتوں کو بھول ہی جاوے گا اس بنا پر یہ کہے گا۔ ۴۔ اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میں نے دنیا میں جو مصیبتیں دیکھیں وہ درحقیقت مصیبتیں ہی نہ تھیں کیونکہ ان کا انجام یہ نعمتیں تھیں یا یہ مطلب ہے کہ وہ ان مصیبتوں کو بھول ہی گیا ان نعمتوں کی خوشی میں۔

وَعَنْهُ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ لِاَهْوَنِ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَوْ اَنَّ لَكَ مَا فِى الْاَرْضِ مِنْ شَىْءٍ

(۵۴۱۸) روایت ہے انہیں سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہلکے عذاب والے دوزخی سے کہے گا۔ اگر تیرے پاس ساری زمین کی چیزیں ہوتیں تو تو اس

marfat.com

اَكُنْتَ تَفْتَدِیْ بِهٖ فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيَقُوْلُ اَرَدْتُّ مِنْكَ اَهْوَنَ مِنْ هٰذَا وَاَنْتَ فِیْ صُلْبِ اٰدَمَ اَنْ لَّا تُشْرِكَ بِیْ شَيْئًا فَاَبَيْتَ اِلَّا اَنْ تُشْرِكَ بِیْ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

آگ سے بچنے کے لئے دیدیتا تو بندہ کہے گا ہاں، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تجھ سے اس سے آسان چیز طلب کی تھی جبکہ تو آدم علیہ السلام کی پیٹھ میں تھا ۲۔ کہ تو کسی چیز کو میرا شریک نہ مان تو میرے شریک ٹھہرانے کے سوا سے انکاری ہو گیا ۳۔ (مسلم بخاری)

(۵۴۱۸) ۱۔ دنیا میں انسان بیماریوں۔ مصیبتوں کو پیسہ کے ذریعہ دفع کرتا تھا جان پر مال قربان کرتا تھا کہ گرفتاری کو مالداری کے ذریعہ مال دے کر دفع کرتا تھا اسی قاعدے سے رب تعالیٰ پوچھے گا کہ اگر تیرے پاس روئے زمین کی دولت ہوتی اور تو وہ سب کچھ دے کر اس سے بچ سکتا تو کیا تو دیدیتا۔ وہ بندہ فوراً کہے گا یا رب میں ایسا ضرور کرتا یہ تو بہت سستا سودا تھا کہ وہ مال دے کر میں اپنی جان عذاب سے بچالیتا۔ حکایت ہارون رشید بادشاہ نے پینے کے لئے پانی کا پیالہ ہاتھ میں لیا ایک عالم مصاحب نے پوچھا اے سلطان اگر تو جنگل میں پیاس سے مر رہا ہو پانی موجود نہ ہو تو یہ پیالہ پانی کتنی قیمت سے خرید سکتا ہے جان بچانے کے لئے۔ جواب دیا کہ آدھی سلطنت سے اس نے پوچھا اگر تو یہ پانی خرید کر پی لے تیرے پیٹ میں پہنچ کر یہ پانی رک جائے۔ پیشاب نہ آئے تکلیف سے تیری جان نکلتی ہو تو تو ڈاکٹر کو کتنی فیس دے کر پیشاب نکلوا سکتا ہے۔ سلطان نے کہا بقیہ آدھی سلطنت، عالم مصاحب نے کہا کہ غور کر لے تیری ساری بادشاہت ایک پیالہ پانی پیٹ میں جانے وہاں سے نکلنے پر قربان ہے اب تو جتنا چاہے اس سلطنت پر ناز کر۔ ۲۔ یعنی میثاق کے دن ہم نے تجھ سے اپنی وحدانیت کا اقرار کرایا **الست بربکم**۔ پھر دنیا میں تجھے یہ میثاق یاد دلانے اور اپنے احکام پہنچانے کے لئے تیرے پاس اپنے نبی بھیجے تجھے کفر و گناہ سے بچنے کا حکم دیا یہاں ارادے سے مراد حکم اور مطالبہ ہے نہ کہ ارادہ الٰہیہ کیونکہ اللہ کے ارادہ کے خلاف ہو جانا بالکل ناممکن ہے۔ فرماتا ہے۔ **لو شاء اللہ لھدی الناس جمیعا** اور فرماتا ہے **ولو شاء اللہ ما اقتلوا** اور فرماتا ہے **لوشاء اللہ لجمعھم علی الھدی** ہاں امر الٰہی کے خلاف لوگ دن رات حرکتیں کر رہے ہیں ارادہ اور امر الٰہی میں بڑا فرق ہے لہٰذا حدیث واضح ہے ارادہ بمعنی امر ہے۔ ۳۔ ان جیسی احادیث اور آیات میں شرک سے مراد کفر ہوتا ہے کہ کفر ہی دائمی دوزخی ہونے کا ذریعہ ہے شرک کفر کی ایک قسم ہے کسی کو اللہ تعالیٰ برابر جاننا یا اللہ تعالیٰ کو کسی کی برابر ماننا شرک ہے **اذنسویکم برب العالمین** اور فرماتا ہے **ثم الذین کفروا بربھم یعدلون** کفر کے معنی ہیں اسلام کے قطعی عقیدے کا انکار۔ ہر کفر دوزخ میں ہمیشگی کا سبب ہے وہ ہی یہاں مراد ہے یعنی تو نے دنیا میں کفر ہی کیا۔

وَعَنْ سَمُرَةَ ابْنِ جُنْدَبٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْهُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ النَّارُ اِلٰى كَعْبَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ النَّارُ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ النَّارُ اِلٰى حُجْزَتِهٖ وَمِنْهُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ النَّارُ اِلٰى تَرْقُوَتِهٖ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۴۱۹) روایت ہے حضرت سمرہ ابن جندب سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعض دوزخی وہ ہوں گے جنہیں ٹخنوں تک آگ پکڑے ہوگی اور بعض وہ ہوں گے جنہیں ان کے گھٹنوں تک آگ پکڑے ہوگی اور بعض وہ ہوں گے جنہیں ان کی کمر تک آگ پکڑے ہوگی اور بعض وہ ہوں گے جنہیں آگ ان کے گلے تک پکڑے ہوگی ۱۔ (مسلم)

(۵۴۱۹) یعنی دوزخی لوگوں کو عذاب تو پورے جسم کو ہوگا مگر مختلف طریقوں کا ہوگا جیسا کافر ویسا اس کا عذاب دوزخ کی آگ کا تو

marfat.com

ایک انگارا ہی سزا کے لئے کافی ہے جس کے گلے تک آگ ہو غور کرلو اس کا حال کیا ہوگا اللہ تعالیٰ اس آگ سے بچائے یہ آگ کفار کو بھی پہنچے گی اور بعض گنہگار مومنوں کو بھی مگر مومنوں کو کچھ دن کے لئے کافروں کو ہمیشہ کے لئے اور بھی کئی طرح فرق ہوگا۔ ترقوت وہ ہڈی ہے جو گلے اور گردن کے درمیان ہے جسے ہندی میں ٹیٹوا کہتے ہیں فارسی میں چنبر (مرقات، اشعہ)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ مَنْكِبَيِ الْكَافِرِ فِي النَّارِ مَسِيْرَةُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ لِلرَّاكِبِ الْمُسْرِعِ وَفِيْ رِوَايَةٍ ضِرْسُ الْكَافِرِ مِثْلُ اُحُدٍ وَغِلَظُ جِلْدِهٖ مَسِيْرَةُ ثَلٰثٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَذَكَرَ حَدِيْثَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اشْتَكَتِ النَّارُ اِلٰى رَبِّهَا فِيْ بَابِ تَعْجِيْلِ الصَّلٰوةِ۔

(۵۴۲۰) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دوزخ میں کافر کے دو کندھوں کے درمیان فاصلہ تیز سوار کی تین دن کی راہ کا ہوگا ۱؎ اور ایک روایت میں ہے کہ کافر کی ڈاڑھ احد پہاڑ کی طرح ہوگی ۲؎ اور اس کی کھال کی موٹائی تین دن کی راہ ۳؎ (مسلم) اور حضرت ابو ہریرہ کی حدیث کہ آگ نے اپنے رب سے شکایت کی۔ تعجیل نماز کے بیان میں ذکر کردی گئی ۴؎۔

(۵۴۲۰) ۱؎ یعنی دوزخ میں پہنچ کر کافر کا جسم بہت ہی بڑا ہو جائے گا بڑے جسم کو آگ بھی زیادہ گھیرے گی تکلیف بھی زیادہ دے گی وہ جو حدیث شریف میں ہے کہ متکبر لوگ چیونٹیوں کی طرح ہوں گے وہاں محشر کے میدان کا ذکر ہے کہ وہ محشر میں چھوٹے ذلیل بے مقدار ہوں گے۔ دوزخ میں پہنچ کر بڑے موٹے ہو جائیں گے لہٰذا حدیث میں تعارض نہیں نیز یہ جسم کی موٹائی کفار کے لئے ہو گی گنہگار مومنوں کے لئے نہیں (مرقات) ۲؎ احد مدینہ منورہ کے مشہور پہاڑ کا نام ہے چونکہ وہ کسی پہاڑ سے ملا ہوا نہیں اس لئے احد کہلاتا ہے احد کے معنی ہیں اکیلا۔ جب کافر کے منہ کی ایک ڈاڑھ احد پہاڑ جیسی تو سوچ لو کہ اس کا منہ کیسا ہوگا۔ پھر جسم کتنا بڑا ہوگا اس کی شکل بھی انسانوں کی سی نہ ہوگی۔ کتوں گدھوں سوروں کی شکل میں ہوں گے۔ ۳؎ حدیث کے بالکل ظاہری معنی پر ہی ایمان لانا چاہیے بلاوجہ کسی قسم کی تاویل اپچ پیچ ہیر پھیر نہیں کرنا چاہیے اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ میں نے مچھلی کا ایک کانٹا موٹے شہتیر کی برابر دیکھا ہے۔ ۴؎ یعنی وہ حدیث مصابیح میں یہاں تھی میں نے اس جگہ بیان کردی۔ یہاں سے ہٹا کر۔ کیونکہ اس باب سے زیادہ مناسب تھی۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

دوسری فصل

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُوْقِدَ عَلَى النَّارِ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى احْمَرَّتْ ثُمَّ اُوْقِدَ عَلَيْهَا اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى ابْيَضَّتْ ثُمَّ اُوْقِدَ عَلَيْهَا اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى اسْوَدَّتْ فَهِيَ سَوْدَاءُ مُظْلِمَةٌ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ

(۵۴۲۱) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا دوزخ کی آگ پر ایک ہزار سال تک دھونکا گیا۔ حتی کہ سرخ ہو گئی پھر اس پر ایک ہزار سال تک دھونکا گیا۔ حتی کہ سفید ہو گئی ۱؎ پھر اس پر ایک ہزار سال تک دھونکا گیا حتی کہ سیاہ ہو گئی چنانچہ وہ سیاہ تاریک ہے ۲؎ (ترمذی)

(۵۴۲۱) ۱؎ دھونکنے والے فرشتے تھے ان کی **بدھونکنیاں** جن سے دھونکا رب جانتا ہے کتنی بڑی اور کس چیز کی تھیں آگ

marfat.com

میں سرخی دھوئیں کی ملاوٹ سے ہوتی ہے دھوئیں سے خالص آگ سفید ہوتی ہے ویلڈنگ کی آگ کا رنگ دوسری آگوں سے مختلف ہوتا ہے۔ ۲۔ دنیا کی آگ میں گرمی بھی ہے روشنی بھی۔ مگر دوزخ کی آگ میں گرمی تو غضب کی ہے روشنی کوئی نہیں اس فرمان عالی سے معلوم ہوتا ہے کہ دوزخ اور اس کی آگ پیدا ہو چکی ہے۔ رب فرماتا ہے **اعدت للکافرین**۔ اہلسنّت کا یہی مذہب ہے۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضِرْسُ الْكَافِرِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِثْلُ اُحُدٍ وَفَخِذُهٗ مِثْلُ الْبَيْضَآءِ وَمَقْعَدُهٗ مِنَ النَّارِ مَسِيْرَةُ ثَلٰثٍ مِثْلُ الرَّبَذَةِ - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

(۵۴۲۲) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے دن ا۔ کافر کی ڈاڑھ احد پہاڑ کی طرح ہوگی اور اس کی ران بیضاء پہاڑ کی طرح ۲۔ اور اس کی آگ کی نشست گاہ ربذہ کی طرح تین دن کی راہ ہوگی ۳۔ (ترمذی)

(۵۴۲۲) ا۔ قیامت کے دن سے اس دن کا آخری حصہ مراد ہے۔ لہٰذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں کہ قیامت کے دن متکبرین چیونٹیوں کی طرح ہوں گے اور ہو سکتا ہے کہ متکبر غرور والے کافر چھوٹے ہوں دوسرا کافر بڑے جسم والے ہوں بہرحال دونوں حدیثیں صحیح ہیں۔ ۲۔ بیضاء اس پہاڑ کا نام ہے جو مکہ معظمہ کے پاس مقام تنعیم میں ہے جس کے دامن میں مسجد حضرت عائشہ واقع ہے جہاں سے عمرہ کرنے والے عمرہ کا احرام باندھتے ہیں یعنی دوزخی کی ران بیضا' پہاڑ کی طرح بڑی لمبی چوڑی ہوگی یہ فرمان عالی بالکل حق ہے واقعی ایسا ہی ہوگا۔ ۲۔ ربذہ وہ ہی جگہ ہے جہاں حضرت ابوذر غفاری کا مزار مبارک ہے یہ جگہ مکہ معظمہ سے قریب ہے مگر مدینہ منورہ سے دور ہے تین دن کی راہ پر ہے یعنی کافر اتنے بیچ میں بیٹھے گا اس کے چوتڑ اتنے بیچ میں سمائیں گے جیسے مدینہ منورہ سے مقام ربذہ ہے تین دن کی مسافت۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ غِلَظَ جِلْدِ الْكَافِرِ اثْنَانِ وَاَرْبَعُوْنَ ذِرَاعًا وَاِنَّ ضِرْسَهٗ مِثْلُ اُحُدٍ وَاِنَّ مَجْلِسَهٗ مِنْ جَهَنَّمَ مَا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ

(۵۴۲۳) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کافر کی کھال کی موٹائی بیالیس گز ہوگی ا۔ اور اس کی ڈاڑھ احد پہاڑ کی طرح اور اس کی دوزخ کی بیٹھک ایسی ہوگی۔ جیسی مکہ اور مدینہ کے قریب کی مسافت ۲۔ (ترمذی)

(۵۴۲۳) ا۔ یعنی کافر دوزخی کی کھال اولاً" بیالیس گز موٹی ہوگی پھر اس میں اضافہ ہوتا رہے گا حتیٰ کہ تین دن کی راہ کی مسافت برابر موٹی ہو جائے گی یا بعض دوزخیوں کی کھال بیالیس گز موٹی اور بعض کی کھال اتنی موٹی لہٰذا یہ حدیث ابھی گزری ہوئی حدیث کے خلاف نہیں جس میں ارشاد ہوا کہ اس کی کھال کی موٹائی تین دن کی مسافت ہوگی۔ ۲۔ یہ بیان تقریبی ہے لہٰذا اربذہ والی حدیث کے خلاف نہیں یا کہا جاوے کہ بعض کفار کی نشست گاہ اتنی ہوگی جو وہاں مذکور ہوئی مدینہ منورہ سے ربذہ تک کی زمین برابر اور بعض کی اتنی جو یہاں مذکور ہے بہرحال حدیث پر کوئی اعتراض نہیں۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْكَافِرَ لَيَسْحَبُ لِسَانَهُ الْفَرْسَخَ وَالْفَرْسَخَيْنِ يَتَوَطَّأُهٗ

(۵۴۲۴) روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کافر اپنی زبان کوس دو کوس تک نکالے گا جسے لوگ روندیں گے۔ ا۔ (احمد' ترمذی) فرمایا یہ حدیث

marfat.com

النَّاسُ۔ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ) غریب ہے۔

(۵۴۲۴) ا۔ یعنی جب دوزخی ہانپے گا اور ہانپتے ہی زبان نکالے گا کتے کی طرح تو دو تین میل باہر لٹک جائے گی اور لوگ اس پر چلے پھریں گے۔ خدا کی پناہ ناس سے مراد دوزخی لوگ ہیں جو وہاں دوڑیں گے بھاگیں گے اس دوڑ بھاگ میں اسکی زبان کو روندیں گے۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصَّعُوْدُ جَبَلٌ مِّنْ نَّارٍ یَتَصَعَّدُ فِیْهِ سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا وَیَهْوِیْ بِهٖ كَذٰلِكَ فِیْهِ اَبَدًا۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

(۵۴۲۵) روایت ہے حضرت ابوسعید سے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا صعود آگ کا پہاڑ ہے۔ جس میں دوزخی ستر سال چڑھے گا اور وہاں سے گرے گا ہمیشہ ایسا ہی کرتا رہے گا۔ (ترمذی)

(۵۴۲۵) ا۔ یعنی قرآن مجید میں جو **سارهقه صعودا** ہے وہاں جو صعود ہے وہ اس پہاڑ کا نام ہے جو دوزخ میں ہوگا اور دوزخی اس پر چڑھتے گرتے رہیں گے اس کی بلندی خدا کی پناہ اتنے اونچے سے گرانا سخت عذاب ہوگا۔

وَعَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْ قَوْلِهٖ كَالْمُهْلِ اَیْ كَعَكَرِ الزَّیْتِ فَاِذَا قُرِّبَ اِلٰی وَجْهِهٖ سَقَطَتْ فَرْوَةُ وَجْهِهٖ فِیْهِ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

(۵۴۲۶) روایت ہے ان ہی سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا رب کے قول کالمہل کے متعلق ا۔ یعنی تیل کے تلچھٹ کی طرح تو جب اس کے چہرے کے قریب کیا جاوے گا تو اس کے چہرے کی کھال اس میں گر جاوے گی ۲۔ (ترمذی)

(۵۴۲۶) ا۔ یعنی قرآن مجید میں جو ہے **ان شجرة الزقوم طعام الاثیم كالمهل یغلی فی البطون**۔ تھوہر کا درخت ان مجرموں کی غذا ہے۔ مہل کی طرح پیٹوں میں جوش مارے گا حضور انور نے مہل کی تفسیر فرمائی۔ ۲۔ یعنی اس غذا کی رنگت ایسی ہوگی۔ جیسے تیل کا تلچھٹ یعنی گاڑھا گرم اس قدر جو یہاں مذکور ہے کہ منہ یا پیٹ میں پہنچنے کے بعد کیا بنے گا پینے سے پہلے منہ کے قریب پہنچنے پر ہی چہرہ بھون ڈالے گا غور کرو کہ پیٹ میں پہنچ کر کیسی آفت ڈھائے گا ان سب تکالیف کے باوجود جان نہ نکلے گی کہ وہاں موت نہیں۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْحَمِیْمَ لَیُصَبُّ عَلٰی رُؤُسِهِمْ فَیَنْفُذُ الْحَمِیْمُ حَتّٰی یَخْلُصَ اِلٰی جَوْفِهٖ فَیَسْلُتُ مَا فِیْ جَوْفِهٖ حَتّٰی یَمْرُقَ مِنْ قَدَمَیْهِ وَهُوَ الصَّهْرُ ثُمَّ یُعَادُ كَمَا كَانَ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

(۵۴۲۷) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا کہ گرم پانی دوزخیوں کے سر پر ڈالا جائے گا تو یہ گرم پانی اس میں سرایت کر جاوے گا حتی کہ اس کے پیٹ تک پہنچ جاوے گا۔ تو اس کے پیٹ کی چیزوں کو کاٹ ڈالے گا حتی کہ اس کے قدموں سے نکل جاوے گا ۲۔ صہر یہ ہی ہے ۳۔ پھر جیسا تھا ویسا لوٹا دیا جاوے گا ۴۔ (ترمذی)

(۵۴۲۷) ا۔ ماء جار کہتے ہیں گرم پانی کو اور حمیم کہتے ہیں کھولتے ہوئے پانی کو جو دیگچی میں ابلتا ہو یہ ہی پانی انہیں پینے کو دیا جائے گا اور اسی پانی سے انہیں غسل دیا جایا کرے گا۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ یہاں جوف سے مراد ہے سر کا اندرونی حصہ مگر قوی یہ

marfat.com

ہے کہ اس کے معنی ہیں پیٹ اور ہو سکتا ہے کہ سر پر پانی پڑے پیٹ تک اس کا اثر پہنچے دیکھا جاتا ہے کہ تلووں میں ٹھنڈی چیز ملو۔ تو آنکھوں میں اثر پہنچتا ہے۔ ۲۔ یعنی پیٹ کی آنتیں۔ **پھپھڑا**۔ دل جگر وغیرہ سب کچھ کاٹ ڈالے گا اور ان سب کے ٹکڑے پاخانہ کی راہ سے نکل جاویں گے مگر موت نہ آئے گی بلکہ ان سب کے نکلتے ہی دوبارہ پیٹ میں سب کچھ بن جاوے گا دوبارہ کاٹنے کے لئے سب ٹھیک کر دیا جاوے گا جیسا کہ آگے ارشاد ہے۔ ۳۔ یعنی قرآن مجید میں جو ارشاد ہے **یصب من فوق رؤسہم الحمیم یصہر بہ ما فی بطونہم والجلود** اس آیت میں جو صہر ارشاد ہے اس سے یہ کٹ کر سب کچھ نکل جانا مراد ہے۔ ۴۔ خود یہ نکلی ہوئی آنتیں وغیرہ واپس نہیں کی جاویں گی بلکہ پیٹ میں دوبارہ یہ سب چیزیں نئی بنادی جاویں گی رب فرماتا ہے **بدلنا ہم جلودا غیرہا** دنیا میں جلی ہوئی کھال دوبارہ بن جاتی ہے بلکہ اب تو ڈاکٹر مریض کا دل نکال کر دوسرا دل ڈال دیتے ہیں اور آدمی زندہ رہتا ہے جیسا کہ ریڈیو اور اخباروں میں آرہا ہے لہٰذا ان باتوں کو بغیر چون و چرا مان لینا چاہیے۔

وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ قَوْلِہٖ یُسْقٰی مِنْ مَّآءٍ صَدِیْدٍ یَّتَجَرَّعُہٗ قَالَ یُقَرَّبُ اِلَیْہِ فَیَکْرَھُہٗ فَاِذَا اُدْنِیَ مِنْہُ شَوٰی وَجْھَہٗ وَوَقَعَتْ فَرْوَۃُ رَاْسِہٖ فَاِذَا شَرِبَہٗ قَطَّعَ اَمْعَآءَہٗ حَتّٰی یَخْرُجَ مِنْ دُبُرِہٖ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی وَسُقُوْا مَآءً حَمِیْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَھُمْ وَیَقُوْلُ وَاِنْ یَّسْتَغِیْثُوْا یُغَاثُوْا بِمَآءٍ کَالْمُھْلِ یَشْوِی الْوُجُوْہَ بِئْسَ الشَّرَابُ۔

(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

(۵۴۲۸) روایت ہے حضرت ابو امامہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی رب کے اس قول کے متعلق کہ پلایا جاوے گا پیپ کے پانی سے جسے بمشکل نگلے گا۱۔ فرمایا یہ اس کے منہ کے قریب کیا جاوے گا۔ وہ اسے ناپسند کرے گا۲۔ جب اس سے قریب کیا جاوے گا تو اس کا چہرہ بھون دے گا اور اس کے چہرے کی کھال گر جاوے گی پھر جب اسے پیئے گا تو اس کی آنتیں کاٹ دے گا۳۔ حتیٰ کہ اس کی دبر سے نکل جاوے گا رب تعالیٰ فرماتا ہے وہ گرم پانی پلائے جائیں گے وہ ان کی آنتیں کاٹ دے گا اور فرماتا ہے اگر پانی مانگے تو تلچھٹ جیسا پانی دیئے جائیں گے۔ جو چہرہ بھون دے گا یہ برا پانی ہے ۴۔ (ترمذی)

(۵۴۲۸) ۱۔ عربی میں صدید کہتے ہیں کچے لہو کو یعنی پتلی پیپ جس میں خون کی سرخی نمودار ہو یہ دوزخیوں کے پینے کا پانی ہو گا۔ خیال رہے کہ ان کو کبھی یہ کچ لہو پلایا جائے گا کبھی کھولتا پانی لہٰذا حمیم والی آیت بھی درست ہے اور صدید والی آیت بھی صحیح ہے ان میں تعارض نہیں۔ ۲۔ کیونکہ اس میں بدبو سخت ہو گی شکل نہایت مکروہ مزہ نعوذ باللہ دیکھ کر سن کر ہی دل گھبرائے گا مگر پینا پڑے گا سخت پیاس کی وجہ سے۔ ۳۔ یعنی اس بدبو بدمزہ ہونے کے ساتھ ساتھ سخت گرم بھی ہو گا جس کی گرمی کا یہ حال ہو گا کہ منہ کے قریب ہوتے ہی چہرہ کی کھال جلا کر گرا دے گا۔ ۴۔ وہ آیت پڑھو حدیث بغور دیکھو یہ اس آیت کی تفسیر اور تفصیل ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَسُرَادِقُ النَّارِ اَرْبَعَۃُ جُدُرٍ ثِخَنُ کُلِّ جِدَارٍ مَسِیْرَۃُ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً

(۵۴۲۹) روایت ہے حضرت ابو سعید خدری سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا دوزخ کی دیواریں چار ہیں۔ ہر دیوار کی موٹائی چالیس سال کی راہ ہے (ترمذی)

(۵۴۲۹) ۱۔ سرادق سین کے فتحہ سے ہے پردہ کی دیوار اس کی جمع ہے سرادقات جیسے فارسی میں کہتے ہیں سراپردہ' جدر جمع ہے

marfat.com

جدار کی ۔ بمعنی دیوار قرآن کریم فرماتا ہے **احاط بھم سرابقھا**۔ مرقات نے فرمایا کہ سرادق اس دیوار کو کہتے ہیں جو اکیلی سارے گھر کو گھیرے ہو دوزخ کی یہ چار دیواریں آگے پیچھے ہیں ہر دیوار پورے دوزخ کو گھیرے ہوئے ہے۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ دَلْوًا مِنْ غَسَّاقٍ يُهْرَاقُ فِي الدُّنْيَا لَاَنْتَنَ اَهْلَ الدُّنْيَا۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۴۳۰) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر غساق کا ایک ڈول دنیا میں گرا دیا جائے تو دنیا والے سخت بدبو میں مبتلا ہو جاویں ۲۔ (ترمذی)

(۵۴۳۰) ۱۔ غساق بھی دوزخیوں کو پلایا جانے والا پانی ہے یہ تمام دوزخیوں کی قے' خون' پیپ اور کچ لہو کا مجموعہ ہے جو نالیوں کے ذریعہ نیچے گرا ہو گا اسے نیچے کے طبقے والے دوزخی پئیں گے وہاں نیچے طبقے والے دوزخیوں کا عذاب بہت سخت ہو گا۔ خیال رہے کہ غساق وغیرہ صرف کافر دوزخیوں کو پلایا جائے گا اللہ تعالیٰ مسلمان گنہگاروں کو جو کچھ عرصہ کے لئے دوزخ میں رکھے جائیں گے ان پانیوں سے محفوظ رکھے گا کیونکہ مسلمان کے منہ میں اللہ رسول کا نام حضور کا کلمہ پڑھا جاتا ہے۔ رب نے انسانیت کا اتنا احترام فرمایا ہے کہ ماں کے پیٹ میں بچہ کی غذا حیض کا خون ہوتا ہے مگر وہ منہ کی راہ پیٹ میں نہیں جاتا ہے بلکہ بچہ کے ناف میں سوراخ دار ناڑو ہوتا ہے اسی ذریعہ پہنچتا ہے کیونکہ منہ اللہ رسول کے نام کی جگہ ہے مگر جب کفار نے خود ہی اپنی انسانیت کھودی تو انہیں یہ سزا دی گئی رب فرماتا ہے **الا حمیما وغساقا جزاء وفاقا** ہم کو چاہیے کہ اپنا منہ جھوٹ غیبت وغیرہ سے محفوظ رکھیں کہ یہ منہ یار کے نام کی جگہ ہے گندے گھر میں سلطان کو نہیں بٹھایا جاتا رب تعالیٰ ہمارے منہ دل دماغ کو گناہوں سے بچائے۔ ۲۔ یہاں ڈول سے مراد تھوڑا سا غساق ہے سمجھانے کے لئے ڈول ارشاد فرمایا ہے دنیا سے مراد زمین ہے یعنی غساق کی بدبو کا یہ حال ہے کہ اس کا ایک ڈول ساری روئے زمین کو بدبو سے سڑا دے اس کی بدمزگی اس کی شکل کا کیا پوچھنا اس کا ایک قطرہ روئے زمین کی چیزیں کڑوی کر دے۔ **نتن** مقابل ہے نوح کا۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَاَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ قَطْرَةً مِّنَ الزَّقُّوْمِ قُطِرَتْ فِي الدُّنْيَا لَاَفْسَدَتْ عَلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ مَعَائِشَهُمْ فَكَيْفَ بِمَنْ يَّكُوْنُ طَعَامَهٗ۔ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

(۵۴۳۱) روایت ہے حضرت ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی کہ اللہ سے ڈرو اس کے ڈرنے جیسا حق ۱۔ اور نہ مرو مگر اسی حالت میں کہ تم مسلمان ہو ۲۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر زقوم کا ایک قطرہ زمین میں ٹپکا دیا جاوے تو دنیا والوں پر ان کی روزیاں خراب کر دے ۳۔ تو اس کا کیا حال ہو گا جس کا کھانا ہی زقوم ہو ۴۔ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن بھی ہے صحیح بھی۔

(۵۴۳۱) ۱۔ حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ ڈرنے کا حق یہ ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے نافرمانی سے بچا جائے شکر کیا جائے ناشکری سے دور رہا جائے اسے یاد کیا جائے بھولا نہ جائے (حاکم' مرقات) اللہ اس قال کو حال بنا دے۔ ۲۔ اس طرح کہ اسلام و ایمان پر مرتے دم تک قائم رہو۔ مسلم جیو۔ مومن مرو۔ شعر:۔

☆ پانی بھریں پنھاریاں رنگ برنگ گھڑے ☆ بھریا اس کا جانئے جس کا توڑ چڑھے ☆

marfat.com

۳۔ زقوم تھوہڑ کو کہتے ہیں وہاں دوزخیوں کی یہ غذا ہوگی۔ مطلب یہ ہے کہ اگر زقوم (ناگ پھنی) نچوڑی جائے اس کی ایک بوند زمین پر ٹپکا دی جائے لہٰذا اس فرمان عالی پر یہ اعتراض نہیں کہ زقوم کسی پانی کا نام نہیں پھر اس کا قطرہ کیسا اور ٹپکانا کیسا سیب پھل ہے مگر اس میں عرق تو ہے جو نچوڑنے سے ٹپکتا ہے ۴۔ یعنی اس ایک قطرے کی کڑواہٹ، بدبو، گرمی کی وجہ سے روئے زمین کے سارے دانے پھول کر دے بدبو دار گرم ہو جائیں قوم بھی کفار ہی کو کھلایا جائے گا رب فرماتا ہے **ان شجرۃ الزقوم طعام الاثیم**۔ خیال رہے کہ زقوم بنا ہے زقم سے ۔ بمعنی سخت بدمزگی (مرقات) یہ غذا بھی ان پر سخت عذاب ہوگی مگر کھائیں گے کہ بھوک ان پر مسلط کر دی جائے گی۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ وَھُمْ فِیْھَا کَالِحُوْنَ قَالَ تَشْوِیْہِ النَّارُ فَتَقَلَّصُ شَفَتُہُ الْعُلْیَا حَتّٰی تَبْلُغَ رَاْسَہٗ وَتَسْتَرْخِیْ شَفَتُہُ السُّفْلٰی حَتّٰی تَضْرِبَ سُرَّتَہٗ۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

(۵۴۳۲) روایت ہے حضرت ابو سعید سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا وہ دوزخی دوزخ میں منہ سکوڑے ہوں گے ۱۔ فرمایا اسے آگ بھون دے گی تو اس کا اوپری ہونٹ سکڑ جاوے گا حتیٰ کہ اس کے سر تک پہنچ جاوے گا اور اس کا نیچا ہونٹ لٹک جاوے گا حتیٰ کہ اس کی ناف پر پڑے گا ۲۔ (ترمذی)

(۵۴۳۲) ۱۔ دوزخیوں کے منہ آگ میں جھلس کر سکڑ جائیں گے۔ جس سے ان کی شکلیں بگڑ جائیں گی کہ انہیں دیکھ کر ڈر لگے گا بھوت بنے ہوں گے۔ ۲۔ غور کرو کہ اگر اوپر کا ہونٹ سر سے لگ جاوے نیچے کا ہونٹ لٹک جائے جس سے سارے دانت کھل جائیں تو شکل کیسی ڈراؤنی ہوگی۔ ہونٹ تو منہ کی زینت ہیں۔ جن سے منہ حسین معلوم ہوتا ہے جب یہ ہی بگاڑ دیئے گئے تو آدمی بھوت چڑیل سے بدتر معلوم ہوگا۔

وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِبْکُوْا فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِیْعُوْا فَتَبَاکَوْا فَاِنَّ اَھْلَ النَّارِ یَبْکُوْنَ حَتّٰی تَسِیْلَ دُمُوْعُھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ کَاَنَّھَا جَدَاوِلُ حَتّٰی تَنْقَطِعَ الدُّمُوْعُ فَتَسِیْلَ الدِّمَاءُ فَتَقَرَّحُ الْعُیُوْنُ فَلَوْ اَنَّ سُفُنًا اُرْخِیَتْ فِیْھَا لَجَرَتْ۔ (شَرْحُ السُّنَّۃِ)

(۵۴۳۳) روایت ہے حضرت انس سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا اے لوگو روؤ اگر رو نہ سکو تو بہ تکلف روؤ ۱۔ کیونکہ دوزخی لوگ روئیں گے حتیٰ کہ انکے آنسو ان کے چہروں پر ایسے بہیں گے گویا وہ نالیاں ہیں ۲۔ کہ آنسو ختم ہو جائیں گے تو آنکھوں کو زخمی کر دیں گے ۳۔ اگر کشتیاں اس میں بہائی جاویں تو بہہ جاویں ۴۔ (شرح سنہ)

(۵۴۳۳) ۱۔ یعنی جیتے جی اپنے گناہوں کے ڈر رب کے خوف، اس کی رحمت کے شوق اس کے حبیب کے عشق میں جتنا ہو سکے رو لو ایسے رونے کا انجام انشاء اللہ خوشی و شادمانی ہے مولانا فرماتے ہیں۔ شعر:۔

☆ از پس ہر گریہ آخر خندہ ایست ☆ مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست ☆

خوف، شوق، ذوق کا رونا بڑا ہی لذیذ ہے انہیں آنسوؤں سے چمن ایمان کی آبیاری ہوتی ہے۔ شعر:۔

☆ باش چوں دولاب دائم چشم تر ☆ تا درون صحن تو روید خضر ☆

۲۔ کفار دنیا میں بے غم تھے وہاں غمگین ہوں گے یہاں خوش تھے وہاں مغموم رہیں گے یہاں ہنستے بہت تھے وہاں روئیں گے جس

marfat.com

سے ان کے رخساروں پر نالیاں بن جائیں گی۔ ۳۔ پھر ان کی آنکھوں سے دو قسم کے خون جاری ہوں گے آنسو کی جگہ اور زخم چشم سے پھر اس رونے سے جو تکلیف ہو گی وہ بیان سے باہر ہے۔ ۴۔ ازجیت بنا ہے ازجاء سے ۔ بمعنی چھوڑنا بہانا (مرقات، اشعہ) اجرت ۔ بمعنی دوزخیوں کی آنکھوں سے اتنا خون بہے گا کہ اس کے تالاب دریا بن جائیں گے کہ ان میں کشتیاں جاری ہو جاویں۔

وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلْقٰى عَلٰى اَهْلِ النَّارِ الْجُوْعُ فَيَعْدِلُ مَا هُمْ فِيْهِ مِنَ الْعَذَابِ فَيَسْتَغِيْثُوْنَ فَيُغَاثُوْنَ بِطَعَامٍ مِنْ ضَرِيْعٍ لَا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِیْ مِنْ جُوْعٍ فَيَسْتَغِيْثُوْنَ بِالطَّعَامِ فَيُغَاثُوْنَ بِطَعَامٍ ذِیْ غُصَّةٍ فَيَذْكُرُوْنَ اَنَّهُمْ كَانُوْا يُجِيْزُوْنَ الْغُصَصَ فِی الدُّنْيَا بِالشَّرَابِ فَيَسْتَغِيْثُوْنَ بِالشَّرَابِ فَيُرْفَعُ اِلَيْهِمُ الْحَمِيْمُ بِكَلَالِيْبِ الْحَدِيْدِ فَاِذَا دَنَتْ مِنْ وُجُوْهِهِمْ شَوَتْ وُجُوْهَهُمْ فَاِذَا دَخَلَتْ بُطُوْنَهُمْ قَطَّعَتْ مَا فِیْ بُطُوْنِهِمْ فَيَقُوْلُوْنَ ادْعُوْا خَزَنَةَ جَهَنَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ اَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا بَلٰى قَالُوْا فَادْعُوْا وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ ادْعُوْا مَالِكًا فَيَقُوْلُوْنَ يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ قَالَ فَيُجِيْبُهُمْ اِنَّكُمْ مَّاكِثُوْنَ قَالَ الْاَعْمَشُ نُبِّئْتُ اَنَّ بَيْنَ دُعَآئِهِمْ وَاِجَابَةِ مَلَكٍ اِيَّاهُمْ اَلْفَ عَامٍ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ ادْعُوْا اَنْتُمْ فَاِنَّهُ لَا اَحَدَ خَيْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ قَالَ فَيُجِيْبُهُمْ اِخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ قَالَ فَعِنْدَ ذٰلِكَ يَئِسُوْا مِنْ كُلِّ خَيْرٍ وَّعِنْدَ ذٰلِكَ يَاْخُذُوْنَ فِی الزَّفِيْرِ وَالْحَسْرَةِ وَ

(۵۴۳۴) روایت ہے حضرت ابوالدرداء سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دوزخیوں پر بھوک مسلط کی جاوے تو یہ بھوک سارے عذابوں کے برابر ہو جاوے گی ۱۔ جن میں وہ مبتلا ہیں وہ فریاد کریں گے تو وہ ضریع میں سے دیئے جائیں گے جو نہ موٹا کرے نہ بھوک سے نجات دے ۲۔ پھر وہ کھانا مانگیں گے تو انہیں گلنے والا کھانا دیا جاوے گا ۳۔ تو انہیں یاد آوے گا کہ وہ دنیا میں کاہے پانی سے اتارتے تھے (نگلتے تھے) ۴۔ چنانچہ وہ پانی مانگیں گے تو ان کی طرف کھولتا پانی پیش کیا جاوے گا لوہے کی سنڈاسیوں سے ۵۔ جب وہ ان کے منہ کے قریب ہو گا تو ان کے منہ بھون دے گا۔ ۶۔ پھر جب ان کے پیٹ میں داخل ہو گا تو ان کے پیٹوں کی ہر چیز کاٹ ڈالے گا تو کہیں گے کہ دوزخ کے منتظمین کو پکارو ۷۔ مگر منتظمین کہیں گے کیا تمہارے پاس تمہارے رسول دلیلیں نہیں لائے۔ عرض کریں گے ہاں کہیں گے تو پکارے جاؤ کافروں کی پکاریں ہیں ہی برباد ۸۔ فرمایا پھر کہیں گے مالک کو پکارو۔ کہیں گے اے مالک اب تو تمہارا رب ہمارا فیصلہ ہی کر دے۔ ۹۔ فرمایا وہ انہیں جواب دے گا تم یہاں ہی رہو گے اعمش فرماتے ہیں کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ دوزخیوں کی پکار اور مالک کے ان کو جواب دینے میں ایک ہزار سال کا فاصلہ ہو گا ۱۰۔ پھر کہیں گے اپنے رب کو پکارو کہ تمہارے رب سے بہتر کوئی نہیں ۱۱۔ تو کہیں گے اے ہمارے رب ہماری بدبختی ہم پر غالب آگئی اور ہم گمراہ قوم تھے ۱۲۔ اے ہمارے رب ہم کو اس سے نکال اگر اب ہم کفر کی طرف لوٹ آئیں تو ہم ظالم ہیں ۱۳۔ فرمایا کہ انہیں جواب دے گا پڑے رہو اس میں مجھ سے بات نہ کرو ۱۴۔ فرمایا کہ اس وقت ہر بھلائی سے

marfat.com

الْوَيْلِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَ النَّاسُ لَا يَرْفَعُوْنَ هٰذَا الْحَدِيْثَ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

ناامید ہو جائیں گے ۱۵۔ اور اس وقت ندامت اور خرابی کی پکار میں مشغول ہوں گے ۱۵۔ عبداللہ ابن عبدالرحمان نے فرمایا کہ لوگ اس حدیث کو مرفوع نہیں کرتے ۱۶۔ (ترمذی)

(۵۴۳۴) ۱۔ یعنی دوزخیوں پر اس شدت کی بھوک مسلط کی جاوے گی کہ اس کی تکلیف دوزخ کی باقی تکالیف کے برابر ہو جاوے گی اس سے یہ لوگ غذا کے لئے بے تاب ہو جاویں گے بھوک وہ چیز ہے کہ دنیا میں بعض دفعہ بھوکی عورتوں نے اپنے بچے ذبح کر کے کھالئے ہیں رب پناہ دے اس بھوک کی وجہ سے انہیں جو بھی کھانے کے لئے دیا جائے گا بے تامل اسے دوڑ کر لیں اور کھائیں گے کہ کسی طرح پیٹ بھرے۔ ۲۔ ضریع عرب شریف میں ایک خار دار گھاس ہے جس کے کانٹے بھی خطرناک ہوتے ہیں اور وہ زہریلی بھی ہوتی ہے اسے جانور منہ نہیں لگاتے بلکہ جس زمین میں وہ ہو وہاں جانور ڈر کے مارے چرتے بھی نہیں وہاں ٹھہرتے بھی نہیں دوزخی پیٹ بھرنے کے لئے وہی کھائیں گے اور سخت تکالیف اٹھائیں گے مگر پیٹ اس سے بھی نہ بھرے گا۔ ۳۔ اس حدیث کی تائید قرآن مجید کی اس آیت سے ہے **ان لدينا انكالا وجحيما وطعا ماذا غصة وعذابا اليما طعاما ذا غصة** یعنی کانٹوں والا کھانا یہ ہی ہے جو انہیں ضریع کے بعد دیا جاوے گا۔ ۴۔ یعنی یہ کھانا جب نگلیں گے تو وہ ان کے حلق سے نہ اترے گا۔ پھنس جائے گا نہ اگل سکیں گے نہ نگل سکیں گے تب انہیں دنیا کا حال یاد آئے گا کہ ہم گلے میں اٹکا ہوا لقمہ پانی سے نگلتے تھے۔ ۵۔ یہ بالٹیاں اور سنڈاسیاں قدرتی ہوں گی جس میں کھولتا پانی بھرا ہو گا فرشتے ان بالٹیوں کو اٹھائے ہوں گے اس کا ذکر یہاں ہے اس پانی کی گرمی اس حد تک ہو گی کہ کوئی شخص نہ اس بالٹی کے قریب جا سکے گا نہ ہاتھ لگا سکے اس کا ذکر آگے آ رہا ہے۔ ۶۔ جس پانی کی گرمی کا یہ حال ہو وہ جب منہ میں یا پیٹ میں پہنچے گا تو کیا حال ہو گا اس بلا سے رب تعالیٰ بچائے۔ ۷۔ یعنی آپس میں ایک دوسرے سے کہیں گے کہ دوزخ کے داروغہ مالک سے اور دیگر متعلقہ فرشتوں سے عرض کرو کہ ہم کو اس عذاب سے نجات ملے یا موت دے دی جائے۔ خیال رہے کہ دوزخی کبھی تو فرشتوں کو پکاریں گے کبھی رب تعالیٰ کو پکاریں گے لہٰذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں **ادعو ربكم يخفف عنا يوما من العذاب** وہاں دوسری پکار کا ذکر ہے۔ ۸۔ اس فرمان عالی سے معلوم ہوا کہ یہ آیت کریمہ قیامت کے متعلق ہے کہ دوزخ میں کفار کی دعا پکار بے کار ہو گی کچھ نہ سنی جائے گی دنیا میں کفار کی بعض دعائیں قبول ہو جاتی ہیں۔ شیطان نے درازی عمر کی دعا کی جو قبول ہوئی۔ **انك من المنظرين** (مرقات) اس آیت کے معنی ایک یہ بھی کئے گئے ہیں کہ کافروں کے لئے ان کی نجات کے لئے کسی کی دعا قبول نہیں ایسی دعائیں برباد ہیں (مرقات) ۹۔ یہاں فیصلہ سے مراد موت کا فیصلہ ہے یعنی ہم کو موت دے دے حکمی فیصلہ تو پہلے ہی ہو چکا ہے کہ وہ دوزخ میں رہیں۔ ۱۰۔ اس ایک ہزار سال میں برابر چیختے چلاتے ہی رہیں گے جواب کا انتظار بھی کریں گے اور چیختے چلاتے بھی رہیں گے ۱۱۔ یعنی وہ ارحم الراحمین ہے کاش دنیا میں وہ لوگ یہ مانتے اطاعت کر لیتے تو یہ دن کیوں دیکھتے۔ ۱۲۔ اگر یہ بات دنیا میں وہ لوگ مان لیتے اور ایمان قبول کر لیتے تو یہ نوبت نہ آتی ہر کام وقت پر ہی درست ہوتا ہے توبہ اور ایمان کا وقت یہ زندگی ہے موت کی سکرات کے وقت کا ایمان بھی قبول نہیں چہ جائیکہ اس وقت کا ایمان۔ ۱۳۔ یعنی ابھی ہم ظالم نہیں بلکہ دھوکا کھانے والوں میں ہیں ہم دنیا میں دھوکا کھا گئے کہ یہ جگہ ہم نے دیکھی نہ تھی نبیوں کا ہم نے اعتبار نہ کیا اب ہم یہ عذاب اپنی آنکھوں دیکھ چکے اگر دوبارہ دنیا میں جا کر تیری نافرمانی کریں تو واقعی ہم بڑے مجرم ہوں گے ایک بار ہم کو دنیا میں اور بھیج دے ہمیں موقعہ اور عطا فرما۔ ۱۴۔ یعنی تمہاری درخواست نامنظور ہے۔ اس ایمان و اعمال کا

marfat.com

اعتبار ہے جو نبی کی زبان پر اعتماد کر کے بے دیکھے اختیار کیا جائے اب تم نے یہ عذاب اپنی آنکھوں دیکھ لیا اگر تم دنیا میں جا کر ایمان لاؤ بھی تو بھی ایمان بالغیب تم کو میسر نہ ہو گا۔ ایمان بالشہادۃ ہو گا جو مردود ہے یا یہ مطلب ہے کہ اگر تم دوبارہ دنیا میں گئے تو بھی کفر و شرک و بدکاری ہی کرو گے عادی مجرم جب چھوٹتا ہے لوٹتا ہے لہٰذا ہم سے اس بارے میں کلام ہی نہ کرو ایسی درخواست پیش نہ کرو تمہاری اپیل خارج ۱۵۔ اگرچہ اس سے پہلے بھی وہ شور مچاتے رہے تھے مگر وہ شور و غل تکلیف کا تھا یہ شور غل مایوسی اور حسرت افسوس کا ہو گا اور کیسا ہو گا وہ رب تعالیٰ ہی جانے۔ اس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ ۱۶۔ یعنی اس روایت میں یہ حدیث مرفوع ہے مگر محدثین عموماً اسے مرفوع نہیں کرتے بلکہ حضرت ابو الدرداء پر موقوف کرتے ہیں۔ لیکن خیال رہے کہ ایسی موقوف حدیثیں مرفوع کے حکم میں ہوتی ہیں کہ ان میں قیاس کو دخل نہیں۔ صحابی ایسی بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر ہی کہہ سکتے ہیں۔ (مرقات) (اشعہ)

وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَنْذَرْتُكُمُ النَّارَ اَنْذَرْتُكُمُ النَّارَ فَمَا زَالَ يَقُوْلُهَا حَتّٰى لَوْ كَانَ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا سَمِعَهُ اَهْلُ السُّوْقِ وَحَتّٰى سَقَطَتْ خَمِيْصَةٌ كَانَتْ عَلَيْهِ عِنْدَ رِجْلَيْهِ۔

(رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

(۵۴۳۵) روایت ہے حضرت نعمان ابن بشیر سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میں نے تم کو آگ سے ڈرایا میں نے تم کو آگ سے ڈرایا۔ آپ یہ فرماتے رہے حتیٰ کہ اگر حضور میری اس جگہ ہوتے تو بازار والے سن لیتے ۲۔ اور حتیٰ کہ جو چادر آپ پر تھی وہ آپ کے پاس قدموں پر گر گئی ۳۔ (دارمی)

(۵۴۳۵) ۱۔ یعنی میں نے تم کو بارہا دو زخ سے مختلف طریقوں سے ڈرایا کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نذیر بھی تو ہوں میں نے اپنا یہ فرض ادا کر دیا۔ تم لوگ گواہ رہو۔ ۲۔ یعنی حضور انور نے جوش میں اس قدر بلند آواز سے یہ کلمات فرمائے کہ اگر حضور انور آج یہاں قیام فرما کر وہ فرماتے تو بازار تک آپ کی آواز پہنچ جاتی۔ ۳۔ یعنی جوش کے ساتھ آپ پر وجدانی حالت بھی طاری تھی۔ اور آپ جنبش میں تھے جس کے اثر سے چادر مبارک کندھے شریف سے گر کر قدم مبارک پر آ گئی۔ یہ حدیث صوفیاء کرام کے وجد کی دلیل ہے وجد ان شوق اور ذوق خوف ہر چیز سے آ سکتا ہے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ رَصَاصَةً مِثْلَ هٰذِهٖ وَاَشَارَ اِلٰى مِثْلِ الْجُمْجُمَةِ اُرْسِلَتْ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ وَهِيَ مَسِيْرَةُ خَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ لَبَلَغَتِ الْاَرْضَ قَبْلَ اللَّيْلِ وَلَوْ اَنَّهَا اُرْسِلَتْ مِنْ رَاْسِ السِّلْسِلَةِ لَسَارَتْ اَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ قَبْلَ اَنْ تَبْلُغَ اَصْلَهَا اَوْ قَعْرَهَا۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۴۳۶) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن عاص ۱۔ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر اس جیسی رانگ کھوپڑی کی طرف اشارہ فرمایا ۲۔ آسمان سے زمین کی طرف گرائی جاوے حالانکہ یہ فاصلہ پانچ سو سال کا ہے تو رات سے پہلے زمین پر پہنچ جاوے اور اگر وہ ہی رانگا زنجیر کے سرے سے ۳۔ گرایا جاوے تو چالیس دن رات چلے اس کی جڑ یا اس کی تہ تک پہنچنے سے پہلے ۴۔ (ترمذی)

(۵۴۳۶) ۱۔ عبداللہ بھی صحابی ہیں اور آپ کے والد عمرو بھی صحابی مگر دادا عاص ابن وائل کافر حضور انور کا سخت دشمن تھا اس کا

marfat.com

نام عاصی تھا عاص کے ساتھ مشہور ہو گیا۔ عاص ی کو گرا کر بہت دفعہ آخری ی دور کر دی جاتی ہے۔ جیسے باقی سے باق متعالی سے متعال مہتدی سے مہتد (مرقات) بعض محدثین نے فرمایا کہ عاص اجوف دلوی یا اجوف یائی ہے اس کی جمع اعیاص ہے قاموس نے کہا الاعیاص میں قریش اولاد امیہ ابن عبد الشمس اس صورت میں اس کے آخر میں ی ہو ہی نہیں سکتی۔ (مرقات) ۲۔ رصاص ر کے فتحہ سے۔ بمعنی رانگ یا سیسہ بعض لوگوں نے رصاص سے پڑھا۔ بمعنی کنکریٹ مگر یہ غلط ہے مقصد یہ ہے کہ انسانی کھوپڑی کی برابر رانگا یا سیسہ آسمان سے پھینکو تو وہ رات کا چلا صبح سے پہلے زمین پر پہنچ جائے گا چڑھنے کی رفتار بہت سست ہوتی ہے گرنے کی رفتار بہت ہی تیز جیسا کہ مشاہدہ ہے آسمان پر چڑھنے کی مدت پانچ سو سال ہے گرنے کی مدت دس گھنٹے یا اس سے بھی کم سادہ اشارہ میں مسئلہ سمجھا دیا گیا ہے۔ ۳۔ یہاں سلسلہ سے مراد زنجیر ہے جس میں کفار باندھے جائیں گے جس کی لمبائی دست قدرت کے لحاظ سے ستر ہاتھ ہے یعنی ہمارے ہاتھ نہیں۔ رب فرماتا ہے **ثم فی سلسلة ذرعها سبعون ذراعا فاسلكوه** اس زنجیر کی لمبائی کا یہ حال ہے۔ ۴۔ یہاں قعر سے مراد زنجیر کا دوسرا کنارہ ہے نہ کہ گہرائی کیونکہ زنجیر میں گہرائی کہاں یعنی اگر وہ زنجیر دوزخ کے کنارہ سے اس کی تہ تک لٹکائی جائے تو اس کی درازی کا یہ حال ہو گا کہ یہ سیسہ اس کنارہ سے پھینکا ہوا دوسرے کنارہ تک چالیس سال میں نہ پہنچ سکے اس زنجیر سے کفار کو جکڑا جائے گا اندازہ لگالو کہ وہ جکڑ اور پکڑ کیسی ہو گی۔

وَعَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ فِیْ جَهَنَّمَ لَوَادِیًا یُقَالُ لَهٗ هَبْهَبٌ یَسْكُنُهٗ كُلُّ جَبَّارٍ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

(۵۴۳۷) روایت ہے حضرت ابو بردہ سے وہ اپنے والد سے راوی ا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ میں ایک جنگل ہے جسے ہبہب کہا جاتا ہے اس میں ہر ظالم سرکش رہے گا۔ (ترمذی)

(۵۴۳۷) ا۔ آپ کا نام حارث ہے کنیت ابو بردہ آپ کے والد حضرت ابو موسیٰ اشعری مشہور صحابی ہیں آپ **تابعی** ہیں ابو موسیٰ اشعری، علی مرتضیٰ وغیرہم صحابہ سے روایت کرتے ہیں کوفہ کے قاضی تھے ۱۰۴ ایک سو چار ہجری میں وفات پائی۔ (اشعہ) ۲۔ ہبہب بروزن جعفر۔ بمعنی تیزی، جلدی، چمک، چونکہ وہاں کی آگ بہت تیز ہے اور اپنے مجرموں کو یہ جگہ بہت جلد پکڑے گی اس لئے اسے ہبہب کہا جاتا ہے وہاں نہایت ذلت و خواری سے مجرموں کو رکھا جائے گا اسی لئے وہ جگہ متکبر کفار کی ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

تیسری فصل

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَعْظُمُ اَهْلُ النَّارِ فِی النَّارِ حَتّٰی اِنَّ بَیْنَ شَحْمَةِ اُذُنِ اَحَدِهِمْ اِلٰی عَاتِقِهٖ مَسِیْرَةُ سَبْعِ مِائَةِ عَامٍ وَاِنَّ غِلَظَ جِلْدِهٖ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا وَاِنَّ ضِرْسَهٗ مِثْلُ اُحُدٍ۔

(۵۴۳۸) روایت ہے حضرت ابن عمر سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا کہ دوزخی دوزخ میں بڑے ہو جائیں گے۔ حتیٰ کہ ان میں سے ہر ایک کی گدی سے لے کر اس کے کندھے تک سات سو سال کا فاصلہ ہو جاوے گا۔ اور اس کی کھال کی موٹائی ستر گز ہو گی اور اس کی ڈاڑھ احد پہاڑ کی طرح ۲۔

(۵۴۳۸) ا۔ جب کان کی لو اور کندھے کے درمیان کا فاصلہ اتنا ہے تو باقی جسم کتنا ہو گا۔ اندازہ لگالو۔ خیال رہے کہ اس قدر کی

marfat.com

متعلق روایات مختلف ہیں جن میں مختلف قد بیان فرمائے گئے ہیں یا تو یہ سب اندازا ہے سمجھانے کے لئے یا بعض کفار کے قد کتنے بعض کے کتنے لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں۔ ۲۔ حدیث بالکل ظاہر پر ہے کسی تاویل کی ضرورت نہیں واقعی ان کی کھال ڈاڑھ اتنی ہی موٹی اور بڑی ہوگی۔ رسول اللہ سچے ہیں ان کی زبان پر غلط بات آسکتی ہی نہیں۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِي النَّارِ حَيَّاتٍ كَاَمْثَالِ الْبُخْتِ تَلْسَعُ اِحْدٰهُنَّ اللَّسْعَةَ فَيَجِدُ حُمُوْتَهَا اَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا وَاِنَّ فِي النَّارِ عَقَارِبَ كَاَمْثَالِ الْبِغَالِ الْمُوْكَفَةِ تَلْسَعُ اِحْدٰهُنَّ اللَّسْعَةَ فَيَجِدُ حُمُوْتَهَا اَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا۔

(رَوَاهُمَا اَحْمَدُ)

(۵۴۳۹) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن حارث ابن جز سے ا۔ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آگ میں تو سانپ ہیں اونٹنی کی طرح ۲۔ ان میں سے ایک ڈسے گا ایک بار ڈسنا کہ وہ دوزخی اس کا زہر چالیس سال تک پائے گا ۳۔ اور آگ میں بچھو ہیں پالان والے خچروں کی طرح۔ ان میں سے ایک ڈنگ مارے گا ایک ڈنگ تو وہ اسکا زہر چالیس سال تک پائے گا ۴۔ (یہ دونوں حدیثیں احمد نے روایت فرمائیں)

(۵۴۳۹) ا۔ آپ کا نام عبداللہ ہے کنیت ابو الحارث ہے۔ سہمی ہیں بدر میں شریک ہوئے بعد میں مصر میں رہے وہاں ہی وفات پائی ۸۵ھ میں وفات ہوئی۔ ۲۔ وہ سانپ جسامت میں تو اونٹ کی طرح بڑے اور موٹے مگر زہر میں رفتار میں پتلے سانپ کی طرح ہوں گے۔ دنیا میں موٹا سانپ یعنی اژدہا زہریلا نہیں ہوتا پتلا بہت زہریلا اور تیز رفتار ہوتا ہے موسیٰ علیہ السلام کا عصا عبان مبین یعنی اژدہا ہو جاتا ہے جسامت میں اور حرکت کرتا تھا پتلے سانپ کی طرح **کانها جان** لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ دوزخ کے موٹے سانپوں میں زہر نہ ہوگا۔ پھر ان سے کیا فائدہ بلکہ وہاں زیادہ بڑا سانپ زیادہ زہریلا ہوگا۔ ۳۔ سانپ کے زہر سے جو جانکنی ہوتی ہے وہ بہت ہی تکلیف دہ ہوتی ہے خدا کی پناہ یہ جانکنی کی تکلیف اسے چالیس سال تک محسوس ہوگی مگر جان نکلے گی نہیں اور موت آوے گی نہیں لیکن جانکنی کی شدت محسوس ہوتی رہے گی۔ ۴۔ بچھو کے ڈنگ کی تکلیف اس کو معلوم ہے جسے کبھی بچھو نے کاٹا ہو اس کا زہر سارے جسم کو پریشان کر دیتا ہے۔ خصوصاً کالا بچھو جو سانپ کو ڈنگ مارے تو وہ بھی مرجاوے بعض مرجاوے بچھو دنیا میں ایسے ہیں کہ تانبہ پر ڈنگ ماردیں تو وہ راکھ بن جاوے پھر دوزخ کے بچھو رب جانے کیسے زہریلے ہوں گے۔ پھر یہ زہر انہیں تکلیف تو دے گا مگر اس سے ان کی جان نہیں نکلے گی۔

وَعَنِ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ثَوْرَانِ مُكَوَّرَانِ فِي النَّارِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَقَالَ الْحَسَنُ وَمَا ذَنْبُهُمَا فَقَالَ اُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَكَتَ الْحَسَنُ (رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ)

(۵۴۴۰) روایت ہے حضرت حسن سے فرماتے ہیں ہم کو حضرت ابو ہریرہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث سنائی فرمایا سورج اور چاند قیامت کے دن گنے ہوئے دو پنیر کے ٹکڑے ہوں گے ا۔ خواجہ حسن نے کہا کہ ان دونوں کا گناہ کیا ہے۔ ابو ہریرہؓ نے فرمایا میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث سنا رہا ہوں تو خواجہ حسن خاموش ہو گئے ۲۔ (بیہقی البعث و نشور کا بیان)

(۵۴۴۰) ا۔ سور کہتے ہیں پنیر کے ٹکڑے کو پنیر جما ہوا دودھ جو عرب میں ہوتا ہے ہمارے ہاں نہیں ہوتا وہ قدرے سخت ہوتا ہے

marfat.com

ہم نے وہاں بہت کھایا ہے۔ یعنی چاند سورج دوزخ میں نہایت صاف چمکتے ہوں گے مگر بے نور ہوں گے۔ اس لئے مکوران فرمایا۔ ۲۔ یہ ہے کمال ایمان کہ حضور انور کا نام سن کر عقلی سوال کوئی نہ فرمایا اس کا جواب یہ ہے کہ وہاں چاند سورج عذاب پانے کے لئے نہیں جائیں گے بلکہ اپنے پجاریوں کو عذاب دینے جائیں گے ان کی گرمی آگ کی گرمی سے مل کر عذاب کو دوبالا کردے گی۔ دیکھو دوزخ میں عذاب دینے کے لئے فرشتے بھی تو ہوں گے مگر وہ عذاب پانے کے لئے وہاں نہیں گئے۔ بلکہ عذاب دینے کے لئے ہوں گے نیز یہ دونوں نور ہیں اور نور کو نار تکلیف نہیں دیتی دیکھو مومنین وہاں سے گنہگاروں کو نکالنے کے لئے دوزخ میں جائیں گے مگر بالکل تکلیف نہ پائیں۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ النَّارَ اِلَّا شَقِیٌّ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَنِ الشَّقِیُّ قَالَ مَنْ لَمْ یَعْمَلْ لِلّٰهِ بِطَاعَةٍ وَلَمْ یَتْرُكْ لَهٗ بِمَعْصِیَةٍ۔
(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

(۵۴۴۱) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آگ میں نہ جاوے گا مگر بدنصیب ۱۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ بدنصیب کون ہے؟ فرمایا جو اللہ کی فرمانبرداری کا کام نہ کرے اور اس کی نافرمانی نہ چھوڑے ۲۔ (ابن ماجہ)

(۵۴۴۱) ۱۔ یعنی دوزخ میں سزا پانے کے لئے صرف بدبخت جن وانس ہی ہوں گے اگر دائمی داخلہ مراد ہے تو شقی سے مراد پورا بدبخت یعنی کافر ہے اور اگر مطلقاً داخلہ مراد ہے دائمی ہو یا عارضی تو شقی سے مراد مطلقاً بدکار ہے خواہ کافر ہو یا فاسق مسلمان ۲۔ یہاں بھی وہ ہی دو احتمال ہیں اگر کافر مراد ہے تو اس معصیت میں بدعقیدگی بھی داخل ہے اور طاعت میں اچھے عقیدے شامل یعنی وہ کافر دوزخ میں ہمیشہ کے لئے جاوے گا جس نے اچھے عقیدے اچھے اعمال اختیار نہ کئے برے عقیدے اور برے اعمال پر رہا رب فرماتا ہے **لا یصلها الا الاشقی الذی کذب وتولی**۔ اور اگر گنہگار مومن بھی اس میں داخل ہیں تو معصیت وطاعت سے مراد عمل وطاعت ہے۔ خیال رہے کہ دنیا میں خوش عیشی بدعیشی مال سے سمجھی جاتی ہے مگر آخرت میں اعمال سے وہاں کی دولت اعمال ہے۔

بَابُ خَلْقِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ

جنت اور دوزخ کی پیدائش

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

پہلی فصل

اس باب میں بیان ہوگا کہ جنت دوزخ پیدا ہو چکی ہیں۔ یہ ہی تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے بعض نومولود بے دین کہتے ہیں کہ ابھی پیدا نہیں ہوئیں بعد قیامت پیدا ہوں گی۔ اس کی تحقیق ہم اپنی تفسیر نعیمی پارہ اول میں **اعدت للکفرین** کی تفسیر میں عرض کر چکے ہیں۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَاحَاجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَقَالَتِ

(۵۴۴۲) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جنت اور دوزخ نے مناظرہ کیا

marfat.com

النَّارُ اُوْثِرْتُ بِالْمُتَكَبِّرِيْنَ وَالْمُتَجَبِّرِيْنَ وَقَالَتِ الْجَنَّةُ مَالِيْ لَا يَدْخُلُنِيْ اِلَّا ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ وَغِرَّتُهُمْ قَالَ اللّٰهُ لِلْجَنَّةِ اِنَّمَا اَنْتِ رَحْمَتِيْ اَرْحَمُ بِكِ مَنْ اَشَآءُ مِنْ عِبَادِيْ وَقَالَ لِلنَّارِ اِنَّمَا اَنْتِ عَذَابِيْ اُعَذِّبُ بِكِ مَنْ اَشَآءُ مِنْ عِبَادِيْ وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْكُمَا مِلْؤُهَا فَاَمَّا النَّارُ فَلَا تَمْتَلِئُ حَتّٰى يَضَعَ اللّٰهُ رِجْلَهٗ يَقُوْلُ قَطْ قَطْ قَطْ فَهُنَالِكَ تَمْتَلِئُ وَيُزْوٰى بَعْضُهَا اِلٰى بَعْضٍ فَلَا يَظْلِمُ اللّٰهُ مِنْ خَلْقِهٖ اَحَدًا وَاَمَّا الْجَنَّةُ فَاِنَّ اللّٰهَ يُنْشِئُ لَهَا خَلْقًا۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۔ تو دوزخ بولی کہ میں غرور والوں جابروں سے خاص کی گئی ہوں ۲۔ جنت بولی کہ پھر میرا کیا حال ہے کہ مجھ میں صرف کمزور لوگ ان میں سے گرے پڑے سیدھے سادھے ہی داخل ہوں گے ۳۔ اللہ تعالیٰ نے جنت سے فرمایا تو میری رحمت ہے تیرے ذریعے جس بندے پر چاہوں گا رحم کروں گا ۴۔ اور دوزخ سے فرمایا تو میرا عذاب ہے تیرے ذریعہ جس بندے پر چاہوں گا عذاب کروں گا ۵۔ تم میں سے ہر ایک کا بھرنا طے شدہ ہے ۶۔ لیکن آگ تو وہ نہ بھرے گا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنا قدم رکھے گا ۷۔ تو کہے گی بس بس اس وقت بھر جاوے گی اور بعض بعض کی طرف سمٹ جاوے گی ۸۔ اللہ تعالیٰ اپنی کسی مخلوق پر ظلم نہ کرے گا ۹۔ رہی جنت تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک مخلوق پیدا کرے گا ۱۰۔ (مسلم، بخاری)

(۵۴۴۲) ۱۔ یہاں قولی زبانی مناظرہ مراد ہے نہ کہ صرف حال کا اللہ نے ہر چیز میں حواس و شعور کلام پیدا فرمایا ہے **وان من شئی الا یسبح بحمدہ** سب چیزیں نماز تسبیح ذکر کرتی ہیں مولانا فرماتے ہیں۔ شعر:۔

☆ نطق آب و نطق خاک و نطق گل ☆ ہست محسوس حواس اہل دل ☆

☆ فلسفی کو منکر حنانہ است ☆ از حواس اولیاء بیگانہ است ☆

۲۔ یعنی اے جنت میں تجھ سے اعلیٰ ہوں کہ مجھ میں اعلیٰ شاندار لوگ آکر رہیں گے۔ بادشاہ، وزراء، متکبرین مالدار کفار اور تو مجھ سے کمتر ہے کہ کمترین لوگ ضعفاء تجھ میں رہیں گے۔ ۳۔ دوزخ کے کہنے پر جنت نے بارگاہ الٰہی میں یہ عرض کیا کہ مجھے کمزوروں کی جگہ کیوں بنایا گیا میں نے کیا قصور کیا تھا۔ خیال رہے کہ ضعفاء سے مراد بدن اور مال کے لحاظ سے کمزور لوگ ہیں سقط اور غرۃ سے مراد ہے احوال و صفات کے لحاظ سے کمزور سقط وہ جنہیں لوگ معتبر نہ سمجھیں ان کی طرف التفات نہ کریں غرہ وہ جو دین میں مشغلہ رکھنے والے لوگ جنہیں دنیا کا تجربہ کم ہو کسی کو دھوکہ نہ دے سکیں بلکہ چالاک انہیں دھوکہ دے دیں حدیث شریف میں ہے **المومن غر کریم الکافر خب لئیم** ۴۔ چونکہ جنت اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مظہر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے اس لئے پہلے اس سے خطاب فرمایا گیا یعنی جنہیں تو ضعیف سمجھتی ہے وہ درحقیقت کمزور نہیں وہ تو میرے رحم و کرم کا مرکز ہیں بڑے درجے والے ہیں ۵۔ یعنی اے دوزخ تو میرے غضب و قہر کا مظہر ہے تجھ میں وہ لوگ رکھے جائیں گے جو اپنے شامت اعمال کی وجہ سے میرے غضب و قہر کے مستحق ہو گئے تم دونوں ہی اچھی ہو کہ میرے صفات کا مظہر ہو عذابی سے مراد ہے عذاب کی جگہ محل عذاب۔ عدل بھی میری صفت ہے فضل بھی۔ ۶۔ یعنی تم دونوں کا کمال اسی میں ہے کہ تم دونوں ہی بھر دی جاؤ چنانچہ ہم تم میں سے کسی میں جگہ خالی نہیں چھوڑیں گے دونوں کو بھر دیں گے۔ ۷۔ شارحین نے رجل یعنی قدم کے بہت معنی کئے ہیں مگر بہتر یہ ہے کہ پاؤں۔ معنی قدم ہی ہو اور اللہ کے قدم سے مراد وہ ہو وہ ہی جانے یہ فرمان عالی متشابہات سے ہے ورنہ

marfat.com

اس گوشت و پوست کے ہاتھ پاؤں سے رب تعالیٰ پاک اور منزہ ہے۔ ۸۔ یعنی جب اللہ تعالیٰ آگ میں اپنا قدم قدرت رکھ دے گا تو آگ کا جوش ختم ہو جاوے گا اور زیادتی کا مطالبہ **ھل من مزید** بند' ہو جاوے گا یہ قدم وہاں رہے گا نہیں بالکل نکال لیا جاوے گا ۹۔ یعنی دوزخ بھرنے عذاب دینے کے لئے کوئی مخلوق پیدا نہیں کی جاوے گی کیونکہ یہ ظلم ہے رب تعالیٰ ظلم سے پاک ہے خیال رہے کہ ظلم سے دو معنی ہیں کسی کی چیز اس کی بغیر اجازت استعمال کرنا دوسرے کسی کو بغیر قصور سزا دینا یہ کہہ کر **ما تجزون الا ما کنتم تعملون** پہلے معنی تو رب تعالیٰ کے لئے منصور نہیں کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی مخلوق و مملوک ہے دوسرے معنی ظلم سے رب تعالیٰ پاک ہے **ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ** لہٰذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو دوزخ میں بھیج دے تو وہ ظالم نہیں ہاں ظلم سے پہلے معنی مراد ہیں۔ ۱۰۔ خیال رہے کہ دوزخ صرف بد عقیدگی اور بد عملی سے ملے گی مگر جنت کسی' وہبی' عطائی تین طرح ملے گی۔ اپنی نیکیوں سے جنت ملنا کسبی ہے کسی نیک کے طفیل ملنا وہبی ہے۔ جیسے مسلمان ماں باپ کے چھوٹے بچے مرے ہوئے یا دیوانہ مسلمان یا ہم جیسے گنہگار حضور کے طفیل یہ قوم جو جنت بھرنے کے لئے پیدا کی گئی انہیں جنت عطائی ملے گی محض فضل الٰہی سے یہ مسئلہ یہاں سے حاصل ہوا۔

وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَزَالُ جَھَنَّمُ یُلْقٰی فِیْھَا وَتَقُوْلُ ھَلْ مِنْ مَزِیْدٍ حَتّٰی یَضَعَ رَبُّ الْعِزَّۃِ فِیْھَا قَدَمَہٗ فَیَنْزَوِیْ بَعْضُھَا اِلٰی بَعْضٍ فَتَقُوْلُ قَطْ قَطْ بِعِزَّتِکَ وَکَرَمِکَ وَلَا یَزَالُ فِی الْجَنَّۃِ فَضْلٌ حَتّٰی یُنْشِیَٔ اللّٰہُ لَھَا خَلْقًا فَیُسْکِنُھُمْ فَضْلَ الْجَنَّۃِ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) وَذُکِرَ حَدِیْثُ اَنَسٍ حُفَّتِ الْجَنَّۃُ بِالْمَکَارِہِ فِیْ کِتَابِ الرِّقَاقِ۔

(۵۴۴۳) روایت ہے حضرت انس سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں فرمایا دوزخ میں ڈالا جاتا رہے گا اور وہ کہتی رہے گی کیا اور زیادتی بھی ہے۔ ۲۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس میں اپنا قدم رکھ دے گا۔ تب بعض بعض کی طرف سمٹ جاوے گا کہے گی تیری عزت و کرم کی قسم بس بس ۳۔ اور جنت میں بچی ہوئی جگہ رہے گی حتیٰ کہ اللہ اس کے لئے ایک مخلوق پیدا فرمائے گا جنہیں جنت کے بچے ہوئے حصے میں رکھے گا ۴۔ (مسلم بخاری) اور حضرت انس کی حدیث کہ جنت مشقتوں سے گھیر دی گئی۔ کتاب الرقاق میں بیان کر دی گئی۔

(۵۴۴۴) ۱۔ اس میں جنات' انسان' چاند' سورج' اینٹ پتھر وغیرہ ڈالے جاتے رہیں گے مگر وہ بھرے گی نہیں۔ ۲۔ یہ زبان قال کہتی رہے گی نہ کہ بہ زبان حال۔ ہر چیز میں زبان فہم وغیرہ سب کچھ ہے۔ ۳۔ یعنی اب میں بالکل بھر گئی مجھ میں کسی چیز کی گنجائش نہیں نہ اب ہے نہ آئندہ ہوگی اب تجھ سے زیادتی کا مطالبہ نہیں کروں گی ۴۔ ابھی عرض کیا گیا کہ جنت بھرنے کے لئے ایک مخلوق پیدا کی جاوے گی۔ مگر دوزخ بھرنے کے لئے کوئی مخلوق پیدا نہ کی جاوے گی کیونکہ بغیر عمل جنت مل سکتی ہے بغیر گناہ دوزخ میں نہیں ڈالا جا سکتا یہ مخلوق انسان ہی ہوگی مگر حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے نہ ہوگی اور اس مخلوق کو جنت جزا یا ثواب کے لئے نہ ملے گی محض رب تعالیٰ کے فضل سے عطا ہوگی۔ اس مخلوق کو حوریں عطا نہ ہوں گی پھل فروٹ اور دوسری نعمتیں دی جاویں گی۔ (شرعی معمہ) وہ کون سے انسان ہیں جو آدم علیہ السلام کی اولاد نہیں۔ (جواب) وہ یہ ہی مخلوق ہے۔ جو جنت پر کرنے کے لئے پیدا کی جاوے گی کہ یہ انسان تو ہوگی مگر اولاد آدم علیہ السلام نہیں جیسے حضرات حوا انسان ہیں مگر حضرت آدم کی اولاد نہیں۔ نیز خود آدم

marfat.com

علیہ السلام انسان ہیں مگر اولاد آدم نہیں مرقات نے فرمایا کہ جنت عمل پر موقوف نہیں۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

دوسری فصل

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ قَالَ لِجِبْرَئِیْلَ اذْهَبْ فَانْظُرْ اِلَیْهَا فَذَهَبَ فَنَظَرَ اِلَیْهَا وَاِلٰی مَا اَعَدَّ اللّٰهُ لِاَهْلِهَا فِیْهَا ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ اَیْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَا یَسْمَعُ بِهَا اَحَدٌ اِلَّا دَخَلَهَا ثُمَّ حَفَّهَا بِالْمَكَارِهِ ثُمَّ قَالَ یَا جِبْرَئِیْلُ اذْهَبْ فَانْظُرْ اِلَیْهَا قَالَ فَذَهَبَ فَنَظَرَ اِلَیْهَا ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ اَیْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَقَدْ خَشِیْتُ اَنْ لَّا یَدْخُلَهَا اَحَدٌ قَالَ فَلَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ النَّارَ قَالَ یَا جِبْرَئِیْلُ اذْهَبْ فَانْظُرْ اِلَیْهَا قَالَ فَذَهَبَ فَنَظَرَ اِلَیْهَا ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ اَیْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَا یَسْمَعُ بِهَا اَحَدٌ فَیَدْخُلُهَا فَحَفَّهَا بِالشَّهَوَاتِ ثُمَّ قَالَ یَا جِبْرَئِیْلُ اذْهَبْ فَانْظُرْ اِلَیْهَا قَالَ فَذَهَبَ فَنَظَرَ اِلَیْهَا فَقَالَ اَیْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَقَدْ خَشِیْتُ اَنْ لَّا یَبْقٰی اَحَدٌ اِلَّا دَخَلَهَا (ترمذی ابوداؤد نسائی)

(۵۴۴۳) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا جب اللہ نے جنت پیدا کی تو حضرت جبریل سے فرمایا کہ جاؤ اسے دیکھو وہ گئے اسے اور جو نعمتیں اس میں جنتیوں کے لئے اللہ نے تیار کی ہیں انہیں دیکھا پھر آئے ۱؎ عرض کیا یا رب تیری عزت کی قسم نہ سنے گا اسے کوئی مگر اس میں داخل ہو گا ۲؎ پھر رب نے اسے مشقتوں سے گھیر دیا ۳؎ پھر فرمایا اے جبریل جاؤ اسے دیکھ کر آؤ۔ فرمایا تو وہ گئے اسے دیکھا ۴؎ پھر آئے عرض کیا یا رب تیری عزت کی قسم مجھے خطرہ ہے کہ جنت میں کوئی داخل نہ ہو سکے گا ۵؎ فرمایا پھر جب اللہ نے آگ پیدا کی تو فرمایا اے جبرئیل جاؤ اسے دیکھو۔ فرمایا وہ گئے اسے دیکھا پھر آئے ۶؎ عرض کیا یا رب تیری عزت کی قسم اسے کوئی نہ سنے گا کہ پھر اس میں داخل بھی ہو ۷؎ رب نے اسے لذتوں سے گھیر دیا ۸؎ پھر فرمایا اے جبریل اسے دیکھو فرمایا وہ گئے اسے دیکھا عرض کیا یا رب تیری عزت کی قسم مجھے خطرہ ہے کہ اس میں کوئی داخل ہوئے بغیر نہ بچے گا ۹؎ (ترمذی ابوداؤد نسائی)

(۵۴۴۴) ۱؎ یہاں آنے جانے سے مراد اپنے جاء رہائش سے جانا آنا یعنی سدرۃ المنتہیٰ سے جنت میں گئے پھر وہاں ہی لوٹ کر آئے حضرت جبرئیل کا جنت میں جانا ثواب کے لئے نہ تھا نہ وہ وہاں پھل وغیرہ کھا سکے کہ وہاں کی نعمتیں انسانوں کے لئے ہیں اس لئے **لا هلها** ارشاد ہوا فرشتے کھانے پینے سے محفوظ ہیں۔ ۲؎ یعنی دوزخ میں کوئی نہ جائے گا ساری مخلوق جنت میں داخل ہو جاوے گی کیونکہ یہاں کی نعمتیں راحتیں ایسی ہیں کہ کوئی ان کو سن کر ان سے صبر نہیں کر سکتا۔ ۳؎ یعنی جنت بہت اعلیٰ گلشن ہے جگہ بہار ہے مگر اس کا راستہ خار دار ہے۔ حج، روزے، جہاد، زکوٰۃ رات کو جاگنا تہجد پڑھنا یہ اس کے راستے ہیں۔ ۴؎ اس دنیا کے عرض یہاں کے اعمال و صفات وہاں اس عالم میں شکل و صورت رکھتے ہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے یہ تمام چیزیں **مشکلتوں** کانٹوں کی شکل میں دیکھیں لہٰذا حدیث واضح ہے۔ ۵؎ یعنی کوئی شخص اپنی طاقت سے جنت میں نہ جا سکے گا جس پر تو فضل و کرم فرمائے اور اسے ان مشقتوں کی برداشت کی توفیق دے وہ ہی انہیں برداشت کر کے جنت میں پہنچ سکے گا۔ حضرت جبرئیل

marfat.com

کی عرض بالکل درست ہے۔ جو آنکھوں سے دیکھے جارہے ہیں۔ ۶۔ دوزخ میں جانے آنے کے وہ ہی معنی جو ابھی عرض کئے گئے کہ اپنی جگہ سدرۃ المنتہی سے گئے وہاں ہی آئے اور وہاں جانا تکلیف کے لئے نہیں سیر کے لئے ہے جیسے کوئی جیل خانہ کی سیر کرنے وہاں جائے تو وہ محض سیر کے لئے گیا ہے وہاں اسے تکلیف نہیں ہوتی۔ ۷۔ یعنی مولی یہ جگہ ہمیشہ خالی ہی رہے گی۔ اس میں کوئی نہ آئے گا۔ ایسی مصیبت کی جگہ کون آئے گا۔ ۸۔ گانے' ناچنے' کھیل تماشے' زنا' چوری وغیرہ نفس امارہ کو مرغوب ہیں یہ ہی دوزخ کے راستہ ہیں جو نفس کو بہت اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ ۹۔ اس کا مطلب ابھی عرض کیا گیا کہ مولی جسے توہی توفیق دے وہ اس راستہ سے بچ سکے گا۔ اپنی طاقت سے کوئی یہاں سے نہیں بچ سکتا ایک شاعر کہتا ہے۔

☆ لو لا اعشقه ساؤ الناس كلهم ☆ الجو ب يفقه والاقد ام قتال ☆

(مرقات) اگر مشقت نہ ہوتی تو سب ہی سردار بن جاتے عظمت بہت مشقت سے ملتی ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

تیسری فصل

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى لَنَا يَوْمًا الصَّلٰوةَ ثُمَّ تَرَقَّى الْمِنْبَرَ فَاَشَارَ بِيَدِهٖ قِبَلَ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ قَدْ اُرِيْتُ الْاٰنَ مُذْ صَلَّيْتُ لَكُمُ الصَّلٰوةَ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ مُمَثَّلَتَيْنِ فِيْ قِبَلِ هٰذَا الْجِدَارِ فَلَمْ اَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۴۴۵) روایت ہے حضرت انس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ہم کو نماز پڑھائی۔ پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے ۱۔ تو اپنے ہاتھ سے مسجد کے قبلہ کی طرف اشارہ کیا۔ فرمایا ابھی جب میں نے تم کو نماز پڑھائی' تو جنت و دوزخ اس دیوار کی جانب میں اپنی شکل میں دکھائی گئیں ۲۔ میں نے آج کے دن کی طرح خیر و شر کا جامع نہیں دیکھا ۳۔ (بخاری)

(۵۴۴۵) ۱۔ نماز سے مراد فرض نماز ہے۔ یعنی پنج گانہ نمازوں میں سے کوئی نماز پڑھائی اس کے بعد وعظ کے لئے منبر شریف پر تشریف لائے۔ ۲۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ایک دیوار میں اتنی وسیع جنت و دوزخ سما گئیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس دیوار کی طرف ہم نے جنت بھی دیکھی اور دوزخ بھی جنت دوزخ اپنے مقام پر تھیں۔ حضور انور کی نگاہ نے دور کی جنت دوزخ ملاحظہ فرمائیں۔ حالانکہ وہ عالم دوسرا ہے نہ یہ مطلب ہے کہ جنت و دوزخ کے فوٹو دکھائے گئے۔ ۳۔ یعنی جنت سراسر خیر ہے اور دوزخ سراسر شر۔ میں نے ان دونوں کو اسی وقت اور اسکی جگہ جمع دیکھا جو نگاہ مدینہ منورہ میں کھڑے کھڑے جنت دوزخ کو ملاحظہ فرما سکتی ہیں اس نگاہ سے زمین کا کوئی چپہ کیسے مخفی رہ سکتا ہے۔ یہ حدیث حضور کی وسعت نظر کی دلیل ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت دوزخ پیدا ہو چکی ہیں۔ حضور انور نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہیں۔ اس لئے یہ حدیث صاحب مشکوۃ اس باب میں لائے وہ واقعہ دوسرا ہے۔ جب حضور انور نے نماز کسوف میں جنت دوزخ ملاحظہ فرمائیں اور جنت کا خوشہ توڑنے کے لئے ہاتھ مبارک اٹھایا۔ بعد میں فرمایا کہ اگر یہ ہم چاہتے تو وہاں کا خوشہ توڑ لیتے۔

marfat.com

بَابُ بَدْءِ الْخَلْقِ وَذِكْرِ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

پیدائش کی ابتداء، حضرات انبیاء کرام کا ذکر

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

پہلی فصل

اس باب میں دو چیزیں بیان ہوں گی ایک یہ کہ مخلوق کی پیدائش کی ابتداء کیسے ہوئی دوسرے یہ کہ دین و ملت کی ابتداء کس طرح ہوئی۔ آیات و احادیث سے معلوم ہوتا ہے عالم اجسام کی اصل پانی سے ہے کہ پانی ہی وہ چیز ہے جو ہر شکل اختیار کر لیتا ہے۔ چنانچہ پانی لطیف ہو کر ہوا بنا پھر ہوا گرم ہو کر آگ بنی۔ آگ کا دھواں جم کر آسمان بنا۔ قرآن مجید میں آسمان کو دھواں فرمایا گیا ہے۔ اس پانی کے جھاگ جم کر زمین بنے۔ اس زمین کا کچھ حصہ سخت کر کے پہاڑ بنا دیئے گئے پھر پہاڑ زمین پر لنگر کی طرح قائم کر دیئے گئے تاکہ زمین جنبش نہ کرے۔ لہٰذا عالم اجسام کی اصل پانی ہے۔ رب فرماتا ہے **وجعلنا من الماء کل شئی حیی** دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تھا اس کے ساتھ کچھ نہ تھا۔ سب سے پہلے لوح و قلم پیدا فرمائے پھر عرش و کرسی پھر آسمان و زمین جن و انس وغیرہ۔ دوسری حدیث میں ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے نور محمدی بنایا۔ پھر اس نور سے سارا عالم بنا۔ شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں ؎

☆ تو اصل وجود آمدی از نخست ☆ دگر ہرچہ موجود شد فرع تست ☆

وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ اِنِّيْ كُنْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ جَآءَهٗ قَوْمٌ مِّنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ فَقَالَ اقْبَلُوا الْبُشْرٰى يَا بَنِيْ تَمِيْمٍ قَالُوْا بَشَّرْتَنَا فَاَعْطِنَا فَدَخَلَ نَاسٌ مِّنْ اَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ اقْبَلُوا الْبُشْرٰى يَا اَهْلَ الْيَمَنِ اِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُوْ تَمِيْمٍ قَالُوْا قَبِلْنَا جِئْنَاكَ لِنَتَفَقَّهَ فِي الدِّيْنِ وَلِنَسْئَلَكَ عَنْ اَوَّلِ هٰذَا الْاَمْرِ مَا كَانَ قَالَ كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ قَبْلَهٗ وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ ثُمَّ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَكَتَبَ فِي الذِّكْرِ كُلَّ شَيْءٍ ثُمَّ اَتَانِيْ رَجُلٌ فَقَالَ يَا عِمْرَانُ اَدْرِكْ

(۵۴۴۶) روایت ہے حضرات عمران ابن حصین سے ا۔ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ ناگاہ بنی تمیم کی ایک قوم حضور کی خدمت میں حاضر ہوئی حضور نے فرمایا بشارت قبول کرو اے بنی تمیم ۲۔ وہ بولے آپ نے ہمیں بشارتیں تو دے دیں ہم کو تو کچھ دیجئے ۳۔ پھر یمن کے کچھ لوگ آئے، حضور نے فرمایا جب بنو تمیم بشارت قبول نہیں کرتے تو تم بشارت قبول کرو ۴۔ وہ بولے ہم قبول کرتے ہیں ہم آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوئے ہیں کہ دینی علم سیکھیں اور آپ سے اس چیز کی ابتداء پوچھیں کہ کیا چیز تھی ۵۔ فرمایا اللہ تھا اور اس سے پہلے کچھ نہ تھا اس کا عرش پانی پر تھا ۶۔ پھر اس نے آسمان و زمین پیدا کئے اور لوح محفوظ ہر چیز لکھی۔ ۷۔ پھر میرے پاس ایک شخص آیا بولا اے عمران اپنی

marfat.com

نَاقَتَكَ فَقَدْ ذَهَبَتْ فَانْطَلَقْتُ أَطْلُبُهَا وَأَيْمُ اللّٰهِ لَوَدِدْتُّ أَنَّهَا قَدْ ذَهَبَتْ وَلَمْ أَقُمْ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

اونٹنی پکڑو وہ بھاگ گئی ۸۔ تو میں اسے ڈھونڈنے چلا گیا۔ اور اللہ کی قسم میری تمنا ہے کہ وہ چلی گئی ہوتی اور میں وہاں سے نہ اٹھتا ۹۔ (بخاری)

(۵۴۴۶) ۱۔ یہ وہ صحابی ہیں جو تیس سال بیماری سے بستر پر رہے۔ فرشتوں سے ملاقات کرتے تھے فرشتے انہیں سلام کرتے تھے آپ کے بقیہ حالات بارہا بیان ہو چکے ہیں۔ ۲۔ یعنی اے بنی تمیم تم مجھ سے عقائد و اعمال سیکھو اور اس پر آئندہ جزاء خیر کی بشارت لو لہٰذا حدیث واضح ہے۔ ۳۔ یعنی عقائد و اعمال کی تعلیم اور اس پر بشارتیں تو آپ سناتے بتاتے ہی رہتے ہیں۔ ہم کو تو مال دیجئے۔ افسوس کہ ان لوگوں کو اللہ نے مانگ لینے کا وقت دیا مگر انہوں نے کچھ فائدہ نہ اٹھایا اپنا اپنا نصیب اپنا اپنا تقدیر اپنی اپنی اس وقت دریائے رحمت جوش میں تھا۔ ۴۔ یعنی اس وقت سے تم فائدہ اٹھالو ہم سے کچھ حاصل کرلو۔ اچھے حال کا اچھا مال (انجام) ہوتا ہے۔ ۵۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے جب اپنی مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو پہلے کیا چیز پیدا فرمائی پھر ترتیب خلق کیا رہی۔ سبحان اللہ کیسا پاکیزہ اور محققانہ سوال ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ عقیدہ رکھتے تھے کہ حضور اول آخر سب کچھ جانتے ہیں سب کچھ آپ کی نظر میں ہے۔ ۶۔ اس پانی سے مراد یہ سمندر کا پانی نہیں بلکہ عرش اعظم کے نیچے قدرتی پانی ہے جو ہوا پر ہے اور ہوا اللہ تعالیٰ کی قدرت پر۔ اس فرمان کا یہ مطلب نہیں کہ عرش پانی پر رکھا ہوا تھا بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس پانی اور عرش کے درمیان کوئی آڑ نہ تھی۔ جیسے ہم کہیں کہ آسمان زمین پر ہے یعنی زمین کے اوپر ہے۔ اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ عرش اور پانی سب سے پہلے پیدا ہوئے۔ دریا کے پانی میں جنبش پیدا ہوئی جس سے جھاگ پیدا ہوئے وہ جھاگ عرصہ تک وہاں محفوظ رہے جہاں خانہ کعبہ ہے اسی جھاگ کو پھیلا دیا گیا۔ وہ زمین ہے سب سے پہلا پہاڑ ابو قبیس ہے جو پیدا کیا گیا (مرقات واشعہ) پانی کے بخار سے آسمان بنا۔ ۷۔ ذکر سے مراد لوح محفوظ ہے غالب یہ ہے کہ لوح و قلم اور یہ تحریر عرش سے پہلے ہوئے (اشعہ) ۸۔ یعنی سلسلہ کلام جاری تھا کہ مجھ سے کسی نے یہ کہا میں بقیہ کلام سن نہ سکا۔ ۹۔ یعنی یہ مضمون ایسا پیارا تھا کہ مجھے اس کے پورا نہ سننے پر افسوس ہے اونٹنی بھاگ جاتی مجھے نہ ملتی مگر میں پورا فرمان عالی سن لیتا۔

وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰى دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَأَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذٰلِكَ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۴۴۷) روایت ہے حضرت عمر سے فرماتے ہیں ہم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ کھڑے ہوئے تو ہم کو ابتداء خلق کے متعلق خبر دی حتیٰ کہ جنتی جنت میں اپنے گھروں میں داخل ہو گئے اور دوزخی اپنے گھروں میں ۱۔ جس نے یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا وہ بھول گیا ۲۔ (بخاری)

(۵۴۴۷) ۱۔ حضور انور کا یہ وعظ فجر کی نماز سے مغرب کی نماز تک تھا۔ درمیان میں سواء ظہر کی و عصر کی نماز کے اور کسی کام کے لئے وعظ شریف بند نہ فرمایا اور دن بھر میں ابتداء سے انتہا تک بیان فرما دینا بھی حضور انور کا معجزہ ہے جیسے حضرت داؤد علیہ السلام گھوڑے پر زین کستے کستے پوری زبور شریف پڑھ لیتے تھے۔ بعض روایات میں ہے کہ اس وعظ شریف میں پرندہ کا پر مارنا قطرہ کا حرکت کرنا، ذرہ کا جنبش فرمانا تک بیان فرما دیا۔ گزشتہ ماضی کے سارے حالات اور آئندہ مستقبل کا ایک ایک حال بیان کر دیا۔ یہ

marfat.com

ہے حضور کا علم غیب کلی کی بڑی قوی دلیل اور یہ حدیث ان آیات کی تفسیر ہے۔ **وعلمک مالم تکن تعلم**۔ یا رب کا فرمان **ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون** شعر:۔

☆ خدا مطلع ساخت ہر جملہ غیب ☆ علی کل شئی خبر آمدی ☆

۲۔ اللہ تعالیٰ نے سارے غیب حضور کو بتائے، حضور کو یاد بھی رہے فرماتے ہیں۔ **وتجلی لی کل شئی وعرفت** پھر حضور انور نے یہ سب کچھ صحابہ کو بتایا مگر ان میں سے کسی کو سارا یاد نہ رہا یہ فرق ہے اس تعلیم میں اور اس تعلیم میں بعض کو زیادہ یاد رہا بعض کو کم بعض کو کچھ یاد نہ رہا۔ غرضیکہ رب نے اپنے محبوب کو سب کچھ سکھایا۔ حضور نے صحابہ کو سب کچھ وعظ میں بتایا جیسے حضرت آدم کو رب نے سارے نام سکھائے۔ **وعلم آدم الاسماء کلھا** اور حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتوں کو وہ سب نام سکھائے نہیں بلکہ بتائے۔ **فلما انباءھم** یہ فرق خیال میں رہے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی کَتَبَ کِتَابًا قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ الْخَلْقَ اِنَّ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِیْ فَهُوَ مَکْتُوْبٌ عِنْدَهٗ فَوْقَ الْعَرْشِ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

(۵۴۴۸) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی پیدائش سے پہلے ایک تحریر لکھی ۱۔ کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے ۲۔ تو وہ اس کے پاس عرش کے اوپر لکھی ہوئی ہے ۳۔ (مسلم بخاری)

(۵۴۴۸) ۱۔ یہ تحریر یا تو لوح محفوظ میں ہے دوسری تحریروں کے ساتھ یا یہ تحریر علیحدہ ہے۔ جو رب تعالیٰ کے پاس محفوظ ہے۔ ہر وقت رب کی نظر میں ہے۔ خیال رہے کہ اس قسم کی تحریریں تاکید اور اہمیت ظاہر فرمانے اور اپنے خاص بندوں کو دکھانے کے لئے ہوتی ہیں۔ اس لئے نہیں کہ رب تعالیٰ کو اپنے بھول جانے کا خطرہ تھا لہٰذا لکھ لیا نعوذ باللہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ تحریر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھی ہے۔ دیکھ کر پڑھ کر ہم کو سنا رہے ہیں۔ شعر:۔

☆ قدرت کی تحریریں جانے امی اور تقدیریں جانے ☆ بخشش کی تدبیریں جانے وہ ہے رحمت والا ☆ جن کا نام ہے محمد دو جگ ہے ان سے اجیالا

۲۔ اس فرمان عالی کے چند معنی ہیں۔ **ایک** یہ کہ میری رحمت زیادہ ہے میرا عذاب و غضب کم کہ رحمت ہمیشہ رہتی ہے۔ غضب کبھی کبھی۔ دوسرے یہ کہ میری رحمت عام ہے جس سے ہر کافر و مومن و جن و انس حصہ لے رہا ہے۔ میرا غضب خاص کافر انسانوں اور جنات پر۔ تیسرے یہ کہ رحمت ملنے کے اسباب بہت ہی ہیں۔ ایمان لانا توبہ کرنا، عبادت کرنا، رونا، ڈرنا، امید رکھنا، بندوں پر رحم کرنا، مگر غضب کا سبب صرف ایک ہے۔ یعنی نافرمانی کرنا، اگرچہ نافرمانی کی نوعیتیں بہت ہیں۔ چوتھے یہ کہ رحمت پہلے ہے غضب اس کے بعد ہے۔ مخلوق کو پیدا فرمانا انہیں پالنا روزی دینا رحمت ہے پہلے ہے۔ ان کی نافرمانی پر پکڑنا یہ غضب ہے۔ جو ان رحمتوں کے بعد ہے۔ دنیا میں بھی اسکی رحمت زیادہ ہے آخرت میں بھی زیادہ ہوگی۔ پانچویں یہ کہ اللہ کی رحمت تو بغیر سبب بھی مل جاتی ہے مگر اس کا غضب کسی سبب سے ہی ہوتا ہے۔ ہم پر اس نے عالم ارواح اور ماں کے پیٹ میں رحمتیں کیں۔ اس وقت ہم کون سے اعمال کر رہے تھے۔ شعر:۔

marfat.com

☆ درعدم کے بود مارا خود طلب ☆ بے طلب کر دی عطا ہائے عجب ☆

چھٹے یہ کہ رحمت تو ہمارے بغیر استحقاق کے بھی مل جاتی ہے۔ مگر غضب ہمارے استحقاق سے ہی ہوتا ہے۔ اب پڑھو یہ آیت کریمہ **ان عذابی اصیب به من اشاء ورحمتی وسعت کل شئی** اس کا اثر یہ ہے کہ آپ دائمی رحمت ہیں۔ تو آپ کی نبوت عالمین کو گھیرے ہوئے ہے۔ ساتویں یہ کہ رحمت کی بہت قسمیں ہیں رحمت ایجاد، رحمت امداد، رحمت توفیق اعمال، رحمت قبول، رحمت جزاء عمل وغیرہ مگر غضب کے اقسام بہت تھوڑے ہیں۔ آٹھویں یہ کہ خلف وعید جائز بلکہ واقع ہے مگر خلف وعدہ ناممکن ہے۔ اس کی اور وجوہ بھی ہو سکتی ہیں۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تحریر لوح محفوظ میں نہیں ہے بلکہ خاص تختی پر ہے لوح محفوظ پر فرشتوں، نبیوں، ولیوں کی نظر ہے مگر اس تحریر پر سواء ہمارے حضور کے کسی کی نظر نہیں یہ تو حضور کا کرم ہے کہ وہ خاص تحریر ہم کو بتادی سنادی۔ حضور رب کی طرف سے مختار ہیں۔

وَعَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خُلِقَتِ الْمَلٰئِكَةُ مِنْ نُوْرٍ وَخُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَارِجٍ مِّنْ نَّارٍ وَخُلِقَ اٰدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۵۴۴۹) روایت ہے حضرت عائشہ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا فرشتے نور سے پیدا کئے گئے ۱۔ اور جنات خالص آگ سے پیدا کئے گئے ۲۔ اور آدم اس سے پیدا کئے گئے جو تم سے بیان کیا گیا ۳۔ (مسلم)

(۵۴۴۹) ۱۔ نور کے معنی ہیں روشنی یعنی بذات خود ظاہر دوسروں کا مظہر یہاں چمکدار جوہر مراد ہے۔ جس میں کثافت بالکل نہ ہو (اشعۃ اللمعات) یعنی فرشتوں کی پیدائش ایسے جوہر سے ہے جو چمکدار ہے اس میں کثافت بالکل نہیں۔ ہمارے جسموں کی پیدائش خاک سے ہے جو کثیف ہے۔ اگرچہ اس میں آگ و پانی کی ملاوٹ بھی ہے۔ ۲۔ اس کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے۔ **والجان من مارج من نار** اگرچہ آگ بھی لطیف ہے کثیف نہیں مگر اس میں گرمی بھی ہے نور میں گرمی نہیں صرف لطافت ہے نیز آگ نور اور کثافت کے درمیان ہے خالص ہو تو محض چمک ہے مکدر ہو تو محض دھواں یہ ہی فرق ہے فرشتے اور جن کے درمیان (اشعہ) ۳۔ اس میں اشارہ اس آیت کریمہ کی طرف ہے۔ **من صلصال من حماء مسنون** یعنی ہم نے آدم علیہ السلام کو گلی اور سوکھی کھنکھناتی مٹی سے پیدا فرمایا۔ جسم انسانی کی پیدائش مٹی سے ہے روح انسانی کی پیدائش **امر ربی** سے **قل الروح من امر ربی** حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم شریف خاکی نورانی ہے۔ رب فرماتا ہے۔ سراجا "منیرا"۔ آدم علیہ السلام کی بچی ہوئی مٹی سے کھجور۔ انار اور انگور پیدا کئے گئے۔ جنت کی حوریں زعفران سے پیدا کی گئیں (مرقات)

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا صَوَّرَ اللّٰهُ اٰدَمَ فِي الْجَنَّةِ تَرَكَهُ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّتْرُكَهُ فَجَعَلَ اِبْلِيْسُ يُطِيْفُ بِهٖ يَنْظُرُ مَا هُوَ فَلَمَّا رَاٰهُ اَجْوَفَ عَرَفَ اَنَّهٗ خُلِقَ خَلْقًا لَا يَتَمَالَكُ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۵۴۵۰) روایت ہے حضرت انس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کی جنت میں صورت بنائی ۱۔ تو جب تک چھوڑے رکھنا چاہا انہیں چھوڑے رکھا۔ ابلیس ان کے آس پاس گردش کرنے لگا دیکھتا تھا کہ یہ کیا چیز ہے تو جب انہیں خالی پیٹ دیکھا تو سمجھ گیا کہ وہ ایسی خلقت سے پیدا کئے گئے جو اپنے قابو میں نہ ہوں گے ۲۔ (مسلم)

marfat.com

(۵۴۵۰) ۱۔ آدم علیہ السلام کی پیدائش کے چند درجے ہیں اولاً ان کا پتلا زمین پر یعنی مکہ معظمہ اور طائف کے درمیان وادی نعمان میں بنایا اور سکھایا گیا پھر وہ سوکھا ہوا پتلا جنت میں رکھا گیا وہاں ہی روح پھونکی گئی وہاں ہی فرشتوں سے سجدہ کرایا گیا وہاں ہی حوا پیدا ہوئیں، پھر وہاں سے زمین پر بھیجا گیا یہاں اس دوسرے ٹھکانہ کا بیان ہے۔ لہٰذا یہ حدیث ان روایات کے خلاف نہیں جن میں ہے کہ حضرت آدم کا پتلا نعمان مقام میں بنایا گیا۔ بعض نے کہا کہ **فی الجنة** راوی کی غلطی ہے۔ ۲۔ یعنی یہ اپنے پر قابو نہ رکھیں گے۔ خوشی و رنج عیش تکلیف کو برداشت نہ کر سکیں گے شہوت و غصہ میں بے قابو ہو جائیں گے لہٰذا میں ان کی اولاد کو بہ آسانی بہکا سکوں گا۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اخْتَتَنَ اِبْرٰهِیْمُ النَّبِیُّ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِیْنَ سَنَةً بِالْقَدُوْمِ۔ (متفق علیہ)

(۵۴۵۱) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے نبی حضرت ابراہیم نے اسی سال کی عمر میں اپنا ختنہ کیا۔ اسی سے ۲۔ (مسلم بخاری)

(۵۴۵۱) ۱۔ جب حضرت ابراہیم اسی سال کے ہوئے، تب حکم الٰہی پہنچا کہ اے ابراہیم ختنہ کرو۔ آپ نے اپنا ختنہ خود کر لیا اور ہوا غلط طریقہ سے تو آپ سخت زخمی ہو گئے۔ اس کے متعلق رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ **اذا ابتلی ابرهیم ربه بکلمات فاتمهن** خیال رہے کہ چند نبی ختنہ شدہ پیدا ہوئے۔ جن میں ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں۔ آج جو جوان یا بوڑھا مسلمان ہو وہ یا تو اپنا ختنہ خود کرے یا کسی ختنہ جاننے والی عورت سے نکاح کرے جو اس کی بیوی بننے کے بعد اس کا ختنہ کرے نائی سے ختنہ نہیں کرا سکتا۔ کیونکہ بالغ مرد کا ستر کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ختنہ کرنا سنت ابراہیمی ہے آپ ہی سے یہ رسم جاری ہوئی۔ ۲۔ قدوم ق کے فتحہ، دال کے پیش سے شام میں ایک بستی ہے۔ اور قدوم دال کے شد سے تیشہ (سولہ) بڑھیوں کا مشہور ہتھیار ہے آپ نے مقام قدوم میں اسی اوزار سے اپنا ختنہ خود کر لیا۔ رب تعالیٰ کے حکم پر فوراً عمل کیا یہ ہے اطاعت حکم۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمْ یَكْذِبْ اِبْرَاهِیْمُ اِلَّا ثَلٰثَ كَذِبَاتٍ ثِنْتَیْنِ مِنْهُنَّ فِیْ ذَاتِ اللّٰهِ قَوْلُهٗ اِنِّیْ سَقِیْمٌ وَقَوْلُهٗ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِیْرُهُمْ هٰذَا وَقَالَ بَیْنَا هُوَ ذَاتَ یَوْمٍ وَسَارَةُ اِذْ اَتٰى عَلٰى جَبَّارٍ مِّنَ الْجَبَابِرَةِ فَقِیْلَ لَهٗ اِنَّ هٰهُنَا رَجُلًا مَّعَهُ امْرَاَةٌ مِّنْ اَحْسَنِ النَّاسِ فَاَرْسَلَ اِلَیْهِ فَسَاَلَهٗ عَنْهَا مَنْ هٰذِهٖ قَالَ اُخْتِیْ فَاَتٰى سَارَةَ فَقَالَ لَهَا اِنَّ هٰذَا الْجَبَّارَ اِنْ یَّعْلَمْ اَنَّكِ امْرَاَتِیْ یَغْلِبْنِیْ عَلَیْكِ فَاِنْ سَاَلَكِ فَاَخْبَرِیْهِ اَنَّكِ اُخْتِیْ فَاِنَّكِ اُخْتِیْ فِی الْاِسْلَامِ لَیْسَ

(۵۴۵۲) روایت ہے انہی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابراہیم علیہ السلام نے کبھی جھوٹ نہ کہا سوائے تین جھوٹ کے ۱۔ ان میں سے دو اللہ کی ذات میں تھے کہ میں بیمار ہوں ۲۔ اور آپ کا فرمان کہ بلکہ یہ کام ان کے اس بڑے نے کیا ۳۔ فرمایا کہ ایک دن آپ اور جناب سارہ ہجرت میں تھے کہ آپ ظالمین میں سے ایک ظالم پر گزرے ۴۔ اسے خبر دی گئی کہ یہاں ایک شخص ہے جس کے ساتھ ایک عورت ہے لوگوں میں سے حسین ترین اس نے آپ کو بلوایا اور سارہ کے متعلق پوچھا کہ یہ کون ہیں آپ نے فرمایا میری بہن ہیں ۵۔ پھر آپ سارہ کے پاس آئے ان سے فرمایا کہ یہ ظالم اگر جان لے گا کہ تم میری بیوی ہو تو یہ تمہارے

marfat.com

عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ مُؤْمِنٌ غَيْرِيْ وَغَيْرُكِ فَاَرْسَلَ اِلَيْهَا فَاُتِيَ بِهَا قَامَ اِبْرَاهِيْمُ يُصَلِّيْ فَلَمَّا دَخَلَتْ عَلَيْهِ ذَهَبَ يَتَنَاوَلُهَا بِيَدِهٖ فَاُخِذَ وَيُرْوٰى نَغَطَ حَتّٰى رَكَضَ بِرِجْلِهٖ فَقَالَ ادْعِي اللّٰهَ لِيْ وَلَا اَضُرُّكِ فَدَعَتِ اللّٰهَ فَاُطْلِقَ ثُمَّ تَنَاوَلَهَا الثَّانِيَةَ فَاُخِذَ مِثْلَهَا اَوْ اَشَدَّ فَقَالَ ادْعِي اللّٰهَ لِيْ وَلَا اَضُرُّكِ فَدَعَتِ اللّٰهَ فَاُطْلِقَ

فَدَعَا

بَعْضَ حَجَبَتِهٖ فَقَالَ اِنَّكَ لَمْ تَاْتِنِيْ بِاِنْسَانٍ اِنَّمَا اَتَيْتَنِيْ بِشَيْطَانٍ فَاَخْدَمَهَا هَاجَرَ فَاَتَتْهُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ فَاَوْمَاَ بِيَدِهٖ مَهْيَمْ قَالَتْ رَدَّ اللّٰهُ كَيْدَ الْكَافِرِ فِيْ نَحْرِهٖ وَاَخْدَمَ هَاجَرَ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ تِلْكَ اُمُّكُمْ يَا بَنِيْ مَاءِ السَّمَآءِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

متعلق مجھ پر غلبہ کرلے گا ۶۔ اگر وہ تم سے پوچھے تو اسے بتانا کہ تم میری بہن ہو کیونکہ تم میری اسلامی بہن ہو۔ روئے زمین پر میرے اور تمہارے سواء کوئی مومن نہیں ہے ۷۔ پھر اس نے سارہ کو بلوایا آپ کو وہاں پہنچایا گیا۔ جناب ابراہیم کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ جب آپ اس کے پاس گئیں وہ اپنے ہاتھ سے آپ کو پکڑنے لگا ۸۔ وہ خود پکڑا گیا۔ روایت میں ہے کہ وہ خراٹے لینے لگا حتیٰ کہ اس کے پاؤں رگڑ گئے۔ بولا اللہ سے دعا کردیں تم کو نقصان نہ دوں گا۔ سارہ نے اللہ سے دعا کی وہ چھوڑ دیا گیا۔ پھر دوبارہ پکڑنا چاہا اسی طرح پکڑا گیا اور زیادہ سخت ۹۔ بولا میرے لئے اللہ سے دعا کریں میں تم کو تکلیف نہ دوں گا ۱۰۔ تو اللہ سے دعا کی وہ کھول دیا گیا۔ ۱۱۔ پھر اس نے جناب سارہ کو دوبارہ پکڑنا چاہا تو اس طرح اور بہت سخت پکڑا گیا۔ بولا اللہ سے میرے لئے دعا کردیں تم کو تکلیف نہ دوں گا۔ سارہ نے اللہ سے دعا کی وہ کھول دیا گیا۔ ۱۲۔ پھر اس نے اپنے بعض دیوڑھی باتوں کو بلایا تم میرے پاس انسان نہیں لائے جناتنی لائے ہو ۱۳۔ چنانچہ انہیں بی بی ہاجرہ خادمہ دیں ۱۴۔ آپ حضرت ابراہیم کے پاس آئیں آپ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ کیا گزری، بولیں اللہ نے کافر کا مکر اس کے گلے میں لوٹا دیا اور ہاجرہ خادمہ عطا فرمائی ۱۵۔ ابو ہریرہ نے فرمایا کہ آسمان کے پانی کے بچو یہ تمہاری ماں ہیں ۱۶۔ (مسلم بخاری)

(۵۴۵۲) ۱۔ یہاں جھوٹ سے مراد توریہ ہے یعنی ذو معنی والا لفظ بول کر بعید معنی مراد لینا ہے ضرورت کے وقت توریہ بالکل جائز ہے۔ خیال رہے کہ آپ کا جو تھا قول **ھذا ربی** بچپن شریف کا تھا یہ تین توریہ نبوت کی عطا کے بعد ہیں لہٰذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں۔ ۲۔ اس فرمان عالی کی تفسیر حاشیۃ القرآن میں ملاحظہ کرو۔ یہاں اتنا سمجھ لو کہ آپ کی قوم نے آپ کو اپنے میلے میں چلنے کے لئے کہا تو آپ نے کہا میں بیمار ہوں تمہارے ساتھ کیسے جاسکتا ہوں مطلب یہ تھا کہ میرا دل بیمار ہے۔ اسے تمہاری طرف سے رنج و غصہ ہے۔ مگر چونکہ آپ کا جسم شریف بظاہر بیمار نہ تھا اور سقیم کے ظاہری معنی ہیں جسمانی بیماری اس لئے اسے کذب یعنی توریہ فرمایا گیا آپ تو صدیقاً "نبیاً" ہیں۔ اس فرمان عالی کے اور بہت مطلب ہو سکتے ہیں۔ یہ قوی ہے۔ شعر:۔

☆ اگر ترا بہ تماشا وعید خود بلند ☆ خلیل در جوابے بگو کہ بیمارم ☆

۳۔ اس کا واقعہ یہ ہوا تھا کہ کفار تو اپنے میلے میں گئے آپ نے بتخانہ میں تشریف لے جاکر سارے بت توڑ دیئے ان میں ایک بت

marfat.com

بڑا تھا باقی چھوٹے تھے کفار نے واپس آکر اپنے بتوں کی یہ حالت دیکھ کر آپ سے پوچھا کہ یہ کام کس نے کیا آپ نے فرمایا ان سب سے بڑے نے کیا یہ کلام شریف ظاہر کے خلاف ہے کہ بتوں کو توڑا آپ نے اس توڑنے کو نسبت کر دیا بڑے بت کی طرف اس لئے اسے کذب یعنی توریہ فرمایا اس فرمان عالی کے بہت مطلب بیان کئے گئے ہیں قوی ترین دو مطلب ہیں ایک یہ کہ کفار ان بتوں کو اپنا جھوٹا خدا کہتے تھے اللہ تعالیٰ کو بڑا خدا آپ نے فرمایا کہ یہ کلام اللہ تعالیٰ نے کیا ہے کیونکہ محبوب خلیل کا کام رب کا کام ہے **وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی** وہ سمجھے کہ بڑے سے مراد یہ بڑا بت ہے۔ دوسرے یہ کہ جملہ خبر نہیں بلکہ انشاء ہے یعنی اس بڑے نے کیا ہوگا ان جھوٹوں سے پوچھ لو یہ ہوا استہزاء اور استہزاء خبر نہیں، پھر جھوٹ کیسا رب جنہی کافر سے فرمائے گا **ذق انک انت العزیز الکریم** حالانکہ کافر نہ کریم ہے نہ عزیز چونکہ ان دونوں کلاموں کا تعلق خاص رب تعالیٰ سے ہے جس میں آپ کا اپنا نفع کوئی نہیں اس لئے فرمایا کہ یہ دونوں کلام اللہ تعالیٰ کے متعلق تھے۔ ۴۔ اس کا واقعہ یہ ہوا کہ حضرت خلیل اپنی بیوی حضرت سارہ کے ساتھ عراق سے شام کی طرف براستہ مصر ہجرت کر کے جا رہے تھے۔ کہ مصر سے گزرے وہاں کا قبطی بادشاہ صادق ابن صادون بڑا ظالم تھا۔ جس مسافر کی بیوی خوبصورت دیکھتا اسے طلاق دلوا کر خود قبضہ کر لیتا تھا وہاں یہ واقعہ پیش آیا۔ ۵۔ اس ظالم نے پہلے تو آپ کو بلایا تاکہ آپ سے طلاق حاصل کر کے حضرت سارہ پر قبضہ کرے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ بی بی صاحبہ میری بہن ہیں وہ بے دین بھائی سے بہن کو نہیں چھینتا تھا بلکہ خاوند سے بیوی کو طلاق دلواتا تھا اگر طلاق نہ دیتا تو اسے قتل کر دیتا تھا۔ آپ بہ تعلیم الٰہی اس کا یہ اصول جانتے تھے۔ ۶۔ اس طرح کہ مجھ سے تمہیں بذریعہ طلاق لے لے گا یا مجھے قتل کرا دے گا۔ مردوں میں حضرت یوسف علیہ السلام بڑے حسین تھے اور عورتوں میں حضرت سارہ بڑی حسینہ تھیں۔ بلکہ حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن حضرت سارہ کی میراث تھا حضرت سارہ ہاران کی بیٹی تھیں ہاران اور آذر دونوں آپ کے چچا تھے والد تارخ تھے جو مومن تھے۔ ۷۔ یعنی اس زمین مصر میں میرے تمہارے سواء کوئی مومن نہیں اس وقت حضرت لوط آپ کے ساتھ نہ تھے لہٰذا حدیث پر کوئی اعتراض نہیں (اشعہ) اس سے معلوم ہوا کہ ضرورۃً اپنی بیوی کو بہن کہنا جائز ہے اس سے ظہار نہیں ہو جاتا جیسے حضرت ابوبکر صدیق نے حضور انور سے عرض کیا تھا کہ حضور میں تو حضور کا بھائی ہوں کیا میری بیٹی عائشہ سے آپ کا نکاح درست ہو گا ویسے کوئی اپنے کو حضور کا بھائی نہیں کہہ سکتا **لا تجعلوا دعا الرسول** یہ بھی کہنا مسئلہ پوچھنے کی ضرورت سے تھا بلا ضرورت زوجین ایک دوسرے کو بھائی بہن ہرگز نہ کہیں۔ ۸۔ آج اس مردود نے اپنے اصول و قواعد کے بھی خلاف کیا کہ باوجودیکہ آپ نے انہیں اپنی بہن کہا۔ اس نے پھر بھی پکڑوا کر بلا لیا اور آپ کی طرف دست درازی کرنے لگا۔ ۹۔ اس کی یہ پکڑ اور چھوٹ حضرت سارہ کی کرامت بھی ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا معجزہ بھی وہ اپنی حرکت پر پکڑا جاتا تھا جناب سارہ کی دعا پر چھوٹ جاتا تھا۔ آپ چھوٹنے کی دعا اس لئے کر دیتی تھیں کہ اگر وہ مر گیا ایسا ہی رہا تو اس کی قوم مجھے تکلیف دے گی۔ ۱۰۔ اس کی اس بات سے معلوم ہوا کہ وہ بادشاہ کافر تھا مگر وہابی نہ تھا وسیلہ اولیاء کا قائل تھا۔ اس نے خود رب سے دعا نہ کی بلکہ حضرت سارہ سے دعائیں کراتا رہا وہ جانتا تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کی سنے گا میری نہ سنے گا ہر دفعہ اس کا ہاتھ سوکھ جاتا تھا۔ اور اسے مرگی کا سا مرض لاحق ہو جاتا تھا۔ جس سے وہ زمین پر اپنی ایڑیاں رگڑنے لگتا تھا۔ ۱۱۔ اللہ تعالیٰ نے اس ظالم کو پکڑا تو اس کے جرم سے مگر چھوڑا حضرت سارہ کی دعا سے جس سے پتہ لگا کہ مجرم اکثر پکڑے جاتے ہیں اپنی حرکتوں سے مگر خلاصی پاتے ہیں بزرگوں کے فیض سے آپ کی یہ دعا فوراً ہی قبول ہوئی کہ دعا کی اور وہ چھوڑا گیا۔ ۱۲۔ مردود بڑا ڈھیٹ تھا کہ بار بار پکڑا جاتا تھا مگر جب چھوٹتا تھا برا ارادہ کرتا تھا کیونکہ وہ عادی مجرم تھا۔ ۱۲۔

marfat.com

وہ لوگ جنات سے بہت ہی ڈرتے تھے۔ ہر خطرناک انسان کو جن کہہ دیتے تھے۔ اسی وجہ سے اس نے آپ کو جن کہا یعنی خطرناک انسان جس پر میں قابو نہ پاسکا جیسے فرعون موسیٰ علیہ السلام کو ساحر کہہ کر آپ سے دعا کراتا تھا۔ **یایھا الساحر ادع لنا ربک** ساحر۔ بمعنی بڑے کرشمے والا انسان شیطان سے مراد طاقتور جن ہے نہ کہ ابلیس کہ وہ ابلیس سے خبردار تھا ہی نہیں۔ ۱۴۔ اس واقعہ سے کچھ عرصہ پہلے حضرت ہاجرہ کے ساتھ بھی یہ ہی واقعہ اس کا ہو چکا تھا کہ آپ کو ظلماً پکڑ لیا تھا مگر آپ پر قابو نہ پاسکا مگر انہیں اپنے گھر میں رکھا آپ اس کے ہاں مظلومہ قیدی تھیں وہ بولا کہ چونکہ سارہ بھی اس طرح کی ہیں لہٰذا ہاجرہ سارہ کو دیدو انہیں بھی میرے گھر سے نکالو آپ لونڈی نہ تھیں کیونکہ لونڈی غلام وہ ہوتا ہے جو کفر و اسلام کی جنگ میں کافر مسلمانوں کے ہاتھ لگے اور مسلمان اسے غلام بنالیں اس زمانہ میں نہ کفر و اسلام کی جنگ ہوئی تھی نہ آپ کسی مسلمان کے ہاں گرفتار ہو کر لونڈی بنائی گئیں تھیں۔ آپ شہزادی تھیں اس کے ہاں مظلومہ قیدی تھیں۔ آپ کی عصمت اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھی تھی۔ سارہ کی طرح کیونکہ سارہ حضرت اسحاق کی ماں بننے والی تھیں اور ہاجرہ حضرت اسماعیل کی والدہ حضور محمد رسول اللہ کی دادی بننے والی تھیں۔ اللہ ان کی عصمت کا والی تھا۔ جب نبی کی بیوی بننے والی عورت کو خواب میں احتلام نہیں ہو سکتا تو نبی کی ماں بننے والی بی بی پر کون قابو پا سکتا ہے۔ ۱۵۔ اخدم کے معنی ہیں خادمہ بنا کر دیا نہ کہ لونڈی بنا کر۔ کیونکہ آپ مومنہ آزاد تھیں آزاد مومن کو کوئی بھی غلام نہیں بنا سکتا اگر کافر قید کر کے غلام بنا بھی لے تو وہ چھوٹتے ہی آزاد ہو گا مرقات نے فرمایا کہ آپ کا نام ہاجرہ اس لئے ہوا کہ آپ بھی شام سے ہجرت کر کے آئی تھیں۔ ہاجرہ۔ بمعنی مہاجرہ اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر شریف ایک سو سال کی تھی آپ سے حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے انہیں سے عرب آباد ہوئے انہیں کی اولاد سے آفتاب ہاشمی حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم چمکے سورج والے آسمان پر کوئی تارہ نہیں۔ حضرت اسماعیل کی نسل میں سواء حضور کے کوئی نبی نہیں سارے تارے حضرت سارہ کی اولاد میں چمکے کیسی مبارک نسل ہے۔ ۱۶۔ حضرت ابو ہریرہ نے یا تو مکہ والوں کو یا اولاد اسماعیل علیہ السلام کو یا سارے عرب کو **بنی ماء السماء** فرمایا اس لئے کہ یہ لوگ بارش کے پانی کی طرح طیب و طاہر تھے کہ حضور کے ہم وطن تھے یا اس لئے کہ ان کا گزارہ زمزم پانی پر تھا زمزم آسمان سے ہی آیا یا اس لئے کہ انصار عامر ابن حارثہ ازدی کی اولاد سے تھے اور عامر کو لوگ **ماء السماء** کہتے تھے۔ یعنی اسماعیلو یا اے اہل عرب تمہاری دادی صاحبہ جناب ہاجرہ ہیں رضی اللہ عنہا (اشعہ، مرقات، لمعات)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ اَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ اِبْرَاهِيْمَ اِذْ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى وَيَرْحَمُ اللّٰهُ لُوْطًا لَقَدْ كَانَ يَاْوِيْ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ طُوْلَ مَا لَبِثَ يُوْسُفُ لَاَجَبْتُ الدَّاعِيَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۴۵۳) روایت ہے انہی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہم حضرت ابراہیم سے زیادہ حقدار ہیں شک کرنے کے جبکہ انہوں نے عرض کیا یا رب مجھے دکھادے کہ تو مردے کیسے زندہ کرے گا ۱۔ اور اللہ لوط پر رحم کرے وہ تو بڑے مضبوط پائے کی طرف پناہ لئے ہوئے ۲۔ اور اگر میں اتنی دراز مدت ٹھہرتا جتنا یوسف علیہ السلام ٹھہرے تو بلانے والے کی بات قبول کر لیتا۔ ۳۔ (مسلم بخاری)

(۵۴۵۳) ۱۔ یعنی ابراہیم علیہ السلام نے جو عرض کیا تھا۔ **رب ارنی کیف تحی الموتی** یہ علم الیقین سے عین الیقین کی

marfat.com

طرف ترقی کرنے کے لئے تھا نہ اس لئے کہ آپ کو قیامت میں مردے زندہ کرنے میں شک تھا اگر انہیں شک ہوتا تو ہم کو ضرور شک ہوتا کہ ہم ان کی اولاد میں ہیں۔ **الولد سر لابیہ** ہم کو تو شک ہے ہی نہیں تو انہیں شک کیسے ہو سکتا ہے میری امت معصوم نہیں اور حضرت ابراہیم معصوم ہیں۔ ۲۔ یہ حضرت لوط علیہ السلام کی غیبت یا ان پر طعن نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ بیں نبی اور انہوں نے اپنی پشت پناہ قوی ہونے کی آرزو کی تو معلوم ہوا کہ یہ عمل اور یہ آرزو کرنا جائز ہے کہ انسان مصیبت کے موقعہ پر اپنے عزیزوں قرابت داروں کی پناہ لے (مرقات) اگرچہ مضبوط پشت پناہ سب کا رب تعالیٰ ہے نبی کا عمل جواز کی دلیل ہے۔ جب فرشتے خوبصورت لڑکوں کی شکل میں آپ کے ہاں مہمان ہوئے اور بدکار قوم نے آپ کا گھر گھیر لیا تو آپ نے فرمایا **لو ان لی بکم قوۃ اواوی الی رکن شدید** کاش کہ مجھ میں تمہارے مقابلہ کی طاقت ہوتی یا کوئی مضبوط طاقتور میرا پشت پناہ ہوتا تو میں تمہارا مقابلہ کرتا یا کرواتا حضورؐ نے اس واقعہ کی طرف اشارہ فرمایا کہ ان کی پناہ رب تھا۔ پھر بھی آپ نے یہ فرمایا معلوم ہوا کہ مخلوق کا سہارا لینا جائز ہے سنت نبی ہے جیسے یوسف علیہ السلام نے اس قیدی سے کہا تھا **اذکرنی عند ربک** اپنے بادشاہ سے میری مظلومیت کی داستان کہہ دینا معلوم ہوا کہ کافر حاکم سے داد خواہی کرنا جائز ہے سنت یوسف علیہ السلام ہے اگرچہ اللہ کے فضل سے آپ اس کافر بادشاہ کے احسان مند ہو کر جیل سے نہ نکلے بلکہ اس پر احسان کر کے نکلے رب نے آپ کی شان بالا رکھی۔ بعض شارحین نے شدید سے مراد لوط علیہ السلام کی قوم ہی لی ہے یعنی ان کی قوم طاقت ور تھی اور آپ کو ان کی حمایت حاصل تھی دیکھو شعیب علیہ السلام کو ان کی قوم سے قوت دی کہ کفار نے کہا **لو لا رھطک لرجمناک** حضور کو جناب ابو طالب سے قوت دی کہ فرمایا **الم یجدک یتیما فاوی** (مرقات) ۳۔ یعنی یوسف علیہ السلام نو سال یا بارہ سال جیل میں رہے مگر شاہ مصر کا قاصد آپ کو بادشاہ کی طرف سے بلانے آیا تو آپ نے فرمایا کہ پہلے میری پاکدامنی کی تحقیق کر لو پھر میں جیل سے باہر نکلوں گا۔ یہ آپ کا انتہائی صبر ہے۔ اگر ان کی جگہ جیل میں ہم انتار ہتے تو ضرور پہلی ہی دعوت پر ہم جیل سے باہر آتے یہ حضور انور کی انتہائی تواضع ہے ورنہ حضور انور کا صبر یوسف علیہ السلام سے کہیں زیادہ ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ آپ کو پہلی دعوت پر ہی جیل سے باہر نکل آنا چاہیے تھا تاکہ تبلیغ نبوت جلد شروع ہو جاتی۔ اگر ہم وہاں ہوتے تو پہلی دعوت پر باہر آ کر تبلیغ شروع فرما دیتے (مرقات) مگر پہلی توجیہ قوی ہے۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مُوْسٰى كَانَ رَجُلًا حَيِيًّا سِتِّيْرًا لَا يُرٰى مِنْ جِلْدِهٖ شَيْءٌ اِسْتِحْيَآءً فَاٰذَاهُ مَنْ اٰذَاهُ مِنْ بَنِيْ اِسْرَآءِيْلَ فَقَالُوْا مَا يَسْتَتِرُ هٰذَا التَّسَتُّرَ اِلَّا مِنْ عَيْبٍ بِجِلْدِهٖ اِمَّا بَرَصٌ اَوْ اُدْرَةٌ وَاِنَّ اللّٰهَ اَرَادَ اَنْ يُّبَرِّءَهٗ فَخَلَا يَوْمًا وَحْدَهٗ يَغْتَسِلُ فَوَضَعَ ثَوْبَهٗ عَلٰى حَجَرٍ فَفَرَّ الْحَجَرُ بِثَوْبِهٖ فَجَمَحَ مُوْسٰى فِيْ اَثَرِهٖ

(۵۴۵۴) روایت ہے انہی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ موسیٰ علیہ السلام بہت شرمیلے پردہ دار تھے ا۔ ان کی ظاہری کھال کا کوئی حصہ دیکھا نہ جاتا تھا شرم کی وجہ سے تو انہیں بنی اسرائیل میں سے جس نے ایذاء پہنچائی اس نے پہنچائی۔ بولے اس قدر پردہ کسی کھال کے عیب کی وجہ سے ہی ہے یا برص ہے یا خصیوں کا ورم ۲۔ اللہ نے چاہا کہ ان کو بری کرے ۳۔ تو ایک دن وہ اکیلے تنہائی میں گئے تاکہ غسل کریں اپنے کپڑے ایک پتھر پر رکھ دیئے۔ پتھر آپ کے کپڑے لے کر بھاگ اٹھا ۴۔ موسیٰ علیہ

marfat.com

يَقُوْلُ ثَوْبِيْ يَا حَجَرُ ثَوْبِيْ يَا حَجَرُ حَتّٰى انْتَهٰى إِلٰى مَلَاٍ مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ فَرَاَوْهُ عُرْيَانًا أَحْسَنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ وَقَالُوْا وَاللّٰهِ مَا بِمُوْسٰى مِنْ بَأْسٍ وَ أَخَذَ ثَوْبَهُ وَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا فَوَاللّٰهِ إِنَّ بِالْحَجَرِ لَنَدَبًا مِنْ أَثَرِ ضَرْبِهِ ثَلٰثًا أَوْ أَرْبَعًا أَوْ خَمْسًا۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

السلام اس کے پیچھے یہ کہتے دوڑے اے پتھر میرے کپڑے اے پتھر میرے کپڑے ۵۔ حتی کہ اسرائیلیوں کی ایک جماعت تک پہنچ گئے انہوں نے آپ کو برہنہ دیکھا ۶۔ کہ آپ اللہ کی مخلوق میں سب سے بہتر ہیں۔ وہ بولے اللہ کی قسم موسیٰ علیہ السلام میں کوئی خرابی نہیں ۷۔ اپنے کپڑے لئے اور پتھر کو مارنے لگے۔ رب کی قسم آپ کے مارنے سے پتھر میں تین چار یا پانچ نشانات ہیں ۸۔ (مسلم بخاری)

(۵۴۵۴) ۱۔ بنی اسرائیل سب کے سامنے ننگے نہایا کرتے تھے۔ مگر موسیٰ علیہ السلام غسل خانہ میں پردہ سے نہاتے تھے اس حیاء پر بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کو خفیہ بیماری کی تہمت لگادی۔ معلوم ہوا کہ پردہ اور شرم سنت انبیاء ہے۔ بے شرمی بے حیائی طریقہ کفار ہے اس سے موجودہ فیشن پرست سبق لیں۔ ۲۔ یعنی آپ اپنے اس عیب کو چھپانے کے لئے چھپ کر نہاتے ہیں اگر بے عیب ہیں تو ہماری طرح سب کے سامنے ننگے کیوں نہیں نہاتے۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ حضرات انبیاء کرام اس قسم کی بیماریوں اور نفرت آور مرضوں سے محفوظ رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی عزت کا حافظ ہوتا ہے ۴۔ حدیث بالکل ظاہر پر ہے کسی تاویل کی ضرورت نہیں۔ آج لوہے سلور کے انجن مشین کی وجہ سے دوڑتے ہیں۔ بلکہ پوری ریل کو دوڑاتے پھرتے ہیں اگر بہ حکم الٰہی پتھر میں حرکت پیدا ہو جائے تو کیا بعید ہے۔ جب بھلا لوہے کو دوڑا سکتی ہے تو حکم الٰہی بھی پتھر کو دوڑا سکتا ہے آپ کی لاٹھی سانپ بن کر دوڑتی کھاتی پیتی تھی۔ خیال رہے کہ ضرورۃً غسل خانہ میں ننگے ہو کر نہانا جائز ہے آپ کے پاس اس وقت کوئی تہبند وغیرہ ہو گا نہیں آپ کے اس عمل شریف میں رب تعالیٰ کی وہ حکمت تھی جس کا ذکر آگے آرہا ہے۔ پیغمبر کا ہر فعل رب کی طرف سے ہوتا ہے۔ ۵۔ درخت پتھر وغیرہ لوگوں کی خصوصاً انبیاء کرام کی باتیں سنتے سمجھتے ہیں۔ لہٰذا آپ کا اسے پکارنا بالکل درست تھا رب تعالیٰ آسمان و زمین کو بلکہ پہاڑوں کو پکارتا ہے۔ **یا جبال اوبی معه** حضرت خلیل نے ذبح شدہ جانوروں کو پکارا لہٰذا اس پکار پر کوئی اعتراض نہیں ۶۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی پیغمبر سے لوگوں کے طعن دفع فرماتا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے دامن سے داغ غلامی دفع کرنے کیلئے سات سال کی قحط سالی بھیجی۔ تمام قحط زدہ لوگ اپنا سب کچھ آپ کے ہاتھ فروخت کر کے خود آپ کے ہاتھ فروخت ہو گئے غلہ کی عوض اور آپ کے غلام بن گئے اسی طرح رب نے اپنے کلیم کے دامن سے لوگوں کے اس الزام کا دھبہ دھویا۔ اس وقت ننگا سامنے آنا عرف میں کوئی عیب نہ تھا دینی ضرورت کی وجہ سے شرعاً بھی ممنوع نہ رہا۔ آج ضرورۃً ڈاکٹر حکیم کے سامنے ننگے ہونا پڑتا ہے۔ بعض دفعہ ننگا کر کے تلاشی لی جاتی ہے۔ جب حفاظت جان کے لئے ننگا ہونا جائز ہے تو وہاں لوگوں کی حفاظت ایمان کے لئے آپ کو ننگا دکھا دینا بھی جائز تھا۔ لہٰذا حدیث شریف پر کوئی اعتراض نہیں کہ رب نے نبی کو برہنہ کیوں دکھایا۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ نبی ایسی بیماریوں سے محفوظ رہتے ہیں۔ اسی طرح گھنونی گندی بیماریاں انہیں نہیں ہوتیں نامردی گونگا بہرا پن برص جذام نبی کو نہیں ہو سکتے۔ ۸۔ آپ کا پتھر کو مارنا جوش میں واقع ہوا جیسے آپ نے اپنی قوم کی بچھڑا پرستی دیکھ کر توریت کی تختیاں گرادیں۔ لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں۔ کہ پتھر کو مارنا عقلمند آدمی کا کام نہیں، عقل اور جوش اور محبت میں بڑا فرق ہے۔

marfat.com

لوگ عشق کے جوش میں محبوب کا لباس چومتے ہیں۔ اس فرمان عالی سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پتھر حضور انور کے زمانہ میں موجود تھا اور حضور نے اسے دیکھا تھا۔ ندب کے معنی ہیں زخم کا اثر۔ یہاں مراد ہے پتھر میں گڑھے جو لاٹھی سے پڑے پھر اسی پتھر سے مقام تیہ میں پانی کے بارہ چشمے جاری ہوئے جسے بنی اسرائیل تیس چالیس سال پیتے رہے۔ خیال رہے کہ پتھر کا بھاگنا اور آپ کی مار سے اس میں اثر ہونا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات ہیں (مرقات)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا اَيُّوْبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا خَرَّ عَلَيْهِ جَرَادٌ مِّنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ اَيُّوْبُ يَحْتَثِيْ فِيْ ثَوْبِهٖ فَنَادَاهُ رَبُّهٗ يَا اَيُّوْبُ اَلَمْ اَكُنْ اَغْنَيْتُكَ عَمَّا تَرٰى قَالَ بَلٰى وَعِزَّتِكَ وَلٰكِنْ لَا غِنٰى بِيْ عَنْ بَرَكَتِكَ۔
(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۴۵۵) روایت ہے انہی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جبکہ ایوب علیہ السلام برہنہ غسل کر رہے تھے ۱؎ کہ آپ پر سونے کی ٹڈیاں گریں۔ ۲؎ آپ اپنے کپڑے میں انہیں سمیٹنے لگے ۳؎ انہیں ان کے رب نے ندا فرمائی کہ اے ایوب کیا میں تم کو تمہیں اس دیکھی چیز سے بے نیاز نہیں کر دیا ہے ۴؎ عرض کیا ہاں تیری عزت کی قسم لیکن مجھے تیری برکت سے بے نیازی نہیں ۵؎۔ (بخاری)

(۵۴۵۵) ۱؎ یہ واقعہ حضرت ایوب علیہ السلام کے مرض سے شفا پا جانے کے بعد کا ہے۔ غسل خانہ میں تنہائی کی حالت میں ننگا نہانا جائز ہے اگر وہاں بھی تہبند سے نہایا جائے افضل ہے۔ ۲؎ جراد اسم جنس ہے مراد بہت ٹڈیاں ہیں۔ جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہو رہا ہے یہ بارش قدرتی تھی رب تعالیٰ کے فضل و کرم سے آج بعض دفعہ بارش کے ساتھ ہیرے موتی برستے ہیں لہٰذا جانوروں کا برسنا ناممکن نہیں۔ ۳؎ یعنی آپ اسی طرح برہنہ بدن غسل خانہ سے نکل کر اپنے تہبند شریف میں یہ ٹڈیاں جمع فرمانے لگے۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ آسمان سے برسی ہوئی چیز جنگل کی خودرو جڑی بوٹیاں وہاں کے شکار کے جانور کسی کی ملکیت نہیں جس کا جی چاہے لے لے حتیٰ کہ اگر قرینہ سے معلوم ہو کہ یہ چیز ہم کو دی گئی ہے اسے بھی لے لینا جائز ہے جیسے برادران یوسف علیہ السلام نے اپنے سامان میں واپس کی ہوئی قیمت دیکھ کر بولے **هذه بضاعتنا ردت الينا** دوسرے یہ کہ جائز مال کی حرص بری نہیں بلکہ اچھی ہے۔ جبکہ حلال ذریعہ سے حاصل ہو اور غفلت پیدا نہ کرے۔ دیکھو مرقات یہ ہی مقام۔ ۴؎ آپ کی بیماری کے بعد رب تعالیٰ نے آپ کی بیوی صاحبہ رحمت کو جوانی، صحت بخشی، اولاد بہت عطا کی مال اندازے سے بھی زیادہ عطا فرمایا۔ اس فرمان عالی میں اس طرف اشارہ ہے۔ ۴؎ سبحان اللہ کیسا پیارا جواب ہے۔ یعنی میں بہت مالدار ہو کر بھی تیری عطا سے بے نیاز نہیں۔ تیری عطا بھاگ کر دوڑ کر قبول کروں گا۔ اس میں رب کی نعمت کی قدردانی اور اس کا شکریہ ہے۔ غرضیکہ حرص نفسانی اور چیز ہے یہ حرص کچھ اور چیز ہے یہ حرص نفسانی نہ تھی ہمیشہ اپنے کو رب کا محتاج جانو۔

وَعَنْهُ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَرَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ الْمُسْلِمُ وَالَّذِيْ اصْطَفٰى مُحَمَّدًا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ فَقَالَ الْيَهُوْدِيُّ وَالَّذِيْ اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَى الْعٰلَمِيْنَ فَرَفَعَ

(۵۴۵۶) روایت ہے انہی سے فرماتے ہیں کہ ایک مسلمان اور ایک یہودی آپس میں جھگڑا کر پڑے۔ مسلمان بولا اسکی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہان پر چن لیا۔ تو یہودی بولا اس کی قسم! جس نے موسیٰ علیہ السلام کو سارے جہانوں پر چن لیا۔ اس پر

marfat.com

اَلْمُسْلِمُ يَدَهٗ عِنْدَ ذٰلِكَ فَلَطَمَ وَجْهَ الْيَهُوْدِيِّ فَذَهَبَ الْيَهُوْدِيُّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ بِمَا كَانَ مِنْ اَمْرِهٖ وَاَمْرِ الْمُسْلِمِ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمَ فَسَاَلَهٗ عَنْ ذٰلِكَ فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُخَيِّرُوْنِيْ عَلٰى مُوْسٰى فَاِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَصْعَقُ مَعَهُمْ فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ يُفِيْقُ فَاِذَا مُوْسٰى بَاطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ فَلَا اَدْرِيْ كَانَ فِيْمَنْ صَعِقَ فَاَفَاقَ قَبْلِيْ اَوْ كَانَ فِيْمَنِ اسْتَثْنَى اللّٰهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَلَا اَدْرِيْ اَحُوْسِبَ بِصَعْقَةِ يَوْمِ الطُّوْرِ اَوْ بُعِثَ قَبْلِيْ وَلَا اَقُوْلُ اِنَّ اَحَدًا اَفْضَلُ مِنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ لَا تُخَيِّرُوْا بَيْنَ الْاَنْبِيَآءِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ لَا تُفَضِّلُوْا بَيْنَ اَنْبِيَآءِ اللّٰهِ تَعَالٰى۔

مسلمان نے ہاتھ اٹھا کر یہودی کے منہ پر طمانچہ مار دیا۔ یہودی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا اور مسلمان کا جو واقعہ ہوا تھا حضور کو اس کی خبر دی ۲۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کو بلایا اور اس کے متعلق اس سے پوچھا اور اس نے حضور کو یہ خبر دی ۳۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے موسیٰ علیہ السلام پر فضیلت نہ دو ۴۔ کیونکہ قیامت کے دن لوگ بیہوش ہوں گے میں بھی ان کے ساتھ بیہوش ہوں گا ۵۔ تو سب سے پہلے ہوش میں آنیوالا میں ہوں گا۔ اچانک موسیٰ علیہ السلام عرش کا کنارہ پکڑے ہوں گے ۶۔ میں نہیں جانتا کہ کیا وہ بیہوش ہونیوالوں میں تھے مجھ سے پہلے ہوش میں آگئے یا ان میں سے ہیں جنہیں اللہ نے مستثنیٰ فرمایا ۷۔ اور ایک روایت میں ہے میں نہیں جانتا کہ کیا طور کی بیہوشی حساب میں لگائی گئی ۸۔ یا وہ مجھ سے پہلے اٹھائے گئے اور میں نہیں کہتا کہ کوئی بھی یونس ابن متی علیہ السلام سے افضل ہے ۹۔ اور حضرت ابو سعید کی روایت میں فرمایا انبیاء کرام میں بزرگی نہ دو (مسلم بخاری) اور حضرت ابو ہریرہ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبیوں میں بزرگی نہ دو ۱۰۔

(۵۴۵۶) ۱۔ موسیٰ اپنے زمانہ میں سب سے افضل تھے مگر چونکہ یہودی نے یہ قید نہ لگائی بلکہ مطلقاً عالمین کہا اس لئے مسلمان نے اسے مارا ۲۔ اس نے کہا مجھ پر فلاں مسلمان نے ظلم کیا کہ بلاقصور مارا غالباً قصاص مانگتا ہوگا۔ حالانکہ قصور یہودی کا تھا کہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی تھی۔ اس لئے حضور انور نے اس کا قصاص نہ دلوایا یہ ضرور خیال رہے۔ آج بعض مسلمان حضور کے گستاخ ہندوؤں کو قتل کر ڈالتے ہیں۔ مسلمان اپنے محبوب کی بے ادبی برداشت نہیں کرتا۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ مدعی علیہ کا بیان لے کر فیصلہ کیا جاوے مگر یہ حکم عام فیصلوں کے لئے ہے۔ فتویٰ صرف بیان پر ہوتا ہے بعض صورتوں میں یہ فیصلہ یک طرفہ بیان پر دیا جاتا ہے جیسے قضا علی الغائب حضور انور نے صرف بی بی ہندہ کا بیان سن کر ابو سفیان کے متعلق فتویٰ دے دیا کہ بقدر ضرورت ان کا مال ان سے بغیر پوچھے خرچ کر لیا کرو۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے دو حاضرین میں سے ایک کا بیان لے کر فرمایا کہ ننانوے دنبیوں والا تجھ پر زیادتی کرتا ہے کہ تیری ایک دنبی بھی لینا چاہتا ہے۔ خیال رہے کہ حضور انور نے مسلمان سے اس یہودی کو نہ قصاص دلوایا نہ معافی منگوائی۔ کیونکہ قصور یہودی کا تھا کہ اس نے حضور انور کی توہین کی وہ بھی مسلمان کے سامنے یہ بات خیال رہے۔ ۴۔ یعنی مجھے دوسرے نبیوں پر ایسی بزرگی نہ دو جس سے دوسرے نبی کی توہین ہو جاوے یا جس سے لڑائی جھگڑے کی نوبت آئے یا نفس نبوت میں ترجیح نہ دو کہ کسی کو اصلی نبی مانو، کسی کو ظلی، بروزی، عارضی نبی لہٰذا یہ حدیث نہ تو اس آیت کے

marfat.com

خلاف ہے کہ **تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض** اور نہ اس حدیث کے خلاف کہ **انا سید ولد آدم** یا اپنی طرف سے گھڑ کر مسائل بیان نہ کرو۔ جو افضلیت قرآن یا حدیث سے ثابت ہو وہ بیان کرو۔ لہٰذا حدیث واضح ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سید الاولین والا آخرین ہیں۔ ۵۔ قوی تر یہ ہے کہ یہ نفخ صور وہ نہیں ہے جس سے لوگ زندہ کئے جائیں گے اس وقت تو سب سے پہلے حضور انور ہی زندہ ہوں گے فرماتے ہیں **انا اول من تنشق عنہ الارض** بلکہ یہ صور کا پہلا نفخہ ہے جس سے زندہ لوگ مرجائیں گے اور وفات یافتہ لوگ بیہوش ہو جائیں گے بعد میں ہوش میں آئیں گے۔ یا سب کے زندہ ہو چکنے کے بعد صور تیسری بار پھونکا جاوے گا۔ جس سے سب لوگ بے ہوش ہو جائیں گے۔ یہاں وہ واقعہ بیان ہو رہا ہے (اشعۃ اللمعات) رب فرماتا ہے۔ **ونفخ فی الصور فصعق من فی السموت ومن فی الارض الا ماشاء اللہ** ۶۔ یعنی موسیٰ علیہ السلام مجھ سے پہلے کھڑے ہوئے عرش کا کنارہ پکڑے ہوں گے۔ خیال رہے کہ یہ موسیٰ علیہ السلام کی حضور انور پر جزوی فضیلت ہے جو کلی فضیلت کے خلاف نہیں جیسے حضرت آدم کا مسجود ملئکہ اور ابو البشر ہونا یا عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر ولد پیدا ہونا۔ **کلیتہ** حضور انور ہی تمام انبیاء علیہم السلام افضل ہیں۔ ۷۔ یعنی اس نفخہ میں سب لوگ بیہوش نہ ہوں گے۔ بعض مستثنیٰ بھی رہیں گے۔ جسے رب نے فرمایا **الا ماشاء اللہ۔ واللہ اعلم**۔ وہ ان مستثنیٰ لوگوں میں سے ہیں یا مجھ سے پہلے ہوش میں آگئے۔ ۸۔ یعنی موسیٰ علیہ السلام طور پر تجلی الٰہی دیکھ کر بیہوش ہو چکے ہیں۔ **فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا وخر موسیٰ صعقا** غالباً وہ بیہوشی حساب میں لگائی گئی۔ آج بیہوشی سے محفوظ رہے۔ خیال رہے کہ **لا ادری** میں علم عطاالٰہی کی نفی نہیں بلکہ علم بالدلائل کی نفی ہے درایت عقلی علم کو کہتے ہیں۔ اور یہاں اس کا مقصد ہے۔ عدم اعلام (نہ بتانا) جیسے **لا ادری ما یفعل بی ولا بکم** میں نہیں جانتا کہ قیامت میں تمہارے ساتھ کیا ہوگا اور میرے ساتھ کیا ہوگا وہاں بھی درایت کی نفی ہے علم کی نفی نہیں۔ ۹۔ متی یونس علیہ السلام کی والدہ کا نام شریف ہے۔ بعض نے فرمایا کہ آپ کے والد کا نام ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام نبی ہیں مگر اولوالعزم نبی رب فرماتا ہے۔ **ولا تکن کصاحب الحوت** اس لئے خصوصیت سے حضور انور نے ان کا نام شریف لیا یہاں بزرگی نہ دینے کے وہ ہی معانی ہیں جو ابھی عرض کئے گئے یعنی اصل نبوت میں فضیلت دینا کہ یہ کفر ہے **لا نفرق بین احد من رسلہ** یا اپنی طرف سے گھڑ کر فضیلت دینا کہ یہ حرام ہے یا اس طرح فضیلت دینا کہ دوسرے نبی کی توہین ہو جاوے کسی شخص نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے سامنے یہ شعر پڑھا۔ ع

شان یوسف جو دبی وہ بھی یہاں آ کے دبی

آپ نے فرمایا یہ کفر ہے۔ اس طرح کہو شان یوسف جو بڑھی وہ بھی اس در سے بڑھی۔ سبحان اللہ کیسی پیاری اصلاح ہے۔ ۱۰۔ اس کے مطلب بھی وہ ہی ہیں جو ابھی عرض کئے گئے کہ کسی نبی کی ایسی فضیلت بیان کرنا جس سے دوسرے نبی کی توہین ہو یہ سخت جرم ہے جس کی مثال اس شعر میں ہے۔ شعر:۔

☆ چہارم چرخ ہی پر رہ گئے بس حضرت عیسیٰ ☆ مگر عرش بریں پر جا کے محبوب خدا ٹھہرے ☆

یہ حرام ہے کہ بس رہ گئے کہنا نبی کی توہین ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا یَنْبَغِیْ لِعَبْدٍ اَنْ یَّقُوْلَ

(۵۴۵۷) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بندے کو لائق نہیں ہے کہ

marfat.com

اِنِّیْ خَیْرٌ مِّنْ یُّوْنُسَ بْنِ مَتّٰی (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) وَ فِیْ رِوَایَۃٍ لِّلْبُخَارِیِّ قَالَ مَنْ قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْ یُّوْنُسَ بْنِ مَتّٰی فَقَدْ کَذَبَ۔

میں یونس ابن متی سے افضل ہوں ا۔ (مسلم بخاری) اور بخاری کی روایت میں ہے کہ فرمایا جو کہے کہ میں یونس ابن متی علیہ السلام سے افضل ہوں وہ جھوٹ بولا ۲۔

(۵۴۵۷) ا۔ یعنی کوئی اپنے کو حضرت یونس علیہ السلام سے افضل نہ کہے کیونکہ کوئی ولی خواہ کسی درجے کا ہو نبی کی گرد قدم کو نہیں پہنچ سکتا۔ نبی کی شان تو بڑی ہے تمام جہان کے اولیاء مل کر صحابی کے درجہ کو نہیں پہنچتے اور اگر میں سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو اس کے مطلب وہ ہی ہیں جو ابھی عرض کئے گئے۔ ۲۔ کیونکہ یونس علیہ السلام نبی ہیں اور تو نبی نہیں۔ پھر اپنے کو ان سے افضل کیسے کہتا ہے۔ اس سے وہابی عبرت پکڑیں جو کہتے ہیں کہ کبھی امتی بظاہر نبی سے بڑھ جاتے ہیں۔

وَعَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْغُلَامَ الَّذِیْ قَتَلَ الْخَضِرُ طُبِعَ کَافِرًا لَوْ عَاشَ لَاَرْھَقَ اَبَوَیْہِ طُغْیَانًا وَّکُفْرًا۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

(۵۴۵۸) روایت ہے حضرت ابی ابن کعب سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ لڑکا جسے خضر علیہ السلام نے قتل کیا ا۔ وہ کافر پیدا ہوا تھا۔ اگر وہ زندہ رہتا تو اپنے ماں باپ کو سرکشی اور کفر سے سرکش کر دیتا ۲۔ (مسلم بخاری)

(۵۴۵۸) ا۔ خضر خ کے فتحہ ض کے کسرہ سے۔ معنی ہرے بھرے آپ کا نام عباس یا بلیا ابن ملکان ہے۔ آپ نوح علیہ السلام کے ساتویں پشت میں ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں موجود تھے۔ آپ کا مقام سمندر ہے۔ الیاس علیہ السلام کا مقام خشکی قیامت تک زندہ رہیں گے۔ بزرگوں سے ملاقات کرتے ہیں۔ حضور غوث پاک نے آپ سے فرمایا تھا کہ اسے اسرائیلی ولی محمدی ولی کی بات سنتے جایئے۔ آپ نبی ہیں ہر سال حج کے موقعہ پر آپ اور الیاس علیہ السلام جمع ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے کی حجامت کرتے ہیں۔ اور یہ کلام کرتے ہیں۔ **بسم اللہ ما شاء اللہ لا یسوق الخیر الا اللہ۔ بسم اللہ ماشاء اللہ لا یصرف السوء الا اللہ۔ بسم اللہ ماشاء اللہ ما من نعمتہ فمن اللہ بسم اللہ ماشاء اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔** جو کوئی رات کو سوتے وقت وضو کر کے داہنی کروٹ پر لیٹے اور یہ کلمات پڑھ کر سوئے انشاء اللہ ولی ہو جائے (اشعۃ مرقات) ۲۔ یعنی اس بچہ کی فطرت یہ تھی کہ یہ کفر اختیار کرتا اور کافر گر بنتا لہٰذا یہ فرمان عالی اس حدیث کے خلاف نہیں کہ ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ اس کے ماں باپ مومن تھے وہ اسکی محبت میں خود بھی کافر بن جاتے۔ اس لئے خضر علیہ السلام نے اسے قتل کر دیا۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ خضر علیہ السلام نبی ہیں۔ کیونکہ ولی اپنے الہام سے بے گناہ بچے کو قتل نہیں کر سکتا نبی کر سکتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ نبی بہ اعلام الٰہی لوگوں کی سعادت شقاوت کفر و ایمان سے خبردار ہوتے ہیں۔ یہ علوم خمسہ سے ہے۔ خیال رہے کہ ولی اپنے الہام کی بنا پر کسی کی مدد کر سکتے ہیں۔

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا سُمِّیَ الْخَضِرُ لِاَنَّہٗ جَلَسَ عَلٰی فَرْوَۃٍ بَیْضَاءَ فَاِذَا ھِیَ تَھْتَزُّ مِنْ خَلْفِہٖ خَضْرَاءَ۔ (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

(۵۴۵۹) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا خضر اس لئے نام رکھا گیا کہ آپ سفیدہ زمین پر بیٹھے ا۔ تو اچانک وہ آپ کے پیچھے سے سبزہ سے حرکت کر رہی ہے ۲۔ (بخاری)

marfat.com

(۵۴۵۹) ۱۔ فروہ سفیدہ خشک زمین کو بھی کہتے ہیں اور خشک گھاس کے گٹھے کو بھی یہاں دونوں معنی بن سکتے ہیں۔ بلکہ خشک چمڑہ کو بھی فروہ کہا جاتا ہے۔ یعنی آپ کا نام شریف خضر نہیں۔ نام پاک تو بلیا یا عباس ہے لقب خضر ہے۔ بمعنی سبزہ بخش یا زندگی بخشنے والے خضر صفت مشبہ ہے خضرۃ سے۔ بمعنی سبزی۔ ۲۔ یعنی وہ زمین یا خشک گھاس صرف آپ کے نیچے ہی سے سبز نہ ہوئی بلکہ پیچھے سے بھی سبز ہو گئی۔ پیچھے سے مراد ارد گرد چوطرفہ ہے۔ یعنی آپ کا معجزہ یہ ہوا کہ آپ کی برکت جہاں آپ بیٹھے وہ میدان سرسبز ہو گیا یا کھاری زمین سبزہ سے بھر گئی۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کا فیض صرف انسانوں کو ہی نہیں پہنچتا' بلکہ زمین کو پہنچ جاتا ہے۔ کہ زمین سرسبز اور تبرک بن جاتی ہے' دیکھو حضرت مریم کے ہاتھ شریف لگنے سے کھجور کا خشک ٹنڈ سرسبز ہو کر پھلوں سے لد گیا اور فوراً پھل پختہ بھی ہو گئے رب فرماتا ہے۔ **وھزی الیک بجذع النخلۃ تساقط علیک رطبا جنیا۔** جب بزرگوں کے ہاتھ کی برکت سے خشک زمین سبز اور خشک درخت پھل دار ہو سکتے ہیں تو ان کی نگاہ کی برکت سے ہمارے خشک و غافل دل بھی ہرے بھرے اور زندہ ہو سکتے ہیں۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ مَلَكُ الْمَوْتِ اِلٰى مُوْسٰى بْنِ عِمْرَانَ فَقَالَ لَهٗ اَجِبْ رَبَّكَ قَالَ فَلَطَمَ مُوْسٰى عَيْنَ مَلَكِ الْمَوْتِ فَفَقَأَهَا قَالَ فَرَجَعَ الْمَلَكُ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى فَقَالَ اِنَّكَ اَرْسَلْتَنِيْ اِلٰى عَبْدٍ لَكَ لَا يُرِيْدُ الْمَوْتَ وَقَدْ فَقَأَ عَيْنِيْ قَالَ فَرَدَّ اللّٰهُ اِلَيْهِ عَيْنَهٗ وَقَالَ ارْجِعْ اِلٰى عَبْدِيْ فَقُلِ الْحَيٰوةَ تُرِيْدُ فَاِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ الْحَيٰوةَ فَضَعْ يَدَكَ عَلٰى مَتْنِ ثَوْرٍ فَمَا تَوَارَتْ يَدُكَ مِنْ شَعْرَةٍ فَاِنَّكَ تَعِيْشُ بِهَا سَنَةً قَالَ ثُمَّ مَهْ قَالَ ثُمَّ تَمُوْتُ قَالَ فَالْاٰنَ مِنْ قَرِيْبٍ رَبِّ اَدْنِنِيْ مِنَ الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمْيَةً بِحَجَرٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَوْ اَنِّيْ عِنْدَهٗ لَاَرَيْتُكُمْ قَبْرَهٗ اِلٰى جَنْبِ الطَّرِيْقِ عِنْدَ الْكَثِيْبِ الْاَحْمَرِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۴۶۰) روایت ہے انہی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حضرت ملک الموت موسیٰ ابن عمران علیہ السلام کے پاس آئے' ان سے کہا کہ اپنے رب کا بلاوا قبول کیجئے ۱۔ فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت کی آنکھ پر طمانچہ مار دیا ۲۔ اسے نابینا کر دیا ۳۔ فرماتے ہیں کہ پھر وہ فرشتہ رب تعالیٰ کی طرف واپس ہوا ۴۔ عرض کیا کہ تو نے مجھے اپنے ایسے بندے کے پاس بھیجا جو مرنا نہیں چاہتا ۵۔ اور اس نے میری آنکھ بیکار کر دی۔ فرماتے ہیں اللہ نے ان کی آنکھ انہیں لوٹا دی اور فرمایا میرے بندے کی طرف لوٹو ۶۔ ان سے کہو کہ آپ زندگی چاہتے ہیں اگر زندگی چاہتے ہوں تو اپنا ہاتھ بیل کی کھال پر رکھئے آپ کا ہاتھ جتنے بالوں کو ڈھکے گا آپ ہر بال کے عوض ایک سال جئیں گے ۷۔ عرض کیا پھر کیا فرمایا پھر آپ وفات پائیں گے ۸۔ عرض کیا تو ابھی قریب ہی ہیں ۹۔ اے میرے رب مجھے مقدس زمین سے ایک پتھر کی پھینک کے قریب کر دیجئے ۱۰۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم اگر میں اس کے پاس ہوتا تو تم کو ان کی قبر شریف راستہ کے کنارہ سرخ ٹیلہ کے پاس دکھاتا ۱۱۔ (مسلم، بخاری)

(۵۴۶۰) ۱۔ یعنی اللہ کا حکم جو آپ کی موت کے متعلق ہے اسے قبول کیجئے اور اپنے کو موت کے لئے پیش کیجئے یہ نبی کی ہی شان ہے۔ ورنہ ملک الموت تو بادشاہوں سے بھی یہ نہیں کہتے آتے ہیں اور جان نکال کر لے جاتے ہیں۔ ۲۔ آپ نے ملک الموت کو

marfat.com

طمانچہ مار ان کو نبی کا ادب سکھانے کے لئے کوئی شخص نبی سے یہ نہ کہے کہ نماز پڑھ لیجئے مسجد میں آیئے تو اس میں ایک طرح کا حکم ہے۔ حضرات انبیاء کرام حاکم ہوتے ہیں۔ کسی بندے کے مامور یا محکوم نہیں ہوتے۔ نیز نبی تو ہر وقت ہی رب کے مطیع ہوتے ہیں۔ ان سے کہنا کہ آپ رب کی اطاعت کریں۔ اس کا شائبہ ہے کہ انہیں غیر مطیع مانا (مرقات) نبی کا ادب یہ تھا کہ ملک الموت عرض کرتے کہ آپ کو یہاں رہنے اور چلنے کا اختیار ہے اگر اجازت ہو تو میں تعمیل ارشاد کروں وہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے موت و حیات کے مختار ہوتے ہیں (مرقات) اس طمانچہ کی اور بہت وجہیں بیان کی گئیں ہیں۔ ۲۔ جب فرشتہ شکل انسانی میں آئے تو اس کو انسانی اعضاء دیئے جاتے ہیں۔ ان کے لئے مختلف شکلیں ایسی ہیں جیسے ہمارے لئے مختلف لباس حضرت ملک الموت کی یہ ہی بشری آنکھ موسیٰ علیہ السلام کے طمانچہ سے بیکار ہوئی ورنہ ملکی آنکھ کسی طمانچہ وغیرہ سے بیکار نہیں ہو سکتی۔ اس سے معلوم ہوا نبی کی طاقت فرشتے کی طاقت سے زیادہ ہوتی ہے اس کی تحقیق مرقات میں اسی جگہ ملاحظہ کرو حضرت عزرائیل کو اس آنکھ نکلنے کا درد نہ ہوا جیسے ہمارے لباس پھٹنے سے درد نہیں ہوتا۔ ۴۔ اسکی واپسی بغیر روح موسوی قبض کئے ہوئے ہوئی معلوم ہوا کہ **ملائکہ** حضرات انبیاء کے تابع فرمان ہوتے ہیں۔ مرضی نہ پائی خالی واپس آ گئے ۵۔ حضرت ملک الموت طمانچہ مارنے کی وجہ سے یہ ہی سمجھے کہ جناب کلیم اللہ کو ابھی دنیا میں قیام پسند ہے اپنے خیال سے یہ عرض کیا۔ ۶۔ رب تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے قصاص نہیں دلوایا۔ کہ استاد سے شاگرد کا والد سے بیٹے کا نبی سے امتی کا قصاص نہیں لیا جاتا۔ بلکہ وہاں تو چھوٹا معافی مانگتا ہے۔ ۷۔ یعنی اے ملک الموت تم ان سے اس طرح عرض کرو۔ انہیں اختیار دو آنے کے لئے صیغہ امر عرض نہ کرو اگر وہ بہت دراز مدت بھی دنیا میں رہنا چاہیں تو منظور ہے یہ ہی وجہ تھی کہ موسیٰ علیہ السلام نے طمانچہ مارا کہ وہ حضرات رب کی طرف سے مختار ہوتے ہیں زندگی و موت ان کی اختیاری ہوتی ہے۔ رب تعالیٰ کے اس فرمان میں حضرت ملک الموت کا جواب ہے کہ انہوں نے عرض کیا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام مرنا نہیں چاہتے۔ اے ملک الموت جا کر دیکھ لو کہ تم کو حضرت موسیٰ نے موت سے بچنے کے لئے مارا ہے یا کسی اور وجہ سے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مقبولوں کی دعا بلکہ ان کی خواہش سے عمریں بڑھ جاتی ہیں آئی قضا ٹل جاتی ہے۔ آفتیں دور ہو جاتی ہیں دیکھو موسیٰ علیہ السلام کی عمر شریف پوری ہو چکی۔ لیکن اگر آپ زندگی چاہتے تو ہزار سال عطا ہو جاتی بلکہ ملک الموت کے اس آنے جانے عرض معروض کرنے کی بقدر قضا ٹلی رہی۔ یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں **اذا جاء اجلھم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون** کہ آیت میں اس کی نفی ہے کہ کوئی بغیر مرضی رب محض اپنی مرضی سے موت آگے پیچھے کر دے اور یہاں اس کا ذکر ہے کہ مقبولوں کی مرضی پر رب تعالیٰ موت آگے پیچھے کر دیتا ہے۔ اس لئے آیۃ کریمہ میں **یستقدمون** اور **یستاخرون** جمع مذکر ارشاد ہوا ۸۔ مگر وہ وفات بھی ہو گی آپ اختیار سے ہیں۔ خیال رہے کہ انبیاء کے لئے بھی موت ضرور ہی آتی ہے۔ مگر وقت موت میں انہیں اختیار ہوتا ہے اور یہ اختیار بھی ہمیشہ کہ جب بھی موت آئے ان کی مرضی سے آئے۔ ۹۔ یعنی مجھے اس گھڑی موت منظور ہے تم کو اس وقت مارنا موت کے خوف سے نہ تھا بلکہ وہ کہلوانے کیلئے تھا۔ جو تم نے اب کہا۔ خلاصہ یہ ہے کہ بلاوے تین طرح کے ہوتے ہیں۔ دعوت خوشی کے لئے بلاوا جسے کہتے ہیں نوید مسرت' دوسرے سمن عدالت میں حاضری کا بلاوا۔ تیسرے وارنٹ گرفتاری۔ کافر کی موت وارنٹ ہے۔ عام مومنوں کی موت سمن ہے۔ حضرات انبیاء کی موت دعوت خوشی یعنی نوید مسرت ہے۔ ملک الموت نے نوید مسرت کو سمن کے طور سے پیش کیا۔ یعنی نوید مسرت کو سمن بنا دیا کہ کہا **اجب ربک** حاضر بارگاہ ہو اس لئے مارا تھا۔ حضرت ملک الموت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جان شریف قبض کرنے کی اجازت چاہی حضور

marfat.com

انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل سے مشورہ کیا۔ غرض جبرئیل نے عرض کیا کہ رب تعالیٰ آپ کا مشتاق ہے چلئے تب اجازت دی تو انہوں نے قبض روح کیا ہے۔ کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں سکھادیا تھا۔ اشعۃ اللمعات میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام جلالی نبی ہیں جب آپ کو غصہ آتا تو سر پر اوڑھی ہوئی ٹوپی جل جاتی تھی۔ (اشعہ و مرقات) وہ غضب کی آگ جلائی دکھائی نہیں جاسکتی تھی نور نار سے نہیں جلتا۔ ۱۰۔ نبی جہاں وفات پاتے ہیں وہاں ہی دفن ہوتے ہیں اس لئے آپ نے فرمایا کہ مجھے میری زندگی شریف میں وہاں پہنچادے جو بیت المقدس سے اتنی دور ہو کہ اگر اس شہر کے کنارہ پر کھڑے ہو کر کوئی کنکر پھینکے تو وہاں پہنچ جاوے چنانچہ آپ کو وہاں ہی پہنچادیا گیا وہاں ہی وفات اور دفن واقع ہوئے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جیسے وقت موت میں نبی کو اختیار دیا جاتا ہے ایسے ہی موت کی جگہ میں انہیں اختیار ملتا ہے۔ جہاں چاہیں وفات پائیں۔ دوسرے یہ کہ بزرگوں کے مزارات کے پاس دفن ہونا اللہ کی بڑی نعمت ہے بیت المقدس میں ستر ہزار انبیاء کے مزارات ہیں۔ فقیر نے زیارت کی ہے ۱۱۔ اب اس جگہ کا نام موسیٰ کلیم اللہ ہے عمان سے بیت المقدس جاتے ہوئے بیت المقدس سے قریب یہ جگہ ہے چھوٹی سی مسجد ہے جس کے داہنے ہاتھ حجرہ میں مزار شریف ہے۔ فقیر نے اس قبر انور اور اس بستی کی زیارت کی ہے وہاں نماز پڑھی ہے دیکھو ہمارا سفر نامہ قبلتین۔

وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُرِضَ عَلَيَّ الْاَنْبِيَآءُ فَاِذَا مُوْسٰى ضَرْبٌ مِّنَ الرِّجَالِ كَاَنَّهٗ مِنْ رِّجَالِ شَنُوْءَةَ وَرَاَيْتُ عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَاَيْتُ بِهٖ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَرَاَيْتُ اِبْرَاهِيْمَ فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَاَيْتُ بِهٖ شَبَهًا صَاحِبُكُمْ يَعْنِيْ نَفْسَهٗ وَرَاَيْتُ جِبْرَئِيْلَ فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَاَيْتُ بِهٖ شَبَهًا دِحْيَةُ بْنُ خَلِيْفَةَ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۴۶۱) روایت ہے حضرت جابر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے انبیاء کرام پیش کئے گئے ۱۔ تو موسیٰ علیہ السلام مردوں میں درمیانہ قد ہیں گویا کہ وہ شنوہ کے مردوں میں سے ہیں ۲۔ اور میں نے عیسیٰ ابن مریم کو دیکھا تو جن کو ہم نے دیکھا ہے۔ ان میں قریب ترین مشابہت والے عروہ ابن مسعود ہیں ۳۔ اور میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو جنہیں میں نے دیکھا ہے ان میں قریب ترین مشابہت والے تمہارے یہ صاحب ہیں۔ یعنی حضور کی ذات شریف ۴۔ اور میں نے جبرئیل کو دیکھا تو جنہیں میں نے دیکھا ان میں قریب ترین مشابہت والا دحیہ ابن خلیفہ ہیں ۵۔ (مسلم)

(۵۴۶۱) ۱۔ یہ واقعہ شب معراج کا ہے کہ بیت المقدس میں بھی اور آسمان پر بھی حضور نے سارے نبیوں سے ملاقات کی رب فرماتا ہے **فلا تکن فی مریة من لقاءہ** ۲۔ شنوءہ یمن میں ایک مشہور قبیلہ ہے۔ جس کے لوگ بہت خوبصورت اور خوش اخلاق ہوتے ہیں موسیٰ علیہ السلام کا حسن صورۃ بتانے کے لئے حضور نے ان کا ذکر فرمایا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر نبی کے مقام ان کی قبور سے بھی خبردار ہیں اور تمام نبیوں سے ملاقات کی ہے۔ انہیں جانتے پہچانتے ہیں۔ ۳۔ بعض شارحین نے سمجھا کہ عروہ بھائی ہیں حضرت عبداللہ ابن مسعود کے یہ غلط ہے یہ مسعود دوسرے ہیں جن کے بیٹے عروہ ہیں۔ آپ صحابی ثقفی ہیں۔ حضور انور طائف کی فتح سے مدینہ منورہ واپس ہوئے تو آپ مدینہ منورہ آکر مسلمان ہوئے پھر اپنی کافر قوم کو اسلام کی دعوت دی آپ نے اپنے گھر کی چھت پر کھڑے ہو کر بہ آواز بلند اذان دینے لگے کسی نے اسی حالت میں آپ کو تیر مارا جس

marfat.com

سے آپ اذان دیتے ہوئے شہید ہوئے۔ حضور انور نے فرمایا کہ یہ اس اسرائیلی مومن کی طرح ہیں جو گزشتہ زمانہ میں اپنی قوم کو تبلیغ کرتے ہوئے شہید کیا گیا تھا (اشعہ) یہ بہت حسین تھے۔ ۴۔ یعنی میں بالکل حضرت ابراہیم کی ہم شکل ہوں جو انہیں دیکھنا چاہے وہ مجھے دیکھ لے۔ حضور سیرت طیبہ طاہرہ میں بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملتے جلتے تھے۔ ۵۔ دحیہ ابن خلیفہ کلبی بڑے مشہور صحابی ہیں بہت ہی حسین و جمیل تھے۔ اکثر جبریل امین آپ کی شکل میں حاضر ہوتے تھے۔ حضرات صحابہ سمجھتے تھے کہ دحیہ کلبی آئے جبریل جب شکل انسانی میں آئے تو اس شکل میں آئے تھے۔ ان کی اپنی شکل و صورت تو ایسی ہے کہ کسی میں ان کے دیکھنے کی تاب نہیں حضور انور نے صرف دوبار آپ کو اصلی شکل میں دیکھا جیسا کہ روایات میں ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي مُوسٰى رَجُلًا آدَمَ مُطَوَّلًا جَعْدًا كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَةَ وَرَأَيْتُ عِيْسٰى رَجُلًا مَرْبُوْعَ الْخَلْقِ إِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ سَبْطَ الرَّأْسِ وَأَيْتُ مَالِكًا خَازِنَ النَّارِ وَالدَّجَّالَ فِيْ آيَاتٍ أَرَاهُنَّ اللّٰهُ إِيَّاهُ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَائِهٖ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۴۶۲) روایت ہے حضرت ابن عباس سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرماتے ہیں میں نے اس رات جس میں مجھے سیر کرائی گئی موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا گندمی رنگ والے دراز قد گھونگھر والے بال گویا وہ شنوءہ کے آدمیوں میں سے ہیں ۱۔ اور میں نے حضرت عیسیٰ کو دیکھا درمیانہ قد سرخی سفیدی کی طرف مائل' سیدھے بال والے ۲۔ میں نے آگ کے خزانچی مالک کو دیکھا اور دجال کو دیکھا ۳۔ ان نشانیوں میں جو اللہ نے حضور کو دکھائیں ۴۔ تو آپ کو ان کی ملاقات میں شک میں نہ ہو ۵۔ (مسلم بخاری)

(۵۴۶۲) ۱۔ طوالا حرف ط کے پیش سے طویل کا مبالغہ ہے جیسے عجاب عجیب کا مبالغہ اور طوالا حرف ط کے کسرہ سے طویل کی جمع ہے۔ جیسے کریم کی جمع کرام آپ دراز قد چھریرے بدن گھونگریالے والے بال ہیں (مرقات) بعض شارحین نے فرمایا کہ یہاں جعد سے گھونگر والے بال مراد نہیں کیونکہ دوسرے روایت میں سبط الشعر یعنی سیدھے بال والے بھی آیا ہے بلکہ جعد بمعنی پہلوان بھرے جسم والا مراد ہے۔ جعد بال کی صفت بھی آتی ہے اور جسم کی صفت بھی (اشعہ) ۲۔ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ معراج میں حضور انور نے سارے نبیوں کو اجمالاً نہیں دیکھا۔ جیسے واعظ حاضرین جلسہ پر طائرانہ نظر سے اجمالاً دیکھ لیتا ہے۔ بلکہ تفصیل وار دیکھا۔ ہر ایک کو پہچان لیا۔ ان کی شکل و شباہت حضور انور کو یاد رہی اس لئے تو ان کی شکلیں بتا رہے ہیں ہم میلاد شریف میں حضور کا حلیہ شریف بیان کرتے اور سنتے ہیں اس کی اصل یہ حدیث بھی ہو سکتی ہے۔ ۳۔ خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات گزشتہ انبیاء کرام بھی دکھائے ان سے ملاقات کلام سلام بھی کرائے اور موجودہ فرشتے مالک دوزخ وغیرہم بھی دکھائے ان سے کلام کرائے اور آئندہ پیدا ہونے والے لوگ دجال وغیرہ بھی دکھائے۔ حضور کا علم بلکہ حضور کی نظر ماضی' حال' مستقبل سب کو ملاحظہ فرما چکی ہے۔ ۴۔ غالباً یہ قول فی آیات الخ حضرت ابن عباس کا ہے۔ یعنی قرآن کریم میں جو ہے **لقد رای من آیات ربه الکبری** اسی آیات سے مراد یہ ہی نشان قدرت ہیں۔ اگلوں پچھلوں سے ملاقات بعض شارحین نے فرمایا کہ فی آیات کا تعلق دجال سے ہے۔ یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کو مع اس کے ان شعبدوں کے ملاحظہ فرمایا جو وہ قریب قیامت ظاہر ہو کر لوگوں کو دکھائے گا۔ بارش برسانا۔ مردے جلانا وغیرہ اسکی اور بہت تو جیہیں کی گئی

marfat.com

ہیں۔۵۔ **فی القائہ** میں کا مرجع حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ آیت کریمہ یہ ہے۔ **ولقد اتینا موسی الکتاب فلا تکن فی مریة من لقاءہ** یعنی اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات میں کچھ تردد نہ کریں وہ خواب و خیال نہ تھا بلکہ واقعی حقیقی چیز تھی۔ یا اے قرآن خوان مسلمان حضور کی موسیٰ علیہ السلام سے جو ملاقات ہوئی اس میں تو کچھ شک نہ کر وہ بالکل صحیح یقینی چیز ہے معلوم ہوا مقبولان بارگاہ بعد وفات زندہ ہوتے ایک دوسرے زندوں مردوں سے ملاقاتیں کرتے ہیں۔ سوال جواب کرتے ہیں فرماتا ہے۔ **واسئل من ارسلنا قبلک من رسلنا اجعلنا من بون الرحمٰن الھة یعبدون** یہ آیات حفظ کرلینی چاہیے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْلَةَ اُسْرِیَ بِیْ لَقِیْتُ مُوْسٰی فَنَعَتَهٗ فَاِذَا رَجُلٌ مُضْطَرِبٌ رَجُلُ الشَّعْرِ كَاَنَّهٗ مِنْ رِّجَالِ شَنُوْءَةَ وَلَقِیْتُ عِیْسٰی رَبْعَةً اَحْمَرَ كَاَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِیْمَاسٍ یَعْنِی الْحَمَّامَ وَرَاَیْتُ اِبْرٰهِیْمَ وَاَنَا اَشْبَهُ وَلَدِهٖ بِهٖ قَالَ فَاُتِیْتُ بِاِنَاءَیْنِ اَحَدُهُمَا لَبَنٌ وَالْاٰخَرُ فِیْهِ خَمْرٌ فَقِیْلَ لِیْ خُذْ اَیَّتَهُمَا شِئْتَ فَاَخَذْتُ اللَّبَنَ فَشَرِبْتُهٗ فَقِیْلَ لِیْ هُدِیْتَ الْفِطْرَةَ اَمَا اِنَّكَ لَوْ اَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ اُمَّتُكَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

(۵۴۶۳) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ملا میں معراج کی رات حضرت موسیٰ سے ۱؎ حضور نے ان کا حلیہ بیان کیا کہ وہ درمیانہ قد آدمی ہیں۔ سیدھے بال والے ۲؎ گویا کہ وہ شنوءہ کے آدمیوں میں سے ہیں۔ اور میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملا درمیانہ قد سرخ رنگ گویا حمام سے نکلے ہیں۔ اور میں نے حضرت ابراہیم کو دیکھا ان کی اولاد میں اس سے زیادہ مشابہ میں ہوں۔ فرماتے ہیں میرے پاس دو برتن لائے گئے جن میں سے ایک میں دودھ تھا دوسرے میں شراب تھی ۳؎ مجھ سے کہا گیا ان میں سے جو آپ چاہیں لیں ۴؎ تو میں نے دودھ اختیار کیا اسے پی لیا تو مجھ سے کہا گیا کہ آپ کو فطرت کی ہدایت دی گئی ۴؎ اگر شراب اختیار کرتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی ۵۔ (مسلم بخاری)

(۵۴۶۳) ۱؎ معراج میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے موسیٰ علیہ السلام سے تین بار ملاقات کی انہیں قبر میں نماز پڑھتے دیکھا۔ پھر بیت المقدس میں انہیں نماز پڑھائی۔ پھر عرش پر جاتے ہوئے چھٹے آسمان پر پھر عرش سے واپسی میں نمازیں کم کرانے کے لئے آٹھ بار اس لئے خصوصیت سے موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کا ذکر اہتمام سے کیا گیا ورنہ سارے نبیوں سے اس شب ملاقات ہوئی ہے۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیے۔ ابھی گزشتہ حدیث میں جعد آیا تھا وہاں جعد کے معنی ہیں پہلوانوں کا سا بھرا ہوا جسم لہٰذا یہ حدیث گزشتہ کے خلاف نہیں اور اگر وہاں جعد کے معنی ہوں گھونگھر والے بال تو اس فرمان عالی کا مطلب یہ ہوگا کہ سارے بال سیدھے کناروں پر قدرے خم دار جسے کہتے ہیں چھلے والے بال لہٰذا دونوں حدیثیں درست ہیں۔ ۲؎ خیال رہے کہ 'فیہ خمر' فرما کر بتایا گیا کہ شراب اس برتن میں تھوڑی سی تھی اور احد ہمالبن' فرما کر بتایا کہ دودھ برتن میں بہت زیادہ تھا گویا خود برتن دودھ بن گیا تھا۔ دنیا کی ہدایت اور ایمان و اعمال دودھ کی شکل میں پیش ہوئے اور یہاں کی بدعقیدگی بداعمالیاں شراب کی صورت میں دکھائی گئیں۔ یہاں کے اعمال وہاں اجسام ہیں۔ ۳؎ یہ اختیار دینا فرشتوں کو دکھانے کے لئے تھا کہ اللہ تعالیٰ حضور کی امت کو حضور کی برکت سے محفوظ

marfat.com

رکھے گا (از مرقات) ۴۔ چونکہ بچہ پیدا ہو کر پہلی غذا دودھ حاصل کرتا ہے۔ اس لئے فطرت دودھ کی شکل میں دکھائی گئی اور شراب انسان کی شکل بگاڑ کر صدہا بد عملیاں بد عقیدگیاں اس سے کرا دیتی ہے اس لئے گمراہی سرکشی شراب کی شکل میں دکھائی گئی جیسے خواب میں ہم رسموں اور آفتوں کو مختلف **شکلوں** میں دیکھ لیتے ہیں شاہ مصر نے قحط سالیوں کو خشک بالیوں دبلی گایوں کی شکل میں دیکھا اسی طرح حضرات انبیاء کرام آئندہ واقعات کو مختلف **شکلوں** میں ملاحظہ کرتے ہیں۔ ۵۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نبی کے عمل کا امت پر اثر پڑتا ہے کہ شراب آپ اختیار فرماتے اور گمراہ ہوتی امت۔ دوسرے یہ کہ تاقیامت انشاء اللہ سارے مسلمان کبھی گمراہ نہ ہوں گے۔ ان میں ایک جماعت ضرور حق پر رہے گی اور وہ ہی جماعت سب پر غالب رہے گی تعداد اس کی زیادہ ہو گی حضور فرماتے ہیں **اتبعوا السواد الاعظم** بڑے گروہ ہی کی پیروی کرو۔ الحمد للہ اہل سنت والجماعت اب ہمیشہ سب پر غالب ہیں اور اسی بلکہ نوے فی صد یہ ہی ہیں تیسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رب تعالیٰ کی طرف سے موید ہیں کوئی کام غلط آپ تک پہنچتا ہی نہیں دیکھو حضور انور نے اللہ کی توفیق سے دودھ ہی اختیار کیا۔ جو کوئی خواب میں دودھ پیئے انشاء اللہ وہ ہدایت پر رہے گا اور اسے خیر کی توفیق ملے گی اس تعبیر کا ماخذ یہ حدیث ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَمَرَرْنَا بِوَادٍ فَقَالَ اَيُّ وَادٍ هٰذَا فَقَالُوْا وَادِي الْاَزْرَقِ قَالَ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى مُوْسٰى فَذَكَرَ مِنْ لَوْنِهٖ وَشَعْرِهٖ شَيْئًا وَاضِعًا اِصْبَعَيْهِ فِيْ اُذُنَيْهِ لَهٗ جُؤَارٌ اِلَى اللّٰهِ بِالتَّلْبِيَةِ مَارًّا بِهٰذَا الْوَادِيْ قَالَ ثُمَّ سِرْنَا حَتّٰى اَتَيْنَا عَلٰى ثَنِيَّةٍ فَقَالَ اَيُّ ثَنِيَّةٍ هٰذِهٖ قَالُوْا هَرْشٰى اَوْ لِفْتٌ فَقَالَ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى يُوْنُسَ عَلٰى نَاقَةٍ حَمْرَآءَ عَلَيْهِ جُبَّةُ صُوْفٍ خِطَامُ نَاقَتِهٖ خُلْبَةٌ مَارًّا بِهٰذَا الْوَادِيْ مُلَبِّيًا۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۴۶۴) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ اور مدینہ کے درمیان چلے تو ایک جنگل پر گزرے تو آپ نے فرمایا یہ کوئی جنگل ہے لوگوں نے کہا ارزق جنگل ۱۔ فرمایا گویا میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپ نے ان کا رنگ ان کے بال کا کچھ ذکر فرمایا ۲۔ آپ اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں دیئے ہوئے بھی آپ کو اللہ سے قریب ہے ۳۔ تلبیہ میں مشغول ہیں اس جنگل میں گزر رہے ہیں۔ ۴۔ فرماتے ہیں کہ پھر ہم کچھ اور چلے حتیٰ کہ ہم ایک گھاٹی پر پہنچے تو فرمایا۔ یہ کوئی گھاٹی ہے۔ لوگوں نے کہا ہرشی ہے یا کفت ۵۔ تو فرمایا گویا میں یونس علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں ۶۔ جو سرخ اونٹنی پر ہیں۔ آپ پر اونی جبہ ہے۔ آپ کے ناقہ کی مہار کھجور کی چھال کی ہے اسی جنگل میں تلبیہ کہتے گزر رہے ہیں ۷۔ (مسلم)

(۵۴۶۴) ۱۔ وادی ارزق حرمین شریفین کے درمیان ایک جنگل ہے۔ ارزق کے معنی ہیں نیل گوں یا تو وہاں کی زمین نیل گوں ہے یا کسی ایسے آدمی کی طرف منسوب ہے۔ جس کا نام ارزق تھا یا اس کی آنکھیں نیل گوں تھیں یہ گزرا تو حجۃ الوداع کے موقع پر ہوا تھا یا عمرہ قضا کے وقت (مرقات واشعہ) ۲۔ کہ آپ گندمی رنگ ہیں۔ خمار بال شریف جیسا کہ پہلے گزر چکا۔ ۳۔ جوار اور خوار دونوں کے معنی ہیں بچھڑے کی آواز پھر مطلقاً آواز کو کہنے لگے اب محاورہ میں دعا عجز وانکسار کی آواز کو جوار کہتے ہیں۔ وہ ہی یہاں مراد ہے یعنی آپ موذن کی طرح دونوں انگلیاں کانوں میں ڈالے بلند آواز سے تلبیہ کہہ رہے ہیں خیال رہے کہ یہاں کانی زائدہ

marfat.com

ہے جیسے **لا اقسم** میں لا زائدہ ہوتا ہے۔ حضور انور اپنی آنکھوں سے ان حضرات کو ملاحظہ فرما رہے تھے اور ان کا تلبیہ سن رہے تھے۔ ۴۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے بندے بعد وفات دنیا میں گشت کرتے ہیں۔ اچھے مجمعوں میں جاتے ہیں۔ ذاکرین کے ساتھ شرکت کرتے ہیں۔ بزرگوں میں میلاد شریف ختم رمضان شریف میں وفات یافتہ بزرگوں کو دیکھا ہے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی کے ختم رمضان پر لوگوں نے حضرت ابو ہریرہ کو بیداری میں دیکھا انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کل فرمایا تھا کہ ہم عبدالعزیز کے ختم قرآن میں شرکت کرنے دہلی جائیں گے۔ دیکھو فتاوی عزیزیہ کا مقدمہ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں لوگوں نے بیداری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام کو لاہور اور سیالکوٹ کے بارڈر پر مسلمانوں کی مدد فرماتے ہوئے دیکھا۔ ۵۔ ہرشی منزل جحفہ کے قریب' ایک پہاڑ کا نام ہے اسے کفت بھی کہتے تھے راوی کو شک ہے کہ صحابہ کرام نے اس کا نام ہرشی لیا یا کفت اور ہو سکتا ہے کہ ان حضرات نے یہ ہی عرض کیا ہو یعنی اس پہاڑ کے دو نام ہیں ہرشی اور کفت جو چاہیں ہم کہہ لیں ہرشی یا کفت۔ ۶۔ اشعۃ اللمعات میں فرمایا کہ یہاں کافی فرمانا یقین کے اظہار کے لئے ہے یعنی میں انہیں اس طرح یقینی طور پر دیکھ رہا ہوں گویا انہیں ان کی زندگی شریف میں ہی دیکھ رہا ہوں ۷۔ چونکہ یہ حج حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری حج تھا۔ اس لئے آسمانوں اور زمین سے حضرات انبیاء کرام برکت حاصل کرنے کے لئے شریک ہوئے۔ حضور انور نے انہیں ملاحظہ فرمایا اس واقعہ سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضرات انبیاء کرام بہ حیات کامل زندہ ہیں ان کی موت ان کی زندگی کو فنا نہیں کرتی جیسے شہدا کا قتل ان کی زندگی فنا نہیں کرتا۔ دوسرے یہ کہ وہ حضرات جہاں چاہیں جاتے آتے ہیں تیسرے یہ کہ ان کی صرف روح نہیں جاتی بلکہ جسم شریف بھی سیر کرتا ہے چوتھے یہ کہ انہیں اس دنیا کی خبر رہتی ہے۔ کہ آج کہاں کیا ہو رہا ہے۔ دیکھو حضور انور کا حج اس دنیا میں ہوا اور ان حضرات کو اس جہاں میں خبر ہوئی۔ پانچویں یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض حضور کے غلام ان بزرگوں کو دیکھتے ان کی آواز سنتے ہیں۔ ان سے ملاقاتیں کرتے ہیں خیال رہے کہ اونٹنی پر سوار ہونا کانوں میں انگلیاں دینا تلبیہ کہنا جسم کا کام ہے۔ صرف روح کا نہیں اور یہ اونٹنی قدرتی تھی جیسے جبریل امین گھوڑے پر سوار نمودار ہوتے تھے وہ گھوڑا قدرتی ہوتا تھا نہ کہ یہ دنیاوی گھوڑا۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خُفِّفَ عَلٰی دَاوٗدَ الْقُرْاٰنُ کَانَ یَاْمُرُ بِدَوَابِّهٖ فَتُسْرَجُ فَیَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ قَبْلَ اَنْ تُسْرَجَ دَوَابُّهٗ وَلَا یَاْکُلُ اِلَّا مِنْ عَمَلِ یَدَیْهِ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

(۵۴۶۵) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرماتے ہیں کہ داؤد علیہ السلام پر قرآن آسان کیا گیا ۱۔ تو آپ اپنے گھوڑے کا حکم دیتے تھے اس کی زین لگائی جاتی تھی تو آپ گھوڑے کے زین لگائے جانے سے پہلے قرآن پڑھ لیتے تھے ۲۔ اور نہ کھاتے تھے مگر اپنے ہاتھ کے کام سے ۳۔ (بخاری)

(۵۴۶۵) ۱۔ یہاں قرآن لغوی معنی میں ہے۔ یعنی پڑھی ہوئی کتاب اور اس سے مراد زبور شریف ہے۔ رب فرماتا ہے **وقال الرسول یرب ان قومی اتخذو هذا القرآن مهجورا** ۲۔ جیسے طی الارض کرامت یا معجزہ ہے ویسے ہی طی الوقت بھی معجزہ و کرامت ہے کہ تھوڑے وقت میں زیادہ کام ہو جاوے یہ عقل سے وراء چیز ہے۔ معراج میں حضور کے لئے وقت اور جگہ دونوں چیزیں سمیٹ دی گئیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ گھوڑے کی رکاب میں ایک پاؤں رکھتے وقت قرآن مجید شروع کرتے تھے

marfat.com

اور دوسرے قدم رکھتے وقت تک پورا قرآن ختم کر لیتے تھے ایک ایک لفظ صاف صاف سمجھا جا سکتا تھا (مرقات واشعۃ اللمعات) ۳۔ حضرت داؤد علیہ السلام لوہے کا کام کرتے تھے۔ لوہا ان کے لئے نرم کر دیا گیا تھا۔ جس طرح چاہتے اسے موڑ لیتے تھے اس کی اجرت پر گزارہ فرماتے تھے حالانکہ آپ بادشاہ تھے علیہ الصلوۃ والسلام۔

وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَتِ امْرَأَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا جَآءَ الذِّئْبُ فَذَهَبَ بِابْنِ إِحْدٰهُمَا فَقَالَتْ صَاحِبَتُهَا إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ وَقَالَتِ الْأُخْرٰى إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ فَتَحَاكَمَتَا إِلٰى دَاوٗدَ فَقَضٰى بِهِ لِلْكُبْرٰى فَخَرَجَتَا عَلٰى سُلَيْمٰنَ بْنِ دَاوٗدَ فَأَخْبَرَتَاهُ فَقَالَ ائْتُوْنِي بِالسِّكِّيْنِ أَشُقُّهُ بَيْنَكُمَا فَقَالَتِ الصُّغْرٰى لَا تَفْعَلْ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ هُوَ ابْنُهَا فَقَضٰى بِهِ لِلصُّغْرٰى۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۴۶۶) روایت ہے انہی سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں۔ فرمایا دو عورتیں تھیں جن کے ساتھ ان کے بچے تھے۔ بھیڑیا آیا ایک کا بچہ لے گیا۔ اس کی ساتھن بولی کہ بھیڑیا تیرا بچہ لے گیا ہے اور دوسری نے کہا کہ تیرا بچہ لے گیا ہے ۲۔ چنانچہ وہ دونوں داؤد علیہ السلام کے پاس فیصلہ لے گئیں۔ آپ نے بڑی کے حق اسکا فیصلہ کر دیا ۳۔ وہ دونوں حضرت سلیمان ابن داؤد کے پاس گئیں انہیں یہ خبر دی ۴۔ آپ نے فرمایا چھری لاؤ۔ میں تم دونوں کے درمیان بچے کے دو ٹکڑے تقسیم کر دوں ۵۔ تو چھوٹی بولی اللہ آپ پر رحمت کرے یہ نہ کریں یہ اس بڑی کا بچہ ہے ۶۔ تب آپ نے چھوٹی کے حق میں اسکا فیصلہ کر دیا ۷۔ (مسلم بخاری)

(۵۴۶۶) ۱۔ یہ دونوں عورتیں اپنے اپنے لڑکے جنگل میں بٹھال کر کسی کام میں مشغول ہو گئیں کہ یہ حادثہ پیش آگیا اور باقی ماندہ بچہ میں جھگڑا پڑ گیا ۲۔ خلاصہ یہ ہے کہ ان دونوں عورتوں میں سے ہر ایک چاہتی تھی۔ کہ یہ بچہ مجھے ملے ایک تو واقعی ماں تھی دوسری ماں بنی جا رہی تھی۔ ۳۔ بڑی کے حق میں یہ فیصلہ فرمانا اس لئے تھا کہ وہ اس بچہ پر قابض تھی یا اس لئے کہ بچہ اس کی ہم شکل تھا بہرحال یہ فیصلہ حضرت داؤد علیہ السلام کے اجتہاد سے تھا۔ وحی الٰہی سے نہ تھا ورنہ اس کی اپیل نہ ہوتی اور نہ حضرت سلیمان علیہ السلام اس کے خلاف فیصلہ فرماتے۔ معلوم ہوا کہ مجتہد کا اجتہاد برحق ہے اور نبی بھی اجتہاد فرما سکتے ہیں۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ فیصلہ کی اپیل ہو سکتی ہے اور اپیل والا حاکم پہلے حاکم کے خلاف فیصلہ دے سکتا ہے بشرطیکہ پہلا فیصلہ اجتہاد سے ہوا ہو وحی سے نہ ہو وحی کی اپیل ناممکن ہے۔ لہٰذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں **ما كان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضى الله ورسوله امرا ان يكون لهم الخيرة** ۵۔ یعنی اس بچہ کی دو کھانپ کر کے تم دونوں کو ایک ایک دیدوں۔ خیال رہے کہ آپ نے اس بے گناہ بچے کے قتل کا ارادہ نہ فرمایا۔ بلکہ اس کلام سے ان عورتوں کی شفقت و محبت کی آزمائش فرمائی۔ لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ بے قصور کے قتل کا ارادہ کرنا گناہ ہے اور نبی گناہ سے معصوم ہوتے ہیں۔ ۶۔ اس وقت بڑی عورت یا تو خاموش رہی یا کچھ ہلکی تڑپی دکھلاوے کے لئے حقیقی تڑپ اور بناوٹی تڑپ میں فرق ہوتا ہے خیال رہے کہ یہ کلام اقرار کے لئے نہیں بلکہ بے قراری میں تڑپ کے طور پر ہے یعنی آپ اسے قتل نہ کریں اسی کو دے دیں لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ چھوٹی نے بڑی کے لئے اقرار کر لیا۔ پھر آپ نے بڑی کو یہ بچہ نہ دیا۔ اس علامت سے آپ نے پہچان لیا کہ ماں یہ ہی ہے بچہ کی جان بچانے کے لئے کہہ رہی ہے۔ ۷۔ اس واقعہ سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اجتہاد جائز ہے۔ دوسرے یہ کہ کبھی اجتہاد میں غلطی بھی ہو جاتی ہے جیسے

marfat.com

حضرت داؤد علیہ السلام کے اجتہاد میں خطا ہوئی، تیسرے یہ کہ خطا اجتہادی پر پکڑ اور مواخذہ نہیں ہوتا۔ دیکھو حضرت داؤد علیہ السلام کا فیصلہ ٹوٹ تو گیا مگر ان سے رب نے پوچھ گچھ نہ کی چوتھے یہ کہ کبھی افضل کے مقابلے میں مفضول کا فیصلہ قوی اور قابل عمل ہوتا ہے دیکھو حضرت داؤد علیہ السلام صاحب کتاب صاحب شریعت نبی ہیں اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے والد ہیں۔ ان تمام باتوں کے باوجود عملی فیصلہ سلیمان علیہ السلام پر کیا گیا۔ لہٰذا امام اعظم کے فرمان کے ہوتے ہوئے قول صاحبین پر فتویٰ دینا عمل کرنا درست ہے۔ یہ حدیث اس کا ماخذ ہے ایک مقدمہ کا ذکر تو قرآن مجید میں ہے فرماتا ہے۔ **ففھمنا سلیمن**

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سُلَيْمَانُ لَاَطُوْفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلٰى تِسْعِيْنَ امْرَاَةً وَفِىْ رِوَايَةٍ بِمِائَةِ امْرَاَةٍ كُلُّهُنَّ تَاْتِىْ بِفَارِسٍ يُجَاهِدُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ لَهُ الْمَلَكُ قُلْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَلَمْ يَقُلْ وَنَسِىَ فَطَافَ عَلَيْهِنَّ فَلَمْ تَحْمِلْ مِنْهُنَّ اِلَّا امْرَاَةٌ وَّاحِدَةٌ جَآءَتْ بِشِقِّ رَجُلٍ وَاَيْمُ الَّذِىْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ قَالَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَاهَدُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فُرْسَانًا اَجْمَعُوْنَ۔

(۵۴۶۷) روایت ہے انہی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حضرت سلیمان نے فرمایا کہ میں آج رات نوے بیویوں پر چکر لگاؤں گا ایک روایت میں ہے کہ سو بیویوں پر۔ ۱۔ وہ تمام ایک سوار جنیں گی۔ جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا ۲۔ ان سے فرشتے نے کہا انشاء اللہ کہہ لیجئے۔ مگر وہ نہ کہہ سکے بھول گئے ۳۔ چنانچہ آپ نے ان سب پر چکر لگایا ۴۔ تو ان میں سے کوئی حاملہ نہ ہوئی سواء ایک عورت کے جو آدمی کی ایک کروٹ لائی اس کی قسم جس کے قبضہ میں حضور محمد کی جان ہے اگر وہ انشاء اللہ کہہ لیتے تو وہ سب اللہ کی راہ میں سوار ہو کر جہاد کرتے ۵۔ (مسلم بخاری)

(۵۴۶۷) ۱۔ اس وقت آپ کی بیویاں ننانوے تھیں لہٰذا یہاں سو سے مراد قریباً سو ہیں۔ بعض روایات میں ساٹھ اور ستر بھی ہے کیونکہ بیویاں ساٹھ یا ستر تھیں باقی لونڈیاں تھیں۔ آپ کی کل بیویاں لونڈیاں ایک ہزار تھیں۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ دین کی خدمت کے لئے اولاد چاہنا اختیار کرنا سنت انبیاء ہے محض گھر کی رونق اور اپنی خدمت کی نیت نہ کرے ۳۔ آپ کی یہ بھول بھی رب تعالیٰ کی طرف سے تھی تاکہ دنیا کے لئے مثال قائم ہو جاوے کہ انشاء اللہ نہ کہنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے ان حضرات کی بھول میں رب کی حکمتیں ہوتی ہیں فرشتے سے مراد الہام والا فرشتہ ہے یا آپ کے ساتھ رہنے والا فرشتہ۔ ۴۔ یعنی ایک شب میں ان سب سے صحبت کی اس میں آپ کے دو معجزے ہیں۔ ایک تو جماع کی اتنی طاقت کہ قریباً سو بیویوں سے صحبت کی۔ دوسرے ایک رات میں اتنی صحبتیں ہو جانا۔ تھوڑے وقت میں زیادہ کام۔ ۵۔ یعنی وہ سب بیویاں حاملہ ہوتیں جو حاملہ ہوتی سب کے لڑکے پیدا ہوتے زندہ رہتے اور راہ خدا میں جہاد کرتے اس سے معلوم ہوا کہ کسی کام میں اپنے پر بھروسہ نہ کرے رب تعالیٰ پر توکل کرے۔ تو انشاء اللہ کامیابی ہوتی ہے۔ آئندہ کام پر انشاء اللہ ضرور کہے اور گزشتہ کام پر انشاء اللہ کہنا برکت کے لئے درست ہے جیسے انشاء اللہ میں مسلمان ہوں۔ یعنی اللہ کے فضل سے میں مومن ہو چکا ہوں۔

وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ زَكَرِيَّآءُ نَجَّارًا۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۴۶۸) روایت ہے انہیں سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زکریا علیہ السلام بڑھئی کا کام کیا کرتے تھے ۱۔ (مسلم)

marfat.com

(۵۴۶۸) ۱۔ یعنی زکریا علیہ السلام لکڑی سازی کا کام کرتے تھے اس کی آمدنی سے اپنا گزارہ کرتے تھے۔ کسی نبی نے نبوت کو ذریعہ معاش نہ بنایا۔ مرزا قادیانی پہلے ایک نہایت غریب آدمی تھا۔ جھوٹی نبوت کا ڈھونگ رچا کر نواب بن گیا۔ شاہانہ زندگی گزار گیا سارے سچے نبیوں نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے زندگی گزاری۔ کس نبی نے کیا پیشہ اختیار کیا یہ ہماری تفسیر نعیمی پارہ اول میں ملاحظہ کرو۔ خیال رہے کہ حضرات انبیاء کرام نے اگرچہ لکڑی لوہے زنبیل سازی وغیرہ اختیار فرمائی مگر انہیں بڑھئی یا لوہار وغیرہ کہنا حرام ہے کہ یہ الفاظ توہین آمیز ہیں۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوْلَى النَّاسِ بِعِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ فِى الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ اَلْاَنْبِيَاءُ اِخْوَةٌ مِّنْ عَلَّاتٍ وَاُمَّهَاتُهُمْ شَتّٰى وَدِيْنُهُمْ وَاحِدٌ وَلَيْسَ بَيْنَنَا نَبِيٌّ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۴۶۹) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں عیسیٰ ابن مریم سے دنیا و آخرت میں قریب تر ہوں ۱۔ حضرات انبیاء علاتی بھائی ہیں، جن کی مائیں مختلف ہیں اور ان کا دین ایک ہے ۲۔ ہم دونوں کے درمیان کوئی نبی نہیں ۳۔ (مسلم بخاری)

(۵۴۶۹) یہاں قرب سے مراد زمانہ کا قرب ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں حضور سے اس طرح قریب ہیں کہ ان دونوں حضرات کے درمیان کوئی نبی نہیں حضرت مسیح علیہ الصلوۃ والسلام ہی قریب قیامت اسلام کی خدمت کریں گے آپ ہی حضور انور کے روضہ اقدس میں دفن ہوں گے۔ حضور کی ولادت پاک ۵۷۰ پانچ سو ستر عیسوی میں ہے آخرت میں اس قریب ہوں گے کہ تمام عالم کو جو تلاش شفیع میں سرگرداں ہوں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی حضور انور کا پتہ دیں گے کہ آج تمہاری دستگیری کرنے والا سواء حضورؐ کے اور کوئی نہیں۔ حضرت روح اللہ پر ہماری جانیں فدا جو دنیا و آخرت میں حضور انور کے مبشر ہیں جیسے صبح کا ستارہ جو سورج نکلنے کی بشارت دے کر لوگوں کو جگاتا ہے۔ ۲۔ اصول اور قواعد کو دین کہتے ہیں فروعی مسائل کو مذہب، ہم اور شوافع مذہباً" قدرے مختلف ہیں مگر تمام آئمہ کا دین اسلام ہے اسی طرح توحید و رسالت میں تمام انبیاء کرام مشترک تھے مگر فروعی مسائل میں ان میں اختلاف تھا جیسے علاتی بھائی بہن کہ مائیں ان کی مختلف ہوتی ہیں باپ ایک یہی حال حضرات صوفیا کے اختلاف کا ہے۔ قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی وہ حضرات خود کہتے ہیں۔ **انباء السیل احیان لیس بینهم خلاف** (مرقات) ۳۔ نہ حضور سے پہلے نہ حضور کے زمانہ میں اس دوران میں کوئی نبی روئے زمین پر تشریف نہ لائے نہ صاحب شریعت نبی نہ غیر صاحب شریعت اس لئے حضرت مسیح علیہ السلوۃ والسلام نے اعلان فرمایا تھا۔ **ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد** لہٰذا جو شخص عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کو نبی مانے یا حضور کے زمانہ میں اور کسی کو کسی طبقہ کا نبی مانے وہ کافر ہے۔ خیال رہے کہ یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں۔ **اولی الناس بابراهیم للذین اتبعوه وهذا النبی** کیونکہ وہاں اقتداء میں قرب مراد ہے اور یہاں زمانہ میں قرب۔ خیال رہے کہ اقتداء سے مراد موافقت ہے حضور انور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے موافق ہیں کہ آپ کے دین میں ملت ابراہیمی پوری مکمل موجود ہے۔ کچھ معہ زوائد کے حضور کسی نبی کے مقتدی نہیں سب کے مقتداء ہیں بہرحال آیت و حدیث دونوں اپنے مقام پر حق ہیں۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

(۵۴۷۰) روایت ہے انہی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی

marfat.com

وَسَلَّمَ كُلُّ بَنِيْ اٰدَمَ يَطْعَنُ الشَّيْطٰنُ فِيْ جَنْبَيْهِ بِاِصْبَعَيْهِ حِيْنَ يُوْلَدُ غَيْرَ عِيْسٰى بْنِ مَرْيَمَ ذَهَبَ يَطْعَنُ فَطَعَنَ فِي الْحِجَابِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر انسان کروٹوں میں شیطان اپنی انگلیاں مارتا ہے جب وہ پیدا ہوتا ہے ا۔ سواء عیسیٰ ابن مریم کے ۲۔ کہ وہ انگلی مارنے لگا تو اس کی انگلی پردہ میں لگی ۳۔ (مسلم بخاری)

(۵۴۷۰) ا۔ یہاں بنی آدم سے مراد اولاد آدم ہیں لڑکے ہوں یا لڑکیاں شیطان کو انسان سے دلی عداوت ہے۔ وہ بچہ کی پیدائش کے وقت سے ہی اس کے پیچھے پڑتا ہے۔ اسی مار کے اثر سے بچہ پیدائش کے وقت روتا ہے بچپن میں بہت سی بیماریاں شیطان کے اثر سے ہوتی ہیں جیسے ام الصبیان وغیرہ جیسے سانپ بچھو وغیرہ جانور بعض جڑی بوٹیاں انسان کو بیمار کر دیتی ہیں ایسے ہی شیطان بھی انسان کو بیمار کر دیتا ہے رب فرماتا ہے **یتخبطه الشیطان من المس** ۲۔ ایسے مقام پر **متکلم** مستثنیٰ ہوتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ولادت پاک کے وقت شیطان نہ چھو سکا۔ (اشعۃ اللمعات) اسی لئے حضور ولادت پاک کے وقت روئے نہیں۔ ۳۔ یہ حدیث باب الوسوسہ میں گزر چکی ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور شیطان کے درمیان ایک پردہ حائل کر دیا۔ شیطان کی انگلی اس پردے میں لگی۔ حضرت حنہ (والدہ مریم) کی دعا سے یہ واقعہ ہوا آپ نے دعا کی تھی **انی اعیذها بک وذریتها من الشیطان الرجیم**

وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَاٰسِيَةُ امْرَاَةُ فِرْعَوْنَ وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَآءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ وَذُكِرَ حَدِيْثُ اَنَسٍ يَا خَيْرَ الْبَرِيَّةِ وَحَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَيُّ النَّاسِ اَكْرَمُ وَحَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ الْكَرِيْمُ ابْنُ الْكَرِيْمِ فِيْ بَابِ الْمُفَاخَرَةِ وَالْعَصَبِيَّةِ

(۵۴۷۱) روایت ہے حضرت ابو موسیٰ سے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں فرمایا مردوں میں تو بہت کامل ہوئے، عورتوں میں سواء مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی آسیہ کے کوئی کاملہ نہ ہوئیں ا۔ اور جناب عائشہ کی بزرگی ساری عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی بزرگی تمام کھانوں پر ۲۔ (مسلم بخاری) اور انس کی حدیث کہ **اخیر بریته**، اور ابو ہریرہ کی حدیث **ای الناس اکرم**۔ اور حضرت ابن عمرؓ کی حدیث کریم ابن کریم مفاخرہ اور عصبیہ کے باب میں ذکر کر دی گئیں ۳۔

(۵۴۷۱) ا۔ خیال رہے کہ یہاں کمال سے مراد نبوت و رسالت نہیں کیونکہ یہ کمال تو صرف انسان مردوں کو ہی ملا ہے کوئی عورت اور کوئی غیر انسان نبی نہیں ہوئے بلکہ مراد ولایت کاملہ قطبیت غوثیت وغیرہ ہے۔ اور رب تعالیٰ سے قرب خاص کہ یہ صفات مردوں کو زیادہ عورتوں کو کم ملے نبوت کے متعلق رب فرماتا ہے۔ **وما ارسلنا من قبلک الا رجالا نوحی الیهم** نبوت کے فرائض عورت انجام نہیں دے سکتی۔ پردہ میں رہ کر عام تبلیغ نہیں ہو سکتی یہ بھی خیال رہے کہ یہاں نساء سے مراد اس زمانہ کی عورتیں ہیں۔ لہٰذا اس سے لازم یہ نہیں آتا کہ حضرت آسیہ و مریم جناب فاطمہ زہرا خدیجہ اور عائشہ صدیقہ سے افضل ہوں۔ یہ بیسیاں حضرت آسیہ و مریم سے افضل ہیں۔ شعر:۔

☆ مریم ازیک نسبت عیسیٰ عزیز ☆ از سہ نسبت حضرت زہرا عزیز ☆
☆ نور چشم رحمۃ للعالمین ☆ آن امام الاولین و آخرین ☆

marfat.com

☆ بانوے آن تاجدار ھل اتی ☆ مرتضٰی مشکل کشا شیر خدا ☆
☆ مادر آں مرکز پرکار عشق ☆ مادر آں قافلہ سالار عشق! ☆

۲۔ یعنی جناب عائشہ صدیقہ از آدم علیہ السلام تا روز قیامت تمام عورتوں سے ایسی افضل ہیں جیسے ثرید کھانا باقی تمام کھانوں سے افضل۔ ثرید شوربے میں روٹی بھگو کر پکا ہوا کھانا۔ اس میں گفتگو ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ فاطمہ زہرا خدیجۃ الکبریٰ ان تینوں میں افضل کون ہے محققین علماء کا قول ہے کہ یہ تینوں مختلف جہات سے افضل ہیں اس میں بحث نہ کی جاوے تو بہتر ہے حضرت عائشہ جیسی عالمہ حسن خلقت حسن خلق شیریں گفتار ذہینہ ذکیہ بی بی نہ پیدا ہوئی نہ پیدا ہو آپ بڑی عالمہ محدثہ فقیہہ ہیں آپ کی برائت میں سورہ نور کی اٹھارہ آیتیں نازل ہوئیں۔ شعر:۔

☆ یعنی ہے سورہ نور جن کی گواہ ☆ ان کی پر نور صورت پہ لاکھوں سلام ☆
☆ بنت صدیق آرام جان نبی ☆ اس حریم برائت پہ لاکھوں سلام ☆

نبوت کے بعد صدیقیت ہے اور عائشہ صدیقہ ہیں۔ ابوبکر صدیق ہیں۔ ۳۔ یعنی وہ حدیثیں مصابیح میں یہاں مذکور تھیں۔ ہم نے مشکوۃ شریف میں وہاں یعنی باب المفاخرۃ میں بیان کردیں ان کی شرح وہاں ہی دیکھو۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

دوسری فصل

وَعَنْ اَبِیْ رَزِیْنٍ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیْنَ کَانَ رَبُّنَا قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ خَلْقَہٗ قَالَ کَانَ فِیْ عَمَآءٍ مَا تَحْتَہٗ ھَوَآءٌ وَمَا فَوْقَہٗ ھَوَآءٌ وَخَلَقَ عَرْشَہٗ عَلَی الْمَآءِ۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) وَقَالَ قَالَ یَزِیْدُ بْنُ ھٰرُوْنَ الْعَمَآءُ اَیْ لَیْسَ مَعَہٗ شَیْءٌ۔

(۵۴۷۲) روایت ہے حضرت ابن رزین سے ۱۔ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اپنی مخلوق پیدا فرمانے سے پہلے ہمارا رب کہاں تھا۔ فرمایا ہلکے بادل میں تھا ۲۔ نہ اس کے نیچے ہوا تھی نہ اس کے اوپر ہوا۔ اور اپنا عرش پانی پر پیدا فرمایا۔ ۳۔ (ترمذی) اور فرمایا کہ یزید ابن ہارون نے کہا ہلکے بادل سے مراد ہے کہ اس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی ۴۔

(۵۴۷۲) ۱۔ آپ کا نام لقیط ابن عامر ابن صبرہ ہے۔ طائف کے رہنے والے ہیں۔ مشہور صحابی۔ ۲۔ عماء کے لفظی معنی ہیں ہلکا بادل جس سے سورج نظر نہ آئے مگر اس روشنی میں کمی نہ ہو یہاں اس سے مراد غیب ہے یعنی رب تعالیٰ غیب الغیوب تھا۔ جس کے صفات ظاہر تھے حدیث قدسی ہے **کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف**۔ (مرقات) حضرات صوفیاء کی اصطلاح میں عماء ذات واحدہ ہے جسے کوئی نہ جانے سوائے اس کے ۳۔ دونوں جگہ مانافیہ ہے یعنی رب تعالیٰ تھا اور کچھ نہ تھا حتیٰ کہ ہوا بھی نہ تھی نہ فوقیت تھی نہ تحتیت۔ کیونکہ اوپر نیچے ہونا جہت اور سمت سے ہوتا ہے اس وقت سمت بھی نہ تھی۔ ۴۔ یعنی پھر اللہ تعالیٰ نے عرش اعظم پیدا فرمایا جو پانی کے اوپر اس طرح تھا جیسے زمین کے اوپر آسمان یعنی اسے گھیرے ہوئے اس کی شرح ہم ابھی کر چکے ہیں یہ فرمان ہماری اس شرح کی تائید کرتا ہے۔

وَعَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ زَعَمَ (۵۴۷۳) روایت ہے حضرت عباس عبد ابن المطلب سے

marfat.com

اَنَّهٗ كَانَ جَالِسًا فِي الْبَطْحَآءِ فِي عِصَابَةٍ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِيْهِمْ فَمَرَّتْ سَحَابَةٌ فَنَظَرُوْا اِلَيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تُسَمُّوْنَ هٰذِهٖ قَالُوا السَّحَابَ قَالَ وَالْمُزْنَ قَالُوْا وَالْمُزْنَ قَالَ وَالْعَنَانَ قَالُوْا وَالْعَنَانَ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا بُعْدُ مَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ قَالُوْا لَا نَدْرِيْ قَالَ اِنَّ بُعْدَ مَا بَيْنَهُمَا اِمَّا وَاحِدَةٌ وَّاِمَّا اثْنَتَانِ اَوْ ثَلَاثٌ وَّسَبْعُوْنَ سَنَةً وَالسَّمَآءُ الَّتِيْ فَوْقَهَا كَذٰلِكَ حَتّٰى عَدَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ثُمَّ فَوْقَ السَّمَآءِ السَّابِعَةِ بَحْرٌ بَيْنَ اَعْلَاهُ وَاَسْفَلِهٖ كَمَا بَيْنَ سَمَآءٍ اِلٰى سَمَآءٍ ثُمَّ فَوْقَ ذٰلِكَ ثَمَانِيَةُ اَوْعَالٍ بَيْنَ اَظْلَافِهِنَّ وَرُكَبِهِنَّ مِثْلُ مَا بَيْنَ سَمَآءٍ اِلٰى سَمَآءٍ ثُمَّ عَلٰى ظُهُوْرِهِنَّ الْعَرْشُ بَيْنَ اَسْفَلِهٖ وَاَعْلَاهُ مَا بَيْنَ سَمَآءٍ اِلٰى سَمَآءٍ ثُمَّ اللّٰهُ فَوْقَ ذٰلِكَ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ)

فرماتے ہیں کہ وہ بطحاء میں ایک جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے ۱۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں بیٹھے تھے کہ ایک بادل گزرا۔ لوگوں نے اس کی طرف دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس کا نام کیا رکھتے ہو ۲۔ لوگوں نے عرض کیا سحاب فرمایا اور مزن بھی! عرض کیا مزن بھی۔ فرمایا اور عنان بھی! عرض کیا اور عنان بھی۔ فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ آسمان و زمین کے درمیان فاصلہ کتنا ہے؟ انہوں نے عرض کیا ہم نہیں جانتے۔ فرمایا ان کے درمیان فاصلہ اکہتر یا بہتر سال کا ۳۔ اور جو آسمان اس کے اوپر ہے وہ بھی ایسا ہی ہے۔ حتیٰ کہ آپ نے سات آسمان گنائے ۴۔ پھر ساتویں آسمان کے اوپر ایک دریا ہے جس کے اوپر اور نیچے جتنے کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک ۵۔ پھر اس کے اوپر آٹھ بکرے ہیں ۶۔ جن کے کھروں اور سرین کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک ۷۔ پھر ان کی پیٹھوں پر عرش ہے جس کے نیچے اور اوپر کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا فاصلہ ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک ہے ۸۔ پھر اللہ اس کے اوپر ہے ۹۔ (ترمذی، ابوداؤد)

(۵۴۷۳) ۱۔ بطحا کے لفظی معنی ہیں۔ پتھریلی یا کنکریلی نشیبی زمین جہاں سیلاب کی گزرگاہ ہو اب مکہ معظمہ کے قریب جنت معلیٰ کے پاس ایک جنگل کا نام ہے۔ مکہ معظمہ کو بھی بطحا یا ابطح کہتے ہیں۔ اسی وجہ سے حضور کا لقب ہے رسول البطحی غالباً یہ جماعت مسلمانوں کی نہ تھی۔ اس وقت حضرت عباس بھی مسلمان نہ ہوئے تھے (اشعہ) مگر ایک قول یہ ہے کہ یہ واقعہ فتح مکہ کے بعد کا ہے۔ اور یہ جماعت مومنین کی تھی۔ حضرت عباس بھی مسلمان ہو چکے تھے (مرقات) واللہ و رسولہ اعلم۔ ۲۔ حضور انور کا ان سے یہ پوچھنا اگلے کلام کی تمہید ہے۔ جیسے رب تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے پہلے یہ پوچھا کہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے پھر اگلا کلام فرمایا۔ ۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم لغات کے بادشاہ ہیں مطلب یہ ہے کہ عربی میں بادل کے تین نام ہیں۔ سحاب، مزن، عنان یا تو بادل کے یہ نام ہیں یہ مزن وہ سفید بادل جو پانی کو روک نہ سکے ضرور برسے عنان بھورا بادل اور سحاب ہر بادل (مرقات) اس کلام مبارک سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر بادل کے یہ تین نام ہیں کیونکہ حضور انور نے اس دیکھے ہوئے بادل کے یہ تین نام ارشاد فرمائے۔ ۳۔ یہ شک راوی کا ہے خیال رہے کہ ایسے موقعہ پر ستر وغیرہ کے معنی ہوتے ہیں بے شمار یا بہت زیادہ لہٰذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ آسمان و زمین کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے کہ یہاں کا یہ فرمان ۰ معنی تکثیر ہے نہ کہ حد بندی کے لئے۔ ۴۔ یعنی اتنے اتنے فاصلہ پر سات آسمان واقع ہیں فلاسفہ نو آسمان مانتے ہیں وہ کرسی اور عرش کو آسمان ہی کہتے ہیں مگر جھوٹے ہیں قرآن کریم

marfat.com

نے بھی آسمان سات ہی ارشاد فرمائے ہیں۔ موجود سائنس آسمان کے وجود ہی کا انکار کرتی ہے مگر جھوٹی ہے آسمان ہیں اور سات ہیں انہیں نظر آئیں یا نہ آئیں انہیں ملیں یا نہ ملیں۔ ۵۔ یعنی ساتوں آسمانوں کے اوپر صاف اور جاری پانی کا ذخیرہ دریا ہے۔ جس کی گہرائی اتنی ہے۔ جتنا آسمان و زمین کے درمیان کا فاصلہ رب جانے کہ وہ پانی کہاں سے آرہا ہے اور کہاں جارہا ہے اس حدیث کی تائید وہ حدیث کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عرش کے نیچے ایک نہایت گہرا دریا پیدا فرمایا۔ ۶۔ اوعال جمع ہے وعل کو وعل کہتے ہیں پہاڑی بکرے کو یہ فرشتے حاملین عرش ہیں جو بکرے کی شکل میں ہیں یہ ہی فرشتے مومنین انسانوں کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ ۷۔ یعنی وہ فرشتے جن کی پشت پر عرش اعظم ہے جو بکروں کی شکل میں ہیں۔ ان کی عظمت اور جسامت کا یہ حال ہے کہ ان کے کھر سے لے کر چوتڑوں تک اتنا عظیم الشان فاصلہ ہے۔ جب ان کی ٹانگیں اتنی بڑی ہیں تو سمجھ لو کہ بقیہ جسم کتنا ہوگا۔ وہ تو ہماری عقل سے وراء ہے۔ ۸۔ یعنی عرش اعظم کا دل اس کی موٹائی اتنی ہے کہ اس کی اوپر اور نیچے کی سطحوں کے درمیان کا فاصلہ اتنا ہے جتنا فاصلہ آسمان و زمین کے درمیان ہے۔ ۹۔ یہاں فوقیت سے مراد جسمانی فوقیت نہیں نہ مکانی بلندی ہے بلکہ عظمت و قدرت کی بلندی مراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی عظمت و قدرت عرش اعظم سے بھی اوپر ہے۔ مقصود یہ ہے کہ یہ بت جو زمین پر مارے مارے پھر رہے ہیں عبادت کے لائق نہیں عبادت کے لائق وہ رب ہے جس کی عظمت کا یہ حال ہے۔

وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ اَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ جُهِدَتِ الْاَنْفُسُ وَجَاعَ الْعِيَالُ وَنُهِكَتِ الْاَمْوَالُ وَهَلَكَتِ الْاَنْعَامُ فَاسْتَسْقِ اللّٰهَ لَنَا فَاِنَّا نَسْتَشْفِعُ بِكَ عَلَى اللّٰهِ وَنَسْتَشْفِعُ بِاللّٰهِ عَلَيْكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبْحَانَ اللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَمَا زَالَ يُسَبِّحُ حَتّٰى عُرِفَ ذٰلِكَ فِيْ وُجُوْهِ اَصْحَابِهٖ ثُمَّ قَالَ وَيْحَكَ اِنَّهٗ لَا يُسْتَشْفَعُ بِاللّٰهِ عَلٰى اَحَدٍ شَاْنُ اللّٰهِ اَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكَ وَيْحَكَ اَتَدْرِيْ مَا اللّٰهُ اِنَّ عَرْشَهٗ عَلٰى سَمٰوٰتِهٖ لَهٰكَذَا وَقَالَ بِاَصَابِعِهٖ مِثْلَ الْقُبَّةِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَيَئِطُّ بِهٖ اَطِيْطَ الرَّحْلِ بِالرَّاكِبِ۔ اَبُوْدَاوٗدَ کی وجہ سے ۷۔ (ابوداؤد)

(۵۴۷۴) روایت ہے حضرت **جبیر** ابن مطعم سے ۱۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بدوی آیا عرض کیا کہ جانیں مشقت میں پڑ گئیں اور بال بچے بھوکے ہو گئے اور مال برباد جانور ہلاک ہو گئے ۲۔ تو آپ ہمارے لئے اللہ سے بارش مانگیں۔ ہم آپ کو اللہ کی بارگاہ میں شفیع لاتے ہیں ۳۔ تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سبحان اللہ آپ تسبیح فرماتے رہے حتیٰ کہ یہ آپ کے صحابہ کے چہروں میں پہچانا گیا ۴۔ پھر فرمایا تجھ پر افسوس ہے اللہ تعالیٰ کو کسی پر شفیع بنایا جاتا اللہ کی شان اس سے بہت بڑی ہے ۵۔ تجھ پر افسوس کیا تجھے خبر ہے کہ اللہ کی شان کیا ہے اس کا عرش اس کے آسمانوں پر ایسا ہے اور اپنی انگلیوں سے اشارہ فرمایا اس پر قبہ کی طرح ۶۔ اور وہ چرچرا رہا ہے جیسے کجاوے کا چرچرانا سوار

۱۔ آپ صحابی ہیں عبد مناف کی اولاد سے ہیں۔ فتح خیبر کے بعد فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے۔ نسب اور تواریخ کے بڑے عالم تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق کے شاگرد ہیں۔ رضی اللہ عنہ (اشعۃ اللمعات) ۲۔ یعنی بارش نہ ہونے کی وجہ سے ہمارا جانی مالی نقصان بہت زیادہ ہو چکا معلوم ہوا کہ اپنے دکھ درد کی کہانی حضور کو سنانا بالکل درست اور صحابہ کرام کا عمل ہے۔ یہاں کی فریاد کی ہوئی رب تعالیٰ بہت کرم سے سنتا ہے۔ ۳۔ یعنی ہم لوگ بارگاہ الٰہی میں آپ کو اپنا شفیع بناتے ہیں کہ آپ کی دعا سے وہ ہم پر بارش

marfat.com

بھیجے اور آپ کی بارگاہ میں اللہ تعالیٰ کو شفیع اور سفارشی بناتے ہیں کہ آپ سے ہماری سفارش و شفاعت کرے کہ آپ ہمارے لئے دعا فرمائیں۔ گویا آپ کی دعا کا شفیع اللہ تعالیٰ اور بارش کے شفیع آپ ہوں۔ ۴۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس نووارد کی سخت غلطی پر تعجب فرمانے کے لئے بار بار سبحان اللہ کہتے رہے حتیٰ کہ حاضرین بارگاہ کے چہرے اتر گئے اور ان پر خوف الٰہی ہیبت کبریائی کے آثار نمودار ہو گئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرات صحابہ نے بھی پہلے اس شخص کی غلطی محسوس نہ کی تھی۔ ۵۔ شفاعت سے بنا ہے شفیع سے بمعنی جوڑا رب فرماتا ہے۔ **والشفع والوتر** سفارش کو شفاعت اس لئے کہتے ہیں کہ سائل حاکم کے سامنے اکیلا پیش ہونے کی ہمت نہیں کرتا تو اس حاکم کے کسی منظور مقبول کے ساتھ مل کر جڑ کر حاکم کے سامنے پیش ہوتا ہے۔ بہرحال شفیع سے حاکم افضل و اعلیٰ ہونا ضروری ہے اگر خدا تعالیٰ کو شفیع کہا جاوے تو لازم آوے گا کہ کوئی اور اس سے اعلیٰ ہے جس کے دربار میں خدا تعالیٰ سے سفارش کرائی گئی۔ چونکہ یہ بہت باریک بات تھی۔ اس لئے اس شخص کو نہ تو کافر کہا گیا نہ اس سے توبہ کرائی گئی۔ اس نے رب تعالیٰ کی توہین نہیں کی بلکہ وہ شفاعت کے معنی نہیں سمجھا۔ خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام اس کے صفات کو بارگاہ الٰہی میں وسیلہ بنانا درست ہے بلکہ اللہ کے نام کے وسیلہ سے بندوں سے مدد مانگنا درست ہے ہم کہا کرتے ہیں۔ اللہ کے واسطے یہ دیدو اللہ کے نام کا صدقہ دے دو کہا جاتا ہے۔ **شیئا للہ بشفاعت** ذات اور وسیلہ نام وسیلہ صفات میں فرق ضرور کرنا چاہیے۔ ۶۔ حضور انور نے اپنے بائیں ہاتھ شریف کی ہتھیلی پر اپنے داہنے ہاتھ کی انگلیوں کو خیمہ یا قبہ گنبد کی طرح کھڑا کیا معقول کو محسوس کی طرح دکھایا۔ ۷۔ یہ کلام عالی محض سمجھانے کے لئے ہے یعنی باوجودیکہ عرش الٰہی اتنا بڑا ہے کہ وہ تمام آسمانوں کو ایسے گھیرے ہے۔ جیسے قبہ خیمہ اپنے نیچے کی زمین پر چھایا ہوتا ہے گھیرتا ہے۔ مگر رب تعالیٰ کی ہیبت سے گویا چرچرا رہا ہے۔ سوار کے بوجھ سے کمزور زین یا کمزور پالان چرچراتا ہے ورنہ وہاں نہ تو حقیقتاً بوجھ ہے نہ عرش اعظم میں چرچراہٹ کی آواز دیکھو طور پہاڑ تجلی الٰہی سے پھٹ گیا یہ پھٹنا ہتھوڑے کی زد سے نہ تھا رب کی ہیبت و جلالت سے تھا۔ یہ حدیث متشابہات سے ہے۔ جیسے **ید اللہ فوق ایدیہم** لہٰذا اس حدیث پر چکڑالویوں کا اعتراض محض حماقت ہے۔ مرقات نے فرمایا کہ یہاں چرچرانے سے مراد ہے رب کی تسبیح و تہلیل کی آواز عرش اعظم اٹھانے والے فرشتے اور خود عرش رب کی ہیبت سے تسبیح و تہلیل کر رہے ہیں (مرقات)

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُذِنَ لِيْ اَنْ اُحَدِّثَ عَنْ مَلَكٍ مِّنْ مَلٰئِكَةِ اللّٰهِ مِنْ حَمَلَةِ الْعَرْشِ اَنَّ مَا بَيْنَ شَحْمَةِ اُذُنَيْهِ اِلٰى عَاتِقِهٖ مَسِيْرَةُ سَبْعِ مِائَةِ عَامٍ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

(۵۴۷۵) روایت ہے حضرت جابر ابن عبداللہ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں۔ فرمایا مجھے اجازت دی گئی ہے ۱۔ کہ تم کو اللہ کے فرشتوں میں ایک فرشتے کے متعلق خبر دوں عرش اٹھانے والوں سے کہ اس کے کانوں کی گدیوں سے اس کے کندھوں تک سات سو سال کا فاصلہ ہے۔ ۲۔ (ابوداؤد)

(۵۴۷۵) ۱۔ یعنی ہم کو عالم غیب کی ہر چیز کی پوری خبر ہے۔ مگر اس کے اظہار کی اجازت نہیں ہاں اس میں جو فرشتے حاملین عرش ہیں۔ ان میں سے ایک فرشتے کی جسامت و عظمت بتانے کی اجازت دی گئی ہے۔ وہ تم کو بتائے دیتا ہوں حضور انور نے سارا عالم غیب اپنی آنکھوں سے ملاحظہ فرمایا ہے۔ اس حدیث سے حضور انور کے وسعت علم کا پتہ لگا۔ ساتھ ہی معلوم ہوا کہ کسی چیز کا نہ بتانا نہ جاننے کی دلیل نہیں بتانا تو اجازت ربانی سے ہوتا ہے۔ ۲۔ کان کی گدی اور کندھے کے درمیان بہت ہی تھوڑا فاصلہ ہے۔ جب

marfat.com

اس فرشتے کی کان کی گدیا کندھے سے اتنی دور ہے تو باقی جسم کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔ خیال رہے کہ فرشتے انسانی شکل پر نہیں۔ انسان کی شکل تمام خلق سے اچھی ہے۔ **لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم** ان کی اپنی شکلیں مختلف عرش اٹھانے والے فرشتے بکروں سے ملتے جلتے ہیں جیسا کہ پہلے گزر چکا۔

وَعَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِجِبْرِيْلَ هَلْ رَاَيْتَ رَبَّكَ فَانْتَفَضَ جِبْرِيْلُ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ بَيْنِیْ وَبَيْنَهٗ سَبْعِيْنَ حِجَابًا مِّنْ نُوْرٍ لَوْ دَنَوْتُ مِنْ اَدْنٰی بَعْضِهَا لَاحْتَرَقْتُ هٰكَذَا فِی الْبَصَابِيْحِ۔

(رَوَاهُ اَبُوْ نُعَيْمٍ فِی الْحِلْيَةِ عَنْ اَنَسٍ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يَذْكُرِ انْتِفَاضَ جِبْرِيْلَ)

(۵۴۷۶) روایت ہے حضرت زرارہ ابن اوفی سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب جبریل سے فرمایا کیا تم نے اپنے رب کو دیکھا ہے تو جبریل کانپ گئے ۱۔ اور عرض کیا اے حضور محمد! میرے اور رب کے درمیان ستر ہزار حجاب ہیں۔ اگر میں ان کے بعض سے قریب ہو جاؤں تو جل جاؤں ۲۔ اسی طرح مصابیح میں ہے اور ابو نعیم نے حلیہ میں حضرت انس سے روایت کیا ہے مگر انہوں نے اس کا ذکر نہ کیا کہ جبریل کانپ گئے۔

(۵۴۷۶) ۱۔ حضرت جبریل علیہ السلام کا کانپ جانا یا اس سوال کی ہیبت سے ہے۔ یا اس تصور سے ہے جو انہیں اس سوال پر بندھا کہ دیدار الٰہی پر بندہ کا کیا حال ہو گا۔ ۲۔ ستر سے مراد زیادتی بیان فرمانا ہے۔ لہٰذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں کہ میرے اور رب کے درمیان ستر ہزار حجاب ہیں۔ خیال رہے کہ نور بھی حجاب بن جاتا ہے جیسے سورج کا نور اس کے لئے حجاب ہے۔ اس سوال فرمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ دیدار الٰہی ممکن ہے۔ ورنہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم یہ سوال کبھی نہ فرماتے۔ نیز اس سے معلوم ہوا کہ دیدار الٰہی صرف انسانوں کو ہو گا۔ جنتی مسلمان دیدار کریں گے۔ حضور انور نے معراج کی رات دیدار ذات اپنی آنکھوں سے کیا۔ **ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی** حضور ہی کی شان ہے۔ فرشتوں کو دیدار کبھی نہیں۔ **احترقت** فرمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ نور میں گرمی ہوتی ہے مگر اور قسم کی نور کی گرمی نار کی گرمی کو ختم کر دیتی ہے۔ جب مومن پلصراط سے گزاریں گے تو دوزخ پکارے گی جا گزر جا تیری نورانیت سے میری آگ بجھی جا رہی ہے۔ حضرت خلیل پر نار نمرود ٹھنڈی ہو گئی یہ کرشمہ ہے نور کی گرمی کا۔ بعض صوفیاء پر ان کے چلوں میں نورانیت غالب ہوتی ہے۔ تو وہ ٹھنڈا پانی بہت پیتے ہیں۔ ٹھنڈے پانی سے نہاتے ہیں۔ ٹھنڈے پانی کے ٹب میں بیٹھ جاویں تو وہ گرم ہو جاتا ہے۔ خیال رہے کہ یہ حجابات حضرت جبریل کے لئے ہیں نہ کہ رب تعالیٰ کے لئے رب تو حجاب میں ہونے سے پاک ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اِسْرَافِيْلَ مُنْذُ يَوْمٍ خَلَقَهٗ صَافًّا قَدَمَيْهِ لَا يَرْفَعُ بَصَرَهٗ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی سَبْعُوْنَ نُوْرًا مَا مِنْهَا مِنْ نُوْرٍ يَدْنُوْ مِنْهُ اِلَّا احْتَرَقَ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَصَحَّحَهٗ)

(۵۴۷۷) روایت ہے ابن عباس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ نے جناب اسرافیل کو پیدا فرمایا جس دن سے انہیں پیدا کیا ہے اپنے قدموں پر کھڑے ہیں ۱۔ وہ اپنی نگاہ نہیں اٹھاتے ۲۔ ان کے اور رب تعالیٰ کے درمیان ستر نور ہیں۔ ان میں سے کوئی نور نہیں مگر جس سے وہ قریب ہوں تو جل جاویں ۳۔ (ترمذی)

marfat.com

(۵۴۷۷) ۱۔ معلوم ہوا کہ اسرافیل علیہ السلام ان فرشتوں میں سے ہیں۔ جن کی عبادت کھڑا رہنا ہے اور حکم الٰہی کا انتظار کرنا ہے کہ کب حکم ہو اور میں صور پھونکوں۔ ۲۔ یعنی ان کی نگاہیں ادب سے نیچی ہیں۔ عرش اعظم یا لوح محفوظ کی طرف نظر نہیں اٹھاتے جیسے جیسے نمازی اپنی سجدہ گاہ پر قیام میں نظر رکھتا ہے ایسی ہی ان کی نظر سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور اس عالم کی ہر چیز کو ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام کی ہر ادا حضور کی نگاہ میں ہے۔ اسی طرح سب غلاموں کی ہر ادا حضور کی نگاہ میں ہر وقت ہے جو عرش کو دیکھ سکتا ہے۔ وہ فرش پر بھی نظر رکھ سکتا ہے اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں۔

☆ سر عرش پر ہے تری گزر ☆ دل فرش پر ہے تیری نظر ☆

۳۔ وہ حجاب نورانی ہیں ناری نہیں وہاں جلانا نور سے ہو سکتا ہے نہ کہ نار سے جیسے آج سورج کی شعاعوں سے گرمی حاصل کی جاتی ہے۔ بلکہ یہ شعاعیں جلا بھی دیتی ہیں۔ اس جملے کی تحقیق ہم ابھی پچھلی حدیث میں عرض کر چکے ہیں۔ جنت میں جنتیوں کو پرندوں کے بھنے گوشت بھی دیئے جائیں گے۔ رب فرماتا ہے۔ **ولحم طیر مما یشتھون** وہاں گوشت آگ سے نہ بھونے جائیں گے کہ جنت میں آگ نہیں بلکہ نور سے اور نورانی گرمی سے۔

وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰہُ اٰدَمَ وَ ذُرِّیَّتَہٗ قَالَتِ الْمَلٰئِکَۃُ یَارَبِّ خَلَقْتَھُمْ یَاْکُلُوْنَ وَیَشْرَبُوْنَ وَیَنْکِحُوْنَ وَیَرْکَبُوْنَ فَاجْعَلْ لَھُمُ الدُّنْیَا وَلَنَا الْاٰخِرَۃَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَا اَجْعَلُ مَنْ خَلَقْتُہٗ بِیَدِیْ وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ کَمَنْ قُلْتُ لَہٗ کُنْ فَکَانَ۔

(رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ)

(۵۴۷۸) روایت ہے حضرت جابر سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے حضرت آدم اور ان کی اولاد کو پیدا کیا تو فرشتے بولے یارب تو نے انہیں پیدا فرمایا کہ وہ کھائیں گے پئیں گے نکاح کریں گے۔ سوار ہوں گے ۱۔ تو ان کیلئے دنیا کر دے اور ہمارے لئے آخرت ۲۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جسے میں نے اپنے دست قدرت سے بنایا اور جس میں میں نے اپنی روح پھونکی۔ اسے اس مخلوق کی طرح نہ کروں گا جس سے میں نے کہا ہو جا' وہ ہو گئی ۳۔ (بیہقی شعب الایمان)

(۵۴۷۸) ۱۔ یعنی اولاد آدم گھر میں رہ کر بھی دنیا میں مشغول رہیں گے اور خشکی دریا کی سواریوں میں سفر کر کے بھی دنیا میں مشغول رہیں گے دنیا انہیں چمٹی رہے گی اور واقعی ٹھیک کہا۔ معلوم ہوا کہ فرشتوں کو بھی رب تعالیٰ نے علوم غیبیہ بخشے کہ وہ لوگوں کے آئندہ حالات کی خبر رکھتے ہیں دیکھ لو جو فرشتوں نے ہمارے متعلق کہا تھا ہم ویسے ہی ہیں۔ ۲۔ یعنی ہم دنیاوی یہ مذکورہ کام نہیں کرتے صرف تیری یاد ہماری زندگی ہے۔ **ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک** لہٰذا تو انسانوں کو دنیا میں ہمیشہ رکھ اور انہیں وہاں کی نعمتیں ہمیشہ دے ہم کو ہمیشہ رکھ یہاں کی نعمتیں ہمیشہ دے ایسا نہ ہو کہ ان کو تو دونوں جہاں کی نعمتیں دے۔ اور ہم ان سب سے محروم رہیں۔ لہٰذا یہ آدمیوں کے لئے بد دعا یا بد خواہی نہیں بلکہ ان کی بھی خیر خواہی ہے اور اپنے لئے دعا بھی ہے۔ ۳۔ یعنی اے فرشتو میرے ظاہری و باطنی کمالات کا مظہر انسان ہے۔ جیسے تم کو میں نے صرف کن فرما کر پیدا کیا ایک آن میں اور انسان یعنی حضرت آدم کا خمیر عرصہ تک تیار کیا گیا۔ پھر عرصہ تک اسے سکھایا گیا۔ میں نے اپنے دست قدرت سے اس کی شکل بنائی اور اسے ظاہری خوبیوں سے آراستہ کیا۔ پھر اس میں اپنی خاص روح پھونکی جس سے وہ باطنی خوبی کا حامل ہو گیا۔ انسان مادہ اور مجرد دونوں کا

marfat.com

مجنون مرکب ہے۔ تم بذات خود معصوم ہو' لہٰذا دوزخ سے محفوظ اور جنت سے محروم ہو انسان طاقت اور غصے سے مخلوط ہے۔ عطایا اور بلایا مشحون ہے لہٰذا وہ ثواب وعذاب کا مستحق ہے۔ یہ حدیث پاک ان حضرات کی دلیل ہے جو کہتے ہیں کہ بشر فرشتہ سے افضل ہے۔ یہ ہی اہلسنت کا مذہب ہے فرشتوں کے کمالات انسان پر موقوف ہیں فرشتے انسان ہی کے ذریعہ حامل وحی۔ مجاہد غازی سب کچھ ہے۔ جنس بشریت جنس ملکیت سے افضل ہے۔ اگرچہ بعض افراد ملک انسان کے بعض افراد سے افضل ہیں جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

تیسری فصل

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُؤْمِنُ اَکْرَمُ عَلَی اللّٰهِ مِنْ بَعْضِ مَلٰٓئِکَتِهٖ ۔ (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

(۵۴۷۹) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مومن اللہ کے نزدیک بعض فرشتوں سے زیادہ عزت والا ہے۔ (ابن ماجہ)

(۵۴۷۹) ۱۔ اس حدیث میں افراد مومنین کا ذکر ہے ان کی تفصیل یہ ہے کہ عام مومنین افضل ہیں عام فرشتوں سے اور خاص مومنین افضل ہیں خاص فرشتوں سے یہ بھی خیال رہے کہ خاص مومنین سے مراد حضرات انبیاء ورسل و مرسلین ہیں اور خواص **ملائکہ** سے مراد ہیں۔ حضرت جبریل و میکائل وغیرہ اشراف **ملائکہ**۔ اور عوام مومنین سے مراد ہیں صالحین' متقین جن میں خلفاء راشدین خاص خاص تابعین اولیاء اللہ مراد ہیں۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ **ان الذین امنوا وعملوا الصلحت اولئک هم خیر البریة** لہٰذا حضرات خلفاء راشدین۔ حضور غوث پاک۔ امام اعظم ابو حنیفہ عام فرشتوں سے بھی افضل دیکھو (مرقات) یہ تفصیل خیال میں رہے ہاں انسانیت افضل ہے ملکیت سے۔ مگر صدیق اکبر بعد انبیاء سب سے افضل ہیں۔

وَعَنْهُ قَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِیَدِیْ فَقَالَ خَلَقَ اللّٰهُ التُّرْبَةَ یَوْمَ السَّبْتِ وَخَلَقَ فِیْهَا الْجِبَالَ یَوْمَ الْاَحَدِ وَخَلَقَ الشَّجَرَ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَخَلَقَ الْمَکْرُوْهَ یَوْمَ الثُّلٰثَآءِ وَخَلَقَ النُّوْرَ یَوْمَ الْاَرْبِعَآءِ وَبَثَّ فِیْهَا الدَّوَآبَّ یَوْمَ الْخَمِیْسِ وَخَلَقَ اٰدَمَ بَعْدَ الْعَصْرِ مِنْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ فِیْ اٰخِرِ الْخَلْقِ وَاٰخِرِ سَاعَةٍ مِّنَ النَّهَارِ فِیْمَا بَیْنَ الْعَصْرِ اِلَی اللَّیْلِ ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۴۸۰) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا۔ پھر فرمایا کہ اللہ نے مٹی پیدا کی ہفتہ کے دن اور اس میں پہاڑ پیدا کئے اتوار کے دن اور درخت پیدا کئے پیر کے دن اور ناپسندیدہ چیزیں پیدا کیں منگل کے دن۔ نور پیدا فرمایا بدھ کے دن۔ اور اس میں جانور پھیلائے جمعرات کے دن ۲۔ اور آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن عصر کے بعد پیدا فرمایا۔ آخری مخلوق ہیں ۳۔ اور دن کی آخر ساعت میں عصر سے لے کر رات تک کے درمیان ۴۔ (مسلم)

(۵۴۸۰) ۱۔ ہاتھ پکڑنا یا تو اہتمام کے لئے ہے یا یہ تفصیل گنانے کے لئے یا قرب بتانے کے لئے۔ ۲۔ خلاصہ یہ ہے کہ ان مذکورہ چیزوں کی پیدائش کی ابتدا ہفتہ (سنیچر) کے دن ہوئی۔ اور انتہا جمعہ کو جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے۔ خیال رہے کہ ہفتہ کے دن سے مراد ہے اس دن کا آخری حصہ جب کہ قریباً اتوار شروع ہو جاتا ہے۔ لہٰذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں **خلقنا السموات والارض فی ستة ایام وما مسنامن لغوب** یہ کہا جاوے کہ آیت کریمہ میں آسمانوں اور زمین کی پیدائش کا

marfat.com

ذکر ہے اور یہاں زمینی چیزوں کی پیدائش کا ۳۔ یہاں آدم علیہ السلام کی پیدائش سے مراد یا تو ان کے جسم شریف کی تکمیل ہے یا جسم شریف میں روح پھونکنا مراد ہے۔ کیونکہ آدم علیہ السلام کے جسم کی ساخت تو بہت عرصہ تک ہوتی رہی۔ ہر قسم کی مٹی پانی کا جمع فرمانا پھر اس کا خمیر کرنا پھر اعضاء ظاہری باطنی کا بنانا پھر بہت روز تک سکھانا اس میں بہت دن لگے۔ یہ ایک دن اور ایک ساعت میں نہیں ہوا جمعہ کو جمعہ اسی لئے کہتے ہیں کہ اس دن میں حضرت آدم کے جسم شریف کی تکمیل ہوئی۔ جمعہ کے معنی ہیں مجتمع ہونا مکمل ہونا چونکہ آپ تمام مخلوق کے مقصود ہیں۔ اس لئے آپ کو آخر میں پیدا فرمایا گیا مقصود پیچھے ہی آتا ہے۔ ۴۔ اسی لئے جمعہ کے دن کی آخری گھڑیاں قبولیت دعا کا وقت ہیں کہ یہ آدم علیہ السلام کی پیدائش کا وقت ہے' دیکھو مرقات یہ مقام۔ اس لئے صبح صادق کا وقت قبولیت دعا کا وقت ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پاک کا وقت ہے اور بارھویں ربیع الاول شریف مبارک رات ہے مگر روزانہ صبح صادق وقت قبولیت ہے اور جمعہ کی آخری ساعتیں وقت قبولیت ہیں یعنی آدم علیہ السلام کا فیض ہفتہ میں ایک بار حضور کا فیض روزانہ۔

وَعَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ وَاَصْحَابُهٗ اِذْ اَتٰى عَلَيْهِمْ سَحَابٌ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا هٰذَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ هٰذِهِ الْعَنَانُ هٰذِهٖ رَوَايَا الْاَرْضِ يَسُوْقُهَا اللّٰهُ اِلٰى قَوْمٍ لَا يَشْكُرُوْنَهٗ وَلَا يَدْعُوْنَهٗ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا فَوْقَكُمْ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهَا الرَّقِيْعُ سَقْفٌ مَحْفُوْظٌ وَّمَوْجٌ مَكْفُوْفٌ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهَا خَمْسُ مِائَةِ عَامٍ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا فَوْقَ ذٰلِكَ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ سَمَآءَانِ بُعْدُ مَا بَيْنَهُمَا خَمْسُ مِائَةِ سَنَةٍ ثُمَّ قَالَ كَذٰلِكَ حَتّٰى عَدَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ مَا بَيْنَ كُلِّ سَمَآءَيْنِ مَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا فَوْقَ ذٰلِكَ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ اِنَّ فَوْقَ ذٰلِكَ الْعَرْشَ وَبَيْنَهٗ وَبَيْنَ السَّمَآءِ بُعْدُ مَا بَيْنَ

(۵۴۸۱) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ بیٹھے تھے کہ اچانک ان پر بادل آیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ یہ کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا اللہ رسول ہی خوب جانتے ہیں ا۔ فرمایا یہ بادل ہے' یہ زمین کے ساقی ہیں ۲۔ اللہ اسے اس قوم کی طرف لے جاتا ہے۔ جو نہ اس کا شکر کریں نہ اس سے دعا مانگیں ۳۔ پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو تمہارے اوپر کیا ہے صحابہ نے عرض کیا اللہ رسول خوب جانتے ہیں۔ فرمایا آسمان ہے۔ ۴۔ محفوظ چھت ہے اور روکی ہوئی موج ۵۔ پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے اور اس کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ عرض کیا اللہ رسول ہی جانیں۔ فرمایا تمہارے اور آسمان کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے ۶۔ پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ اس کے اوپر کیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا اللہ رسول ہی خوب جانیں۔ فرمایا دو آسمان' ان کے درمیان فاصلہ پانچ سو سال ہے پھر فرمایا اسی طرح حتی کہ سات آسمان گنائے ۷۔ ہر دو آسمانوں کے درمیان وہ فاصلہ ہے جو آسمان و زمین کے درمیان ہے ۸۔ پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ ان سب کے اوپر کیا ہے۔ عرض کیا کہ اللہ رسول ہی خوب جانیں۔ فرمایا ان کے اوپر عرش ہے ۹۔ اس کے اور آسمان کے درمیان وہ فاصلہ ہے جو دو آسمانوں کے درمیان ہے ۱۰۔ پھر فرمایا

marfat.com

السَّمَآءِ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا الَّذِيْ تَحْتَكُمْ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ اِنَّهَا الْاَرْضُ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا مَتَحْتَ ذٰلِكَ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ اِنَّ تَحْتَهَا اَرْضًا اُخْرٰى بَيْنَهُمَا مَسِيْرَةُ خَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ حَتّٰى عَدَّ سَبْعَ اَرْضِيْنَ بَيْنَ كُلِّ اَرْضَيْنِ مَسِيْرَةُ خَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ اَنَّكُمْ دَلَّيْتُمْ بِحَبْلٍ اِلَى الْاَرْضِ السُّفْلٰى لَهَبَطَ عَلَى اللّٰهِ ثُمَّ قَرَاَ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ) وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ قِرَاءَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاٰيَةَ تَدُلُّ عَلٰى اَنَّهٗ اَرَادَ لَهَبَطَ عَلٰى عِلْمِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ وَسُلْطَانِهٖ وَعِلْمُ اللّٰهِ وَقُدْرَتُهٗ وَسُلْطَانُهٗ فِيْ كُلِّ مَكَانٍ وَهُوَ عَلَى الْعَرْشِ

کیا تم جانتے ہو کہ وہ کیا ہے جو تمہارے نیچے ہے ۱۱۔ عرض کی اللہ رسول ہی خوب جانیں۔ فرمایا وہ زمین ہے پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ اس کے نیچے کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا اللہ رسول ہی خوب جانیں۔ فرمایا کہ اس کے نیچے دوسری زمین ہے جن دونوں کے درمیان پانچ سو سال ہیں ۱۲۔ حتی کہ سات زمینیں شمار فرمائیں ۱۳۔ ہر دو زمینوں کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے پھر فرمایا اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم ایک رسی نیچی زمین کی طرف لٹکاؤ تو اللہ پر ہی گرے گی ۱۴۔ پھر قرات فرمائی وہ اول ہے اور آخر ظاہر ہے۔ اور باطن اور وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ ۱۵۔ (احمد، ترمذی) اور ترمذی نے فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ آیت پڑھنا اس پر دلالت کرتا ہے کہ اس کے علم پر اس کی قدرت پر اس کی حکومت پر گرے اللہ کا علم اس کی قدرت اس کی بادشاہت ہر جگہ ہے۔ ۱۶۔ اور وہ عرش پر ہے جیسے اس نے خود اپنی کتاب میں اپنی تعریف فرمائی۔ ۱۷۔

(۵۴۸۱) ۱۔ یہ صحابہ کرام کا انتہائی ادب ہے کہ حضور انور کے سوال پر جانی پہچانی چیز کا نام بھی نہیں بتاتے کہ نہ معلوم اس سوال میں کیا راز اور اتنی ظاہر چیز کے پوچھنے میں کیا حکمت ہے ہمارے عرض کر دینے سے وہ فوت نہ ہو جائے ۲۔ روایا جمع ہے راویہ کی راویہ وہ اونٹنی بھی کہلاتی ہے جو زمین کو سیراب کرے اور وہ بڑی مشک بھی جس میں پانی بھر کر اونٹنی پر لاد کر لایا جاوے اور خشک زمین میں بکھیرا جاوے یہاں دونوں معنی بن سکتے ہیں بادل سمندر سے پانی لاتے ہیں اور ہم پر برساتے ہیں ۳۔ یعنی بارش اللہ کی نعمت عامہ ہے۔ جو ہر شاکر و کافر کو ملتی ہے جیسے ہوا اور دھوپ۔ ۴۔ یا تو آسمان دنیا کا نام رقیع ہے یا ہر آسمان کو رقیع کہتے ہیں۔ جمع ہے ارقعہ۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوتا ہے آسمان کا قوام پتلا ہے پانی کی طرح پھر بھی گرنے بگڑنے بہہ جانے سے محفوظ ہے بغیر ظاہری سہارے کے قائم ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ کی قدرت سے پھر اس کے دروازے بھی ہیں وہ بھی اس کی طرح رقیق و پتلے ہیں۔ جیسے خیمہ کا دروازہ کپڑے کا ہوتا ہے۔ ۶۔ یعنی چڑھتے ہوئے اتنا فاصلہ ہے جو کوئی چل کر چڑھ کر وہاں جائے تو پانچ سو سال میں پہنچے۔ گرنے کے متعلق وہ حدیث ہے کہ صبح کا پھینکا ہوا پتھر شام سے پہلے زمین پر آجاوے آج جو راکٹ وغیرہ اگر آسمان پر دو تین دین میں پہنچ جاتے ہوں تو یہ رفتار اور ہی ہے جیسے مدینہ منورہ کراچی سے پیدا سال بھر کا راستہ ہے مگر ہوائی جہاز سے صرف چار گھنٹے کا۔ لہٰذا حدیث واضح ہے۔ ۷۔ اسی طرح بیان فرمانا کہ ان دو آسمانوں کو علیحدہ بیان کیا باقی چار آسمانوں کو علیحدہ اعلیٰ درجہ کی فصاحت ہے اس طرح بات یاد بھی خوب رہتی ہے آسمانوں کا دل ان کی موٹائی بھی پانچ سو سال کی مسافت ہے اور دو آسمانوں کے درمیان فاصلہ بھی اتنا ہی ہے جتنا بیچ خلا ہے۔ فلاسفہ کہتے ہیں کہ تمام آسمان چپٹے ہوئے ہیں۔ جیسے پیاز کے چھلکے۔ یہ غلط ہے کیونکہ جو آسمان دیکھ کر آئے وہ ہر دو کے

marfat.com

درمیان فاصلہ بتا رہے ہیں اور فلاسفر صرف اپنے اندازے سے دیکھنے والے کا قول زیادہ قابل قبول ہے۔ ۸۔ یہ خبر نہیں کہ وہاں اس خلا میں کیا چیز ہے زمین و آسمان کے درمیان جو خلا ہے۔ اس میں تو ہوا۔ آگ پھر نہایت ٹھنڈا طبقہ یعنی زمہریر ہے۔ ۹۔ فلاسفر کہتے ہیں کہ عرش و کرسی بھی دو آسمان ہیں۔ اور آسمانوں کی تعداد نو ہے مگر غلط ہے آسمان سات ہیں عرش و کرسی ان کے علاوہ ہیں۔ ان دونوں کی حقیقت آسمانوں کی حقیقت سے وراء ہے۔ ۱۰۔ یعنی جتنا فاصلہ پانچ سو سال کا آسمان و زمین کے درمیان ہے' اتنا ہی فاصلہ ساتویں آسمان اور عرش عظیم کے درمیان ہے۔ وہ فاصلہ دو آسمانوں کے درمیان ہے۔ ۱۱۔ یہاں نیچے سے مراد قدم کے نیچے ہے۔ جس سے ہمارے قدم لگے ہوئے ہیں۔ اگرچہ حضرات صحابہ جانتے تھے کہ یہ زمین ہے مگر پھر عرض یہ ہی کیا کہ اللہ رسول جانیں یہ ہے اس بارگاہ کا ادب۔ ۱۲۔ فلاسفہ کہتے ہیں کہ زمین صرف ایک ہے یا اگر سات ہیں تو ایک دوسری سے چپٹی ہوئی ہیں۔ جیسے پیاز کے چھلکے کہ دیکھنے میں ایک ہی معلوم ہوتی ہیں مگر دو یا تین غلاف ہیں۔ زمینیں سات ہیں اور ہر دو زمینوں کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے۔ جیسا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے **خلق سبع سمٰوٰت ومن الارض مثلھن** ۱۳۔ خیال رہے کہ تمام زمینوں کی حقیقت ایک ہی ہے یعنی مٹی مگر ساتوں آسمانوں کی حقیقتیں مختلف ہیں اس لئے قرآن مجید میں سموات جمع ارشاد ہوتا ہے اور زمین کو الارض واحد کہا جاتا ہے لہٰذا یہ حدیث ان آیات کے خلاف نہیں۔ ۱۴۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے ملک اس کے علم اس کی قدرت پر گرے گی۔ جہاں پہنچے گی وہاں اللہ تعالیٰ ہی کا ملک و علم ہو گا۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے **من اقطار السموت والارض فانفذو الا تنفذون الا بسلطٰن**۔ مقصد یہ ہے کہ رب تعالیٰ کا ملک صرف آسمانوں میں محدود نہیں ہے۔ ہر جگہ ہے علماء فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج آسمانی لرائی گئی وہاں بھی رب تعالیٰ ہی کا کرم و نوازش تھی۔ حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں پہنچا کر معراج کرائی گئی وہاں بھی رب تعالیٰ ہی کا کرم و نوازش تھی (مرقات) اسی لئے حضور انور نے اگلی آیت تلاوت فرمائی۔ ۱۵۔ ان چاروں نام شریف کی تفسیر اسماء حسنیٰ کی شرح میں گزر چکی اول۔ معنی قدیم ہے کہ جب کچھ نہ تھا تو وہ تھا یہ حادث کا مقابل ہے آخر کے معنی ہیں باقی غیر فانی جب کچھ نہ رہے تو وہ رہے گا اس کے صفات ایسے ظاہر کہ بچہ بچہ جانے اس کی ذات ایسی خفی کہ کوئی اسے نہ پا سکے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ **ماعر فناک حق معرفتک** پھر اور کا تو ذکر ہی کیا۔ مولانا فرماتے ہیں۔ **شعر:۔**

☆ **یا خفی الذات محسوس العطاء** ☆ **انت کالماء ونحن کالرحی** ☆
☆ **انت کالریح ونحن کالغبار** ☆ **یختفی الریح وغیرہ جھار** ☆

ایک صوفی فرماتے ہیں۔

☆ بے حجابی یہ ہے کہ ہر ذرہ میں جلوہ آشکارا ☆ اس پہ یہ گھونگھٹ کہ صورت اج تک نادیدہ ہے ☆
☆ یار تیرے حسن کو تشبیہ دوں کس چیز سے ☆ ایک تو دیدہ ہے اور تیرے سواء نادیدہ ہے ☆

یا اول وہ جو سب کو پیدا فرمائے آخر وہ جو سب کو فنا کرے ظاہر وہ جو سب پر غالب ہو جو چاہے کرے باطن وہ جو ہر آفت زدہ مصیبت کے مارے کی پناہ ہو اس کے ساتھ ہی وہ ہر چیز کا عالم بھی ہے۔ (از مرقات) ۱۶۔ یہ وہی شرح ہے جو ابھی ہم نے عرض کی اللہ تعالیٰ کسی جگہ میں نہیں وہ جگہ سے پاک ہے۔ جب جگہ نہیں بنی تھی وہ جب بھی تنہا کہاں تھا۔ معلوم ہوا کہ وہ کہاں جہاں' یہاں وہاں سے پاک ہے ہاں اس کی سلطنت حکومت علم قدرت ہر جگہ ہے کوئی جگہ اس کی سلطنت سے خالی نہیں۔ ۱۷۔ اس میں اشارہ اس آیت

marfat.com

کریمہ کی طرف ہے **ثم استوی علی العرش** یعنی اس کا خاص تجلی گاہ عرش ہے اس کا پایہ تخت جہاں سے اس کے احکام جاری ہوتے ہیں وہ عرش ہے ورنہ عرش بھی اس کی جگہ نہیں۔ مگر خیال رکھنا کہ وہ جگہ سے تو پاک ہے مگر ملتا ہے دو جگہ یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس **لوجد واالله توابا رحیما** یا مومن کے دل میں مولانا فرماتے ہیں۔

☆ گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است ☆ من نہ گنجم ہیچ در بالاؤ پست ☆
☆ در دل مومن بہ گنجم اے عجب ☆ گر مرا جوئی دریں دلہا طلب ☆

ہونے اور ملنے میں بڑا فرق ہے۔ بلا تشبیہ بجلی کا پاور سارے تار میں ہے۔ مگر ملتا ہے وہاں جہاں بلب ہو یہ بات بہت ہی لحاظ رکھی جاوے۔

وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ طُوْلُ اٰدَمَ سِتِّيْنَ ذِرَاعًا فِيْ سَبْعِ اَذْرُعٍ عَرْضًا۔ ۱

(۵۴۸۲) روایت ہے انہیں سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت آدم کی لمبائی ساٹھ گز تھی سات گز چوڑائی

(۵۴۸۲) ۱۔ یہاں دونوں جگہ گز سے مراد شرعی گز ہے ایک ہاتھ یعنی مروجہ گز کا آدھ گز ڈیڑھ فٹ یا اٹھارہ انچ یہ بھی خیال رہے کہ ہاتھ سے مراد آج کل کا ہمارا ہاتھ ہے۔ یعنی ہمارے ہاتھ سے آپ ساٹھ ہاتھ لمبے تھے۔ اور سات ہاتھ چوڑے اور اپنے ہاتھ سے ساڑھے تین ہاتھ تھے ہر شخص چھوٹا بڑا بچہ جوان اپنے ہاتھ سے ساڑے تین ہاتھ لمبا ہوتا ہے آپ کا اپنا ہاتھ شریف ہمارے سترہ ہاتھ کا تھا۔

وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الْاَنْبِيَاءِ كَانَ اَوَّلَ قَالَ اٰدَمُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَنَبِيٌّ كَانَ قَالَ نَعَمْ نَبِيٌّ مُكَلَّمٌ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَمِ الْمُرْسَلُوْنَ قَالَ ثَلٰثُمِائَةٍ وَ بِضْعَةَ عَشَرَ جَمًّا غَفِيْرًا وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَمْ وَفَاءُ عِدَّةِ الْاَنْبِيَاءِ قَالَ مِائَةُ اَلْفٍ وَاَرْبَعَةٌ وَعِشْرُوْنَ اَلْفًا الرُّسُلُ مِنْ ذٰلِكَ ثَلٰثُ مِائَةٍ وَخَمْسَةَ عَشَرَ جَمًّا غَفِيْرًا۔

(۵۴۸۳) روایت ہے حضرت ابوذر سے فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کون سے نبی پہلے ہیں فرمایا آدم علیہ السلام ۱۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا وہ نبی تھے فرمایا ہاں کلام والے نبی ۲۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ رسول کتنے ہیں فرمایا تین سو اور کچھ اوپر دس' بڑی جماعت ۳۔ اور ایک روایت میں حضرت ابوامامہ سے ہے کہ جناب ابوذر نے فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ نبیوں کی پوری تعداد کتنی ہے فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار جن میں سے رسول تین سو پندرہ ہیں بڑی جماعت ۴۔

(۵۴۸۳) ۱۔ آدم علیہ السلام پہلے انسان ہیں اور پہلے نبی تاکہ کوئی وقت نبوت سے خالی نہ رہے زمانہ نبی سے خالی ہو سکتا ہے۔ نبوت سے خالی نہیں ہو سکتا۔ آج بھی ہمارے حضور کی نبوت موجود ہے۔ ۲۔ یعنی آپ نبی بھی تھے اور آپ پر صحیفے **الٰہیہ** بھی نازل ہوئے تھے۔ یعنی صاحب صحیفہ نبی تھے۔ ۳۔ مرسلین سے مراد رسول ہیں۔ نبی رسول اور مرسل میں چند طرح فرق کیا گیا ہے۔ ایک یہ کہ نبی وہ انسان ہیں جن پر وحی الٰہی آئے کتاب یا صحیفہ آئے یا نہ آئے' رسول وہ جن پر وحی بھی آئے اور انہیں کتاب یا صحیفہ بھی ملے مرسل وہ جن کی نئی کتاب اور نئی شریعت عطا ہو۔ نبی رسول تین سو تیرہ یا چودہ یا پندرہ ہیں۔ بعض نے فرمایا کہ نبی وہ جن پر وحی

marfat.com

بھی آئے۔ رسول وہ جن پر وحی بھی آئے اور انہیں کوئی معجزہ بھی عطا ہو (مرقات) ۴۔ یہاں ابو امامہ سے مراد ابو امامہ باہلی نہیں کہ وہ تو صحابی ہیں بلکہ ابو امامہ سہلی ابن حنیف انصاری اوسی مراد ہیں آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے دو سال پہلے پیدا ہوئے۔ عظیم الشان تابعی ہیں آپ کی عمر نوے سال ہوئی ۱۰۰ ہجری میں وفات پائی (مرقات)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْخَبَرُ كَالْمُعَايَنَةِ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَخْبَرَ مُوْسٰى بِمَا صَنَعَ قَوْمُهٗ فِي الْعِجْلِ فَلَمْ يُلْقِ الْاَلْوَاحَ فَلَمَّا عَايَنَ مَا صَنَعُوْا اَلْقَى الْاَلْوَاحَ فَانْكَسَرَتْ رَوَى الْاَحَادِيْثَ الثَّلٰثَةَ اَحْمَدُ۔

(۵۴۸۴) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خبر دیکھنے کی طرح نہیں ۱۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وہ سب کچھ بتایا جو ان کی قوم نے بچھڑے کے متعلق کیا۔ اس وقت آپ نے تختیاں نہیں گرائیں۔ پھر جب ان کی حرکت دیکھی تو تختیاں گرا دیں۔ وہ ٹوٹ گئیں ۲۔ ان تینوں حدیثوں کو احمد نے روایت کیا۔

(۵۴۸۴) ۱۔ یہ حدیث گزشتہ حدیث کے اجمال کی تفصیل ہے وہاں ارشاد ہوا تھا تین اور کچھ اور دس اس کچھ کی یہ تفصیل کی ہے یعنی کل رسول تین سو پندرہ ہیں خیال رہے کہ تین سو تیرہ کی بھی روایت ہے اور چودہ کی بھی یہاں پندرہ ہے اس لئے ایمان اس طرح لائے کہ سارے نبیوں، رسولوں پر ہمارا ایمان ہے یہ بھی یاد رکھو کہ نبی رسول اور مرسل میں خاص خاص کی نسبت ہے جیسے انسان اور حیوان میں ہر مرسل رسول بھی ہے نبی بھی مگر ہر نبی رسول یا مرسل نہیں۔ نکتہ نبی ایک لاکھ چوبیس ہزار رسول تین سو تیرہ۔ مرسل چار ہیں اسی طرح صحابہ کرام ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں۔ اصحاب بدر تین سو تیرہ ہیں اور خلفاء راشدین چار پھر چار مرسلین ہیں ایک ہیں خاتم المرسلین یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح چار خلفاء راشدین ہیں ایک ہیں افضل الخلق بعد السیسین یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ یعنی خبر چاہے کتنی ہی یقینی ہو مگر اس کا اثر مشاہدہ کی طرح نہیں ہوتا۔ مشاہدہ اور نظارہ کی دل پر تاثیر ہی عجیب ہوتی ہے اس سے پتہ لگا کہ حضور سید المرسلین ہیں کیونکہ سارے نبیوں کو رب تعالیٰ کی ذات و صفات کی عالم غیب میں خبر دی گئی۔ مگر حضور انور کو معراج کی رات ان سب کا مشاہدہ معائنہ کرایا گیا۔ خبر معائنہ کی طرح نہیں ہو سکتی تو خبیر بھی بصیر کی طرح نہیں ہو سکتے۔ **انا ارسلنک شاهدا** اس لئے حضرت خلیل نے عرض کیا تھا کہ مولیٰ مردے بلا کر دکھا دے تاکہ میں اس پر صرف خبیر نہ رہوں۔ بصیر بھی ہو جاؤں۔ خلیل کو مردے اور ان کا جی اٹھنا دکھایا گیا۔ حضور کو جلانے والا خود حی قیوم دکھایا گیا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ۲۔ یہ واقعہ اس دعویٰ کی تائید کے طور پر بیان فرمایا گیا کہ بنی اسرائیل کی بچھڑا پرستی کی خبر موسیٰ علیہ السلام کو رب نے ہی دے دی تھی۔ جو بالکل یقینی سچی تھی۔ مگر آپ کو جوش غضب جب آیا اور توریت کی تختیاں آپ نے جب ڈالیں جب کہ اس کو آنکھوں سے مشاہدہ فرمایا۔ اس کی تفصیل و تشریح ہماری تفسیر میں دیکھو۔

یہ مرات جلد ہفتم آج ۵ ذی قعدہ ۱۳۸۷ھ ۵ فروری ۱۹۶۸ بروز دوشنبہ ختم ہوئی۔ رب تعالیٰ آٹھویں جلد بھی مکمل کرائے۔

marfat.com


مکتبہ اسلامیہ
لاہور